جلد دہم

ولقد یسرنا القرآن للذکر فہل من مدکر

الحمد للہ کہ تفسیر قرآن مجید جامع دو تفسیر یعنی تفسیر ابن کثیر و فتح البیان است

ترجمان القرآن بلطائف البیان

باہتمام شیخ عبد الرحمن و احمد و عبد الحی پسران شیخ محی الدین مرحوم تاجر کتب لاہور

در مطبع صدیقی لاہور مطبوع گردید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سورۃ الشعراء

سورۂ شعراء مین ۲۲۷ آیتین ہین اور گیارہ رکوع اور ۱۳۴۷ کلمے اور ۵۶۸۹ حرف اور یہ سورت جمہور کے نزدیک مکی ہے اور یہی قول ہے ابن زبیر کا اور ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا یہ سورت مکہ مین اتری ہے آخری پانچ آیتون کے سوا کہ وہ مدینہ مین نازل ہوئی ہین وَالشُّعَرَآءُ یَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ سے لیکر آخر تک براء کہتے ہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ نے مجکو سبع طوال (سورتین) توریت کی جابجا دی ہین اور مئین (سورتین) انجیل کی جابجا اور طواسین (سورتین) زبور کی جابجا اور حمیمین اور مفصل مجکو بڑہتی مین دی ہین انکو کسی پیغمبر نے میرے پہلے نہین پڑہا اَخْرَجَہُ الْقُرْطُبِیُّ فِیْ تَفْسِیْرِہٖ اور نکالا قرطبی نے ہی ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دیا گیا ہون مین مفصل بڑہتی ہین ابن کثیر نے کہا اور مالک کی تفسیر مین سورۂ شعراء کا جمعہ کے ساتھ مسمے ہونا بھی واقع ہوا ہے.

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

طٰسٓمّٓ ۞ تِلْكَ اٰیٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِیْنِ ۞ لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ اَلَّا یَكُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ ۞ اِنْ نَّشَاْ نُنَزِّلْ عَلَیْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ اٰیَةً فَظَلَّتْ اَعْنَاقُهُمْ لَهَا خٰضِعِیْنَ ۞ وَمَا یَاْتِیْهِمْ مِّنْ ذِكْرٍ مِّنَ الرَّحْمٰنِ مُحْدَثٍ اِلَّا كَانُوْا عَنْهُ مُعْرِضِیْنَ ۞ فَقَدْ كَذَّبُوْا فَسَیَاْتِیْهِمْ اَنْۢبٰٓؤُا مَا كَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ ۞ اَوَلَمْ یَرَوْا اِلَى الْاَرْضِ كَمْ اَنْۢبَتْنَا فِیْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِیْمٍ ۞ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً ۞ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۞ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ۞

یہ آیتین ہین کہول سناتی کتاب کی شاید تو گہونٹ مارے اپنی جان اس پر کہ وہ یقین نہین کرتے اگر ہم چاہین اتار دین آسمان سے ایک نشانی پہر رہجاوین انکی گردنین

اوسکے آگے پیچھے اور نہین پہنچتی ان پاس کوئی نصیحت رحمن سے نئی جس سے منہ نہین موڑتے سو یہہ جھٹلا چکے
اب پہونچیگی انپر حقیقت اس بات کی جسپر ہنسی کرتے تھے کیا نہین دیکھتے زمین کو کتنی اوگائین ہمنے اسپر ہر بہانت
بہانت چیزین خاصی البتہ اسمین نشان ہے اور وہ بہت لوگ نہین ماننے والے اور تیرا رب وہی ہے زبردست رحم والا
ف یعنے نہ ماننے پر جلد عذاب نہین بہیجتا انتہے ما فی موضح القرآن ف حافظ ابن کثیر صاحب فرماتے
ہین حروف مقطعہ جو سورتون کے اوائل مین اللہ نے بیان کیے ہین انپر گفتگو ہم سورہ بقرہ مین کر چکے اور کتاب سے
قرآن مراد ہے اور مبین بمعنے مین واضح جلی ہے جس سے فیصلہ ہو حق اور باطل اور غی اور رشاد کے درمیان اور
باخع بمعنے مہلک ہے اور اسمین تسلی ہے اللہ کیطرف سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کفار کے آپکے ساتھ ایمان
نہ لانے مین وہذہ الآیۃ کما قال تعالے فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسَرَاتٍ إِنَّ اللّٰهَ عَلِيمٌ بِمَا
يَصْنَعُونَ یعنے سو تیرا جی نہ جاتا رہے انپر پچہتا پچہتا کر اللہ جانتا ہے جو وہ کرتے ہین اور جیسے فرمایا فَلَعَلَّكَ
بَاخِعٌ نَفْسَكَ عَلَىٰ آثَارِهِمْ إِنْ لَمْ يُؤْمِنُوا بِهَٰذَا الْحَدِيثِ أَسَفًا یعنے شاید تو گہونٹ ڈالیگا اپنی
جان انکے پیچھے اگر وہ نہ مانینگے اس بات کو پچہتا پچہتا کر مجاہد اور عکرمہ اور قتادہ اور عطیہ اور ضحاک اور حسن وغیرہم نے
باخع نفسک کی تفسیر مین کہا قاتل نفسک پہر فرمایا إِنْ نَشَأْ نُنَزِّلْ عَلَيْهِمْ مِنَ السَّمَاءِ آيَةً فَظَلَّتْ
أَعْنَاقُهُمْ لَهَا خَاضِعِينَ یعنے اگر ہم چاہتے تو ایسی نشانی اتارتے جو انکو ایمان لانے کیطرف قہراً وجبراً
مضطر کرتے ولکن ہمنے یہ کام نہین کیا کیونکہ ہم نہین چاہتے کسی سے مگر اختیاری ایمان فلہذا اللہ سبحانہ نے دوسری
آیت مین فرمایا وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ لَآمَنَ مَنْ فِي الْأَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيعًا أَفَأَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتَّىٰ يَكُونُوا
مُؤْمِنِينَ یعنے اگر تیرا رب چاہتا تو یقین لاتے جتنے لوگ زمین مین ہین سارے تمام اب کیا تو زور کریگا لوگون پر کہ
ہو جاوین باایمان اور فرمایا وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ أُمَّةً وَاحِدَةً وَلَا يَزَالُونَ مُخْتَلِفِينَ إِلَّا مَنْ رَحِمَ
رَبُّكَ وَلِذَٰلِكَ خَلَقَهُمْ وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ یعنے اگر
چاہتا تیرا رب کر ڈالتا لوگونکو ایک راہ پر اور ہمیشہ رہتے ہین اختلاف مین مگر جسپر رحم کیا تیرے رب نے اور اسیواسطے
انکو پیدا کیا ہے اور پورا ہوا لفظ تیرے رب کا کہ البتہ بہرونگا دوزخ جنون سے اور آدمیون سے تو اسکی تقدیر جاری
ہے اور اسکی حکمت ماضی اور اسکا الزام قائم ہے مخلوق پر ارسال رسل کے ساتھہ انکی طرف اور کتابون کے اتارنے
کے ساتھہ انپر پہر فرمایا وَمَا يَأْتِيهِمْ مِنْ ذِكْرٍ مِنَ الرَّحْمَٰنِ مُحْدَثٍ إِلَّا كَانُوا عَنْهُ مُعْرِضِينَ یعنے جب آسمانی کتاب
نازل ہوا کرتی ہے تو بہت لوگ منہ موڑا کرتے ہین وہذہ الآیۃ کما قال تعالی وَمَا أَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ

بِمُؤْمِنِيْنَ یعنے اور بہت لوگ ایمان نہ لاوینگے اگرچہ تو للچاوے وکما قال تعالی حاکیا عن حبیب النجار یَا حَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ مَا يَأْتِيهِمْ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ یعنے کیا افسوس ہے بندون پر کوئی رسول نہین آیا ان پاس جس سے ٹھٹھا نہین کرتے وکما قال تعالے ثُمَّ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرَا كُلَّمَا جَاءَ أُمَّةً رَسُولُهَا كَذَّبُوهُ فَأَتْبَعْنَا بَعْضَهُمْ بَعْضًا وَجَعَلْنَاهُمْ أَحَادِيثَ فَبُعْدًا لِقَوْمٍ لَا يُؤْمِنُونَ یعنے پہر بہیجتے رہے ہم رسول لگاتار جہان پہونچا کسی امت پاس اُنکا رسول اُنکو جہٹلا دیا پہر چلاتے گئے ہم ایک کے پیچہے ایک اور کرڈالا ان کو کہانیان سو دور ہوجاوین جو لوگ نہین مانتے ولهذا فرمایا فَقَدْ كَذَّبُوا فَسَيَأْتِيهِمْ أَنْبَاءُ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ یعنے اونہون نے حق کی تکذیب کی جب وہ حق اُن کے پاس پہنچا اور معلوم کرلینگے اسکا احوال تہوڑی دیر کے پیچہے اور معلوم کرلینگے ظلم کرنیوالے کس کروٹ الٹتے ہین پہر اس نے اپنی عظیم سلطنت اور جلالت قدرت شان پر متنبہ کیا اور وہ قاہر عظیم قادر ہے جس نے بنائی زمین اور اُگائی اس مین بہانت بہانت کی جوڑی عمدہ زروع اور ثمار اور حیوان سے اور فرمایا أَوَلَمْ يَرَوْا إِلَى الْأَرْضِ كَمْ أَنْبَتْنَا فِيهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيمٍ شعبی کہتے ہین لوگ زمین کیطرح ہین پہر جو جانے جنت مین داخل ہوا وہ کریم ہے اور جو دوزخ مین گیا لئیم ہے پہر فرمایا إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ یعنے اس مین دلالت ہے خالق اشیاء کی قدرت پر جس نے بچہائی زمین اور بلند کیا آسمان کی چہت کو دہندا بہت لوگ نہین مانتے بلکہ جہٹلاتے ہین اسکو اور اسکے رسولون کو اور اسکی کتابون کو اور مخالفت کرتے ہین اسکے امر کی اور مرتکب ہوتے ہین اسکی نہی کے پہر فرمایا وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ یعنے تیرا رب غالب ہے ہر چیز پر اور قاہر مہربان ہے مخلوق پر نہ ملنے پر جلد نہین پکڑتا بلکہ دیر کرتا ہے اور مہلت دیتا ہے پہر پکڑیگا ان کو پکڑنا زبردست قابو مین لانیوالے کا کہا ابو العالیہ اور قتادہ اور ربیع بن انس اور ابن اسحق نے عزیز ہے اپنے انتقام اور انتصار مین ان لوگون سے جو اسکے امر کے مخالف ہین اور اسکے سوا اورون کے عابد ہین اور کہا سعید بن جبیر نے رحیم ہے اس شخص پر جو اسکی طرف توبہ کرے اور اسکی طرف رجوع کرے فتح کا بیان یہ ہے طسم کا محل رفع ہے ابتدا پر اگر اس سورت کا نام ہے جیسی اسکی طرف بہت لوگ گئے ہین یا اسپر کہ یہ خبر ہے یا منصوب ہے محلاً اس تقدیر پر کہ اسکے پہلے اذکر یا اقرء مقدر ہے اور یہی یہ صورت کہ یہ سرود ہے تعدید کی نمط پر جیسے مر اگذرا تو اسکے اعراب کا کوئی محل نہین ہے بعض نے کہا یہ اسم ہے اسماء الہی سے بعض نے کہا یہ اسم ہے اسماء قرآن سے بعض نے کہا اس سورت کا نام ہے بعض نے کہا اللہ نے قسم کہائی ہے اپنی طول

اور سنا اور ہلاک کی اور کہا ابن عباسؓ نے طسمٓ کی تفسیر کے جاننے مین علما عاجز ہین اور یہی اس مقام کے
لائق ہے اور اسی لیے جلال الدین محلی نے کہا اس کی تفسیر مین واللہ اعلم بمرادہ بذلک یعنی اللہ بہتر جانے
اسکی اس لفظ سے کیا مراد ہے اور تلک کا اشارہ اس سورت کی طرف ہے یا اس سورت کی آیتون کیطرف اور کتاب سے
قرآن مراد ہے اور مبین سے یہ مراد ہے کہ یہ قرآن حق کو باطل سے جدا کرنیوالا ہے یا اسکا اعجاز مبین اور ظاہر ہے
اور اگر ابان لازم سے ماخوذ ہے جو بان کے معنے مین ہے اور یہ معنے مقام کے لائق اور مرام کے موافق ہین
اور اسی لیے صاحب کشاف نے اس معنی پر اقتصار کیا اور باخع بمعنے مہلک و قاتل ہے اور کلمہ لعل اس آیت مین
اشفاق کے لیے ہے یعنے ڈر جان کے ہلاک ہونے سے اور مہربانی کر جان پر اس غم کی تخفیف کے ساتھ اور اس لفظ
کی تحقیق سورہ کہف مین گذر چکی اور باخع نفسک کو اضافت کے ساتھ بھی پڑھا گیا ہے اور الا یکونوا مین
ضمیر اہل مکہ کیطرف ہے اور اسمین تسلی ہے جناب رسالت مآب کے لیے صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کیونکہ آپ حرص کرتے
تھے اپنی قوم کے ایمان پر اور بہت پچھتاتے تھے انکے اعراض پر اور جملہ ان نشا الآیۃ مستانفہ ہے چلایا گیا ہے
لعلک باخع کی تعلیل کے لیے اور معنی یہ ہین اگر ہم چاہتے تو ایسی آیت و علامت و نشانی اتار سکتے تھے جو انکو مضطر
کرتی ایمان کی طرف ولکن قضا ثابت ہو چکی ہے کہ ہم ایسی آیت نہ اتارینگے اور جملہ فظلت اعناقہم لہا خاضعین کے معنی
یہ ہین کہ پھر وہ اسکے فرمانبردار ہو جاتے بعض نے کہا اصل عبارت یون ہے فظلوا لہا خاضعین اور داخل ہوا لفظ اعناق کا
عبارت مین تقریر اور تصویر کے لیے کیونکہ گردنین خضوع کا مقام ہین بعض نے کہا جبکہ اعناق صفات عقلا کی ساتھ موصوف
ہین تو انکے قائم مقام رکھی گئین اور موصوف ہوئین اسی چیز کے ساتھ جسکے ساتھ عقلا موصوف ہوتے ہین عیسی بن عمرو
نے کہا خاضعین اور خاضعۃ یہ دونو لفظ برابر ہین اور اسی کو مبرد نے اختیار کیا اور معنی یہ ہین کہ جب انکی گردنین خاضع
ہو جائین تو وہ بھی ذلیل ہو جاتے تو اعناق سے اصحاب اعناق مراد ہین اور کلام عرب مین یہ جائز ہے کہ اول جزو
کے خبر کو چھوڑ جاوے اور دوسرے سے خبر دیجاوے اور مجاہد نے کہا اعناق سے انکے کبرا مراد ہین نحاس نے کہا اعناق
کا کبرا کے معنی مین ہونا لغت عرب مین معروف ہے کہا کرتے ہین جاءنا عُنُق من الناس جب انکے پاس لوگون
مین سے رؤسا آوین ابوزید اور اخفش کا یہ قول ہے کہ اعناق سے جماعتین مراد ہین اور ابن عباسؓ نے کہا
خضوع سے ذلت مراد ہے اور محدث مین نزول کا حدث مراد ہے اور جب کوئی چیز قران مین سے ایک کے بعد
اترتی تو وہ بہ نسبت پہلی کے نئی ہوتی تھی اور اس آیت کی مثل کی تفسیر سورہ انبیا مین گذر چکی اور کفار
کے عقوبت کو انبا سے تعبیر کیا اسلیے کہ اسکی قرآن نے خبر دی ہے اور اس آیت مین وعید شدید ہے

کفار کے لیے اور اسکی مثل کی تفسیر سورہ انعام مین گذر چکی پہر اللہ سبحانہ وتعالے نے ان امور حسیہ کا بیان کیا
جنمین غور کرنے والے اور بیان کرنے والی اور انسے استدلال لینے والے کو اللہ کی کمال قدرت پر عظیم دلیل اور
اوضح برہان ہاتہہ آسکتا ہے اور اللہ نے بیان کیا کہ جسنے ظاہر کی ہین لوگون کے دلیلین جو وقتاً بعد وقت
موجود ہوتی رہتی ہین اور وہ دلالت کیا کرتی ہین اللہ کی توحید پر اور بعد اسکے لوگ اپنے کفر پر مستمر ہین اور
فرمایا اَوَلَمْ یَرَوْا اِلَی الْاَرْضِ یعنے زمین کے عجائبات کا نظارہ نہین کرتے اور اللہ تعالی نے ان بعض عجائبات
کو بیان کیا اپنے قول کم انبتنا فیہا کے ساتھہ تو اس آیت مین اللہ سبحانہ نے خبردار کیا ہے اپنی عظمت
اور قدرت پر اور فرمایا ہے کہ اگر یہ چھوٹی سحری غور کرتے جیسے غور کرنی چاہیے تو جان لیتے کہ وہی سبحانہ معبود
ہونیکے لائق ہے اور زوج سے یہان صنف اور نوع مراد ہے فرا نے کہا زوج سے لون مراد ہے اور کہا
زجاج زوج بمعنے نوع ہے اور کریم بمعنے محمود ہے اور معنے یہ ہین کہ اگائے ہمنے جوڑے ہر قسم کے مفید جنکے
اگانے پر رب العالمین کے سوا اور کوئی قادر نہین ہے کیونکہ کوئی انگوری نہین ہے مگر اسکا فائدہ علیحدہ
ہے اور کریم اصل مین کہتے ہین عمدہ و شریف کو جب کہجور بہت پہل لادے تو کہتے ہین کہ نخلۃ کریمۃ اور جو شخص
لوگون کو فائدہ پہنچاوے اسکو کہتے ہین رجل کریم شریف فاضل اور اسیطرح جس کتاب کے معانی پسندیدہ ہون
اسکی وصف مین کہتے ہین کتاب کریم اور نبات کریم وہ ہے جو اپنے فائدون مین پسندیدہ ہو شعبی نے کہا
لوگون کی مثال زمین کی انگوری کی طرح ہے پہر جو ان مین سے جنت کی طرف گیا تو وہ کریم ہے اور جسکا
انجام دوزخ ہوا وہ لئیم ہے اور کثرت اور احاطہ کے دو کلمون کے جمع کرنے مین فائدہ یہ ہے کہ کل کا کلمہ دلالت
کرتا ہے ازواج نباتات کے احاطہ پر تفصیلاً اور کلمہ کم دلالت کرتا ہے کہ یہ محیط متکاثر مفرط الکثرت ہے اور اس
مین تنبیہ ہے اللہ کی کمال قدرت پر قالہ الزمخشری والیہ اشار فی التقریر اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ مین اشارہ ہے
انبات مذکور کیطرف یا ہر زوج کی طرف اور آیت سے دلالت بینہ اور علامت واضحہ مراد ہے اللہ سبحانہ تعالے
کی کمال قدرت اور بدیع صنعت پر اور لام آیت پر زائدہ ہے اور یہ آیت اس سورت مین آٹہہ بار مذکور ہوئی ہے
پہر اللہ سبحانہ وتعالے نے خبر دی کہ ان مین سے بہت لوگ اپنی ضلالت پر مستمر اور اپنے جحود اور تکذیب اور
استہزا پر پکے رہینگے اور فرمایا وَمَا کَانَ اَکْثَرُھُمْ مُّؤْمِنِیْنَ یعنے میری علم مین یہ بات سبقت کر چکی
ہے کہ یہ لوگ ایمان نہ لادینگے ولہذا انکو ایسی عظام آیتین مفید نہین ہین سیبویہ نے کہا کان کا لفظ
اس آیت مین صلہ یعنے زائدہ ہے اور تیرا رب غالب تہا جب ان لوگون سے انتقام لینے مین باوجود کثیر الرحمت ہونیکے

ولہذا انکو مہلت دیکہی ہے اور نہیں جلدی کرتا اُنپر عذاب کرنے مین یا یہ معنے ہین کہ وہ انتقام لینے والا ہی اپنے اعدا سے اور رحیم ہے اپنے اولیا پر وَاِذْ نَادٰى رَبُّكَ مُوْسٰۤى اَنِ ائْتِ الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۙ قَوْمَ فِرْعَوْنَ ؕ اَلَا يَتَّقُوْنَ ۝ قَالَ رَبِّ اِنِّىْۤ اَخَافُ اَنْ يُّكَذِّبُوْنِ ؕ وَيَضِيْقُ صَدْرِىْ وَلَا يَنْطَلِقُ لِسَانِىْ فَاَرْسِلْ اِلٰى هٰرُوْنَ ۝ وَلَهُمْ عَلَىَّ ذَنْۢبٌ فَاَخَافُ اَنْ يَّقْتُلُوْنِ ۚ ۝ قَالَ كَلَّا ۚ فَاذْهَبَا بِاٰيٰتِنَاۤ اِنَّا مَعَكُمْ مُّسْتَمِعُوْنَ ۝ فَاْتِيَا فِرْعَوْنَ فَقُوْلَاۤ اِنَّا رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۙ اَنْ اَرْسِلْ مَعَنَا بَنِىْۤ اِسْرَآءِيْلَ ؕ قَالَ اَلَمْ نُرَبِّكَ فِيْنَا وَلِيْدًا وَّلَبِثْتَ فِيْنَا مِنْ عُمُرِكَ سِنِيْنَ ۝ وَفَعَلْتَ فَعْلَتَكَ الَّتِىْ فَعَلْتَ وَاَنْتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ قَالَ فَعَلْتُهَاۤ اِذًا وَّاَنَا مِنَ الضَّآلِّيْنَ ؕ ۝ فَفَرَرْتُ مِنْكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ فَوَهَبَ لِىْ رَبِّىْ حُكْمًا وَّجَعَلَنِىْ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ وَتِلْكَ نِعْمَةٌ تَمُنُّهَا عَلَىَّ اَنْ عَبَّدْتَّ بَنِىْۤ اِسْرَآءِيْلَ ؕ

اور جب پکارا تیرے ربنے موسیٰ کو کہ جا اس قوم گنہگار پاس قوم فرعون پاس کیا انکو ڈر نہین بولا اے رب مین ڈرتا ہون کہ مجہکو جھٹلاوین اور رکجاتا ہے میرا جی اور نہین چلتی میری زبان سو پیغام دے ہارون کو اور انکو مجہپر ہے ایک گناہ کا دعوے سو ڈرتا ہون کہ مجہکو مار ڈالین فرمایا کوئی نہین تم دونو جاؤ لیکر ہماری نشانیان ہم ساتہ تمہارے سنتے ہین سو جاؤ فرعون پاس اور کہو ہم پیغام لائے ہین جہان کے صاحب کا کہ چلادی ہمارے ساتہ بنی اسرائیل کو بولا ہمنے پالا نہین تجکو اپنے اندر لڑکا سا اور رہا تو ہم مین اپنی عمر مین سے کئی برس اور کرگیا تو اپنا وہ کام جو کرگیا اور تو ہے ناشکر کہا کیا تو ہے میں وہ اور مین تہا چوکنے والا پہر بہاگا مین تم سے جب تمہارا ڈر دیکھا پہر بخشا مجہکو میرے ربنے حکم اور ٹہرایا مجکو پیغام پہنچانے والا اور وہ احسان ہی جو تو مجہپر رکہی کہ غلام کرلیے تونے بنی اسرائیل ف بنی اسرائیل کا وطن تہا ملک شام حضرت ابراہیمؑ کے وقت سے حضرت یوسفؑ کی سبب مصر مین آرہے کتنی مدت گذری اب حقتعالی نے انکو ملک شام دینا چاہا فرعون انکو نہ چھوڑتا تہا کہ انسے کام لیتا بیگار مین اور یہ جو فرمایا اور کرگیا تو اپنا وہ کام جو کرگیا اور تو ہی ناشکر تو یہ اسلیے کہ ایک قبطی کا خون ہوا تہا اُن سے سورہ قصص مین قصہ آویگا انتہے ما قال الشاہ عبدالقادر المرحوم فی موضحہ ف اللہ تعالے خبر دیتا ہے کہ اُسنے ارشاد فرمایا اپنے بندہ اور رسول اور کلیم موسیٰ بن عمران علیہ السلام کو فرعون اور اسکی قوم کیطرف جانے کا جب پکارا اسکو طور کی داہنی طرف سے اور کلام کی اس سے اور مناجات کی اس سے اور رسول بنایا اوسکو اور چن لیا اسکو ولہذا فرمایا اِنِ ائْتِ الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ قَوْمَ فِرْعَوْنَ اَلَا يَتَّقُوْنَ اس حکم کی تعمیل مین موسیٰ نے کہا رَبِّ اِنِّىْ اَخَافُ اَنْ يُّكَذِّبُوْنِ

ویضیق صدری ولا ینطلق لسانی فارسل الی ہارون ولہم علی ذنب فاخاف ان یقتلون یہ انکو اعذار ہین جنکو دور کریکا اسنے سوال کیا کما قال تعالے فی سورہ طٰہٰ قَالَ رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّن لِّسَانِي يَفْقَهُوا قَوْلِي وَاجْعَل لِّي وَزِيرًا مِّنْ أَهْلِي هَارُونَ أَخِي اشْدُدْ بِهِ أَزْرِي وَأَشْرِكْهُ فِي أَمْرِي كَيْ نُسَبِّحَكَ كَثِيرًا وَنَذْكُرَكَ كَثِيرًا إِنَّكَ كُنتَ بِنَا بَصِيرًا قَالَ قَدْ أُوتِيتَ سُؤْلَكَ يَا مُوسَىٰ یعنی بولا موسیٰ اے رب کشادہ کر میرا سینہ اور آسان کر میرا کام اور کہول گرہ میری زبان سے کہ بوجہین میری بات اور دے مجہکو ایک کام بٹانے والا میرے گہر کا ہارون میرا بہائی اس سے بند ہا میری کمر اور شریک کر اسکو میرے کام کا کہ تیری پاک ذات کا بیان کرین ہم بہت سا اور یاد کرین تجہکو بہت سا تو تو ہے ہمکو خوب دیکہتا فرمایا ملا تجہکو تیرا سوال اے موسیٰ اور یہ جو فرمایا میرا سینہ کشادہ کر اسلیے کہ خفگی نہ آوے اور گرہ کا کہلنا اسلیے مانگا کہ لڑکپن مین زبان جل گئی تہی صاف بول نہ سکتے تہے اور یہ جو فرمایا مینے ایک گناہ کیا ہوا ہے تو اس سے قبطی کا مارنا مراد ہے جو انکے بلاد مصر سے جانے کا سبب ہوا اللہ تعالی نے فرمایا کوئی نہین مت ڈرو اور لیجاؤ میری نشانیان مین تمہارے ساتہہ سنتا ہون کما قال تعالے فی سورۃ القصص سَنَشُدُّ عَضُدَكَ بِأَخِيكَ وَنَجْعَلُ لَكُمَا سُلْطَانًا فَلَا يَصِلُونَ إِلَيْكُمَا بِآيَاتِنَا أَنتُمَا وَمَنِ اتَّبَعَكُمَا الْغَالِبُونَ یعنی اللہ تعالے نے فرمایا ہم زور دینگے تیرے بازو کو تیرے بہائی سے اور دینگے تم کو غلبہ پہر وہ نہ پہونچ سکینگے تم تک ہماری نشانیون سے تم اور جو تمہارے ساتہہ ہوا اوپر رہوگے اور یہ جو فرمایا فَاذْهَبَا بِآيَاتِنَا إِنَّا مَعَكُم مُّسْتَمِعُونَ تو یہ آیت اللہ تعالے کی اس قول کیطرح ہے لَا تَخَافَا إِنَّنِي مَعَكُمَا أَسْمَعُ وَأَرَىٰ یعنے فرمایا نہ ڈرو مین ساتہہ ہون تمہارے سنتا ہون اور دیکہتا اور یہ جو فرمایا فَقُولَا إِنَّا رَسُولُ رَبِّ الْعَالَمِينَ تو یہ اللہ تعالی کے اس قول کیطرح ہے جو سورہ طٰہٰ مین ہے فَقُولَا إِنَّا رَسُولَا رَبِّكَ یعنے تم دونو کہو ہم دونو بہیجے ہین تیرے رب کے یعنے ہم مین سے ہر ایک کو تیریطرف بہیجا ہے أَنْ أَرْسِلْ مَعَنَا بَنِي إِسْرَائِيلَ یعنے بنی اسرائیل کو اپنی قید اور قبضہ اور قہر اور تعذیب سے چہوڑ دے وہ اللہ کے ایماندار بندے ہین اور اسکے مخلصین جماعت اور تو نے انکو عذاب مہین مین ڈال رکہا ہے جب موسیٰ اللہ تعالیٰ کا پیغام پہونچا چکے تو فرعون نے اس پیغام سے بالکلیہ اعراض کیا اور موسیٰ کیطرف حقارت اور خرد شماری کی نگاہ سے دیکہا اور بولا أَلَمْ نُرَبِّكَ فِينَا وَلِيدًا وَلَبِثْتَ فِينَا مِنْ عُمُرِكَ سِنِينَ یعنے تو تو وہی ہے جسکو ہمنے پالا اپنے درمیان رکہکر اور اپنے گہر رکہکر اور کئی سال

اسپر احسان کرتے رہے پہر تو نے اس احسان کا یہ بدلا اُتارا کہ ہمارے لوگون مین سے ایک شخص کو مار ڈالا اور منکر
ہوگیا ہماری احسان کا جو تجہپر ثابت ہے وہذا ہو لا وَاَنْتَ مِنَ الْكَافِرِينَ یعنے اور تہ تو ناشکرا ہے کافرین کی
جاحدین کے ساتہ تفسیر کی ابن عباسؓ اور عبدالرحمن بن زید بن اسلم نے اور پسند کیا اسکو ابن جریر نے موسیٰؑ
نے جواب دیا فَعَلْتُهَا اِذًا وَّاَنَا مِنَ الضَّآلِّيْنَ یعنے کیا مینے یہ کام اسحالت مین جب مین وحی کے ساتہ مشرف
تہا اور نہ مین رسالت اور نبوت کے ساتہ منعم تہا اور ابن عباسؓ اور مجاہد اور قتادہ اور ضحاک وغیرہم نے ضلالت
کی تفسیر کی ہے جہالت کے ساتہ اور کہا ہے انا من الضالین اے الجاہلین کہا ابن جریج نے اور ایسا ہی ہے عبد اللہ
بن مسعودؓ کی قرأت مین پہر فرمایا فَفَرَرْتُ مِنْكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ الآیۃ یعنے اب وہ حالت نہین ہی اب اور بات
ہوگئی وہ یہ کہ مجہکو اللہ نے رسول بنا کر تیرے پاس بہیجدیا اگر تو میری فرمانبرداری کریگا بچ جاویگا اور اگر خلاف
کریگا ہلاک ہوجاویگا پہر فرمایا موسےؑ نے وَتِلْكَ نِعْمَةٌ تَمُنُّهَا عَلَيَّ اَنْ عَبَّدْتَّ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ
یعنے جو تو نے مجہپر احسان کیا اور میری پرورش کی ایک شخص پر احسان کرنا اور اسکی پرورش کرنی اس برائی کا مقابلہ کر
سکتا ہے جو تو بنی اسرائیل پر کر رہا ہے کہ تو نے انکو بنا رکہا ہے غلام اور خادم دست اندازی کرتا ہے تو ان مین
اپنے اعمال کرانے مین اور رعیت کی سخت کامون مین یہ تیرا احسان مجہپر بنسبت اس برائی کے جو تو بنی اسرائیل پر کر
رہا ہے کچہ حقیقت نہین رکہتا۔ فتح کا بیان یہ ہے کہ یہ جملہ مستانفہ ہے اس اعراض اور تکذیب اور استہزا کے ثابت کرنیکے
لیے جلایا گیا ہے جنکا آیات اول مین مذکور ہے اور یہ شروع ہے سات قصون کا جن مین پہلا قصہ موسے
علیہ السلام کا ہے اور دوسرا ابراہیم علیہ السلام کا اور تیسرا نوح علیہ السلام کا اور چوتہا ہود علیہ السلام کا اور
پانچوان صالح علیہ السلام کا اور چہٹا لوط علیہ السلام کا اور ساتوان شعیب علیہ السلام کا اور تقدیر عبارت
یہ ہے اور پڑہ اے محمد جب پکارا یا یاد کر اے محمد جب پکارا اور ندا بمعنے دعا ہے اور اللہ تعالے نے انکو بلایا
تہا جب انہون نے درخت اور آگ کو دیکہا اور یہ ندا ایسی کلام کے ساتہ تہی جسکو سنا موسیٰؑ نے ہر طرف سے
بلا واسطہ اور یہ اس کلام کا شروع اور مطلع نہین ہے جو چیز ندا مین وارد ہوئی اور اسکی تفصیل تو سورۂ طٰہٰ
مین گذری اللہ تعالے کے قول اِنِّیْٓ اَنَا رَبُّكَ ۔ لِنُرِيَكَ مِنْ اٰيٰتِنَا الْكُبْرٰى تک مین اور انکی صفت
ظلم بیان کیا کیونکہ انہون نے جمع کیا کفر کو جسکے ساتہ انہون نے بے انصافی کی اپنی جانون پر اور معاصی
کو جسکے ساتہ انہون نے ظلم کیا غیر پر جیسے بنی اسرائیل کو غلام بنایا اور انکے بیٹے ذبح کیے اور بنی اسرائیل
کی تعداد اسوقت چہہ لاکہ تیس ہزار تہی اور قوم فرعون سے قبطی مراد ہین تو موسےؑ نے تین عذر پیش کیے

جنمین سے ہر ایک علیٰ لیے اپنے ماقبل پر مرتب ہے اور انکی یہ غرض نہ تھی کہ مین رسول ہونا نہین چاہتا بلکہ انہون نے اس امر ثقیل
کی برداشت سے عاجز ہونا ظاہر کیا اور اس برداشت پر اللہ سے مدد طلب کی اور بولے رَبِّ اِنِّیْٓ اَخَافُ اَنْ
یُّکَذِّبُوْنِ یعنے مین ڈرتا ہون کہ رسالت مین میری تکذیب کرینگے اور خوف وہ غم ہے جو انسان کو امر مستقبل
پر لاحق ہونے والا ہو وَیَضِیْقُ صَدْرِیْ اور میرا دل تنگ ہوگا جب وہ میری تکذیب کرین گے وَلَا
یَنْطَلِقُ لِسَانِیْ اور پیغام پہنچانے مین میری زبان نہ چلے گی بسبب اس گرہ کے جو میری زبان مین جل جانے
کی وجہ سے ہوگئی ہے فَاَرْسِلْ اِلٰی هٰرُوْنَ پھر جبرئیل کو رسالت دیکر میرے بھائی پاس بھی بھیجو تو کہ وہ
بھی میرے ساتھ رسول ہووے اور میرا مددگار اور ہارون اسوقت مصر مین تھے اور موسیٰ کو شام مین نبی بنایا
گیا اور ان عذرون مین موسیٰ نے اپنے لیے معاونت طلب کی اور تبلیغ رسالت مین مددگار مانگا اپنا بھائی
اور رسالت سے معافی نہین مانگی کہ مین رسول ہونے سے مستعفی ہون اور نہ اللہ کے امر کی امتثال مین جلدی کرنے
مین توقف کیا اور مددگار کا طلب کرنا تقبّل (قبول کرنا) کی دلیل ہے نہ تعلّل (بہانہ کرنا) کی وَلَهُمْ عَلَیَّ ذَنْبٌ فَاَخَافُ
اَنْ یَّقْتُلُوْنِ یعنے اونکا ایک گناہ آتا ہے مجھ پر پھر مین ڈرتا ہون کہ مجھکو اسکے قصاص مین مار ڈالین گناہ
سے قبطی کا قتل مراد ہے قالہ قتادہ اور اسکو ذنب کہا انکے زعم کے مطابق یا اسلیے کہ سیئہ کی جزا کو مشاکلت
کے طور پر سیئہ کہدیتے ہین اور یہ عذر اسلیے کیا کہ اگر وہ مار ڈالین گے تو رسالت سے جو امر مقصود ہے وہ فوت
ہو جاویگا تو یہ ایک ڈر تھا اور یہ تعلل نہین ہے بلکہ ایک آفت جسکے وقوع کی امید ہے اسکو دفع کرانا چاہا
ہے اور یہین دلیل ہے کہ انبیا علیہم السلام کو بھی خوف حاصل ہو جاتا ہے فضلاً تو بجائے خود رہے پھر اللہ تعالیٰ
نے موسیٰ کو اس ظن سے روکا اور فرمایا کَلَّا یعنے وہ تجھے ہرگز نہین مارینگے فَاذْهَبَا بِاٰیٰتِنَآ جا تو اور تیرا بھائی
ہارون میری آیتین لیکر اور اس جواب کے ضمن مین موسیٰ کے سوالون کا منظور ہونا معلوم ہوا جیسے اسپر دونو
کی طرف خطاب کرنا دلیل ہے اور یہین تغلیب ہے حاضر کو غائب پر کیونکہ ہارون اسوقت مصر مین تھے اور
ارسال اور خطاب طور مین واقع ہوا اِنَّا مَعَكُمْ مُّسْتَمِعُوْنَ وهذه الآية كقوله سبحانه اِنَّنِیْ مَعَكُمَآ اَسْمَعُ
وَاَرٰی اور اس خطاب کے ساتھ قوی کیا انکے دلون کو اور فرمایا کہ مین ہی تمہاری حراست اور حفاظت
کا متولی ہون اور ان دونون کو جمع کے قائم مقام رکھا اور فرمایا مَعَكُمْ اسلیے کہ وہ جمع قلت ہے بعض اماموں
کے مذہب کے مطابق یا اس سے موسیٰ اور ہارون اور وہ لوگ مراد ہین جنکی طرف موسیٰ اور ہارون کو بھیجا
گیا اور جائز ہے کہ موسیٰ اور ہارون کے ساتھ بنی اسرائیل بھی مراد ہون یا ان دونون کی تعظیم کے واسطے جمع

کا اطلاق کیا اور جو سمعیت مین مجاز ہے وہ مخفی نہین ہے کیونکہ مصاحبت صفات اجسام مین سے ہے تو مراد نصرت
اور معونت کی معیت ہے اور استماع اس مقام کے سوا کہتے ہین سننے کے لیے جہکنے کو اور کان کھینچ کو اور یہ معنے
یہان مراد نہین ہین بلکہ استماع اسمقام مین مطلق سماع پر محمول ہے قالہ العلامۃ النسفی فَأْتِيَا فِرْعَوْنَ
فَقُولَا إِنَّا رَسُولُ رَبِّ الْعٰلَمِينَ قرطبی نے کہا پہر وہ دونو گئے فرعون کے پاس اور ایک سال تک اسنے اندر آنے
کی اجازت ندی اور رسول کو اس سورت مین واحد کیا اور مثنے نہین کیا جیسے اپنے قول إِنَّا رَسُولَا رَبِّكَ مین
اسلیے کہ یہان رسول مصدر ہے معنے مین رسالت کی اور مصدر واحد ہی ہوتا ہے اور رسول بمعنے مرسل تو وہ مثنی ہوتا
ہے مثنے کے ساتھہ اور جمع ہوتا ہے جمع کے ساتھہ ابو عبیدہ نے کہا رسول بمعنے رسالت ہے اس صورت مین
تقدیر عبارت یون ہوگی اِنَّا ذُو رِسَالَةِ ابو عبیدہ نے کہا رسول کا بمعنے اثنین و جمع ہونا بھی جائز ہے عرب کے
لوگ کہا کرتے ہین هٰذَا رَسُولِي وَوَكِيلِي وَهٰذَانِ رَسُولِي وَوَكِيلِي وَهٰؤُلَاءِ رَسُولِي وَوَكِيلِي
اور اسی قبیل سے ہے اللہ تعالی کا قول فَإِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّي إِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِينَ بعض نے کہا معنے یہ ہین ہر ایک ہم
مین سے رسول ہے بعض نے کہا چونکہ وہ دونو متعاضد متساعد فی الرسالۃ تہے تو گویا ایک رسول کے قائم
مقام تہے أَنْ أَرْسِلْ مَعَنَا بَنِي إِسْرَائِيلَ یعنے بنی اسرائیل کو چھوڑ دے اور انکو ہمارے ساتھہ فلسطین
کی زمین کیطرف بہیجدے اور نہ غلام بنا انکو اور فرعون نے بنی اسرائیل کو چار سو سال سے غلام بنایا ہوا تہا
جب موسی اور ہارون اسکے پاس آئے اور پیغام پہنچا چکے تو فرعون بولا أَلَمْ نُرَبِّكَ فِينَا وَلِيدًا یعنے
تونے پرورش نہین پائی ہماری گود مین اور ہمارے گہر مین اور بولا پرورش کرتے رہے ہم تیری ولیدا جب تو
بچہ تہا اور ہمنے تجہکو نہ مارا اُن لڑکون مین جنکو ہمنے مارا وَلَبِثْتَ فِينَا مِنْ عُمُرِكَ سِنِينَ پہر رسالت
تجہکو کب ملی جسکا تو مدعی ہے بعض نے کہا رہا موسی ان مین اٹہارہ سال بعض نے کہا ۳۰ سال بعض نے کہا ۴۰
سال پہر قبطی کو مارنے کا موسی نے اقرار کرلیا اور بولا وَفَعَلْتَ فَعْلَتَكَ الَّتِي فَعَلْتَ اور تو کر گیا وہ کام جو کر گیا
فعلۃ بفتح الفاء ایک بار کام کرنیکے لیے وزن مقرر کیا گیا ہے کقول الشاعر اَلْفَعْلَةُ لِلْمَرَّةِ وَالْفِعْلَةُ
لِلْحَالَةِ اور شعبی نے اسکو بکسر اللام پڑہا ہے اور فتح اولی ہے کیونکہ آیت مین مرۃ واحدۃ مراد ہے نوع مراد نہین
ہے اور معنے یہ ہین فرعون نے موسی پر جو احسان کیے انکو گنا موسی پر اور انکو یاد دلایا قبطی کا مارنا اور
فعلۃ سے قبطی کا مارنا مراد لیا پہر بولا وَأَنْتَ مِنَ الْكَافِرِينَ اور تو تو کافر نعمت ہے جو تو نے مارڈالا ایک آدمی
میری لوگون سے بعض نے کہا اور تو منکر ہے میرے الہ ہونیکا بعض نے کہا فرعون نے اپنے زعم مین اسکو کافر باللہ کہا

کیونکہ وہ متعلق تہا لوگون کے ساتہہ انکے دین پر موسے ؑ نے فرعون کے جواب مین فرمایا فَعَلْتُهَا إِذًا یعنے
مین نے یہ کام کیا جسکا تو نے مذکور کیا وَأَنَا مِنَ الضَّالِّينَ جب مین جاہل تہا تو ضالین کی جاہلین کے ساتہہ
تفسیر کی ہے ابن عباس رض نے موسیٰ ؑ نے جواب مین نفی کی اپنے نفس سے کفر کی اور اسکو خبر دی کہ جب مینے
یہ کام کیا اسوقت میری پاس علم نہ تہا جسپر مین اب ہون بعض نے کہا وَأَنَا مِنَ الضَّالِّينَ کے یہ معنی ہین اور
مجہے کیا خبر تہی کہ یہ شخص مُکا مارنے سے مرجاویگا اور ابو عبیدہ نے کہا ضلالت سے نسیان مراد ہے بعض نے
کہا ضلالت سے اخطار مراد ہے ابن جریر نے کہا عرب کے لوگ ضلالت کا استعمال جہالت کی جگہہ مین کر
لیتے ہین اور جہالت کا ضلالت کی مقام مین فَفَرَرْتُ مِنكُمْ پہر مین نکل گیا تمہارے درمیان سے
مدین کیطرف جیسے یہ مذکور سورۂ قصص مین آویگا لَمَّا خِفْتُكُمْ جب مین ڈرا کہ تم مجہکو مار ڈالوگے اور یہ ڈر آپ
کو اسوقت لاحق ہوا تہا جب آپکو آل فرعون مین سے ایک ایماندار نے خبر دی کہ کچہری والے تیرے مارنیکا
مشورہ کر رہے ہین تو چلا جا مین تیرا خیر خواہ ہون (اور یہہ مذکور بھی سورۂ قصص مین آویگا) فَوَهَبَ لِي رَبِّي
حُكْمًا پہر مجہکو دیا میرے رب نے حکم یعنے نبوت اور علم اور فہم زجاج نے کہا حکم سے توریت کا سکہایا جانا مراد ہے
جس مین اللہ کے حکم ہین مترجم کہتا ہے زجاج کا یہ قول خلاف ظاہر ہے کیونکہ توریت موسیٰ ؑ کو فرعون کے ڈوبنے کے بعد
ملی اور اسکا مفصل مذکور سورۂ اعراف کے سولہوین اور سترہوین رکوع مین ہے وَجَعَلَنِي مِنَ الْمُرْسَلِينَ اور
مجہکو بھی اپنے رسولون کے جملہ مین ایک رسول قرار دیا اور یہ جواب آپ نے فرعون کے اس طعن کا دیا جسکے
ساتھ اسنے موسیٰ ؑ کی نبوت مین طعن کیا اور وہ قتل بغیر حق ہے اور جواب کا حاصل یہ ہے کہ حلم اور نبوت تو مجہکو
اس حادثہ کے پیچہے عطا ہوا وَتِلْكَ نِعْمَةٌ تَمُنُّهَا عَلَيَّ بعض نے کہا اس کلام مین موسیٰ ؑ نے اسکے احسان
کا اقرار کیا اور فرمایا ہان یہ نعمت ہے اور احسان ہے تیرا مجہپر جسکو تو بیان کرتا ہے ولکن یہ میری رسالت کا
دافع نہین ہے اور یہی قول ہے فرا اور ابن جریر کا بعض نے کہا اور موسے ؑ کی کلام انکار کے طور پر ہے اور معنے
یہ ہین کیا تو احسان رکہتا ہے مجہپر یہ کہ تو نے پالا مجہکو لڑکپن مین اور تو نے غلام بنایا بنی اسرائیل کو اور
مار ڈالا اُنکے بیٹے اور وہ میری قوم ہین زجاج نے کہا مفسرین نے کہا ہے کہ موسیٰ ؑ نے انکار کیا فرعون
کے اُن انعامات کا جو اسنے بیان کیے اور الفاظ خبر کے الفاظ ہین اس مین تبکیت ہے مخاطب کو اس معنے
کر کہ اگر تو بنی اسرائیل کے بیٹے قتل نہ کرتا تو میری ماں مجہکو دریا مین کیون ڈالتی تو گویا تو اسچیز کا مجہپر احسان
رکہتا ہے جسکی بلا تیری تربیت کا سبب ہوئی اور اسی کی مثل ازہری نے بیان کیا اسنے مبسوط مبرد نے

کہا موسیٰ نے فرمایا تیری تربیت اسلیے ہوئی کہ تو نے بنی اسرائیل کو غلام بنا لیا بعض نے کہا کلام میں استفہام مقدر ہے اور تقدیر عبارت یون ہے اَوَ تِلْکَ نِعْمَۃٌ قالہ الاخفش و انکرہ النحاس کہا فراء نے اور جو شخص کہتا ہے کلام مین انکار ہے وہ استفہام کو محذوف مانتا ہے اور کہتا ہے اَوَ تِلْکَ نِعْمَۃٌ یعنے یہ نعمت نہین ہی جسکا تو مجھپر احسان جتاوے اَنْ عَبَّدْتَ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ کے یہ معنی ہین کہ تو نے بنی اسرائیل کو غلام بنا لیا ہے۔

قَالَ فِرْعَوْنُ وَمَا رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ قَالَ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَہُمَا اِنْ کُنْتُمْ مُّوْقِنِیْنَ ۝

قَالَ لِمَنْ حَوْلَہٗٓ اَلَا تَسْتَمِعُوْنَ ۝ قَالَ رَبُّکُمْ وَرَبُّ اٰبَآئِکُمُ الْاَوَّلِیْنَ ۝ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَکُمُ الَّذِیْٓ اُرْسِلَ

اِلَیْکُمْ لَمَجْنُوْنٌ ۝ قَالَ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَمَا بَیْنَہُمَا اِنْ کُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝ بولا فرعون کیا معنے جہانکا صاحب کہا صاحب آسمان و زمین کا اور جو اُنکے بیچ اگر تم یقین کرو بولا اپنے گرد والون سے تم نہیں سنتے ہو کہا صاحب تمہارا اور صاحب تمہارے اگلے باپ دادونکا بولا تمہارا پیغام لانے والا جو تمہاریطرف بھیجا ہے سو باولا ہے کہا رب مشرق اور مغرب کا اور جو اُنکے بیچ ہے اگر تم بوجھ رکھتے ہو ف حضرت موسیٰ ایک بات کہے جاتے تھے اللہ کی قدرتین پتے بتانے کو اور فرعون بیچ مین اپنے سردارون کو ابھارتا تھا کہ انکو یقین نہ آجاوے

ف اللہ تعالیٰ فرعون کے کفر اور تمرد اور طغیان اور انکار سے خبر دیتا ہے اسنے قول وَمَا رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ مین اور یہ اسلیے کہ وہ کہتا تھا اپنی قوم کو یٰٓاَیُّہَا الْمَلَاُ مَا عَلِمْتُ لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرِیْ یعنے اے دربار والو مجھکو معلوم نہین کہ تمہارا کوئی حاکم ہووے میرے سوا پھر عقل کھو دی اس پلید نے اپنی قوم کی پھر انہون نے اسکا کہا مان لیا اور وہ لوگ صانع جل و علے کے منکر تھے اور خیال کرتے تھے کہ فرعون کے سوا انکا کوئی رب نہین ہے تو جب موسیٰ نے کہا اِنِّیْ رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ مین پیغام لایا ہون جہان کے صاحب کا تو فرعون بولا اور یہ کون ہی جو تو خیال کرتا ہے کہ وہ جہانونکا صاحب ہے میرے سوا علماء سلف اور ائمہ خلف نے اسکی اسی طرح تفسیر کی ہے یہانتک کہ سدی نے کہا یہ آیت ویسی ہی ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرعون کیطرف سے سورۃ طٰہٰ مین فرمایا فَمَنْ رَّبُّکُمَا یٰمُوْسٰی قَالَ رَبُّنَا الَّذِیْٓ اَعْطٰی کُلَّ شَیْءٍ خَلْقَہٗ ثُمَّ ہَدٰی یعنے بولا فرعون پھر کون ہے صاحب تم دونون کا اے موسیٰ کہا صاحب ہمارا وہ ہے جسنے دی ہر چیز کو اُسکی صورت پھر راہ سوجھائی حافظ ابن کثیر مرحوم فرماتے ہین اور جس شخص کا منطقیون مین سے یہ خیال ہے کہ فرعون کا یہ سوال ماہیت سے تھا تو یہ خیال غلط ہے کیونکہ فرعون تو صانع کا مقر ہی نہ تھا تو کہ ماہیت سے سوال کرتا بلکہ وہ بالکلیہ منکر صانع تھا اگرچہ دلائل اور براہین اسپر قائم ہو چکے تھے تو

اسوقت جب فرعون نے موسیٰ سے رب العالمین کی بابت پوچھا موسے نے فرمایا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَ
مَا بَيْنَهُمَا یعنی رب العلمین وہ ہے جو آسمان و زمین و ما بینهما کا خالق ہے اور انکا مالک اور ان مین متصرف اور انکا الہ جسکا
الوہیت مین کوئی شریک نہین ہے اسی نے اشیاء کو باسرہا پیدا کیا عالم علوی کو بنایا اور ان کواکب ثوابت
اور سیارات نیرات کو جو عالم علوی مین موجود ہین اور عالم سفلی کو ایجاد کیا اور بحار اور قفار اور جبال اور شجار
اور حیوانات اور نباتات اور ثمار اور طیور کو جو عالم اسفل مین موجود ہین اور ہوا اور ہر چیز کو جسپر جو شامل ہے ہوا
اور یہ سب اسکے عبید ہین اسکے لیے خاضع اور اسکے آگے ذلیل اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِيْنَ اگر تمہارے پاس ایسے
دل ہین جو یقین کرین اور ایسی آنکھین ہین جو ان اشیاء مین نفوذ کرین اسوقت فرعون نے اپنی کچہری اور
دربار والون کی طرف التفات کیا ٹھٹھا اور استہزا اور موسے کی تکذیب کے لیے یہ کہتے ہوئے اَلَا تَسْتَمِعُوْنَ
یعنے تم تعجب نہین کرتے اس شخص کے قول پر کہ یہ زعم کرتا ہے کہ تمہارا میرے سوا کوئی اور حاکم ہے تب
کچہری والون کو موسیٰ علیہ السلام نے مخاطب کیا اور فرمایا رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ یعنے رب العلمین
وہ ہے جس نے تمکو بنایا اور تمہارے اگلے باپ دادون کو بنایا جو فرعون اور اسکے زمانے سے پہلے تھے
قَالَ فرعون بولا اپنی قوم کو مخاطب کرکے اِنَّ رَسُوْلَكُمُ الَّذِيْٓ اُرْسِلَ اِلَيْكُمْ لَمَجْنُوْنٌ تمہارا رسول
تو اپنے دعوے مین دیوانہ ہے جو کہتا ہے یہان کوئی میرے سوا اور مالک ہے قَالَ موسیٰ نے درباروں
کو مخاطب کرکے جنکو فرعون نے جوش دلایا اور انپر ایک شبہ ڈالا فرمایا رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَمَا بَيْنَهُمَا
اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ یعنے رب العالمین وہ ہے جسنے مشرق کو مشرق بنایا جو نکلتے ہین اس سے کواکب اور
مغرب کو مغرب بنایا جو ڈوبتے ہین اسمین کواکب اس نظام کے ساتھ انکو مسخر کیا اسمین اور ٹھیک کہا یہ اگر
یہ شخص جو کہتا ہے مین تمہارا مالک ہون الہ ہون سچا ہے تو اسکے الٹ کردے اور مشرق کو مغرب بنادے
اور مغرب کو مشرق جیسے اللہ تعالیٰ نے اس شخص کیطرف سے خبر دی جسنے جھگڑا کیا ابراہیم ؑ سے اور فرمایا۔
اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْ حَآجَّ اِبْرٰهٖمَ فِيْ رَبِّهٖٓ اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ ۘ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّيَ الَّذِيْ
يُحْيٖ وَيُمِيْتُ قَالَ اَنَا اُحْيٖ وَاُمِيْتُ قَالَ اِبْرٰهٖمُ فَاِنَّ اللّٰهَ يَاْتِيْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ
بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِيْ كَفَرَ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ یعنے تو نے نہ دیکھا وہ
شخص جو جھگڑا ابراہیم ؑ سے اسکے رب مین واسطے کہ دی تھی اللہ نے اسکو سلطنت جب کہا ابراہیم ؑ نے
میرا رب وہ ہے جو جلاتا ہے اور مارتا ہے بولا مین جلاتا ہون اور مارتا ہون کہا ابراہیم ؑ نے اللہ تو لاتا ہے

سورج کو مشرق سے پہر تو لے آ مغرب سے تب حیران ہو گیا کافر اور اسدادہ نہیں دیتا بے انصاف لوگون کو لہذا
جب فرعون مغلوب ہوا اور کوئی دلیل نہ رہی تو اپنی جاہ اور قوت اور سلطنت کی استعمال کیطرف عدول کیا اور خیال
کر بیٹھا کہ یہ میری حکومت مجھے فائدہ دیگی اور موسیٰ مین نافذ ہو جاویگی اور جواب دیا جسکو اللہ نے اگلی آیتون
مین بیان فرمایا ہے فتح کا بیان ہے جب فرعون نے موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کا یہ قول سنا کہ ہم بہیجے ہوئے
جہانون کے صاحب کی تو استفسار کے طور پر اعتراض کا قصد کرکے پوچھا کہ وہ کیا چیز ہے اور ما کے ساتھ سوال
کیا جسکے ساتھ مجہول چیز کا سوال کرتے ہین اور جنس کی تعیین طلب کرتے ہین بعض نے کہا معنے یہ ہین رب
العالمین کی صفت کیا ہے جیسے تو کہے ما زید یعنے زید کیسا ہے طویل ہے یا ٹہنگنا فقیہ ہے یا طبیب اسپر
صاحب کشاف وغیرہ نص کی جب فرعون یہ کہہ چکا تو موسیٰ ع نے فرمایا رب السموٰت والارض وما بینہما اسمین عالمین
کی تعیین کی اور فرعون کے سوال کا جواب نہین دیا کیونکہ اسنے رب العالمین کی جنس کا سوال کیا اور اسکی جنس
کوئی نہین ہے تو اسکو جواب دیا موسیٰ علیہ السلام نے اس چیز کے ساتھ جو قدرت الٰہیہ کی عظمت پر دلالت کرے
جس سے ہر سامع کو واضح ہو جاتا ہے کہ وہی سبحانہ رب ہے اور اسکے سوا کوئی رب نہین ہے اور اسمین ابطال ہے
فرعون کے اس دعوے کا کہ مین الٰہ ہون اِنْ كُنْتُمْ مُوْقِنِيْنَ اگر تمہارا اشیا مین سے کسی شے پر یقین ہے
تو یہ چیز مین ایقان کے ساتھ اولیٰ ہین اپنے ظہور کے لیے اور ایقان وہ علم ہے جو استدلال کے ساتھ حاصل ہوتا
ہے واسطے اللہ کو موقن کہنا جائز نہین ہے فرعون نے اشراف قوم کیطرف التفات کیا اور وہ پانسو آدمی تہے
سونے کے کنگن پہنے ہوئے اور وہ اسکے خاصے تہے اَلَا تَسْتَمِعُوْنَ تم نہین سنتے موسیٰ کیا کہتا ہے انکو تعجب دلاتا
ہے موسیٰ ع کے جواب کو ضعیف قرار دیکر گویا کہتا ہے کیا تم سنتے ہو اور تعجب کرتے ہو مینے تو اس سے رب العالمین
کی حقیقت کا سوال کیا ہے اور یہ اسکے افعال بیان کرتا ہے اور کہتا ہے کہ وہ رب السموات ہے اور سموات کا وجود
واجب ہے اور سموات خود بخود متحرک ہین گویا وہ مذہب الدہریہ پا یہ کہا کہ سموات کا کسی موثر کیطرف مفتقر ہونا
معلوم نہین ہے اور جواب مطابق سے جو موسیٰ ع نے اعتراض کیا تو اس سے معلوم ہوا کہ اسکے جواب کا وجود
مستحیل ہے پس فرعون کا حقیقت سے سوال کرنا اسکی سفاہت اور حماقت تہی اور اسکا سوال عبث تہا اور
یا اس لعین کا مغالطہ ہے کہ انہین غلطی مین ڈالا اپنی قوم کو یہ کہکر جب اس دلیل کا جواب پایا جسکو موسےٰ ع نے
اسپر وارد کیا جب موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کا یہ مقالہ سنا تو اسپر اور دلیل وارد کی جو وہ پہلی دلیل کے تحت مین
مندرج تہی ولکن سامعین کے فہم مین جلدی آسکتی ہے اور فرمایا رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ اور یہ

بہت بہی ظاہر دلیل ہے قادر پر تو اسمین واضح کر دیا موسی علیہ السلام نے اُنکے لیے کہ فرعون مربوب ہے رب نہین جیسے یہ دعوے کرتا ہے اور معنے یہ ہین وہ رب جسکی طرف مین تمکو بلاتا ہون وہ ہے جسنے تمکو اور تمہارے اگلے باپ دادونکو بنایا ہے پہر تم کیونکر اس شخص کی عبادت کرتے ہو جو وہ بھی تمہاری طرح مخلوق ہے اور اسکے باپ دادے تھے پہر وہ مدفون ہوئے جیسے تمہارے باپ دادے جب کچھ جواب دیا فرعون نے اس ارادہ کا بلکہ ایسی بات کہی جس سے اس کی قوم کو شک پڑجاوے اور وہ خیال کرین کہ یہ موسیٰ کا مقالہ ایسا ہے جو عقلاء سے صادر نہین ہوتا اور بولا اِنَّ رَسُوْلَکُمُ الَّذِیْٓ اُرْسِلَ اِلَیْکُمْ لَمَجْنُوْنٌ مغالطہ کا قصد کرکے اور انکو حیرت مین ڈالنے کا ارادہ کرکے اور یہ بات ظاہر کی کہ میرے نزدیک موسیٰ کا یہ قول بے حقیقت ہے کیونکہ مین اس سے سوال کرتا ہون کسی بات سے اور وہ جواب دیتا ہے اور بات سے اور موسیٰ کی رسالت کو مضاف کیا اپنے مخاطبین کیطرف اس اظہار کے لیے کہ یہ میرطرف نہین بہیجا گیا تو اسکو موسیٰ نے جواب دیا ایسی بات کے ساتھ جسمین جواب اول کی تکمیل ہے اور فرمایا رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَمَا بَیْنَہُمَا اور خاص کیا مشرق اور مغرب کو کیونکہ یہ دونون واضح الدلالۃ ہین اور اظہر الدلالۃ اور یا اسلیے کہ موسیٰ نے مشرق سے طلوع شمس اور طلوع نہار مراد لیا اور مغرب سے غروب شمس اور زوال نہار کا ارادہ کیا اور یہ بات معلوم ہے کہ دو کنارون مین سے ایک کنارے سے سورج چڑہنا اور دوسرے مین ڈوبنا ایک مستقیم تقدیر پر نہین ہے مگر قادر حکیم کی تقدیر کے ساتھ اور معنے یہ ہین نہین ہے اسکی سلطنت تیرے جیسے کیونکہ تو ایک شہر کا حاکم ہے تیرا حکم نہین چلتا اس شہر کے سوا اور تیرے شہر مین وہ لوگ مرجاتے ہین جنکا مرنا تو پسند نہین کرتا اور جسنے مجھکو بہیجا ہے وہ مشرق اور مغرب کا مالک ہے اور اُن چیزونکا جو مشرق مغرب کے درمیان ہین اور تم ہر دن دیکھتے ہو کہ وہ ہر دن لاتا ہے سورج کو مشرق سے اور اسکو حرکت دیتا ہے ایسے مدار پر جسمین پہلے دن آفتاب نے دور نہین کیا یہانتک کہ اسکو مغرب مین پہنچا دیتا ہے وجہ نافع پر جسکے ساتھ کائنات کے امور کا انتظام ٹہیک رہتا ہے اور موسیٰ نے جنون کی نسبت کو اپنے اوپر سے دفع نہین کیا بلکہ فرعون کے لیے بیان کیا کہ اللہ کی ربوبیت مشرق و مغرب و ما بینہما کے لیے شامل ہے اگرچہ یہ بات اللہ سبحانہ وتعالے کی آسمانون اور زمینون و ما بینہما کے رب ہونے مین داخل تہی اور اسلیے کہ اسمین سموات و ما فیہا کی حرکتین اور انکے احوال اور اوضاع کی تغییر کبہی روشن ہونیکے ساتھ اور کبہی ظلمت کے ساتھ اللہ ہی کی طرف منسوب ہے بعض نے کہا موسیٰ نے جان لیا کہ فرعون کا قصد سوال مین رب کی معرفت کا تہا تو اسکو ایسے طریق سے جواب دیا جو وہ طریق ہے

عہ جاہی اور رہائی جو کم ہو ۱۲

معرفت رب کیطرف اِن کُنتُم تَعقِلُونَ اگر تمکو کسی چیز کی اشیا مین سے سمجھ ہے یا یہ معنے اگر تم اہل عقول سے
ہو یعنے اگر تیرا یے فرعون اور تیرے ساتھہ کے لوگ سمجھہ والے ہین تو سمجھہ لوگے کہ تیرے سوال کا اسکے سوا
اور کوئی جواب نہین ہے اولاً تو معاملہ کیا انسے رفق اور لین کے ساتھہ جہان فرمایا انکے لیے اِن کُنتُم مُّوقِنِینَ
پہر جب انکی جواب مین سختی دیکھی تو انپر سختی کی اور تند خوئی کی انکے جواب مین اور انکا معارضہ کیا انکے قول
کے مطابق یہ کہکر اِن کُنتُم تَعقِلُونَ کیونکہ اسمین مبالغہ ہے اور یہ موافق ہے اپنے ماقبل کے ساتھہ نسبت جنون
کے رد کرنے سے پہر لعین جب حجت سے منقطع ہوا تو استعلا اور تغلب اور تہدید کیطرف رجوع کیا اور یہی حال ہوتا
ہے عاجز محجوج کا قَالَ لَئِنِ اتَّخَذتَ اِلٰهًا غَیرِی لَاَجعَلَنَّكَ مِنَ المَسجُونِینَ ۝ قَالَ اَوَلَو جِئتُكَ بِشَیءٍ
مُّبِینٍ ۝ قَالَ فَاتِ بِهٖۤ اِن كُنتَ مِنَ الصّٰدِقِینَ ۝ فَاَلقٰی عَصَاهُ فَاِذَا هِیَ ثُعبَانٌ مُّبِینٌ ۝ وَّنَزَعَ یَدَهٗ
فَاِذَا هِیَ بَیضَآءُ لِلنّٰظِرِینَ ۝ قَالَ لِلمَلَاِ حَولَهٗۤ اِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِیمٌ ۝ یُّرِیدُ اَن یُّخرِجَكُم مِّن
اَرضِكُم بِسِحرِهٖ ۖ فَمَاذَا تَاْمُرُونَ ۝ قَالُوۤا اَرجِه وَاَخَاهُ وَابعَث فِی المَدَآئِنِ حٰشِرِینَ ۝ یَاتُوكَ
بِكُلِّ سَحَّارٍ عَلِیمٍ ۝ بولا اگر تونے ٹھیرایا کوئی حاکم میرے سوا تو مقرر ڈالونگا تجھکو قید مین کہا اور جو لایا
ہون تیرے پاس ایک چیز کہول دینے والی بولا تو وہ چیز لا اگر تو سچ کہتا ہے پہر ڈالدی اپنی لاٹھی تو اسی
وقت وہ ناگ ہوئی صریح اور اندر سے نکالا اپنا ہاتہہ تو اسی وقت چٹا ہے دیکھتون کے سامنے بولا اپنے
گرد کے سردارون سے یہ کوئی جادوگر ہے پڑھا چاہتا ہے کہ نکالدے تمکو تمہارے دیس سے اپنے جادو کے
زور سے سو اب کیا حکم دیتے ہو بولے ڈہیل دے اسکو اور اسکے بہائی کو اور بہیج شہرون مین نقیبے لاوین
جو بڑا جادوگر ہو پڑہا ف جب فرعون پر بیان اور عقل کے ساتھہ دلیل قائم ہوگئی تو اسنے ارادہ کیا کہ زور کرے
موسے ع پر اپنے ہاتہہ کے ساتہہ اور سلطنت کے ساتہہ اور اسنے خیال کیا کہ اس مقام کے سوا اور کوئی بات نہین
ہے اور بولا اگر تونے ٹہیرایا اے موسی کوئی اور الٰہ میرے سوا تو مین تجھکو قیدیون مین سے کردونگا
پہر کہا موسے نے ع اور جو لایا ہون تیرے پاس حجت واضح اور برہان قاطع اسکا کیا علاج بولا اگر تو ایسی دلیل
لایا ہے تو اسکو لے آ اگر تو سچ کہتا ہے پہر موسے ع نے ڈالدی اپنی لاٹہی تو اسی وقت ناگ ہوئی
ظاہر اور واضح غایت جلد اور وضوح اور عظمت مین جسکے پاون تھے اور بڑا منہ تہا اور شکل ڈرانے
والی اور جگہہ سے اکہاڑنے والی اور اپنے گریبان سے نکالا اپنا ہاتہہ تو وہ سفید تھا چمکتا دیکھتون کے
سامنے جیسے چاند کا ٹکڑہ پہر جلدی کی فرعون نے بسبب اپنی شقاوت کی تکذیب اور عناد کیطرف اور

بولا یہ تو جادوگر ہے بڑا ہوا فاضل ہے سحر مین اور اور ساحرون سے بڑہا ہوا پہر سوجہا دیا فرعون نے انکو کہ موسے
کا یہ فعل قبیل سحر سے ہے نہ معجزہ کے قبیل سے پہر انکو ابہارا اور رغبت دی موسیٰ کی مخالفت پر اور اسکے فعل کے انکار
پر اور فرمایا یہ چاہتا ہے کہ تمکو نکال دیوے تمہارے دیس سے اپنا جادو کرکے اور چاہتا ہے کہ لیجاوے لوگون
کے دل اپنے ساتھہ اس جادو کے سبب پہر سب ہوجاوین اسکے مددگار اور انصار اور تابعدار اور غالب ہوجاوی
تمہاری دولت پر پہر لیوین بلاد تم سے پہر تم مجہکو مشورہ دو وین اسکے ساتھہ کیا معاملہ کرون کہا اسکو
مہلت دے اور اسکے بہائی ہارون کو اور بہیجدے شہرون مین نقیب تو کہ اکٹہا کرلاوین تیری سلطنت کے
شہرون اور تیری دولت کی اقالیم سے ہر عالم ساحر جو مقابلہ کرین اسکا اور وہ بہی ایسا ہی کام کرین
جیسا اس نے کیا پہر تو غالب ہوجاویگا اور تیری ہی نصرت اور تایید ہوگی
تب قبول کی فرعون لعین نے انکی یہ بات اور مان لیا انکا یہ مشورہ اور یہ کام اللہ کے کرانے سے ہوا تو کہ اکٹہا
ہووین لوگ ایک میدان مین اور ظاہر ہووین اللہ کی آیتین اور اسکی دلیلین اور اسکے برہان لوگون پر دن
مین سامنے فتح کا بیان ہے کہ لام مسجونین عہد کے لیے ہے یعنے مین تجہکو ان لوگون مین سے کردونگا جنکا تو
میری قیدیون مین حال پہچان چکا ہے اور فرعون مردود کی قید قتل سے بہی سخت تہی کیونکہ جب وہ کسیکو قید
کرتا تو اسکو قیدخانہ سے نہ نکالتا یہانتک کہ وہ قیدی قید ہی مین مرجاتا اور تہا ڈالتا قیدیون کو گہری گڑہون
مین ایسی مکان مین جو زمین کے نیچے ہوتا تو پلید نے ڈرایا موسیٰ کو قید سے اور یہ نہ کہا کہ تیرے پاس کیا
دلیل ہے اسپر کہ تجہکو اللہ نے بہیجا ہے کیونکہ اسمین اقرار ہے کہ اسکے سوا کوئی اور بہی اللہ ہے اور قید سے ڈرانے
مین فرعون کے ضعف کی دلیل ہے اور مروی ہے کہ فرعون موسیٰ سے سخت گہبراتا تہا جب موسیٰ نے
یہ سنا تو اسکے ساتھہ نرمی کی یہ خیال کرکے کہ شاید یہ مان لیگا اور مناظرہ کی باگ کو ڈہیلا چہوڑا اس قصد سے کہ
باب نبوت مین معجزہ ظاہر کرکے اسکو زیر کرنا چاہیے اور اسکے آگے ایسی بات پیش کی جو اسکو معجزہ کے طلب کی
طرف بلاوے اور فرمایا کیا تو مجہکو قید کرڈالیگا اگرچہ مین تیرے پاس ایسی چیز لاؤن جس سے میری سچائی معلوم
ہوجاوے اور میرے دعوی کی صداقت ظاہر ہوجاوے یعنے مین ایسا معجزہ پیش کرتا ہون جو وجود صانع اور
اسکی حکمت کی دلیل ہے جب فرعون نے یہ سنا تو طلب کیا جو موسیٰ علیہ السلام نے اسپر پیش کیا اور بولا پہر لا اگر تو سچا
ہے اپنے دعوے مین اور اسکو حکم کیا معجزہ کے اظہار کا اس خیال سے کہ مین اسکا معارضہ کرلونگا اور یہ شرط ہے اسکا
جواب محذوف ہے جسپر جملہ فأت بہ دلیل ہے پہر موسیٰ نے معجزہ کو ظاہر کیا اور پہینکدیا اپنا عصا تو وہ ہوگیا

ناگ صریح جسکا ناگ ہونا ظاہر تہا اسکا ناگ ہونا تمویہ اور تخییل کے قبیل سے نہ تھا جیسے ساحر کرتے ہین بعض نے
کہا ہوگیا وہ عصا سانپ ڈراونا پہر کیطرف ایک میل اونچا ہوا پہر نیچے اُتر آیا اور فرعون کیطرف متوجہ ہوا
تب فرعون بولا بِالَّذِيْ اَرْسَلَكَ اِلَّا اَخَذْتَهَا یعنے اس ذات کی قسم جسنے تجہکو اے موسی رسول بناکر
بہیجا پکڑ لے اسکو پہر پکڑ لیا اسکو موسے نے پہر وہ لاٹھی ہوگئی جیسے وہ پہلے لاٹھی تھی اور گذر چکی اس آیت
کی تفسیر اور اسکے مابعد کی تفسیر سورۂ اعراف مین اور تعبیر کی ہے اللہ سبحانہ نے اور جگہہ مین ثعبان کی جگہہ حیہ
کے لفظ کے ساتھ (جیسے سورۂ طہ مین فرمایا فاذا ہی حیۃ تسعی) اور ایک جگہہ مین جان کے لفظ کے
ساتھ (جیسے سورۂ نمل اور قصص مین فرمایا کانہا جان) اور جان وہ سانپ ہے جو صغر کیطرف مائل ہو اور ثعبان
وہ سانپ ہے جو کبر کیطرف مائل ہو اور لفظ حیۃ جنس ہے جو شامل ہے کبیر اور صغیر دونوکو مترجم عفا اللہ عنہ
کہتا ہے اور تطبیق دونون آیتون مین اسطرح ہے کہ وہ لاٹھی اس قسم کا سانپ بنتی جو نظارہ مین ناگ صریح ہوتی
اور سرعت سیر مین شک کیطرح ہوتی یا یہ کہ موسے کو جب وہ معجزہ دیا گیا تھا اوسوقت تو وہ جان (شک)
کیطرح بنی تھی جیسے سورۂ نمل و قصص کا سیاق اسپر دلیل ہے اور جب فرعون کے پاس اسکو ڈالا تو وہ ناگ
ہوگیا صریح جیسے سورۂ اعراف اور سورۂ شعرا کا سیاق اسپر دلالت کرتا ہے اور یہی بات ٹہیک ہے پہلے قول
کے سوا کیونکہ قرآن کریم کا سیاق یہی چاہتا ہے ابن عباس رض سے مروی ہے کہ موسے ع نے جو اپنا ہاتھ گریبان
سے نکالا تو وہ سفید تہا چمکتا انکے واسطے جو اسکی طرف دیکھتے تہے برص (ایک بیماری ہی) اسکے لیے
شعاع تہی جیسے سورج کی شعاع قریب تہا کہ ڈہانک لے آنکہونکو اور بند کر دیوے کنارون کو جب دونو معجزے
دیکھ چکا اور معلوم کیا کہ شاید پہیری والے لوگ دربار والے اسکی بات کو مان لین گے تو بولا یہ شخص علم سحر مین فائق
اور اپنے ہم زمانون سے بڑہا ہوا ہے اور وہ زمانہ سحر کا زمانہ تہا لہذا فرعون نے یہ کہکر اپنی قوم کو خیال جادو کا دیا
پہر انکو نفرت دلانے کے لیے بولا یہ تو چاہتا ہے کہ تمکو تمہارے ملک سے نکال دیوے جادو کر کر تو تمہاری کیا
کیا صلاح ہے اسمین اور تم کیا مشورہ دیتے ہو ایسے شخص مین تو ظاہر کیا فرعون نے انکے لیے میلان اسی چیز کیطرف
جسکو وہ کہنے والے تہے انکا جی پرچانے اور انکی محبت جتانے کے لیے کیونکہ فرعون کا ربوبیت کا دعوی
زائل ہونے لگا اور جس چیز کیوجہ سے وہ رفاقت کیا جاتا تہا وہ مضمحل ہونے لگی ورنہ وہ تو ایسا نہ تہا کہ دربار
والون کے ساتھ ایسی مخاطبات کرے جنسے اوسکا ان کی مثل ہونا معلوم ہو جاوے باوجود اسکے
کہ وہ اس سے پہلے مدعی الوہیت تہا اور وہ مصدق تہے فرعون کے اس دعوے مین ابو السعود نے کہا

مغلوب کر دیا اُسکو معجزہ کے سلطان نے اور اسکو حیران کر دیا یہانتک کہ اسکو پھینک دیا دعوی ربوبیت کی چوٹی سے خضوع کے دامن مین اُن لوگون کے لیے جو اسکے خیال مین اسکے بندے تھے یا ڈالدیا اوسکو ایسے اونچے دعوے سے مشاورت کے مقام کی طرف اسکے پیچھے کہ وہ اپنی رائے اور تدبیر مین مستقل تھا اور اس غرض کو ظاہر کیا کہ موسیٰ میرے ملک پر غالب ہو جاویگا اور اخراج اور ارض کو منسوب کیا انکی طرف انکو نفرت دلانے کے لیے موسیٰ علیہ السلام سے وہ بولے موخر ان دونو کے امر کو بعض نے کہا ارجہ واخاہ کے یہ معنے ہین کہ ان دونو کو قید کر رکھ اور بھیج شہرون مین نقیب لے آوین تیرے پاس ہر جادوگر بڑا ہوا جو فائق ہو معرفت سحر مین اور اسکی صنعت مین فَجُمِعَ السَّحَرَةُ لِمِيقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُومٍ ۝ وَقِيلَ لِلنَّاسِ هَلْ أَنتُم مُّجْتَمِعُونَ ۝ لَعَلَّنَا نَتَّبِعُ السَّحَرَةَ إِن كَانُوا هُمُ الْغَالِبِينَ ۝ فَلَمَّا جَاءَ السَّحَرَةُ قَالُوا لِفِرْعَوْنَ أَئِنَّ لَنَا لَأَجْرًا إِن كُنَّا نَحْنُ الْغَالِبِينَ ۝ قَالَ نَعَمْ وَإِنَّكُمْ إِذًا لَّمِنَ الْمُقَرَّبِينَ ۝ قَالَ لَهُم مُّوسَىٰ أَلْقُوا مَا أَنتُم مُّلْقُونَ ۝ فَأَلْقَوْا حِبَالَهُمْ وَعِصِيَّهُمْ وَقَالُوا بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ إِنَّا لَنَحْنُ الْغَالِبُونَ ۝ فَأَلْقَىٰ مُوسَىٰ عَصَاهُ فَإِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَأْفِكُونَ ۝ فَأُلْقِيَ السَّحَرَةُ سَاجِدِينَ ۝ قَالُوا آمَنَّا بِرَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ رَبِّ مُوسَىٰ وَهَارُونَ ۝ پھر اکٹھے کیے جادوگر وعدہ پر ایک مقرر دن کے اور کہدیا لوگون کو تم بھی اکٹھے ہوتے ہو شاید ہم راہ پکڑین جادوگرون کی اگر ہو جاوین وہی زبر پھر جب آئے جادوگر کہنے لگے فرعون سے بھلا کچھ ہمارا نیگ بھی ہے اگر ہو جاوین ہم زبر بولا البتہ اور تم اسوقت نزدیک والون مین ہو گے (یعنے میرے مصاحب ہو گے) کہا انکو موسیٰ نے ڈالو جو تم ڈالتے ہو پھر ڈالین انہون نے اپنی رسیان اور لاٹھیان اور بولے فرعون کے اقبال سے ہم ہی زبر ہے پھر ڈالا موسیٰ نے اپنا عصا پھر تب ہی وہ نگلنے لگا جو سوانگ انہون نے بنایا تھا پھر اوندھے گرے جادوگر سجدے مین بولے ہم نے مانا جہان کے رب کو جو رب ہے موسیٰ اور ہارون کا ف اللہ تعالے نے اس مناظرہ فعلیہ کو جو واقع ہوا موسیٰ اور قبط کے درمیان بیان کیا سورۂ اعراف اور سورۂ طہ اور اس سورت مین اور وہ یہ کہ قبطیون نے ارادہ کیا کہ بجھا دین اللہ کی روشنی اپنے منہ سے اور اللہ نہ رہا بغیر پورے کیے اپنی روشنی اور پڑے برا مانین منکر اور یہی حال ہے کفر اور ایمان کا کہ جب انکا مواجہہ اور مقابلہ ہو جاتا ہے تو ایمان ہی غالب رہتا ہے کما قال تعالے بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهُ فَإِذَا هُوَ زَاهِقٌ ۚ وَلَكُمُ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُونَ یعنے یون نہین پر ہم پھینک مارتے ہین سچ کو جھوٹ پر پھر وہ اسکا سر پھوڑتا ہے پھر تب ہی وہ جھوٹ سٹک جاتا ہے اور تمکو خرابی ہے اُن باتون سے جو بناتے ہو اور جیسے فرمایا وَقُلْ جَاءَ

الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا اور کہہ آیا سچ اور نکل بہاگا جھوٹ بیشک جھوٹ ہے
نکل بہاگنے والا ولہذا جادوگر آئے اور انہون نے انکو اکٹہا کیا بلاد مصر کی اقالیم سے اور وہ اس زمانے مین
سب سے زیادہ سحر کے جاننے والے تہے اور اس فن مین کاریگر اور سب سے بڑہکر نظربند کرنیوالے تھے اور وہ ایک بڑی
جماعت اور جم غفیر تہے بعض نے کہا وہ بارہ ہزار تہے بعض نے کہا پندرہ ہزار بعض نے کہا سترہ ہزار بعض
نے کہا ۱۹ ہزار بعض نے کہا کچہہ اوپر ۳۰ ہزار بعض کہا ۸۰ ہزار اور بعض نے کچہہ اور کہا اور اللہ بہتر جانتا ہے
انکی گنتی محمد بن اسحق صاحب مغازی کہتے ہین اور ان سب کا امر راجع تہا چار آدمیونکی طرف اور وہ چار ان
مین سردار تہے اور انکا نام سابور اور عاذور اور حطحط اور مصفی تہا اور سدن لوگون نے اکٹہا ہونے مین نہایت
کوشش کی اور کوئی بولا ان مین سے شاید ہم راہ پکڑین جادوگرون کی اگر وہی رہین زبر اور انہون نے یہ
نہ کہا شاید ہم راہ پکڑین حق کی خواہ حق کسی کے پاس ہو ساحرون پاس یا موسیٰ ع پاس کیونکہ لوگ اپنے بادشاہون
کے ہم مشرب ہم خیال ہوتے ہین (ما احسن قول القائل النَّاسُ عَلٰی دِیْنِ مُلُوْکِهِمْ) تو جب آئے جادوگر فرعون
کی مجلس کیطرف اور فرعون نے جمع کیا تہا اپنے خادمون اور لشکرون اور اپنے وزرا اور رؤساء دولت اور
جنود مملکت کو تو کہڑے ہوئے فرعون کے آگے طلب کرتے تہے اسکا احسان اور تقرب اگر غالب ہو جاوین اور
بولے بہلا کچہہ ہمارا اجہی نیگ ہوگا اگر ہم زبر رہین گے بولا ہمین کیا شک ہے اور تمکو اسوقت مقرب بنائین گے
بیٹہ گئے مقام مناظرہ کیطرف اور بولے ای موسیٰ ع یا تو ڈال دیا ہم ہون پہلے ڈالنے والے کما قال تعالے
فی سورة طٰه قَالُوْا يٰمُوْسٰى اِمَّا اَنْ تُلْقِيَ وَاِمَّا اَنْ نَّكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَلْقٰى) موسے ع نے فرمایا نہین تم ڈالو
اور اختصار کیا اسکو اللہ تعالے نے اس سورت مین اور فرمایا پہر کہا انکو موسے ع نے ڈالو جو تمنے ڈالنا ہے تب
ڈالین انہون نے اپنی رسیان اور لاٹہیان اور بولے فرعون کے اقبال سے ہم ہی جیت رہین گے اور یہ انکا
قول ویسا ہی ہے جیسے عام نادان کچہہ کام کرتے ہین اور کہتے ہین اجی آپ کی دعا مدد سے یہ کام ہمسے نبہ جاویگا
اور اللہ تعالے نے سورہ اعراف مین بیان کیا کہ انہون نے باندہ دین لوگون کی آنکہین اور انکو ڈرایا اور
کر لائے بڑا جادو اور سورہ طٰه مین فرمایا فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى
فَاَوْجَسَ فِيْ نَفْسِهٖ خِيْفَةً مُّوْسٰى قُلْنَا لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰى وَاَلْقِ مَا فِيْ يَمِيْنِكَ تَلْقَفْ مَا
صَنَعُوْا اِنَّمَا صَنَعُوْا كَيْدُ سٰحِرٍ وَلَا يُفْلِحُ السَّاحِرُ حَيْثُ اَتٰى یعنے تب ہی انکی رسیان اور لاٹہیان اسکو خیال مین
آنے لگین جادو سے کہ وہ دوڑتی ہین پہر پانے لگا اپنے جی مین موسیٰ ع ہمنے کہا تو نہ ڈر مقرر تو ہی رہیگا اوپر اور

مقرر تو ہی ہیگا او پر اور ڈالدے جو تیرے داہنے ہاتھہ مین ہے کہ نگلجاوے جو انہون نے بنایا انکا بنایا تو
فریب ہے جادوگر کا اور جادوگر نہین کامرانے نکلتا جہان آوے اور یہان فرمایا فَاَلْقٰی مُوْسٰی فَاِذَا ھِیَ
تَلْقَفُ مَا یَاْفِکُوْنَ یعنے پہر ڈالا موسے ع نے عصا اپنا پہر تب ہی وہ نگلنے لگا جو انہون سوانگ بنایا
پہر اُسنے نہ چہوڑا اُنکے سوانگ سے کسی چیز کو مگر اسکو اچک لیا اور نگل گیا تب ثابت ہوا حق کا اور غلط ہوا جو
وہ کرتے تہے تب ہارے سجہے اور پہرے ذلیل ہوکر اور پڑے ساحر سجدے مین کہتے ہوئے ہمنے مانا جہان کے
صاحب کو جو صاحب موسی اور ہارون کا کما قال تعالے فی سورۃ الاعراف فَوَقَعَ الْحَقُّ وَبَطَلَ مَا کَانُوْا
یَعْمَلُوْنَ الی اخر الایات) تو یہ ایک امر عظیم تہا اور ایسی دلیل جسنے قطع کردیا انکے عذر اور الزام کو اور یہ حجت تہی
انکا سر پہوڑنے والی اور یہ اسلیے کہ جن لوگون سے اُسنے مدد طلب کی اور جنکی وجہ سے اُسنے موسی ع پر غالب ہونا
چاہا وہ خود مغلوب ہوگئے اور عاجز ہوکر اسی وقت موسی ع کے ساتہہ ایمان لائے اور وہ گر پڑے سجدے مین اس
مالک کیلیے جسنے بہیجا تہا موسی اور ہارون کو رسول بناکر حق اور معجزہ دیکر پہر فرعون ایسا مغلوب ہوا کہ ویسا
عالم کو کبہی مشاہدہ نہین ہوا اور تہا فرعون بہیا شوخدیدہ اور دلیر اسپر اللہ اور فرشتون اور سب لوگون کی
نفرین اور لعنت اور پہٹکار ہو تو وہ لوٹا مکابرہ اور عناد اور باطل کیطرف تو انکو ڈرانے لگا اور کہنے لگا یہی
تمہارا بڑا ہے جسنے تمکو سکہایا جادو اور بولا اِنَّ ھٰذَا لَمَکْرٌ مَّکَرْتُمُوْہُ فِی الْمَدِیْنَۃِ لِتُخْرِجُوْا مِنْھَآ
اَھْلَھَا فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ یعنے یہ مکر ہے کہ باندہ لائے ہو شہر مین کہ نکالو یہان سے اسکے لوگ سو اب
تم جان لوگے یعنے تم ملکر فریب سے شہر کی ریاست لیا چاہتے ہو اور پلید نے یہ تقریر کرکر لوگون کو موسی ع
اور ساحرون کا دشمن بنایا فتح کا بیان یہ ہے کہ یوم معلوم سے انکے جشن کا دن مراد ہے کما قال تعالے قال
مَوْعِدُکُمْ یَوْمُ الزِّیْنَۃِ وَاَنْ یُّحْشَرَ النَّاسُ ضُحًی یعنے کہا موسے ع نے وعدہ تمہارا جشن کا دن
ہے اور یہ کہ جمع کرے لوگون کو دن چڑہے اور زینت کا دن انکے میلے کا دن تہا یا اسمین وہ منڈی لگاتے
تہے (جیسے آجکل بیساکہی کا دن لوگون نے منڈی لگانے کیلیے مقرر کیا ہے) اور اسکا میقات چاشت
کا وقت تہا جسکو موسی ع نے مقرر فرمایا جشن کے دن سے جہان فرمایا وَاَنْ یُّحْشَرَ النَّاسُ ضُحًی اور
میقات وہ زمانہ یا مکان ہے جسکو لوگ مقرر کرین اور اسی قبیل سے مواقیت احرام اور مواقیت صلوۃ اور یہہ
جو انہون نے لوگون کو کہا کیا تم اکٹھے ہوگئے تو اس مین رغبت دی اجتماع پر تو کہ مشاہدہ کرین اُسکا جو
موسی اور جادوگرون سے ظہور مین آوے اور دیکھین کہ کون غالب ہوتا ہے اور یہ بات فرعون نے اس

خیال لگے کہ ہمین ہی غالب ہونگا اور یہ بات ایک لوگون کی مجلس مین ہونی چاہیے تو موسی ع کو لوگون مین سے
کوئی ہان نہ لیوے اور موسی ع کو یہ موقعہ ہاتہہ لگا جسکا وہ قصد کرتا تہا کیونکہ اسکو معلوم ہی تہا کہ اللہ کا بول بالا
ہے اور اسی کی حجت غالب ہے اور کافرون کی حجت وہ ڈگ جانے والی ہے اور اللہ تعالی کی حجت جو ایک عام مجمع
مین ظاہر ہوگی تو اس مین حق والون کی پشت پناہی ہوگی اور جہوٹے ذلیل ہونگے اور یہ جو کہا لعلنا نتبع
السحرة ان کانوا ہم الغالبین تو اس سے انکی یہ مراد نہ تھی کہ ہم حقیقۃً ساحرون کے دین کے تابع ہونگے اور
انکی تو یہ غرض تھی کہ ہم موسے ع کی اتباع نہ کرینگے لیکن انہون نے چلایا اپنی کلام کو کنایہ کے سیاق مین کہ
کسیطرح ساحر مقابلہ کرنے مین کوتاہی اور بیپائی نہ کرین قالہ ابو السعود بعض نے کہا سحرہ سے انہون نے
موسی ع اور ہارون ع کا ارادہ کیا استہزار کے طور پر اور جب ساحر فرعون کے پاس آئے تو انہون نے جزا طلب کی
فرعون سے اپنے اس کام پر جسکو انہون نے کرنا تہا اور بولے کیا ہمارا کچہہ نیگ ہے اگر ہم موسے ع پر غالب
رہین تو انکی فرعون نے موافقت کی اسپر اور بولا کیون نہین اور تم تو اسوقت بارگاہ والون سے ہو جاؤگے
موسے ع نے فرمایا ڈالو جو تم ڈالتے ہو پہر تم دیکہوگے اسکا انجام اور دوسری آیت مین ہے ساحر بولے کیا تو ڈالتا ہے
یا ہم ہون ڈالنے والے تو یہ موسے ع کا قول اسپر محمول ہوگا کہ آپنے یہ قول انکے اس کہنے کے بعد فرمایا اور
یہ نہین ہے کہ موسی ع نے تمویہ اور سحر کا انکو ارشاد فرمایا بلکہ آپنے تو انکو حجت کی ساتہہ مقہور کرنا چاہا اظہار
حق کے لیے اور لوگ کہ ظاہر ہو جاوے انکے لیے کہ جنکو موسے ع لائے وہ اس قبیل سے نہین ہے جسکے
ساتہہ انہون نے موسی ع کے فعل کا معارضہ کیا پہر انہون نے ڈالدین اپنی رسیان اور لاٹھیان جو وہ ستر
ستر ہزار تہین بعض نے کہا بہتر ہزار رسیان تہین اور بہتر ہزار ہی لاٹہیان پہر وہ خیال مین آنے لگین کہ دوڑ
رہی ہین اور ڈالنے کے وقت انہون نے کہا فرعون کے اقبال سے ہم ہی غالب ہین گے اور کہا انہون
نے یہ کلمہ اپنے خیال کے مطابق کہ غلبہ ہمارے ہی لیے ہی اور اسلیے کہ انہون نے جادو کی وہ قسم بنائی
جس سے بڑہکر جادو کرنا ممکن نہین ہے تب ڈالا موسے ع نے اپنا عصا تو وہ نگلنے لگا انکے وہ سوانگ
جو انہون نے بنائے بعض نے کہا موسے ع کی لاٹہی سانپ بنکر انکے سب انگون کو نگل گئی پہر اسکو موسے
علیہ السلام نے پکڑا تو وہ ویسی لاٹہی کی لاٹہی ہی تہی جب ساحرون نے خیال کیا کہ یہ صانع حکیم کی صنعت ہے
اور بشر کی نہین ہے اور نہ جادوگر کی تمویہ ہے تو وہ ایمان لے آئے اللہ کے ساتہہ اور گر پڑے اللہ کے آگے
سجدے مین اور انہون نے مان لیا موسی ع کی نبوت کو اور قبول کیا انہون نے موسی ع کا بلانا اور سجدہ

کرتے وقت بولے ہم ایمان لائے جہان کے صاحب کی ساتھہ جو صاحب ہے موسیٰ اور ہارونؑ کا اسمین اشعار ہے
کہ انکے ایمان کا سبب وہی معجزہ ہوا جسکو اللہ نے جاری کرایا اُن کے ہاتھون پر اسلیے کہ انہون نے جان لیا
کہ ایسا فعل جادوگرون سے وقوع مین نہین آسکتا اور اللہ سبحانہ وتعالی کو منسوب کیا موسےؑ اور ہارونؑ
کی طرف کیونکہ اسوقت وہی دونو اللہ کی طرف بلانے والے تھے اور اسمین سرزنش ہے فرعون کے لیے اسبات
کے ساتھہ کہ وہ رب نہین ہے اور فی الحقیقت رب وہ ہے جسکا یہ کام ہے اور جسنے موسیٰؑ اور ہارونؑ کو رسول بناکر
بھیجا ہے ف فرعون نے ساحرون کی یہ کلام سنی اور اسنے دیکھا انکا سجود اللہ کے لیے تو بولا وہ جسکا اللہ نے اگلی
آیت مین مذکور فرمایا ہے قَالَ اٰمَنْتُمْ لَهٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَكُمْ اِنَّهٗ لَكَبِيْرُكُمُ الَّذِيْ عَلَّمَكُمُ السِّحْرَ فَلَسَوْفَ
تَعْلَمُوْنَ ۵ لَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَّلَاُصَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِيْنَ ۵ قَالُوْا لَا ضَيْرَ
اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ۵ اِنَّا نَطْمَعُ اَنْ يَّغْفِرَ لَنَا رَبُّنَا خَطٰيٰنَآ اَنْ كُنَّآ اَوَّلَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۵ بولا تمنے اسکو مان
لیا ابھی مینے حکم نہین دیا تمکو مقرر وہ تمہارا بڑا ہے جسنے تمکو سکھایا جادو سو اب معلوم کرلوگے البتہ کاٹونگا
تمہارے ہاتھہ اور دوسرے پاؤن اور سولی چڑہاؤنگا تم سب کو بولے کچھہ ڈر نہین ہمکو اپنے رب کی طرف
پھر جانا ہے ہم غرض رکھتے ہین کہ بخشے ہمکو رب ہمارا تقصیرین ہماری اسواسطے کہ پہلے ہم ہوئے قبول
کرنے والے ف تمہارا بڑا کہا رب کو یعنے موسیٰؑ کو اور تم ایک استاد کے شاگرد ہو انتہے مافی موضح القرآن ف
انکو ڈرایا پھر نہ مفید ہوا انمین یہ ڈرانا اور انکو خوف لایا تو انکو اور بڑھایا یقین اور اطاعت اور یہ اسلیے کہ
اللہ نے انکے دلون سے کفر کے حجاب کھولدیے اور ظاہر ہوگیا اُنکے لیے سچ بسبب جاننے اوسچیز کے جسکو
انکی قوم نے نہ جانا اسطرح کہ جس چیز کو موسےؑ لائے وہ بشر کا کام نہین ہے بلکہ اسکے ساتھہ اللہ نے
موسیٰؑ کی تائید کی ہے اور اسکو بنایا ہے اسچیز کی صداقت کی دلیل جسکو وہ اللہ کے پاس سے لایا ولہذا جب
انکو فرعون نے کہا تمنے اسکو مان لیا میری اجازت سے پہلے تمکو یہ مناسب تہا کہ اس فعل مین تم مجھہ سے
اجازت لیتے اور نہ دلیری کرتے اسمین مجھہ پر اگر مین تمکو اجازت دیتا تو تم یہ کام کرلیتے اور اگر اجازت
نہ دیتا تو رک جاتے کیونکہ مین ہی ایسا حاکم ہون جسکی فرمانبرداری کرنا لائق ہے یہ تو تمہارا بڑا ہے جسنے تمکو جادو
سکھایا اور یہ مکابرہ ہے جسکی بطلان کو ہر ایک جانتا ہے کیونکہ وہ بیچارے تو کبھی موسے کے ساتھہ اس سے
پہلے اکٹھے نہین ہوے پھر موسیٰؑ کیسے انکا بڑا ہوسکتا ہے جس سے انہون نے سحر کی صناعت کو حاصل کیا ایسی بات
کوئی عاقل نہ کہیگا پھر انکو فرعون نے ڈرایا ہاتھہ پاؤن کے کاٹ دینے اور سولی چڑہانیکے ساتھہ تو وہ بولے کچھہ ڈر

نہین ہے اور ہمین کیا مضائقہ ہم اسکی پرواہ نہین کرتے ہم نے اپنے مالک کے پاس جانا ہے اور وہ نہین برباد کرتا
ان لوگون کا نیک جو اچھے کام کرین اور اسپر مخفی نہین ہے جو ہمارے ساتھ کریگا اور وہ ہمکو اسپر پوری جزا دیگا
والہذا ہوسلے ہماری تو یہ غرض ہے کہ بخشے وہ ہماری خطائین اور تقصیرین اور معاف کرے ہمکو وہ جادو
جو تو نے ہمسے جبر کروایا اسواسطے کہ اپنی قوم قبط سے پہلے ہم ہوئے قبول کرنے والے پہر فرعون نے ان سب کو
مار ڈالا مترجم عفا اللہ کہتا ہے حافظ ابن کثیر کا یہ قول پہر فرعون نے انکو مار ڈالا اسکی کوئی دلیل نہین کیونکہ قرآن مجید کی
کسی آیت مین مذکور نہین ہے کہ فرعون نے جسبات سے انکو ڈرایا وہ معاملہ انکے ساتھہ کیا قرآن مجید سے صرف اتنا ثابت
ہوتا ہے کہ فرعون نے انکو ہاتہہ پاؤن کے کاٹنے اور سولی چڑہانے کا ڈراوا دیا اور سورۂ قصص مین جو موسیٰ
کا قصہ مذکور ہے اسکی سیاق سے معلوم ہوتا ہے کہ فرعون سے یہ ڈراوا پورا نہین ہوسکا سورۂ قصص مین فرمایا
سَنَشُدُّ عَضُدَكَ بِاَخِيْكَ وَنَجْعَلُ لَكُمَا سُلْطٰنًا فَلَا يَصِلُوْنَ اِلَيْكُمَا بِاٰيٰتِنَآ اَنْتُمَا وَمَنِ اتَّبَعَكُمَا
الْغٰلِبُوْنَ یعنے ہم زور دینگے تیرے بازو کو اے موسیٰ تیرے بہائی سے اور دین گے تمکو غلبہ پہر وہ نہ پہنچ سکینگے
تم تک ہماری نشانیون سے تم اور جو تمہارے ساتھہ ہوا وپر رہو گے تو اس آیت سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ
انکو کوئی صدمہ نہین پہنچا اور اسکا ڈراوا ویسا ہی تہا جیسے ونسنے موسےؑ کو قید سے ڈرایا پہر آپ کو قید
نہ کرسکا اور کہین کیون جاتے ہو لا قطعن ایدیکم الآیۃ مین موسےؑ اور ہارونؑ ہی مخاطب تہے پہر جب فرعون
موسےؑ اور ہارونؑ کو صدمہ نہین پہنچا سکا تو جادوگرون پر صدمہ پہنچانے کی کیا دلیل ہے ہذا ما خطر ببال
واللہ اعلم بحقیقۃ الحال فتح کا بیان یہ ہے جب فرعون ڈرا کہ میری قوم کے لوگ جادوگرون کے پیچہے
لگ جاوینگے تو اسنے کہا تمنے مان لیا میری اجازت کے سوا پہر غلطی مین ڈالنے لگا ان جادوگرون کو
جنہون نے مان لیا موسیٰؑ کو یا وہم ڈالنے لگا لوگون کے دلون مین کہ موسےؑ کا فعل بہی اسی سحر کی قبیل تہا اور بولا
وہ تمہارا بڑا ہے جسنے تم کو جادو سکہایا اور ہمین اقرار کیا فرعون نے کہ موسےؑ ان مین کا بڑا ہے باوجود
اسبات کے کہ جسمین موسیٰؑ کے شان کی بڑائی ہو اسکو وہ پسند نہین کرتا تہا کیونکہ حاضرین مجلس جان چکے
تہے کہ موسیٰ علیہ السلام کے فعل نے مغلوب کردیا ہے جادوگرون کے سحر کو تو اسنے ارادہ کیا کہ لوگون کو شک
مین ڈالے یہ کہکر کہ جسچیز کا تمنے موسیٰؑ سے مشاہدہ کیا ہے وہ اگرچہ جادوگرون کے سحر پر فوق لیگئی تو یہ انکے
بڑے اور استاد کا فعل ہے جس سے اونہون نے یہ فن سیکہا پہر تم یہ خیال نہ کرو کہ اس کام کرنا ہر بشر کی طاقت سے
باہر ہے اور یہ اس رب کا فعل ہے جسکی طرف تمکو موسےؑ بلاتا ہے اور یہ خیال نہ کرو کہ جادوگرون نے کچہہ سمجہہ بوجہہ

اسکو مانا اور یہ خیال نکرو کہ اسکا غلبہ تمہیر بحجۃ الٰہی کے ساتھہ ہے بلکہ غالب ہونے کی یہ وجہ ہے کہ اسنے تمکو یہ جادو نہین سکھایا
ہو اسنے خود کیا اور تم نے بسبب کم عقلی کے یہ خیال کر لیا کہ یہ تمپر بغیر جنس سحر کے غالب ہوا ہے پہر تم نے اسکو مان
لیا پہر جادوگرون کو جو ایمان لائے اللہ کے ساتھہ ڈرایا جب انکو مغلوب کر لیا اللہ کی حجت نے اور بولا فلسوف تعلمون
اب جان لوگے اس کام کا وبال اور جو تکلیف تمکو مجہہ سے پہنچیگی اجمال کیا تہدید مین اولاً تہویل کے لیے پہر اسکی تفصیل
کی اور بولا لاقطعن ایدیکم وارجلکم من خلاف مین کاٹ دونگا تمہارے ہاتہہ اور پاؤن بسبب اس خلاف کے جو تسے
ظاہر ہوا بعض نے کہا من خلاف کے یہ معنے ہین کہ تمہارے ہاتہہ اور پاؤن الٹی طرح کاٹونگا داہنی جانب کا ہاتہہ اور بائین
طرف کا پاؤن یا بائین طرف کا پاؤن کا اور داہنے طرف کا ہاتہہ اور مین تم سب کو سولی دیدونگا اور اس قول مین اسنے
ڈرایا سب کو تو کہ ایمان لانے مین انکی اتباع نکرین بعض نے کہا جس تقطیع اور تصلیب سے انکو فرعون نے ڈرایا وہ کام
انکے ساتھہ کر لیا بعض نے کہا انسے یہ معاملہ نہین کیا اور قرآن مجید مین کوئی آیت ایسی نہین ہے جس سے انکا
سولی چڑہانا اور ہاتہہ پاؤن کا کٹنا ثابت ہو جب انہون نے سنا جو اسنے کہا تو بولے کیا مضائقہ ہم پر دنیا کے
عذاب ملنے مین کوئی ضرر نہین ہے کیونکہ یہ عذاب جلد زائل ہو جاویگا اور اسکے بعد جلد ہم اپنے رب کیطرف
جاوینگے اسباب موت مین سے کسی سبب کے ساتھہ اور قتل موت کے اسباب مین سے بڑا آسان سبب ہے پہر ہمکو
وہ ہمیشگی کی نعمتین عنایت کریگا جنکی وصف احاطہ بیان مین نہین آسکتی ہم جاوینگے اپنے رب کے پاس اور وہ
ہمکو جزا دیگا ہمارے کی تیری سزا پر اور اپنی توحید پر ثابت رہنے کی اور کفر سے برات کی اور غرض یہ ہے کہ تیری
اس سزا مین ہمکو کچہہ تکلیف نہین ہے بلکہ ہمارا اسمین بڑا فائدہ ہے جو ہمکو اس سزا کے سہارنے اور اسپر ٹہیرنے
کی وجہ سے ملیگا اور وہ یہ کہ گناہ معاف ہو جاوینگے اور ثواب عظیم حاصل ہوگا ہم تو یہی چاہتے ہین کہ
معاف کر دیوے ہمکو ہمارا مالک ہمارا کفر اور سحر بسبب اسکے کہ قوم فرعون سے ہم ہی پہلے اسلام لائے آیت کے
ظہور کے بعد یا اہل شہد مین سے فرا نے کہا اہل زمان سے وہی پہلے ایمان لائے اور اسکا زجاج نے
انکار کیا اور کہا مروی ہے کہ موسے عم کے ساتھہ اس سے پہلے چہہ لاکہہ ستر ہزار ایمان لا چکے تہے اور
وہی لوگ مراد تہے فرعون کے اس قول مین ان ہؤلاء لشرذمۃ قلیلون واوحینا الی موسی ان اسر
بعبادی انکم متبعون ۝ فارسل فرعون فی المدائن حشرین ۝ ان ہؤلاء لشرذمۃ قلیلون ۝
وانہم لنا لغائظون ۝ وانا لجمیع حذرون ۝ فاخرجنٰہم من جنٰت وعیون ۝ وکنوز ومقام
کریم ۝ کذلک واورثنٰہا بنی اسرآءیل ۝ اور حکم بہیجا ہمنے موسے ع کو کہ رات کو لے نکل میرے بندون کو

البتہ تمہارے پیچھے لگین گے پہر بہیجے فرعون نے شہرون مین نقیب لوگ جو ہین یہ ایک جماعت ہین تھوڑی سی اور
مقرر وہ ہم سے جی جلے ہین اور ہم سارے خطرہ کہتے ہین پہر نکالا ہمنے انکو باغ چھوڑکر اور چشمے اور خزانے
اور گھر خاصے اسطرح اور ہاتھ لگائین یہ چیزین بنی اسرائیل کو ف جب بلاد مصر مین موسے ؑ کا قیام طویل ہوا
اور قائم کرچکا آبادی مصر مین اللہ کی دین اور سکی برہان فرعون اور اسکے درباروالون پر اور وہ معہذا مکابرہ
کرتے تھی اور عناد کرتے تہے تو نہ باقی رہا انپر مگر عذاب اور نکال تب اللہ تعالے نے موسی ؑ کو حکم کیا کہ نکالے
بنی اسرائیل کو مصر سے ایک رات اور انکو لیکے چلا جاوے جہان حکم ہو پہر کیا موسی ؑ نے وہ کام جسکا حکم
کیا اسکو رب عزوجل نے پہر لے نکلا انکو جب بنی اسرائیل قوم فرعون سے بہت سا زیور عاریت کے طور پر
لیچکے تہے اور بہت مفسرین نے ذکر کیا ہے کہ آپ مصر سے اسوقت باہر ہوئے جب چاند نے طلوع کیا اور مجاہد رح
نے ذکر کیا ہے کہ اس رات چاند کو گہن لگ گیا تہا فاللہ اعلم اور موسے ؑ نے یوسف ؑ کی قبر کا حال پوچھا تو
بنی اسرائیل مین سے ایک بوڑہی عورت نے موسی علیہ السلام کو یوسف ؑ کی قبر بتلائی اور اٹھالیا موسے ؑ نے
یوسف ؑ کا صندوق اپنے ساتھ اور مشہور ہے کہ اس صندوق کو موسے ؑ نے خود اٹھایا اللہ کا ان دونو پر
درود اور سلام ہو اور یوسف ؑ نے وصیت کی تھی کہ جب بنی اسرائیل مصر سے نکلنے لگین تو میرا صندوق
ساتھ لیجاوین اور اس باب مین ایک حدیث بھی وارد ہوئی ہے جسکو ابن ابی حاتم مرحوم نے روایت کیا ہے
چلا یا اپنا اسناد ابو موسے اشعری رض تک پہر کہا ابو موسے رض کہتے ہین مہمان ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ و
سلم ایک گنوار کے تو اسنے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت کی اور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
ہمارے پاس آتے جاتے رہا کرو پہر وہ گنوار حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس آیا حضرت صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا تجھکو کس چیز کی ضرورت ہے وہ بولا ایک اونٹنی کی ضرورت ہے پالان سمیت اور ایک بکری
کی جسکا دودہ پیا کرین میرے گہر لے فرمایا تجہ سے اتنا نہ ہوسکا کہ تو ہوتا بنی اسرائیل کی ڈہریا کی
طرح تو آپکے یارون نے عرض کیا اور وہ بنی اسرائیل کی بوڑہی عورت کیسی تھی فرمایا جب موسی ؑ نے
بنی اسرائیل کو مصر سے لیجانا چاہا تو راستہ بہول گئے موسے ؑ نے بنی اسرائیل کو کہا یہ کیا ہوا تو بنی اسرائیل
مین جو عالم تہے وہ بولے ہم (اسکی وجہ) بتاتے ہین (وہ یہ کہ) جب یوسف ؑ فوت ہونے لگے تو انہون
نے ہمسے عہد لیا اللہ کا کہ ہم نہ نکلین گے مصر سے جب تک انکی تابوت کو اپنے ساتھ نہ اٹھالیوین
تب موسی ؑ نے فرمایا تم مین سے کس شخص کو یوسف ؑ کی قبر کی جگہہ معلوم ہے وہ بولے اسکی قبر کو کوئی

نہین جانتا ایک بنی اسرائیل کی بڑہیا کے سوا تو موسے ع نے اسکے پاس کہلا بہیجا کہ یوسف ع کی قبر بتلاؤ
وہ بولی مین تو بخدا یہ کام نہ کرونگی جب تک مجہکو میرا ایک حکم نہ ملے فرمایا اور تیرا کیا حکم ہے وہ بولی میرا حکم یہ ہے
کہ مین تیرے ساتہہ بہشت مین ہون تو گویا آپ پر یہ بات دشوار ہوئی تب حکم ہوا آپکو کہ دیدے اس عورت
کو اسکا حکم حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پہر وہ عورت گئی انکے ساتہہ ایک بحیرہ کیطرف جہان پانی کا جمع
تہا وہ بولی انکے لیے اس پانی کو فرو کرو جب انہون نے پانی سینچ لیا تو بولی اب کہودو جب انہون نے کہودا
تو یوسف ع کی قبر نکلی پہر انہون نے یوسف ع کو اپنے ساتہہ اٹہا لیا تو راستہ دن کی روشنی کی طرح نظر آنے
لگا کہا حافظ ابن کثیر مرحوم نے هٰذَا حَدِيْثٌ غَرِيْبٌ جِدًّا وَالْاَقْرَبُ اَنَّهٗ مَوْقُوْفٌ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ جب
فرعون نے صبح کی تو اسکی مجلس مین بنی اسرائیل کا ایک آدمی بہی نظر نہ آیا تو اس سے فرعون کو جوش آیا اور بنی اسرائیل
پر سخت غصہ ظاہر کیا اور اسکی وجہ یہ ہوئی کہ فرعون کے ہلاک کرنیکا اللہ نے ارادہ کیا تب فرعون نے بہت
جلد شہرون مین نقیب بہیجدیے اور یہ کہلا بہیجا کہ بنی اسرائیل کی جماعت ایک تہوڑے سے لوگ ہین اور انسے
ہر وقت ہمکو غصہ کی باتین پہنچتی رہتی ہین اور ہم ہر وقت انکے فریب و غدر سے ہراسان ہین اور سلف کی ایک
جماعت نے حاذرون کو حذرون پڑہا ہے اسصورت مین معنے یہ ہونگے کہ ہم سب سلاحدار ہین اور مین چاہتا ہون کہ
بیخ کنی کردون انکی پہر نہ چہوڑون انمین سے کسیکو پہر جسکا ہلاک ہونا مقدر تہا انکو اسنے ساتہہ لیا اللہ تعالی
فرماتا ہے پہر ہمنے انکو نکالا باغون اور چشمون سے اور خزانون اور خاصے گہرون سے اور وہ نکلے ایسی نعمتون
سے جحیم کیطرف اور انہون نے چہوڑا منازل عالیہ اور بساتین اور انہار اور اموال اور ارزاق اور ملک اور جاہ و فر
کو دنیا مین یہ بات یون ہی ہوئی تہی اور ہمنے وارث بنا دیا ان چیزونکا اور لوگون کو ہذہ الآیۃ کما قال تعالے
وَاَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِيْنَ كَانُوْا يُسْتَضْعَفُوْنَ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا
وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى عَلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ بِمَا صَبَرُوْا وَدَمَّرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ
وَقَوْمُهٗ وَمَا كَانُوْا يَعْرِشُوْنَ یعنے ہمنے وارث کیے جو لوگ کمزور ہو رہے تہے اس زمین کے مشرق اور
مغرب کے جسمین برکت رکہی ہے ہمنے اور پورا ہوا نیکی کا وعدہ تیرے رب کا بنی اسرائیل پر بسبب کہ وہ ٹہیرے رہے
اور خراب کیا ہمنے جو بنایا تہا فرعون اور اسکی قوم نے اور انگور چڑہاے چہترون پر اور جیسے فرمایا وَنُرِيْدُ
اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِي الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِيْنَ وَنُمَكِّنَ لَهُمْ
فِي الْاَرْضِ وَنُرِيَ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَحْذَرُوْنَ یعنے اور ہمنے چاہا کہ

احسان کرین انپر جو کمزور پڑے تھے ملک مین اور کردین انکو سردار اور کردین انکو قائم مقام اور جما دین انکو ملک مین
اور دکھا دین فرعون و ہامان کو اور انکے لشکرون کو انکے ہاتھ سے جس چیز کا خطرہ رکھتے تھے (ہامان تھا
وزیر فرعون کا ظلم مین اسکا شریک تھا) فتح کا بیان یہ ہے کہ حکم کیا اللہ سبحانہ و تعالے نے موسے ع کو بنی اسرائیل
کو ایک رات نکلنے کا بحر کیطرف نہ شام کیطرف جو وہ رستہ بری ہے اور یہ سحرہ کے ایمان لانے سے کئی سال
بعد کا واقعہ ہے اور انکو منسوب کیا اپنی طرف کیونکہ وہ ایمان لا چکے تھے موسے ع کے ساتھ اور اس چیز کے ساتھ
جسکو موسی ع لائے اور ایسی آیت کی تفسیر سورہ اعراف مین گذر چکی اور یہ جو فرمایا انکم متبعون یعنی فرعون اور
اسکا لشکر تمہارے پیچھے آوینگے تو یہ تعلیل ہے خروج کی حکم کی اور مطلب یہ ہے کہ فرعون اور اسکے جنود تمہاری
بیخ کنی کے لیے تمہارا پیچھا کرینگے اور تو بنی اسرائیل کو کچھ رات لیکر نکل ورنہ یہ تمہارے پیچھے سورج چڑھے
آوینگے اور تم جو انسے کچھ زمانہ پہلے چلے جاؤگے تو یہ تمکو مل نہ سکین گے دریا کے پہنچنے سے پہلے بلکہ
تمہارے پیچھے ہونگے یہانتک کہ تم داخل ہوگے دریا مین پھر وہ داخل ہونگے تمہارے مداخل مین پھر ڈہانکا
ڈوبگا دریا کو انپر اور ڈوبا دونگا انکو پھر جب فرعون کو معلوم ہوا کہ بنی اسرائیل کو موسے ع لیکر نکل گیا تو اسنے
شہرون مین لشکر اکٹھا کرنے کے لیے نقیب بھیجدیے جب لشکر اسکے پاس اکٹھے ہوگئے تو کہا یہ لوگ یعنی بنی اسرائیل
تو تھوڑے سے لوگ ہین اور شرذمہ کہتے ہین ایک قلیل حقیر جماعت کو کہا جوہری نے شرذمہ ایک چھوٹی سی
جماعت ہے لوگونکی اور شرذمہ کپڑے کے ٹکڑے کو بھی کہتے ہین مفسرین لکھتے ہین کہ یہ شرذمہ جسکو فرعون نے تھوڑی
قرار دیا چھہ لاکھ تھے اور ابن عباس کا یہی قول ہے اور اصحاب فرعون کی گنتی معلوم نہین ہے اور ابن مسعود رض نے کہا
چھہ لاکھ ستر ہزار تھے اور فرعون کے لشکر کا مقدمہ سات لاکھ نفر کا تھا تو اسنے اپنے لشکر کی کثرت کیطرف نظر
کر کے انکو کم قرار دیا اور اسکے سارے لشکر مین سولہ لاکھ نفر تھے اور عبد بن حمید اور ابن منذر نے ابن مسعود رض سے نکالا کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا موسی ع کے اصحاب جب موسے ع کے ساتھ دریا سے پار ہوئے بارہ قبیلے تھے
تو ہر قبیلے مین بارہ بارہ ہزار نفر تھے یہ سب یعقوب ع کی اولاد تھے اور ابن مردویہ نے عبد اللہ بن مسعود رض سے ایسی سند
کے ساتھ نکالا جسکو جلال الدین سیوطی نے واہی کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا فرعون اللہ کے دشمن
کو اللہ نے جب غرق کیا تو وہ اور اسکے اصحاب ستر کمان افسرون مین تھے ہر کمان افسر کے پیچھے ستر ہزار فوج تھی اور
موسی علیہ السلام کے ساتھ ستر ہزار آدمی تھی جب انہون نے دریا کو عبور کیا اور عبد اللہ بن مسعود رض ہی نے کہا کہ
فرعون کے لشکر جنکو اللہ تعالی نے موسی ع اور اسکی قوم کے پیچھے بھیجا چھہ لاکھ آدمی تھے ان مین کوئی ایسا سپاہی نہ تھا جو مشکی

گھوڑے پر سوار نہ ہو کہا علامہ ابو الطیب مرحوم نے ایسے اقوال او رروایات مضطربہ بہت سلف سے بھی مروی ہیں جو ان اقوال او رروایات مذکورہ کے ساتھ اختلاف و اضطراب میں ملتی جلتی ہیں او رحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے ان میں سے کوئی چیز ثابت نہیں ہوئی اور انہوں نے ہمکو غصہ دلایا ہے کہ ہماری اجازت کے سوا چلے گئے او رہم انسے خطرہ میں ہیں یعنی ہم ڈرتے ہیں انکی شرارت سے فرعون کے لوگوں کو اللہ نے نکالدیا مصر کی زمین سے تو کہ ملیں موسیٰ اور اسکی قوم کو اور مصر کی زمین میں دریا رنیل کے دونو کنارو نپر باغات تھے اسوان سے رشید تک اور کنوز سے خزائن مراد ہیں بعض نے کہا دفینے بعض نے کہا کنوز سے انہار مراد ہیں اور اسمیں نظر ہے کیونکہ عیون سے جمیع مفسرین کی نزدیک پانی کے چشمے مراد ہیں اور پانی کے چشموں میں ندیاں بھی داخل ہیں اور کنوز سے اموال ظاہر مراد ہیں سونا اور چاندی او رمقام کریم سے منازل حسان مراد ہیں بعض نے کہا منبر مراد ہیں ابن عباسؓ کا بھی قول ہے بعض نے کہا رؤسا و امراء و وزراء کی مجالس مراد ہیں اسکو ابن عیسیٰ نے حکایت کیا بعض نے کہا مقام کریم سے مرابط خیل مراد ہیں او رقول اول بہت ظاہر ہے اور سعید بن جبیر کہتے ہیں میں نے سنا کہ مقام کریم سے فیوم مراد ہے (اور فیوم مصر کی ایک زمین کا نام ہے) کہا حسن نے جب بنی اسرائیل دریا رنیل سے پار ہوئے تو لوٹے اور انہوں نے لے لیے فرعون کے گھر اور باغات اور مال اور چشمے بعض نے کہا وراثت سے اسجگہہ وہ زیور مراد ہے جسکو قوم فرعون سے مانگ کر لیگئے تھے اور بعض نے کہا انکے مساکن حسنہ اور کنوز کے بنی اسرائیل وارث ہوئے علامہ ابو الطیب فرماتے ہیں اور دونو امروں کا اللہ نے انکو وارث کردیا والحمد للہ علیٰ ذلک

فَاَتْبَعُوْهُمْ مُّشْرِقِیْنَ ۝ فَلَمَّا تَرَآءَ الْجَمْعٰنِ قَالَ اَصْحٰبُ مُوْسٰۤی اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ ۝ قَالَ كَلَّا ۚ اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ ۝ فَاَوْحَیْنَاۤ اِلٰی مُوْسٰۤی اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ ؕ فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِیْمِ ۝ وَ اَزْلَفْنَا ثَمَّ الْاٰخَرِیْنَ ۝ وَ اَنْجَیْنَا مُوْسٰی وَ مَنْ مَّعَهٗۤ اَجْمَعِیْنَ ۝ ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِیْنَ ۝ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً ؕ وَ مَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝ وَ اِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ۝

پھر پیچھے پڑے انکو سورج نکلتے پھر مقابل ہوئیں دونو فوجیں کہنے لگے موسیٰ کے لوگ ہم پکڑے گئے کہا کوئی نہیں میرے ساتھ ہے میرا رب مجھکو راہ بتا دیگا پھر حکم بھیجا ہمنے موسیٰ ؑ کو کہ مار اپنے عصا سے دریا کو پھر پھٹ گیا تو ہو گئی ہر پھانک جیسے بڑا پہاڑ اور پاس پہنچا یا ہمنے دوسروں کو اور بچا دیا ہمنے موسیٰ ؑ کو اور جو لوگ تھے اسکے ساتھ ساری پھر ڈبا دیا ان دوسروں کو اسچیز میں ایک نشانی ہے اور نہیں وہ لوگ بہت ماننے والے اور تیرا رب وہی ہے زبردست رحیم ف ایک رات اللہ کے حکم سے شہر مصر میں وبا پڑی ہر گھر میں بڑا بیٹا

مرگیا اور بنی اسرائیل کو آگے سے حکم تہا کہ تیار رہین سو رات ہین نکل کہڑے ہوئے پہر کئی دن سے لگے انکو ماتم مین آخر فرعون
کی تاکید سے سب نکلکر پیچہے لگے دریاے قلزم پر جا ملے اور یہ جو کہا پہر پہٹ گیا دریا تو ہو گئی ہر پہانک جیسے
بڑا پہاڑ یہ ایسے کہ پانی بہت گہرا تہا بارہ جگہہ سے پہٹ کر گلیان پڑ گئین بارہ قبیلے بنی اسرائیل کے آپسمین پیچہ
پیچہین پانی سے پہاڑ کہڑے رہگئے ف بہت مفسرین نے بیان کیا ہے کہ فرعون نکلا محفل عظیم اور جمع کبیر
مین اور جمع کبیر سے دیار مصریہ کی مملکت مراد ہے اسکے زمانہ مین جسمین امیر اور وزیر اور کبرا اور رؤسا اور جنود شامل تہے
اور رہا وہ قصہ اسرائیلی جسکو غیر واحد نے بیان کیا ہے کہ فرعون نکلا سولہ لاکہہ سوار لیکر جنمین ایک لاکہہ تو سیاہ گہوڑون پر
سوار تہے تو اسمین نظر ہے اور کعب احبار نے کہا ان مین آٹہہ لاکہہ سیاہ گہوڑون پر سوار تہے اور اسمین بہی نظر ہے اور
ظاہر یہ ہے کہ ایسی حکایتین بنی اسرائیل کے مجازفات سے ہین اور اللہ سبحانہ وتعالے بہتر جانتا ہے اور جسقدر کی قرآن
نے خبر دی ہے وہی مفید ہے اور قرآن مجید نے انکی تعداد کی تعیین بیان نہین کی کیونکہ اسمین کوئی فائدہ نہین
ہے اور وہ نکلے ساری کے ساری پہر پیچہے پڑے انکے دن نکلتے یعنے سورج کے نکلنے کے وقت بنی اسرائیل کے پاس
پہونچے جب دونون فوجون مین سے ہر ایک نے دوسری فوج کو دیکہہ لیا تو موسے ع کے لوگ بولے ہمکو تو فرعون
کے لوگ آ ملے اور یہہ اسلیے کہ انکی سیر منتہی ہو گئی ساحل بحر پر اور وہ قلزم کا دریا تہا اور انکے آگے دریاے قلزم
آ گیا اور پالیا بنی اسرائیل کو فرعون نے اپنے لشکرون سمیت تو موسی ع نے فرمایا کَلَّا اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ سَیَہْدِیْنِ
یعنے کوئی نہین تم تک کوئی نہین پہنچیگا مت ڈرو میرا رب مجہکو راہ دے گا کیونکہ اسی نے مجہکو اسطرف تمکو
لانے کا حکم دیا ہے اور اسکے وعدہ خلاف نہین ہوتے اور مقدمہ لشکر مین ہارون ع تہے اور آپکے ساتہہ یوشع
تہا نون کا بیٹا یا فرعون کے لوگون مین کا ایماندار (جسکا ذکر سورہ مومن مین ہے) اور لشکر کے پچہلے حصہ مین
موسی ع تہے اور غیر واحد نے مفسرین مین سے ذکر کیا ہے کہ وہ ساحل بحر پر پہونچکر کہڑے ہو گئے نہین جانتے
تہے کہ کیا کرین گے اور یوشع بن نون (جسکا ذکر سورہ کہف مین ہے) یا مومن آل فرعون کہنے لگا اے اللہ کے
پیغمبر اسطرف تجہکو اللہ نے حکم کیا ہے کہ تو سیر کرے تب موسی ع نے فرمایا ہان اسی طرف اللہ نے سفر کرنے کا
حکم کیا ہے پہر پاس آ لگا فرعون اور اسکا لشکر اور نہ رہا فاصلہ دونون فوجون مین مگر تہوڑا تب اللہ نے حکم کیا
اپنے پیغمبر موسے ع کو کہ مارے اپنی لاٹہی دریا کو پہر مارا دریا کو اپنا عصا پہر وہ پہٹ گیا اللہ کے حکم کے ساتہہ
عبد اللہ بن سلام کہتے ہین جب موسی ع دریا پر پہونچے تو بولے یَا مَنْ کَانَ قَبْلَ کُلِّ شَیْءٍ الْمُکَوِّنُ
لِکُلِّ شَیْءٍ وَالْکَائِنُ بَعْدَ کُلِّ شَیْءٍ اِجْعَلْ لَنَا مَخْرَجًا یعنے اے وہ ذات جو سب سے پہلے تہی جسنے بنائی ہر

چیر اور وہ رہیگا ہر جیز کے پیچھے نکال ہمارے لیے کوئی راہ پہر حکم کیا اللہ تعالے نے موسی ع کو مار تو اپنا عصا دریا کو روایت کیا
ابن ابی حاتم نے قتادہ نے کہا اللہ نے حکم کیا اس رات دریا کو کہ جب تجھکو موسے ع اپنی لاٹھی مارے تو اسکا حکم
سن اور اسکی فرمانبرداری کر پہر رات کاٹی دریا نے بیقراری میں اور نہیں جانتا تہا کسطرف سے موسی ع عصا مارے
گا جب موسے ع دریا کے پاس پہنچا تو کہا موسے سے جوان یوشع بن نون نے اے اللہ کے پیغمبر کسطرف جانیکا
تجھکو اللہ عزوجل نے حکم کیا ہے فرمایا مجھکو حکم دیا ہے اللہ تعالے نے یہ کہ میں دریا کو لاٹھی ماروں پہر یوشع بن نون
نے کہا پہر مار اور محمد بن اسحق نے کہا اسکے مطابق جو میری لیے مذکور ہوا ہے اللہ نے حکم کیا دریا کو کہ جب
تجھکو موسے ع لاٹھی مارے تو اسکے لیے پہٹ جا کہا محمد بن اسحق نے پہر رات کاٹی دریا نے بیقراری میں
اور مارتا بعض بعض کو اللہ کے خوف سے اور حکم کی انتظاری میں جو اسکو اللہ نے حکم دیا اور اللہ نے وحی
کی موسی کیطرف کہ مار اپنے لاٹھی دریا میں تو اسمیں اللہ تعالے کا معجزہ تہا جو اللہ تعالے نے موسے ع کو دیا پہر
دریا پہٹ گیا اور غیر واحد نے بیان کیا ہے کہ موسے ع دریا کے پاس آئے اور بولے پہٹ جا اسپر اللہ
کی اجازت کے ساتھ اللہ نے فرمایا فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيمِ اور طود عظیم سے بڑا پہاڑ
مراد ہے یہ قول ہے ابن مسعود اور ابن عباس اور محمد بن کعب اور ضحاک اور قتادہ وغیرہم کا اور عطاء خراسانی
نے کہا طود عظیم سے وہ دو پہاڑ کے درمیان کا رستہ مراد ہے اور ابن عباس نے کہا دریا میں بارہ راہ
ہوگئے ہر ایک قبیلے کے لیے ایک راہ اور زیادہ کیا سدی نے کہ ان دیواروں میں روشندان ہوگئے
جنمیں سے بعض بعض کیطرف دیکہتے تہے اور کہڑا ہوا پانی اپنی حالت پر جیسے دیواریں اور بہیجی اللہ نے ہوا
دریا کے تہ کیطرف پہر اسنے چاٹ لیا اسکو پہر دریا کا تہ سوکہ گیا جیسے کہ زمین فرمایا اللہ تعالے نے
فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيقًا فِي الْبَحْرِ يَبَسًا لَّا تَخَافُ دَرَكًا وَّلَا تَخْشَىٰ اور فرمایا اس قصہ میں وَأَزْلَفْنَا
ثَمَّ الْآخَرِينَ کہا ابن عباس اور عطاء خراسانی نے اور قتادہ اور سدی نے اسکی تفسیر میں کہ ہمنے قریب کیا
دریا کے فرعون اور اسکے لشکروں کو وَأَنجَيْنَا مُوسَىٰ وَمَن مَّعَهُ أَجْمَعِينَ ثُمَّ أَغْرَقْنَا الْآخَرِينَ
یعنے ہمنے نجات دی موسے ع اور بنی اسرائیل اور ان لوگوں کو جو دین میں انکی تابع تہے سب کو پہر
نہ ہلاک ہوا ان میں سے کوئی اور غرق کردیا فرعون اور اسکے لشکر کو پہر نہ باقی رہا ان میں سے
کوئی مگر ہلاک ہوا عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ موسے ع جب بنی اسرائیل کو لے گئے تو فرعون کو یہ
بات پہونچی تو اسنے حکم کیا ایک بکری کے ذبح کا پہر وہ ذبح کی گئی پہر بولا بخدا ابہی نہ فراغت حاصل

ہوگی اسکے کہاں اتارنے سے یہاں تک کہ چہہ لاکہہ قبط جمع ہو جاوین گے اور پہر موسے ع چلکر دریا پر پہنچ گیا اور
دریا کو فرمایا پہٹ جا تو دریا بولا تو نے بڑائی کی اے موسی ع کیا مین آگے واسطے کسی ابن آدم کے پہٹتا ہون
جو تیرے لیے پہٹون کہا اور موسے ع کے ساتہہ ایک آدمی تہا عمدہ گہوڑے پر تو بولا وہ آدمی کسطرف تجہکو
حکم ہوا تہا فرمایا مجہکو تو اسی طرف حکم ہوا تہا وہ بولا بخدا آپ نے جہوٹ نہین بولا پہر دوسری بار لشکر مین
داخل ہوا پہر نکلا اور بولا کسطرف آپکو حکم ہوا ہے جانیکا اے اللہ کے پیغمبر فرمایا مین اسی طرف کا حکم دیا گیا
ہون (یعنے بحر کیطرف آنیکا) یوشع ع بولا بخدا آپ نے جہوٹ نہین بولا اور جہوٹ بولنے کی آپکی عادت نہین ہے
کہا پہر اللہ تعالی نے حکم بہیجا موسی ع کیطرف کہ تو مار اپنی لاٹھی دریا کو پہر مارا موسے ع نے دریا کو اپنا عصا
پہر پہٹ گیا پہر اسمین بارہ راہ ہو گئے ہر ایک قبیلے کے لیے ایک راہ اور ان راہون مین روشندان بہی ہو گئے
جنمین سب ایکدوسرے کو دیکہتے تہے پہر جب موسی ع کے اصحاب نکل چکے اور اصحاب فرعون پورے پورے
دریا مین داخل ہو چکے تو دریا ملگیا انپر اور ڈوبا دیا انکو روایت ابن ابی حاتم اور عبد اللہ بن مسعود رض کی دوسری
روایت کے یہ لفظ ہین کہ جب اصحاب موسی ع سے پچہلے لوگ نکل چکے اور اصحاب فرعون پوری طرح داخل ہو چکے
تو جوش مارا انپر دریا نے پہر اسدن سے بڑہکر کبہی اتنا ہجوم نظر نہین آیا اور غرق ہوا فرعون اسکی اوپر لعنت
ہو پہر اللہ تعالی نے فرمایا إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً یعنے اس قصے اور ان عجائبات و نصر و تائید عباد الہی مین جو اس قصے
مین مذکور ہین البتہ دلالت ہے اور حجت قاطعہ اور حکمت بالغہ وَمَا كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ وَإِنَّ رَبَّكَ
لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ اس آیت کی تفسیر گذر چکی فتح کا بیان ہے اشراق سے وقت شروق مین دخول مراد ہے بعض
نے کہا اشراق سے مشرق کیطرف جانا مراد ہے جیسے انجاد کے معنے نجد کیطرف جانا اور اتہام کے معنے تہامہ
کیطرف جانا بعض نے کہا اشراق سے اضاءت مراد ہے جمعان سے بنی اسرائیل اور قبط مراد ہین پہر ابو موسی رض کی ہی
حدیث بیان کی جسکی سند کو جلال الدین سیوطی نے واہی کہا جب بنی اسرائیل پر سخت آفت آئی اور انہون نے
وہ لشکر دیکہے جنکے مقابلہ کی انکو طاقت نہ تہی تو اللہ نے موسی ع کو حکم کیا دریا کو عصا مارنے کا اور یہی معنے ہین
اللہ تعالی کے قول فَأَوْحَيْنَا إِلَىٰ مُوسَىٰ أَنِ اضْرِبْ بِعَصَاكَ الْبَحْرَ کے اور یہ اسلیے کہ اللہ نے ارادہ کیا کہ
آیت متصل ہو موسے ع کے ساتہہ اور متعلق ہو اس فعل سے جسکو موسی ع کرینگے ورنہ عصا کا مارنا کچہہ فارق بحر
نہین ہے اور نہ بذاتہ فرق بحر کا معین ہے مگر اللہ کی قدرت کے ساتہہ ملکر اور اسی قدرت کے ساتہہ اللہ نے
نجات دی موسی ع اور بنی اسرائیل کو اور ہلاک کر دیے انکے دشمن وَأَزْلَفْنَا ثَمَّ الْآخَرِينَ مین آخرین سے فرعون اور

اسکی قوم مراد ہے اور بعض نے کہا آخرین سے موسیٰؑ اور اسکے اصحاب مراد ہین لیکن پہلا قول اولے ہے بعض نے کہا تہا چلتا جبرئیلؑ بنی اسرائیل اور فرعون کی قوم کے درمیان بنی اسرائیل کو کہتا تہا تمہارے پچہلے پہلون کو ملکر چلین اور فرعون کو کہتا تہا ٹہیر جاؤ تمہارے پچہلے تمہارے پہلون کو ملکر چلین پہر تہے بنی اسرائیل کہتے ہم نے اس سے بڑہکر کوئی سیاست الامر نہین دیکہا اور قبطی کہتے تہے ہمنے اس سے بڑہکر کوئی عمدہ بلانے والا نہین دیکہا اور آخرین سے فرعون اور اسکی قوم مراد ہے ڈوبا دیا انکو اللہ نے دریا کے انطباق کے ساتہہ انپر داخل ہوئے دریا مین ہوسئے اور اسکی قوم کا پیچہا کرکے اور بنی اسرائیل دریا سے نکل گئے اور اس آیت مین تاثیر کواکب کے قول کا ابطال ہے آجال اور حوادث مین کیونکہ وہ یکبارگی ہلاک ہوگئے باوجود مختلف ہونے اپنے طوالع کے اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ مین اشارہ ہے اسچیز کیطرف جو موسیٰؑ اور فرعون کے درمیان اس غایت تک صادر ہوا اور آیت سے لَاٰیَۃً مین عبرت عظیمہ اور قدرت باہرہ مراد ہے اور اس قصہ مین اللہ سبحانہ وتعالی کی قدرت اور اسکی عظیم سلطنت پر پچہلون کے لیے بڑی بہاری دلیل ہے اور ماکان اکثرہم مین ضمیر مجرور راجع ہے اُن لوگون کی طرف جو فرعون کے ساتہہ تہے یعنے جو لوگ فی الاصل فرعون کے ساتہہ تہے ان مین سے بہتون نے اللہ کو نہ مانا اور اس واقعہ کے بعد نہ ایمان لائے مگر تہوڑے جیسے حزقیل اور اسکی بیٹی اور آسیہ فرعون کی بی بی اور وہ بڑہیا جسنے یوسفؑ کی قبر بتلائی اور ان بہتون سے وہ لوگ مراد نہین ہین جو موسےؑ کے پیچہا کرنے کے وقت فرعون کے ساتہہ تہے کیونکہ وہ تو سارے دریائے قلزم مین ڈوب گئے بلکہ وہ اکثر مراد ہین جو فی الاصل اُسکے ساتہہ تہے اور اسکے تابع اور اسکی طرف منسوب یہ غایت ہے اسچیز کی جسکا کہنا ممکن ہے اور سیبویہ وغیرہ نے کہا وَمَا کَانَ اَکْثَرُھُمْ مُّؤْمِنِیْنَ مین کان زائدہ ہے اور اس جملہ مین مشرکین سے اخبار ہے اس جہت سے کہ انہون نے نصیحت کو سنا عزیز یعنے منتقم ہے اپنے اعداء سے انکے اغراق کے ساتہہ رحیم ہے اپنے اولیاء پر انکے انجاء کے ساتہہ انتہے ماقال العلامۃ ابو الطیب المرحوم فی تفسیرہ وَاتْلُ عَلَیْھِمْ

نَبَاَ اِبْرٰھِیْمَ ۝ اِذْ قَالَ لِاَبِیْہِ وَقَوْمِہٖ مَا تَعْبُدُوْنَ ۝ قَالُوْا نَعْبُدُ اَصْنَامًا فَنَظَلُّ لَھَا

عٰکِفِیْنَ ۝ قَالَ ھَلْ یَسْمَعُوْنَکُمْ اِذْ تَدْعُوْنَ ۝ اَوْ یَنْفَعُوْنَکُمْ اَوْ یَضُرُّوْنَ ۝ قَالُوْا بَلْ وَجَدْنَآ

اٰبَآءَنَا کَذٰلِکَ یَفْعَلُوْنَ ۝ قَالَ اَفَرَءَیْتُمْ مَّا کُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ۝ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُکُمُ الْاَقْدَمُوْنَ ۝

فَاِنَّھُمْ عَدُوٌّ لِّیْٓ اِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ اور سنا انکو خبر ابراہیمؑ کی جب کہا اپنے باپ کو اور اسکی قوم کو تم کیا پوجتے ہو وہ بولے ہم پوجتے ہین مورتون کو پہر سارے دن انکے پاس لگے بیٹہے رہین کہا کچہ سنتے ہین

تمہارا جب پکارتے ہو یا بہلا کرتے ہین تمہارا یا برا بولے نہین پر ہمنے پائے اپنے باپ دادے یہی کرتے کہا
بہلا دیکھتے ہو جنکو پوجتے رہے ہو تم اور تمہارے باپ دادے اگلے سو وہ میرے غنیم ہین مگر جہان کا صاحب ف
ان آیات مین اللہ نے اپنے بندے اور رسول اور خلیل جلیل امام الحنفا ابراہیم ع کی خبر دی ہے اور اپنے رسول
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرمایا ہے کہ اس خبر فرحت اثر کی تلاوت کرین اپنی امت پر تو کہ وہ خلائق
اور توکل اور اللہ وحدہ لاشریک لہ کی عبادت اور شرک اور اہل شرک سے بیزار ہونے مین خلیل جلیل علیہ السلام کی
اتباع و اقتدا کرین کیونکہ لڑکپن ہی مین اللہ تعالے نے ابراہیم علیہ السلام کو نیک راہ کی سوجھ دیدی اور وہ بچپن
سے بڑے ہونے تک اپنی قوم پر عبادت اصنام کا انکار کرتے رہے اور کہتے رہے اپنے باپ اور قوم کو کیا پوجتے ہو
کما قال تعالے وَلَقَدْ آتَيْنَا إِبْرَاهِيمَ رُشْدَهُ وَكُنَّا بِهِ عَالِمِينَ إِذْ قَالَ لِأَبِيهِ وَقَوْمِهِ مَا هَٰذِهِ
التَّمَاثِيلُ الَّتِي أَنتُمْ لَهَا عَاكِفُونَ یعنے اور آگے دی تہی ہمنے ابراہیم ع کو اسکی نیک راہ اور ہم رکہتے ہین
اسکی خبر جب کہا اسنے اپنے باپ کو اور اپنی قوم کو یہ کیا مورتین ہین جنپر لگے بیٹہے ہو بولے ہم پوجتے ہین مورتونکو
پہر سارے دن ان پاس لگے بیٹہے رہین اور انکی عبادت اور انکو پکارنے پر مقیم فرمایا کیا سنتے ہین جب تم ان کو
پکارتے ہو یا بہلا کرتے ہین تمہارا یا کچہہ برا کرتے ہین بولے نہین پر ہمنے پائے اپنے باپ دادے یہی کرتے
تو اس مین انہون نے اقرار کیا کہ یہ اصنام نہ نفع ضرر نہین ہین پر ہمنے تو اپنے باپ دادونکو دیکہا ایسا ہی کرتے
پہر ہم انہی کے قدم پر دوڑ رہے ہین جب انہون نے کہا کہ ہمارے پاس انکی عبادت پر کوئی دلیل نہین ہے
آبا و اجداد کی تقلید کے سوا تو ابراہیم ع نے فرمایا اب دیکہو جنکی تم پوجا کرتے ہو تم اور تمہارے باپ دادے اگلے
تو وہ میرے دشمن ہین مگر جہان کا صاحب اگر یہ تمہارے معبود کوئی چیز ہین اور ان مین کوئی تاثیر ہے اور
کچہہ سکتے ہین تو میرا برا کرلین مین انکا دشمن ہون نہین پرواہ مجہکو انکی اور نہ حاجت ظاہر کرتا ہون مین
انکی طرف اور یہ آیت اللہ تعالے کے اس قول کی طرح ہے جسمین اللہ تعالے نے نوح ع سے خبر دی جب انہون نے
اپنی قوم کو مخاطب کرکے فرمایا يَا قَوْمِ إِن كَانَ كَبُرَ عَلَيْكُم مَّقَامِي وَتَذْكِيرِي بِآيَاتِ اللَّهِ فَعَلَى اللَّهِ
تَوَكَّلْتُ فَأَجْمِعُوا أَمْرَكُمْ وَشُرَكَاءَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُنْ أَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّةً ثُمَّ اقْضُوا إِلَيَّ وَلَا
تُنظِرُونِ یعنے اے میری قوم اگر بہاری ہوا ہے تم پر میرا کہڑا ہونا اور سمجہانا اللہ کی باتون سے تو مینے
اللہ پر بہروسا کیا اب تم سب ملکر مقرر کرو اپنا کام اور جمع کرو اپنے معبود پہر نہ رہے تمکو اپنے کام مین شبہہ پہر
جاری کر دو اسکام کو میری طرف اور مجہکو پہر فرصت نہ دو یعنے سمجہانے سے میرا برا مانتے ہو تو جو کرسکو میرا کر ڈالو اور

ہود علیہ السلام نے فرمایا اِنِّیْٓ اُشْهِدُ اللّٰهَ وَاشْهَدُوْٓا اَنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ فَكِیْدُوْنِیْ
جَمِیْعًا ثُمَّ لَا تُنْظِرُوْنِ اِنِّیْ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ رَبِّیْ وَرَبِّكُمْ مَا مِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِیَتِهَا اِنَّ
رَبِّیْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ یعنے مین گواہ کرتا ہون اللہ کو اور تم گواہ رہو کہ مین بیزار ہون اُنسے جنکو تم شریک
کرتے ہو اسکے سوا سو بدی کرو میرے حق مین سب ملکر پہر مجہکو فرصت نہ دو مینے بہروسا کیا اللہ پر جو رب ہے میرا
اور تمہارا کوئی نہین پاؤن دہرنے والا مگر اسکے ہاتہہ مین ہے چوٹی اسکی بیشک میرا رب ہی سیدہی راہ پر یعنے جو
سیدہی راہ چلے وہ اللہ سے ملا اور اسطرح ابراہیم ع نے بیزاری ظاہر کی اپنی قوم کے معبودین باطلہ سے اور
فرمایا اَتُحَآجُّوْٓنِّیْ فِی اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنِ وَلَآ اَخَافُ مَا تُشْرِكُوْنَ بِهٖٓ اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ رَبِّیْ شَیْـًٔا وَسِعَ
رَبِّیْ كُلَّ شَیْءٍ عِلْمًا اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ وَكَیْفَ اَخَافُ مَآ اَشْرَكْتُمْ وَلَا تَخَافُوْنَ اَنَّكُمْ اَشْرَكْتُمْ
بِاللّٰهِ مَا لَمْ یُنَزِّلْ بِهٖ عَلَیْكُمْ سُلْطٰنًا فَاَیُّ الْفَرِیْقَیْنِ اَحَقُّ بِالْاَمْنِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ یعنے
تم جہگڑتے ہو مجہسے اللہ پر اور وہ مجہکو سوجہا چکا اور مین ڈرتا نہین اُنسے جنکو شریک ٹہیراتے ہو اسکا
مگر کہ میرا رب کچہہ چاہے سمائی ہے میرے رب کی علم مین سب چیز کو کیا تم دہیان نہین کرتے ہو اور مین کیونکر ڈرون
تمہارے شریکون سے اور تم نہین ڈرتے کہ شریک ٹہیراتے ہو اللہ کے ساتہہ جسپر نہین اتاری اسنے تمکو
کچہہ سند اب دونو فرقون مین کسکو چاہیے خاطر جمع کہو اگر سمجہہ رکہتے ہو اور فرمایا قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ
حَسَنَةٌ فِیْٓ اِبْرٰهِیْمَ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗ اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ
دُوْنِ اللّٰهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَیْنَنَا وَبَیْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَآءُ اَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ
وَحْدَهٗٓ یعنے تمکو چال چلنی ہے اچہی ابراہیم ع کی اور جو اسکے ساتہہ تہے جب کہا انہون نے اپنی قوم کو ہم
الگ ہین تم سے اور جنکو تم پوجتے ہو اللہ کے سوا ہم منکر ہوئے تم سے اور کہل پڑے ہم مین اور
تم مین دشمنی اور بیر ہمیشہ کو جب تک تم یقین نہ لاؤ اللہ اکیلے پر اور فرمایا وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ لِاَبِیْهِ
وَقَوْمِهٖٓ اِنَّنِیْ بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا الَّذِیْ فَطَرَنِیْ فَاِنَّهٗ سَیَهْدِیْنِ وَجَعَلَهَا كَلِمَةًۢ بَاقِیَةً
فِیْ عَقِبِهٖ لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ یعنے اور جب کہا ابراہیم ع نے اپنے باپ کو اور اسکی قوم کو مین الگ ہون
اُن چیزون سے جنکو پوجتے ہو مگر جسنے مجہکو بنایا سو وہ مجہکو راہ دیگا اور یہی بات پیچہے چہوڑ گیا اپنی
اولاد مین شاید وہ رجوع رہین یعنے تمہارے پیشوا اسنے باپ کی راہ غلط دیکہہ کر چہوڑ دی تم بہی وہی
کرو فتح کا بیان یہ ہے کہ واتل علیہم مین ضمیر مجرور کفار مکہ کیطرف راجع ہے اور نبا سے خبر اور حدیث ہے اور

اور یہ جو کہا ما تعبدون یعنی تم کس چیز کی پوجا کرتے ہو حالانکہ ابراہیمؑ جانتے تہے کہ یہ مورتون کی پوجا کرتے
ہین تو اسمین خلیل جلیل نے انپر حجت قائم کی اور یہ اسلیئے فرمایا کہ وہ سمجھین کہ جس چیز کے ہم عابد ہین وہ عبادت کے
لائق و سزاوار نہین ہین بلکہ وہ اس اہلیت سے بالکلیہ برکنار ہین وہ فخر اور غرور کرکر بولے ہم تو مورتین پوجتے
ہین اور دن بہر انپر لگے بیٹھے رہتے ہین کسی معین وقت کی سوا جیسے دن بہر کوئی شخص کوئی کام کرتا رہے
تو کہتے ہین ظَلَّ یَفْعَلُ کَذَا اور جب رات بہر کوئی کام کرتا ہے تو کہتے ہین بَاتَ یَفْعَلُ کَذَا تو آیت
کا ظاہر یہ ہے کہ وہ دن بہر انکی پوجا کرتے رہتے رات کی سوا اور عکوف سے اصنام کی عبادت پر اقامت مراد
ہے جب وہ یہ کہہ چکے تو ابراہیمؑ نے فرمایا انکی مذہب کی فساد پر متنبہ کرنیکے لیے هَلْ یَسْمَعُوْنَکُمْ اِذْ
تَدْعُوْنَ اخفش نے کہا بہلا سنتے ہین تم سے یا بہلا سنتے ہین پکار تمہاری اور قتادہ نے یسمعونکم کو
باب افعال سے پڑہا ہے یعنے کیا تمکو اپنا آواز سناتے ہین جب تم انکو پکارتے ہو اور زمخشری نے کہا
اسمین زمانہ ماضی کے حال کی حکایت ہے اور معنے یہ ہین ان احوال کو یاد کرو جن مین تم انکو پکارتے رہے
ہو کیا یہ سنتے رہے ہین جب تم نے انکو پکارا اور یہ معنے تبکیت مین ابلغ ہین اَوْ یَنْفَعُوْنَکُمْ یا تمہارا کچھ
بہلا کر سکتے ہین اگر تم انکی عبادت کرتے رہو اَوْ یَضُرُّوْنَ یا تمکو نقصان پہنچا سکتے ہین اگر تم ان کی
عبادت چھوڑ دو اور یہ استفہام تقریری ہے کیونکہ وہ اصنام نہ سنتے تہے اور نہ مالک نفع و ضرر تہے تو پہر
انکی عبادت کی کوئی سند نہین ہے جب انہون نے کہا ہان بیشک نہ یہ کچھ سنتے ہین اور نہ مالک نفع و ضرر
ہین تو اسمین انہون نے اقرار کرلیا کہ ہماری عبادت انکے لیے لعب اور عبث اور سفہ کے باب سے اور
اسوقت قائم ہوگئی انپر حجت جب خلیل جلیل نے انپر اس حجت کو قائم کیا اور وہ اسکا جواب نہ دے سکے
تو انہون نے محض تقلید اور صرف جہالت کیطرف رجوع کیا اور بولے بَلْ وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا
کَذٰلِکَ یَفْعَلُوْنَ ابو السعود مین ہے اس جواب مین انہون نے اقرار کیا کہ یہ اصنام سمع اور منفعت اور
مضرت سے بمراحل دور ہین اور اس جواب مین انہون نے ظاہر کیا کہ تقلید کے سوا ہمارے پاس
کوئی دلیل نہین ہے یعنے ہمنے ان مورتین سے کوئی امر انسے نہین دیکھا بلکہ ہمنے آباء اجداد کو ایسا
ہی کرتے دیکھا انتہے کہا خازن نے اور آیت مین دلیل ہے دین مین تقلید کے ابطال پر اور اسکی مذمت
پر اور استدلال کی ساتھ اخذ کی مدح پر انتہے اور یہ جواب وہ لاٹھی ہے جسپر ہر عاجز ٹیکا لگاتا ہے
اور جسکے ساتھ ہر لنگڑا چلتا ہے اور جسکے ساتھ ہر مغرور دہوکہا کہا جاتا ہے اور ہر مخدوع اسکے ساتھ

فریب کھا جاتا ہے پھر تو اگر اس زمانہ مین ان لوگون سے سوال کرے جو رجال کے مقلد ہین نہ دین کے طول وعرض مین اور تو کہے تمہارے پاس افراد علمار مین سے ایک فرد کی تقلید پر کیا دلیل ہے اور اسکے ہر قول کے اخذ پر جو وہ دین مین بات کرے کیا سند ہے اور اسکی اس راے کے لینے مین جو دلیل کے مخالف ہے کیا برہان ہے تو یہ مقلد بھی اس جواب کی سوا اور جواب نہ دین گے اور نہ اسکے سوا کچھ اور کہین گے اور ان لوگون کو گننا اور اور شمار کرنا شروع کرینگے جنہون نے انسے پہلے اس شخص کی تقلید کی اور اسکے قول و فعل کی اقتدا اور انکے دل بھرے ہوتے ہین انکی ہیبت سے اور تنگ ہو جاتے ہین انکے ذہن اونکے تصور سے اور یہ خیال کرتے ہین کہ وہ لوگ اہل ارض سے خیر تھے اور ہم سے زیادہ دین کے واقف اور زیادہ خدا سے ڈرنے والے تو یہ ناصح کی نصیحت نہین سنتے اور نہ حق کیطرف بلانے والے کی پکار اور اگر معلوم کرین تو جانین کہ ہم غرور عظیم اور جہل شنیع مین پھنسے ہین اور سمجھہ لین کہ ہماری ایسی مثال ہے جیسے اندہا چوپایہ اور وہ اسلاف بھی اندہے ہین جو اندہے چوپایون کو کھینچے جاتے ہین وما احسن قول الشاعر ؎

؎ كَبَهِيمَةٍ عَمْيَاءَ قَادَ زِمَامَهَا أَعْمَى عَلَى عِوَجِ الطَّرِيقِ الْجَائِرِ

پھر تو تجھہ پر واجب و لازم ہے ای کتاب و سنت پر عمل کرنے والے اور اے تعصب و تعسف سے بیزار کہ تو انپر حجج الٰہی وارد کیا کرے اور اللہ کے براہین انپر قائم کیا کرے کیونکہ ممکن ہے کہ تیرے قابو مین آجاوین گے وہ لوگ جنکے دل مین مرض تقلید نے مقام نہین کیا اور رہے وہ لوگ جنکے دل مین اس داء عضال نے جگہہ بنالی تو انپر اگر تو سب دلیلین پیش کرے اور ہر ایک برہان قائم کرے تو معلوم نہ ہوگا تجھے مگر ایسا جیسے اسکے کان بہرے ہین اور اسکی آنکھین اندہی ہین لیکن تو اتار دے گا اپنے اوپر سے اس فرض کو جسکو قرآن نے تجھپر واجب کیا اور ہدایت خلاق عظیم علیم کے ہاتھہ مین ہے إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَن يَشَاءُ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ کہا علامہ ابو الطیب مرحوم نے جب خلیل جلیل کے وقت کے مقلدہ نے یہ مقالہ کہا کہ ہمنے تو باپ دادون کو ایسا ہی کرتے دیکھا تو خلیل ؑ نے فرمایا أَفَرَأَيْتُم مَّا كُنتُمْ تَعْبُدُونَ أَنتُمْ وَآبَاؤُكُمُ الْأَقْدَمُونَ یعنے کیا تمنے اور تمہارے باپ دادون نے کبھی غور نہین کی اور کبھی سوچا نہین اور کبھی تامل نہین کیا پھر تم جان لیتے کہ جنکی تم پوجا کرتے ہو اصنام سے یہ نہ سن سکتی ہین اور نہ مالک نفع و ضرر ہین اور پھر تم معلوم کرتے کہ ضلالت اور جہالت تم پر اور رویت اللہ کے افرأیتم مین اپنے حقیقی اور اصلی معنے پر محمول ہے اور اسطرف مائل ہوا ہے ابو السعود اور گا ذرونی

کی صنیع سے معلوم ہوتا ہے کہ یہان رویت بمعنے اختبار ہے یعنے مجھے خبر دو ان اصنام کے حال سے آیا وہ عبادت کے لائق ہین یا عبادت کے اہل نہین ہین اور یہ استہزا تہا خلیل جلیل علیہ السلام کا عبدۂ اصنام کے ساتھہ اور فا کا سببیہ ہونا فانہم عدو لی الارب العلمین مین دلالت کرتا ہے کہ فا کا مابعد یعنے عداوت وہی ان کے احوال سے اخبار کے طلب کا سبب ہے تو فا بمعنے لام ہے یعنے مجھکو اصنام کے حال سے خبر دو کیونکہ وہ میرے دشمن ہین جیسے اس تقریر کی تصریح کی رضی نے اللہ کے قول اُخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِیْمٌ مین پہر خلیل جلیل ع نے خبر دی کہ مین ان بتون سے بیزار ہون جنکی یہ مشرک عبادت کرتے ہین اور فرمایا فَاِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّیْ اور انکے دشمن ہونیکے معنے باوجود اسبات کے کہ وہ جماد ہین یہ ہین کہ اگر مین انکی عبادت کرون تو یہ میرے قیامت کے دن دشمن ہوجاوینگے اور فرا نے کہا یہ کلام مقلوب کے قبیل سے ہے اور معنے یہ ہین پہر مین انکا دشمن ہون کیونکہ جسکے ساتھہ تو عداوت کریگا وہ تیرے ساتھہ عداوت کریگا اور اپنے نفس کیطرف عداوت کو منسوب کرکے ان کے ساتھہ تعریض کی اور تعریض اس تصریح سے زیادہ مفید ہے کہ وہ تمہارے دشمن ہین اور عدو بہی صدیق کی طرح ہے بولاجاتا ہے واحد پر اور مثنے پر اور جماعت پر اور مذکر پر اور مونث پر لکن اقال الفرآء اِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ لکن رب العالمین تو وہ میرا دشمن نہین ہے بلکہ وہی میرا حامی اور کارساز اور دوست ہے دنیا اور آخرت مین وہ مجہپر دنیا و آخرت مین فضل کرتا رہے گا زجاج نے کہا کہا نحات نے یہ استثنا متصل نہین ہے اور زجاج نے کہا اسکا متصل ہونا بہی جائز ہے اسطرح کہ وہ اللہ کی بہی عبادت کرتے ہون اور اصنام کی بہی تو خلیل جلیل علیہ السلام نے انکو جتایا کہ مین انکے معبودین سے بیزار ہون اللہ کے سوا تو مین اسکی پوجا کرتا ہون اور جرجانی نے کہا تقدیر عبارت یون ہے اَفَرَءَیْتُمْ مَّا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمُ الْاَقْدَمُوْنَ اِلَّا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ فَاِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّیْ تو یہ عبارت تقدیم اور تاخیر کے باب سے ہے اور الا معنے مین دون اور سوی کے ہے جیسے اللہ تعالے کے قول لَا یَذُوْقُوْنَ فِیْهَا الْمَوْتَ اِلَّا الْمَوْتَةَ الْاُوْلٰی مین ہے اس آیت مین بہی الا بمعنے دون ہے اور حسن بن فضل نے کہا معنے یہ ہین اِلَّا مَنْ عَبَدَ رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ

پہر اگلی آیت مین رب العالمین کی وصف کی اور فرمایا اَلَّذِیْ خَلَقَنِیْ فَهُوَ یَهْدِیْنِ ۝ وَالَّذِیْ هُوَ

یُطْعِمُنِیْ وَیَسْقِیْنِ ۝ وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ یَشْفِیْنِ ۝ وَالَّذِیْ یُمِیْتُنِیْ ثُمَّ یُحْیِیْنِ ۝ وَالَّذِیْٓ اَطْمَعُ اَنْ یَّغْفِرَ لِیْ خَطِیْٓئَتِیْ یَوْمَ الدِّیْنِ ۝ جسنے مجھکو بنایا سو وہی مجھکو سوجھہ دیتا ہے اور وہ جو مجھکو کھلاتا ہے اور پلاتا ہے اور جب مین بیمار ہوتا ہون تو وہی چنگا کرتا ہے اور وہ جو مجھکو ماریگا پہر جلاویگا اور وہ

جو مجھکو توقع ہے کہ بخشے میری تقصیرین انصاف کے ف یعنے مین نہین پوجا کرتا مگر اسکی جو ان اشیاء
کا فاعل ہے جسنے پیدا کیا مجھکو پہر راہ دیا مجھے اور وہی خالق ہے جسنے اندازہ کیا اور تقدیر مقدر کی اور خلائق کو
اسکی طرف راہ دی پہر ہر ایک چلتا ہے اسکے موافق جو اسکے لیے مقدر ہوا ہے اور وہ وہی ہے جسکو چاہے راہ
دیوے اور جسکو چاہے بہکا دیوے اور وہی مجھکو کہلاتا ہے اور پلاتا ہے یعنے اسنے اسباب سماویہ اور ارضیہ کو
مسخر اور میسر کردیا ہے چلاتا ہے بادل اور اتارتا ہے اس سے پانی پہر جلاتا ہے اسکے ساتھہ مردہ زمین کو اور نکالتا ہے
اسکے ساتھہ ہر قسم کے میوے اور پہل بندونکی روزی اور رزق کے لیے اور اتارتا ہے میٹھا خوشگوار پانی جس سے
پلاتا ہے بہت چوپایون اور بہت آدمیون کو اور ابراہیم ع نے وَإِذَا مَرِضْتُ مین مرض کو مسند اور منسوب
کیا اپنے نفس کیطرف اگرچہ انکا بیمار ہونا اللہ کی تقدیر اور قضاء کے ساتھہ تہا ولیکن اسکو مضاف کیا اپنی
طرف ادب کے لیے جیسے اللہ نے نمازی کو حکم کیا ہے کہ کہے اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ
تو اسمین اللہ نے انعام اور ہدایت کو منسوب کیا ہے اپنی طرف اور غضب کے فاعل کو حذف کیا ہے ادب سکہانیکے لیے اور ضلالت کو منسوب کیا ہے
عبید کیطرف جیسے جنون نے کہا وَأَنَّا لَا نَدْرِي أَشَرٌّ أُرِيدَ بِمَنْ فِي الْأَرْضِ أَمْ أَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ
رَشَدًا یعنے اور یہ کہ ہم نہین جانتے کچھہ برا ارادہ ٹہیرا ہے زمین کے رہنے والون پر یا چاہا انکے حق مین
انکے رب نے راہ پر لانا اور اسی قبیل سے ہے ابراہیم ع کا یہ قول وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ یعنے اور جب مین
کسی مرض مین مبتلا ہو جاتا ہون تو کوئی شخص میرے اچہا کرنے پر اور اس بیماری کو دور کرنے پر اسکے
سوا قادر نہین ہے اسلیے کہ اسی کے پاس وہ اسباب ہین جنسے شفا ہوسکتی ہے وَالَّذِي يُمِيتُنِي ثُمَّ
يُحْيِينِ یعنے وہی محیی اور ممیت ہے اماتت اور احیاء پر اسکے سوا اور کوئی قادر نہین ہے اسی نے پہلی بار
بنایا اور وہی دوسری بار بناویگا وَالَّذِي أَطْمَعُ أَنْ يَغْفِرَ لِي خَطِيئَتِي يَوْمَ الدِّينِ یعنے دنیا
اور آخرت مین گناہونکے بخشنے پر اسکے سوا اور کوئی قادر نہین ہے اور کون معاف کرے گناہ اسکے
سوا کما قال تعالے وَمَنْ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا اللَّهُ یعنے اور کون بخشے گناہ اللہ کے سوا اور وہ
کرڈالتا ہے جو چاہے کما قال تعالے إِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِمَا يُرِيدُ انتہی ما فی تفسیر ابن کثیر فتح مین
کہا ہے ہدایت سے مصالح دین و دنیا کیطرف ارشاد اور طریق نجات کا راہ دینا مراد ہے اور خلیل
جلیل نے اپنے رب کی وصف کی ان اوصاف کے ساتھہ جنکے ساتھہ وہی مستحق اور مستوجب عبادت ہے
کیونکہ منعم علیہ پر واجب ہے کہ وہ ان سب انعامون مین اپنے منعم کا جمیع انواع شکر کے ساتھہ قدر جانے

جنمین سے اعلے اور اولی شکر کی نوع عبادت ہی اور وہ انعام پیدا کرنا ہے اور ہدایت اور رزق جسپر اللہ تعالے
کا قول وَالَّذِیْ هُوَ یُطْعِمُنِیْ وَیَسْقِیْنِ دلیل ہے اور دفع مرض اور نفع شفا کا کہنچنا جسپر اللہ تعالے
کا قول وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ یَشْفِیْنِ دلیل ہے اور اماتت اور احیا جسپر اللہ تعالے کا قول وَالَّذِیْ
یُمِیْتُنِیْ ثُمَّ یُحْیِیْنِ دلیل ہے اور سب گناہون کا معاف کرنا جسپر اللہ تعالے کا قول وَالَّذِیْٓ
اَطْمَعُ اَنْ یَّغْفِرَ لِیْ خَطِیْٓئَتِیْ یَوْمَ الدِّیْنِ دلیل ہے اور مرض کو منسوب کیا اپنی جان کیطرف سوا اور
افعال کے جو آیات مین مذکور ہین اپنے رب کی ساتھہ ادب کی رعایت کرکے جیسے خضر ع نے فرمایا فَاَرَدْتُّ
اَنْ اَعِیْبَهَا اور فرمایا فَاَرَادَ رَبُّكَ اَنْ یَّبْلُغَآ اَشُدَّهُمَا تو خضر ع نے ناؤ کے توڑنے کو اپنی طرف
مضاف کیا اور دونو لڑکون کے جوانی کے پہونچنے کو اللہ کیطرف منسوب کیا ادب کا لحاظ کرکے ورنہ مرض
اور شفا سب منجانب اللہ ہین اور احیا سے بعث مراد ہے اور لفظ ثم اسپر دلیل ہے اور گناہونکی معافی کا
طمع کیا ہضماً لنفسہ اور امت کو سکہانے کو لیے کہ معاصی سے مجتنب رہین اور ہر وقت ڈرتے رہین اور
اسباب کے سائل رہین کہ جو زیادتی ہوئے ہو جاتی ہے وہ ہمکو معاف کر دیوے اور خطایای بھی پڑہا گیا ہے
کیونکہ خطا ایک نہین ہوتی نحاس نے کہا خطیئۃ بمعنے خطایا ہونا کلام عرب مین شائع ذائع ہے مجاہد نے کہا
ابراہیم ع کا خطیئت سے یہ کہنا مراد ہے بَلْ فَعَلَهٗ كَبِیْرُهُمْ هٰذَا اور یہ قول اِنِّیْ سَقِیْمٌ اور یہ کہنا
کہ سارہ میری بہن ہے حسن نے زیادہ کیا اسکا یہ کہنا تارے کو کہ یہ رب ہی اور واحدی نے مفسرین سے
سے حکایت کی کہ انہون نے بھی خطایا کی وہی تفسیر بیان کی جو مجاہد نے بیان کی زجاج نے کہا انبیا بشر ہین
اور ممکن ہے انسے خطیئت کا وقوع مگر کبیرہ کا صدور انسے نہین ہوتا کیونکہ وہ معصوم ہین اور یوم الدین سے
جزا کا دن مراد ہے جسمین عباد کو انکے اعمال کی جزا ملے گی اور خطایا کی تفسیر اسچیز کے ساتھہ جسکو مجاہد نے بیان
کیا ضعیف ہے اور اسکا ضعف مخفی نہین ہے کیونکہ ابراہیم ع کے قول کے تو معاریض تھے دوسرا یہ کہ یہ اقوال
انسے صادر ہوئی اس گفتگو کے بعد جو واقع ہوئی انکے اور انکی قوم کے درمیان مترجم عفا اللہ عنہ کہتا ہے
علامہ ابو الطیب مرحوم کا یہ قول بہت ٹہیک ہے کیونکہ صحیح حدیث مین ثابت ہوا ہے کہ یہ اونکے ساری اقوال
اللہ کی راہ مین تھے عائشہ رض سے مروی ہے کہ مینے عرض کیا یا رسول اللہ ابن جدعان جو جاہلیت مین ایک مرد تھا
وہ ناتے کو جوڑتا تھا اور مفلس کو کھلاتا تھا کیا یہ صلہ رحمی اور مفلس کو کھلانا اسکو کچھہ فائدہ دیگا فرمایا یہ کام
اسکے کسی کام آوینگے اسنے ایک دن بھی یہ کہا رَبِّ اغْفِرْ لِیْ خَطِیْٓئَتِیْ یَوْمَ الدِّیْنِ اور یہ سب لزاقم

ابراہیم کیطرف سے انکی قوم پر کہ یہ الوہیت کے صالح نہین ہین اور الہیت کا تو وہ شخص صالح ہے جو ان
افعال کا فاعل ہو پہر حسب خلیل ؑ نے فراغت پائی اپنے رب کی ثنا اور اسکی نعمتون کے اقرار اور اسکے الطاف
فائضہ کے فنون کے اعتراف سے تو اسنے اسکو بہار اسپر کہ کچہ اللہ سے طلب کرے اسلیے انہون نے اللہ
سے یہ دعا مانگی تو کہ انکے سوا اور لوگ انکی اس امر مین اقتدار کرین اور فرمایا رَبِّ هَبْ لِي حُكْمًا وَّأَلْحِقْنِي

بِالصّٰلِحِيْنَ ۝ وَاجْعَلْ لِّيْ لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْاٰخِرِيْنَ ۝ وَاجْعَلْنِيْ مِنْ وَّرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيْمِ ۝

وَاغْفِرْ لِاَبِيْٓ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الضَّاۗلِّيْنَ ۝ وَلَا تُخْزِنِيْ يَوْمَ يُبْعَثُوْنَ ۝ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ ۝

اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ۝ اے رب دے مجہکو حکم اور ملا مجہکو نیکون مین اور رکہہ میرا بول سچا پچہلون مین اور
کر مجہکو وارثون مین نعمت کے باغ کا اور معاف کر میرے باپ کو وہ تہا راہ بہولون مین اور رسوا نکر مجہکو جسدن
جی کر اٹہین جسدن نہ کام آوے کوئی مال بیٹے مگر جو کوئی آیا اللہ پاس لے کر دل چنگا ف اور یہ جو فرمایا اور
رکہہ میرا بول سچا پچہلون مین تو اسکے یہ معنی بہی ہو سکتے ہین کہ آخر زمانے مین میرے گہرانے سے نبی ہو اور
اسکا ہو اور میرا دین تازہ کرین انتہی ما قال صاحب الموضح ف حافظ ابن کثیر مرحوم فرماتے ہین یہ سوال ہے
ابراہیم ؑ کا اللہ عزوجل سے کہ اللہ عزوجل ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیوے ابن عباس رض نے کہا حکم سے علم مراد ہے
اور عکرمہ نے کہا حکم سے عقل مراد ہے اور مجاہد نے کہا حکم سے قرآن مراد ہے سدی نے کہا حکم سے نبوت مراد
ہے اور یہ جو فرمایا ملا مجہکو نیکون مین تو اسکے یہ معنی ہین کہ مجہکو دنیا اور آخرت مین نیکون کے ساتہہ رکہنا
جیسے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احتضار کے وقت یہ دعا فرمائی اور تین بار فرمایا اَللّٰهُمَّ فِي الرَّفِيْقِ الْاَعْلٰى
یعنے ملا مجہکو یا اللہ بڑی جماعت مین اور حدیث شریف مین آیا ہے کہ آپ یہ دعا فرماتے اَللّٰهُمَّ اَحْيِنَا
مُسْلِمِيْنَ وَاَلْحِقْنَا بِالصّٰلِحِيْنَ غَيْرَ خَزَايَا وَلَا مُبَدِّلِيْنَ یعنے الٰہی جیتے رکہنا ہمکو مسلمان اور ملانا
ہمکو نیکون سے ایسی حالت مین کہ ہم رسوا نہ ہون اور نہ تیری نعمت کو بدلنے والی اور یہ جو فرمایا وَاجْعَلْ
لِّيْ لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْاٰخِرِيْنَ تو لسان صدق سے ذکر جمیل مراد ہے جسکے ساتہہ مجہکو یاد کرین میرے
پیچہے اور جسکی وجہ سے لوگ میری اقتدا کرین وہذہ الآیۃ کما قال تعالے وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ سَلٰمٌ
عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ یعنے اور باقی رکہا ہمنے اسپر پچہلی خلق مین کہ سلام ہے ابراہیم
پر ہم یون دیتے ہین بدلہ نیکی کرنے والون کو مجاہد اور قتادہ نے کہا کہ لسان صدق سے ثنا حسن مراد ہے
مجاہد نے کہا اور یہ آیت اللہ کے اس قول کیطرح ہے وَاٰتَيْنٰهُ فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً الآیۃ اور اس قول کیطرح

ہے وَاٰتَیْنٰاہُ اَجْرَہٗ فِی الدُّنْیَا الآیۃ لیث بن سلیم نے کہا ہر ملت والے اسکو اچھا جانتے ہین اور محبت کرتے ہین
اس سے اور یہی قول ہے عکرمہ کا اور یہ جو فرمایا وَاجْعَلْنِیْ مِنْ وَّرَثَۃِ جَنَّۃِ النَّعِیْمِ تو اسکے یہ معنی ہین کہ دنیا
مین تو ذکر جمیل رہے میرے پیچھے اور آخرت مین مجھکو جنت کے وارثون مین سے کر اور یہ جو فرمایا وَاغْفِرْ لِاَبِیْٓ
اِنَّہٗ کَانَ مِنَ الضَّآلِّیْنَ فہذہ الآیۃ کما قال تعالے رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ
یَقُوْمُ الْحِسَابُ یعنے ابراہیم عہ نے فرمایا اے رب ہمارے بخش مجھکو اور میرے مان باپ کو اور سب ایمان والون
کو جسدن کھڑا ہووے حساب اور اس دعا سے ابراہیم عہ نے رجوع کیا جب اللہ کیجانب سے معلوم ہوا کہ
مشرک لوگون کے واسطے استغفار جائز نہین ہے کما قال تعالے وَمَا کَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرٰھِیْمَ
لِاَبِیْہِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَۃٍ وَّعَدَھَآ اِیَّاہُ فَلَمَّا تَبَیَّنَ لَہٗٓ اَنَّہٗ عَدُوٌّ لِّلّٰہِ تَبَرَّاَ مِنْہُ اِنَّ اِبْرٰھِیْمَ
لَاَوَّاہٌ حَلِیْمٌ یعنے اور بخشش مانگنا ابراہیم ع کا اپنے باپ کے واسطے سو نہ تھا مگر وعدہ کے سبب کہ کر چکا تھا
ابراہیم اپنے باپ سے پھر جب اسپر کھلا کہ وہ دشمن ہے اللہ کا اس سے بیزار ہوا اور ابراہیم ع بڑا نرم دل تھا
تحمل والا اور اللہ نے منع کر دیا کہ ابراہیم ع کی پیروی مان باپ مشرک کی استغفار مین نکرو اور سب باتون
مین اسکی نیک چال چلو اور فرمایا قَدْ کَانَتْ لَکُمْ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ فِیْٓ اِبْرٰھِیْمَ وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ اِذْ قَالُوْا
لِقَوْمِھِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْکُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ کَفَرْنَا بِکُمْ وَبَدَا بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمُ
الْعَدَاوَۃُ وَالْبَغْضَآءُ حَتّٰی تُؤْمِنُوْا بِاللّٰہِ وَحْدَہٗٓ اِلَّا قَوْلَ اِبْرٰھِیْمَ لِاَبِیْہِ لَاَسْتَغْفِرَنَّ
لَکَ وَمَآ اَمْلِکُ لَکَ مِنَ اللّٰہِ مِنْ شَیْءٍ یعنے تمکو چال چلنی ہے ابراہیم ع کی اور جو اسکے ساتھ تھے جب
کہا اپنی قوم کو ہم الگ ہین تم سے اور جنکو تم پوجتے ہو اللہ کے سوا ہم منکر ہوئے تم سے اور کھل پڑی ہم
مین اور تم مین دشمنی اور بیر ہمیشہ کو جب تک تم یقین نہ لاؤ اللہ اکیلے پر مگر ایک کہنا ابراہیم ع کا اپنے باپ کو
مین مانگونگا معافی تیری اور مالک نہین تیرے بھلے کو اللہ کے ہاتھ سے کسی چیز کا اور یہ جو فرمایا وَلَا تُخْزِنِیْ
یَوْمَ یُبْعَثُوْنَ تو اسکے معنی یہ ہین کہ بچا مجھکو خوار ہونے سے قیامت کے دن جسمین اٹھائے جاوین سب اگلے
پچھلے امام بخاری نے باسنادہ اس آیت کی تفسیر مین ابوہریرہ رض سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلعم نے
فرمایا یَلْقٰی اِبْرٰھِیْمُ اَبَاہُ فَیَقُوْلُ یَا رَبِّ اِنَّکَ وَعَدْتَّنِیْٓ اَنْ لَّا تُخْزِیَنِیْ یَوْمَ یُبْعَثُوْنَ فَیَقُوْلُ اللّٰہُ
تَعَالٰٓی اِنِّیْ حَرَّمْتُ الْجَنَّۃَ عَلَی الْکَافِرِیْنَ یعنے ابراہیم ع قیامت کے دن اپنے باپ کو ملین گے اور عرض
کرینگے اے میرے مالک تو نے وعدہ کیا تھا کہ تو مجھکو رسوا نہ کرے گا جسدن لوگ اٹھین گے تب اللہ تعالے

فرماویگا میںنے حرام کردی ہے جنت کافرون پر کہا حافظ ابن کثیر نے اسی طرح اسکو روایت کیا امام بخاری نے اس
آیت کی تفسیر میں اور کتاب الانبیاء میں اس حدیث کو بعینہ اسی اسناد کے ساتھ ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا۔
يَلْقَى إِبْرَاهِيمُ أَبَاهُ آزَرَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَعَلَى وَجْهِ آزَرَ قَتَرَةٌ وَغَبَرَةٌ فَيَقُولُ لَهُ إِبْرَاهِيمُ أَلَمْ أَقُلْ لَكَ
لَا تَعْصِنِي فَيَقُولُ أَبُوهُ فَالْيَوْمَ لَا أَعْصِيكَ فَيَقُولُ إِبْرَاهِيمُ يَا رَبِّ إِنَّكَ وَعَدْتَنِي أَنْ
لَا تُخْزِيَنِي يَوْمَ يُبْعَثُونَ فَأَيُّ خِزْيٍ أَخْزَى مِنْ أَبِي الْأَبْعَدِ فَيَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى إِنِّي حَرَّمْتُ
الْجَنَّةَ عَلَى الْكَافِرِينَ ثُمَّ يَقُولُ يَا إِبْرَاهِيمُ انْظُرْ تَحْتَ رِجْلِكَ فَيَنْظُرُ فَإِذَا هُوَ بِذِيخٍ مُتَلَطِّخٍ
فَيُؤْخَذُ بِقَوَائِمِهِ فَيُلْقَى فِي النَّارِ یعنے ابراہیم علیہ السلام قیامت کے دن اپنے باپ آزر کو ملین گے اور
آزر کے منہہ پر سیاہی ہوگی (اور) گرد تو اسکو ابراہیم علیہ السلام فرماوینگے میںنے تجکو کہا نہ تہا کہ میری نافرمانی نکر تو
ابراہیم علیہ السلام کا باپ کہیگا آج مین تیری نافرمانی نہین کرونگا تب ابراہیم ؑ عرض کرینگے ای رب تونے وعدہ
کیا تہا کہ تو رسوا نکریگا مجہکو جسدن لوگ اٹہائے جاوینگے اور اس خواری سے بڑہکر اور کیا رسوائی ہوگی کہ میرے
باپ بعید (از رحمت) کا یہ حال ہے تب اللہ تعالے فرماویگا مین نے حرام کردیا ہے جنت کو کافرون پر پہر فرماوے گا
اے ابراہیم دیکھ اپنے پاؤن کے نیچے پہر ابراہیم علیہ السلام دیکھین گے تو آزر کفتار کی صورت مین ہوگیا ہوگا (گندگی
مین) آلودہ پہر اسکو پاؤن سے پکڑ کر دوزخ مین ڈالدین گے رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ فِي كِتَابِ الْأَنْبِيَاءِ وَرَوَاهُ
النَّسَائِيُّ فِي التَّفْسِيرِ مِنْ سُنَنِهِ الْكُبْرَى اور اسکے لفظ یہ ہین اور یہ جو فرمایا وَلَا تُخْزِنِي يَوْمَ يُبْعَثُونَ
تو اسکی تفسیر مین ابوہریرہ رضؓ سے مرفوعًا مروی ہے کہ ابراہیم ؑ قیامت کے دن اپنے باپ کو دیکھین گے اسپر گرد
ہوگی اور سیاہی اور اسکو فرماوین گے میںنے تجہکو منع کیا تہا اس سے پہر تونے میری نافرمانی کی ابراہیم علیہ السلام
کا باپ کہیگا لکن مین آجکے دن تیری نافرمانی نہین کرونگا ابراہیم ؑ فرماوے گا ای رب تونے وعدہ کیا تہا
کہ تو مجہکو خوار نہ کرے گا جسدن اوٹہائے جاوینگے لوگ فرماویگا اللہ عزّ میںنے حرام کردیا ہے جنت کو کافرون
پر اور ابراہیم ؑ کے باپ کو پکڑا جاویگا اور اللہ فرماویگا اے ابراہیم تیرا باپ کہان ہے ابراہیم ؑ عرض کرینگے
تو نے ہی اسکو پکڑ لیا ہے مجہہ سے اللہ تعالے فرماویگا دیکھ اپنے نیچے تب ابراہیم ؑ اپنے نیچے دیکھین گے تو انکا
باپ کفتار کی صورت مین ہوگا لیٹتا ہوگا اپنی گندگی مین پہر اسکے پاؤن سے پکڑ کر اسکو دوزخ مین پہینک
دینگے حافظ ابن کثیر نے کہا یہ غریب اسناد ہے اور اسمین نکارت ہے اور ذیخ کہتے ہین نر کفتار کو تو گویا
آزر کو کفتار کی صورت مین کردین گے وہ گندگی مین آلودہ ہوگا پہر اسکو اسی طرح دوزخ مین ڈالدینگے

وَقَدْ رَوَاهُ الْبَزَّارُ بِاِسْنَادِہٖ مِنْ حَدِیْثِ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَۃَ عَنْ اَیُّوْبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِیْرِیْنَ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَفِیْهِ غَرَابَۃٌ وَرَوَاهُ اَیْضًا مِنْ حَدِیْثِ قَتَادَۃَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَبْدِ الْغَافِرِ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اور یہ جو فرمایا یَوْمَ لَا یَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ تو اسکے یہ معنی ہین کہ کسی کافر کو اللہ کے عذاب سے اُسکا مال نہ بچاویگا اگرچہ سونے کی زمین بہر کر بدلے مین دیوے گا قال تعالیٰ اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ کُفَّارٌ فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْ اَحَدِهِمْ مِلْءُ الْاَرْضِ ذَهَبًا وَّلَوِ افْتَدٰی بِہٖ یعنی جو لوگ منکر ہوئے اور مر گئے منکر ہی تو ہرگز نہ قبول ہوگا ایسے کسی سے زمین بہر کر سونا اگرچہ بدلا دیوے یہ کچہہ) اور نہ اللہ کے عذاب سے بیٹے بچاوینگے اگرچہ بدلے مین دیوے وہ لوگ جو زمین پر ہین سارے اور نہ فائدہ دیگا اسدن مگر اللہ کے ساتھہ ایمان لانا اور تری اسی کی عبادت اور شرک سے برارت اور اہل شرک سے بیزاری ولہذا فرمایا اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ اور سلیم سے دنس اور شرک سے بچا ہوا مراد ہے اور ابن سیرین نے کہا قلب سلیم وہ ہی جو جانے کہ اللہ وہی ہے تحقیق اور یہ کہ قیامت آنی ہی اسمین شک ہوگا نہین اور یہ کہ اللہ اٹہاوے گا قبر مین پڑون کو اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اِلَّا مَنْ اَتَی اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ مین مروی ہی کہ قلب سلیم وہ ہی جو گواہی دیوے کہ اللہ کے سوا کوئی الہ نہین ہے اور مجاہد اور حسن وغیرہما سے قلب سلیم کی تفسیر مین مروی ہے کہ قلب سلیم سے شرک سے سالم ہونا مراد ہے اور سعید مسیب سے مروی ہی کہ قلب سلیم سے قلب صحیح مراد ہے اور وہ مومن کا دل ہے کیونکہ کافر اور منافق کا دل بیمار ہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ یعنے انکے دلون مین آزار ہے اور ابو عثمان نیساپوری نے کہا قلب سلیم سے وہ دل مراد ہے جو بدعت سے سالم ہو اور سنت کیطرف مطمئن ہی انتہے ما قال الحافظ ابن کثیر فی تفسیرہ فتح کا بیان فاتح ہیہے حکم سے علم اور فہم اور عمل مین کمال مراد ہی جسکے ساتھہ مستعد ہو جاوین خلافت حق اور ریاست خلق کے بعض نے کہا حکم سے نبوت اور رسالت مراد ہے بعض نے کہا حکم سے حدود الٰہی اور احکام الٰہی کی معرفت مراد ہے اور صالحین سے انبیاء مراد ہین جو ابراہیم ع سے پہلے ہو چکے تہے اور مطلب یہ ہے کہ عمل صالح مین مجہکو انسے ملادے بعض نے کہا صالحین سے اہل جنت مراد ہین یعنے اہل جنت مین مجہکو ملادے قالہ ابن عباس اور پہلا قول اصح ہے اور اللہ نے ابراہیم ع کی اس دعا کو قبول فرمایا کیونکہ فرمایا وَاِنَّہٗ فِی الْاٰخِرَۃِ لَمِنَ الصّٰلِحِیْنَ اور لسان صدق سے ثناء حسن اور ذکر جمیل اور جاہ و صیت اور قبول عالم مراد ہے امم آخرین میں جو ابراہیم ع کے پیچہے آوینگے دنیا

ہین یعنی میرا ذکر اور میرا اثر قیامت تک باقی رہے قتیبی نے کہا لسان صدق سے قول صدق مراد ہے اور لسان کو رکھا گیا قول کی جا بجا استعارہ کے طور پر کیونکہ قول زبان ہی سے صادر ہوتا ہے اور کبھی عرب کے لوگ لسان کا اطلاق کرکے اس سے کلمہ مراد لیتے ہین اور اللہ تعالے نے ابراہیم ع کے اس سوال کو بھی منظور فرمایا جہان فرمایا وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ سَلَامٌ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ اور قبول فرمایا آپ کی اس دعا کو کیونکہ ملت ابراہیم ع ہی کے ساتھ تمسک ہے اور اسکی عظمت انکے دلون مین ثابت ہے اور جمیع اہل ادیان دوستی کرتے ہین اس سے اور ثنا کرتے ہین اسکی خاصکر یہ امت اور مکی نے کہا ابراہیم ع کے اس سوال کے یہ معنی ہین کہ میری اولاد مین سے پچھلے زمانے مین ایسے لوگ ہون جو دین حق کو تازہ کرین تو آپ کی یہ دعا منظور ہوئی حضرت محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے حق مین تو آیت مین مضاف محذوف ہوگا اے صَاحِبِ لِسَانِ صِدْقٍ یا یہ مجاز ہے جزو کے اطلاق سے کل پر کیونکہ دعوت زبان ہی سے ہوتی ہے اور اس تخصیص او تکلف پر کوئی دلیل نہین ہے قشیری نے کہا لسان صدق سے دعاء حسن مراد ہے قیام ساعت تک اور اسکی بھی کوئی دلیل نہین ہے کیونکہ لسان صدق عام ہے اس سے اور ابن عباس رض سے آیت کی تفسیر مین مروی ہے کہ لسان صدق سے اہل ملل کا اجتماع مراد ہے ابراہیم پر یعنی کوئی ایسی امت نہین ہے جو نہ محبت کرتی ہو ابراہیم ع سے اور نہ ثنا کرتی ہو انپر وَاجْعَلْنِي مِنْ وَرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيمِ یعنے مجھکو بھی ایک وارث کر جنت نعیم کے وارثون مین سے یعنی مجھکو ان لوگون مین سے جنکو بلا تعب و بلا مشقت جنت ملیگی ورثہ اور ترکہ کیطرح جو انسان کو تکلیف اور محنت کے سوا ہاتھ آجاتا ہے دعوۂ اولی مین سعادت دنیوی کا سوال ہے اور اس دعا مین سعادت اخروی کا سوال اور وہ جنت نعیم ہے بعض نے کہا اور جنت نعیم کو گردانا ورثہ کے قبیل سے تو گویا غنیمت آخرت کو تمثیل دی غنیمت دنیوی کے ساتھ اور وراثت کے معنے کی تفسیر گذر چکی سورۂ مریم مین وَاغْفِرْ لِأَبِي اور بخش میرے باپ کو اور یہ اسلیے کہ آپکے باپ نے وعدہ کیا تھا کہ مین مسلمان ہوجاؤنگا تب آپ نے معافی مانگی اسکے لیے جب آپ کے لیے یہ بات کھل گئی کہ یہ تو اللہ کا دشمن ہے تو اس سے بیزار ہوگئے مترجم عفا اللہ عنہ کہتا ہے یہان علامہ مرحوم سے لغزش ہوگئی کہ انہون نے فرمایا وَاغْفِرْ لِأَبِي کی تفسیر مین کہ ابراہیم ع نے بخشش اسلیے مانگی اپنے باپ کے لیے کہ آپ کے باپ نے آپکے ساتھ ایمان لانے کا وعدہ کیا تھا حالانکہ امر یون نہین ہے بلکہ ابراہیم ع نے اپنے باپ کے لیے اسلیے استغفار کیا کہ اسکے لیے استغفار کا وعدہ کر چکے تھے جیسے فرمایا اللہ تعالے نے وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ إِلَّا عَن مَّوْعِدَةٍ وَعَدَهَا إِيَّاهُ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ

اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ اِنَّ اِبْرٰهِیْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِیْمٌ اور فقیر عفا اللہ عنہ کے نزدیک اگر اللہ تعالےٰ کے قول
وَاغْفِرْ لِاَبِیْ کی تفسیر مین علامہ یون کہتے کَانَ قَدْ وَعَدَهٗ اَنْ یَّسْتَغْفِرَ لَهٗ فَاسْتَغْفَرَ لَهٗ تو بہت مناسب تہا
اور ممکن ہے کہ علامہ مرحوم نے وعدہا کا فاعل ابراہیم علیہ الصلوٰة والسلام کے باپ کو قرار دیا ہوا ابراہیم
کے سوا اور بالایمان یہ کو محذوف نا ہوا اور یہی تفسیر کی ہو سورہ برات کی آیت کی اب اس تفسیر کے مطابق علامہ
کی یہ تفسیر جو انہون نے وَاغْفِرْ لِاَبِیْ مین کی درست ہی گی ولکن سورہ مریم کی آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ ابراہیم
جب اپنے باپ سے علیحدہ ہو گے تو وہ یہان سے بمراحل دور تہا اور وہ یہ کہ رہا تہا لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ لَاَرْجُمَنَّكَ
وَاهْجُرْنِیْ مَلِیًّا یعنے او ابراہیم ع اگر تو نہ چہوڑے گا میرے بتون کی برائی کرنا تو تجہکو پتہراؤ کرونگا
اور مجہسے دور ہو جا ایک مدت اسکے جواب مین ابراہیم ع نے فرمایا سَلٰمٌ عَلَیْكَ سَاَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّیْ اِنَّهٗ
كَانَ بِیْ حَفِیًّا یعنے تیری سلامتی رہے مین گناہ بخشواؤنگا تیرا اپنے رب سے بیشک وہ ہے مجہہ پر مہربان
اِیْن تصریح ہے ابراہیم ع کے وعدہ کی اپنے باپ کی استغفار کے لیے اور شاید علامہ کو اس تفسیر پر ابہارا
انبیاء کی عصمت کے مسئلہ نے حالانکہ ابراہیم ع کی استغفار کا خود اللہ تعالےٰ نے سورہ برات مین جواب دیا ہے اور
فرمایا ہے وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِیُضِلَّ قَوْمًا بَعْدَ اِذْ هَدٰىهُمْ حَتّٰى یُبَیِّنَ لَهُمْ مَّا یَتَّقُوْنَ اِنَّ اللّٰهَ
بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ یعنے اور اللہ ایسا نہین کہ گمراہ کرے کسی قوم کو جب انکو راہ پر لا چکا جب تک کہول
دے انپر جس سے انکو بچنا چاہیے اللہ سب چیز سے واقف ہے یعنے ابراہیم ع پر اس استغفار مین کوئی ملامت
وطعن نہین ہے کیونکہ وہ ناواقف تہا جب معلوم ہو تو اس کام سے رجوع کیا هٰذَا مَا خَطَرَ بِبَالِیْ وَ
اللّٰهُ اَعْلَمُ بِحَقِیْقَةِ الْحَالِ اور اس آیت کی تفسیر پوری پوری سورہ توبہ اور سورہ مریم مین گذر چکی اور ابن
عباس رض سے اسکی تفسیر مین مروی ہے اٰمِنْ عَلَیْهِ بِتَوْبَةٍ یَسْتَحِقُّ بِهَا مَغْفِرَتَكَ یعنے تو احسان
اسپر توبہ کا دے توبہ کہ تیری مغفرت کا مستحق ہو جاوے مترجم عفا اللہ عنہ کہتا ہے ابن عباس رض کی یہ تفسیر
قرآن مجید کے سیاق کے مخالف ہے اور یہ تفسیر ٹہیک نہین ہے اور سورہ ممتحنہ کی آیت قَدْ كَانَتْ
لَكُمْ اُسْوَةٌ الآیۃ اسکے مخالف ہے اسلیے کہ اس آیت مین اللہ تعالےٰ نے ابراہیم ع کی اتباع کا حکم کیا ہے انکے
جمیع اقوال و افعال مین مگر مشرک کی استغفار مین انکی اتباع سے روکا ہے اور اگر اسکے یہ معنے تہے کہ اسکو
توبہ نصیب کر تو وہ مغفرت کا مستحق و اہل و لائق ہو جاوے تو اس سے تو کسی مسلمان کو نہین روکا گیا اور
حضرت ص سے یہ دعا ثابت ہے اَللّٰهُمَّ اهْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ اور اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الضَّآلِّیْنَ

مین ضلالت سی شرک مراد ہے جو طریق ہدایت سی بمراحل دور ہوتا ہے اور یہ جو فرمایا وَلَا تُخْزِنِيْ يَوْمَ
يُبْعَثُوْنَ تو اسکے یہ معنی ہین نہ فضیحت کر مجھکو پہلے پچھلے لوگون کے سامنے عتاب کر کے یا مجھکو عذاب کر کے
میری تقصیرون پر یا یہ معنے کہ قیامت کے دن عذاب نہ کرنا اور کبھی یہ بات خفا عاقبت کے لیے اور عقلا عذاب
کے جواز کے لیے یا یہ معنے کہ نہ رسوا کرنا مجھکو میرے باپ کو عذاب کر کے یا اسکو جملہ خطائین مین اٹھا کر یا یہ معنی
کہ میرے مرتبہ کو جنت کی بعض وارثون کے مرتبے سے کم نہ کرنا اور اخزاء کا اطلاق ہوتا ہے خزی اور ہوان پر
اور اخزا کا اطلاق ہوتا ہے استحیاء پر بھی پھر وہی ابو ہریرہ رض کی حدیث بیان کی جسکو بخاری رح نے نکالا
اور ابن کثیر مین مذکور ہوئی يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ یعنے جسدن نہ مفید ہونگے کسی کو اموال اور نہ بیٹے
اور ابن وہ سب قرابتون سے خاص قرابت ہی اور بہت قریب ہوتا ہے حمایت کرنے کے اور دفع اور نفع کے
جب بیٹا مفید نہ ہوا تو اور قرابت والے اور اعوان اولے ہوتے ہین اور کہا ابن عطیہ نے يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ
وَّلَا بَنُوْنَ اور اسکا مابعد لکہ کلام ہے اور بہت ظاہر یہ ہے کہ یہ ابراہیم ع کی کلام ہے اور اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ
بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ مین استثنا منقطع ہے بمعنے لكن اى لٰكِنْ مَنْ اَتَى اللّٰهَ اور کشاف مین کہا ہے اِلَّا مَالُ
مَنْ اَتَى اللّٰهَ تو اسنے مضاف کو محذوف مانا ابو حیان نے کہا اور کوئی ایسی ضرورت نہین ہی جو مضاف کے
محذوف ماننے کیطرف داعی ہو بعض نے کہا یہ مفعول محذوف سے استثنا ہے یا بدل ہے مستثنے منہ سے کیونکہ
اصل عبارت یون ہی لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ اَحَدًا مِّنَ النَّاسِ اِلَّا مَنْ كَانَتْ هٰذِهٖ صِفَتُهٗ
اور احتمال ہے کہ ینفع کے فاعل سے بدل ہو اس صورت مین یہ استثنا محلا مرفوع ہوگا کہا ابو البقاء نے بہ تقدیر
عبارت یہ ہوگی اِلَّا مَالُ مَنْ اَوْ بَنُوْا مَنْ فَاِنَّهٗ يَنْفَعُ اور اتے بمعنے یاتی ہے اور اسی طرح ازلفت اور برزت
بمعنے تزلف وتبرز ہے اور بعض نے کہا کبکبوا بھی بمعنے یکبکبون ہے اور قلب سلیم کے معنی مین خلاف
ہے بعض نے کہا سلیم سے سلیم من الشرک مراد ہے اور رہے ذنوب تو انسے کوئی شخص سالم نہین رہ سکتا اکثر
مفسرین کا یہی قول ہے اور سعید بن مسیب نے کہا قلب سلیم سے قلب صحیح مراد ہے اور وہ مومن کا دل ہے کیونکہ
کافر اور منافق کا دل بیمار ہوتا ہے اللہ تعالے نے فرمایا فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ بعض نے کہا قلب سلیم سے
وہ دل مراد ہے جو بدعت سی خالی ہو اور سنت کیطرف مطمئن ہو بعض نے کہا قلب سلیم سے وہ دل مراد ہے
جو مال اور اولاد کی آفت سی سالم ہو اور ضحاک نے کہا سلیم سے خالص مراد ہے اور حضرت جنید رح مرحوم نے
فرمایا سلیم لغت مین بمعنے لدیغ ہے تو معنے آیت کے یہ ہین مگر وہ شخص جو ایسا دل لایا جیسے لدیغ اللہ تعالے

کے خوف سے کہا علامہ ابو الطیب رحمہ نے یہ تحریف ہے اور برعکس ہے قرآن کے معنے کے کہا فخرالدین رازی
نے صحیح قول یہ ہے کہ سلیم سے نفس کا جہالت اور اخلاق رذیلہ سے سالم ہونا مراد ہے اور ابن عباس رض نے کہا کہ
قلب سلیم وہ ہے جسنے گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی الہ نہین ہے اور اللہ نے درست کردیا خلیل ع کی استشار کو
اسکے اکرام کے لیے پھر بیان کیا قلب سلیم کو خلیل ع کی وصف مین اپنے اس قول مین وَاِنَّ مِنْ شِیْعَتِہٖ
لَاِبْرٰهِیْمَ اِذْ جَآءَ رَبَّهٗ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ یعنے اور نوح ع کی راہ والون مین ہے ابراہیم ع جب آیا اپنے رب پاس
لیکر دل صاف کہا علامہ نسفی نے اور ابراہیم ع نے مشرکون کے ساتھہ کیسی عمدہ گفتگو کی جسپر مرتب کیا سلامتی کو
اولًا انکو پوچھا انکے معبودین سے تقریر کے طور پر نہ استفہام کے طور پر پھر متوجہ ہوا انکے معبودونپر اور باطل کردیا
انکا امر یہ کہکر کہ مالک نفع و ضرر نہین اور نہ سامع ہین اور ثابت کردیا ہے کہ مشرک اصنام کی عبادت مین اپنے آباء
کے مقلد ہین پھر ثابت کیا کہ اس عبادت مین انکا مستند کوئی شبہ بھی نہین ہے انکا حجت کے ساتھہ اس کلام کا کرنا تو
بجائے خود رہا پھر مسئلہ کا نقشہ کھینچا اپنے نفس مین مشرکین کے سوا یہانتک کہ اس سے پہنچے اللہ تعالے کی
یاد تک پھر اللہ کے شان کی عظمت بیان کی اور اسکی نعمتون کو شمار کیا اپنے پیدا ہونے سے اپنے فوت ہونے تک
سمیت اس رحمت کے بیان کے جسکی آخرت مین انکو توقع تھی پھر اسکے بعد اللہ کو پکارا دعوات مخلصین کے ساتھہ اور
مبتہل ہوئے اللہ کیطرف ادب کے ابتہال کے ساتھہ پھر اسکے بعد قیامت کے دن کا بیان کیا اور اللہ کا ثواب
اور اسکا عقاب اور مذکور کیا اس ندامت و حسرت کا جسکو مشرک ظاہر کرینگے اپنی ضلالت پر اور بیان کیا کہ اسوقت
دنیا کی طرف رجعت کا سوال کرینگے ایمان لانے کے لیے اور اللہ تعالی کی اطاعت کے لیے وَاُزْلِفَتِ الْجَنَّةُ لِلْمُتَّقِیْنَ ۙ اور نزدیک لائی

وَبُرِّزَتِ الْجَحِیْمُ لِلْغٰوِیْنَ ۙ وَقِیْلَ لَهُمْ اَیْنَمَا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ۙ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ هَلْ یَنْصُرُوْنَكُمْ اَوْ
یَنْتَصِرُوْنَ ؕ فَكُبْكِبُوْا فِیْهَا هُمْ وَالْغَاوٗنَ ۙ وَجُنُوْدُ اِبْلِیْسَ اَجْمَعُوْنَ ؕ قَالُوْا وَهُمْ فِیْهَا
یَخْتَصِمُوْنَ ۙ تَاللّٰهِ اِنْ كُنَّا لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۙ اِذْ نُسَوِّیْكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ وَمَاۤ اَضَلَّنَاۤ اِلَّا
الْمُجْرِمُوْنَ ۝ فَمَا لَنَا مِنْ شٰفِعِیْنَ ۙ وَلَا صَدِیْقٍ حَمِیْمٍ ۝ فَلَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ۝
اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ۝ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ۝ اور پاس
لائے بہشت واسطے ڈروالون کے اور نکال لیے دوزخ سامنے بے راہون کے اور کہیے انکو کہان ہین جنکو پوجتے
تھے اللہ کے سوا کچھہ مدد کرتے ہین تمہاری یا بدلا لے سکتے ہین پھر اوندہے ڈالیے اسمین وہ اور سب بے راہ
اور لشکر ابلیس کے سارے کہین گے جب وہ وہان جھگڑنے لگین قسم ہے اللہ کی ہم تھے صریح غلطی مین

جب تمکو برابر کرتے تہے جہانکے صاحب کے اور ہمکو راہ سے بہولایا سو ان گنہگارون نے پہر کوئی نہین ہماری
سفارش کرنیوالے اور نہ کوئی دوست محبت کرنیوالا سو کسی طرح ہمکو پہر جانا ہو تو ہم ہون ایمان والون مین اسبات
مین نشانی ہے اور وہ بہت لوگ نہین ماننے والے اور تیرا رب وہی ہی زبردست رحم والا ف جنت کو سجا کر اہل موقف
مین پرہیزگارون سے پاس کیا جاویگا جنہون نے جنت مین رغبت کی باوجود دنیا کی لذات اور نعمات دیکھنے کے اور
ترجیح دی انہون نے دنیا کی لذات پر جنت کو اور کام کیے انہون نے جنت کے لیے اور دوزخ کو ظاہر کیا جاویگا
سب گمراہون کے لیے اور نکلے گی دوزخ سے ایک گردن پہر چلاویگی ایسا چلانا جسکی وجہ سے دل گلون تک پہنچ
جاوینگے اور کہی گی اہل دوزخ کو تقریعًا اور توبیخًا کہان ہین جنکی تم پوجا کرتے رہے اللہ کے سوا اللہ کو چہوڑ کر کیا وہ
اب تمہاری مدد کرتے ہین یا بدلا لے سکتے ہین تو آجکے دن تمہارے الہہ جنکی تم پرستش کرتے رہے اللہ کے سوا اصنام و
انداد سے اللہ کے عذاب کو تم سے نہ ہٹا وینگے بلکہ تم اور وہ بھی دوزخ کا ایندہن ہو تم سب اسمین جاوگے مجاہد نے
کہا فکبکبوا فیہا کی تفسیر مین ای فدہوروا فیہا یعنے ہلاک ہوے رہین گے اسمین اور غیر مجاہد نے کہا بعض کو
بعض پر ڈالا جاویگا کافرون کو اور انکے پیرون کو جو انکو شرک کیطرف بلاتے رہے اور لشکر ابلیس کے سارے
دوزخی آپسمین جھگڑینگے اور کہین گے ہم تو بڑی بہاری غلطی مین رہے جو تمکو جہان کے صاحب کے برابر کرتے رہے
کما قال تعالی فی موضع آخر وَاِذْ یَتَحَآجُّوْنَ فِی النَّارِ فَیَقُوْلُ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِیْنَ اسْتَکْبَرُوْٓا اِنَّا کُنَّا لَکُمْ
تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا نَصِیْبًا مِّنَ النَّارِ یعنی اور جب آپسمین جھگڑینگے اگ مین پہر کہین گے کمزور غرور
کرنے والون کو ہم تہے تمہارے پیچہے پہر کچہہ تم ہم پر سے اٹھا لوگے حصہ آگ کا پہر اپنے جیون کو بہی ملامت کرنے
کی طرف عود کرینگے اور کہین گے ہم خود ہی رہے صریح بہکاوے مین جو تمکو جہان کے صاحب کے برابر کرتے رہے
اور ہمنے اطاعت کی تمہارے حکم کی ویسے ہی جیسے جہان کے صاحب کی امر کی اطاعت کیجاتی ہے اور پوجا
کرتے رہے تمہاری اللہ جہانون کے مالک سا تہہ اور ہمکو نہ بہلایا راہ سے مگر انہین مجرمون نے ہمکو بلا کر اس ضلالت
وغوایت کیطرف پہر اب کوئی نہین ہے ہماری سفارش کرنے والا اور یہ اللہ کا قول ویسا ہی ہے جیسے فرمایا
کفار کیطرف سے فَهَلْ لَّنَا مِنْ شُفَعَآءَ فَیَشْفَعُوْا لَنَآ اَوْ نُرَدُّ فَنَعْمَلَ غَیْرَ الَّذِیْ کُنَّا نَعْمَلُ یعنے
اب کوئی ہین سفارش والے جو ہماری سفارش کرین یا ہم کو پہر جانا ہو تو ہم کام کرین سوا اسکے جو کر رہے تہے اور اسی
طرح کہین گے فَمَا لَنَا مِنْ شَافِعِیْنَ اور حمیم سے قریب مراد ہے کہا قتادہ نے بخدا جانین گے کہ اگر ہمارا کوئی
دوست صالح ہوتا تو سفارش کرتا پہر رحمت کا سوال کرینگے اور کہین گے فَلَوْ اَنَّ لَنَا کَرَّةً فَنَکُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ

تو یہ اسلیے کہ وہ آرزو کرینگے کہ انکو دنیا کیطرف لوٹایا جاوے پہر وہ اپنے زعم کے مطابق اپنے رب کی طاعت
کرین اور اللہ جانتا ہے کہ اگر انکو پہر بہیجا جاوے تو پہر کرین وہی کام جو منع ہوا تہا انکو اور وہ جہوٹ بولتے ہین
اور اللہ تعالے نے اہل نار کی خصومت سی سورہ ص مین خبر دی ہے پہر فرمایا ہے اِنَّ ذٰلِكَ لَحَقٌّ تَخَاصُمُ اَهْلِ
النَّارِ یعنے یہ بات ٹہیک ہوئی ہے جہگڑا آپسمین دوزخیون کا پہر فرمایا اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ
مُّؤْمِنِيْنَ یعنے ابراہیم کی اپنی قوم پر حجت قائم کرنے مین توحید کے بارہ مین البتہ دلالت واضحہ جلیلہ ہے
اسپر کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہین ہے وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ
فتح مین کہا ہے زجاج نے کہا ازلفت کی تفسیر مین قریب ہوگا داخل ہونا متقیون کا جنت مین اور انکا دیکھنا
اسکی طرف اور برزو سے برزت مین ظہور مراد ہے اور غاوون سے کافر اور طریق حق سے بہکے ہوئے مراد ہین اور
طریق حق وہ ایمان اور تقوے ہی اور معنی یہ ہین کہ دوزخ کو ایسے مکان مین ظاہر کیا جاویگا کہ اہل نار کو دیکہین
سمیت انواع احوال ہائلہ کے اور یقین کرین کہ ہمنے ضرور پڑنا ہے اسمین اور نہ پاوینگے اس سے راہ بدلنا جیسا قال
تعالے وَرَاَ الْمُجْرِمُوْنَ النَّارَ فَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ مُّوَاقِعُوْهَا وَلَمْ يَجِدُوْا عَنْهَا مَصْرِفًا یعنے اور دیکہین گے
گنہگار آگ کو پہر اٹکلین گے کہ انکو پڑنا ہے اسمین اور نہ پاوینگے اس سے راہ بدلنی بعض نے کہا دوزخ کو ظاہر کیا جاویگا
اس سے پہلے کہ اسمین داخل اہل نار ہون تو کہ سخت ہووے غم کافرون کا اور مسلمان خوش ہووین اور کہا جاویگا
انکو توبیخًا اَيْنَمَا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ یعنے وہ اصنام و انداد جنکو تم پوجتے تہے دنیا مین وہ
آج کہان ہین اور یہ سوال تبکیت ہی جسکا وہ کچہہ جواب نہ دین گے هَلْ يَنْصُرُوْنَكُمْ بہلا تمہاری مدد کرتے ہین
کہ تمسے عذاب کو ہٹالین اَوْ يَنْتَصِرُوْنَ یا اپنی جانون سی عذاب ہٹا سکتے ہین فَكُبْكِبُوْا فِيْهَا پہر وہ ڈالے
جاوینگے دوزخمین سرون کے بل بعض نے کہا بعض پر بعض کو ڈالا جاویگا بعض نے کہا اکٹہے کیے جاوینگے
دوزخمین قَالَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ ماخوذ ہے کبکبہ سے اور وہ جماعت ہی قَالَهُ الْهَرَوِيُّ نحاس نے کہا یہہ
مشتق ہے كَوْكَبُ الشَّيْءِ سے اور وہ معظم شے ہی اور گہوڑون کی جماعت کو بہی کوکب اور کبکبہ کہتے ہین
بعض نے کبکبوا کی تفسیر دُهْدِهُوْا کے ساتہہ کی اور یہ معانی قریب قریب ہین اور کبکبہ مضاعف ہی کبّ کا
اور کبّ کہتے ہین منہہ کے بل ڈالنے کو اور لفظی تکریر دلیل ہے معنوی تکریر پر گویا جب دوزخ مین ڈالے جاوینگے
تو نیچے اوپر ہوتے جاوینگے یہانتک کہ دوزخ کے قعر مین جا کر قرار پکڑینگے نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْهَا اور کبکبوا
اصل کببوا ہے دو بار کے ساتہہ پہلے با مشدد ہے دو حرفون سے تو با وسطے کو بدل دیا کاف کے ساتہہ اور

اور زجاج نے اس معنے کو ترجیح دی کہ بعض کو بعض پر ڈالدیا جاویگا اور ابن قتیبہ نے اس معنے کو ترجیح دی کہ دوزخیون کو سر کے بل ڈالدیا جاویگا بعض نے کہا اوندھے ڈالے جاوینگے بعض نے کہا ضمیر کبکبوا مین قریش کی طرف راجع ہے اور ھُم وَالْغَاوُنَ مین ضمیر مرفوع منفصل آلہہ معبودین اور اصنام کیطرف راجع ہے اور غاوٗن سے اُنکے عابد مراد ہین بعض نے کہا غاوٗن سے جن اور کافر مراد ہین اور ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا ہُم وَالغاوُن سے عرب کے مشرک اور اُنکے معبود مراد ہین مترجم عفا اللہ عنہ کہتا ہے اس تخصیص کی کوئی دلیل نہین ہے کیا عجم کے مشرک اور اُنکے معبود دوزخ مین نہ جاوینگے اور جنود ابلیس سے وہ شیطان مراد ہین جو جنون اور آدمیون کو بہکاتے ہین بعض نے کہا جنود ابلیس سے ابلیس کی اولاد اور اسکے تابعدار مراد ہین بعض نے کہا جنود ابلیس سے ہر وہ شخص مراد ہے جو اصنام کی عبادت کیطرف بلاوے اور ممکن ہے کہ اللہ تعالے اصنام کو نطق دیدیوے یہانتک کہ تقاول اور تخاصم اُنکے درمیان صحیح ہو یا یہ اختصام عصات اور شیاطین کے درمیان جاری ہوگا جسکا اللہ کے قول وَھُمْ فِیْھَا یَخْتَصِمُوْنَ مین مذکور ہے اور ضلال سے خسارت اور تبار اور حق سے حیرت مراد ہے اور مجرمون سے وہ لوگ مراد ہین جو عبادت اصنام کیطرف بلاتے ہین بعض نے کہا مجرمون سے اُنکے وہ رؤسا مراد ہین جنہون نے انکو بہکایا بعض نے کہا مجرمون سے ابلیس اور اسکے لشکر اور حضرت آدم ع کا بیٹا قابیل مراد ہین اور قابیل نے ہی قتل کے طریق کو جاری کیا اور انواع معاصی کو اسی نے رواج دیا بعض نے کہا اسی نے پہلے شرک جاری کیا اور بعض نے کہا مجرمون سے اُنکے آبا اجداد مراد ہین جنکی انہون نے تقلید کی عبادت اصنام مین

كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوحٍ الْمُرْسَلِينَ ۝ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ نُوحٌ أَلَا تَتَّقُونَ ۝ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ۝ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ۝ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ۝

جھٹلایا نوح ع کی قوم نے پیغام لانے والون کو جب کہا انکو انکے بھائی نوح ع نے کیا تمکو ڈر نہین ہین تمہارے واسطے پیغام لانے والا ہون معتبر سو ڈرو اللہ سے اور میرا کہا مانو اور مانگتا نہین مین تمسے اسپر کچھ نیگ میرا نیگ ہے اسی جہان کے صاحب پر سو ڈرو اللہ سے اور میرا کہا مانو ف ان آیتون مین اللہ عزوجل نے اپنے بندے اور رسول نوح ع کی خبر دی اور یہ پہلا رسول ہے جسکو اللہ عزوجل نے زمین والون کیطرف بھیجا اصنام اور انداد کی عبادت شروع ہونے کے بعد تو بھیجا اللہ عزوجل نے نوح ع کو اسکام سے روکنے کے لیے اور اس کام کی سزا سے ڈرانے کے لیے پھر وہ اللہ کے ساتھ اصنام کی عبادت پر مستمر رہے اور انہون نے ان افعال خبیثہ کو چھوڑا اور اللہ عزوجل نے انکو نوح ع کے جھٹلانے کو جمیع رسل

کے جھٹلانے کے مقام میں اتارا و بہذا فرمایا کَذَّبَتْ قَوْمُ نُوْحِ ِۨالْمُرْسَلِيْنَ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ نُوْحٌ
اَلَا تَتَّقُوْنَ یعنے تم نہیں ڈرتے اللہ سے اپنی عبادت میں اِنِّیْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ مجھکو اللہ نے تمہاری
طرف بھیجا ہے میں امین ہوں اسکے پہنچانے میں جسکو دیکر اللہ تعالے نے مجھکو بھیجا ہے میں پہنچاتا ہوں پیغام اپنے رب کے
اور کمی بیشی کو پیغام کے پہونچانے میں روا نہیں رکہتا تو ڈرو اللہ سے اور میرا کہا مانو اور میں نہیں طلب کرتا
تمسے اس نصیحت پر کچھہ مزدوری بلکہ اسکا اجر اللہ سے طلب کرتا ہوں پہر بچو اللہ کے عذاب وعقاب سے اور میری
اطاعت کرو تمہارے لیے کہل چکی اور ظاہر ہو چکی میری سچائی اور خیر خواہی اور میری امانت آمین جو اُسنے مجھکو
تمہاری طرف بھیجا اور تم جان چکے ہو کہ اللہ نے مجھکو اسپر امین جانا انتہے ما فی تفسیر ابن کثیر فتح کا بیان ہے
ہے کہ اللہ کے قول کَذَّبَتْ قَوْمُ نُوْحِ ِۨالْمُرْسَلِیْنَ میں فعل کو مؤنث کیا گیا اسلیے کہ فعل مسند ہے قوم
کی طرف جو بمعنے جماعت ہے یا بمعنے امت یا بمعنے قبیلہ اور مصباح میں ہے اَلْقَوْمُ یُذَکَّرُ وَیُؤَنَّثُ اور اسی
طرح ہر اسم جمع جسکا اسکے لفظ سے واحد نہ ہو مذکر اور مؤنث ہو جاتا ہے جیسے رہط اور نفر اور تکذیب کو
واقع کیا مرسلین پر حالانکہ قوم نوح ع نے تکذیب نہیں کی مگر اسی رسول کی جسکو انکی طرف بھیجا گیا کیونکہ جو شخص ایک
رسول کی تکذیب کرتا ہے وہ سب رسولوں کو جھٹلاتا ہے کیونکہ ہر ایک رسول دوسرے رسولوں کی تصدیق کا حکم
کرتا ہے بعض نے کہا انہوں نے تکذیب کی نوح ع کی رسالت میں اور جھٹلایا نوح ع کو اس اخبار میں جو آپنے
اپنے پیچھے رسولوں کے آنے میں بیان کی یا اسلیے انکی تکذیب کو تکذیب مرسلین قرار دیا کہ نوح ع بسبب دراز
زمانہ رہنے کے گویا کئی رسول تہا اور اَخُوْهُمْ سے انکا نسبی بہائی مراد ہے نہ دینی بعض نے کہا اخوت سے
اخوت مجالست مراد ہے بعض نے کہا یہ عرب کے اس محاورے کے قبیل سے ہے یا اخا بنی تمیم اور غرض یہ ہوتی
ہے کہ تو بہی بنو تمیم کا ایک آدمی ہے اَلَا تَتَّقُوْنَ تم اللہ سے نہیں ڈرتے بتوں کی عبادت چھوڑنیکے
ساتھہ اور اسکے رسول کو ماننے کے ساتھہ جسکو اوسنے تمہاری طرف بھیجا اِنِّیْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ مجھکو
اُسنے تمہاری طرف بھیجا ہے میں جو پیغام اللہ کا تمکو سناتا ہوں اسمیں امانتدار ہوں بعض نے کہا میں امین ہوں
تمہارے درمیان اسلیے کہ قوم نوح ع نوح ع کی صداقت وامانت کو پہچان چکے تہے فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ
اَطِیْعُوْنِ پہر تم اللہ تعالی کی فرمانبرداری کرکے اسکو اللہ کے عذاب کے آگے ڈھال بنالو اور مان لو میرا
حکم اللہ کے ساتھہ ایمان لاکر اور شرک کو چھوڑکر اور فرائض دین کو قائم کرکے اور قصص خمس کی تصدیر میں
تقوے پر ترغیب کے ساتھہ دلالت ہے اسپر کہ بعثت مقصودہ ہی معرفت حق کیطرف بلانے پر اور اس طاعت

کے بجا لانے پر جو مدعو کو طاعت کی ثواب کیطرف نزدیک کرے اور اللہ کے عذاب سے دور رکہے اور انبیاء
اسپر متفق تہے اگرچہ بعض تفاریع مین مختلف تہے اور وے سب کے سب طامع ذریۂ اور اغراض دنیویہ سے بیزار تہے
ولہذا فرمایا وَمَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰي رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ
اور اس جملہ کو مکرر فرمایا تاکید کے لیے اور نفوس مین ثابت کرنیکے لیے باوجود اسکے کہ ہر ایک ان دونون متقارنون
مین سے ایک ایک سبب سے متعلق ہے تو پہلی آیت فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ مین اسکو متعلق کیا ہے امانت کے
ساتہہ اور اس آیت مین اس جملہ کو متعلق کیا ہے قطع طمع کے ساتہہ اور اسکی نظیر یہ تیرا قول ہے اَلَا تَتَّقِي اللّٰهَ
فِي عُقُوْقِيْ وَقَدْ رَبَّيْتُكَ صَغِيْرًا اَلَا تَتَّقِي اللّٰهَ فِي عُقُوْقِيْ وَقَدْ عَلَّمْتُكَ كَبِيْرًا
یعنے تو اللہ سے نہین ڈرتا میری نا فرمانی کرنے مین حالانکہ مینے تجکو لڑکپن مین پالا تو اللہ سے نہین ڈرتا میری
عقوق مین حالانکہ مینے تجہکو سکہایا اور تو بڑا تہا اور امر تقوے اللہ کو مقدم کیا امر طاعت پر کیونکہ اللہ
سے ڈرنا وہی سبب ہے اسکی اطاعت کا قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ لَكَ وَاتَّبَعَكَ الْاَرْذَلُوْنَ ۝ قَالَ وَمَا عِلْمِيْ
بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ اِنْ حِسَابُهُمْ اِلَّا عَلٰي رَبِّيْ لَوْ تَشْعُرُوْنَ ۝ وَمَآ اَنَا بِطَارِدِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝
اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ تو بولے کیا ہم تجکو مانین اور تیرے ساتہہ ہوے ہین کمینے کہا مجہکو کیا جاننا ہے جو کام
وہ کر رہے ہین انکا حساب پوچہنا میرے رب ہی کا کام ہے اگر تم سمجہہ رکہتے ہو اور مین ہانکنے والا نہین ایمان
لانے والون کو مین تو یہی ڈر سنا دینے والا ہون کہولکر ف کمینے کہا محنتی لوگون کو ہر پیغمبر کے ساتہہ اول
غریب ہوئے ہین سو فرمایا مجہکو انکا صدق قبول ہے انکے کام سے کیا غرض کہ انکا پیشہ کیا ہے ف کہنے
لگے ہم تجہکو نہ مانینگے اور تیری تابعداری نہ کرینگے کیا ہم اتباع کرین تیرے ماننے مین ان کمینون کی جنہون نے
تیری تابعداری کی اور تجہکو سچا جانا اور وہ ہمارے کمین ہین ولہذا بولے اَنُؤْمِنُ لَكَ وَاتَّبَعَكَ الْاَرْذَلُوْنَ
فرمایا وَمَا عِلْمِيْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ یعنے مجہکو اس امر کی تکلیف نہین دی گئی کہ مین انکی صنائع اور حرفی
دیکہون مجہپر انکے حال کا کریدنا واجب نہین ہے خواہ وہ کوئی کام کرین مجہپر تو یہ فرض ہے کہ انکی تصدیق قبول کرون
یا یہ معنے کہ مجہکو ان لوگون کے اتباع سے کونسی چیز لازم ہے اگرچہ وہ کسی چیز پر ہون مجہپر انکی تفتیش اور
اور بحث اور تفحص لازم نہین ہے کہ مین انکے دلی راز ظاہر کرون مجہپر تو یہ واجب ہے کہ مین انکا اپنے کو سچا
جاننا قبول کرون اور انکے سرائر کو اللہ عز وجل کیطرف سپرد کردون انکا حساب لینا اللہ کا کام ہے اگر تم جانو
اور مین جو ایمان لے آوے اسکو ہانکنے والا نہین گویا اونہون نے یہ چاہا کہ تو انکو ہانک دے اور اپنے پاس

سے دور کریں ہم تیرے تابعدار ہوجاوینگے تو پیغمبر نے انکی یہ بات قبول نہ کی اور فرمایا وَمَآ اَنَا بِطَارِدِ
الْمُؤْمِنِیْنَ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ یعنے مجھکو نذیر بناکر بھیجا گیا ہے جسنے میری طاعت کی اور اتباع اور مجھے
سچا جانا وہ میرا ہے اور مین اسکا ہون وہ شخص شریف ہو یا وضیع جلیل ہووے یا حقیر فتح کا بیان یہ ہے کہ اللہ کے
قول اَنُؤْمِنُ لَكَ مین استفہام انکاری ہے اور معنے یہ ہین ہم کیونکر تیرے تابعدار ہووین اور تیری تصدیق کرین
اور تجھکو نہین وَاتَّبَعَكَ الْاَرْذَلُوْنَ اور حال یہ ہے کہ کمینے لوگون نے تیری تابعداری کی ہے اور کمینے کہا
انکو بسبب کم ہونے انکے مالون اور جاہون کے یا اسلیے کہ وہ نسب مین انسے وضیع ہونگے مجاہد نے کہا ارذلون
سے جولاہے مراد ہین اور قتادہ نے کہا ارذلون سے سفلۃ الناس (لوگون مین سے کمینے) مراد ہین بعض نے
کہا ارذلون سے جولاہے اور موچی مراد ہین بعض نے کہا اہل صناعات دنیہ مراد ہین کہا علامہ ابوالطیب مرحوم
نے اور صناعت کیوجہ سے دیانت مین خلل واقع نہین ہوتا پس غنا دین کی غنا ہے اور نسب تقوی کی
نسب ہے اور نہین جائز ہے کہ مسلمان کو کمینہ کہا جاوے اگرچہ سب لوگون سے زیادہ مفلس اور سب سے زیادہ
نسب مین وضیع ہو اور ہمیشہ انبیا کی تابعداری مین ایسے ہی لوگ رہے ہین اور یہ لوگ اغنیا سے پہلے اسلیے
مبادرت کرتے ہین کہ اغنیا پر ریاست مستولی ہوتی ہے وہ اسکو چھوڑ نہین سکتے ریاست کا چھوڑنا اپر
دشوار ہوتا ہے اور غیر کا تابعدار ہونے مین انکو عار پہونچتی ہے اور فقیر ان موانع سے خالی ہوتا ہے تو وہ
بہت جلد اجابت اور انقیاد کرتا ہے اور یہ اہل دنیا کا غالب احوال ہے اور یہ انکی سخافت عقلی ہے اور انکی
رائی کا مقصور ہونا ہے حطام دنیا پر یہانتک کہ انہون نے ٹہیرایا ناداروں کے اتباع کو اپنے اتباع
کا مانع اور مفلسون کے ایمان لانے کو حقیر کے ساتھ جسکی طرف پیغمبر نے بلایا دلیل اسکے باطل ہونے
پر اور اشارہ کیا انہون اسکے ساتھ کہ مفلسون کی اتباع نظر اور بصیرت سے نہین ہے اور انہون نے
مال اور رفعت کی لالچ اور توقع مین اسکو مان لیا ہے اور وَاَتْبَاعُكَ الْاَرْذَلُوْنَ بھی پڑھا گیا ہے
نحاس نے کہا اور یہ قرأت عمدہ ہے کیونکہ واو حالیہ کے پیچھے اسما بہت آجاتے ہین اور اتباع جمع ہے
تابع کی قَالَ وَمَا عِلْمِیْ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ کان زائدہ ہے اور معنے یہ ہین اور مین کیا جانون
وہ کیا کام کرتے ہین مجھے انکے اعمال کے جاننے کی تکلیف نہین دیگئی ہے مجکو تو یہ تکلیف دیگئی ہے کہ انکو ایمان کیطرف
بلاؤن اور انکے ایمان کا اعتبار کرون نہ یہ کہ انکے حرفون اور صنعتون اور انکی مفلسی اور غنا کا خیال
کرون اور گویا اشارہ کیا انہون نے اپنے اس قول کے ساتھ وَاتَّبَعَكَ الْاَرْذَلُوْنَ اسطرف کہ

ان اراذل کا ایمان نظر صحیح سے نہیں ہے تو اسکا جواب دیا پیغمبر نے کہ میں انکے باطن امر سے واقف نہیں
ہون میںنے تو انکے ظاہر کو قبول کیا ہے بعض نے کہا معنے یہ ہیں میں نہیں جانتا شاید اللہ تعالے انکو ہدایت
کرے اور تمکو گمراہ کر دیوے اور توفیق دیوے انکو اور خراب کرے تمکو اور سیدھا چلاوے انکو اور بہکا دے
تمکو اِنْ حِسَابُهُمْ اِلَّا عَلٰى رَبِّيْ لَوْ تَشْعُرُوْنَ یعنے انکو حساب کا کام اور انکے ضمائر اور اعمال سے تفتیش
یہ اللہ کا کام ہے اگر تم لوگ اہل شعور اور فہم سے ہوتے تو انکی صنائع کیوجہ سے انکو عار نہ دیتے زجاج نے
کہا اور صناعات دیانات کے باب میں مضر نہیں ہیں اور کیا عمدہ فرمایا جو فرمایا وَمَآ اَنَا بِطَارِدِ الْمُؤْمِنِيْنَ
اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ اسمیں نوح ع نے انکو جواب دیا اسبات کا جو انکی باتوں سے معلوم ہوا کہ انکو اپنے
پاس سے دور کر دے اور فرمایا میں کمر بستہ نذیر ہوں میرا یہ کام ہے کہ جسکے پہونچانے کا مجھکو اللہ عز
وجل نے ارشاد فرمایا ہے اسکو میں کہولکر تمکو پہونچا دون قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ يٰنُوْحُ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ
الْمَرْجُوْمِيْنَ ۞ قَالَ رَبِّ اِنَّ قَوْمِيْ كَذَّبُوْنِ ۞ فَافْتَحْ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُمْ فَتْحًا وَّنَجِّنِيْ وَمَنْ مَّعِيَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۞
فَاَنْجَيْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ۞ ثُمَّ اَغْرَقْنَا بَعْدُ الْبَاقِيْنَ ۞ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً وَمَا
كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۞ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۞ بولے اگر تو نہ چھوڑے گا ای نوح ع تو
سنگسار ہوگا کہا اے رب میری قوم نے مجھکو جھٹلایا ہے سو فیصلہ کر میرے اور انکے بیچ کسیطرح کا فیصلہ اور
بچالے مجھکو اور جو میرے ساتھ ہیں ایمان والے پھر بچادیا ہمنے اسکو اور جو اسکے ساتھ تھے اس لدی کشتی
میں پھر ڈوبا دیا پیچھے ان رہے ہوؤں کو البتہ اسبات میں نشانی ہے اور وہ بہت لوگ نہیں ماننے والے
اور تیرا رب وہی ہے زبردست رحم والا **ف** حافظ ابن کثیر مرحوم فرماتے ہیں جب اللہ کے پیغمبر نوح
علیہ السلام کا مقام انکے درمیان طویل ہوا اور یہ اس زمانہ دراز میں انکو اللہ کیطرف بلاتے رہے رات اور
دن اجاگر اور چپکے اور جب انکو اللہ کیطرف بلاتے تو وہ کفر غلیظ پر اڑ جاتے اور کہتے اگر تو اے نوح ع
باز نہ آویگا تو تجھکو پتھراؤ کر دینگے ناچار حضرت نوح ع نے انپر بد دعا کی جسکو اللہ تعالے نے قبول کیا
اور فرمایا رَبِّ اِنَّ قَوْمِيْ كَذَّبُوْنِ فَافْتَحْ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُمْ فَتْحًا وَّنَجِّنِيْ وَمَنْ مَّعِيَ مِنَ
الْمُؤْمِنِيْنَ الآيات جیسے دوسری آیت میں فرمایا فَدَعَا رَبَّهٗٓ اَنِّيْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ فَفَتَحْنَآ
اَبْوَابَ السَّمَآءِ بِمَآءٍ مُّنْهَمِرٍ وَّفَجَّرْنَا الْاَرْضَ عُيُوْنًا فَالْتَقَى الْمَآءُ عَلٰٓى اَمْرٍ قَدْ قُدِرَ
وَحَمَلْنٰهُ عَلٰى ذَاتِ اَلْوَاحٍ وَّدُسُرٍ تَجْرِيْ بِاَعْيُنِنَا جَزَآءً لِّمَنْ كَانَ كُفِرَ وَلَقَدْ تَّرَكْنٰهَآ اٰيَةً

فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذُرِ یعنے پہر پکارا نوح ؑ نے اپنی قوم کو کہ مین دب گیا
ہون تو بدلہ لے پہر ہمنے کہولدیے دہانے آسمان کے ریلے سے پانی کے اور بہا دیے زمین سے چشمے پہر ملگیا
پانی ایک ـــ کام پر جو ٹہر رہا تہا اور سوار کیا اسکو ایک تختو نپر اور کیلون والی پر بہتی ہماری آنکہون
کے سامنے بدلا اسکی طرف سے جسکی قدر نجانی تہی یعنے حضرت نوح کی اور اسکو ہمنے رہنے دیا نشان
کو پہر کوئی ہے سوچنے والا اور یہان فرمایا فَأَنْجَيْنَاهُ وَمَنْ مَعَهُ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُونِ ثُمَّ أَغْرَقْنَا بَعْدُ
الْبَاقِينَ اور فلک مشحون سے وہ بہری ہوئی اور لدی ہوئی کشتی مراد ہے اور وہ لدی ہوئی تہی امتعہ اور ازواج
کے ساتہہ جو اسمین ہر قسم کے دو دو جوڑے سوار تہے اور سفینے یہ ہین ہمنے بچا لیا نوح ؑ اور اسکے تابعدارون
کو اور ڈوبا دیا ان لوگونکو جنہون نے اسکو نہ مانا اور خلاف کیا اسکے امر کا إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً وَمَا
كَانَ أَكْثَرُهُمْ مُؤْمِنِينَ وَإِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الرَّحِيمُ فتح کا بیان یہ ہی اگر تو نہ چہوڑے گا
ہمارے دین پر طعن کرنا اور ہمارے معبودون کو برا کہنا تو تو پتہراؤ کیا جاویگا بعض نے مرجومین کے معنی
مین کہا ہے مرجومین بالحجارۃ یعنے تجہکو پتہراؤ کرینگے بعض نے کہا رجم بمعنے شتم ہے بعض نے کہا بمعنے قتل ہے
تو انہون نے عدول کیا اس سوال و جواب سے جو انکے اور نوح علیہ السلام کے درمیان ہوا کرتا تہا تجہ اور تو عد
کیطرف جب نوح علیہ السلام نے انکا یہ مقالہ سنا تو فرمایا رَبِّ إِنَّ قَوْمِي كَذَّبُونِ یعنے میری قوم نے
انکار کیا میری تکذیب پر اسکے بعد کہ مینے انکو بلایا اتنی مدت اور نہ سنی اونہون نے میری بات بلکہ
میرے بلانے سے اور زیادہ بہاگتے ہی رہے اور یہ جو فرمایا تو اس بات کی اظہار کے لیے ہے کہ مینے تکذیب حق
کیوجہ سے انپر بددعا کی نہ اسلیے کہ انہون نے مجہکو ڈرایا اور میری عزت مین فرق ڈالتے رہے فَافْتَحْ
بَيْنِي وَبَيْنَهُمْ فَتْحًا اور فتح سے حکم مراد ہے یعنے فیصلہ کر درمیان ہمارے ایسا فیصلہ جسکا ہم مین ہر
ایک مستحق ہے یعنے عقوبت اور ہلاکت کا اور یہ حکایت مجمل ہے اور اسکی تفصیل سورۂ نوح مین مذکور ہے
اور فلک مشحون سے لوگون اور حیوانون اور پرندون کی کشتی لدی مراد ہے شحن کہتے ہین لوگون اور
چوپایون اور اسباب کے ساتہہ کشتی کے بہر دینے کو ابن عباس رض نے کہا مشحون سے بہری کشتی مراد
ہے اور اسی سے مروی ہے کہا تم جانتے ہو مشحون کے معنی ہمنے عرض کی نہین فرمایا وہ بہری کشتی ہے اور
اسی سے مروی ہے مشحون وہ بوجہل کشتی ہے اور جو لوگ نچے ڈوبنے سے وہ اسی آدمی تہے ۴۰ مرد
اور ۴۰ عورتین اور آیت سے علامت اور عبرت عظیمہ مراد ہے اور اس قصہ کے بعد جو فرمایا وَمَا كَانَ

أَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ تو اس سے معلوم ہوا کہ اگر ان مین نصف مسلمان ہوتے تو سب کے سب بچ جاتے وَ
إِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ اور تیرا رب قاہر ہے اپنے اعدا کے لیے منتقم ہے جاحدین اور مصرین کی
اہانت کے ساتھہ رحیم ہے اپنے اولیار کے ساتھہ منعم ہے اس شخص کی عانت کی ساتھہ جو موحد ہوا اور مقر۔

كَذَّبَتْ عَادُ ۨ الْمُرْسَلِيْنَ ۚ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوْهُمْ هُوْدٌ أَلَا تَتَّقُوْنَ ۚ إِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ أَمِيْنٌ ۙ

فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَأَطِيْعُوْنِ ۚ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۚ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۚ

أَتَبْنُوْنَ بِكُلِّ رِيْعٍ اٰيَةً تَعْبَثُوْنَ ۙ وَتَتَّخِذُوْنَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُوْنَ ۚ وَإِذَا بَطَشْتُمْ

بَطَشْتُمْ جَبَّارِيْنَ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَأَطِيْعُوْنِ ۚ وَاتَّقُوا الَّذِيْٓ أَمَدَّكُمْ بِمَا تَعْلَمُوْنَ ۚ أَمَدَّكُمْ

بِأَنْعَامٍ وَّبَنِيْنَ ۙ وَجَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ۚ إِنِّيْٓ أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۚ جھٹلایا عاد نے
پیغام لانے والون کو جب کہا اونکو اونکے بہائی ہود نے کیا تمکو ڈر نہین مین تمہارے پاس پیغام لانے
والا ہون معتبر سو ڈرو اللہ سے اور میرا کہنا مانو اور نہین مانگتا مین تمسے اسپر کچھہ نیگ میرا نیگ ہے اسی جہان
کے صاحب پر کیا بناتے ہو ہر ٹیلے پر ایک نشان کہیلنے کو اور بناتے ہو کاریگریان شاید تم ہمیشہ رہو گے اور
جب ہاتھہ ڈالتے ہو تو پنجہ مارتے ہو ظلم سے سو ڈرو اللہ سے اور میرا کہا مانو اور ڈرو اس سے جس نے تمکو پہنچایا
ہے جو کچہہ جانتے ہو پہنچائے تمکو چوپائے اور بیٹے اور باغ اور چشمے مین ڈرتا ہون تمپر ایک بڑی دن کی آفت
سے ف ان لوگون کو بڑا شوق تہا اونچے مضبوط منارے بنانیکا جس سے کچہہ کام نہ نکلے مگر نام اور
رہنے کی عمارتین بہی بڑی تکلف سے مال خراب کرنے کو باغ ارم بھی انہی کا مشہور ہے ف ان آیتون مین اللہ
تعالے نے خبر دی کہ میرے بندے اور رسول ہود علیہ السلام نے اپنی قوم کو توحید کیطرف بلایا اور ہود علیہ السلام کی
قوم احقاف مین بستی تہی حضرموت کی قریب بلاد یمین مین اور یہہ لوگ نوح علیہ السلام کے بعد جانشین
ہوئی جیسے اللہ نے سورہ اعراف مین فرمایا وَاذْكُرُوْٓا إِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّزَادَكُمْ
فِي الْخَلْقِ بَصْطَةً ۚ فَاذْكُرُوْٓا اٰلَآءَ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۚ یعنے ہود نے اپنی قوم کو وعظ کے اثنا مین
فرمایا کہ تمکو سردار کیا پیچھے قوم نوح کے اور زیادہ دیا تمکو بدن مین پہیلاو سو یاد کرو احسان اللہ کا شاید
تمہارا بہلا ہو اور یہ اسلیے کہ وہ لوگ بڑی زبردست اور دراز قد اور مشہور اور مالدار تہے جنات اور انہار
اور انہار اور زروع اور ثمار کی بہتایت کے ساتھہ اور معذلک وہ عبادت کرتے اللہ کو چہوڑ کر اور ون کی
تب اللہ تعالے نے ہود کو انکی طرف بہیجا جو انہین کا ایک مرد تہا رسول و بشیر اور نذیر بنا کر پہر بلایا انکو ہود نے

اللہ وحدہٗ لا شریک لہ کی طرف اور ڈرایا انکو اسکے انتقام سے اور اسکے عذاب سے اگر اسکے خلاف ورزی مین
اور خائف کیا انکو اللہ کی پکڑ سے اور فرمایا انکو ویسا ہی جیسے نوحؑ نے اپنی قوم کو فرمایا یہانتک کہ فرمایا اَتَبْنُوْنَ
بِكُلِّ رِيْعٍ اٰيَةً تَعْبَثُوْنَ مفسرین نے ریع کی تفسیر مین اختلاف کیا ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ ریع وہ اونچا مکان
ہے مشہور راہون کے پاس تو معنے یہ ہین کیا بناتے ہو ایسی جگہون مین محکم عمارتین مائل باہر اور آیۃ سے
علامت اور مشہور عمارت مراد ہے اور یہ جو تم کام کرتے ہو عبث کام کرتے ہو جسکی کچھ ضرورت نہین ہے بلکہ مجرد لہو
ولعب کے طور پر اور قوت کے ظاہر کرنیکے لیے یہ تکلیف اٹھاتے ہو اور اسی لیے ہودؑ نے انکے اس فعل کا انکار کیا کیونکہ
اسمین تضییع اوقات اور بلا فائدہ بدان کو تکلیف مین ڈالنا ہے اور ایسی چیز مین اشتغال ہے جو دنیا اور آخرت مین
کچھ فائدہ نہ دے ولہذا فرمایا وَتَتَّخِذُوْنَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُوْنَ مجاہد نے کہا مصانع سے مضبوط
برج مراد ہین اور عمارتین دیرپا اور ایک روایت مین مجاہد سے مروی ہے کہ مصانع سے برج حمام مراد ہین یعنے
مرگ سے بچنے کے لیے مضبوط قلعے بناتے ہو (صراح مین ہے حمام بالکسر تقدیر مرگ) اور قتادہ نے کہا مصانع
سے پانی کے لینے کی جگہہ مراد ہین قتادہ نے کہا اور بعض نے اس آیت کو اسطرح پڑہا ہے وَتَتَّخِذُوْنَ
مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ تُخَلَّدُوْنَ یعنے تم ہمیشہ رہنا چاہتے ہو اور یہ خلود تمہارے لیے حاصل نہ ہوگا جیسے تمسے
پہلون کے لیے حاصل نہ ہوا اور تم سے یہ خلود زائل ہو جاویگا جیسے تم سے اگلون سے زائل ہوگیا عون بن
عبد اللہ بن عتبہ سے مروی ہے کہ ابو الدرداء رضی اللہ عنہ نے جب مسلمانون کو دیکھا کہ انہون نے غوطہ دمشق
مین نئی طرز کی عمارتین بنانی شروع کین اور درخت لگانے تو کہڑے ہوئے انکی مسجد مین اور پکارا (اور فرمایا) اے
دمشق والو پہر وہ اکٹھے ہوگئے اُسکے پاس پہر تعریف کی ابو الدرداءؓ نے اللہ کی اور ثنا کی اسپر پہر فرمایا اَلَا
تَسْتَحْيُوْنَ اَلَا تَسْتَحْيُوْنَ تَجْمَعُوْنَ مَالَا تَاْكُلُوْنَ وَتَبْنُوْنَ مَالَا تَسْكُنُوْنَ وَتَاْمُلُوْنَ مَا
لَا تُدْرِكُوْنَ اِنَّهٗ قَدْ كَانَتْ قَبْلَكُمْ قُرُوْنٌ يَجْمَعُوْنَ فَيُوْعُوْنَ وَيَبْنُوْنَ فَيُوْثِقُوْنَ وَ
يَاْمُلُوْنَ فَيُطِيْلُوْنَ فَاَصْبَحَ اَمَلُهُمْ غُرُوْرًا وَاَصْبَحَ جَمْعُهُمْ بُوْرًا وَاَصْبَحَتْ مَسَاكِنُهُمْ قُبُوْرًا
اَلَا اِنَّ عَادًا مَلَكَتْ مَا بَيْنَ عَدَنٍ وَعُمَانَ خَيْلًا وَرِكَابًا فَمَنْ يَّشْتَرِيْ مِنِّيْ مِيْرَاثَ عَادٍ
بِدِرْهَمَيْنِ ۝ یعنے کیا تم شرماتے نہین کیا تم حیا نہین کرتے جو اکٹھا کرتے ہو چیز کو جسکو نہین کہاتے
اور بناتے ہو وہ عمارتین جنمین نہین بستے اور امید کرتے ہو ان چیزون کی جنکو تم نہ پاؤگے بیشک البتہ
تحقیق تم سے پہلے کچھ سنگتین تہین جو اکٹھا کرتے تہے پہر بہر رکہتے تہے اور امیدین کرتے پہر لمبی امیدین کرتے

پہر جسپر کی انکی امیدون نے دہوکہا ہوکر اور فجر کی انکی جمعیت نے ہلاک ہوکر اور ہوگئے انکے گہر قبرین سن لو
عاد کے لوگ مالک تہے عدن اور عمان کے درمیان کے اور گہوڑون اور اونٹون کے صاحب تہے پہر کون خرید
کرتا ہے مجہہ سے عادیون کا ترکہ دو چوٹیان دیکر اور یہ جو اللہ تعالے نے فرمایا اور جب ہاتہہ ڈالتے ہو تو پنجہ مارتے
ہو ظلم سے آیتین انکی قوت اور غلظت اور درشتی کو بیان فرمایا اور یہ جو فرمایا سو ڈرو اللہ سے اور میرا کہا مانو
تو اسکے یہ معنی ہین کہ اپنی مالک کی پوجا کرو اور اپنے پیغمبر کی اطاعت کرو پہر شروع ہوئے ہود علیہ السلام
کہ انکو اللہ کی نعمتین یاد دلاتے تہے جو انپر اللہ تعالے نے انعام کین اور فرمایا اور ڈرو اس سے جسنے تمکو پہونچایا
ہے جو کچہہ تم جانتے ہو پہنچائے تمکو چوپائے اور بیٹے اور باغ اور چشمے یا وجود ان انعامات اور احسانات
کے اگر تم مجہکو جہٹلاؤ اور میری مخالفت کرو تو مین ڈرتا ہون تم پر ایک بڑے دن کی آفت سے پہر انکو بلایا
بہشت کی رغبت دلاکر اور دوزخ سے ڈراکر لیکن ہود علیہ السلام کی دعوت انمین کچہہ کارگر نہوئی انتہے
ما فی ابن کثیر فتح البیان کا بیان فائدہ یہ ہے کہ کَذَّبَتْ عَادٌ الْمُرْسَلِينَ مین فعل کو مونث کیا اس اعتبار سے کہ
وہ قبیلہ کیطرف منسوب ہے کیونکہ عاد انکے جد اعلے کا نام ہے اور یہ عاد سام بن نوح ع کی نسل سے تہا
اور یہ جو فرمایا جہٹلایا عاد نے پیغام لانے والون کو باوجود اسکے کہ انہون نے صرف ہود علیہ السلام
کی تکذیب کی تو اسکی وجہہ عنقریب نوح علیہ السلام کے قصہ مین گذری ہود علیہ السلام اپنی قوم عاد سے
نسبی اخوت رکہتے تہے اسلیے اللہ تعالی نے اذ قال لهم اخوهم فرمایا اور تاجر خوبصورت تہے آدم علیہ السلام
کی مشابہ اور چار سو چونسٹہہ سال زندہ رہے ریع کہتے ہین اونچے ٹیلے کو اور یہ جمع ہے ریعۃ کی اور ابو عبیدہ
کا یہ قول کہ ریع مطلق ارتفاع کا نام ہے اور یہ جمع ہے ریعۃ کی اور قتادہ اور ضحاک اور کلبی کا یہ قول ہے
کہ ریع کے معنے راہ کے ہین اور یہی قول ہے مقاتل اور سدی اور ابن عباسؓ کا حاصل یہ کہ ریع کا اطلاق بلند
زمین پر لغت والون کے نزدیک مشہور و معروف ہے بعض نے کہا ریع کہتے ہین پہاڑ کو اسکا واحد ریعۃ ہے
اور جمع ارباع ہے اور مجاہد کا یہ قول ہے کہ ریع کہتے ہین درے کو یعنے اس راہ کو جو دو پہاڑون کے درمیان
واقع ہے اور یہ بہی مجاہد سے مروی ہے کہ ریع چہوٹا ٹیلا ہے اور یہ بہی اس سے مروی ہے کہ ریع
نظارگاہ ہے اور بعض نے کہا ریع کہتے ہین حمام کے برجون کو اور ابن الاعرابی نے کہا ریع کہتے ہین
راہبون کے تکیے کو اور ریع اس برج کو بہی کہتے ہین جو جنگلون مین بنے ہوتے ہین اور ریع ریت کے ٹیلے کو بہی
کہتے ہین اور ریع مین دو لغتین ہین را کی زیر اور زبر اور استفہام اَتَبْنُونَ بِكُلِّ رِيعٍ آيَةً الآية مین تقریع اور

اور توبیخ کے لیے ہی یعنی کیون بناتے ہو ہر ٹیلے پر ایک نشان کہیلنے کو وہ شیطان بصورت انسان
مسافرون کے ساتھہ چھیڑ چھاڑ کرتے اور مسخریان کرتے اور مسافرون کو انسے بہت تکلیف ہوتی اور
کلبی کا یہ قول ہے کہ اس سے عشارون کا کہیلنا مراد ہے ان لوگون کے مالون کے ساتھہ جو انپر سے گذر کر
اسکو ماوردی نے حکایت کیا اور مصانع سے وہ بنائین مراد ہین جنکو لوگ منزلین بناتے اور ابو عبیدہ کا یہ
قول ہے کہ ہر عمارت کو مصنعہ کہتے ہین اور یہی قول ہے کلبی وغیرہ کا اور بعض نے کہا مصانع سے مضبوط برج
مراد ہین یہی قول ہے مجاہد وغیرہ کا اور زجاج کا یہ قول ہے کہ مصانع سے پانی کے حوض مراد ہین جنمین وہ پانی جمع
کرتے تہے اور جوہری کا یہ قول ہے کہ مصنعہ نون کی ضم کے ساتھہ اس حوض کو کہتے ہین جسمین بارش کا پانی جمع
ہوتا ہے اور مصانع سے قلعے مراد ہین اور عبدالرزاق نے کہا مصانع ہمارے ملک یمن کی زبان مین اونچی
اونچی محلون کو کہتے ہین اور معنے لعلکم تخلدون کے یہ ہین تم یہ کام اس خیال سے کرتے ہو کہ دنیا مین ہمیشہ
رہو گے کیونکہ تم قیامت کی منکر ہو اس صورت مین توبیخ ظاہر ہے یا معنے یہ ہین کہ تمہارا یہ عمل ان لوگون کا
سا عمل ہے جو ہمیشہ جینے کا خیال رکہتے ہین اسلیے مضبوط مضبوط عمارتین بناتے ہو بعض نے کہا لعل اس
آیت مین استفہام توبیخ کے لیے ہے یہ قول زید بن علی کا ہے اور یہی قول ہے کوفیون کا یعنے کیا ہمیشہ رہوگے
جیسے عرب کہتے ہین لَعَلَّكَ تَشْتِمُنِي یعنے کیا تو مجہے برا کہتا ہے اور فراء کا یہ قول ہے کہ لعل اس آیت مین
بمعنے کی ہے اور عبداللہ بن مسعود رض کی قرات کی تَخْلُدُوْنَ اسکی موید ہے یعنی تم موت مین فکر نہین کرتے اور
بعض نے کہا لعل معنے مین تشبیہ کے ہے اور معنے یہ ہین گویا تم باقی رہوگے سدا رہوگے کہا علامہ ابو الطیب جی نے
لیکن مجکو کوئی ایسا شخص معلوم نہین ہے جسنے نص کی ہو کہ لعل تشبیہ کے لیے ہوتا ہے اور تخلدون مخففا اور
مشددا دونو طرح پڑہا گیا ہے اور نحاس نے حکایت کیا کہ بعض قرات مین کانکم تخلدون ہے اور ابن
عباس رض کا یہی قول ہے بطش کہتے ہین غلبہ اور سختی کے ساتھہ پکڑنے کو اور مجاہد وغیرہ نے شرط کے یہ
معنے کیے ہین اور جب تم ارادہ کرتے ہو ہاتھہ ڈالنے کا تو کہ شرط اور جزاء ایک نہ ہو جاوے زجاج نے کہا اللہ
تعالے نے انکا رکیا انپر بطش کا کیونکہ یہ ظلم ہے ہی حق بات تو اسمین سوط اور سیف کے ساتھہ ہاتھہ ڈالنا
جائز ہے کہا کرخی نے جاننا چاہیے کہ بلند عمارتون کا بنانا دنیا کی محبت پر دلالت کرتا ہے اور مضبوط
محل بنانے دلالت کرتے ہین سدا رہنے کی محبت پر اور جبر کرنا دلالت کرتا ہے علو کے ساتھہ متفرد ہونے
کی محبت پر اور یہ سب صفتین اللہ تعالی کی صفتین ہین بندے کو انکا حاصل ہونا ممنوع ہے انتہی پہر جب

انکی وہ صفتین بیان کین جو ظلم اور سرکشی او تمرد اور تجبر پر دلالت کرتی ہین انکو حکم فرمایا اللہ سے ڈرنیکا اور فرمایا
فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ اس آیت مین تقوے کو مجمل بیان کیا پہر اسکی تفصیل کی اپنے اس قول کے ساتھہ وَاتَّقُوا
الَّذِيْٓ اَمَدَّكُمْ بِمَا تَعْلَمُوْنَ پہر اس اجمال کی تفصیل بیان کی یہ فرمایا کر اَمَدَّكُمْ بِاَنْعَامٍ وَّبَنِيْنَ وَجَنّٰتٍ
وَّعُيُوْنٍ اور فعل یعنے امدّ کا اعادہ کیا زیادہ تقریر اور تاکید کے لیے کیونکہ تفصیل کو اجمال کے بعد اور تفسیر کو ابہام
کے بعد تقریر اور تاکید مین زیادہ دخل ہے پہر انکو وعظ کیا اور ڈرایا اور فرمایا اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ
عَظِيْمٍ یعنے اگر تم انکار ہی کرو اور اپنے انکار پر اڑے رہو اور اللہ تعالے کے انعامات کا قدر نکرو تو مجھکو خوف ہے
کہ تمپر دونون جہانون مین آفت پڑے کیونکہ نعمت کی ناشکری پر عذاب ہوتا ہی جیسے نعمت کی قدردانی پر نعمت بڑہتی
ہے قَالُوْا سَوَآءٌ عَلَيْنَآ اَوَعَظْتَ اَمْ لَمْ تَكُنْ مِّنَ الْوٰعِظِيْنَ ۝ اِنْ هٰذَآ اِلَّا خُلُقُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ وَمَا
نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ۝ فَكَذَّبُوْهُ فَاَهْلَكْنٰهُمْ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَاِنَّ
رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ بولے ہمکو برابر ہے تو نصیحت کرے یا نہ بنے نصیحت کرنیوالا اور کچھہ نہین یہ عادت
ہے اگلون کی اور ہمکو آفت نہین آنے والی پہر اسکو جھٹلانے لگے تو ہم نے انکو کہپا دیا اس بات مین البتہ نشان ہے
اور وہ بہت لوگ نہین ماننے والے اور تیرا رب وہی ہے زبردست رحم والا **ف** ہود علیہ السلام نے جو اپنی قوم کو
ڈرایا اور انکو بہشت کی رغبت دلائی اور دوزخ سے نفرت اور انکے لیے حق بیان کیا صاف صاف وہ اسکا جواب
انکی قوم نے انکو دیا تو اس جواب کی اللہ تعالے خبر دیتا ہے کہ وہ کمبخت بولے تیرا نصیحت کرنا نہ کرنا دونو مساوی ہین
یعنے ہم اس دین کو نہین چھوڑینگے جسپر ہم ہین جیسے سورہ ہود مین انکی طرف سے فرمایا وَمَا نَحْنُ بِتَارِكِيْٓ اٰلِهَتِنَا
عَنْ قَوْلِكَ وَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ ۝ یعنے ہم نہین چھوڑنے والے اپنے ٹہاکرون کو تیرے کہنے سے اور ہم نہین
تجھکو ماننے والے اور حقیقت حال اسیطرح ہے کیونکہ اللہ تعالے نے فرمایا اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ
ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ یعنے وہ جو منکر ہوئے برابر ہی انکو تو ڈراوے یا نہ ڈراوی
وہ نہ مانینگے اور فرمایا اِنَّ الَّذِيْنَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ وَلَوْ جَآءَتْهُمْ كُلُّ اٰيَةٍ
حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ یعنے جنپر ٹہیک ہو چکی بات تیرے رب کی وہ نہ مانین گے اگرچہ پہنچین ان کو
ساری نشانیان جب تک نہ دیکھین دکھہ کی مار اور اللہ تعالے کے قول اِنْ هٰذَآ اِلَّا خُلُقُ الْاَوَّلِيْنَ
مین بعض نے خلق کو فتح خا اور سکون لام کے ساتھہ پڑہا ہے کہا عبداللہ بن مسعود رضہ نے اور عوفی نے
عبداللہ بن عباس رضہ سے روایت کیا اور کہا علقمہ اور مجاہد نے کہ اس آیت کے معنے یہ ہین جو کچھہ ہمارے پاس

لایا ہے وہ تو پہلوں کے اخلاق ہیں جیسے مشرکین قریش نے کہا وَقَالُوْٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ اكْتَتَبَهَا فَهِيَ
تُمْلٰى عَلَيْهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا یعنے اور کہنے لگے یہ نقلیں ہیں اگلوں کی جو لکھ لیا ہے سو وہی پڑھی جاتی ہیں اس پاس صبح شام
اور فرمایا مشرکین قریش کی طرف سے وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اِفْكُ ِۨافْتَرٰىهُ وَاَعَانَهٗ عَلَيْهِ قَوْمٌ
اٰخَرُوْنَ فَقَدْ جَاۗءُوْ ظُلْمًا وَّزُوْرًا یعنے اور کہنے لگے جو منکر ہیں اور کچھ نہیں مگر جھوٹ باندھ لایا ہے اور
ساتھ دیا ہے اسکا اسمیں اور لوگوں نے سو آئے بے انصافی اور جھوٹ پر اور دوسرے لوگوں نے خلق کو خا اور لام کے
ضم کے ساتھ پڑھا ہے اور مراد انکی یہ ہے کہ جس دین پر ہم ہیں یہی دین ہمارے باپ دادوں کا ہے اور ہم بعد انکے
انکے چلنے والے ہیں انکے پیچھے زندہ رہیں گے جیسے وہ زندہ رہے اور مر جاوینگے جیسے وہ مر گئے اور نہ کوئی
بعث ہے اور نہ معاد ہے اسی واسطے انہوں نے کہا وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ یعنے اور ہم پر کوئی آفت نہیں آنے والی
علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس رضی سے اِنْ هٰذَآ اِلَّا خُلُقُ الْاَوَّلِيْنَ کی تفسیر میں روایت کیا کہ خلق اولین سے
دین اولین مراد ہے اور یہی قول ہے عکرمہ اور عطاء خراسانی اور قتادہ اور عبد الرحمن بن زید اسلمی کا اور یہی مختار
ہے حافظ ابن جریر کا اور یہ جو فرمایا پھر ہمنے انکو کھپا دیا تو اسکے یہ معنی ہیں کہ انہوں نے استمرار کیا اللہ تعالے کے
پیغمبر ہود ع کے جھٹلانے اور اسکی مخالفت اور عناد پر پھر انکو اللہ تعالے نے کھپا دیا اور انکے ہلاک کرنے کی وجہ کو اللہ
تعالے نے قرآن مجید کی بہت جگہوں میں بیان فرمایا کہ بھیجی اللہ تعالے نے انپر باؤ ٹھنڈی سنسناٹے کی کہ تھوں سے نکلی جاتی
پھر انکو جزا دی انکے عمل کے مطابق کیونکہ وہ بھی سب سے بڑھکر سرکش اور ظالم تھے پس اللہ تعالے نے بھی انپر ایسی چیز کو
مسلط کیا کہ اُنسے بڑھکر سرکش تھی اور سخت زور اور جیسے فرمایا اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ اِرَمَ ذَاتِ
الْعِمَادِ یعنے تو نے نہ دیکھا کیسا کیا تیرے رب نے عاد سے وہ جو ارم تھے بڑے ستونوں والے اور یہی عاد اولی
مراد ہیں جیسے فرمایا وَاَنَّهٗٓ اَهْلَكَ عَادَا ۨ الْاُوْلٰى یعنے اور یہ کہ اُسنے کھپا دیے عاد اگلے اور یہ لوگ ارم بن
سام بن نوح کی نسل سے تھے اور ذات العماد سے وہ مکان مراد ہیں جنمیں وہ رہتے تھے اور جسنے کہا کہ ارم ایک
شہر ہے تو اوسنے لیا یہ قول اسرائیلیات سے کعب اور وہب کی کلام سے اور اس قول پر کوئی محکم دلیل نہیں
ہے اسی واسطے اللہ تعالے نے فرمایا سورہ فجر میں الَّتِيْ لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ یعنے ایسا قوی اور سخت
اور سرکش کوئی قبیلہ نہیں پیدا کیا گیا اور اگر یہ مراد ہوتی کہ ویسا شہر کوئی نہیں بنایا تو یوں فرماتا الَّتِيْ
لَمْ يُبْنَ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ اور اللہ تعالے نے فرمایا فَاَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوْا فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ
الْحَقِّ وَقَالُوْا مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَهُمْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُمْ

قُوَّۃً وَکَانُوْا بِاٰیٰتِنَا یَجْحَدُوْنَ یعنے سو وہ جو عاد تہے غرور کرنے لگے ملک مین ناحق کا اور کہنے لگے کون ہے ہم سے زیادہ زور مین کیا دیکہتے نہین کہ اللہ جسنے انکو بنایا وہ زیادہ ہے انسے زور مین اور تہے ہماری نشانیون سے منکر اور ہم بیان کر چکے کہ اللہ نے قوم عاد پر ہوا انہین چہوڑی مگر بیل کے ناک کے برابر جو نکل گیی دار وغون کے ہاتہہ سے پہر اللہ تعالے کی اجازت دی ہوا کو پہر چلی اور ہلاک کر دیا اُسنے انکے شہرون کو اور انکی ہر چیز کو جیسے فرمایا اللہ نے تُدَمِّرُ کُلَّ شَیْءٍ بِاَمْرِ رَبِّھَا یعنے ہلاک کرتی تہی وہ ہوا ہر چیز کو اللہ کی اجازت کے ساتہہ اور فرمایا وَاَمَّا عَادٌ فَاُھْلِکُوْا بِرِیْحٍ صَرْصَرٍ عَاتِیَۃٍ سَخَّرَھَا عَلَیْھِمْ سَبْعَ لَیَالٍ وَّثَمٰنِیَۃَ اَیَّامٍ حُسُوْمًا فَتَرَی الْقَوْمَ فِیْھَا صَرْعٰی کَاَنَّھُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِیَۃٍ یعنے اور وہ جو عاد تہے سو کہپائے گئے ٹہنڈی سناٹے کی باؤ سے ہاتہون سے نکلی جاتی تعین کی اُنپر سات رات اور آٹہہ دن کٹتی یعنے رات دن لگاتار پہر تو دیکہے لوگ انمین بچہڑ گئے جیسے وہ ڈہنڈ ہین کہجور کے کہوکہلے یعنے باقی رہگئے بدن بے سر اور یہ اسلیے کہ ہوا ان مین سے ایک مرد پر آتی اور اسکو اوپر اٹہا لے جاتی پہر الٹا کر پہینکتی اسکو سر کے بل پہر کچلا جاتا دماغ اوسکا اور ٹوٹ جاتا سر اسکا اور اسکو پہینک دیتی جیسے جڑہ کہجور کی اکہڑی پڑی اور انہون نے پناہ لی پہاڑون اور کوؤن اور غارون مین اور زمین مین گڑہے کہود کر انمین گہس گئے لیکن یہ انکو اللہ کے عذاب سے نہ بچا سکے کیونکہ جب اللہ تعالے کا حکم مقرر آجاتا ہے تو پہر نہین ٹلتا ہوتا اسلیے اللہ تعالے نے فرمایا فَکَذَّبُوْہُ فَاَھْلَکْنٰھُمْ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً وَمَا کَانَ اَکْثَرُھُمْ مُّؤْمِنِیْنَ وَاِنَّ رَبَّکَ لَھُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ فتح البیان مین ہے کہ سوائے ہود تیرا وعظ کرنا نہ کرنا دونو ہمارے نزدیک برابر ہین ہمکو کچہہ پرواہ نہین تیرے وعظ کی اور نہ ہم توجہ کرتے ہین تیرے وعظ کیطرف حاصل یہ کہ انہون نے ظاہر کیا کہ ہم تیرے وعظ کو حقیر خیال کرتے اور وعظ وہ بیان ہے جو دلکو وعد اور وعید کے ذکر کے ساتہہ نرم کرے اور یون نہین فرمایا اوعظت ام لم تعظ آیتون کے ختم کا لحاظ کرکے اور قافیون کی رعایت کیلیے اور زمخشری کا یہ قول ہے کہ جملہ ام لم تکن من الواعظین مین زیادہ مبالغہ ہے انکی قلت اعتداد مین ہود کے وعظ کے ساتہہ جملہ ام لم تعظ سے اور کسائی نے اوعظت مین حرف ظاء کو تاء مین ادغام کیا ہے اور یہ بعید ہے کیونکہ حرف ظاء مطبقہ حرف ہے نہین مدغم ہوتا مگر ان حرفون مین جو اسکے مخرج کے قریب ہین اور باقی سب نے اظہار تا کے ساتہہ پڑہا ہے اور اللہ تعالے کے قول اِنْ ھٰذَآ اِلَّا خُلُقُ الْاَوَّلِیْنَ کے معنے یہ ہین کہ جسکی طرف تو ہمکو بلاتا ہے اور جس چیز کو تو ہمارے پاس لایا ہے وہ دین نہین ہے بلکہ پہلون کا راہ روش ہے یا یہ معنے کہ جس دین و

مذہب کے ہم پابند ہین یہی پہلے لوگون کا دین و مذہب ہے اور دونو قول قریب قریب ہین اور مقاتل نے کہا
معنے یہ ہین کہ جس چیز کیطرف تو ہمکو بلاتا ہے وہ پہلے لوگون کا جھوٹ ہی کہا واحدی نے یہی قول ہے عبداللہ
بن مسعودؓ اور مجاہدؒ کا کہا خلق اور اختلاق کے معنی ہین جھوٹ کی اور اسی قبیل سے ہی اللہ تعالے کا قول وَتَخْلُقُونَ
إِفْكًا اور خلق کو فتح خا اور سکون لام اور خا اور لام کے ضمہ کی ساتھہ دونو طرح پڑہا گیا ہے ہروی نے کہا
خلق مفتوح الخاء اور سکون لام کے معنے ہین اختلاق اور کذب کے اور مضموم الخاء واللام کے معنے ہین عادت
کے اور یہ تفصیل ضروری ہے ابن الاعرابی نے کہا خلق کہتے ہین دین اور طبع اور مروت کو اور ابو قلابہ نے
خا کے ضم اور لام کی سکون کے ساتھہ بھی پڑہا ہے اور ظاہر یہ ہے کہ مراد آیت کی تفسیر مین اس شخص کا قول
ہے جو کہتا ہے نہین ہے یہ مگر پہلون کی عادت اور کام ان کا اور انکا قول وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِينَ اس معنے کا
مؤید ہے پھر جب اللہ تعالے ہود علیہ السلام اور اسکی قوم کے ذکر سے فارغ ہوئے تو صالحؑ اور اسکی قوم کا
بیان شروع فرمایا اور یہ لوگ حجر رہتے تہے اور فرمایا كَذَّبَتْ ثَمُودُ الْمُرْسَلِينَ ۝ إِذْ قَالَ لَهُمْ أَخُوهُمْ صَالِحٌ

أَلَا تَتَّقُونَ ۝ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ۝ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ۝ وَمَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ

مِنْ أَجْرٍ إِنْ أَجْرِيَ إِلَّا عَلَىٰ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ جھٹلایا ثمود نے پیغام لانیوالون کو جب کہا انکو انکے بھائی صالحؑ نے کیا تمکو ڈر نہین مین
تم پاس پیغام لانیوالا ہون معتبر سو ڈرو اللہ سے اور میرا کہا مانو اور نہین مانگتا مین تم سے اسپر کچھہ نیگ میرا
نیگ ہے اسی جہان کے صاحب پر ف ان آیتون مین اللہ تعالے نے خبر دی ہے اپنے بندے اور پیغمبر
صالحؑ سے کہ اسنے بھیجا حضرت صالحؑ کو انکی قوم ثمود کیطرف اور یہ لوگ عرب تہے شہر حجر مین بستے تہے جو وادی
القری اور بلاد شام کے درمیان ہے اور انکی بستیاں مشہور و معروف ہین اور سورہ اعراف مین ہمنے
ان حدیثون کو بیان کیا جن مین حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وادی قوم ثمود کی بستیونپر گذرنا مذکور ہے
جب آپ ملک شام مین تشریف لیگئے تہے پھر تبوک مین پہونچے پھر مدینہ مین واپس آئے اور قوم ثمود عاد کے
بعد ہوئی اور حضرت ابراہیمؑ سے پہلے پھر انکو بلایا انکے پیغمبر صالح علیہ السلام نے اللہ عزوجل کیطرف کہ اسی
ایک کی عبادت کرین جسکا کوئی شریک نہین اور اسکی (یعنے حضرت صالح علیہ السلام) کی اطاعت کرین
ان پیغامون مین جو انہون نے اونکو پہونچائے پس انہون نے انکار کیا اور اوسکو جھٹلایا اور اسکی مخالفت
کی اور حضرتؑ نے انکو خبر دی کہ مین اس دعوت پر کچھہ نیگ نہین مانگتا اسکا ثواب مجھکو اللہ تعالیٰ دیگا پھر انکو یاد
دلائین اللہ کی نعمتین جو انپر تہین اور فرمایا أَتُتْرَكُونَ فِي مَا هَاهُنَا الآية فتح البیان کا بیان یہ ہے کہ اتیانا

مین مرسلین سے صرف صالح علیہ السلام ہی ہین اور ایک پیغمبر کیطرف سے جمع کے ساتھ تعبیر کرنی کی وجہ گذر چکی
اور ثمود ایک قبیلہ کا نام ہے جو اپنے باپ کی نام کے ساتھ نامزد ہے اور وہ یہ کہ ثمود حضرت صالح ؑ کے دادا کا
نام تھا اور حضرت صالح ؑ ثمود کے نسبی بھائی تھے اسی لیے فرمایا اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ صٰلِحٌ اور صالح ؑ
کی عمر دو سو اسی سال کی ہوئی حضرت صالح ؑ اور حضرت ہود ؑ کے درمیان ایکسو سال کا فرق تھا اَتُتْرَكُوْنَ فِيْ مَا

هٰهُنَآ اٰمِنِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ وَّزُرُوْعٍ وَّنَخْلٍ طَلْعُهَا هَضِيْمٌ وَتَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ

بُيُوْتًا فٰرِهِيْنَ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ وَلَا تُطِيْعُوْٓا اَمْرَ الْمُسْرِفِيْنَ الَّذِيْنَ يُفْسِدُوْنَ

فِي الْاَرْضِ وَلَا يُصْلِحُوْنَ کیا چھوڑ دیں تمکو یہان کی چیزون مین نڈر باغون مین اور چشمون مین اور
کھیتیون مین اور کھجورون مین جنکا گابھا ملائم ہے اور تراشتے ہو پہاڑون کے گھر تکلف سے سو ڈرو اللہ سے
اور میرا کہا مانو اور نہ مانو حکم بیباک لوگون کا جو بگاڑ کرتے ہین ملک مین اور سنوار نہین کرتے ف
اسمین وعظ کیا صالح ؑ نے اپنی قوم کو اور ڈرایا انکو اس سے کہ مبادا انپر اللہ تعالی کا عذاب نازل ہو جاوے
اور یاد دلائین انکو اللہ تعالی کی نعمتین جو انپر اللہ تعالے نے کی ہین اور وہ یہ کہ کھلی روزی دی اور تمام ڈر کی
باتون سے انکو بچایا اور انکے واسطے باغ اگائے اور نہرین چلائین اور پھل اور کھیتیان نکالین و نیز
فرمایا وَنَخْلٍ طَلْعُهَا هَضِيْمٌ عوفی نے ابن عباس رض سے روایت کیا کہ پھل جب پک جاوے اور کھانے کے
قابل ہو جاوے تو وہ ہضیم ہے اور نیز حضرت عبداللہ بن عباس رض حبر امت محمدیہ (علیہ الصلوۃ والتحیہ) سے ہضیم کی
تفسیر مین اسی طرح مروی ہے کہ ہضیم وہ پھل ہے جو نہایت نازک و لطیف ہو اور اسمعیل بن ابی خالد نے عمرو بن ابی عمرو
سے روایت کیا (اور عمرو بن ابی عمرو نے صحابہ کو پایا) اسنے ابن عباس رض سے اس آیت کی تفسیر مین کہ
جب کھجور کا پھل رطب ہو جاوے اور ڈھیلا تو وہ ہضیم ہے رَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ پھر کہا اور ابو صالح سے
بھی ایسا ہی مروی ہے اور ابو اسحق نے ابو العلاء سے اللہ تعالے کے قول وَنَخْلٍ طَلْعُهَا هَضِيْمٌ کی
تفسیر مین نقل کیا ہے کہ وہ خشک کیا ہوا ہے رطب سے اور مجاہد نے کہا ہضیم وہ ہے جو خشک ہو کر ٹوٹ
جاوے اور جھڑ جاوے اور کہا ابن جریج نے مینے سنا عبد الکریم سے اسنے کہا خبر دی ہمکو امیہ نے اسنے کہا
مینے سنا مجاہد کہ فرماتے تھے آیت وَنَخْلٍ طَلْعُهَا هَضِيْمٌ کی تفسیر مین کہ کھجور کا پھل جو دبانے سے
نرم ہو کر دب جاوے پس وہ رطب ہضیم ہے اور جو خشک ہو اور دبانے سے ٹوٹ جاوے وہ ہشیم ہے اور کہا
عکرمہ اور قتادہ نے ہضیم کہتے ہین رطب ادرلین کو اور ضحاک کا یہ قول ہے کہ جب بہت پھل لگے اور بعض بعض

پر سوار ہو تو وہ ہضیم ہی اور مرہ کا یہ قول ہے کہ ہضیم وہ گابہہ ہے جب نکلتا ہے اور سیر ہوتا ہے اور حسن بصری
کا یہ قول ہے کہ ہضیم وہ بور ہے جسمین ابہی گٹھلی نہ پیدا ہوئی ہو اور ابو صخر کا یہ قول ہے کہ خوشہ کا جب غلاف پہٹ
جاتا ہے تو اسمین سے گابہا بعض کے ساتہہ بعض ملا ہوا نکلتا ہے وہ ہضیم ہے اور ابن عباس رض اور غیر واحد کا
فارہین مین یہ قول ہے کہ اس سے حاذقین مراد ہین یعنے تم پتہرونکے تراشنے اور ان سے عمارتین بنانے مین ماہر ہو اور
ابن عباس رض سے فارہین کی تفسیر مین شرہین اشرین بہی مروی ہے یعنے تم یہ کام کرتے ہو حال یہ کہ تم اپنے اس کام کی
صنعت پر نازان و خرامان ہو اور اسی کو اختیار کیا ہے مجاہد اور ایک جماعت نے اور ان دونو تفسیرون مین کچہہ مخالفت
نہین ہے کیونکہ وہ جو پہاڑون کو تراش کر گہر بناتے تہے تو فخر اور بڑائی کے واسطے اور سوا کسی ضرورت کی اور وہ
اس فن مین کامل اور ماہر تہے اور یہ اس شخص پر ہویدا ہے جسنے انکی عمارتون اور منازل کو دیکہا ہے و لہذا
فرمایا فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ یعنے وہ کام کرو جس سے تم دین و دنیا مین اور یہان اور وہان فائدہ اوٹہاؤ
اور وہ یہ ہے کہ تم اپنے رب کی عبادت کرو جسنے تمکو پیدا کیا اور تمکو روزی دی تو کہ تم اسکی عبادت کرو اور اسکو اکیلا
سمجہو اور اسکو پاک کہو صبح شام اور نہ مانو حکم بے باک لوگونکا جو بگاڑتے ہین ملک مین اور سنوار نہین کرتے
اور مسرفین سے انکے روسا اور کبرا مراد ہین جو انکو بلاتے تہے شرک اور کفر اور مخالفت حق کیطرف انتہی
ما قال الحافظ ابن کثیر فتح کا بیان یہ ہے کہ ہمزہ آیت اتترکون الآیۃ مین توبیخ کے واسطے ہے یعنی یہ گمان تمکو
اور نہ یہ گمان کرنا تمکو لائق ہے کہ تم دنیا مین چہوڑے جاؤگے برتنے والے ان نعمتون کو جو اللہ تعالے
نے تمکو دین اور موت اور عذاب سے بالکل نڈر ہو جاؤ اور اللہ تعالے کے قول فِیْ جَنّٰتٍ وَّعُیُوْنٍ وَّزُرُوْعٍ
وَّنَخْلٍ مین ذکر کیا نخل کا باوجود اسکے کہ یہ جنات کے تحت مین داخل ہے واسطے فضیلت اسکی کے باقی
درختو پر یا اسلیے کہ جنات سے کہجور کے سوا اور درخت مراد ہین اور بہت ایسا ہوتا ہے کہ ایک چیز کو ایسے
لفظ کے ساتہہ بیان کرتے ہین جو وہ لفظ اسچیز اور اسکے سوا اور چیزون کو بہی شامل ہوتا ہے جیسے بیان
کرتے ہین نعم کا لفظ اور اس سے نہین ارادہ کرتے مگر اونٹون کا اور اسیطرح بیان کرتے ہین لفظ جنت کو اور
اس سے کہجور کے سوا اور درخت مراد لیتے ہین اور نخل اسم جمع ہے اسکا واحد نخلہ ہے اور جو ایسا اسم جمع ہو کہ
اسکا واحد بہی ہو اسکا استعمال دونو طرح آتا ہے مذکر مین بہی مونث مین بہی اور رہا نخیل کا لفظ تو وہ بالاتفاق
مونث ہی ہے پہلے جو پہل نکلتا ہے اسکو طلع کہتے ہین اسکے بعد اسکو خلال کہتے ہین اسکے بعد بلح اسکے بعد
بسر اسکے بعد رطب اسکے بعد تمر ماوردی نے ہضیم کے معنے مین بارہ قول نقل کیے ہین جنمین سے عمدہ اور

اور لغت کی موافق یہ قول ہے کہ ہضیم وہ پہل ہے جو پک کر زم ہوگیا ہو یا ہضیم سے ٹوٹنے والا پہل مراد ہے
یعنے بسبب کثرت حمل کے اور پتہر کے گہر وہ اسلیے بناتی کہ انکی عمرین دراز تہین اور اینٹون کے گہر انکی عمرون
کے ساتہہ وفا نکرتے بلکہ انکی عمارتین انکی عمرین ختم ہونے سے پہلے بوسیدہ ہو جاتین کیونکہ ان مین کے ایک
کی عمرین تین سو اور ہزار کے درمیان مین ہوتی اور یہی حال تہا قوم ہود کی عمرون کا اور فارہین کو فرہین بہی پڑہا
ہے کہا ابو عبیدہ وغیرہ نے یہ دونو لفظ ہم معنے ہین اور فرہ کہتے ہین نشاط اور سخت خوشی کو اور ابو عبیدہ
وغیرہ نے ان دونون قرأتون مین فرق کیا ہے اور کہا ہے فارہین سے حاذقین مراد ہے یعنی تم تراشتے
ہو حالانکہ تم اس صنعت مین ماہر ہو قالہ ابن عباس اور فرہین سے بطرین اشرین مراد ہے یعنی تم تراشتے ہو
حالانکہ تم اتراتے ہو اور یہی قول ہے مجاہد اور ابن عباس وغیرہ کا اور ضحاک نے فرہ کی کیاست کے ساتہہ تفسیر کی
ہے یعنی اور تم دانا ہو اور قتادہ نے کہا معجبین یا عین آمنین یعنے تم تراشتے ہو حالانکہ تم خوش ہوتے ہو اور
نڈر ہو اور یہی قول ہے حسن کا اور بعض نے کہا فرہ بمعنے فرحت ہے اور ابن زید نے کہا حالانکہ تم قوی ہو اور مسرفین
سے مشرکین مراد ہین بعض نے کہا مسرفین سے وہ نو آدمی مراد ہین جنہون نے ناقۃ اللہ کی کونچین کاٹین قَالُوٓا

اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِیْنَ ۝ مَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا فَاْتِ بِاٰیَۃٍ اِنْ کُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ۝ قَالَ هٰذِهٖ
نَاقَۃٌ لَّهَا شِرْبٌ وَّلَکُمْ شِرْبُ یَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ۝ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَیَاْخُذَکُمْ عَذَابُ یَوْمٍ
عَظِیْمٍ ۝ فَعَقَرُوْهَا فَاَصْبَحُوْا نٰدِمِیْنَ ۝ فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً ؕ وَمَا کَانَ اَکْثَرُهُمْ
مُّؤْمِنِیْنَ ۝ وَاِنَّ رَبَّکَ لَهُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ۝ بولے تجہہ پر تو کسی نے جادو کیا ہے تو بہی ایک آدمی
ہے جیسے ہم سو لے آ کچہہ نشانی اگر تو سچا ہے کہا یہ اونٹنی ہے اسکو پانی پینے کی ایک باری اور تمکو باری
ایک دن مقرر **ف** اونٹنی پیدا ہوئی پتہر مین سے اللہ کی قدرت سے حضرت صالح ع کی دعا سے وہ چہوٹی
پہرتی جسن جنگل مین چرنے جاتی تب مواشی بہاگ کر کنارے ہو جاتے جس تالاب پر پانی کو جاتی سب
مواشی وہان سے بہاگتے تب یون ٹہرا کہ ایک دن وہ پانی پر جاوے ایک دن اور ون کے مواشی
جاوین **ف** اور نہ چہیڑیو اسکو بری طرح پہر پکڑے تمکو آفت ایک بڑے دن کی پہر کاٹ ڈالی وہ اونٹنی پہر
کل کو رہ گئے پچہتاتے **ف** ایک عورت بدکار کے گہر مواشی بہت تہی جارے اور پانی کی تکلیف سے اپنے
یار کو سکہایا اوسنے اونٹنی کے پاؤن کاٹ کر ڈالدیے اسکے تین دن کے بعد عذاب آیا **ف** پہر
پکڑا اونکو عذاب نے البتہ اسبات مین نشانی ہے اور وہ بہت لوگ نہین ماننے والے اور تیرا رب وہی ہے

زبردست رحم کرنے والا ف کہا حافظ ابن کثیر نے اللہ تعالی ثمود کی خبر دیتا ہے اور جو انہون جواب دیا اپنے پیغمبر
صالح علیہ السلام کو جبکہ بلایا صالح علیہ السلام نے انکو اللہ عزوجل کی عبادت کی طرف کہ انہون نے کہا تو تو
جادو کیا گیا ہے اور مسحرین کی تفسیر مین مجاہد اور قتادہ نے کہا مسحورین یعنے تو تو جادو مین پڑا ہے اور ابو صالح
نے ابن عباس رضہ سے مسحورین کی تفسیر مین روایت کیا کہ اس سے مخلوقین مراد ہے اور ظاہر تر اس لفظ کی تفسیر مین
مجاہد اور قتادہ کا قول ہے کہ تو اپنے اس دعوے مین مسحور ہے تجکو کچھ عقل نہین ہے تو تو ہماری طرح کا ایک آدمی ہے
پہر کیونکر تیری طرف پیغام آیا ہمکو چھوڑ کر جیسے انہون نے کہا دوسری آیت مین ءَاُلْقِيَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ مِنْ بَيْنِنَا
بَلْ هُوَ كَذَّابٌ أَشِرٌ سَيَعْلَمُونَ غَدًا مَّنِ الْكَذَّابُ الْأَشِرُ یعنے کیا اتری اسی پر سمجھوتی ہم سب مین
سے کوئی نہین جھوٹا ہے بڑائی مارتا اب جان لینگے کل کو کون ہے جھوٹا بڑائی مارتا پہر انہون نے طلب کی صالح
علیہ السلام سے نشانی انکے نبی ہونے پر تاکہ وہ جانین کہ اس دعوت مین سچا ہے اور جمع ہوئے انکے سردار
اور طلب کی انہون نے صالح علیہ السلام سے کہ انکے لیے اسی وقت اس پتھر سے بیانے والی اونٹنی نکالدین اور
انہون نے اشارہ کیا طرف ایک پتھر کے کہ انکے پاس تہا جسکی یہ یہ وصف ہین پس اسوقت مین پیغمبر صالح ع
نے انسے عہد لیا کہ اگر اس پتھر سے اونٹنی نکل آئی تو ضرور وہ ایمان لادین اور اسکی پیروی کرین پہر انہون
نے یہ عہد کر لیا کہ اگر اس پتھر سے اونٹنی نکل آوے تو ہم سب ایمان لاوینگے پہر اٹہا اللہ تعالے کا پیغمبر صالح
علیہ السلام پہر نماز پڑہی پہر اللہ تعالے سے دعا مانگی کہ اس پتھر سے اونٹنی نکل آوے پہر پہٹ گیا وہ پتھر جسکی
طرف انہون نے اشارہ کیا اور اس سے اونٹنی نکلی حاملہ جیسے اسکی جفت ہونے پر دس ماہ گذر چکے ہین اسی
وصف کے مطابق جو انہون نے سوال کیا پہر بعض ایمان لائے اور بہتون نے انکار کیا فرمایا ہود علیہ السلام نے
هٰذِهٖ نَاقَةٌ لَّهَا شِرْبٌ وَّلَكُمْ شِرْبُ يَوْمٍ مَّعْلُومٍ یعنے یہ اونٹنی ہے ایکدن یہ پانی پر جاوے اور
ایک دن تم اپنے مویشی لیجاؤ اور نہ چھیڑو اسکو بری طرح پہر پکڑے گی تمکو آفت ایک دن بڑے کی پہر ڈرایا
صالح ع نے انکو اللہ تعالے کے عذاب سے اگر چھیڑین اسکو بری طرح پہر وہ اونٹنی انکے درمیان ایک مدت
تلک پانی پر جاتی اور چارہ چرتی اور وہ فائدہ اٹہاتے اسکے دودہ سے اسقدر دودہ لیتے جو انکو پینے کے لیے کافی
ہوتا جب انپر مدت دراز ہوگئی اور انمین کا بدبخت آموجود ہوا تو انہون نے اسکو جہکایا اسکے قتل پر اور
اسکی کونچین کاٹنے پر پہر کاٹ ڈالی انہون نے اس اونٹنی کے پاؤن پہر کل کو رہ گئے پچہتاتے پہر پکڑا
انکو عذاب نے اور وہ اسطرح کہ ہلائی گئی انکی زمین سخت ہلایا جانا اور آیا انکو سخت آواز جسنے نکالدیا دلونکو

اپنی جگہون سی اور آیا اُنکے پاس اللہ تعالیٰ کا وہ حکم جسکے آنیکا انکو خیال نہ تہا پہر صبح کو رہگئے اپنے گہرون مین اوندہے
پڑے البتہ اسمین نشانی ہے اور وہ بہت لوگ نہین ماننے والے اور تیرا رب ہی ہے زبردست رحم والا انتہے ما قال
ابن کثیر نے تفسیرہ فتح البیان کا بیان خلاصہ یہ ہے کہ مسحر وہ شخص ہے جسپر جادو کیا جاوے یہی قول ہے مجاہد
اور قتادہ کا بعض نے کہا مسحر وہ شخص ہے جسکو کہانے اور پینے کے ساتہہ لیجایا جاوے یہ قول ہے کلبی وغیرہ
کا اس صورت مین مسحر وہ شخص ہے جسکا پہیپہڑا ہو کیونکہ سحر بمعنے ریہ ہے پس گویا انہون نے کہا تو تو ایک
آدمی ہے جیسے ہم تو کہاتا ہے اور پیتا ہے فراء نے مسحر کی تفسیر مین یہی کہا ہے تو کہاتا ہے اور پیتا ہے
کہا مورج نے سحر بمعنے مخلوق ہے ربیعہ کی لغت مین کہا ابن عباس رضہ نے مسحرین مخلوقین کہا موسی اشعری نقشنی نے
بیننے صالح ؑ کے ناقہ کا مبرک یعنی نشستگاہ دیکہی تو وہ ساٹھ ہاتہہ تہی ساٹھ ہاتہہ مین صالح ؑ نے انکو دو باتوں کا
حکم کیا ایک تو یہ کہ ایک دن یہ پانی پر جاوے اور ایک دن تم جاؤ تمکو چاہیے کہ تم اسکی باری کے دن پانی پر
جاؤ اور نہ وہ تمہاری باری کے دن آویگی کہا فراء نے شرب وہ حصہ ہے پانی کا اور شرب بفتح الشین وہ جمع ہے
شارب کی اور یہان مراد شرب بالکسر ہے اور یہی جمہور کی قرات ہے اور بعض نے بضم الشین پڑہا ہے دوسرا حکم یہ ہے
کہ اسکو بری طرح ہاتہہ نہ لگاؤ اور یوم کو موصوف کرنے مین عظیم کے ساتہہ فیاخذکم عذاب یوم عظیم مین زیادہ
مبالغہ ہے کیونکہ وقت جب بسبب عذاب کی عظیم کے ساتہہ موصوف ہے تو وہ عذاب تو زیادہ سخت ہوگا پہر اسکی
کونچین کاٹ ڈالین بدبخت قدار نام نے سہ شنبہ کے دن اور وہ اسطرح کہ اسکی پنڈلیون پر تلوار ماری اور تہا وہ
حرامزادہ پست قد بدصورت اور قوم خوش تہی اسکے کام پر اسلیے اس مارنیکو منسوب کیا سب کیطرف پہر رہ گئے
پچہتاتے اُسکے مارنے پر جب انہون نے معلوم کیا کہ عذاب بلاشبہ اترنے والا ہے اور یہ اسلیے کہ صالح ؑ نے
انکو تین دن مہلت دی اور اُنپر ہر دن علامت عذاب کی ظاہر ہوتی اور وہ پچہتاتے پر یہ پچہتانا انکے کام نہ آیا
کیونکہ پچہتانا عذاب کو دیکہکر یا اوسکے اثار ظاہر ہونے کی بعد فائدہ بخش نہین ہوتا پہر پکڑ لیا انکو عذاب نے
جسکا وعدہ کیا صالح ؑ نے انکی ساتہہ ہفتہ کے دن اور وہ یہ کہ چہارشنبہ کی دن انکی چہرے زرد ہو گئے
اور پنجشنبہ کے دن سرخ اور جمعہ کے دن سیاہ اور مقاتل کا یہ قول ہے کہ انکے بدنون مین جنون کیطرح پہنسیان
برآمد ہوئین پہلے دن تو وہ سرخ ہوگئین دوسرے روز زرد تیسرے دن سیاہ اور ناقہ کی کونچین انہون نے
چارشنبہ کے دن کاٹین اور اتوار کے دن وہ ہلاک ہوئے اسدن وہ پہنسیان بہت زرد ہوگئین اور سخت
آواز دی اُنپر جبریل ؑ نے سخت پہر مرگئے ان دو امرون کے ساتہہ اور یہ واقعہ چاشت کے وقت ہوا

او اللہ تعالی کے قول ان فی ذلک لاٰیۃ مین اشارہ ہی کہ اگر ان مین سی اکثر یا نصف ایمان لاتے تو اونپر عذاب اترتا
اور قریش جو ایسے عذاب سے بچ رہے تو ان لوگون کی برکت سے جو انمین سی مسلمان تہی کَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطِ
الْمُرْسَلِيْنَ ۝ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ لُوْطٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ۝ فَاتَّقُوا اللّٰهَ
وَاَطِيْعُوْنِ ۝ وَمَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰي رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ جھٹلایا لوط ع کی قوم
نے پیغام لانے والون کو جب کہا انکو انکے بہائی لوط ع نے کیا تمکو ڈر نہین ہے مین تمکو پیغام لانے والا ہون معتبر
سو ڈرو اللہ سے اور میرا کہا مانو اور مانگتا نہین ہون تمسی اسپر کچہہ نیگ میرا نیگ ہے اسی جہان کے صاحب پر ف
ان آیات مین اللہ تعالے خبر دیتا ہی اپنے بندے اور پیغمبر لوط ع کیطرف سے اور لوط ع حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام
کے بہتیجے تہے کیونکہ یہ بیٹے تہی ہاران کے اور ہاران او رحضرت خلیل ع یہ بیٹے تہے آزر کے اور لوط ع کو اللہ تعالے
نے بہیجا تہا ایک امت عظیمہ کیطرف ابراہیم ع کی حیات ہی مین اور وہ لوگ شہر سدوم اور سدوم کے گرد نواح
بستے تہی جنکو اللہ تعالے نے ہلاک کر دیا اور انکی جگہون کو ایک گندا خبیث گڑہا بنا دیا اور وہ بستیان بلاد غور
مین مشہور ہین بیت المقدس کے سامنے ایک طرف بیت المقدس اور بلاد کرک اور شوبک کے درمیان پہر بلایا انکو
لوط ع نے اللہ عزوجل کیطرف کہ اسی وحدہ لاشریک لہ کی عبادت کرین اور کہا مانین اپنے پیغمبر کا جسکو اللہ تعالے
نے انکی ہدایت کی لیے بہیجا اور منع کیا انکو لوط ع نے اس بد کام کے ارتکاب سے جسکو انہون نے شروع کیا جو انمین
اور نہین سبقت کی جہان مین کسی نے اس کام کی طرف انکی سوا یعنے لونڈے بازی سے انکو منع کیا فتح مین کہا
ہے بیان کیا اللہ سبحانہ نے چہٹا قصہ انبیاء کے قصون مین انبیا اپنی قومون کے ساتہ اور یہ لوط ع کا قصہ ہے
اور یہ جو فرمایا اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ لُوْطٌ تو اخوت سے مراد اس آیت مین یہ ہے کہ رہنے بہنے مین بہائی تہے
نہ اخوت دینی مراد ہے نہ نسبی کیونکہ لوط ع بہتیجے تہے حضرت خلیل جلیل علیہ السلام کے اور حضرت خلیل ع اور
حضرت لوط ع بابل کے باشندے تہے اَتَاْتُوْنَ الذُّكْرَانَ مِنَ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَتَذَرُوْنَ مَا خَلَقَ لَكُمْ
رَبُّكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ عٰدُوْنَ ۝ قَالُوْا لَىِٕنْ لَّمْ تَنْتَهِ يٰلُوْطُ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُخْرَجِيْنَ
قَالَ اِنِّيْ لِعَمَلِكُمْ مِّنَ الْقَالِيْنَ ۝ رَبِّ نَجِّنِيْ وَاَهْلِيْ مِمَّا يَعْمَلُوْنَ ۝ فَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ اَجْمَعِيْنَ ۝
اِلَّا عَجُوْزًا فِي الْغٰبِرِيْنَ ۝ ثُمَّ دَمَّرْنَا الْاٰخَرِيْنَ ۝ وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ۚ فَسَاۗءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِيْنَ
اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝ کیا
دوڑتے ہو جہان کے مردون پر اور چہوڑتے ہو جو تمکو بنا دین تمہارے رب نے تمہاری جوروین بلکہ تم لوگ ہو حد سے

بڑھنے والے بولے اگر نہ چھوڑیگا تو اے لوط تو تو نکالا جاویگا کہا مین تمہارے کام سے البتہ بیزار ہون
ای رب خلاص کر مجھکو اور میرے گھر والون کو ان کامون سے جو یہ کرتے ہین پھر بچا دیا ہمنے اسکو اور اسکے گھر والون کو سا
مگر ایک بڑھیا رہی رہنے والون مین پھر اوکھاڑ مارا ہمنے دوسرون کو اور برسایا انپر سو کیا برا برساؤ تہا ان ڈرائے
ہوؤن کا البتہ اس بات مین نشانی ہے اور وہ بہت لوگ نہین ماننے والے اور تیرا رب وہی ہے زبردست رحم والا

ف جب انکو منع کیا اللہ تعالے کے پیغمبر نے ارتکاب فواحش سے اور لونڈے بازی سے اور انکو ہدایت
کی کہ عورتون سے اپنی حاجت پوری کرین جنکو اللہ تعالے نے انکے لیے بنایا تو نہوا جواب انکا مگر یہی کہ بولے اگر
تو ہمکو کہنے سے نہ رکے گا تو تجہکو اس وتیں سے نکالدینگے جیسے اللہ تعالے نے دوسری جگہہ انکا قول
نقل فرمایا فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَخْرِجُوْٓا اٰلَ لُوْطٍ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ
يَّتَطَهَّرُوْنَ یعنے پھر اور جواب تہا اسکی قوم کا مگر یہی کہ بولے نکالو لوط کے گھر کو اپنے شہر سے یہ لوگ
ہین ستھرے رہا چاہتے جب لوط نے سمجھا کہ یہ اس بدکام سے نہین رکتے اور یہ اڑ رہے ہین اپنی ضلالت
پر انسے بیزاری ظاہر کی اور فرمایا مین تمہارے کام سے البتہ بیزار ہون پھر اپنی نجات کی واسطے دعا مانگی اور
فرمایا رَبِّ نَجِّنِيْ وَاَهْلِيْ مِمَّا يَعْمَلُوْنَ فرمایا اللہ تعالے نے ہمنے نجات دی اسکو اور اسکے گھر والون
کو سارے مگر ایک بڑھیا رہی رہنے والون مین اور یہ حضرت لوط کی زوجہ تہی اور یہ بری عورت تہی جو باقی
رہی تہی پھر ہلاک ہوگئی ان لوگون کے ساتھہ جو باقی تہے اسکی قوم سے اور یہ اسی طرح ہے جسطرح خبر دی اللہ
تعالے نے اونسے سورہ اعراف مین اور ہود مین اور اسی طرح حجر مین جسوقت حکم کیا اسکو اللہ تعالے نے یہ کہ
لے نکلے اپنے گھر والون کو رات رہی سے اور آپ پیچھے چلے انکے اور مڑکر نہ دیکھین جب سنین آواز سخت جبکہ
اتری وہ سخت آواز انکی قوم پر پھر انہون نے صبر کیا اللہ عزوجل کے حکم پر اور چلے گئے اور اتارا اللہ تعالے نے
اسکی قوم پر عذاب جسنے گھیر لیا سب کو اور برسائے انپر پتھر کنکر کے تہ بتہ صاف بنائے تیرے رب کے پاس
اور نہین وہ بستی ان ظالمون سے کچھہ دور اسلیے یہان فرمایا ثُمَّ دَمَّرْنَا الْاٰخَرِيْنَ آخر آیات تک فتح مین
کہا ہے کہ ذکران جمع ہے ذکر کی جو ضد ہے انثی کی اور مراد اس سے بنو آدم ہین یا ہر جاندار اور یہ کمبخت غلام
کرتے تہے مسافرون کے ساتھہ جیسے سورہ اعراف مین گذر چکا مجاہد نے کریمہ وَتَذَرُوْنَ مَا خَلَقَ لَكُمْ
رَبُّكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ کی تفسیر مین روایت کیا کہ چھوڑ دی تمنے عورتون کی قبلین اور متوجہ ہوگئے تم
مردون اور عورتون کی دبرون مین اور عکرمہ سے بہی ایسا ہی مروی ہے اور اسمین دلیل ہے کہ بی بیون اور

ہوتی ہونگی وہ بیویان نہین وطی کرنی حرام ہے کہا امام نسفی نے مدارک مین اور جسنے اسکو جائز کہا اوسنے سخت غلطی کی آیت سے فنجیناہ واہلہ مین لوط کے اہل بیت اور اسکے تابعدار ہین اور بڑہیا وہ لوط کی جورو تہی سنگی برائی یہ تہا کہ وہ قوم کے اس برے فعل پر خوش تہی اور جو گناہ پر خوش ہو وہ گنہگار ہوتا ہے تدمیر سے خسف اور حصب اور قلب مراد ہے یعنی اونکا دہسا دینا اور پتہراو کرنا اور اولٹا کر دینا امطر سے پتہر مراد ہین بعضون نے کہا گندہک اور آگ مراد ہے

كَذَّبَ اَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ اِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ۝ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ۝ وَمَا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

جھٹلایا بن کے رہنے والون نے پیغام لانے والون کو جب کہا انکو شعیب نے کیا تمکو ڈر نہین مین تمکو پیغام لانے والا ہون معتبر سو ڈرو اللہ سے اور میرا کہا مانو اور نہین مانگتا مین تمسے اسپر کچھہ بدلا میرا بدلا ہے اسی جہان کے صاحب پر ف اصحاب ایکہ سے قول صحیح پر مدین والے مراد ہین اور اللہ تعالے کے پیغمبر شعیب علیہ السلام انہین مین سے تہے اور یہان اَخُوْهُمْ شُعَيْبٌ اسلیے نہین فرمایا کہ وہ ایکہ کی عبادت کیطرف منسوب تہی اور ایکہ وہ ایک درخت تہا بعض نے کہا ایکہ کہتے ہین ملی ہوئی درختون کو جیسے بن قوم شعیب ان درختون کی عبادت کرتی تہی اسی لیے اللہ نے فرمایا كَذَّبَ اَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ الْمُرْسَلِيْنَ اور اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ شُعَيْبٌ نہین فرمایا بلکہ فرمایا اِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ پہر قطع کردیا نسبت اخوت کو انکے درمیان سے اس سبب سے کہ منسوب ہین ایکی طرف اگرچہ شعیب انکا نسبی بہائی تہا اور جسنے اس نکتہ کو نہین سمجہا اسنے خیال کیا کہ ایکہ والے مدین والے نہین ہین اور اسنے خیال کیا کہ شعیب کو دو امتون کیطرف بہیجا گیا اور بعض نے کہا شعیب تین امتون کیطرف بہیجے گئے اور اسحق بن بشیر کاہلی نے روایت کیا اور یہ شخص ضعیف ہے کہ مجکو ابن سدی نے اپنے باپ سے حدیث بیان کی اور زکریا بن عمرو نے خصیف سے لو خصیف نے عکرمہ سے کہا سدی اور عکرمہ نے اللہ تعالے نے کسی پیغمبر کو دو بار نہین بہیجا مگر شعیب علیہ السلام کو انکو ایک بار مدین کیطرف بہیجا اور ایک بار ایکہ والون کیطرف مدین والون کو تو اللہ تعالے نے جبرئیل کی آواز کے ساتہہ ہلاک کردیا اور اصحاب ایکہ کو سائبان والے دن کے عذاب کے ساتہہ اور ابو القاسم بغوی نے ہدبہ سے روایت کیا اسنے ہمام سے اوسنے قتادہ سے کہ اس نے کہا اصحاب رس سے اللہ تعالے کے قول وَاَصْحٰبَ الرَّسِّ وَثَمُوْدَ مین شعیب علیہ السلام کی قوم مراد ہے اور اصحاب ایکہ سے بہی شعیب علیہ السلام کی قوم مراد ہے قالہ اسحٰق بن بشر اور غیر جویبر نے کہا اصحاب ایکہ اور اصحاب مدین وہ دونو ایک ہین واللہ اعلم عبد اللہ بن عمرو سے مرفوعا مروی ہے اِنَّ قَوْمَ مَدْيَنَ وَاَصْحٰبَ الْاَيْكَةِ اُمَّتَانِ

بَعَثَ اللّٰہُ اِلَیۡھِمَا شُعَیۡبًا النَّبِیَّ عَلَیۡہِ السَّلَامُ یعنے مدین کی قوم اور ایکہ والے دو امتین تہین
انکی طرف اللہ تعالے نے اپنے پیغمبر شعیب علیہ السلام کو بہیجا رَوَاہُ الْحَافِظُ ابْنُ عَسَاکِرَ فِیۡ تَرْجَمَۃِ
شُعَیۡبٍ وَقَالَ ھٰذَا غَرِیۡبٌ وَفِیۡ رَفۡعِہٖ نَظَرٌ وَالْاَشۡبَہُ اَنۡ یَّکُوۡنَ مَوۡقُوۡفًا یعنے اسحدیث کی رفع
مین نظر ہے اور اسحدیث کا موقوف ہونا صحیح ہے اور صحیح بات یہ ہے کہ دونو قومین ایک ہی امت تہی ہر جگہ
ایک چیز کے ساتہہ وصف کیے گیے اسی واسطے وعظ کیا شعیب نے اصحب ایکہ کو اور حکم کیا انکو ناپ تول کے
پورا دینے کا جیسے مدین کے قصہ مین بیان کیا ایک بار تو اس سے معلوم ہوا کہ دونو ایک ہی امت تہی فتح کا بیان
یہ ہے کہ ایکہ سے بن مراد ہے اور ایکہ کو لیکہ بہی پڑہا گیا ہے صرف لام کے ساتہہ بغیر الف کے اور فتح تا کے
ساتہہ اور لیکہ ایک بستی کا نام ہے اور زمخشری نے لیکہ کی بستی کا نام ہونے سے انکار کیا بعض نے کہا ایکہ اور
لیکہ دونو کے معنے بن کے ہین قرطبی نے کہا پس اسپر جو کہ حکایت کیا ابو عبیدہ نے کہ لیکہ اس بستی کا نام ہے
جسمین وہ رہتے تہے اور ایکہ اس سارے شہر کا نام ہے تو یہ ایک ایسی چیز ہے کہ ثابت نہین ہے کہ نہ اسکا
قائل معلوم ہے اور گر اسکا قائل معلوم بہی ہو جاوے تو اسمین نظر ہے کیونکہ تمام اہل علم کا قول اس قول کے
مخالف ہے کہا ابو علی فارسی نے الایکہ معرف ہے ایکہ کا جب ہمزہ کو تخفیف کیواسطے حذف کیا جاوے تو اسکی
حرکت لام پر ڈالی جاتی ہے اور لیکہ پڑہا جاتا ہے اور خلیل نے کہا ایکہ وہ بن ہے جسمین بیری و پیلو وغیرہ کے
درخت ہون کہا مجاہد نے لیکہ وہ ایکہ ہے اور ایکہ کا لفظ قرآن مجید مین چار بار آیا ہے سورہ حجر مین اور سورہ ق مین
اور اس سورت مین یعنی شعرا مین اور سورہ ص مین ایکہ والے وہ بن والے تہے دریا کے کنارے پر مدین کیطرف
اور اخوہم نہین فرمایا جیسے اور پیغمبرون کے قصون مین فرمایا تو یہ اسلیے کہ یہ ایکہ والون کے نسبی بہائی
نہین تہے اور جہان اصحاب مدین کا ذکر کیا ہے وہان فرمایا ہے وَاِلٰی مَدۡیَنَ اَخَاھُمۡ شُعَیۡبًا کیونکہ شعیب
مدین والون کے نسبی بہائی تہے مترجم عفا اللہ عنہ کہتا ہے اسمقام مین حافظ ابن کثیر سے غلطی ہو گئی کہ انہون
نے دونو کے ایک امت ہونے کو ترجیح دی کیونکہ جو علت انہون نے اخوہم کے بیان نہ کرنے پر یہان بیان
کی ہے انکے قول کے مطابق وہ اصحاب مدین مین بہی موجود ہے کیونکہ اصحاب مدین اور اصحاب الایکہ انکے نزدیک
تو ایک امت ہے جیسے اخوہم کے نہ بیان کرنے کی وجہ یہان انکا عبادت کرنا ایکہ کو موجود ہے ویسا ہی
اصحاب مدین مین بہی یہ وجہ موجود ہے جب دونو کو ایک مانین اب یہ معلوم نہین ہوتا کہ وہان کیون اخاہم شعیبا
فرمایا واللہ اعلم بالصواب شعیبؑ کی نسب کی تحقیق سورہ اعراف مین گذر چکی اور شعیبؑ کو اللہ تعالے نے

دوگروہون کیطرف بہیجا اصحاب ایکہ اور اہل مدین کیطرف پہر ہلاک کردیا اللہ تعالے نے ایکہ والون کو آتش کی بارش کے ساتہہ اور مدین والون کو شہر کے دروازے پر جبرئیل علیہ السلام نے ایک تند آواز کیا پہر وہ سارے ہلاک ہوگئے او اللہ تعالے نے سب پیغمبرون کی دعوت کو ایک جیسے لفظون سے بیان کیا کیونکہ اللہ تعالی سے ڈرنے او اسکی طاعت کرنے او عبادت مین خلاص کرنے پر سب کا اتفاق تہا اور تبلیغ رسالت پر اجرت نہ لینے مین سب موافق تہے اَوْفُوا الْكَيْلَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُخْسِرِينَ ۝ وَزِنُوا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيمِ ۝ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَاءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِينَ ۝ وَاتَّقُوا الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالْجِبِلَّةَ الْاَوَّلِينَ ۝ پورا بہر دو ماپ اور نہو نقصان دینے والی اور تولو سیدہی ترازو سے اور مت گہٹا دو لوگون کو ان کی چیزین اور مت دوڑو ملک مین خرابی ڈالتے اور ڈرو اس سے جسنے بنایا تمکو اور اگلی خلقت کو **ف** ان آیتون مین شعیب علیہ السلام نے انکو حکم کیا ماپ اور تول کے پورا دینے کا اور انکو روکا کم دینے سے ماپ مین اور تول مین اور فرمایا پورا بہردو ماپ اور نہو نقصان دینے والی یعنے جب لوگون کو تول ماپ کردو تو پورا دو اور مت گہٹاؤ ماپ کو پس دو لوگون کو ناقص اور جب لینا ہو تو پورا لو ولیکن لو جیسے دیتے ہو اور دو جیسے لیتے ہو اور تولو سیدہی ترازو سے اور قسطاس وہ ترازو ہے اور بعض نے کہا قسطاس ہے ترازو یا کانٹا مراد ہے بعض نے کہا یہ رومی لفظ ہے اسکو عربی بنایا گیا ہے کہا مجاہد نے رومی بولی مین قسطاس مستقیم عدل کو کہتے ہین اور کہا قسطاس عدل ہے اشیاء سے اموال مراد ہین یعنے لوگون کو انکے مال کم نہ دو اور ملک مین خرابی ڈالتے ڈاکا مارنا مراد ہے جیسے اللہ تعالے نے دوسری آیت مین فرمایا وَلَا تَقْعُدُوا بِكُلِّ صِرَاطٍ تُوعِدُونَ یعنے اور مت بیٹہو ہر راہ پر ڈر کے دینے اور وَاتَّقُوا الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالْجِبِلَّةَ الْاَوَّلِينَ مین انکو ڈرایا اس اللہ تعالے کے عذاب سے جسنے اونکو اور انکے باپ دادون پہلون کو پیدا کیا جیسے موسی عم نے فرمایا رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَائِكُمُ الْاَوَّلِينَ یعنے جہانون کا رب تمہارا صاحب ہے اور تمہارے اگلی باپ دادون کا صاحب کہا ابن عباس رض اور مجاہد اور سدی اور سفیان بن عیینہ اور عبد الرحمن بن زید بن اسلم نے کہ جبلہ اولین سے خلق اولین مراد ہے یعنی اگلے لوگ اور ابن زید نے استشہادًا یہ آیت پڑہی وَلَقَدْ اَضَلَّ مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِيرًا یعنے اور شیطان بہکا لے گیا تم مین سے خلق بہت کو انتہے ما قال ابن کثیر فتح کا بیان یہ ہے کہا نسفی نے (مدارک مین) ماپ تین قسم ہے ایک پورا اسکا تو حکم ہوا ہے اور ایک ناقص اس سے روکا گیا ہے اور ایک زیادہ تو اس سے سکوت کیا گیا ہے اور اسکے چہوڑنے مین اس امر کی دلیل ہے کہ اگر زیادہ

دیوے تو حمد ہے اور اگر زیادہ ناپ تول دیوے تو گناہ نہیں ہے اور قسطاس مستقیم کی تفسیر سورہ بنی اسرائیل مین گذر چکی اور قسطاس کو قاف کی پیش اور زیر دونوں کے ساتھ پڑھا گیا ہے اور وہ میزان ہے یا ترازو رومی لغت ہے اور بخس سے نقص مراد ہے یعنی جو لوگوں کے حق ہین انہین نقصان مت کرو اور یہ تعمیم بعد تخصیص ہے بعض نے کہا اشیا سے درہم اور دینار مراد ہین اور مراد یہ ہے کہ لوگوں کے کیسے اور جیبین مت کاٹو اور اسکی تفسیر سورہ ہود مین گذر چکی اور آیت ولا تعثوا فی الارض مفسدین کی تفسیر سورہ ہود اور غیر ہود مین گذر چکی اور افساد فی الارض سے قطع طریق اور غارت اور ہلاک زرع وغیرہ وغیرہ مراد ہے اور وہ کمبخت ایسے کام کرتے تھے پس اس سے منع کیے گئے اور جبلہ اولین سے وہ لوگ مراد ہین جو اپنے گناہوں کیوجہ سے ہلاک ہوگئے جیسے لوط ع کی قوم اور جبلہ کو کسر جیم اور با اور تشدید لام کے ساتھ بھی پڑھا گیا ہے اور ضم جیم اور با اور تشدید لام کے ساتھ بھی اور فتح جیم کے ساتھ بمعہ سکون با کے بھی اور جبلہ سے خلیقہ مراد ہے کہا یہ مجاہد وغیرہ نے یعنی امم متقدمہ اور اسی سے ماخوذ ہے اللہ تعالے کا یہ قول ولقد اضل منکم جبلا کثیرا

قَالُوٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِيْنَ ۝ وَمَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَاِنْ نَّظُنُّكَ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ فَاَسْقِطْ عَلَيْنَا كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝ قَالَ رَبِّيْٓ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ۝ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ اِنَّهٗ كَانَ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝

بولے تجھکو تو کسی نے جادو کیا ہے اور تو بھی ایک آدمی ہے جیسے ہم اور ہمارے خیال مین تو تو جھوٹا ہے سو ڈال ہمپر کوئی ٹکڑا آسمان کا اگر تو سچا ہے کہا میرا رب خوب جانتا ہے جو تم کرتے ہو پھر اسکو جھٹلایا پھر پکڑا انکو آفت نے سائبان والے دن کی بے شک وہ تھا عذاب بڑے دن کا **ف** سائبان کیطرح ابر آیا اسمین سے آگ برسی سب قوم جل گئی **ت** البتہ اسبات مین نشانی ہے اور وہ بہت لوگ نہین ماننے والے اور تیرا رب وہی ہے زبردست رحم والا **ف** اللہ تعالے خبر دیتا ہے کہ شعیب ع کی قوم نے بھی شعیب ع کو ویسا ہی جواب دیا جیسے ثمود نے صالح ع کو رل گئے دل انکے مسحرین سے مسحورین مراد ہین جیسے گذرا اور یہ جو فرمایا تو بھی ایک آدمی ہے آخر آیت تک تو اسکے یہ معنی ہین کہ تو جھوٹا ہے اپنے دعوے مین یہ نہین ہے کہ تجھکو اللہ تعالے نے ہماری طرف بھیجا ہے ضحاک نے کہا کسف سے جانب مراد ہے اور قتادہ نے کہا قطعہ مراد ہے اور سدی نے کہا عذاب مراد ہے اور انکا یہ قول قریش کے اس قول کے مشابہ ہے وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْۢبُوْعًا اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِيْرًا اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا

کِسَفًا اَوْ تَأْتِیَ بِاللّٰہِ وَالْمَلٰٓئِکَۃِ قَبِیْلًا یعنے اور بولے ہم نہ مانینگے تیرا کہا جبتک تو بہائیگا ہمارے واسطے
زمین سے ایک چشمہ یا ہو جاوے تیرے واسطے ایک باغ کہجور اور انگور کا پہر بہاے تو بیچ اوسکے نہرین چلاکر یا گرا دے
آسمان ہمپر جیسا کہا کرتا ہے ٹکڑے ٹکڑے یا لے آ اللہ کو اور فرشتون کو سامنے اور جیسے انہون نے کہا اَللّٰھُمَّ
اِنْ کَانَ ھٰذَا ھُوَ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِکَ فَاَمْطِرْ عَلَیْنَا حِجَارَۃً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ
اَلِیْمٍ یعنے مشرکین مکہ کہنے لگے یا اللہ اگر یہی دین حق ہے تیرے پاس سے تو ہمپر برسا پتہر آسمان سے یا لا ہمپر کچھہ
کی مار ابوجہل جب نکلنے لگا مکہ سے بدر کو جاتے ہوے تو یہی دعا کی کعبے کے سامنے تو وہی پیش آئے
اور اسیطرح ان نادان کافرون نے کہا فَاَسْقِطْ عَلَیْنَا کِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ اِنْ کُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ شعیبؑ
نے فرمایا رَبِّیْٓ اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ یعنے اللہ تعالے تمہارے حال سے خوب واقف ہے اگر اس امر کا تم استحقاق رکہتے
ہو تو تم پر ضرور کوئی عذاب نازل فرماویگا اور وہ تمپر ظلم کرنے والا نہین ہے اور انکے سوال کے مطابق انکو جزا
ملی پوری جزا اسیواسطے اللہ تعالے نے فرمایا فَکَذَّبُوْہُ فَاَخَذَھُمْ عَذَابُ یَوْمِ الظُّلَّۃِ اِنَّہٗ کَانَ عَذَابَ
یَوْمٍ عَظِیْمٍ اور یہ عذاب انکے سوال کے جنس سے ہی تہا اسلیے کہ اللہ تعالی نے انکی سزا یہ ٹہیرائی کہ انکو پہونچائی
سخت گرمی سات دن جسمین انکی کوئی چیز نہ چہپ سکی پہر انپر ایک سائبان بہیجا جسنے انپر سایہ کیا اور وہ سکہطرف دوڑے
تو کہ اس سخت گرمی سے اس بادل کے سایہ مین کچہہ آرام لین جب وہ سب کے سب اسکے نیچے آ چکے تو اللہ تعالے نے
انپر اس سے آگ برسانی شروع کی اور زمین کو ہلادیا اور جبرائیل علیہ السلام نے ایک تند آواز انکے شہر کے
دروازے پر کیا جس سے انکی روح پرواز ہو گئے ولہذا فرمایا اِنَّہٗ کَانَ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ اور اللہ تعالے
نے انکے ہلاک کرنیکا تین جگہہ مذکور فرمایا ہر جگہہ سیاق کے مطابق سورہ اعراف مین فرمایا فَاَخَذَتْھُمُ
الرَّجْفَۃُ فَاَصْبَحُوْا فِیْ دَارِھِمْ جٰثِمِیْنَ یعنے پہر پکڑا انکو زلزلے نے پہر رہ گئے اپنے گہرون مین اوندہے پڑے اور
اسلیے کہ انہون نے شعیب علیہ السلام اور انکے اتباع کو کہا لَنُخْرِجَنَّکَ یٰشُعَیْبُ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَکَ
مِنْ قَرْیَتِنَآ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِیْ مِلَّتِنَا یعنے ہم نکالدینگے اے شعیب تجہکو اور جو یقین لائے تیرے ساتہہ
یا تم پہر آؤ ہمارے دین مین اسمین انہون نے دہمکی دی شعیبؑ اور انکے تابعدارون کو پہر انکو پکڑ لیا زلزلے
نے اور سورہ ہود مین فرمایا وَاَخَذَتِ الَّذِیْنَ ظَلَمُوا الصَّیْحَۃُ فَاَصْبَحُوْا فِیْ دِیَارِھِمْ جٰثِمِیْنَ یعنے
اور پکڑا اُن ظالمون کو چنگہاڑ نے پہر صبح کو رہ گئے اپنے گہرون مین اوندہے پڑے کیونکہ انہون نے
استہزا کیا اللہ تعالی کے پیغمبرؑ کے ساتہہ اپنے قول مین اَصَلٰوتُکَ تَاْمُرُکَ اَنْ نَّتْرُکَ مَا یَعْبُدُ اٰبَآؤُنَآ

أَوْ أَنْ نَفْعَلَ فِي أَمْوَالِنَا مَا نَشَاءُ إِنَّكَ لَأَنْتَ الْحَلِيمُ الرَّشِيدُ بولے اے شعیب کیا تیری نماز پڑھنے نے تجھکو یہ
سکھایا کہ ہم چھوڑ دین جسکو پوجتے رہے ہمارے باپ دادے یا چھوڑ دین کرنا اپنے مالون مین جو چاہین تو ہے بڑا باوقار نیک
چال والا انہون نے ٹھٹھے اور حقارت کی طور پر کہا پھر مناسب ہوا یہ کہ پکڑے انکو ایک ایسا سخت آواز جو انکو ساکت
کردیوے اور فرمایا وَأَخَذَتِ الَّذِينَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دِيَارِهِمْ جَاثِمِينَ اور یہان انہون نے
کہا فَأَسْقِطْ عَلَيْنَا كِسَفًا مِنَ السَّمَاءِ آخر آیت تک تعنت اور عناد کے طور پر پھر مناسب ہوا کہ اُنپر وہ بات
ثابت ہوجاے جسکو واقع ہونے کو انہون نے بعید جانا اور فرمایا فَأَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ إِنَّهُ كَانَ
عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ قتادہ نے عبداللہ بن عمر رض سے موقوفا روایت کیا إِنَّ اللَّهَ سَلَّطَ عَلَيْهِمُ الْحَرَّ سَبْعَةَ
أَيَّامٍ حَتَّى مَا يُظِلُّهُمْ مِنْهُ شَيْءٌ ثُمَّ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى أَنْشَأَ لَهُمْ سَحَابَةً فَانْطَلَقَ إِلَيْهَا أَحَدُهُمْ
فَاسْتَظَلَّ بِهَا فَأَصَابَ تَحْتَهَا بَرْدًا وَرَاحَةً فَأَعْلَمَ بِذَلِكَ قَوْمَهُ فَأَتَوْهَا جَمِيعًا فَاسْتَظَلُّوا
تَحْتَهَا فَأُجِّجَتْ عَلَيْهِمْ نَارًا یعنے اللہ تعالے نے اُنپر گرمی کو مسلط کردیا سات دن یہانتک کہ اس گرمی سے اُن کو
کوئی چیز نہین بچاتی تہی پہر اللہ تعالے نے انکی واسطے ایک بادل کو ظاہر کیا پہر گیا اس بادل کی طرف ایک اُن مین سے
اور اُسنے سایہ لیا اُسکے نیچے پہر اُسنے پائی اُسکے تلے ٹھنڈک اور آرام اور اُسنے مطلع کیا اس امر سے اپنی قوم کو پہر وہ
سب اُسکی نیچے جمع ہوگئے اور سبنے اس بادل سے سایہ لیا پہر برسائی اس بادل نے اُنپر آگ وَهَكَذَا رُوِيَ
عَنْ عِكْرِمَةَ وَسَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ وَالْحَسَنِ وَقَتَادَةَ وَغَيْرِهِمْ اور کہا عبدالرحمن بن زید بن اسلم نے بہیجا
اللہ تعالی نے اُنپر سایبان یہانتک کہ سب اسکی تلے اکٹھے ہوگئے تو اللہ تعالے نے یکلخت انسے اس
سایبان کو ہٹالیا اور آفتاب کو گرم کردیا پہر وہ جل بہن گئی جیسے ٹڈی پتہر گرم پر جل جاتی ہے کہا محمد بن
کعب قرظی نے مدین والے تین طرح عذاب دیے گئے پکڑلیا انکو زلزلے نے انکی گہرون مین یہانتک کہ وہ
گہرونسے نکل آئے پہر جب گہرون سے نکلے تو انکو سخت گہبراہٹ پہنچا اور ڈرے کہ اگر گہرون مین پہر جا کر
گہسے تو شاید گہر انپر گرجاوین پہر اللہ تعالی نے انپر سائبان بہیجا پہر آیا اُسکے تلے ایک مرد اور بولا مینے آج
کی طرح کوئی سایہ عمدہ اور ٹھنڈا نہین دیکہا چلے آؤ اے لوگو پہر وہ سب اُسکے تلے چلے آئے پہر چیخ
ماری جبرائیل ع نے ایک چیخ جسکے ساتہہ وہ سب کی سب مرگئے پہر محمد بن کعب قرظی نے یہ آیت پڑہی
فَأَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ إِنَّهُ كَانَ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ یزید باہلی کہتے ہین مینے ابن عباس
سے اس آیت کی تفسیر پوچہی فَأَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ الآية انہون نے فرمایا بہیجی اللہ تعالی

نے اُنپر گرمی اور سخت گرمی پہر اُسنے اُنکی سانسون کو روک لیا پہر گہرون سے نکل جنگل کیطرف بہاگے پہر اُنپر اللہ تعالی نے ایک بادل بہیجا جسنے انکو سایہ کیا اور انہون نے اُسکے سایہ مین لذت اور آرام پائی اور بعض نے بعض کو بلا لیا یہانتک کہ سب اُسکے تلے اکٹہے ہو گئے تو بہیجی اللہ تعالے نے اُنپر آگ کہا ابن عباس رض نے یہی سائبان کے دنکا عذاب یہ عذاب بڑے دن کی آفت تہی البتہ اسمین نشانی ہے اور وہ بہت لوگ نہین ماننے والے اور تیرا رب وہ غالب ہے بدلا لینے مین کافرون سے رحم کرنے والا ہے اپنے ایمان والے بندون پر فتح کا بیان یہ ہے کہ مسحرین بمعنے مخلوقین ہی اور حرف عاطفہ کو جو جملہ وما انت الآیۃ کے پہلے بیان فرمایا تو وہ اسلیے کہ دو معنون کا فائدہ بخشنے جو وہ دونو اُنکے نزدیک رسالت کے منافی تہے مخلوق ہونا اور بشر ہونا اور اُنکی غرض یہ تہی کہ انمین سے ہر ایک امر رسالت ہونیکے لیے کافی ہے پہر کیونکر تو رسول ہو سکتا ہے اور بجہہ مین یہ دونو باتین موجود مین اور ثمود کے قصہ مین واو کو چہوڑ دیا تو کہ ایک معنے کا فائدہ دیوے یعنے اسکا صرف مخلوق ہونا اور اسکی تفسیر اسی سورہ مین گذر چکی شعیب پر بتقدیر انکے ایمان نہ لانیکے انکو عذاب سے ڈراتے اسکے جواب مین انہون نے تعنت اور استبعاد اور تعجیز کے طور پر یہ کہا فاسقط علینا کسفا ابو عبید نے کہا کسف جمع ہے کسفۃ کی جیسے سدر جمع ہے سدرۃ کی کہا جوہری نے کسف کہتے ہین کسی چیز کے ٹکڑے کو کہا کرتے ہین وسے مجکو اپنے کپڑے کا ایک ٹکڑا اور جمع اسکی کسف بفتح سین اور بسکون سین دونو طرح وارد ہے اور اس لفظ کی تحقیق سورہ بنی اسرائیل مین گذر چکی اور شعیب علیہ السلام کے قول ربی اعلم بما تعملون مین انکے عمل سے شرک اور معاصی مراد ہین اور اس آیت مین سخت تہدید ہی اور ظلہ سے مراد آیت فاخذھم عذاب یوم الظلۃ مین بادل ہے جسکو اللہ عزوجل نے اُنکے سرون پر کہڑا کر دیا اور اسنے اُنپر آگ برسائی اور وہ ہلاک ہو گئے اور یہ سزا انکو اونکے سوال کے مطابق ملی کیونکہ اگر انہون نے کسف سے بادل کا ٹکڑا مراد رکہا تو تو ظاہر ہے اور اگر آسمان کا ٹکڑا مراد رکہا تہا یہی ظاہر ہے کیونکہ اللہ تعالے نے اُنپر عذاب آسمان ہی کیطرف سے اتارا کہا ابن عباس رض نے بہیجدی اللہ تعالے نے اُنپر گرم ہوا دوزخ سے پہر وہ چلی اُنپر سات دن یہانتک کہ انکو جہلس دیا گرمی نے اور گرم ہو گئے گہر اونکے اور جوش مارا اُنکے پانیون کے چشمون اور کوؤن نے پہر نکل گئے وہ اپنے گہرون اور محلون سے بہاگنے والے اور گرم ہوا اُنسے جدا نہوئی پہر مسلط کیا اُنپر اللہ تعالے نے آفتاب کو اوپر کیطرف سے پہر اوسنے انکو ڈہانک لیا یہانتک کہ پک گئین اسمین اُنکے سرون کی کہوپریان اور نیچے سے اُنپر تپش کو مسلط کیا یہانتک کہ گر گئے انکی پاؤن کے گوشت پہر ظاہر ہوا اُنکے لیے ایک سائبان جیسے بادل سیاہ پہر جب اُنہون نے اسکو دیکہا تو جلدی

کی اسکی طرف پناہ لیتے تہے اسکے سایہ مین یہانتک کہ اُسکے تلے سب اِکہٹے ہوگئے تو برسی اُن پر آگ اور وہ ہلاک ہوگئے
اور بچا دی اللہ نے شعیب اور ان لوگون کو جو اُنکے ساتھ ایمان لائے تہے اور یہ بھی ابن عباس رض ہی سے اس آیت
کی تفسیر مین مروی ہے کہ وہ اللہ تعالی کے قول فَاَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ کی تفسیر سے پوچہے گئے تو فرمایا
کہ وہ نکلے گہرون سے بہاگ کر جنگل کیطرف اور بہیجا اُنپر اللہ تعالی نے ایک بادل جسنے اُنپر سایہ کیا اور انہون نے
آرام اور لذت حاصل کی اور بعض نے بعض کو بلایا یہانتک کہ سب اُسکے تلے جمع ہوگئے پہر برسائے اللہ نے انپر
عذاب پس یہ ہے یوم الظلہ کا عذاب اور یہ بھی ابن عباس رض سے مروی ہے کہ انہون نے فرمایا کہ جو شخص عالمون
مین سے تجکو یوم الظلہ کے عذاب کی تفسیر سناوے تو اُسکو جہٹلاوے کہا مولانا ابوالطیب نواب صدیق حسن خان
مرحوم نے پہر کہین گے ابن عباس رض کو اللہ تعالے انسے راضی ہووے آہین جو انہون نے اس آیت کی تفسیر مین کہا اور
ہمنے اسکو یہان نقل کیا اور روایت کیا اس تفسیر کو حضرت ابن عباس رض سے عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن منذر
اور ابن ابی حاتم وغیرہم نے اور ممکن ہے کہ کہا جاوے چونکہ حضرت ابن عباس رض وہ دریا تہے جنکو اللہ تعالے نے
اپنی کتاب کی تاویل سکھائی اپنے پیغمبر ص کی دعا کے ساتھ تو وہی خاص تہے اس حدیث کی معرفت کی ساتھ
سوا اپنے غیر کے اہل علم سے پہر جو شخص یوم الظلہ کی تفسیر بیان کرے اور وہ تفسیر مخالف ہو ابن عباس رض
کی اس تفسیر سے تو انہون نے ہمکو وصیت کی ہے کہ ہم اس تفسیر کو قبول نہ کرین کیونکہ ابن عباس رض کو یہ تفسیر معلوم
تہی اور انکے غیر کو معلوم نہ تہی واللہ اعلم اور ان قصون پر سورہ اعراف اور ہود مین گفتگو گذر چکی اسلیے یہان
اُنکے اعادہ کی حاجت نہین ہے اور ان ساتون قصون کے آخر مین جو اِنَّ فِي ذٰلِكَ لَاٰيَةً الاٰیتین کو مکرر
بیان فرمایا تو اس مین وہ تہدید اور زجر اور تقریر اور تاکید ہے جو مخفی نہین ہے اس شخص پر جو کلام کے
مواقع اور اسکے اسلوبون کو پہچانتا ہے کہا نسفی نے اس سورہ مین ہر ایک قصہ کے ابتدا اور انتہا مین
تکرار کیا اسچیز کا جو تکرار کیا تو یہ اسلیے کہ انکے معنی خوب ذہن نشین ہوجاوین اور تو کہ ہووے یہ تکرار ابلغ و غلظ
اور زجر مین اور دوسرا یہ کہ ہر ایک قصہ ان مین سے مستقل تنزیل ہے اور ہر ایک قصہ مین ویسی ہی عبرتین ہین جو
دوسرے قصہ مین ہین پس ہر ایک قصہ لائق ہوا یہ کہ شروع کیا جاوے اسچیز کے ساتھ جو شروع ہوا اسکے
ساتھ صاحب اسکا اور ختم کیا جاوے اسچیز کے ساتھ جو ختم کیا گیا ساتھ اسکے صاحب اسکا وَاِنَّهٗ لَتَنْزِيْلُ

رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ ۝ عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ۝ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ
مُّبِيْنٍ ۝ اور یہ قرآن ہے اُتارا جہان کے صاحب کا لے اُترا ہے اسکو فرشتہ معتبر تیرے دل پر تو کہ تو ہو ڈر

سنانے والا عربی زبان سے **ف** ان آیتوں میں اللہ عزوجل اس قرآن مجید و فرقان حمید کی تعریف فرماتا ہے جسکو اسنے اپنے بندے اور رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم پر اتارا اور یہ کہ یہ کتاب جسکا ذکر اس سورۃ کے ابتدا میں اللہ تعالے کے قول وَمَا يَأْتِيهِم مِّن ذِكْرٍ مِّنَ الرَّحْمَٰنِ مُحْدَثٍ الآیۃ میں ہو چکا اسکو جہان کے صاحب نے تجھ پر نازل فرمایا ہے اور تیری طرف اسکی وحی کی ہے اور اتارا ہے اسکو حضرت جبرئیل علیہ السلام جو معتبر فرشتہ ہیں اکثر سلف جیسے ابن عباسؓ اور محمد بن کعبؒ اور قتادہؒ اور عطیہ عوفیؒ اور سدیؒ اور ضحاکؒ اور زہریؒ کا یہی قول ہے کہ روح امین سے آیت نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ میں حضرت جبرائیل علیہ السلام مراد ہیں زہری نے کہا اور یہ آیت ویسی ہی ہے جیسے اللہ تعالے نے فرمایا قُلْ مَن كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيلَ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَىٰ قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللَّهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى وَبُشْرَىٰ لِلْمُؤْمِنِينَ یعنے تو کہہ جو کوئی ہوگا دشمن جبرئیلؑ کا سو اسنے تو اتارا ہے یہ کلام تیرے دل پر اللہ تعالی کے حکم سے سچ بتاتا اس کلام کو جو اسکے آگے ہے اور راہ دکھاتا اور خوشی سناتا ایمان والوں کو اور مجاہد کا یہ قول ہے جس شخص کے ساتھ روح امین یعنے جبرائیل علیہ السلام نے بات کی زمین کو اسکے وجود کا کھانا حرام ہے اور مطلب اس آیت کا یہ ہے کہ عزت والے فرشتے نے اس قرآن کو اتارا ہے جو اللہ عزوجل کے پاس مرتبے والا ہے اور ملاء اعلے میں حکم مانا گیا ہے تیرے دل پر نہ آمیز پڑھایا ہے نہ اس سے کم کیا ہے ویسا کا ویسا اور یہ جو فرمایا تو کہ ہو تو ڈر سنانے والا یعنے تو کہ تو ڈراوے اللہ تعالی کی آفت اور اسکے عذاب سے اس شخص کو جسنے اسکا خلاف کیا اور اسکو جھٹلایا اور خوشی سنادے تو اسکی تابع ایمانداروں کو جنہوں نے اللہ تعالی کا حکم بسر و چشم مان لیا اور یہ جو فرمایا بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِينٍ تو اسکے یہ معنی ہیں کہ یہہ قرآن جسکو ہمنے تیری طرف اتارا عربی زبان میں اتارا جو فصیح ہے یعنی بلا دقت ہر ایک کی سمجھ میں آجاتی ہے اور کامل ہے اور شامل ہے تو کہ ہووے بین واضح ظاہر قطع کرنے والا عذر کا قائم کرنے والا حجت کا اور راہ دکھانے والا طرف حجت کی ابراہیم تیمی نے اپنے باپ سے روایت کیا کہ اسنے کہا بَيْنَمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ أَصْحَابِهِ فِي يَوْمٍ دَجْنٍ إِذْ قَالَ لَهُمْ كَيْفَ تَرَوْنَ بَوَاسِقَهَا قَالُوا مَا أَحْسَنَهَا وَأَشَدَّ تَرَاكُمَهَا قَالَ فَكَيْفَ تَرَوْنَ قَوَاعِدَهَا قَالُوا مَا أَحْسَنَهَا وَأَشَدَّ تَمَكُّنَهَا قَالَ فَكَيْفَ تَرَوْنَ جَرْيَهَا قَالُوا مَا أَحْسَنَهُ وَأَشَدَّ سَوَادَهُ قَالَ فَكَيْفَ تَرَوْنَ رَحَاهَا اسْتَدَارَتْ قَالُوا مَا أَحْسَنَهَا وَأَشَدَّ اسْتِدَارَتَهَا قَالَ فَكَيْفَ تَرَوْنَ بَرْقَهَا أَوَمِيضٌ أَمْ خَفْقٌ أَمْ يَشُقُّ شَقًّا قَالُوا بَلْ يَشُقُّ شَقًّا قَالَ الْحَيَاءَ الْحَيَاءَ إِنْ شَاءَ اللَّهُ کہا اونسے پھر ایک مرد بولا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

میرے ماں باپ آپ پر قربان ہون آپ کیسے عمدہ فصیح ہین مینے آپ سے بڑھکر کوئی فصیح البیان نہین دیکھا کہا راوی نے
حضرت صنے فرمایا مجھے تو فصیح ہونا لائق ہے اور قرآن مجید میری زبان مین اُترا ہے اللہ تعالی فرماتا ہے
بِلِسَانٍ عَرَبِیٍّ مُّبِیۡنٍ رَوَاہُ ابْنُ اَبِیۡ حَاتِمٍ عَنْ اِبْرَاهِیۡمَ التَّیۡمِیِّ عَنْ اَبِیۡهِ کہا سفیان ثوری نے کوئی
وحی نازل نہین ہوئی مگر عربی زبان مین پہر ترجمہ کرتا رہا ہر ایک نبی اپنی قوم کے لیے اور قیامت کے دن سریانی زبان
ہوگی پہر جو بہشت مین جاوینگے اہل ہوگا وہ عربی زبان مین باتین کریگا رَوَاہُ ابْنُ اَبِیۡ حَاتِمٍ اِنْتَهٰی مَا قَالَ ابْنُ کَثِیۡرٍ
فتح کا بیان یہ ہے کہ آیت وانہ لتنزیل رب العالمین مین انہ کی ضمیر اُن خبار کی طرف پہرتی ہے جنکو اللہ تعالے
نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اُتارا ویا قرآن مجید کی طرف راجع ہے اگرچہ قرآن مجید پیچھے مذکور نہین ہے لیکن
وہ ذہن مین معہود ہے اور قتادہ کا یہی قول ہے اور یہ جو فرمایا کہ یہ کتاب جہانون کے صاحب کی اُتاری ہے
تو اس سے مراد یہ ہے کہ یہ کتاب شعر نہین ہے اور نہ سحر اور نہ اساطیر اور نہ اسکے سوا اور جو کفار نے قرآن مجید
کے حق مین کہا نزل بہ الروح الامین مین نزل کو مخفف و مشدد دونو طرح پڑھا گیا ہے روح امین سے حضرت جبرائیل
مراد ہین جیسے اللہ نے فرمایا قُلْ مَنْ کَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِیۡلَ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰی قَلْبِكَ ابن عباسؓ و قتادہ کا یہی
قول ہے اور ابن عباسؓ سے مرفوعاً مروی ہے کہ روح امین وہ جبرائیل علیہ السلام ہین مینے اسکے چھہ سو پر دیکھے موتی
کے جنکو اوسنے پہیلایا تہا ان مین سو رون کے پرون کی طرح عمدہ رنگ تہے اَخْرَجَهٗ اَبُو الشَّیۡخِ اور نام کہا اسکا روح
کیونکہ وہ روح سے مخلوق ہے اور امین اسلیے کہ وہ اللہ کے پیغام پیغامبرون تک پہنچانے مین معتبر ہے
اور دل کو اسلیے خاص کیا کہ حواس باطنہ مین سے پہلا وہی مدرک ہے کرخی نے کہا دلکو خاصکر ذکر کیا اسلیے کہ
معلوم ہو جاوے کہ جو کچھہ اترا ہے وہ محفوظ ہے اور رسول متمکن ہے اپنے دل سے نہین جاتا ہے پہر تغیر او راسیے
کہ دل ہی حقیقت مین مخاطب ہے کیونکہ وہی تمیز اور عقل اور اختیار کا محل ہے اور باقی سب اعضاء اُسکے تابع
ہین اور قرآن اور حدیث و معقول اسپر دلالت کرتا ہے رہا قرآن مجید تو اسمین سے اس امر پر یہ آیت دلیل
ہے اِنَّ فِیۡ ذٰلِكَ لَذِکۡرٰی لِمَنۡ کَانَ لَهٗ قَلۡبٌ اَوۡ اَلۡقَی السَّمۡعَ وَهُوَ شَهِیۡدٌ یعنے اسمین جو چیز
کی جگہہ ہے اسکو جسکے اندر دل ہے یا لگاوے کان دل لگا کر اور حدیث شریف مین سے جناب رسالت
مآب علیہ التحیۃ مع التسلیم کا یہ فرمان صداقت نشان اسپر دلیل ہے اَلَا وَاِنَّ فِی الۡجَسَدِ مُضۡغَةً اِذَا
صَلُحَتۡ صَلُحَ الۡجَسَدُ کُلُّهٗ وَاِذَا فَسَدَتۡ فَسَدَ الۡجَسَدُ کُلُّهٗ اَلَا وَهِیَ الۡقَلۡبُ یعنے سن
لو اور جسم مین ایک لوتہڑا ہے جب وہ سنور جاتا ہے تو سارا جسم سنور جاتا ہے اور جب وہ بگڑ جاتا ہے تو سارا

جسم بگڑ جاتا ہے سن لو وہ لوتھڑا دل ہے اَخْرَجَاهُ فِي الصَّحِيحَيْنِ اور اپر عقلی دلیل اس امر پر سو وہ تو یہ ہے کہ
دل پر جب پردہ آجاوے اور سارے جوڑ کاٹ دیے جاوین تو دل کو خبر تک نہین ہوتی اور جب دل بیدار ہوتا ہی
تو وہ ان سب آفات کو سمجھتا ہے جو اعضا پر نازل ہوتی ہین اور تفسیر خازن کی عبارت یہ ہی کہ فرحت اور
مسرت اور غم اور حزن کی جگہہ وہ دل ہے جب دل خوش ہوتا ہے یا غمناک تو باقی جوڑون کا حال بہی بدلجاتا ہی
تو دل گویا جوڑون کا رئیس ہے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ عقل کا محل صحیح قول پر وہ دل ہی ہے جب یہ ثابت ہو چکا تو معلوم ہوا
کہ دل ہی مطلق امیر ہے اور یہی مکلف ہی کیونکہ تکلیف مین عقل اور فہم کی شرط ہے انتہی اور جملہ لتکون من المنذرین
انزال کی علت ہی یعنے اللہ تعالے نے تجہپر یہ کتاب اتاری تو کہ تو انکو ڈراوے ان تحذیرات اور انذارات اور
عقوبات کے ساتہہ جنکو یہ کتاب شامل ہے بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِينٍ یعنے تو کہ تو ہووے اُن ڈرسنانیوالون مین سے
جنہون نے اسی زبان مین اپنی اقوام کو ڈرسنایا اور وہ ہود ع تہے اور شعیب ع اور صلح ع اور اسمعیل ع یا یہ متعلق
ہے جملہ نزل الروح الامین کے اور کہا ابو البقاء نے لسان سے رسالت مراد ہی یا لغت مراد ہی اور ابو السعود
نے کہا لغت عربی مراد ہے اور اللہ تعالے نے قرآن کو عربی زبان مین اتارا رسول عربی کی لغت مین اسلیے کہ اگر
عجمی زبان مین قرآن اترتا تو مشرکین عرب کہتے ہم نہین سمجہتے جو کچہہ تو کہتا ہے پہر قطع کردی اللہ تعالے نے
قرآن مجید عربی زبان مین اتارنے کے ساتہہ انکی حجت اور انکا عذر اور دور کردیا انکا بہانہ اور رفع کی انکی معذرت
کہا ابن عباس رض نے لسان عربی مبین سے قریش کی زبان مراد ہے اور اگر قرآن مجید عربی زبان نہ ہوتا تو وہ نہ
سمجہہ سکتے اور بریدہ کا یہ قول ہے کہ اس سے قبیلہ جرہم کی لغت مراد ہے وَإِنَّهُ لَفِي زُبُرِ الْأَوَّلِينَ ٥ أَوَلَمْ
يَكُن لَّهُمْ آيَةً أَن يَعْلَمَهُ عُلَمَاءُ بَنِي إِسْرَائِيلَ ٥ وَلَوْ نَزَّلْنَاهُ عَلَىٰ بَعْضِ الْأَعْجَمِينَ ٥ فَقَرَأَهُ
عَلَيْهِم مَّا كَانُوا بِهِ مُؤْمِنِينَ ٥ اور یہ لکھا ہی پہلی کتابون مین **ف** یعنی اس قرآن کی خبر لکھی ہے اگلی
کتابون مین اور اسکا مدعا بھی یہی ہے **اکثرت** کیا انکو نشانی نہین ہو چکی یہ کہ اوسکی خبر رکھتے ہین پڑھے
لوگ بنی اسرائیل کے اور اگر اتارتے ہم یہ کتاب کسی اوپری زبان والے پر اور وہ اسکو پڑہتا تو بھی اسکو یقین نہ لاتے
ف کافر کہتے ہی کہ قرآن آیا ہے عربی زبان مین اس نبی کی زبان بھی عربی ہے شاید آپ ہی کہتا ہو اگر غیر
زبان والے پر عربی آتا تو یقین کرتے فرمایا کہ دہوکے والی کا جی کبھی نہین ٹھیرتا تب اور شبہہ نکال لیتے کہ کوئی سکھا
جاتا ہے انتہے ما فی موضح القرآن **ف** کہا حافظ ابن کثیر نے اللہ تعالے فرماتا ہے کہ اس قرآن مجید کا ذکر
اور اس کی رفعت تو پہلی کتابون مین بھی موجود ہے جو منقول ہین انکے پیغمبرون سے جنہون نے قدیم او

حدیثًا اس کتاب اور نبی کی بشارت دی ہے اس عہد کے مطابق جو اللہ تعالے نے اسکے اسباب مین لیا یہانتک کہ کہڑے ہوئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام بشارت دینے کے پہر اپنی قوم مین کما قال تعالی وَاِذْ قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ یعنے اور جب کہا عیسے مریم کے بیٹے نے ای بنی اسرائیل مین بہیجا آیا ہون اللہ کا تمہاری طرف سچا کرتا اسکو جو مجہہ سے آگے ہے توریت اور خوشخبری سناتا ایک رسول کی جو آویگا مجہہ سے پیچہے اسکا نام ہے احمد پہر جب آیا اُنکے پاس احمد یعنے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کہلے نشان لیکر بولے یہ جادو ہے صریح حضرت کا نام دنیا مین محمد رکہا گیا اور فرشتون مین احمد ہی اور زبر اسکجگہہ بمعنے کتب ہے اور یہ جمع ہے زبور کی اور زبور حضرت داؤد ع کی کتاب کا نام بھی ہے فرمایا اللہ تعالے نے وَکُلُّ شَیْءٍ فَعَلُوْهُ فِی الزُّبُرِ اور ہر چیز جو انہون نے کی وہ لکہی گئی ہے ورقون مین یعنے فرشتون کے صحیفون مین پہر فرمایا اَوَلَمْ یَکُنْ لَّهُمْ اٰیَةً اَنْ یَّعْلَمَهٗ عُلَمٰٓؤُا بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ یعنے کیا کفار مکہ کو یہی سچا گواہ کافی نہین ہے کہ بنی اسرائیل کے مولوی اس قرآن کا مذکور اپنی کتابون مین پاتے ہین جنکو وہ پڑہتے ہین اور علما بنی اسرائیل سے عادل علما مراد ہین جو اقرار کرتے ہین حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفت اور بعثت اور امت کا جیسے اسکی خبر دی اُن مین سے اُنہون نے جو بنی اسرائیل مین سے ایمان لائے جیسے عبد اللہ بن سلام اور سلمان فارسی انہین عادل علماؤن کے حق مین اللہ تعالے نے فرمایا اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَکْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِیْلِ یعنے وہ جو تابع ہوتے ہین اس رسول کے جو نبی ہے امی جسکو پاتے ہین لکہا ہوا اپنے پاس توریت اور انجیل مین حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہلے کتابون مین نبی امی بتایا دو معنون سے ایک تو بے پڑہے تہے اور دوسرے ام القرے سے پیدا ہوئے یعنے مکہ سے پہر اللہ تعالے نے قریش کے سخت کفر کو بیان فرمایا اور انکی عناد کو اس قرآن کے لیے اگر یہ قرآن کسی اور ہی زبان والے پر اترتا جو عربی زبان سے بالکل ناواقف ہوتا تو بہی یہ کافر اسپر ایمان نلاتے واسطے فرمایا وَلَوْ نَزَّلْنٰهُ عَلٰى بَعْضِ الْاَعْجَمِیْنَ فَقَرَاَهٗ عَلَیْهِمْ مَّا کَانُوْا بِهٖ مُؤْمِنِیْنَ جیسے خبر دی اللہ نے انکی طرف سے دوسری آیت مین وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَیْهِمْ بَابًا مِّنَ السَّمَآءِ فَظَلُّوْا فِیْهِ یَعْرُجُوْنَ لَقَالُوْٓا اِنَّمَا سُکِّرَتْ اَبْصَارُنَا بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُوْرُوْنَ یعنے اور اگر ہم کہولدین اُنپر دروازہ آسمان سے اور سارے دن اسمین چڑہتے رہین یہی کہین کہ ہماری نگاہ ہی بندہ گئی ہے نہین ہم لوگون پر جادو ہوا ہے اور فرمایا

وَلَوْ اَنَّنَا نَزَّلْنَآ اِلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةَ وَكَلَّمَهُمُ الْمَوْتٰى وَحَشَرْنَا عَلَيْهِمْ كُلَّ شَيْءٍ قُبُلًا مَّا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْٓا
اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ يَجْهَلُوْنَ یعنے اور اگر ہم اونپر اتارین فرشتے اور اُنسے بولین مردے
اور جلاوین ہم ہر چیز کو انکے سامنے ہرگز ماننے والی نہین مگر جو چاہے اللہ پہ یہ اکثر نادان ہین اور فرمایا اِنَّ الَّذِیْنَ
حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ وَلَوْ جَآءَتْهُمْ كُلُّ اٰيَةٍ حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ یعنے جنپر ثابت ہو چکی
آئی بات تیرے رب کی وہ نہ مانین گے اگرچہ پہنچین اُن کو ساری نشانیان جب تک نہ دیکھین دکھہ کی مار انتہے ما
قال ابن کثیر فتح کا بیان یہ ہے کہ ضمیر منصوب انہ مین قرآن مجید کیطرف راجع ہے باعتبار اسکے حکمون کے
جنپر شریعتون کا اتفاق ہے یا عائد ہے قرآن کے ذکر کیطرف بعض نے کہا ضمیر لوٹتی ہے حضرت صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم کیطرف اور لفی زبر الاولین مین پہلون سے انبیاء مراد ہین اور زبر سے توریت اور انجیل مراد
ہین اور زبر جمع ہے معنی مین کتب کے اور زبور واحد ہے معنی مین کتاب کی اور اس آیت کی مثل کی تفسیر پر گفتگو
گذر چکی بعض نے کہا قرآن مجید کے اولین کی صحیفون مین ہونے سے یہ مراد ہے کہ وہ بنفسہ انمین مذکور ہے نہ وہ
احکام جنپر یہ قرآن شامل ہے اس سے معلوم ہوا کہ قرآن مجید کا اگر غیر عربی جیسے فارسی وغیرہ مین ترجمہ کیا جاوے
تو وہ بھی قرآن ہے اور پہلی تفسیر بہتر ہے اور امام صاحب کا صحیح مذہب یہ ہے کہ اس نظم اور معنے دونو کا نام قرآن
ہے قال الشہاب اَوَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ اٰيَةً مین ہمزہ انکاری ہے اور لم یکن لہم آیہ معطوف ہے مقدر پر
حرف عطف اسپر دلیل ہے جیسے کئی بار مذکور ہوا اور آیت سے علامت اور دلالت مراد ہے اور معنے یہ ہین
کیا اس قرآن مجید کا پہلے پیغمبرون کے صحیفون مین مذکور ہونا علامت و دلالت کرنے والی نہین ہے اسپر
کہ یہ قرآن حق ہے اور ہمکو اتارا ہے جہان کے صاحب نے اور یہ کہ یہ لکھا ہے پہلی کتابون مین علماء
بنی اسرائیل سے اَنْ يَّعْلَمَهٗ عُلَمٰٓؤُا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ مین عامہ علماء بنی اسرائیل مراد ہین یا وہ جو اُن مین
سے مسلمان ہوگئے جیسے عبداللہ بن سلام اور اسد اور اسید اور ثعلبہ اور ابن یامین بس یہ پانچ نفر یہود
کے مولویون مین سے تھے اور مسلمان ہوگئے اور عمدہ ہوا اسلام انکا انہون نے خبر دی کہ اس کتاب کا ذکر
پہلی کتابون مین موجود ہے اور اہل شہادت سے مشرکون پر اسلیے الزام آیا کہ مشرک لوگ انہین کے
پاس آتے جاتے اور انکو سچا سمجھتے اور زجاج نے کہا معنے یہ ہین کیا علماء بنی اسرائیل کا ہمارے پیغمبر
حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سچا جاننا مشرکون کے لیے انکے پیغمبر ہونے کی دلیل نہین ہے کیونکہ
بنی اسرائیل مین سے جو مولوی مسلمان ہوگئے وہ خبر دیتے تھے کہ آپ کا ذکر ہماری کتابون مین بھی موجود ہے

كذا قال الفراء ابن عباس رضی سے مروی ہے کہ عبداللہ بن سلام بنی اسرائیل مین سے پسندیدہ عالم تہے پہر یہہ ایمان لائے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کتاب (یعنے قرآن مجید) پر (اور خبر دی کہ اس پیغمبر کا پیدا ہونا اور اسپر اس کتاب کا اترنا توریت مین مذکور ہے) تب اللہ تعالے نے کفار مکہ کو یہ فرماکر الزام دیا اَوَلَمْ يَكُن لَّهُمْ آيَةً أَن يَعْلَمَهُ عُلَمَاءُ بَنِي إِسْرَائِيلَ صاحب تحریر نے کہا کہ اعجمین جمع ہے اعجمی کی اور کہا ابن عطیہ نے جمع ہے اعجم کی جب کوئی شخص فصیح زبان نہین ہوتا تو کہا کرتے ہین رَجُلٌ أَعْجَمُ وَأَعْجَمِيٌّ اگرچہ وہ عربی الاصل ہو اور اگر کوئی شخص عجمی الاصل ہو تو کہتے ہین رَجُلٌ عَجَمِيٌّ اگرچہ وہ فصیح زبان والا ہو گر فرا نے کہا کہ عجمی اعجمی کے معنے مین آجاتا ہے بعض نے کہا اس آیت کے یہ معنے ہین کہ اگر ہم اس قرآن کو عربی شخص پر عجم کی لغت کی ساتھہ اتارتے اور وہ اسکو مشرکون پر عجم کی زبان مین پڑہتا تو اسکو نہ مانتے اور کہتے ہم نہین سمجہتے اسکو اور اسی کی مثل ہے اللہ تعالے کا یہ قول وَلَوْ جَعَلْنَاهُ قُرْآنًا أَعْجَمِيًّا لَّقَالُوا لَوْلَا فُصِّلَتْ آيَاتُهُ أَأَعْجَمِيٌّ وَعَرَبِيٌّ یعنے اگر ہم کرتے اسکو قرآن دوسری زبان کا تو کہتے اسکی باتین کیون کہولی گئین کیا اوپری زبان کی کتاب اور عرب کا آدمی اور یہ جملہ اس امر کے وقوع کا مستلزم نہین ہے كَذَٰلِكَ سَلَكْنَاهُ فِي قُلُوبِ الْمُجْرِمِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِهِ حَتَّىٰ يَرَوُا الْعَذَابَ الْأَلِيمَ فَيَأْتِيَهُم بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۝ فَيَقُولُوا هَلْ نَحْنُ مُنظَرُونَ ۝ أَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُونَ ۝ أَفَرَأَيْتَ إِن مَّتَّعْنَاهُمْ سِنِينَ ۝ ثُمَّ جَاءَهُم مَّا كَانُوا يُوعَدُونَ ۝ مَا أَغْنَىٰ عَنْهُم مَّا كَانُوا يُمَتَّعُونَ ۝ وَمَا أَهْلَكْنَا مِن قَرْيَةٍ إِلَّا لَهَا مُنذِرُونَ ۝ ذِكْرَىٰ وَمَا كُنَّا ظَالِمِينَ ۝ اسی طرح بیٹہایا ہمنے اسکو گنہگارون کے دل مین وہ نہ مانین گے اسکو جب تک نہ دیکہین گے دکہہ کی مار پہر آوے انپر اچانک اور انکو خبر نہ ہو پہر کہنے لگین کچہہ بہی ہمکو فرصت ملی کیا ہماری مار جلد مانگتے ہین بہلا دیکہہ تو اگر برتنے دیا ہمنے انکو کئی برس پہر پہنچا انپر جسکا اونسے وعدہ تہا کیا کام آوے گا انکے جتنا برتتے رہے اور کوئی بستی نہین کہپائی ہمنے جسکو نہ تہے ڈر سنانے والے یاد دلانے کو اور ہمارا کام نہین ہے ظلم کرنا ف ان آیتون مین اللہ تعالے فرماتا ہے کہ اسیطرح بیٹہایا ہمنے جہٹلانا اور انکار کرنا اور جحود اور عناد گنہگارون کے دلون مین یہ نہین مانتے حق بات یہانتک کہ دیکہین دکہہ کی مار جب عذاب کا معائنہ کرینگے تو اسوقت بے انصافون کو عذر کرنا فائدہ نہ دیگا اور انکے واسطے دور رہنا ہے اللہ تعالی کی رحمت سے اور انکے واسطے ہے برا ٹہر اور اللہ تعالی کا عذاب انپر ناگہان آجاویگا اور انکو خبر نہ ہوگی پہر کہین گے ہمکو فرصت ملی یعنے آرزو کرینگے جب عذاب کا مشاہدہ کرینگے یہ کہ اگر تہوڑی سی فرصت ملجاوے تو کچہہ اللہ کی فرمانبرداری کرلیوین

جیسے اللہ تعالی نے سورہ ابراہیم مین فرمایا وَاَنْذِرِ النَّاسَ یَوْمَ یَاْتِیْهِمُ الْعَذَابُ فَیَقُوْلُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا لَوْلَآ
اَخَّرْتَنَآ اِلٰٓی اَجَلٍ قَرِیْبٍ نُّجِبْ دَعْوَتَكَ وَنَتَّبِعِ الرُّسُلَ اَوَلَمْ تَكُوْنُوْٓا اَقْسَمْتُمْ مِّنْ قَبْلُ مَا لَكُمْ
مِّنْ زَوَالٍ یعنے اور ڈرادے لوگون کو اسدن سی کہ آویگا اونکو عذاب تب کہین گے بے انصاف اے رب ہمارے
فرصت دی ہمکو تہوڑی مدت کہ ہم مانین تیرا بلانا اور ساتہہ ہون رسولون کے تم آگے قسم نہ کہاتے تہے کہ تم کو
نہین کسیطرح کا ٹلنا پہر ہر ظالم اور فاجر اور کافر جب اللہ تعالی کے عقوبت کا ملاحظہ کریگا تو سخت پچہتاویگا
یہ فرعون بے عون جب اسپر دعا کی موسے کلیم اللہ نے اسطرح رَبَّنَآ اِنَّكَ اٰتَیْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَاَهٗ زِیْنَةً
وَّاَمْوَالًا فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا رَبَّنَا لِیُضِلُّوْا عَنْ سَبِیْلِكَ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰٓی اَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ
عَلٰی قُلُوْبِهِمْ فَلَا یُؤْمِنُوْا حَتّٰی یَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِیْمَ قَالَ قَدْ اُجِیْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا فَاسْتَقِیْمَا
وَلَا تَتَّبِعٰٓنِّ سَبِیْلَ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ یعنے ای رب ہمارے تونے دی ہے فرعون کو اور اسکے سردارون کو
رونق اور مال دنیا کی زندگی مین اے رب اسواسطے کہ بہکاوین تیری راہ سی اے رب مٹادے انکے مال اور سخت کر انکے
دل کہ نہ ایمان لاوین جب تک دیکہین دکہہ کی مار سچے ایمان کی انسے امید نہ تہی مگر جب کچہہ آفت پڑتی تو جہوٹی
زبان سی کہتے کہ اب ہم مانین گے اسمین عذاب تہم جاتا کام فیصل نہ ہوتا دعا اسواسطے مانگی کہ یہ جہوٹا ایمان نہ لاوین
دل انکے سخت رہین تا عذاب پڑ چکے اور کام فیصل ہو فرمایا قبول ہو چکی دعا تمہاری سو تم دونو ثابت رہو اور مت
چلو راہ انکی جو انجان ہین یعنے شتابی نکرو حکم کے راہ دیکہو پہر تاثیر کی اس دعا نے فرعون بے عون مین پہر وہ
ایمان نہ لایا یہانتک کہ اسنے عذاب الیم کا ملاحظہ کر لیا جیسے اللہ تعالے نے فرمایا حَتّٰٓی اِذَآ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ
قَالَ اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِیْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ آٰلْئٰنَ وَ
قَدْ عَصَیْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِیْنَ یعنے جب تک پہنچا اسپر ڈوبنا کہا یقین جانا مینے کہ کوئی
معبود نہین مگر جسپر یقین لاے بنی اسرائیل اور مین ہون حکم بردارون مین اب یہ کہنے لگا اور تو بے حکم رہا
پہلے اور رہا بگاڑنے والون مین یعنے ساری عمر مخالف رہا اب عذاب دیکہکر یقین لایا اسوقت کا یقین لانا
کیا معتبر ہے اور فرمایا اللہ تعالے نے فَلَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ وَكَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهٖ
مُشْرِكِیْنَ فَلَمْ یَكُ یَنْفَعُهُمْ اِیْمَانُهُمْ لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا سُنَّتَ اللّٰهِ الَّتِیْ قَدْ خَلَتْ فِیْ عِبَادِهٖ
وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكٰفِرُوْنَ یعنے پس جب دیکہی انہون نے ہماری آفت بولے ہم یقین لاے اللہ اکیلے
پر اور چہوڑین جو چیزین شریک بتاتے تہے نہوا کہ کام آوے یقین لانا ان کا جسوقت دیکہہ چکے ہمارا عذاب

رسم بڑی ہوئی اسکی جو چلی آئی ہے اسکے بندون مین اور خراب ہوا سمجھہ منکر اور یہ جو فرمایا اَفَبِعَذَابِنَا
یَسْتَعْجِلُوْنَ تو اسمین انکار ہیر اور انکے اس کام ہند بد کیونکہ وہ کہتے پیغمبر کے جھٹلانے کو یہ اور عذاب الٰہی کو
بعید جانکر ائتنا بعذاب اللّٰہ یعنی لا ہمیر عذاب اللہ کا کما قال تعالی وَیَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ وَلَوْلَا اَجَلٌ
مُّسَمًّی لَّجَآءَهُمُ الْعَذَابُ وَلَیَاْتِیَنَّهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ یَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ وَاِنَّ
جَهَنَّمَ لَمُحِیْطَةٌۢ بِالْكٰفِرِیْنَ یَوْمَ یَغْشٰهُمُ الْعَذَابُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ وَیَقُوْلُ ذُوْقُوْا
مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ یعنے اور شتاب مانگتے ہین تجہہ سے آفت اور اگر نہوتا ایک وعدہ ٹہرا ہوا تو آ پہونچے انپر آفت
اور آویگی انپر اچانک اور انکو خبر نہوگی اس است کا عذاب یہی تہا مسلمانون کے ہاتہہ سے قتل ہونا مگر یہ جانا
فتح مکے مین مکے کے لوگ بیخبر رہے کہ حضرت کا لشکر آ کہڑا ہوا پہر فرمایا شتاب مانگتے ہین تجہہ سے عذاب اور
دوزخ گہیر رہی ہے منکرون کو یعنے آخرت کا عذاب تو عبث مانگتے ہین اس عذاب مین تو پڑ رہی ہین یہ کفر
اور یہ برے کام مرے پر نظر آویگا کہ دوزخ کی آگ کیونکر جلاتی ہے فرمایا جسدن گہیریگا انکو عذاب انکے اوپر
سے اور پاؤن کے نیچے سے اور کہیگا چکہو جیسا کچہہ کرتے تہے یعنے اللہ تعالے کہیگا یا وہ عذاب ہی بولیگا جیسے زکوة
نہ دینے والے کا مال سانپ ہوکر گلے مین پڑیگا گلے چیریگا اور کہیگا مین تیرا مال ہون تیرا خزانہ ہون پہر فرمایا
اَفَرَءَیْتَ اِنْ مَّتَّعْنٰهُمْ سِنِیْنَ الآیات یعنے اگر ہم پیچہے ہشیار کہین انکو اور مہلت دیوین انکو کچہہ مدت اور
کچہہ وقت اگرچہ وہ مدت طویل ہو پہر آجاوے عذاب اللہ تعا کا تو ان نعمتون سے انکو کوئی نعمت مفید نہوگی
جنمین یہ اب خوشحال ہین فرمایا اللہ تعالے نے كَاَنَّهُمْ یَوْمَ یَرَوْنَهَا لَمْ یَلْبَثُوْۤا اِلَّا عَشِیَّةً اَوْ ضُحٰىهَا
یعنے ایسا لگے گا جسدن دیکہین گے قیامت کو دیر نہین لگی انکو مگر ایک شام یا صبح اسکی وکما قال تعالے
یَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ یُعَمَّرُ اَلْفَ سَنَةٍ وَمَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهٖ مِنَ الْعَذَابِ اَنْ یُّعَمَّرَ یعنے
ایک ایک چاہتا ہے انکا کہ عمر پاوے ہزار برس اور کچہہ اسکو سرکا نہ دیگا عذاب سے اتنا جینا وکما قال
تعالی وَمَا یُغْنِیْ عَنْهُ مَالُهٗۤ اِذَا تَرَدّٰی یعنے اور کام نہ آویگا اسکو مال اسکا جب گڑہے مین گریگا
ولہذا فرمایا اَفَرَءَیْتَ اِنْ مَّتَّعْنٰهُمْ سِنِیْنَ ثُمَّ جَآءَهُمْ مَّا كَانُوْا یُوْعَدُوْنَ مَاۤ اَغْنٰی عَنْهُمْ
مَّا كَانُوْا یُمَتَّعُوْنَ حضرت انس رض سے مرفوعا مروی ہے یُؤْتٰی بِالْكَافِرِ فَیُغْمَسُ فِی النَّارِ غَمْسَةً
ثُمَّ یُقَالُ لَهٗ هَلْ رَاَیْتَ خَیْرًا قَطُّ هَلْ رَاَیْتَ نَعِیْمًا قَطُّ فَیَقُوْلُ لَا وَاللّٰهِ یَا رَبِّ وَ
یُؤْتٰی بِاَشَدِّ النَّاسِ بُؤْسًا كَانَ فِی الدُّنْیَا فَیُصْبَغُ فِی الْجَنَّةِ صِبْغَةً ثُمَّ یُقَالُ لَهٗ هَلْ

رَأَيْتَ بُؤْسًا قَطُّ فَيَقُوْلُ لَا وَاللهِ يَا رَبِّ اَيْ مَا كَانَ شَيْئًا یعنے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
لایا جاویگا (قیامت کے دن اہل دوزخ میں سے جو دنیاداروں میں آسودہ تر اور خوش عیش تر تہا) سو دوزخ
میں ایکبار غوطہ دیا جاویگا پہر اس سے پوچھا جاویگا (کہ اے آدم کے بیٹے) کیا تو نے کبھی آرام دنیا میں دیکھا
تہا کیا تجھپر کبھی چین بہی گذرا تہا تو وہ کہیگا قسم خدا کی کبھی نہیں اے میرے رب اور اہل جنت سے لاجاویگا) جو
دنیا میں سب لوگوں سے سخت تر تکلیف میں رہا تو اس سے پوچھا جاویگا (اے آدم کے بیٹے) تو نے کبھی تکلیف
بہی دیکھی ہے کیا کبھی تجھپر شدت اور رنج بہی گذرا تہا تو وہ کہیگا خدا کی قسم مجھپر تو کبھی تکلیف نہیں گذری
اور میں نے تو کبھی شدت اور سختی نہیں دیکھی یعنے دوزخ کی شدت کے روبرو دنیا کے آرام بالکل بہول جاوینگے
اگرچہ دنیا میں اُسنے سلطنت کی ہو اور بہشت کے چین اور آرام کے روبرو دنیا کی تکلیف ہرگز یاد نہ پڑیگی
اگرچہ تمام عمر بیماری اور فاقہ کشی میں گذری ہو ولہذا امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالے
عنہ یہ شعر پڑہا کرتے تہے ؎

شعر - كَاَنَّكَ لَمْ تُوْتَرْ مِنَ الدَّهْرِ لَيْلَةً اِذَا اَنْتَ اَدْرَكْتَ الَّذِيْ اَنْتَ تَطْلُبُ

یعنے اگر ایک کام کی کوشش و طلب میں زمانہ بہر گذر جاوے اور وہ مطلوب ہاتہہ آجاوے تو وہ زمانہ بہر کی
تکلیفیں ایک رات کی برابر بہی نظر نہیں آتیں پہر اللہ تعالی نے خبر دی کہ میں اپنی مخلوق میں عادل ہوں اور
میں نے نہیں ہلاک کیا کسی گروہ کو گروہوں میں سے مگر اُن کا عذر توڑ کر اور انکو اپنی مخالفت سے ڈرا کر اور اپنے
پیغمبر انکے پاس بہیجکر اور انپر الزام قائم کر کے ولہذا فرمایا وَمَا اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ اِلَّا لَهَا مُنْذِرُوْنَ ذِكْرٰى
وَمَا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ یعنے اور کوئی بستی نہیں کہپائی ہمنے جسکو نہ تہے ڈرسنانے والے یاد دلانے کو اور ہمارا
کام نہیں ظلم کرنا کما قال تعالی وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا یعنے اور ہم بلا نہیں ڈالتے
جب تک نہ بہیجیں کوئی رسول یعنے بُرے عمل آفت لاتے ہیں پر حقتعالی بن سوجہائے نہیں پکڑتا رسول بہیجتا ہے
اور بہی جلیے فرمایا وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى حَتّٰى يَبْعَثَ فِيْ اُمِّهَا رَسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْهِمْ
اٰيٰتِنَا وَمَا كُنَّا مُهْلِكِي الْقُرٰى اِلَّا وَاَهْلُهَا ظٰلِمُوْنَ یعنے اور تیرا رب نہیں کہپانے والا بستیوں کو جب
تک نہ بہیجلے انکی بڑی بستی میں کسی کو پیغام دیکر جو سُناوے انکو ہماری باتیں اور ہم نہیں کہپانے والے
بستیوں کو مگر جب کہ وہاں کے لوگ گنہگار ہوں انتہے ما قال ابن کثیر فی تفسیرہ فتح البیان کا بیان ہے
کہ سلکناہ میں ضمیر منصوب قرآن مجید کیطرف راجع ہے اور مجرمین سے کفار مکہ مراد ہیں اور معنے یہ ہیں کہ ہمنے

قرآن کو کفار مکہ کے دلوں میں ڈالا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلاوت کے ساتھہ یہانتک کہ انہوں نے سمجھہ لیے معنی اسکے
اور پہچان لی فصاحت اسکی اور جان لیا کہ یہ معجزہ ہے اور حسن وغیرہ کا یہ قول ہے کہ ضمیر منصوب راجع ہی شرک
اور تکذیب کیطرف اور عکرمہ کا یہ قول ہے کہ قسوہ کیطرف عائد ہے اور معنے اول بہتر ہین کیونکہ سیاق قرآن
مجید کے بیان کا ہی اور اس آیہ مین حجت ہی معتزلہ پر جو کہتے ہین بندے اپنے کاموں کے خود خالق ہین وہ کام
خیر ہو یا شر لَا یُؤْمِنُوْنَ بِہٖ مین ضمیر مجرور بہی قرآن مجید کیطرف عائد ہی اور عذاب الیم کی رؤیت سے
موت کیوقت عذاب کا ملاحظہ کرنا مراد ہے اور بملاحظہ عذاب کے وقت جو ایمان لاتے ہین وہ ایمان مفید نہین
ہوتا اسکو ایمان یاس کہتے ہین اور حرف فا فَیَاْتِیَهُمْ بَغْتَةً مین ترتیب رتبے کے لیے ہی نہ واسطے ترتیب زمانی کے کما
فی الکشاف اور معنے یہ ہین کہ ایمان نلاوینگے یہانتک کہ دیکھہ لین عذاب پہر وہ جو اسکے دیکھنے سے سخت ہے
اور وہ لاحق ہونا عذاب کا ہی انکے ساتھہ اچانک پہر وہ جو اس لاحق ہونے سے زیادہ سخت ہی اور وہ انکا سوال
کرنا ہے مہلت کو باوجود یقینی ہونے منع ہونے اسکے کے اور حسن نے فَیَاْتِیَهُمْ بَغْتَةً مین فتاتیہم پڑہا ہی
اور اسکا فاعل ساعت کو قرار دیا ہے اور ساعت اگرچہ مذکور نہین ہوی ولکن اسپر عذاب دلالت کرتا ہی
عذاب کا معاینہ کرکے کہین گے هَلْ نَحْنُ مُنْظَرُوْنَ یعنے کیا ہمکو ہلاکت سے مہلت ملیگی اگرچہ آنکہہ جہپکنے
برابر پہر ہم ایمان لاوین یہ ایمان کے فوت ہونے پر حسرت کہائین گے اور محال امر کا طمع کرینگے اور وہ انکا
مہلت لینا ہے عذاب کی ملاحظہ کے بعد اور دنیا کیطرف لوٹنا چاہین گے اسیر کے جیسے ہی جسکو کبہو مٹہی
پہر انکو کہا جاویگا نہ تاخیر ہے اور نہ مہلت ہی اور بعض نے کہا انکے قول هَلْ نَحْنُ مُنْظَرُوْنَ سے مراد
عذاب کا جلد مانگنا ہے ٹہٹہے کے طور پر اور دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالی نے اسکے بعد فرمایا اَفَبِعَذَابِنَا
یَسْتَعْجِلُوْنَ یعنے کیا ہمارا عذاب جلد مانگتے ہین اور جو اس توجیہ مین بعد اور معنے ظاہر کی مخالفت
ہے وہ پوشیدہ نہین ہی کیونکہ جملہ هَلْ نَحْنُ مُنْظَرُوْنَ کے معنی انتظار اور امہال کے طلب کے ہین اور
رہا اللہ تعالے کا قول اَفَبِعَذَابِنَا یَسْتَعْجِلُوْنَ تو اس سے مراد انپر رد کرنا ہے اور انکار کرنا انکے اس
قول فَاَمْطِرْ عَلَیْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ یعنے کہتے تہے اگر یہ دین حق ہے تیرے
پاس سے تو ہمپر پتہر آسمان سے برسا یا لا ہمپر دکہہ کی مار اور انکار کرنا انکے اس قول کا فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا
اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ یعنے تو لے آ جو وعدہ دیتا ہے ہمکو اگر تو سچا ہے اور انکار اسلیے فرمایا کہ
اسمین انہوں نے جلدی طلب کی وہ چیز جسمین انکا سراسر نقصان ہے اور انکا ہلاک ہونا نقد وقت اور

اَفَبِعَذَابِنَا الاٰیۃ مین جملہ بِعَذَابِنَا معطوف ہی مقدر پر جسپر فا عاطفہ دلالت کرتی ہے اور جملہ معطوف علیہ یہ ہی اَیَکُوْنُ حَالُهُمْ كَمَا ذُكِرَ عِنْدَ نُزُوْلِ الْعَذَابِ فَيَسْتَعْجِلُوْنَ یعنے انکا حال عذاب نازل ہونیکے وقت تو یہ ہوگا جو مذکور ہوا پہر عذاب جلد مانگتے ہین اور معطوف معطوف علیہ مین جو منافات ہے وہ کسی پر مخفی نہین ہے یا تقدیر عبارت یون ہے اَیَغْفُلُوْنَ عَنْ ذٰلِكَ مَعَ تَحَقُّقِهٖ وَتَقَرُّرِهٖ وَيَسْتَعْجِلُوْنَ یعنے کیا غافل و بیخبر ہین اس عذاب سے باوجود اسکے متحقق و مقرر ہونیکے اور اسکو جلدی مانگتے ہین اور ظرف کو فصل کی رعایت کے واسطے مقدم کیا ہے اور ہمزہ اَفَرَءَيْتَ مین انکاری ہی اور معطوف ہے معطوف علیہ مقدر پر جو مقام کے مناسب ہے اور معنے رایت کے اخبرنی کے ہین اور خطاب ہمین ہر صالح خطاب کو ہے یعنی بہلا تو بتلا تو اگر برتنے دیا ہمنے انکو کئی برس دنیا مین اور دراز کردین ہمنے انکی عمرین پہر پہنچا انپر وہ عذاب اور ہلاکت جس کا انسے وعدہ تہا تو اسوقت یہ انکی تمتع طویل مدید اور دراز عمرین کس کام آوینگے جو برتتے رہے میمون بن مہران سے مروی ہے کہ وہ ملے حسن بصری سے طواف کرنے کی حالت مین اور انکو آرزو تہی حسن بصری کی ملاقات کی پہر انکو کہا مجہے نصیحت کرو انہون نے اور کچھ نہین کیا سوا اس آیت کی تلاوت کی پہر کہا میمون نے قَدْ وَعَظْتَ فَاَبْلَغْتَ یعنے تونے وعظ کیا پہر وعظ مین مبالغہ کیا اور عمر بن عبدالعزیز سے مروی ہے کہ وہ جب فصل قضا کے لیے جلوس فرماتے تو اس آیت کو تلاوت فرماتے حرف مِنْ وَمَآ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ مین زائد ہے تاکید کے واسطے اور معنے یہ ہین ہمنے کسی بستی کو ہلاک نہین کیا بستیون مین سے مگر انذار اور اعذار کے بعد اسطرح کہ انکی طرف پیغمبر بہیجے اور کتابین اتارین اور ذکرے بمعنے تذکرہ ہے کہا نحاس نے اور یہ قول صحیح ہے اور منذرون بمعنے مذکرون ہے یا تقدیر عبارت یہ ہے اِنْذَارُنَا ذِكْرٰى یا ذٰلِكَ ذِكْرٰى کہا ابن انباری نے هِيَ ذِكْرٰى اَوْ نُذَكِّرُهُمْ ذِكْرٰى یعنے یہ خبر ہے مبتدا محذوف کی یا مفعول مطلق ہے فعل محذوف کا یا مفعول لہ ہے اور ابو البقا نے اسکی تصریح کی ہے اور اخفش نے ترجیح دی ہے کہ یہ خبر ہے مبتدا محذوف کی اور یہ جملہ جملہ معترضہ ہے وَمَا كُنَّا ظٰلِمِيْنَ یعنے لوگون کے عذاب کرنے مین ہم ظلم سے کام نہین لیتے اور نہ ہمارا یہ کام ہے بلکہ قائم کردیا ہمنے

انپر الزام اور ڈرایا اونکو اور عذر دور کردیا انکا وَمَا تَنَزَّلَتْ بِهِ الشَّيٰطِيْنُ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهُمْ

وَمَا يَسْتَطِيْعُوْنَ اِنَّهُمْ عَنِ السَّمْعِ لَمَعْزُوْلُوْنَ ط اور اسکو نہین لے اترے شیطان اور نہ انسے بن آوے اور وہ کر نہ سکین انکو تو سننے کی جگہہ سے کنارہ کردیا ہے **ف** ان آیتون مین اللہ تعالے

اپنی کتاب عزیز کی وصف کرتا ہے جسپر جھوٹ کا دخل نہین آگے سے نہ پیچھے سے اتاری ہوئی ہے حکمتون والے سب
خوبیون سراہے کی طرف سے اتری ہے اسکو فرشتہ معتبر جسکو تائید ہوتی ہے اللہ کیطرف سے اور نہین لے اُتری اسکو شیطان
پہر اللہ تعالے نے تین وجہین بیان کین جن سے ثابت ہوجاتا ہے کہ اسکا اتارنا اُنسے بن نہین سکتا ایک تو یہ کہ ہدایت
کے کامون مین انکی کوشش نہین ہے بلکہ برباد ہوگئی ہے انکی کوشش فساد اور بندون کے گمراہ کرنے مین اور
اس کتاب مین معروف کا حکم ہے اور منکر سے روکا ہے اور یہ نور ہے اور ہدایت اور برہان عظیم پس اس کتاب اور شیطانون
کے درمیان سخت منافات ہے ولہذا فرمایا وما ینبغی لہم یعنے یہ انسے بن نہ آوے اور یہ جو فرمایا اور وہ نہ کرسکین تو اسکے
یہ معنے ہین کہ اگر اُنسے بن ہی سکے تو وہ یہ کام کر نہین سکتے یہ فرمایا اللہ تعالے نے لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ
عَلٰی جَبَلٍ لَّرَاَیْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ یعنے اگر ہم اتارتے یہ قرآن ایک پہاڑ پر تو تو دیکھتا
وہ دب جاتا پہٹ جاتا اللہ کے ڈرسے پہر بیان کیا کہ اگر اُنسے یہ کام بن سکے اور وہ اسکو اٹھا سکین اور ادا کرسکین
تو وہ وہانتک پہنچ نہین سکتے کیونکہ وہ قرآن کے سننے سے اسکے نازل ہونے کے وقت کنارے ہوتے ہین کیونکہ جبتک
حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قرآن شریف اُترتا رہا آسمان سخت چوکیدارون اور انگارون سے بہرا رہا اور شیطانون
مین سے کوئی شیطان قرآن مجید کا ایک حرف تک نہ سن سکا تو کام مشتبہ نہ ہوجاوے اور یہ اللہ تعالی کی مہربانی ہے
اپنے بندونپر اور اسکی حفاظت ہے اپنے شرع کے لیے اور اسکی تائید ہے اپنی کتاب اور رسول کے لیے ولہذا فرمایا اِنَّهُمْ
عَنِ السَّمْعِ لَمَعْزُوْلُوْنَ جیسے اللہ تعالے نے جنون کیطرف سے خبر دی وَاَنَّا لَمَسْنَا السَّمَآءَ فَوَجَدْنٰهَا
مُلِئَتْ حَرَسًا شَدِیْدًا وَّشُهُبًا وَّاَنَّا كُنَّا نَقْعُدُ مِنْهَا مَقَاعِدَ لِلسَّمْعِ فَمَنْ یَّسْتَمِعِ الْاٰنَ یَجِدْ لَهٗ شِهَابًا
رَّصَدًا وَّاَنَّا لَا نَدْرِیْۤ اَشَرٌّ اُرِیْدَ بِمَنْ فِی الْاَرْضِ اَمْ اَرَادَ بِهِمْ رَبُّهُمْ رَشَدًا یعنے جنون نے یہ بھی
کہا کہ ہمنے ٹٹول دیکھا آسمان کو پہر پایا اسکو بہرے ہوے سخت چوکیدار اور انگارے یعنی جنون کو انگارے پڑتے
ہین اور خبر سننے نہین دیتے چوکیدار اور یہ کہ ہم بیٹھتے تھے آسمان کے ٹھکانون مین سننے کو پہر جو کوئی اب سنا چاہے
پاوے اپنے واسطے ایک انگار اگھات مین اور یہ کہ ہم نہین جانتے کہ کچھہ برا ارادہ ٹھہرا ہے زمین کے رہنے والونپر
یا چاہا اُنکے حق مین انکے رب نے راہ پر لانا فتح کا بیان یہ ہے کہ ضمیر مجرور وما تنزلت بہ مین قرآن مجید کیطرف
راجع ہے اور شیاطین کو شیاطون بھی پڑہا گیا ہے واو اور نون کے ساتھ جمع سالم کا حکم دیکر نحاس نے کہا
شیاطون پڑہنا جمیع نحات کے نزدیک غلط ہے اور مبرد نے کہا یہ علماء کی غلطی ہے اور فراء کا بھی یہی قول ہے
اور کہا مورج نے اگر شیطان مشتق ہے شاط یشیط سے تو اس قرات کی وجہ ہو سکتی ہے اور یونس بن حبیب نے

اسکے صحیح ہونے پر یہ کہا ہے کہ مینے ایک اعرابی سے سنا ہو وہ کہتا تہا دخلنہ یسٰاتِینَ مِن وَرآئِہَا یسَٰاتُونَ اور اس آیت مین اللہ عزوجل نے رد کیا ہو اسچیز کا جسکا کافرون نے قرآن مجید مین زعم کیا کہ یہہ اس قبیل سے ہی جسکو شیطان کاہنون پر ڈالتے ہین بعد تحقیق حق کے اسطرح کہ اس کتاب کو فرشتہ معتبر لیکر اترا ہے تو یہ کتاب نہ جادو ہے اور نہ کہانت اور نہ شعر اور نہ ضغاث احلام جیسے کہتے تہے کافر یہر جب اللہ عزوجل نے قرآن مجید کی حقیت کو ثابت کر دیا اور یہ کہ اللہ تعالےٰ کے پاس سے اترا ہے حکم کیا اپنے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو

کہ اکیلے اللہ عزوجل کو پکارین اور فرمایا فَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰہِ اِلٰہًا اٰخَرَ فَتَکُونَ مِنَ الْمُعَذَّبِیْنَ ہ وَاَنْذِرْ

عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ ہ وَاخْفِضْ جَنَاحَکَ لِمَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ہ فَاِنْ عَصَوْکَ فَقُلْ

اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ہ وَتَوَکَّلْ عَلَی الْعَزِیْزِ الرَّحِیْمِ ہ الَّذِیْ یَرٰکَ حِیْنَ تَقُوْمُ وَتَقَلُّبَکَ

فِی السّٰجِدِیْنَ ہ اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ہ سو مت پکار اللہ کے ساتہہ دوسرا حاکم پہر تو پڑے عذاب مین ف یہ فرمایا رسول کو اور سنایا اورون کو ت اور ڈر سنا دے اپنے نزدیک کے ناتے والون کو ف جب یہ آیت اتری تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سارے قریش کو پکار کر سنا دیا اور اپنی پہوپہی تک اور اپنی بیٹی تک اور چچا تک کو سنایا کہ اللہ تعالے کے یہان اپنا فکر کرو خدا کے یہان مین تمہارا کچہہ نہین کر سکتا ت اور اپنے بازو نیچے رکہہ انکے واسطے جو تیرے ساتہہ ہون ایمان والے یعنے شفقت مین کہہ ایمان والون کو اپنے ہون یا پرائے پہر اگر تیری بے حکمی کرین تو کہدے مین الگ ہون تمہارے کام سے یعنے خلاف خدا جو کوئی کرے اس سے تو بیزار رہو جا اپنا ہو یا پرایا پہر وسا کر اس زبردست رحم والے پر جو دیکھتا ہے تجکو جب تو اٹہتا ہے اور تیرا پہرنا نمازیون مین وہ جو ہی وہی ہے سنتا جانتا یعنے جب تو تہجد کو اٹہتا ہے اور یارونکی خبر لیتا ہے کہ یاد مین ہین یا غافل ف ان آیات مین اللہ عزوجل اپنی عبادت کا حکم کرتا ہے حالانکہ وہ اکیلا ہے اسکا کوئی ساجہی نہین ہے اور خبر دیتا ہے کہ جو کوئی اسکے ساتہہ کسی کو ساجہی بناویگا وہ اللہ عزوجل اسکو عذاب کریگا پہر حکم فرمایا اپنے پیغمبر کو کہ ڈر سنا دین اپنے نزدیک کے ناتے والون کو اور یہ کہ کسی کے کچہہ کام نہین آویگا مگر اسکا ایمان اپنے رب عزوجل کے ساتہہ اور ارشاد فرمایا کہ نرم کرے اپنا بازو ان مومن بندون کے واسطے جو اسکے تابعدار ہین اور اللہ تعالےٰ کی مخلوق مین سے جو اسکی نافرمانی کرے وہ کوئی ہو کہین کا ہو اس سے علیحدہ ہو جاوین لہذا فرمایا فَاِنْ عَصَوْکَ فَقُلْ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ اور یہ نذارت خاصہ نذارت عامہ کے منافی نہین ہے بلکہ اسکا ایک فرد ہی کما قال تعالےٰ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُھُمْ فَھُمْ غٰفِلُوْنَ یعنے تو کہ ڈراوے تو ایک

لوگون کو کہ نہین پہونچا انکو باپ دادون سے سو وہ خبر نہین رکہتے کما قال تعالی لتنذر ام القری ومن حولہا یعنے تا تو ڈراوے اصل بستی کو یعنے مکہ کو اور آس پاس والون کو وکما قال تعالی وانذر بہ الذین یخافون ان یحشروا الی ربہم یعنے اور خبردار کردے اس قرآن سے جنکو ڈر ہے کہ جمع ہونگے اپنے رب کے پاس وکما قال تعالی لتبشر بہ المتقین وتنذر بہ قوما لدا یعنے سہل آسان کیا یہ قرآن تیری زبان مین اسواسطے کہ خوشی سناوے تو ڈروالون کو اور ڈراوے جہگڑالو لوگون کو وکما قال تعالے لانذرکم بہ ومن بلغ یعنے تو کہہ اور میری طرف یہ قرآن اترا ہے کہ تمکو اس سے خبردار کردون اور جسکو یہ پہونچے وکما قال تعالی ومن یکفر بہ من الاحزاب فالنار موعدہ یعنے جو کوئی منکر ہو اس قرآن سے سب فرقون مین سو آگ ہے وعدہ اسکا صحیح مسلم مین مرفوعا مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قسم اسکی جسکے ہاتہہ مین میری جان ہے لا یسمع بی احد من ہذہ الامۃ یہودی ولا نصرانی ثم لا یومن بی الا دخل النار یعنے سنیگا مجھکو کوئی اس امت سے یہودی ہو خواہ نصرانی اور ایمان نہ لاوے میرے ساتہہ مگر وہ دوزخ مین جاویگا امت دو قسم ہے ایک امت دعوت یعنے جنکو اسلام کیطرف بلایا اسمین کافر اور مسلمان سب داخل ہین دوسری امت اجابت یعنے جو لوگ ایمان لاگے اسمین صرف مسلمان داخل ہین امت سے مراد اسحدیث مین امت دعوت ہے اور یہودی اور نصرانی کو اسواسطے خاصکر ذکر کیا کہ باوجود اہل کتاب ہونے کے جب انکو بہی ایمان لانا حضرت صلعم پر فرض ہوا تو غیر اہل کتاب کو بطریق اولی ایمان لانا فرض ہوگا اسحدیث سے معلوم ہوا کہ جہان حضرت صلعم کی اور اسلام اور دین کی خبر نہ پہونچی ہو تو وے لوگ معذور ہین انسے صرف خدا کی توحید کا سوال ہوگا رسالت کا سوال نہوگا اور اس آیت کی نزول مین احادیث کثیرہ وارد ہوئی ہین جنکو ہم انشاء اللہ تعالی بیان کرتے ہین سعید بن جبیر نے ابن عباس رض سے روایت کیا کہ جب اللہ عزوجل نے آیت وانذر عشیرتک الاقربین نازل فرمائی تو حضرت صلعم صفا کے پاس آئے اور اسپر چڑہہ گئے پہر لوگون کو بلایا اور لوگ جمع ہوگئے کوئی آدمی خود بخود چلا آتا اور کوئی اپنے رسول کو بہیجدیتا پہر فرمایا رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یا بنی عبد المطلب یا بنی فہر ارایتم لو اخبرتکم ان خیلا بسفح ہذا الجبل ترید ان تغیر علیکم صدقتمونی قالوا نعم قال فانی نذیر لکم بین یدی عذاب شدید فقال ابو لہب تبا لک سائر الیوم اما دعوتنا الا لہذا وانزل اللہ تبت یدا ابی لہب وتب یعنے اے عبد المطلب کی اولاد اے فہر کی اولاد بہلا بتلاؤ اگر مین تمکو خبر دون کہ ایک لشکر اس پہاڑ کے پرے اترا ہوا ہے اور تمکو لوٹنا چاہتا ہے کیا تم مجھکو سچا جانوگے بولے ہان

سچا جانینگے فرمایا مین تمکو ڈراتا ہون سخت عذاب کے ورے ابو لہب مردود بولا تیرے کمبختی ہمیشہ کے لیے تونے ہمکو اسی واسطے بلایا تب اللہ تعالیٰ نے سورۂ لہب اتاری رَوَاهُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ وَرَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ مِنْ طُرُقٍ عَنِ الْاَعْمَشِ بِهٖ اور عائشہ رض سے مروی ہے کہ جب کریمہ وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ اتری تو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھے اور فرمایا يَا فَاطِمَةُ بِنْتَ مُحَمَّدٍ يَا صَفِيَّةُ بِنْتَ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ يَا بَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْئًا سَلُوْنِيْ مِنْ مَّالِيْ مَا شِئْتُمْ یعنے حضرت صلعم نے فرمایا اے فاطمہ محمد صلعم کی بیٹی اے صفیہ رض عبد المطلب کی بیٹی ای عبد المطلب کی اولاد مین مالک نہین تمہاری بہتری کا خدا سے کسی چیز کا میرے مال سے مانگ لو جو تمہارا جی چاہے اِنْفَرَدَ بِاِخْرَاجِهٖ مُسْلِمٌ یعنے دنیا مین اپنے مال دینے مین مجھکو اختیار ہے آخرت کا مین مالک اور مختار نہین ہون بدون ایمان اور نیک عمل کے میری قرابت پر نہ بھولیو ابو ہریرہ رض سے مروی ہے کہ جب یہ آیت وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ اتری تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قریش کو بلایا پھر عام طور پر بلایا اور خاص طور پر بلایا اور کہا اے قریش کی جماعت چھڑاؤ اپنی جانون کو آگ سے ای کعب بن لوی کی اولاد چھوڑاؤ اپنی جانون کو دوزخ سے ای ہاشم کی اولاد چھوڑاؤ اپنی جان کو دوزخ سے ای عبد المطلب کی اولاد چھوڑاؤ اپنی جان کو دوزخ سے ای فاطمہ رض محمد صلعم کی بیٹی چھوڑا اپنی جان کو دوزخ سے اسواسطے کہ مین بیشک مالک نہین تمہارے بچانے کا خدا کے عذاب سے کچھ بھی مگر البتہ تمہاری برادری کا حق ہے سو مین اسکو ملاؤنگا تر و تازہ کر کے یعنی برادری کا حق ادا کرونگا رَوَاهُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ وَالتِّرْمِذِيُّ مِنْ حَدِيْثِ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ بِهٖ وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ غَرِيْبٌ مِّنْ هٰذَا الْوَجْهِ وَرَوَاهُ النَّسَائِيُّ مِنْ حَدِيْثِ مُوْسَى ابْنِ طَلْحَةَ مُرْسَلًا وَلَمْ يَذْكُرْ فِيْهِ اَبَا هُرَيْرَةَ وَالْمَوْصُوْلُ هُوَ الصَّحِيْحُ وَاَخْرَجَاهُ فِي الصَّحِيْحَيْنِ مِنْ حَدِيْثِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ وَاَبِيْ سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اور اعرج نے ابو ہریرہ رض سے مرفوعاً روایت کیا يَا بَنِيْ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ اشْتَرُوْا اَنْفُسَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ يَا صَفِيَّةُ عَمَّةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَا فَاطِمَةُ بِنْتَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اشْتَرِيَا اَنْفُسَكُمَا مِنَ اللّٰهِ فَاِنِّيْ لَآ اُغْنِيْ عَنْكُمَا مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا سَلَانِيْ مِنْ مَّالِيْ مَا شِئْتُمَا یعنے حضرت صلعم نے فرمایا اے عبد المطلب کی اولاد خرید لو یعنے بچا لو اپنی جانین اللہ کے عذاب سے ای صفیہ اللہ کے پیغمبر کی پھوپھی اور اے فاطمہ اللہ کے پیغمبر کی بیٹی بچاؤ تم دونو اپنی جانین اللہ تعالےٰ کی عذاب سے اسواسطے کہ مین بیشک مالک نہین تمہارے بچانے کا خدا کے عذاب سے کچھ بھی میرے

ال مین سے مانگے جو شے آپ کے جی چاہے رواہ الامام احمد وتفرد بہ من ہذا الوجہ وتفرد بہ عن معاویۃ
عن زائدۃ عن ابی الزناد عن الاعرج عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم بنحوہ
ورواہ ایضا عن حسن ابن لہیعۃ عن الاعرج عن ابی ہریرۃ مرفوعا اور موسے بن وردان سے
ابوہریرہ رض سے مرفوعا روایت کیا یا بنی قصی یا بنی ہاشم یا بنی عبد مناف انا النذیر والموت
المغیر والساعۃ الموعد یعنے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مین ڈرانے والا ہون اور موت لوٹیرون کی
طرح ناگہان آنے والی ہے اور قیامت وعدہ گاہ ہے رواہ ابویعلی اور عثمان نے روایت کیا قبیصہ بن مخارق اور
زہیر بن عمرو سے ان دونون نے کہا جب آیت وانذر عشیرتک الاقربین اتری تو حضرت صلعم پہاڑ
کے ایک بڑے پتھر پر چڑھ گئے جسکے اوپر ایک اور پتھر تہا اور پکارنے لگے یا بنی عبد مناف انی نذیر انما
مثلی ومثلکم کمثل رجل رای العدو فانطلق یربا اہلہ یخشی ان یسبقوہ فجعل یہتف
یا صباحاہ یعنے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے عبد مناف کی اولاد مین عذاب الہی سے تمہارا ڈرانے والا ہون
اور میری تمہاری مثل جیسے اس مرد کی مثل جسنے دشمن کو دیکھ لیا کہ غارت کو جاتے ہین تو وہ مرد چلا کہ اپنے
لوگون کو بچاوے سو ڈرا کہ اسکے پہونچنے سے دشمن آگے پہونچ جاوینگے تو وہین سے چلانے لگا کہ ارے لوگو
خبردار ہو جاؤ کہ دشمن آ پہونچا رواہ الامام احمد ورواہ مسلم والنسائی من حدیث سلیمان بن
طرخان التیمی عن ابی عثمان عبد الرحمن بن سہل النہدی عن قبیصۃ وزہیر بن
عمرو الہلالی بہ پانچوین حدیث حضرت علی رض سے مروی ہے کہ جب آیت وانذر عشیرتک الاقربین
نازل ہوئی تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے کنبے کے لوگون کو جمع کیا تو تیس نفر جمع ہوئے پہر انہون
نے کہایا اور پیا اور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکو فرمایا کون شخص ہے کہ قبول کرے مجھ سے دین میرا اور
میرے وعدے اور ہووے میرے ساتھ بہشت مین اور ہووے میرا خلیفہ میرے اہل مین کہا راوی نے
پہر پیش کی حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بات اپنے گھر والونپر تو علی نے کہا مین قبول کرتا ہون دین آپکا
اور مین ثابت ہونگا آپکے وعدونپر رواہ الامام احمد عن اسود بن عامر عن شریک الحدیث کا
دوسرا سیاق جو اس سے ابسط ہے ربیعہ بن ناجد نے حضرت علی رض سے روایت کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے عبد المطلب کی اولاد کو جمع کیا اور وہ ایک جماعت تہی اور ان مین سے ہر ایک ایسا تہا کہ بکری
کا بچہ تمام کہا جاوے اور پانی کا ایک فرق پیجاوے (فرق ایک بہت بڑا پیمانہ ہوتا ہے) تو آپنے

انکے واسطے قریبًا تین پاؤ کے کہانا تیار کیا پہر انہون نے کہایا یہانتک کہ سیر ہو گئے اور کہانا اتنے کا اتنا ہی رہا
گویا اسکو کسی نے ہاتہ نہین لگایا پہر آپنے پانی منگایا پہر انہون نے پیا یہانتک کہ سیراب ہو گئے اور پانی ویسیکا ویسا
ہی پڑا رہا گویا اسکو ہاتہ نہین لگایا یا اس مین سے کسی نے نہین پیا (یہ راوی کو شک ہے کہ یہ فرمایا یا وہ فرمایا)
اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عبد المطلب کی اولاد مین تمہاریطرف خاص طور پر بہیجا گیا ہون اور لوگون
کیطرف عام طور پر اور تم دیکھ چکے ہو یہ نشانی پہر تم مین کون شخص میری ساتہہ بیعت کرتا ہے کہ وہ میرا بہائی
بن جاوے اور میرا ساتہی فرمایا حضرت علیؓ نے پہر کوئی نہین اٹہا طرف آپکی پہر مین اٹہا آپکی طرف اور مین سب لوگون سے چہوٹا تہا
حضرت صلعم نے فرمایا بیٹھ جا پہر حضرت صلعم نے تین بار یہی فرمایا ہر بار مین ہی اٹہتا رہا اور آپ فرماتے رہے بیٹھ جا
یہانتک کہ تیسرا مرتبہ ہوا تو آپنے اپنا ہاتہ میرے ہاتہ پر مارا اس حدیث کا ایک اور طریق جو اس سیاق سے
اغرب اور ابسط ہے اور زیادتیون کے ساتہ ابن عباسؓ نے علی ابن ابی طالب سے روایت کیا کہ جب آیت حضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئی وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ
مِنَ الْمُؤْمِنِينَ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مینے سمجہ لیا کہ اگر مین اپنی قوم کو اپنا دین جلد سمجہانے لگا
تو انسے وہ بات دیکہونگا جو مجہکو بری معلوم ہوگی یعنے ایذارسانی کا اندیشہ ہے پہر مین چپ رہا اور میرے پاس
جبرئیلؑ آئے اور کہنے لگے يَا مُحَمَّدُ إِنْ لَمْ تَفْعَلْ مَا أُمِرْتَ بِهِ عَذَّبَكَ رَبُّكَ قَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ
عَنْهُ فَدَعَانِي فَقَالَ يَا عَلِيُّ إِنَّ اللهَ تَعَالَى قَدْ أَمَرَنِي أَنْ أُنْذِرَ عَشِيرَتِيَ الْأَقْرَبِينَ فَعَرَفْتُ
أَنِّي إِنْ بَادَرْتُهُمْ بِذٰلِكَ رَأَيْتُ مَا أَكْرَهُ فَصَمَتُّ عَنْ ذٰلِكَ ثُمَّ جَاءَنِي جِبْرَائِيلُ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ
إِنْ لَمْ تَفْعَلْ مَا أُمِرْتَ بِهِ عَذَّبَكَ رَبُّكَ فَاصْنَعْ لَنَا يَا عَلِيُّ شَاةً عَلَى صَاعٍ مِنْ طَعَامٍ وَأَعِدَّ
لَنَا عُسَّ لَبَنٍ ثُمَّ اجْمَعْ لِي بَنِي عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَفَعَلْتُ فَاجْتَمَعُوا إِلَيْهِ وَهُمْ يَوْمَئِذٍ أَرْبَعُونَ
رَجُلًا أَوْ يَنْقُصُونَ رَجُلًا فِيهِمْ أَعْمَامُهُ أَبُو طَالِبٍ وَحَمْزَةُ وَالْعَبَّاسُ وَأَبُو لَهَبٍ الْكَافِرُ
الْخَبِيثُ فَقَدَّمْتُ إِلَيْهِمْ تِلْكَ الْجَفْنَةَ فَأَخَذَ مِنْهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِذْبَةً
فَشَقَّهَا بِأَسْنَانِهِ ثُمَّ رَمَى بِهِ فِي نَوَاحِيهَا وَقَالَ كُلُوا بِسْمِ اللهِ فَأَكَلَ الْقَوْمُ حَتَّى نَهِلُوا
عَنْهُ مَا يُرَى إِلَّا آثَارُ أَصَابِعِهِمْ وَاللهِ إِنْ كَانَ الرَّجُلُ مِنْهُمْ لَيَأْكُلُ مِثْلَهَا ثُمَّ قَالَ رَسُولُ
اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْقِهِمْ يَا عَلِيُّ فَجِئْتُ بِذٰلِكَ الْقَعْبِ فَشَرِبُوا حَتَّى نَهِلُوا جَمِيعًا
وَايْمُ اللهِ إِنْ كَانَ الرَّجُلُ لَيَشْرَبُ مِثْلَهُ فَلَمَّا أَرَادَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ

يكلمهم بدره ابو لهب الى الكلام فقال لهذا سحركم صاحبكم فتفرقوا ولم يكلمهم رسول الله صلى الله عليه وسلم فلما كان من الغد قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا علي عد لنا بمثل الذي كنت صنعت بالامس من الطعام والشراب فان هذا الرجل قد بدرني الى ما سمعت قبل ان اكلم القوم ففعلت ثم جمعتهم له فصنع رسول الله صلى الله عليه وسلم كما صنع بالامس فاكلوا حتى نهلوا عنه وايم الله ان كان الرجل منهم ليأكل مثلها ثم قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اسقهم يا علي فجئت بذلك القعب فشربوا حتى نهلوا جميعا وايم الله ان كان الرجل منهم ليشرب مثله فلما اراد رسول الله صلى الله عليه وسلم بدره ابو لهب بالكلام فقال لهذا سحركم صاحبكم فتفرقوا ولم يكلمهم رسول الله صلى الله عليه وسلم فلما كان من الغد قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا علي عد لنا بمثل الذي كنت صنعت لنا بالامس من الطعام والشراب فان هذا الرجل قد بدرني الى ما سمعت قبل ان اكلم القوم ففعلت ثم جمعتهم له فصنع رسول الله صلى الله عليه وسلم كما صنع بالامس فاكلوا حتى نهلوا ثم سقيتهم من ذلك القعب وايم الله ان كان الرجل منهم ليأكل مثلها ويشرب مثلها ثم قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا بني عبد المطلب اني والله ما اعلم شابا من العرب جاء قومه بافضل مما جئتكم به اني قد جئتكم بخير امر الدنيا والاخرة وقد امرني الله ان ادعوكم اليه فايكم يوازرني على هذا الامر على ان يكون اخي كذا وكذا قال فاحجم القوم عنها جميعا وقلت اني لاحدثهم سنا وارمصهم عينا واعظمهم بطنا واخمشهم ساقا انا يا نبي الله اكون وزيرك عليه فاخذ برقبتي ثم قال ان هذا اخي وكذا وكذا فاسمعوا واطيعوا ثم قام القوم يضحكون ويقولون لابي طالب قد امرك ان تسمع لابنك وتطيع يعنے اے محمد اگر تو نہ کریگا جس کام کا تجھے حکم ہوا ہے تو تیرا رب تجھے عذاب کریگا امیر المؤمنین علی فرماتے ہین پھر مجھکو حضرت صنے بلایا اور فرمایا اے علی اللہ تعالے نے مجھکو ارشاد فرمایا ہے کہ میں اپنے نزدیک کے ناطے والون کو ڈر سناؤن پھر مینے سمجھا کہ اگر مینے انکو ناگہان ڈرایا تو انسے وہ بات دیکھونگا جو مجھکو بری معلوم ہوگی پھر مین چپکا ہو رہا پھر میرے پاس جبرائیل ع آئے اور فرمایا اے محمد اگر تو اللہ کے ارشاد کے مطابق

عمل نکریگا تو تیرا رب تجھکو عذاب کریگا پہر تو ہمارے واسطے ایک بکری کاٹ اور ایک صاع غلہ کا کہانا تیار کر اور ایک بڑا
پیالہ دودہ کا مہیا کر پہر اکٹھا کر میرے واسطے عبد المطلب کی اولاد کو پہر مینے ویسا ہی کیا اور وہ سب آپکے پاس آ
جمع ہوئے اور وہ اسدن ایک اوپر چالیس نفر تہے یا ایک کم انمین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچے بھی تہے
یعنے ابوطالب اور حمزہ اور عباس اور ابولہب کافر خبیث پہر مینے اونکے آگے کہانیکا لگن رکہدیا پہر اس لگن
مین سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ٹکڑا پکڑا اور اسکو اپنے مبارک دانتون سے توڑا اور اس لگن کے چارون
طرف ڈالدیا اور فرمایا کہاؤ اللہ تعالے کے نام سے پہر اونہون نے کہایا یہانتک کہ سیر ہو گئے اور وہ لگن ویسے کا
ویسا ہی تہا صرف اسمین انکی انگلیون کے نشان دکہائی دیتے تہے اور بخدا انمین سے ہر ایک اس لگن کے
مطابق کہانے والا تہا پہر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اب انکو دودہ پلا اے علی پہر لایا مین وہ
دودہ کا پیالہ پہر انہون نے اس سے دودہ پیا یہانتک کہ وہ سب سیراب ہو گئے اور اللہ کی قسم انمین سے ہر ایک اس
پیالے کے مطابق پانی پینے والا تہا جب حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کلام کرنا چاہا تو ابولہب پلید پہلے
ہی بول اٹہا اسی بات کے واسطے اسنے تمکو یہ جادو کرکے دکہایا ہے پہر وہ جدا ہو گئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے انسے کوئی بات نکی جب کل کا دن ہوا تو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے علی جیسے تونے
کل کہانا پینا تیار کیا تہا آج بہی تیار کر کیونکہ ابولہب نے میری بات کرنے سے پہلے کہا جو تونے سن لیا پہر مینے کہانا
پینا تیار کیا پہر مینے انکو اکٹھا کیا اور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ویسا ہی کیا جیسے پہلے دن کیا یعنے
پیالہ مین سے ایک ٹکڑا لیکر اپنے دانتون سے توڑ کر اسکے چارون طرف ڈالدیا اور فرمایا کہاؤ اللہ تعالے کے نام سے پہر انہون
نے کہایا یہانتک کہ سیر ہو گئے بخدا انمین سے ہر ایک اس پیالہ کے مطابق کہانے والا تہا پہر آپ نے فرمایا
دودہ پلا انکو اے علی پہر مین دودہ کا پیالہ لایا پہر انہون نے اس سے پیا یہانتک کہ سیراب ہو گئے اور بخدا ان
مین سے ہر ایک اس پیالے کے مطابق پینے والا تہا پہر جب حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انسے بات کرنا چاہا
تو ابولہب پلید پہلے ہی بول اٹہا کہ اسنے ایسے تمکو جادو کیا ہے پہر سب جدا ہو گئے اور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے کوئی بات نکی پہر جب اگلا دن ہوا تو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے علی تیار کر ہمارے
واسطے کل کیطرح کہانا پینا کیونکہ ابولہب نے میرے بات کرنے سے پہلے کہا جو تونے سنا پہر مینے تیار کیا اور سب لوگون
کو بلایا پہر حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہلے دنون کیطرح لگن مین سے ایک ٹکڑا لیکر توڑ کر اسکے
چارون طرف ڈالدیا پہر انہون نے کہایا یہانتک کہ سیر ہو گئے پہر مینے انکو پلایا یہانتک کہ سیراب ہو گئے بخدا

انمین سی ہر ایک اس لگن کے مطابق کہاتا اور اس پیالہ کے مطابق پیتا تہا پہر حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا
ای عبد المطلب کی اولاد بیشک مین اللہ کی قسم نہین جانتا کہ عرب کا کوئی جوان اپنی قوم کے پاس لایا اس سے بہتر
جو مین تمہارے پاس لایا ہون لایا تمہارے پاس دنیا و آخرت کی بہلائی اور مجہکو اللہ تعالی نے حکم فرمایا کہ مین تمکو
اسکی طرف بلاؤن پہر تم مین سے کون ہی جو میری مدد کرے اس کام مین اس شرط پر کہ وہ بہائی ہو میرا اور ایسا اور ایسا
پہر سب کے سب بازرہی اس بات کی ماننے سی اور مین نے کہا کہ مین ان مین سی نوعمر ہون اور میری آنکہہ مین زیادہ میل آتی
ہے اور میرا پیٹ سب سے بڑا ہے اور میری پنڈلیان چہلی ہوئی ہین مین اے اللہ کے پیغمبر اس امر پر آپکا مددگار
ہون پہر آپ نے میری گردن پکڑی اور فرمایا یہ میرا بہائی ہے اور ایسا اور ایسا تو اسکی بات سنو اور اسکا کہا مانو پہر
لوگ ہنستے اٹہے اور کہتے تہے ابو طالب کو تیرا بہتیجا تجہکو حکم کرتا ہے کہ تو اپنے بیٹے کی بات سنے اور اسکا کہا مانے
رَوَاہُ الْحَافِظُ اَبُوْبَکْرٍ الْبَیْہَقِیُّ فِیْ دَلَائِلِ النُّبُوَّۃِ کہا حافظ عماد الدین بن کثیر نے متفرد ہوا ہے
اس سیاق کے ساتہہ عبد الغفار بن قاسم بن مریم اور وہ متروک ہے کذاب ہی شیعی ہے علی بن مدینی وغیرہ نے
اسکو حدیث بنانے کے ساتہہ متہم کیا ہے اور اور اماموں نے اسکو ضعیف کہا ہی اس حدیث کا ایک اور طریق حضرت
علی رض سے مروی ہے کہ جب یہ آیت اتری حضرت صلعم نے مجہسے فرمایا تیار کر میرے واسطے ایک بکری کا پاؤن
ایک صاع طعام کے ساتہہ اور ایک برتن دودہ کا کہا امیر المومنین علی رض نے پہر مینے یہ کام کیا پہر مجہکو فرمایا بلا لا ہاشم
کی اولاد پہر مین انکو بلا لایا اور وہ اسوقت ایک کم چالیس تہے یا ایک اوپر اور ان مین دس تو ایسے تہے کہ
انمین سے ہر ایک بکری کا بچہ کہانے والا تہا جب انکے آگے کہانے کا لگن رکہا تو حضرت صلعم نے اسکی چوٹی مین سے
کچہہ کہانا اوٹہایا پہر فرمایا کہاؤ پہر انہون نے کہایا یہانتک کہ سیر ہوگئے اور وہ پیالہ اسی طرح لبریز تہا نکم
کیا انہون نے اسمین سی مگر تہوڑا ہی پہر مین دودہ کا برتن لایا اور انہون سے پیا یہانتک کہ وہ سیراب
ہوگئے اور بہت سا بچ رہا جب وہ فارغ ہوئے تو حضرت صلعم نے چاہا کہ انسے کلام کرین پر انہون نے پہل کی
اور بولے آجکی طرح کبہی جادو نہین دیکہا اور حضرت صلعم خاموش رہے پہر مجہکو فرمایا تیار کر بکری کا پاؤن ایک صاع
طعام کے ساتہہ پہر مینے تیار کیا اور انکو بلایا جب وہ کہا چکے اور پی چکے تو حضرت صلعم نے کلام شروع کی کون
تم مین سے ادا کریگا دین میرا اور ہو خلیفہ میرا میرے اہل مین پہر سب چپ رہے اور عباس رض بہی ساکت رہے اس
ڈر سے کہ کہین اس کام مین انکا مال نہ جاوے اور مین چپ رہا عباس رض کے لیے اسلیے کہ وہ بڑے تہے پہر آپ
نے دوسری بار وہی فرمایا پہر بہی عباس رض چپ رہے جب مین نے دیکہا کہ کوئی نہین بولتا تو مینے کہا یا رسول اللہ

مین انکا دین ایکطرف اڑا کر دونگا اور مین اوسدن بہت بدہیئت تہا انھین چندہی دنون مین سب پڑا ہنڈلیان
چھلی ہوئین پس یہ متعدد طرق ہین اسحدیث کی حضرت علی رض سے اور یہ کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
سوال کیا اپنے چچاؤن اور انکی اولاد سے کہ حضرت کیطرف سے لوگون کو دین پہنچاوین اور اسکے اہل مین
خلیفہ بنین اگر آپ اللہ تعالی کی راہ مین مارے جاوین گویا آپ کو ڈر تہا تبلیغ رسالت مین مارے جانیکا جب اللہ
تعالے نے یہ آیت اتاری یَاَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ
رِسَالَتَهٗ وَاللّٰهُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ یعنے ای رسول پہنچا جو تجھکو اترا ہے تیرے ربسے اور اگر یہ نہ کیا تو تونے
کچھہ نہ پہنچایا اسکا پیغام اور اللہ تجھکو بچاوے گا لوگون سے پس سب قوت بیخوف ہو گئی اور اس سے پہلے پہرہ مین رہتے
تہے یہانتک کہ یہ آیت اتری وَاللّٰهُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ اور بنی ہاشم مین کسی کا ایمان مضبوط اور یقین
محکم اور حضرت ص کے لیے تصدیق حضرت علی رض سے بڑھکر نہ تہی رضی اللہ عنہ اسی لیے انہون نے حضرت ص
کا حکم ماننے مین جلدی کی بعد ازان عیان ہو کر حضرت ص نے لوگون کو توحید کیطرف بلانا شروع کیا یہان
تک کہ صفا پر چڑھ گئے اور سب جد کی برادرون کو عموماً اور خصوصاً بلایا اور فرمایا مین ڈرسنانے والا ہون
اور اللہ دیتا ہے جسکو چاہتا ہے سیدی ابو عبدالواحد دمشقی کہتے ہین مینے دیکھا ابو الدرداء رض کو کہ لوگون کو حدیث
سناتے تہے اور انکو فتوے دیتے تہے اور انکا بیٹا انکے پہلو مین تہا اور انکے گہر والے مسجد کی ایک طرف بیٹھے تہے
کسی نے کہا لوگ تو شوق سے حاصل کرتے ہین اسکو جو آپکے پاس ہے (یعنے علم قرآن وحدیث) اور آپکے
گہر والے بیٹھے کہیل رہے ہین انہون نے کہا اسلیے کہ مینے سنا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ فرماتے تہے اَزْهَدُ
النَّاسِ فِی الدُّنْیَا الْاَنْبِیَاءُ وَاَشَدُّهُمْ عَلَیْهِمُ الْاَقْرَبُوْنَ یعنے سب لوگون سے بڑہکر دنیا سے بے
رغبت پیغمبر ہوتے ہین اور انکے سخت مخالف انکے رشتہ دار ہوتے ہین اور یہ قرآن مجید مین موجود ہے اللہ تعالی
نے فرمایا وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ وَاخْفِضْ جَنَاحَکَ لِمَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ فَاِنْ
عَصَوْکَ فَقُلْ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ یعنے اور ڈرسنا دے اپنے نزدیک کے ناتے والون کو اور اپنے
بازو نیچے رکہہ انکے واسطے جو تیرے ساتہہ ہون ایمان والے پہر اگر تیری بیحکمی کرین تو کہدے مین الگ ہون
تمہارے کام سے اور پہر فرمایا وَتَوَکَّلْ عَلَی الْعَزِیْزِ الرَّحِیْمِ یعنے اپنے ساری کامون مین بہروسا کر اس زبر
دست رحم والے پر وہی تیرا موید ہے اور ناصر اور حافظ اور ناصر اور تیرے کلمہ کو بالا کرنے والا اور یہ جو فرمایا
وہ جو دیکھتا ہے تجھکو جب تو اٹھتا ہے یعنی اسکی عنایت تیرے شامل حال ہے کما قال تعالی فَاصْبِرْ لِحُکْمِ

رَبِّكَ فَإِنَّكَ بِأَعْيُنِنَا یعنے اب تو ٹہرا رہ دیکھ اپنے رب کے حکم کی تو تو ہماری آنکھ کے سامنے ہی کہا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس آیت
کی تفسیر مین کہ تجھکو دیکھتا ہے جب نماز کے لیے اُٹھتا ہے اور کہا عکرمہ رضی اللہ عنہ نے وہ دیکھتا ہے تیرا قیام اور رکوع اور سجود اور
کہا حسن نے وہ جو تجھکو دیکھتا ہے جب تو تنہا نماز پڑہتا ہے اور ضحاک نے کہا وہ جو تجھکو دیکھتا ہے جب تو اُٹھتا
ہے اپنے فراش سے یا اپنی مجلس سے اور قتادہ نے کہا وہ جو تجھکو دیکھتا ہے تیرے کہڑے ہونے کی حالت مین اور
بیٹھنے کی حالت مین اور تیری تمام حالتون مین اور قتادہ نے کہا اس آیت کی تفسیر مین کہ وہ جو تجھکو دیکھتا ہے جب تو
اُٹھتا ہے اور تیرا پہرنا نمازیون مین یہ کہا کہ وہ جو تجھکو نماز مین دیکھتا ہے جب تو اکیلے نماز پڑہتا ہے اور
جب تو جماعت مین پڑہتا ہے یہی قول ہے عکرمہ اور عطاء خراسانی اور حسن بصری کا اور مجاہد نے کہا حضرت صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے پیچہے سے بھی ویسا ہی دیکھتے جیسے اپنے آگے سے اور یہ حدیث صحیح اس قول کی شاہد ہے سَوُّوا
صُفُوفَكُمْ فَإِنِّي أَرَاكُمْ مِّنْ وَّرَاءِ ظَهْرِي یعنے صفون کو برابر کرو اسلیے کہ مین تمکو پیچہے سے بھی دیکھتا
ہون اور ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تفسیر مین یہ کہا کہ وہ دیکھتا ہے تیرا پہرنا ایک پیغمبر کی پشت سے دوسرے پیغمبر
کی پشت مین یہانتک کہ تجھکو نکالا پیغمبر بنا کر رَوَاهُ الْبَزَّارُ وَابْنُ أَبِي حَاتِمٍ مِّنْ طَرِيقَيْنِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ
اور یہ جو فرمایا وہ سمیع علیم ہے یعنے اپنے بندون کے اقوال سنتا ہے اور انکی حرکات اور سکنات سے خبردار ہے جیسے
اللہ تعالے نے فرمایا وَمَا تَكُونُ فِي شَأْنٍ وَّمَا تَتْلُوا مِنْهُ مِنْ قُرْآنٍ وَّلَا تَعْمَلُونَ مِنْ عَمَلٍ إِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ
شُهُودًا إِذْ تُفِيضُونَ فِيهِ وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَّبِّكَ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَ
لَا أَصْغَرَ مِنْ ذَٰلِكَ وَلَا أَكْبَرَ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ یعنے اور نہین ہوتا تو کسی حال مین اور نہ پڑہتا ہے
تو اسمین سے کچہ قرآن اور نہین کرتے ہو تم کچہ کام کہ ہم نہین ہوتے حاضر تمہارے پاس جب تم لگتے ہو اسمین اور
غائب نہین رہتا تیرے رب سے ایک ذرہ بہر زمین مین اور نہ آسمان مین اور نہ چھوٹا اسمین اور نہ بڑا جو نہین ہے
کہلی کتاب مین انتہے ما فی تفسیر ابن کثیر رح فتح کا بیان یہ ہے کہ اگر تو نے انکا کہا مانا تو تجہ کو عذاب دیا جاویگا
اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب کیا اس حکم کے ساتہہ باوجود اسکے کہ آپ شرک سے منزہ اور کفر
سے معصوم تہے واسطے رغبت دینے عباد کے توحید اور منع کرنے انکے شرک کے اختلاط سے گویا یہ فرمایا تو ساری
مخلوق سے میرے نزدیک بزرگ ہے اور سب سے زیادہ عزیز اگر تو بہی میرے ساتہہ اور معبود ٹہرالیوے تو تجکو
بھی عذاب کرونگا تو اگر تیرے سوا اور لوگ اس بات کے مرتکب ہون تو کیا انکو عذاب نہ کرونگا کہا سلیمان جمل نے حاشیہ
جلالین مین مخاطب تو حضرت صلعم ہین اور مراد امت ہی اور آیت وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ کی تفسیر مین

کہا کہ ڈرانے والون کو خاص کیا کیونکہ انکے حال کے ساتھہ اہتمام اولی تہا اور حق کیطرف بلانا انکو مقدم تہا بعض
نے کہا عشیرہ اقربین سے مراد قریش ہین اور بعضنے کہا عبد مناف کی اولاد اور بعض نے کہا بنو ہاشم اور بخاری مسلم
وغیرہما مین ابو ہریرہؓ سے ثابت ہی کہ جب یہ آیت اتری تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قریش کو بلایا پہر
عام طور پر بلایا اور خاص طور پر بلایا اور فرمایا اے قریش کی جماعت چہوڑاؤ اپنی جانون کو آگ سے اسواسطے کہ مین مالک
نہین تمہارے نقصان دور کرنے کا اور نہ تمکو فائدہ پہنچانے کا اے کعب بن لوی کی اولاد چہوڑاؤ اپنی جانین
آگ سے اسواسطے کہ مین نہین مالک تمہاری نقصان دور کرنے کا اور نہ فائدہ پہنچانے کا اے قصی کی اولاد چہوڑاؤ
اپنی جانین آگ سے اسواسطے کہ مین نہین مالک تمہارے نقصان دور کرنے کا اور نہ تمکو فائدہ پہنچانے کا اے
عبد المطلب کی اولاد چہوڑاؤ اپنی جانین آگ سے اسواسطے کہ مین مالک نہین تمہارے نقصان دور کرنے کا
اور نہ تمکو فائدہ پہنچانے کا اے فاطمہ محمد کی بیٹی چہوڑا اپنی جان آگ سے اسواسطے کہ مین نہین مالک تجہہ سے نقصان
دور کرنے کا اور نہ تجہکو فائدہ پہونچانے کا مگر البتہ تمہاری برادری کا حق ہے سو مین اسکو ملاؤنگا تر و تازہ کرکے
یعنے برادری کا حق ادا کرونگا مترجم عفا اللہ عنہ کہتا ہے حافظ ابن کثیر نے اس حدیث کو متعدد طریق سے بیان
کیا اور مطلب یہ ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اوپر سے نیچے تک سب یکجائی برادرون کو علیحدہ علیحدہ نام
لیکر حکم الٰہی سنادیا یعنے بدون ایمان اور نیک عمل کے میری برادری پر گہمنڈ نہ کیجو کہ بدون ایمان کے کسی کو
دوزخ سے نہ بچا سکونگا باقی رہے گنہگار مسلمانون کی شفاعت سو خدا کی اجازت کے بعد ہوگی رہا برادری کا
حق سو بخوبی ادا کرونگا کہا علامہ ابو الطیب علیہ الرحمۃ نے اور اسبابمین صحابہ کی ایک جماعت سے حدیثین وارد
ہین سو ان حدیثون مین حضرت صلعم نے عشیرہ اقربین کا بیان کردیا اور انکو ڈرایا اور جاگر ہوکر جناح بمعنے
جانب ہے جب کوئی اپنا بازو نرم کرے تو کہتے ہین خفض جناحہ اور اسمین عمدہ استعارہ ہے اور مطلب
یہ ہے کہ اپنا بازو نرم کر اور تواضع کر اور مومنین سے موحدین مراد ہین وہ عشیرت مین سے ہون یا غیر عشیرت
مین سے اور ظاہر کرلنکے واسطے محبت اور عزت اور معاف کر انکو اگر وہ تیرا خلاف کرین اور تیری تابعداری نکرین تو
تو انکو کہہ مین بیزار ہون تمہارے کام سے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مومنین سے وہ لوگ مراد ہین جنہون نے میلان
ظاہر کیا ایمان کے واسطے اور زبان سے تصدیق کی کیونکہ خالص ایماندار تو آپکی نافرمانی نہین کرتے اور نہ آپکی
مخالفت کرتے ہین پہر بیان فرمایا اس چیز کا جسپر انکی نافرمانی کے وقت تکیہ کیا جاوے اور فرمایا اور بہروسا کر
اس زبردست رحم والے پر یعنے اپنے تمام کام اسی کی سپرد کر کیونکہ وہ اعداء کے مغلوب کرنے پر قادر ہے اور

رحم والا اپنے دوستون کی لیے وہ جو تجکو دیکہتا ہے جب تو کہڑا ہوتا ہے نماز کے واسطے اکیلا اکثر مفسر کا تو
یہی قول ہے اور کہا مجاہد نے جب تو کہڑا ہوتا ہے جہان تو ہووے وتقلبک فی الساجدین اور تجہکو دیکہتا
ہے جب تو جماعت مین نماز پڑہتا ہے حالت رکوع اور سجدے مین اور قیام مین اکثر مفسرونکا یہی قول ہے اور
مقاتل نے امام اعظم علیہ الرحمۃ سے سوال کیا کہ جماعت کی ساتہہ نماز پڑہنے کا ذکر بہی قرآن مجید مین موجود ہے فرمایا
مجہے یاد نہین ہے تب مقاتل نے یہ آیت پڑہی بعض نے کہا التقوم مین تہجد کیطرف اٹہنا مراد ہے اور تقلب سے
یارون کی خبر لینا مراد ہے کہ یاد مین ہین یا غافل لگی قال مجاھد کہا ابن عباس رض نے تقلب سی قیام اور رکوع
اور سجود مراد ہے اور انہی سے مروی ہی کہ کہا اونہون نے وہ تجہکو دیکہتا ہے حالانکہ تو نمازیون مین ہوتا ہے اٹہتا
ہے اور بیٹہتا ہے انکی ساتہہ اور یہبی انہی سے مروی ہی کہ حضرت ص جب نماز کی واسطے کہڑے ہوتی تو پچہلون کو دیکہتی
جیسے اپنی آگے دیکہتی اور یہ ثابت ہی صحیحین و غیرہما کی حدیث مین جسکو ابو ہریرہ رض نے روایت کیا کہ حضرت صلعم
نے فرمایا ھل ترون قبلتی ھھنا فواللہ ما یخفی علی خشوعکم ولا رکوعکم وانی لاراکم
من وراء ظہری یعنے تم سمجہتے ہو گے کہ مین صرف اسی طرف دیکہتا ہون پس خدا کی قسم مجہپر تمہارا خشوع
اور رکوع پوشیدہ نہین ہے اور مین تو تمکو پیٹہہ کے پیچہے سے بہی دیکہتا ہون ھل انبئکم علی من

تنزل الشیطین تنزل علی کل افاک اثیم یلقون السمع واکثرھم کذبون ۵ و
الشعراء یتبعھم الغاون ۵ الم تر انھم فی کل واد یھیمون ۵ وانھم یقولون ما لا یفعلون ۵
الا الذین امنوا وعملوا الصلحت وذکروا اللہ کثیرا وانتصروا من بعد ما ظلموا وسیعلم الذین
ظلموا ای منقلب ینقلبون ۵ مین بتاؤن تمکو کسپر اترتے ہین شیطان اترتے ہین ہر جہوٹے گنہگار پر
لا ڈالتے ہین سنی بات اور بہت ان مین جہوٹے ہین ف ایک لوگ تہی کاہن کہلاتے کسی شیطان سے
دوستی کر رکہتے نذر و نیاز دیکر وہ سب شیطانون مین ملکر جاتا ہے فرشتون کی باتین سننے وہان انگارے
مارتے ہین جو تارے چہوٹتے نظر آتے ہیں جو ایک دو بات کان مین پڑ گئی اگر اوسنے اپنے دوست پر ڈالی
اوسنے لوگون کو بتادی لوگ اسکے قائل ہوی جو سچا کاہن سو یہ ہے اور بہت لوگ مکر بناتے ہین بعضی
چیز انسان سی چہپی ہے پر شیطان کو معلوم ہے جیسے سو پچاس کوس کے احوال یا کسی کی جیب مین کیا ہی
یا اسکے دلمین خیال کیا ہی اور اگلی خبر شیطان کو بہی معلوم نہین مگر ایک دو بات جو فرشتون سے سنی اور
وسن ہیس ملالین اٹکل سے اٹکل جہوٹ پڑی یا سچ ہو شیطان نیک بختون سی بیزار ہی کہ یہ اسکو برا جانتے ہین

جھوٹے دغابازون سی خوش ہے جو اسکی مرضی کے موافق ہین **ت** اور شاعرون کی بات پر چلین وہی
جو بے راہ ہین **ف** کافر پیغمبر کو کبھی کاہن بتاتے کبھی شاعر فرمایا کہ شاعر کی بات سی کسی کو ہدایت نہین ہوتی
اسکی صحبت مین ہزارون خلق نیکی پر آتے ہین **ت** تونے نہین دیکھا کہ وہ ہر میدان مین سر مارتے پھرتے
ہین **ف** یعنی جو مضمون پکڑ لیا اسکو بڑہا کے چلے **ت** اور یہ کہ وہ کہتے ہین جو نہین کرتے **ف** یعنی
جیسے مردانگی کہتے ہین نہ ور نہین کہتے عشق کہتے ہین جھوٹ بیماری کہتے ہین جھوٹ **ت** مگر جو یقین لائے
اور کین نیکیان اور یاد کی اللہ کی بہت اور بدلا لیا اس پیچھے کہ انپر ظلم ہوا اور اب معلوم کرین گے ظلم کرنے والے کس
کروٹ الٹتے ہین **ف** یعنی جو کوئی شعر ہین اللہ تعالی کی حمد کہے یا کفر کی مذمت گناہ کی برائی یا کافر اسلام کی
ہجو کرین یا اسکا جواب دے ایسا شعر عیب نہین انتہے ما فی موضح القرآن حافظ ابن کثیر نے کہا اللہ تعالی مشرکون
مین سے مخاطب کرکے انکو فرماتا ہے جو کہتے ہین کہ جو کچھ رسول لایا یہ راست نہین ہے اور یہ ایک بات ہے جسکو اپنی
طرف سے بنالیا ہے اور اسکے پاس کوئی جن اترتا ہے ان آیات مین اللہ تعالی نے اپنے رسول علیہ التحیۃ والتسلیم کی
بارگاہ کو انکے قول افترا سے منزہ کیا ہے اور خبر دی ہے کہ جو کچھ یہ رسول لایا ہے اسکے پاس سے لایا ہے اور اسکو
اسی نے اتارا اور اسی کا پیغام ہے لیکر اترا اسکو فرشتہ عزت والا معتبر بڑا اور یہ کلام شیطانون کی نہین ہے
کیونکہ انکو اس قرآن عظیم جیسی کتاب مین رغبت کہان اور وہ تو اپنے جیسے جھوٹے کاہنون پر اترتے ہین ولہذا فرمایا
هَلْ أُنَبِّئُكُمْ عَلَىٰ مَنْ تَنَزَّلُ الشَّيَاطِينُ تَنَزَّلُ عَلَىٰ كُلِّ أَفَّاكٍ أَثِيمٍ افاک وہ شخص جو بات کا جھوٹا
ہو اور اثیم وہ جو اپنے افعال مین بدکار ہو پس ایسے کاہنون پر شیاطین اترتے ہین کیونکہ وہ بھی جھوٹے ہین اور
بدکار ہین يُلْقُونَ السَّمْعَ یعنے جا لگتے ہین آسمان کے قریب اور سن لیتے ہین ایک بات غیب کی اور ملاتے
ہین اسمین سو جھوٹ پھر لا ڈالتے ہین اسکو اپنے دوستون کے کانون مین آدمیون سے پھر وہ بیان کرتے ہین انکو
اور لوگ انکی تصدیق کرتے ہین انکی ہر ایک بات مین بسبب سچ ہونے ایک آسمانی بات کے حضرت عائشہ رض
فرماتے ہین کچھہ لوگون نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کاہنون کا حال پوچھا آپ نے فرمایا انکی کچھہ حقیقت نہین لوگون نے
عرض کیا پھر وہ کوئی بات کرتے ہین تو وہ سچ ہوتی ہے فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تِلْكَ الْكَلِمَةُ
مِنَ الْحَقِّ يَخْطَفُهَا الْجِنِّيُّ فَيُقَرْقِرُهَا فِي أُذُنِ وَلِيِّهِ كَقَرْقَرَةِ الدَّجَاجَةِ فَيَخْلِطُونَ مَعَهَا أَكْثَرَ
مِنْ مِائَةِ كَذْبَةٍ یعنے یہ ایک بات سچی ہوتی ہے اچک لیتا ہے اسکو شیطان پھر ڈالتا ہے اسکو اپنے دوست کے
کانمین جیسے مرغی کڑکڑ کرتی ہے پھر وہ ملاتے ہین اسمین سو جھوٹ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ مِنْ حَدِيثِ الزُّهْرِيِّ

عکرمہ کہتے ہین مینے سنا ابوہریرہ سے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اِذَا قَضَی اللّٰہُ الْاَمْرَ فِی السَّمَآءِ ضَرَبَتِ الْمَلٰٓئِکَۃُ بِاَجْنِحَتِھَا خُضْعَانًا لِقَوْلِہٖ کَاَنَّھَا سِلْسِلَۃٌ عَلٰی صَفْوَانٍ فَاِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِھِمْ قَالُوْا مَاذَا قَالَ رَبُّکُمْ قَالُوْا لِلَّذِیْ قَالَ الْحَقُّ وَھُوَ الْعَلِیُّ الْکَبِیْرُ فَیَسْمَعُھَا مُسْتَرِقُ السَّمْعِ وَمُسْتَرِقُ السَّمْعِ ھٰکَذَا بَعْضُہٗ فَوْقَ بَعْضٍ وَصَفَہٗ سُفْیَانُ بِیَدِہٖ فَحَرَّفَھَا وَبَدَّدَ بَیْنَ اَصَابِعِہٖ فَیَسْمَعُ الْکَلِمَۃَ فَیُلْقِیْھَا اِلٰی مَنْ تَحْتَہٗ حَتّٰی یُلْقِیَھَا عَلٰی لِسَانِ السَّاحِرِ اَوِ الْکَاھِنِ فَرُبَّمَا اَدْرَکَ الشِّھَابُ قَبْلَ اَنْ یُّلْقِیَھَا وَرُبَّمَا اَلْقٰھَا قَبْلَ اَنْ یُّدْرِکَہٗ فَیَکْذِبُ مَعَھَا مِائَۃَ کَذْبَۃٍ فَیُقَالُ اَلَیْسَ قَدْ قَالَ لَنَا یَوْمَ کَذَا وَکَذَا کَذَا وَکَذَا فَیُصَدَّقُ بِتِلْکَ الْکَلِمَۃِ الَّتِیْ سُمِعَتْ مِنَ السَّمَآءِ یعنے یعنے جب اللہ تعالی آسمان مین کوئی حکم جاری کرتا ہے تو آواز آتی ہے جیسے پہر پر زنجیر فرشتے ڈرسے تہرتہراتے ہین جب تسکین آئی اور کلام اتر چکا ایک دوسرے سے پوچھتے ہین کیا فرمایا تمہارے رب نے (اوپروالے) بتاتے ہین (نیچے کہڑون کو) جو اللہ کی حکمت کے موافق ہے اور آگے سو قاعدہ معلوم ہوا وہی حکم ہوا اور وہی ہے سب سے اوپر بڑا پہر چرالیتے ہین اسکو سننے کے چور (یعنے جن جو غیب کی باتین سننے کے واسطے آسمان کے قریب جا لگتے ہین) اور سمع کے چور اسطرح ہوتے ہین نیچے اوپر جسکو سفیان نے اپنے ہاتہہ سے بتایا پہر ہاتہہ کو ہٹایا اور اسکی انگلیون مین کشادگی کی فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہر سن لیتا ہے غیب کی بات کو پہر ڈالتا ہے وہ غیب کی بات اس شیطان پر جو اسکے نیچے ہے پہر وہ ڈالتا ہے اپنے نیچے والے پر یہانتک کہ سب سے پچھلا اسکو ساحر یا کاہن کی زبان پر ڈالدیتا ہے پہر کبہی پالیتا ہے اسکو انگارا اس سے پہلے کہ وہ غیب کی بات نیچے والے پر ڈالے اور کبہی وہ ڈال دیتا ہے اسکی پانے سے پہلے پہر ملاتا ہے وہ کاہن آپ مین سو جھوٹ پہر کہا جاتا ہے کیا اسنے فلانے فلانے دن فلان فلان بات نہین کہی تہی اور پہر وہ ایسے ہی انکی بس معتقد ہوتے ہین اسکی لوگ اسبات کو دلیل پکڑکے جو آسمان سے سنی گئی رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ وَتَفَرَّدَ بِہٖ اور ابن عباس نے انصار کے کچہہ لوگون سے ایسا ہی روایت کیا جو اسکے لگ بہگ ہے رَوَاہُ مُسْلِمٌ اور ہم یہ حدیث کو سورہ سبا مین اللہ تعالے کے قول حَتّٰٓی اِذَا فُزِّعَ الآیۃ کی تفسیر مین انشاء اللہ تعالی بیان کرینگے حضرت عائشہ رض کہتی ہین کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اِنَّ الْمَلٰٓئِکَۃَ تُحَدِّثُ فِی الْعَنَانِ وَالْعَنَانُ الْغَمَامُ بِالْاَمْرِ فِی الْاَرْضِ فَتَسْمَعُ الشَّیٰطِیْنُ الْکَلِمَۃَ فَتُقِرُّھَا فِیْ اُذُنِ الْکَاھِنِ کَمَا تُقَرُّ الْقَارُوْرَۃُ فَیَزِیْدُوْنَ مَعَھَا مِائَۃَ کَذْبَۃٍ یعنے البتہ فرشتے (اترتے ہین بدلی مین) پہر بات چیت کرتے ہین اس کام کی جو زمین مین ہوتا ہے سو شیطان

وہان جاکر جنکے سنتے ہین پہر انکو ڈالدیتے ہین غیب کی بات بتلانے والے کے دل مین جیسے بوتل الٹانے وقت گڑگڑ کرتی ہے سو وہ سو جہوٹہی باتین اوسکے ساتھہ جوڑتے ہین رواہ البخاری علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس رض سے کریمہ والشعراء الآیۃ کی تفسیر مین روایت کیا کہ شعرا سے کفار شعرا مراد ہین جنکے پیچہے چلتے ہین بے راہ جنون اور آدمیون سے اور یہی قول ہے مجاہد رح اور عبدالرحمن بن زید بن اسلم وغیرہما کا اور عکرمہ نے کہا دو شعر ایکدوسرے کی ہجو کرتے پہر جمع ہوجاتی اسکے واسطے ایک جماعت اور اسکے واسطے ایک جماعت پس اللہ تعالے نے اتاری یہ آیت وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ ابوسعید سے مروی ہو کہ ایک وقت ہم حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھہ جارہے تہے عرج مین (یہ ایک منزل ہے مکہ اور مدینے کے رستے مین) اتنے مین ایک شاعر نظر آیا جو شعر پڑہتا تہا فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پکڑو اس شیطان کو اور روکو اس شیطان کو (یعنی شعر گوئی سے) البتہ آدمی کا پیٹ بہرنا پیپ سے (یہانتک کہ اسکے پہیپہڑے تک پہنچے) اسکے حق مین بہتر ہے اپنے پیٹ کو شعر کے بہرنے سے رواہ الامام احمد اور علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس رض سے فِيْ كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ کی تفسیر مین روایت کیا فی کل لغو یخوضون کہ وہ ہر بیکار مین خوض کرتے ہین اور ضحاک نے ابن عباس رض سے روایت کیا کہ کل واد سے کلام کا ہر ایک فن مراد ہے کذا قال مجاهد وغیرہ اور کہا حسن بصری نے بخدا ہمنے دیکھے شاعرون کے میدان جن مین وہ خوض کرتے ہین کبہی کسی کی مذمت کرتے اور کبہی کسی کی تعریف کرتے ہین اور کہا قتادہ نے شاعر ایک لوگون کی جہوٹی تعریف کرتا ہے اور ایک قوم کی جہوٹی مذمت عوفی نے ابن عباس رض سے اللہ تعالے کا قول وَاَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ الآیۃ کی تفسیر مین روایت کیا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے مین دو شخص تہے ایک انصار مین سے اور دوسرا کسی اور قوم مین سے اور وہ دونو ایک دوسرے کی ہجو کرتے اور تہے ہر ایک کے ساتھہ اسکے اپنی قوم کے بیراہ لوگ اسپر اللہ تعالے نے ان آیات کو نازل فرمایا وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِيْ كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ وَاَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس رض سے روایت کیا کہ شاعر بہت خلاف گو ہوتے ہین کہا حافظ ابن کثیر رح نے اور ابن عباس رض کا یہ قول واقعی درست ہی پہر بہت شاعر ان اقوال و افعال کو بیان کرتے ہین جو انسے صادر نہین ہوتے ولہذا علمار رحمہم اللہ کا اختلاف ہے اس مسئلہ مین کہ جب شاعر اپنے کسی شعر مین ایسی بات کا اقرار کرے جو موجب حد ہو تو اس اقرار کے ساتھہ اسپر حد قائم کرینگے یا نہین محمد بن اسحق اور محمد بن سعد نے طبقات مین اور زبیر بن بکار نے کتاب فکاہت مین بیان کیا کہ امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے نعمان بن عدی

بن نضلہ کو میسان کا عامل بنایا یہ ایک گاؤن ہے بصرہ کی زمین مین اور اسکی عادت شعر کہنے کی تہی پہر کہا اُس نے

اَلَا هَلْ اَتَى الْحَسْنَاءَ اَنَّ خَلِيْلَهَا ۔ بِمَيْسَانَ يُسْقَى فِيْ زُجَاجٍ وَّحَنْتَمِ

اِذَا شِئْتُ غَنَّتْنِيْ دَهَاقِيْنُ قَرْيَةٍ ۔ وَرَقَّاصَةٌ تَجْثُوْا عَلٰى كُلِّ مَنْسِمِ

فَاِنْ كُنْتَ نَدْمَانِيْ فَبِالْاَكْبَرِ اسْقِنِيْ ۔ وَلَا تَسْقِنِيْ بِالْاَصْغَرِ الْمُتَثَلِّمِ

لَعَلَّ اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ يَسُوْءُهٗ ۔ تَنَادُمُنَا بِالْجَوْسَقِ الْمُتَهَدِّمِ

جب امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ نے اسکے یہ شعر سُنے تو آپ نے فرمایا ہان اللہ کی قسم مجہکو یہہ بری معلوم ہوتی ہے اور جو شخص اسکو ملے وہ اسکو کہدیوے کہ مینے اسکو موقوف کردیا اور لکہا اوسکی طرف حضرت عمر رضہ نے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ حٰمٓ تَنْزِيْلُ الْكِتَابِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيْدِ الْعِقَابِ ذِي الطَّوْلِ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ اَمَّا بَعْدُ فَقَدْ بَلَغَنِيْ قَوْلُكَ ۔ لَعَلَّ اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ يَسُوْءُهٗ ؛ تَنَادُمُنَا بِالْجَوْسَقِ الْمُتَهَدِّمِ ؛ وَاَيْمُ اللّٰهِ اِنَّهٗ لَيَسُوْءُنِيْ وَقَدْ عَزَلْتُكَ یعنے بسم اللہ الرحمن الرحیم اُتارنا کتاب کا اللہ سے ہے جو زبردست ہی خبردار گناہ بخشنے والا اور توبہ قبول کرتا سخت مار دیتا مقدور کا صاحب کسی کی بندگی نہین سوا اسکے اسی کیطرف پہر جانا ہے۔ اما بعد مجکو تیرا یہ قول پہنچ گیا لَعَلَّ اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ يَسُوْءُهٗ ؛ تَنَادُمُنَا بِالْجَوْسَقِ الْمُتَهَدِّمِ یعنے شاید امیر المومنین کو برا معلوم ہوگا ہمارا ایک دوسرے کا حریف بننا شراب نوشی مین ویران ہوجانے والی محل مین بخدا مجہکو اس تمہاری بات نی رنج مین ڈالا اور مینے تجہکو موقوف کردیا جب وہ حضرت عمر کے پاس آیا اور عذر معذرت کی تو آپنے اسکو اس شعر کے ساتہہ لاجواب کیا وہ بولا یا امیر المومنین اللہ کی قسم مینے تو کبہی شراب نوشی نہین کی اور یہ شعر میری زبان سے نکل گیا حضرت عمر رضہ نے فرمایا خیال تو میرا بہی ہے ولیکن اللہ کی قسم اب تجہکو کبہی کا زندہ نہ بنا دینگے حالانکہ تونے کہا جو کہا اب یہ ذکر نہین کیا کہ اسکو شراب کی حد بہی لگائی حالانکہ اُسکے شعر سے اسکا پینا معلوم ہوا اسلیے کہ شاعر کہتے ہین جو نہین کرتے ولیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسکی مذمت کی اور پہر اسکو ملامت کی اور اسکو موقوف کردیا ولہذا حدیث مین آیا ہے لَاَنْ يَّمْتَلِئَ جَوْفُ اَحَدِكُمْ قَيْحًا يَّرِيْهِ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ اَنْ يَّمْتَلِئَ شِعْرًا یعنے البتہ آدمی کا پیٹ بہرنا پیپ سے پہیپڑے تک بہتر ہے اُسکے واسطے اپنے پیٹ کو شعر کے بہرنے سے اور غرض یہ ہے کہ جس پیغمبر پر یہ قرآن اترا نہ وہ کاہن ہے اور نہ شاعر کیونکہ اسکا حال کاہن اور شاعرون کی حال کے کئی وجہون سے مخالف ہی کما قال تعالی وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِيْ لَهٗ اِنْ هُوَ

اِلَّا ذِکْرٌ وَّ قُرْاٰنٌ مُّبِیْنٌ یعنے اور ہمنے نہیں سکھایا اس پیغمبر کو شعر کہنا اور یہ اسکے لائق نہیں یہ تو نری سمجھوتی ہے اور
قرآن صاف اور فرمایا اللہ تعالے نے اِنَّہٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ کَرِیْمٍ وَّمَا ھُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ قَلِیْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ
وَلَا بِقَوْلِ کَاھِنٍ قَلِیْلًا مَّا تَذَکَّرُوْنَ تَنْزِیْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ یعنے یہ کہا ہوا ایک پیغام لانیوالے
سردار کا اور نہیں ہے وہ کہنا شاعر کا تھوڑا سا ایمان لاتے ہو اور نہ کہنا سیانے کا تم تھوڑا دھیان کرتے ہو یہ
اتارا ہے جہان کے رب کا اور ایسا ہی بیان فرمایا وَاِنَّہٗ لَتَنْزِیْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ نَزَلَ بِہِ الرُّوْحُ الْاَمِیْنُ
عَلٰی قَلْبِکَ لِتَکُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِیْنَ بِلِسَانٍ عَرَبِیٍّ مُّبِیْنٍ یہانتک کہ فرمایا وَمَا تَنَزَّلَتْ بِہِ الشَّیٰطِیْنُ وَمَا یَنْبَغِیْ
لَھُمْ وَمَا یَسْتَطِیْعُوْنَ اِنَّھُمْ عَنِ السَّمْعِ لَمَعْزُوْلُوْنَ یہانتک کہ فرمایا ھَلْ اُنَبِّئُکُمْ عَلٰی مَنْ تَنَزَّلُ
الشَّیٰطِیْنُ تَنَزَّلُ عَلٰی کُلِّ اَفَّاکٍ اَثِیْمٍ یُّلْقُوْنَ السَّمْعَ وَاَکْثَرُھُمْ کٰذِبُوْنَ وَالشُّعَرَآءُ یَتَّبِعُھُمُ
الْغَاوٗنَ اَلَمْ تَرَ اَنَّھُمْ فِیْ کُلِّ وَادٍ یَّھِیْمُوْنَ وَاَنَّھُمْ یَقُوْلُوْنَ مَا لَا یَفْعَلُوْنَ محمد بن اسحق نے ابو الحسن
سالم براد ابن عبد اللہ تمیم داری کے غلام آزاد سے اللہ تعالی کے قول اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
الآیۃ کی تفسیر میں روایت کیا کہ جب آیت اتری وَالشُّعَرَآءُ یَتَّبِعُھُمُ الْغَاوٗنَ یعنے اور شاعروں کی بات
چلیں وہی جو بے راہ ہیں تو حسان بن ثابت اور عبد اللہ بن رواحہ اور کعب بن مالک آئے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم کے پاس روتے اور بولے اللہ تعالے نے جانا جب اس آیت کو اتارا کہ ہم شاعر ہیں تب حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے یہ آیت پڑھی اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مگر جو یقین لائے اور کیں نیکیاں فرمایا حضرت
نے تم یہ لوگ ہو (یہہ پڑھا) وَذَکَرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا اور یاد کی اللہ کی بہت فرمایا تم یہ لوگ ہو (پھر پڑھا) وَانْتَصَرُوْا
مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا یعنے اور بدلہ لیا اس پیچھے کہ انپر ظلم ہوا فرمایا تم یہ لوگ ہو رَوَاہُ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ وَّابْنُ جَرِیْرٍ
مِنْ رِّوَایَۃِ اِسْحٰقَ ابو الحسن بنی نوفل کے مولے سے مروی ہے کہ حسان بن ثابت اور عبد اللہ بن رواحہ دونو حضرت کے
پاس آئے جب یہ آیت اتری وَالشُّعَرَآءُ یَتَّبِعُھُمُ الْغَاوٗنَ روتے اور فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
حالانکہ آپ پڑھتے تھے ان دونوں پر وَالشُّعَرَآءُ یَتَّبِعُھُمُ الْغَاوٗنَ یہانتک کہ پہونچے اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ تک (اور) فرمایا تم یہ لوگ ہو ہشام بن عروہ سے مروی ہے کہ جب آیت وَالشُّعَرَآءُ
یَتَّبِعُھُمُ الْغَاوٗنَ وَاَنَّھُمْ یَقُوْلُوْنَ مَا لَا یَفْعَلُوْنَ تک اتری تو عبد اللہ بن رواحہ بولے یا رسول اللہ
بیشک اللہ تعالے نے جانا کہ میں بھی شاعروں میں سے ہوں تب اللہ تعالے نے یہ آیت اتاری اِلَّا الَّذِیْنَ
اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ آخر آیت تک رَوَاہُ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ اَیْضًا اور یہی قول ہے ابن عباس اور عکرمہ

اور مجاہد اور قتادہ اور زید بن اسلم وغیرہ کا یہ استثنا ہی بالتقدم سے اور اسمین تو شک نہین ہو کہ یہ استثنا ہے لیکن یہ
سورت مکی ہو پھر ان آیتون کے نزول کا سبب شعرا انصار مین کسطرح ہو سکتا ہے اور اسمین نظر ہے اور یہ سب
مرسل آثار ہین جنکا کوئی اعتبار نہین ہو واللہ اعلم اور استثنا مین شعرا انصار وغیرہ سب داخل ہین یہانتک کہ داخل ہین
اس آیت مین جاہلیت کی شاعر جنہون نے اسلام اور اہل اسلام کی مذمت کی پھر توبہ کی اور اللہ تعالی کیطرف
راجع ہوئے اور اچھے کام کیے اور یاد کیا اللہ تعالی کو بہت مقابلے مین بری باتون کے کیونکہ نیکیان دور کرتی ہین
برائیون کو اور مدح کی اونہون نے اسلام اور اہل اسلام کی اسکے مقابلے مین کہ مذمت کرتے تہے اسلام کی جیسے کہا
عبداللہ بن زبعری نے جب مسلمان ہوا ؎

یَا رَسُوْلَ الْمَلِیْکِ اِنَّ لِسَانِیْ ۔۔۔ رَاتِقٌ مَا فَتَقْتُ اِذْ اَنَا بُوْرٌ
اِذْ اُجَارِی الشَّیْطٰنَ فِیْ سُنَنِ الْغَیِّ ۔۔۔ وَمَنْ مَالَ مَیْلَہٗ مَثْبُوْرٌ

یعنی اے اللہ کے رسول میری زبان بند کرتی ہی اس رخنہ کو جو مینے کہولا تہا جب مین ہلاک ہونے والا تہا جب کہ مین شیطان کے ساتھ دوڑتا تہا
گمراہی کے راہون مین اور جو اسکی جہکاو کیطرح جہکا وہ برباد ہو گیا اور اسی طرح ابو سفیان بن حارث بن عبدالمطلب
حضرت صلعم کا سخت دشمن تہا اور بہت ہجو کرنے والا جب مسلمان ہو گیا تو حضرت صلعم سے بڑہکر اسکا کوئی
پیارا نہ تہا اور مدح کرتا تہا ابو سفیان حضرت صلعم کی اس پیچہے کہ آپکی ہجو کرتا تہا اور محبت کرتا آپ سے اس پیچہے کہ آپکا
دشمن تہا اور اسیطرح مسلم نے اپنی صحیح مین ابن عباس رض سے روایت کیا کہ ابو سفیان بن حرب جب مسلمان ہوا تو بولا
یا رسول اللہ تین باتون مین میری موافقت کیجیے فرمایا اچہا کہا معاویہ (میرے فرزند کو) اپنا منشی بنا لیجیے فرمایا اچہا
کہا اور مجہے امیر بنایئے تو کہ کافرون سے لڑون جیسے مین مسلمانون سے لڑتا تہا فرمایا اچہا اور بیان کیا تیسری
بات کو لہذا فرمایا اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَذَکَرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا الایۃ بعض نے کہا وَ
ذَکَرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا کی تفسیر مین کہا کہ انہون نے اپنی باتون مین اللہ تعالی کو بہت یاد کیا اور بعض نے کہا
اشعار مین اللہ تعالے کو بہت یاد کیا اور دونو طرح اللہ تعالی کو یاد کرنا درست ہو مٹانے والا ہو اس گناہ کو جو
ہو چکا ابن عباس رض نے وَانْتَصَرُوْا مِنْ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا کی تفسیر مین روایت کیا کہ جواب دیتے ہین ان کافرون
کو جو مسلمانون کی ہجو کرتے ہین یہی قول ہے مجاہد اور قتادہ اور غیر واحد کا اور یہ ویسا ہی جیسے صحیح بخاری مین
ثابت ہوا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حسان کو فرمایا اُھْجُھُمْ اَوْ قَالَ ھَاجِھِمْ وَجِبْرِیْلُ مَعَکَ
یعنے ہجو کر کفار قریش کی اور جبرائیل تیرے ساتھ ہو یعنے اسکی طرف سے مضمون کا فیضان ہو گا کعب بن مالک نے

حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی کہ اللہ عزوجل نے سورہ شعرا میں اتارا جو اتارا یعنے شاعرون کی
مذمت تب حضرت صلعم نے فرمایا اِنَّ الْمُؤْمِنَ يُجَاهِدُ بِنَفْسِهٖ وَلِسَانِهٖ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ
لَكَاَنَّمَا تَرْمُوْنَهُمْ نَضْحَ النَّبْلِ یعنے بیشک مومن کافرون سے لڑتا ہے اپنی جان کے ساتھ اور اپنی
زبان کے ساتھ قسم ہے اس ذات پاک کی جسکے ہاتھ مین میری جان ہے گویا تم انکو تیرون کی بوچھاڑ دیتے ہو
یعنے اشعار مین ہجو کرکے رَوَاهُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ اَبِيْهِ اور یہ
جو فرمایا وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ تو یہ اللہ تعالے کے اس قول کیطرح ہے يَوْمَ لَا
يَنْفَعُ الظّٰلِمِيْنَ مَعْذِرَتُهُمْ الآیۃ عبد اللہ بن عمر رضہ سے مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
اِيَّاكُمْ وَالظُّلْمَ فَاِنَّ الظُّلْمَ ظُلُمٰتٌ يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ یعنے دور ہو ظلم سے کیونکہ ظلم اور ستم سیاہیان ہونگی
قیامت کے دن رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ فِيْ صَحِيْحِهٖ یعنے قیامت مین ظلم کے سبب سے ظالم کے آگے اندہیرے پر
اندہیرا ہوگا قتادہ بن دعامہ نے اللہ تعالی کے قول وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ کی
تفسیر مین روایت کیا کہ اس آیت مین ظالمون سے مراد شاعر وغیرہ مراد ہین ایاس بن ابی تمیمہ کہتے ہین کہ
مین حسن بصری کی مجلس مین حاضر ہوا تو اتنے مین ایک عیسائی کا جنازہ گذرا پس انہون نے یہ آیت پڑہی وَ
سَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ عبد اللہ بن ابی رباح اور صفوان بن محرز کہا کہ حسن جب یہ
آیت پڑہتے وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ تو روتے یہانتک کہ مین کہتا کہ
اُن کے سینے کی ہڈی ٹوٹ گئی کہا وہب نے ہمکو شریح اسکندرانی نے خبر دی بعض استادون سے
کہ وہ روم کی زمین مین تہے ایک وقت وہ ایک رات آگ جلاتے تہے سینکنے کے لیے کہ اتنے مین کچہ سوار انکی طرف
آئے اور انکا کہڑے ہوگئے دیکہا تو فضالہ بن عبید بھی انمین موجود تہے انہون نے اسکو اتار لیا وہ اُنکے ساتہہ
بیٹہ گئے کہا ایک ہم مین سے تہجد پڑہ رہا تہا یہانتک کہ گذرا اس آیت پر وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اَيَّ
مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ فضالہ بن عبید نے کہا اس آیت مین ظالمون سے وہ لوگ مراد ہین جو بیت اللہ کو ویران
کرینگے بعض نے کہا اُسنے بکو والی مراد ہین بعض نے کہا مشرک مراد ہین اور تحقیق یہ بات ہے کہ یہ آیت عام ہے
ہر ظالم مین حضرت عائشہ رضہ فرماتے ہین کہ میرے باپ ابو بکر صدیق رضہ نے وفات کے وقت دو سطرون
مین وصیت لکہی بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ هٰذَا مَا اَوْصٰى بِهٖ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ قُحَافَةَ عِنْدَ
خُرُوْجِهٖ مِنَ الدُّنْيَا حِيْنَ يُؤْمِنُ الْكَافِرُ وَيَنْتَهِي الْفَاجِرُ وَيَصْدُقُ الْكَاذِبُ اِنِّيْ اسْتَخْلَفْتُ

عمرؓ بن الخطاب فان یعدل فذاک ظنی بہ ورجائی فیہ وان یجر ویبدل فلا اعلم الغیب وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون یعنے اللہ تعالی کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا یہ وہ وصیت ہے جو کی ابوبکر ابو قحافہ کے بیٹے نے (ابو قحافہ حضرت صدیقؓ اکبر کے باپ کی کنیت ہے اور انکا نام عثمان تھا فتح مکہ مین مسلمان ہوئے) دنیا سے رخصت ہونے کے وقت جب کہ کافر ایمان لے آتا ہے اور گنہگار گناہ سے رک جاتا ہے اور جھوٹا سچ بولتا ہے مینے خلیفہ بنایا تمپر عمر خطاب کے بیٹے کو اگر انصاف کریگا تو یہ میرا اسپر خیال ہے اور یہی امید ہے اور اگر ظلم کیا اور بدل دیا تو مین غیب دان نہین اور معلوم کرلینگے ظالم کس کروٹ اُلٹتے ہین۔ رواہ ابن ابی حاتم اخر تفسیر سورۃ الشعراء والحمد للہ رب العالمین فتح کا بیان ہے کہ آیت ھل انبئکم الآیۃ مین کفار مکہ مخاطب ہین اور ان آیتون مین حضرت صلعم پر شیطانون کے اترنے کو محال قرار دیا ہے آفاک کہتے ہین کثیر الافک کو اور اثیم کثیر الاثم کو اور افاک اثیم سے مراد کاہن ہین کیونکہ شیطان غیب کی باتین چوری سے سنتے اور کاہنون وغیرہ کے دلون مین ڈالتے اور یہی معنے ہین اللہ تعالی کے قول یلقون السمع کے اور ہو سکتا ہے کہ اس آیت کے یہ معنے ہون کہ شیطان کان لگاتے ہین ملا اعلے کیطرف تو کہ انسے کوئی چیز اچک لین وجہ اول پر سمع سے مسموع مراد ہوگا اور وجہ ثانی پر نفس حاسہ سمع یعنے یہ قوت پھر چونکہ کفار مکہ کا یہ خیال تھا کہ حضرتؐ شاعر ہین تو اسلیے اللہ تعالی نے شعرا کا حال بیان کیا اور حضرتؐ اور انکے درمیان منافات ثابت کی اور فرمایا والشعراء یتبعھم الغاون غاوون سے وہ لوگ مراد ہین جو حق سے بیراہ ہین اور شعرا جمع ہے شاعر کی اور غاون جمع ہے غاو کی ابن عباسؓ نے غاون کی ضلال جن وانس کے ساتھ تفسیر کی بعض نے کہا غاون سے وہ لوگ مراد ہین جو حق سے ٹل گئے بعض نے کہا مشرک مراد ہین بعض نے کہا شیطان مراد ہین بعض نے کہا وہ لوگ مراد ہین جو ایسے شعر روایت کرتے ہین جو مسلمانون کی ہجو پر شامل ہین اور ناجائز شعر بعض نے کہا شعرا سے کفار مراد ہین ان مین سے تھے عبد اللہ بن زبعری سہمی (یہ تو مسلمان ہوگئے تھے جیسے ابن کثیر کی تفسیر سے مذکور ہوچکا) اور ہبیرہ بن ابی وہب مخزومی اور مسافع بن عبد مناف اور ابو عزہ جمحی اور امیہ بن ابی الصلت ثقفی یہ سب کے سب کذب و باطل کے ساتھ کلام کرتے اور کہتے ہم بھی ویسا ہی کہتے ہین جیسے محمدؐ کہتا ہے اور اشعار کہتے اور انکی قوم کے بیراہ انکے پاس جمع ہوجاتے اور انکے اشعار سنتے جب وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے اصحاب کی ہجو کرتے پھر انکے لوگ انسے یہ اشعار نقل کرتے انہین کے بارہ مین اللہ تعالی نے فرمایا والشعراء یتبعھم الغاون

زجاج نے کہا جب شاعر کسی کی جھوٹی تعریف کرے یا جھوٹی مذمت کرے اور لوگ اسکی اس روش کو پسند کرین اور اس
شاعر کی اتباع کرین تو وہ غاوُن ہین اور معنے یہ ہین اور نہین تابعداری کرتے ان شاعرون کی لیکن انکے کذب و باطل مین
اور عزتون کے اتارنے اور نسبون مین طعن کرنے اور حسبون مین قدح کرنے مین مگر غاوُن کہا ابن عباس نے
حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک مین دو شخصون نے آپس مین ایک دوسرے کی ہجو کی ایک انصاری تھا اور دوسرا
اور لوگون مین سے اور ہر ایک کے ساتھ سفہا کی ایک ایک جماعت کھڑی ہو گئی تب اللہ تعالے نے یہ آیت اتاری
وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ پھر اللہ تعالی نے جھوٹے شاعرون کی قباحتین بیان فرمائین اور فرمایا
اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِيْ كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ اور معنے یہ ہین تو نہین دیکھتا کہ شاعر جھوٹ کی فنون مین سے
ہر ایک فن مین خوض کرتے ہین اور زور کے جنگلون مین سے ہر ایک جنگل مین کلام کرتے ہین پھر کبھی
تو ہجو کے ساتھ لوگون کے آبروئین گراتے ہین اور کبھی ایسی بیہودگی کی باتین کرتے ہین جسکو کان سنکر ٹالتے ہین اور عقل انکو قبیح جانتی ہے
اور کبھی سفاہت اور وقاحت کی دریا مین غوطہ لگاتے ہین اور حق کی مذمت کرتے ہین اور جھوٹ کی تعریف
کرتے ہین اور محرمات کی ارتکاب کی ترغیب دیتے ہین اور منکرات کی کرنے کی طرف لوگون کو بلاتے ہین جیسے
تو سنتا ہی انکے اشعار کہ شراب اور زنا اور لواطت اور ایسے ہی رذائل ملعونہ کی تعریفون سے بھرپور ہوتے
ہین اور انکا یہ حال کیونکر نہ ہو اور انکے بہت مقدمات خیالات ہین بے حقیقت اور انکے اکثر کلمات مین
حرام کی ترغیب ہے اور قدح ہے انساب مین اور طعن ہے اصحاب مین اور بیان ہے وعدہ کاذب اور افتخار
بالباطل کا اور مدح ان لوگون کی جو مدح کے لائق نہین ہین قالہ البیضاوی اور یہ استعارہ بلیغہ کے
باب اور تمثیل رائع کے قبیل سے ہے تشبیہ دی اللہ تعالے نے انکے جولان کو قول کے فنون مین مدح اور ذم
اور تشبیب اور انواع شعر کے طریق پر ہر وجہ اور ہر طریق مین حیران ہونے والی کی حیرانگی کے ساتھ اور
ہائم وہ شخص ہے جو اپنے راہ مین مخبط ہو اور معین موضع کا قاصد و مرید نہ ہو اور ہائم عاشق کو بھی کہتے
ہین اور ہیمان بمعنے عطشان ہے اور ہیام وہ روگ و آزار ہے جو اونٹ کو پیاس سے ہو جاتا ہے عرب
کہتے ہین جَمَلٌ اَهْيَمُ وَنَاقَةٌ هَيْمَآءُ اور جمع دونو کی ہیم ہے فرمایا اللہ تعالے نے فَشَارِبُوْنَ شُرْبَ
الْهِيْمِ یعنے پھر پیو گے جیسے پیوین اونٹ تونسے کہا ابن عباس نے فِيْ كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ کی تفسیر
مین فِيْ كُلِّ لَغْوٍ يَّخُوْضُوْنَ یعنے ہر بیکار کام مین خوض کرتے ہین بعض نے کہا معنے یہ ہین کہ مدح
کرتے ہین تو جھوٹ اور ہجو کرتے ہین تو جھوٹ بعض نے کہا ایک چیز کی تعریف کرتے پھر اوسی کی مذمت

کرتے ہین حق وصدق کے طالب نہین ہوتی تو وادی ایک مثال ہے کلام کے فنون اور اسکے طریقون کے لیے
اور غوطہ لگاتا ہے معانی اور قوافی مین یہہ اللہ سبحانہ وتعالی نے فرمایا وَاَنَّھُمْ یَقُوْلُوْنَ مَا لَا یَفْعَلُوْنَ
یعنے کہتے ہین ہمنے یہ کیا یہ کیا حالانکہ وہ اسمین کاذب ہین یہ قرار کرتا ہے انکو اس جھوٹ کیطرف وہ فن
جسمین داخل ہوگئی دیکھو اپنے اشعار مین ترغیب دیتے ہین سخاوت اور خیر پہ حالانکہ وہ سخاوت اور خیر کے نام
سے واقف نہین ہین اور کبھی منسوب کرتے ہین اپنی طرف جنگلے کرنے پر وہ طاقت نہین رکھتے جیسی تو
تو پاتا ہے اُنکے شعار مین کہ وہ جھوٹے دعوے کرتے ہین جو شامل ہوتے ہین قذف محصنات پر اور یہ
کہ اونہون نے کیا ان بانکے ہمنون کے ساتھ ایسا اور ایسا حالانکہ یہ کذب محض اور افترا بحت ہوتا ہی پھر انمین
سے اللہ تعالی نے بیاندار ونیک کردار شعراء کا استثنا کیا جو اکثر اپنے احوال مین حق اور راستی کے متلاشی
رہتی ہین اور جواب دیتے ہین شعرا کفار کو اور ہجو کرتے ہین انکی اور جواب دیتے ہین حضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم اور آپکے اصحاب کیطرف سے اور فرمایا اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَذَکَرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا
وَّانْتَصَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا یہ جو فرمایا اور یاد کیا اللہ کو بہت یعنی اپنے شعرون مین اور نہین غافل کرتا
انکو شعر کہنا اللہ کی یاد سے جیسے ابن رواحہ اور حسان بن ثابت اور کعب بن مالک اور کعب بن زہیر رضی اللہ
تعالی عنہم عروہ سے مروی ہی کہ جب آیت وَالشُّعَرَآءُ یَتَّبِعُھُمُ الْغَاوٗنَ مَا لَا یَفْعَلُوْنَ تک نازل ہوئی
تو عبد اللہ بن رواحہ نے عرض کی یا رسول اللہ اللہ تعالی کو معلوم ہے کہ مین بھی شاعر ہون تب اللہ تعالے
نے یہ آیت اتاری اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یَنْقَلِبُوْنَ تک اور اسی کی مثل بہت طرق سے مروی ہے اور داخل
ہین انمین وے لوگ بھی جو کسی عالم یا فاضل کی حمایت کرین جیسے حضرت صلعم کے شاعر کہ وہ ہجو کرتے تھے انکی
جو ہجو کرتا آپکی اور حمایت کرتے آپکی اور دفع کرتے انکو آپکی آبروریزی سے اور مقابلہ کرتے شعراء مشرکین کا
اور اسمین وہ شاعر بھی داخل ہین جنہون نے بدلا لیا اپنے شعرون مین اہل بدعت سے اور مقابلہ کیا اہل بدعت کا اور انکے
اشعار کی برائی ثابت کی کیونکہ شعرون مین حق کے لیے بدلا لینا اور باطل کا بطلان ثابت کرنا مجاہدہ عظیمہ ہے
اور ایسا مجاہد ان لوگون مین سے ہے جنہون نے اللہ تعالے کی راہ مین جہاد کیا اور اللہ تعالی کے دین
کے لیے بدلہ لیا اور شعر فی نفسہ کئی قسم ہے تو کبھی وہ اشعار جنمین کچھ بھلائی نہین ہی حرام کے قسم ٹھہر
جاتے ہین اور وہ اشعار جنمین بھلائی کا مضمون ہی واجب کی قسم ٹھہرتے ہین اور شعر گوئی کی مذمت اور
اس سے استکثار کی قباحت مین احادیث وارد ہوئی ہین اور انکے علاوہ اور حدیثین انکی اباحت اور تجویز

ہین وارد ہوی ہین اور اس مسئلہ کی تحقیق مین گفتگو طویل ہے کعب بن مالک نے حضرت صلعم سے عرض کیا کہ
یارسول اللہ اللہ تعالے نے سورۂ شعرا مین شاعرون کی مذمت مین اتارا جو اتارا تو اب شعرگوئی مین
آپ کیا حکم دیتے ہین آپ نے فرمایا ایماندار جہاد کرتا ہے نفس سے اپنی تلوار اور زبان کے ساتھہ قسم اسکی
جسکے ہاتھہ مین میری جان ہے گویا تم کافرون کو بوچھاڑ دیتے ہو تیرون کی (جب انکی اشعار مین ہجو
کرتے ہو) أَخْرَجَهُ أَحْمَدُ وَالْبُخَارِيُّ فِي تَارِيخِهِ وَأَبُو يَعْلَى وَابْنُ مَرْدُوَيْهِ عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ
ابوسعید رضی سے مروی ہے کہ ایک وقت حضرت صلعم کے ساتھہ ہم (عرج) مین جا رہے تھے کہ اتنے مین ایک شاعر سامنے
آیا شعرگوئی کرتا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لَأَنْ يَمْتَلِئَ جَوْفُ أَحَدِكُمْ قَيْحًا خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ
يَمْتَلِئَ شِعْرًا یعنے تم مین سے کسی کا پیٹ پیپ سے بہر جانا (پہیپہڑے تک) بہتر ہے اسکے لیے شعرون کے
بہرنے سے أَخْرَجَهُ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَحْمَدُ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ ابن مسعود رضی سے مرفوعًا مروی ہے جو شاعر
اسلام مین مر جاتے ہین انکو اللہ تعالے ارشاد فرماویگا کہ شعر کہین تاکہ حور عین انکے ساتھہ سرود کرین اپنے
خاوندون کے واسطے بہشت مین اور جو شاعر شرک مین مر گئے وہ دوزخ مین ویل اور ثبور کے ساتھہ
پکارینگے أَخْرَجَهُ الدَّيْلَمِيُّ ابوہریرہ رضہ سے مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا إِنَّ
مِنَ الشِّعْرِ لَحِكْمَةً یعنے مقرر شعر مین حکمت ہے یہہ وہی حدیثین بیان کین جو ابن کثیر سے مذکور ہوئین
پہر کہا نکالا احمد اور ابن سعد نے ابوہریرہ رضی سے کہ حضرت عمر رضی حسان کے پاس سے گذرے اور وہ مسجد مین
شعر پڑھہ رہے تھے حضرت عمر رضہ نے حسان رض کیطرف دیکھا حسان رض بولے مین تو اس مسجد مین شعر پڑہتا
تہا حالانکہ اسمین وہ شخص موجود ہوتے جو آپ سے بہت بہتر تہے (یعنے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم)
پہر چپ رہے حضرت فاروق رض پہر حسان رض نے ابوہریرہ رضہ کی طرف التفات کیا اور کہا مین تجھے قسم دیتا
ہون اللہ کی کیا تو نے سنا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے أَجِبْ عَنِّي اللَّهُمَّ أَيِّدْهُ
بِرُوحِ الْقُدُسِ یعنے جواب دے میریطرف سے اے حسان الہی اسکی جبرئیل سے مدد کر کہا ابوہریرہ رضہ
نے ہان اور ابن ابی شیبہ نے بریدہ رضی سے نکالا کہ انہون نے کہا حضرت صلعم نے فرمایا مقرر شعر مین حکمتین
ہین اور ابن ابی شیبہ نے ابن مسعود رضی سے مرفوعًا نکالا کہ حضرت صلعم نے فرمایا مقرر شعر مین حکمتین اور بعض
باطل تقریرین مین جادو کا اثر ہے اور مسلم نے ابوہریرہ رضی سے نکالا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا تم مین سے کسی کا پیٹ پیپ سے پہیپہڑے تک بہرنا بہتر ہے اسکے واسطے شعرون کے بہرنے سے اور ابوہریرہ سے

مروی ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا عمدہ شعر مثل عمدہ کلام کے ہیں اور برا شعر بری کلام کیطرح ہی کہا قرطبی نے اس حدیث کو اسمعیل نے عبداللہ بن عوف شامی سے نقل کیا اور اسمعیل کی حدیث اہل شام سے درست ہی یحییٰ بن معین وغیرہ کے قول کے مطابق اور مسلم نے عمرو بن شرید کی حدیث سے نکالا کہ مین ایک روز حضرت صلعم کے پیچھے سوار تھا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تجھکو امیہ کا شعر یاد ہے مینے کہا ہان یاد ہے مینے ایک شعر پڑھا حضرت صلعم نے فرمایا اور پڑھ مینے دوسرا شعر پڑھا فرمایا اور پڑھ مینے تیسرا شعر پڑھا اسی طرح سو شعر پڑھے ہے معلوم کیا چاہیے کہ امیہ زمانہ کفر مین ایک شاعر تھا اُسکے شعر مین حمد الٰہی اور مذمت دنیا کا مضمون تھا اسواسطے حضرت صلعم نے انکو سنا پھر فرمایا کہ اسکی زبان ایمان لائی اور دل کافر رہا اور زبان سے مضمون تو اچھے نکلے لیکن دل سے کفر اور حب دنیا نہ گئی اور یہی حال ہے اکثر شاعرون کا کہ اشعار مین بعضے مضمون تو نہایت خوب اور درست زبان سے نکلے ہین لیکن دل سیاہ ہے

گو زبان تیری درافشان ہوئی ہائے پر دل کی سیاہی نہ گئی

کہا شعبی نے ابوبکر رضہ بھی شعر کہتے تھے اور عمر فاروق بھی شعر کہتے اور حضرت عثمان بھی کہتے اور حضرت علی ان تینوں سے زیادہ شعر گو تھے اور ابن عباس رضہ سے مروی ہے کہ وہ خود بھی شعر پڑھتے اور لوگون سے بھی مسجد مین شعر پڑھواتے مروی ہے کہ ابن عباس رضہ نے عمرو بن ابی ربیعہ مخزومی کو بلایا اور اُس سے ایک قصیدہ پڑھوایا پھر اُسنے وہ قصیدہ پڑھا اور قریبا نوے شعر تھے پھر ابن عباس نے وہ سارا قصیدہ عمرو بن ابی ربیعہ کو لوٹا کر سنادیا اور ایکبار ہی سنکر یاد کرلیا اور آزاد بلگرامی رح نے شعر کے حکم مین ایک عمدہ تقریر اپنی کتاب تسلیۃ الفواد مین لکہی ہے از انجا بایدجست فارجع الیہ پھر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس سورۃ کو ایسی آیت پر ختم کیا جو کل وعید کو شامل ہے اور فرمایا وَسَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنْقَلَبٍ يَنْقَلِبُونَ بعض نے اس آیت کو شاعرون سے خاص کیا ہے لیکن اسپر کوئی دلیل نہین ہے کیونکہ اعتبار الفاظ کے عموم کا ہوتا ہے اور پڑھا اس آیت کو صدیق اکبر نے عمر فاروق رضہ کے لیے جب اسکو خلیفہ بنایا اپنی مرض موت مین اور ای منقلب مین منقلب سے جہنم مراد ہے اور لفظ ای کو مقدم کیا گیا اسلیے کہ ای استفہام کے معنی کو متضمن ہے کہا ابوالبقاء نے ای منقلب مین سیعلم عامل نہین ہے کیونکہ استفہام مین اسکا ماقبل عمل نہین کرتا بلکہ وہ اسمین عمل کرنے سے معلق ہے اور یہ قول ابوالبقاء کا مردود ہے اسطرح کہ لفظ ای جب صفت واقعہ ہو وہ استفہامیہ نہین ہوتا اور جو استفہامیہ ہو وہ صفت نہین ہوتا بلکہ ہر ایک کی علیحدہ قسم ہے اور لفظ ای کی بہت قسم ہین کہا نحاس نے اور

تحقیق بات اس مقام مین یہ ہے کہ ای معنے مین استفہام کے ہے اور اسکے ماقبل کے معنے اور ہین تو اگر اسمین ماقبل عامل ہوگا تو بعض معانی بعض مین داخل ہوجاوینگے واللہ اعلم اور کہا قرطبی نے معنے ای منقلب ینقلبون کے یہ ہین ای مصیر یصیرون اور ای مرجع یرجعون یعنے اب ظالم جان لین گے کہ کس بازگشت کیطرف صیرورت کرینگے اور کس مرجع کیطرف رجوع کرینگے کیونکہ انکی مصیر اور بازگشت دوزخ ہے اور انکا مرجع عذاب اور وہ بہت برا مصیر ہے اور اشر مرجع اور منقلب اور مرجع مین فرق یہ ہی کہ منقلب کہتے ہین انتقال کرنے کو طرف خلاف اسچیز کے کہ وہ اسمین ہی اور مرجع لوٹنا ہے اس حال سے جسمین وہ اب ہے اس حال کیطرف جسمین وہ پہلے تہا تو ہر مرجع منقلب ہے اور نہین ہے ہر منقلب مرجع اسکو ماوردی نے بیان کیا اور حسن اور ابن عباسؓ نے یہ معنی بیان کیے کہ ظالم حرص کرینگے اللہ کے عذاب سے انقلاب کی اور اس سے نکلجانے کی اور نہ سکین گے اور فضالہ ابن عبید نے اس آیت کی تفسیر مین کہا ان سے وہ لوگ مراد ہین جو بیت اللہ کو ویران کرینگے

انتہے ما قال ابو الطیب فی تفسیرہ فتح البیان

سُوْرَةُ النَّمْلِ

اس سورت کی تین یا چار یا پانچ اور پر نوے آیتین ہین کہا قرطبی نے یہ ساری سورت جمیع مفسرین کے قول پر مکی ہے یہی قول ہے ابن عباسؓ کا اور ابن زبیر سے بھی ایسا ہی مروی ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

طٰسٓ تِلْكَ اٰيٰتُ الْقُرْاٰنِ وَكِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝ هُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ زَيَّنَّا لَهُمْ اَعْمَالَهُمْ فَهُمْ يَعْمَهُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَهُمْ سُوْٓءُ الْعَذَابِ وَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ ۝ وَاِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْاٰنَ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ عَلِيْمٍ ۝ یہ آیتین ہین قرآن اور کہلی کتاب کی سوجہاو اور خوشخبری ایمان والون کو جو کہڑی رکہتے ہین نماز اور دیتے ہین زکوۃ اور وہ پچہلا گہر یقین جانتے ہین جو لوگ نہین مانتے آخرت کو انکو بہلے دکہائے ہین ہمنے انکے کام سو وہ بہکے پہرتے ہین وہی ہین جنکو بری طرح کی مار ہے اور آخرت مین وہی ہین خراب اور تجہکو قرآن ملتا ہی ایک حکمت والے خبردار سے **ف** کہا حافظ ابن کثیر نے سورتون کے

اوائل میں جو حروف مقطعات ہیں انپر سورہ بقرہ میں گفتگو گذر چکی اور تلک معنی میں ہذہ کے ہی اور مبین
بمعنے مبین اور واضح ہے اور آیت ثانیہ کا یہ مطلب ہے کہ قرآن سے ہدایت اور بشارت اُس شخص کو حاصل ہوتی
ہے جسنے اسکا یقین کیا اور اسکی چال چلا اور اسکو سچا جانا اور جو کچھ اسمین مذکور ہے اسپر عمل کیا اور فرض نماز کو
کھڑا کیا اور فرض زکوۃ کو ادا کیا اور پچھلے گھر (دار آخرت کو) یقین جانا اور مرنے کے بعد پھر جی اُٹھنے اور بُرے
بھلے عملوں پر جزا سزا ملنے کو مانا اور بہشت اور دوزخ کو بالتحقیق جانا اور یہ آیت ویسی ہی ہے جیسے اللہ تعالے
نے قرآن مجید کے حق میں دوسری جگہہ ارشاد فرمایا قُلْ هُوَ لِلَّذِينَ آمَنُوا هُدًى وَشِفَاءٌ وَالَّذِينَ
لَا يُؤْمِنُونَ فِي آذَانِهِمْ وَقْرٌ وَهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى أُولَٰئِكَ يُنَادَوْنَ مِنْ مَكَانٍ بَعِيدٍ یعنے تو
کہہ اے محمد صلعم یہ قرآن ایمان والوں کو سوجھ ہی اور روگ کا دفع اور جو یقین نہیں لاتے انکے کانوں میں بوجھ ہے
اور یہ انکو اندھاپا ان لوگوں کی وے لوگوں کی سی مثال ہے جنکو دور سے بلایا جاوے اور فرمایا لِتُبَشِّرَ
بِهِ الْمُتَّقِينَ وَتُنْذِرَ بِهِ قَوْمًا لُدًّا یعنے ہمنے آسان کیا یہ قرآن تیری زبان میں اسی واسطے کہ خوشی سنادے تو ڈر
والوں کو اور ڈراوے جھگڑالو لوگوں کو وہذا یہاں فرمایا اِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ یعنے جو آخرت
کو جھٹلاتے ہیں اور اسکے واقع ہونے کو عقل سے بعید جانتے ہیں زَيَّنَّا لَهُمْ أَعْمَالَهُمْ فَهُمْ يَعْمَهُونَ
یعنے اچھا کر دکھایا ہمنے انکے لیے ان نعمتوں کو جنمیں وہ ہیں اور مہلت دی ہمنے انکو انکی بیراہی میں تو وہ سرگردان
ہیں اپنی ضلالت میں اور یہ جزا ہے انکے لیے دار آخرت کی تکذیب کی کما قال تعالی وَنُقَلِّبُ أَفْئِدَتَهُمْ
وَأَبْصَارَهُمْ كَمَا لَمْ يُؤْمِنُوا بِهِ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَنَذَرُهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ یعنے اور ہم
الٹ دینگے اُنکے دل اور آنکھیں جیسے منکر ہوئے ہیں اس سے پہلی بار اور چھوڑ رکھیں گے انکو اپنے جوش میں
بہکتے اور یہ جو فرمایا وَإِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْآنَ مِنْ لَدُنْ حَكِيمٍ عَلِيمٍ تو اسکا مطلب یہ ہے کہ بالتحقیق تو
اے محمد صلعم لیتا ہے اس قرآن کو اس شخص کے پاس سے جو اپنے امر و نہی میں حکیم ہے اور جمیع امور جلیل و حقیر کی
خبردار ہے تو اسکی خبر صدق محض ہے اور اسکا حکم وہ پورا عدل ہے کما قال تعالے وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ
صِدْقًا وَعَدْلًا اور تیرے رب کی بات پوری سچ ہے انصاف کی ختم ہوا کلام حافظ ابن کثیر کا ان آیات
کی تفسیر میں فتح کا بیان یہ ہے کہ فواتح سور میں مفصل گفتگو گذر چکی اور یہ حرف اگر اس سورۃ کا نام ہے
تو یہ محلا مرفوع میں ابتدا پر اور انکا مابعد انکی خبر ہے اور ممکن ہے کہ یہ مبتدا محذوف کی خبر ہوں اور معنی
یہ ہوں اس سورت کا نام طس ہے اور اگر شمار کرنے کے نمط پر انکو چلایا گیا ہے تو انکے اعراب کا کوئی محل نہیں

ہے اور انکی مراد سے اللہ تعالےٰ خوب واقف ہے اور تلک مین اشارہ ہے نفس سورت کیطرف کیونکہ وہ مذکور ہے
مجملاً اٰیٰتُ الْقُرْاٰنِ وَکِتٰبٍ مُّبِیْنٍ مین عطف ہے ساتھہ زیادت صفت کی معطوف علیہ کے مفہوم پر اور وہ
اس اعتبار سے مقید ہے اور کتاب سے مراد یا تو نفس قرآن ہے یا لوح محفوظ یا یہ خاص سورت اور آیات کو موصوف
کیا ہے دو وصفون کے ساتھہ ایک تو قرانیۃ کے ساتھہ جو دلالت کرتی ہے آیات کی مقروٴ ہونے پر اور یہ
اشارہ ہے اسکی طرف کہ وہ آیات قرآن عربی معجز ہین دوسری صفت کتابیۃ ہے جو دلالت کرتی ہے کہ یہ مکتوبہ
ہے اور اسمین اشارہ ہے اسطرف کہ یہ آیات کتب منزلہ کی صفت کی ساتھہ موصوف ہین پہر انکے ساتھہ
ایک تیسری اور صفت لگادی ہے اور وہ ظاہر ہوتا ہے اسکے معانی کا اس شخص کے واسطے جو اسکو پڑہے
اور کتاب مبین کے یہ معنے ہین کہ اسکا اعجاز واضح ہے اسلیے کہ شامل ہے بلاغت پر یا ظاہر کرنے والی
ہے علم اور احکام اور احوال آخرت کو جنمین سے ہے ثواب اور عذاب یا ظاہر کرنے والی ہے ہدایت اور
ضلالت کی راہ کو یا فارق ہے حق اور باطل مین اور حلال اور حرام مین اور اس سورت مین قرآن کی وصف
کو مقدم کیا بخلاف سورہ حجر کے کہ اسمین قرآنیت کی صفت کو موخر کیا ہے تو یہ اسلیے کہ یہان یہ لحاظ
کیا ہے کہ قرآنیت کا حال مقدم ہے کتاب کی حال پر اور وہان مایوٴل الیہ کا لحاظ کیا ہے کیونکہ وہ مکتوب
ہے اور کتابت سبب ہے قرات کا واللہ اعلم اور رہا یہ امر کہ اس سورہ مین قرآن کو معرف اور کتاب کو منکر کیا
ہے بخلاف حجر کے اسمین کتاب معرف ہے اور قرآن منکر تو یہ اسلیے کہ انمین سے ہر ایک تعریف اور
تنکیر دونو کا صالح ہے کیونکہ قرآن اور کتاب دونو علم ہین اس کتاب کی جو حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ و
سلم پر اُتری ہے اور دونو وصفین ہین اس حیثیت سے کہ پڑہی جاتی ہے اور لکہی جاتی ہے جہان انکو
معرفہ کیا ہے وہان اسکے علم ہونیکا اعتبار کیا ہے اور جہان نکرہ بیان کیا ہے وہان اُسکی وصفیت
کا لحاظ کیا ہے اقامت صلوۃ سے پانچون نمازون کا برپا رکہنا اور اُنکے فروض اور سنن پر مداومت
کرنا اور شریعت کے مطابق انکا ادا کرنا مراد ہے اور ایتاء زکوۃ سے مالون کی زکوۃ کا جی کی خوشی کے ساتہہ
ادا کرنا مراد ہے جب فرض ہو جاوی اور آخرت پر یقین کرنے سے یہ مراد ہے کہ استدلال کے ساتہہ اسکو
جانتے ہین اور مطلب یہ ہے کہ آخرت پر جیسا یقین لانا چاہیے نہین لاتے مگر وہی لوگ جو ایمان اور عمل
صالح کے جامع ہین کیونکہ انجام کا خوف تکلیفون کی برداشت پر انکو ابہارتا ہے اور یہی لوگ یگانہ ہین
پہر جب اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اہل سعادت کا مذکور فرمایا تو انکے پیچہے اہل شقاوت کو بہی بیان فرمایا اور

فرمایا ان الذین لا یؤمنون الایۃ آخرت کی ساتھہ ایمان نلانے سی یہ مراد ہے کہ وہ مرنیکے بعد زندہ ہونی
کی تصدیق نہین کرتے اور یہ کافر ہین اور انکے لیے اعمال کے مزین کرنے سی یہ مراد ہے کہ اللہ تعالے نے
انکے برے عملون کو انکے لیے مزین کردیا ہے اسطرح کہ برائیون کے ارتکاب کی خواہش انکی طبیعتون مین قرار
گیر ہوگئی ہے اور وہ سمجھتے ہین کہ وہ اچھے کام کرتے ہین بعض نے کہا مراد یہ ہے کہ اللہ تعالے نے عمدہ اعمال
کی انکے لیے عمدگی ظاہر کردی ہے اور جو کچھہ اعمال صالحہ مین دنیا اور آخرت کی بھلائیان ہین انکو انکے لیے بیان
فرما دیا ہے لیکن انہون نے نمانا زجاج نے کہا آیت کا معنے یہ ہے ہمنے انکی کفر کی جزا یہ ٹھرائی ہی کہ جس چیز
مین وہ سرگردان ہین اسکو انکے لیے مزین کردیا ہے اسطرح کہ اسچیز کو انکی طبیعتون کا مشتہی اور انکے نفسون کا
محبوب بنادیا ہے پھر وہ اسمین ہمیشہ متردد اور متحیر رہتے ہین نہین راہ پاتے اسکے طریق کیطرف اور نہ سمجھتے
ہین اسکی حقیقت کو کیونکہ وہ جو اسمین قباحت ہے اسکو نہین بوجھتے بعض نے کہا اور وہ کھیلتے پھرتے ہین قالہ قتادہ یہی ہین جنکو بری طرح کی مار ہے بعض نے کہا اس سے
مراد دنیا کا عذاب ہی جیسے قتل اور قید اور دلیل اسپر یہ ہے کہ اسکے بعد اللہ تعالے نے فرمایا اور آخرت مین
وہی خراب ہین یعنی سب لوگون سی بڑھکر وہ ٹوٹے مین پڑے اور سب سی چڑھکر وہ نامراد رہے پھر اللہ تعالے
نے ایک مفید مقدمہ کو ان عجیبہ اخبار کے لیے بیان فرمایا جنکو اسنے اسکے بعد بیان کیا ہے اور حضرت ص
کو مخاطب کرکے فرمایا وانک لتلقی القرآن من لدن حکیم علیم حکیم بمعنے کثیر الحکمت اور علیم بمعنے
کثیر العلم ہے اور ان دونون مین جمع کی صورت باوجود اسکے کہ علم حکمت مین داخل ہے یہ ہے کہ جو علم حکمت مین
داخل ہے وہ علم عملی ہے اور علم عملی وہ ہے جو متعلق ہو ساتھہ کیفیت عمل کے اور جس علم کا بیان مذکور ہے وہ
علم عملی سے عام ہے گویا یہ کہا گیا ہے حکمت الاہی مصیب ہے اپنے افعال مین کوئی کام نہین کرتا مگر اپنے علم
کے مطابق خبردار ہے ہر چیز سے اور یہ آیت بساط اور تمہید ہے ان اقاصیص کے لیے جنکو اللہ تعالے نے
اس سورت مین بیان کیا ہے اور توطیہ ہے ان لطیف حکمتون کا اور دقیق علمون کا جو ان قصون مین
موجود ہین اور یہ سورت پانچ قصونپر شامل ہے اول موسی ؑ کا قصہ مذکور ہے اور اسکے بعد نملہ کا قصہ مذکور
ہے اور اسکے بعد بلقیس کا اور اسکے بعد صالح ؑ کا اور اسکے بعد لوط علیہ السلام کا اِذْ قَالَ مُوْسٰی لِاَهْلِهٖٓ

اِنِّیْٓ اٰنَسْتُ نَارًا سَاٰتِیْكُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ اٰتِیْكُمْ بِشِهَابٍ قَبَسٍ لَّعَلَّكُمْ تَصْطَلُوْنَ فَلَمَّا
جَآءَهَا نُوْدِیَ اَنْۢ بُوْرِكَ مَنْ فِی النَّارِ وَمَنْ حَوْلَهَا وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ یٰمُوْسٰی
اِنَّهٗٓ اَنَا اللّٰهُ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ وَاَلْقِ عَصَاكَ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَآنٌّ وَّلّٰی مُدْبِرًا وَّلَمْ

يٰمُوسٰى لَا تَخَفْ اِنِّىْ لَا يَخَافُ لَدَیَّ الْمُرْسَلُوْنَ ۝ اِلَّا مَنْ ظَلَمَ ثُمَّ بَدَّلَ حُسْنًۢا بَعْدَ سُوْٓءٍ فَاِنِّىْ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَاَدْخِلْ يَدَكَ فِىْ جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ مِنْ غَيْرِ سُوْٓءٍ فِىْ تِسْعِ اٰيٰتٍ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَقَوْمِهٖ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ۝ فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ اٰيٰتُنَا مُبْصِرَةً قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ وَجَحَدُوْا بِهَا وَاسْتَيْقَنَتْهَآ اَنْفُسُهُمْ ظُلْمًا وَّعُلُوًّا فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِيْنَ ۝

جب کہا موسیٰ نے اپنے گہر والون کو مینے دیکھی ہے ایک آگ اب لاتا ہون تمہارے پاس وہان سے کچھہ خبر یا لاتا ہون انگار اسلگا کر شاید تم تاپو پہر جب پہنچا اوس پاس آواز ہوئی کہ برکت رکہتا ہے جو کوئی آگ مین ہی اور جو اوسکے آس پاس ہے اور پاک ذات اللہ کی جو صاحب ہے ساری جہان کا **ف** آگ کی اندر اور آس پاس فرشتے مقرب تہی آگ نہ تہی اُن کا نور تہا اور آواز دی غیب سے اللہ تعالیٰ نے **ت** اے موسیٰ وہ مین اللہ ہون زبردست حکمتون والا اور ڈال دے لاٹھی اپنی پہر جب دیکہا اسکو پہن پہناتی جیسے سانپ کی سٹک پہر امٹہہ دیکر اور پیچہے نہ دیکہا ہمنے فرمایا اے موسیٰ غم نہ کہا مین جو ہون میرے پاس نہین ڈرتے رسول **ف** اول سٹک سی بن گئی تھی جب فرعون کے آگی ڈالی تو ناگ ہوگئی **ت** مگر جسنے زیادتی کی پہر بدل کر نیکی کی برائی کے پیچہے تو مین بخشنے والا مہربان ہون **ف** موسیٰ علیہ السلام سے چوک کر ایک کافر کا خون ہوگیا تہا اسکا ڈر تہا انکے دل مین انکو وہ معاف کر دیا **ت** اور ڈالدے ہاتہہ اپنا اپنی گریبان مین کہ نکلے چٹا نہ کچہہ برائی سے یہ ملکر نو نشانیان فرعون اور اسکے قوم کیطرف بیشک وہ تہے لوگ بے حکم **ف** سورہ اعراف مین وہ سات نشانیان ہو چکین **ت** پہر جب پہونچین اُن پاس ہماری نشانیان سمجہانے کو بولے یہ جادو ہے صریح اور انسے منکر ہو گئے اور انکو یقین جان چکے تہی اپنے جی مین بے انصافی اور غرور سے سو دیکہہ کیسا ہوا آخر بگاڑنے والون کا **ف** حافظ ابن کثیر اپنی تفسیر مین فرماتے ہین کہ ان آیات مین اللہ تعالیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو موسیٰ ع کا قصہ یاد دلاتا ہے کہ کسطرح اسکو اللہ تعالیٰ نے چن لیا اور اس سے کلام کی اور اس سے سرگوشی کی اور دین اسکو آیات عظیمہ باہرہ اور دلیلین قاہرہ اور بہیجا اسکو فرعون اور اسکی جماعت کی طرف تو وہ اُنسے منکر ہو گئے اور انہون نے کفر کیا اور تکبر کیا اسکی تابعداری اور فرمانبرداری سے پس فرمایا اللہ تعالیٰ نے اِذْ قَالَ الاٰیہ یعنے یاد کر جب موسیٰ ع لے چلے اپنے گہر والون کو اور راہ بہول گئے اور یہ وقت سخت اندہیری رات کا تہا تو انہون نے دیکہی طور پہاڑ کے پاس آگ جو بہڑک رہی تہی اور فرمایا اپنے گہر والون کو مینے دیکہی ہے ایک آگ اب لاتا ہون تمہارے پاس وہان سے کچھہ خبر راہ کی یا لاتا ہون اس آگ سے انگار اسلگا کر شاید تم تاپو اور اس سے گرمی حاصل کرو اور امر ویسا ہی ہوا

جیسا انہون نے فرمایا کیونکہ وہ لوٹے آگ سے ایک عظیم خبر لیکر اور حاصل کیا اس سے ایک نور عظیم و لہذا فرمایا
اللہ تعالے نے فلما جاءها الایۃ یعنے جب آگ کے پاس پہنچا اور دیکھا اُسنے اسکو سخت ہولناک اور وہ آگ بڑی تہی
درخت مین آگ زیادہ روشن جلتی تہی اور درخت کی سبزی بڑہتی جاتی تہی پہر اوٹھایا موسے ؑ نے اپنا سر تو کیا دیکھتے ہین کہ اسکا نور بادلون
تک پہنچا ہوا ہے کہا ابن عباس رض وغیرہ نے وہ آگ نہ تھی بلکہ ایک نور تہا جو چمک رہا تہا اور ایک روایت مین ابن عباس رض
سے مروی ہے کہ وہ رب العالمین کا نور تہا تو موسی ؑ متعجب ہوکر ٹہر گئے اور آواز ہوئی کہ برکت رکہتا ہے جو آگ
مین ہے کہا ابن عباس رض نے یعنے وہ پاک ہے اور من حولہا سے فرشتے مراد ہین قالہ ابن عباس وعکرمۃ
وسعید بن جبیر والحسن وقتادۃ ابو موسی رض سے روایت ہے کہ انہون نے کہا حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ
وسلم نے فرمایا ان اللہ لا ینام ولا ینبغی لہ ان ینام یخفض القسط ویرفعہ یرفع الیہ عمل
اللیل قبل النہار وعمل النہار قبل اللیل زاد المسعودی وحجابہ النور لو کشفہ لاحرقت
سبحات وجہہ کل شیء ادرکہ بصرہ ثم قرأ ابو عبیدۃ ان بورک من فی النار ومن حولہا
یعنے بیشبہ خدا نہین سوتا ہے اور اسکے شان کی مناسب نہین سونا جہکاتا ہے ترازو کو اور اوٹہاتا ہے یعنے بندونکے
عمل تولتا ہے بعضی قبول کرتا ہے بعضی رد کرتا ہے یا روزی کم زیادہ کرتا ہے اوٹہائے جاتے ہین اسکی طرف رات
کے کام دن سے پہلے اور دن کے کام رات سے پہلے خدا کا پردہ نور ہے اگر اس کو کہول دیوے
اوٹہا دوے تو اسکی ذات پاک کی روشنیان جلا دیوین ساری خلق کو جہانتک خدا کی نظر کام کرے یعنے
تمام عالم پہر ابو عبیدہ نے جو حدیث کا ایک راوی ہے یہ آیت پڑہی ان بورک من فی النار ومن
حولہا اور اس حدیث کو امام مسلم نے نکالا عمرو بن مرہ سے پہر فرمایا اور پاک ذات ہے اللہ کی جو صاحب ہے ساری
جہان کا یعنے وہ پاک ذات ہے جو چاہے کر ڈالتا ہے اور مخلوقات مین سے کوئی چیز اسکی مثل نہین ہے
اور مصنوعات مین سے کوئی شئے اسکو نہین گہیر سکتی اور وہ بلند ہے بڑا جو اپنی ساری مخلوقات سے سب سے علیحدہ
ہے اور نہین سما سکتے اسکو آسمان و زمین وہ اکیلا ہے بے نیاز پاک ہے محدثات کی مماثلت سے اور یہ جو فرمایا وہ
مین ہون اللہ زبردست حکمتون والا تو اسمین اللہ تعالی نے موسی علیہ السلام کو جتایا کہ جو تیرے ساتھ بات
کرتا ہے اور تجہہ سے اپنا راز کہہ رہا ہے وہ تیرا رب ہے جو موصوف ہے تمام صفات کمالیہ سے اور وہ غالب ہے جسکے
سامنے ہر چیز مغلوب اور مقہور ہے حکیم ہے اپنے اقوال اور افعال مین پہر اسکو ارشاد فرمایا کہ اپنے ہاتہ سے
لاٹھی ڈالدیوے تو کہ اسکے بہی ایک روشن دلیل ظاہر ہو جاوے اسپر کہ وہی فاعل مختار ہر چیز پر قادر ہے

جب موسی نے اس لٹھی کو ہاتھ سے ڈالا تو وہ بلا درنگ ایک بہت بڑا اور لمبی شکل کا سانپ بن گیا اور
منہ اسکا کسطرح تیز رفتار و اہندا فرمایا فلما راٰها تهتز كانها جان یعنے جب دیکھا اسکو ہین ہلتے جیسے
سانپ کی شکل جان سانپ کی قسم ہے جو سانپ کے تمام قسمون سی تیز رفتار اور کثیر الاضطراب ہوتی ہے
حدیث مین ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گھر کے رہنے والے سانپون کی مارنے سی منع فرمایا اسلیے کہ مدینے
مین جن سیکہنے کے لیے کچھ جن آکر رہنے لگے تہی سانپون کی شکلون مین تو آپ نے فرمایا گہر کے رہنے والے سانپون کے
مارنے سی اسلیے کہ شاید وہ جن ہو بعض نے کہا یہ ممانعت منسوخ ہے اور بعض نے کہا اب بہی اگر کوئی گہر مین
سانپ دیکھے تو اسکو تین بار خبردار کرے کہ اگر تو جن ہے تو چلا جا اگر تیسری بار کے بعد پہر نکلے تو وہ سانپ ہی ہے
اسکو مار ڈالنا چاہیے جب موسی ع نے یہ دیکھا تو پھر اپیٹھ دیکر اور ڈر کے مارے پیچھے نہ دیکھا اللہ تعالے نے
فرمایا اے موسی مت ڈر میری پاس نہین ڈرتے رسول یعنے تو اس سانپ سی ڈر مت کیونکہ ہم تجھکو رسول بنایا چاہتے
ہین اور پیغمبر مرتبہ والا اور یہ جو فرمایا مگر جسنے زیادتی کی پہر بدلکر نیکی کی برائی کے پیچھے تو مین بخشنے والا
مہربان ہون تو یہ استثنا منقطع ہی اور ہمین انسان کے لیے ایک بڑی بشارت ہی اور وہ یہ ہے کہ جو شخص برے
عمل پر ہو پہر اسکو چھوڑ دیوے اور اس سے رجوع کرے اور توبہ کرے اور منیب ہو تو اللہ اسکو معاف کرتا ہے
کما قال تعالی وانی لغفار لمن تاب وامن وعمل صالحا ثم اهتدى اور میری بڑی بخشش ہے اسپر
جو توبہ کرے اور کرے بہلا کام پہر راہ پر رہے وقال تعالی ومن يعمل سوءا او يظلم نفسه ثم يستغفر
الله يجد الله غفورا رحيما یعنے جو کوئی کرے گناہ یا برا کرے پہر اللہ سے بخشوا دے پاوے اللہ کو بخشنا
مہربان اور آیات اسبارے مین بہت ہین اور یہ جو فرمایا اور ڈالدے ہاتھ اپنا گریبان مین کہ نکلے چٹا نہ کچھ برائی سے
تو یہ دوسرا معجزہ ہے اور دلیل ظاہر ہے اللہ تعالی کی قدرت پر جو فاعل مختار ہے اور اس شخص کی سچائی پر جسکے
واسطے اللہ تعالی نے یہ معجزہ ٹہرایا اور یہ اسطرح کہ اللہ تعالی نے موسی ع کو ارشاد فرمایا کہ اپنا ہاتھ اپنے کرتے کے گریبان
مین ڈال جب ہاتھ کو گریبان مین ڈالا اور باہر نکالا تو وہ چاند کے ٹکڑے کی طرح چمکتا نکلا اسکی شعاعین
بجلی کیطرح آنکھون کو اچکتی تہین اور یہ جو فرمایا یہ ملکر نو نشانیان تو اسکے یہ معنے ہین کہ یہ دو نشانیان
نو نشانیون مین سے ہین جنکے ساتھ مین تیری مدد کرونگا اور انکو تیری سند بناؤنگا فرعون اور اسکے سردارون
کے لیے بیشک وہ قوم فاسق ہین اور یہ وہ نو نشانیان ہین جنکی بابت اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا ولقد
اتینا موسى تسع ايت بينت فسئل بني اسراءيل اذ جاءهم فقال له فرعون انی

لاظنک یموسیٰ مسحورا یعنے اور ہمنے دین موسےٰ کو نشانیان صاف پہر پوچہہ بنی اسرائیل سے جب وہ آیا انکی پاس تو کہا اسکو فرعون نے میری اٹکل مین موسے تجہہ پر جادو ہوا ساتـ نشانیون کا بیان سورہ اعراف مین ہو چکا) آیات مبصرہ سے مراد ظاہر دلیلین ہین اور جو فرمایا اور انسے منکر ہو گئے اور یقین جان چکے تہے اپنے جی مین تو اسکے یہ معنی ہین کہ انہون نے زبان سے تو انکار کیا اور اپنے جی مین جانا کہ یہ راست ہے اللہ تعالے کی جانب سے اور انکار جو کیا تو تکبر اور غرور کی راہ سے کیا ولہذا فرمایا فَانظُرْ كَيْفَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِينَ یعنے دیکہہ اے محمد ان کا انجام کیسا ہوا کہ انکو اللہ تعالے نے کہپا دیا اور سب کو ڈبو دیا ایک وقت مین اور غرض یہ ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جہٹلانے والو اور ہیچیز کا انکار کرنے والو جسکو وہ اپنے رب کے پاس سے لائے ڈرو اس سے کہ پہنچ جاوے تمکو ویسا عذاب جو پہنچا انکو کیونکہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موسےٰ سے اشرف اور اعظم ہین اور انکی دلیل اول اور اقوے ہے موسی ع کی دلیل سے اسطرح کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسے دلائل عنایت کیے گئے جو آپ کی ذات اور صفات مین موجود ہین اور یہ کہ انبیا آپکی نسبت بشارات بیان کر چکے اور اللہ تعالے نے انبیاء سے عہد لیا محمد صلعم کے ساتہہ ایمان لانے پر اگر وہ انکے وقت مین آجاوین انتہے ما قال ابن کثیر نے تفسیرہ فتح البیان کا بیان فائح یہ ہے کہ اہل سے مراد موسے ع کی بی بی ہے اور یہ سفر مدین سے مصر کیطرف تہا سخت اندہیری سرد رات مین اور آپ راہ بہول گئے تہے اور آپکی بی بی کو زچگی کا درد شروع ہو گیا اور باعث اوس سفر کا یہ تہا کہ آپ نے مصر مین پہنچکر اپنی مان اور بہائی کے پاس پہنچ کا ارادہ کیا اور اس سفر مین آپکے ساتہہ صرف ایک بی بی تہی شعیب ع کی بیٹی اور طلاق اہل کے لفظ کا اسپر جو کثرت پر دلالت کرتا ہے تعظیم کے لیے ہے اور بعض نے کہا آپکے ساتھ آپکا بیٹا اور خادم بہی تہا اور یہی تادیل ہے آپکے قول امکثوا مین زجاج نے کہا جو سفید چیز صاف ہو وہ شہاب ہے اور ابو عبیدہ نے کہا شہاب آگ کو کہتے ہین اور ثعلب نے کہا اصل مین شہاب کہتے ہین اس لکڑی کو جسکی ایک طرف آگ لگی ہو اور دوسری طرف آگ نہ ہو اور اس شعاع کو بہی شہاب کہتے ہین جو روشنی کرے اور ستارے کو بہی شہاب کہتے ہین سدی نے کہا آگ مین فرشتے تہے اور آگ اسجگہہ محض نور تہا مگر موسے ع نے اسکو آگ خیال کیا جب اسکے پاس پہنچا تو اسکو نور پایا اور حسن اور سعید بن جبیر سے مروی ہے کہ انہون نے کہا وہ اللہ سبحانہ تعالے کا نور تہا یا اسکی قدرت اور غلبہ بعض نے کہا من کا لفظ علی کے معنی مین ہے یعنی اللہ کا امر مبارک ہے جسکو اسی اسطرح بنا دیا کہا واحدی نے اور مفسرین کا مذہب یہ ہے کہ اسجگہہ نار بمعنے نور ہے اور ابن عباس رض نے کہا من فی النار سے خود اللہ سبحانہ وتعالے

کی ذات مراد ہے درخت مین اللہ سبحانہ وتعالی کا نور تہا اور اسکے آس پاس فرشتے تہے اور یہ بھی انہین سے مروی ہے
کہ انہون نے کہا نور مین اللہ تعالی تہا اور اوس نور کے آس پاس فرشتے تہے اور انہین سے مروی ہے کہ اونہون
نے فرمایا آواز دی موسے کو اللہ تعالے نے اور وہ نور مین تہا پہر ابو موسے کی وہی حدیث بیان کی جو ابن کثیر
سے بیان ہوئی توریت مین ہے جَآءَ اللّٰہُ مِنْ سَیْنَآءَ وَ اَشْرَقَ مِنْ سَاعِیْنَ وَ اسْتَعْلٰی مِنْ جِبَالِ
فَارَانَ یعنے اللہ تعالے آیا سینا سے اور ساعین سے جہانکا اور فاران کے پہاڑ و نپر بلند ہوا تو سینا سے
آنیسے یہ مراد ہے کہ موسیٰ کو سینا پہاڑ سے بہیجا اور ساعین پر جہانکنے سے یہ مراد ہے کہ عیسے علیہ السلام کو
ساعین سے بہیجا اور فاران پر بلند ہونیسے یہ مراد ہے کہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فاران سے بہیجا اور
فاران مکہ کا نام ہے پہر اللہ تعالی نے اپنی ذات کو منزہ فرمایا برای سے اور فرمایا وَسُبْحٰنَ اللّٰہِ رَبِّ
الْعٰلَمِیْنَ اور اس مقام مین اپنا منزہ ہونا اسلئے بیان فرمایا کہ کہین موسے علیہ السلام طبع بشری کے مطابق
جو جاری ہے عادت خلقیہ پر غلطی مین نہ پڑین اسطرح کہ سمجہہ لین کہ جس کلام کو وہ سنتے ہین حرف و آواز کے
ساتہہ وہ بہی مخلوق کے کلام کیطرح حادث ہے یا یہ سمجہہ لین جو کلام کر رہا ہے وہ کسیٰ مکان مین ہے یا کسی طرف ہے
قالہ الحفناوی بعض نے کہا موسیٰ ع نے عرض کی اے میرے رب مجہکو کسنے آواز دی تو اللہ سبحانہ و
تعالی نے فرمایا اِنَّہٗٓ اَنَا اللّٰہُ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ اور یہ تمہید ہے ان معجزات کی جنکے ظاہر کرنے کا موسے ع
کے ہاتہہ پر اللہ تعالے نے ارادہ فرمایا پہر ارشاد فرمایا کہ لاٹھی ڈالدے اور یہ اسلیے فرمایا تو کہ جان لے موسیٰ ع
ان معجزات خارق عادت کو جنکو اللہ تعالے نے انکے ہاتہہ پر جاری کرنا ہے پہر نہ گہبراوے انسے اور فرمایا وَ
اَلْقِ اِلٰی آیۃ زجاج نے کہا وہ لاٹھی ہلنے لگی جیسے سانپ اور جان کہتے ہین سفید سانپ کو اور سانپ کے
ساتہہ مشابہت دی اسکو تیز رفتاری مین ورنہ اسکا جثہ بہت بڑا تہا اور قرآن کے دوسرے مقام مین اللہ تعالی نے اسکو
ثعبان کی ساتہہ مشابہت دی ہے کیونکہ وہ عظیم الجثہ تہا اور جان کی جمع جنان ہے اور جان وہ سانپ ہے
جسکا جسم بہت ہلکا ہو کلبی نے کہا جان وہ سانپ ہے جو نہ بڑا ہو نہ چھوٹا اور یہ جو فرمایا اے موسیٰ مت
ڈر میرے پاس رسول نہین ڈرتے تو اسکے یہ معنی ہین کہ میرے سوا کسی اور چیز سے مت ڈر یعنے سانپ
اور اسکے ضرر سے مت ڈر مجہہ پر بہروسا کرکے یا مطلقاً مت ڈر جسکو مین رسول بنا کر بہیجتا ہون وہ میری
رسالت کی برکت سے سانپ وغیرہ سے نہین ڈرتا تو تو بہی مت ڈر بعض نے کہا رسولون کا نہ ڈرنا جمیع
اوقات مین نہین ہے بلکہ اسوقت وہ نہین ڈرتے جب انکو اللہ تعالی کیطرف سے خطاب ہوتا ہے

اور اسکی طرف سے پیغام آتا ہے کیونکہ وہ اسوقت اللہ عزوجل کے شانون مین مستغرق ہوتی ہین انکے دلونپر کسی
چیز سے ڈرنے کا خیال نہین آتا اور اسحالت کی سوا اپنے رسول سب لوگون سے بڑہکر اللہ تعالے سے ڈرنیوالے ہوتے
ہین یا آیت کا معنے یہ ہے کہ رسولونکا انجام میرے نزدیک برا نہ ہوگا توکہ وہ اس سے خوف کرین پہر فرمایا اِلَّا
مَنْ ظَلَمَ الآیۃ اور یہ استثنا منقطع ہے یعنے لیکن جو شخص گناہ کرے اپنی جان پر بے انصافی کرکر پہر بدلکر
کرے نیکی برائی کے پیچہے تو مین معاف کرنیوالا مہربان ہون اسکی توبہ قبول کرتا ہون اور اسکی برائی معاف کر
دیتا ہون بعض نے کہا استثنا متصل ہے اور مستثنیٰ منہ مقدر ہے اور تقدیر عبارت اسطرح ہے اِنِّیْ لَا یَخَافُ
لَدَیَّ الْمُرْسَلُوْنَ وَاِنَّمَا یَخَافُ غَیْرُھُمْ مِمَّنْ ظَلَمَ اِلَّا مَنْ ظَلَمَ الخ یعنے میرے پاس نہین ڈرتے
رسول اور ڈرتے وہ لوگ ہین جو رسولون کے سوا ہین ان لوگون مین سے جنہون نے ظلم کیا مگر جسنے ظلم کیا
پہر بدل کر نیکی کی آخر تک کذا قال الفراءُ اور کہا نحاس نے استثنا مستثنیٰ منہ محذوف سے محال ہے
کیونکہ اس صورت مین ایسی چیز سے استثنا ہوگا جسکا قرآن مجید مین ذکر نہین ہے اور فرا کا ایک یہ قول ہے
کہ حرف اِلَّا اس مقام مین بمعنے واو ہے بعض نے کہا استثنا متصل ہے مذکور سے نہ محذوف سے اور معنے یہ
ہین مگر جسنے ظلم کیا رسولون مین سے صغیرے گناہون کے ارتکاب کی ساتہہ جنسے کوئی فرد بشر بچ
نہین سکتا اور نحاس نے اس قول کو پسند کیا اور کہا اللہ تعالی کو معلوم تہا جسنے عصیان کیا مرسلین مین سے
پہر انکو مستثنے کرلیا اور فرمایا اِلَّا مَنْ ظَلَمَ مگر جسنے ظلم کیا وہ خائف ہے اگرچہ مینے اسکو معاف کردیا جیسے حضرت
آدم ؑ اور داؤد ؑ اور یوسف ؑ کے بہائی اور موسی علیہ السلام اسلیے کہ انہون نے ایک قبطی کو مار ڈالا اور مغفرت
کے بعد خوف سے کوئی چیز مانع نہین ہے کیونکہ ہمارے پیغمبر جنکے اگلے پچہلے قصور اللہ تعالی نے معاف کر
دیے فرمایا کرتے تہے وَدِدْتُ اَنِّیْ شَجَرَۃٌ تُعْضَدُ یعنے مجہکو یہ بات پسند ہے کہ مین ایک درخت ہوتا جسکو
لوگ کاٹتے اور جیب سے کرتے کا گریبان مراد ہے اور جیب اسکو اسلیے کہتے ہین کہ اسکو کاٹا جاتا ہے توکہ وہان
سر داخل ہوجاوے اور سورہ قصص مین آویگا اُسْلُكْ یَدَكَ فِیْ جَیْبِكَ اور اَدْخِلْ مین اُسْلُكْ
سے بڑہکر مبالغہ ہے اور اللہ تعالی نے آپکو کرتے کی آستین مین ہاتہہ ڈالنے کا حکم نہ دیا کیونکہ آپ پر ایک
چہوٹی سی اون کی کرتی تہی جسکی آستینین نہ تہین بعض نے کہا اسکی آستینین تو تہین مگر چہوٹی کہا ابن
عباس رضی نے موسیٰ ؑ کا جبہ اون کا تہا جسکی آستینین کہنیون تک بہی نہین تہین ولہذا فرمایا اور داخل کر
تو اپنا ہاتہہ اپنے گریبان مین تو اونہون نے اسکو گریبان مین داخل کیا مفسرین نے کہا ہے موسے ؑ کے

بد نیز ایک چھوٹی سی اون کی کرتی تھی جسکی آستینین نہ تھین اور نہ گھنڈیان تو انہون نے اپنا ہاتھ اپنے گریبان مین
داخل کیا اور اسکو نکالا تو وہ چمکتا تھا بجلی کیطرح چمکارے ڈھانکتے تھے نظر کو کہا ابو البقا نے فی تسع آیات
بینات نصب کے محل مین ہے حالیت پر تخرج کے فاعل سے لیکن اسمین بعد ہے بعض نے کہا یہ جار مجرور
محذوف کے متعلق ہے اور معنے یہ ہین جا تو نو نشانیون مین بعض نے کہا فی بمعنی مع ہے اور معنے یہ ہین کہ یہ دو
نشانیان ہین نو نشانیون کے ساتھ تو کل گیارہ نشانیان ہوئین دو تو یہی یعنے لاٹھی اور ہاتھ تیسری
دریا کا پھٹنا چوتھی طوفان پانچوین ٹڈی چھٹی چچڑیان ساتوین مینڈک آٹھوین خون نوین طمس دسوین
قحط گیارہوین کھیتون مین نقصان نحاس نے کہا اسباب مین عمدہ قول یہ ہے کہ ہاتھ کی نشانی بھی ان نو
نشانیون مین داخل ہے کذا قال المهدوی والقشیری زجاج اور قشیری نے کہا عرب کہتے ہین خرجت
فی عشرۃ نفر یہ اس قعہ پر بولتے ہین کہ جب کہنے والا بھی ان ہین کا ایک ہو اس صورت مین فی بمعنے
من ہوگا جیسے کہتے ہین خذ لی عشرا من الابل فیها فحلان تو اس محاورے مین فیها بمعنے منها ہے
کیونکہ اسکے معنے یہ ہین لے میرے واسطے دس مہار اونٹون کے جن سے دو نر ہون بعض نے کہا فی بمعنی مع ہے
اور ہاتھ اور عصا یہ دونو نو نشانیون کے علاوہ ہین کذا فعل ابن عطیۃ طرف فرعون اور اسکے سردارون
کے یعنے تو مبعوث ہوا ہے فرعون اور اسکی قوم کی طرف کذا قال الزجاج اور فسق سے مراد حد ودین سے نکلجانا ہے
کفر اور عدوان کے ساتھ اور یہ جملہ علت ہے بعث مقدر کی یعنے اسلیے تمکو انکی طرف پیغمبر کرکے بھیجا ہے کہ وہ بے
حکم لوگ ہین اور آیاتنا مین آیات سے وہ آیات مراد ہین جو موسی ع کو دی گئین حال یہ کہ وہ آیات مبصرۃ تہین
یعنے مضیئہ واضحہ اور مبصرۃ اسم فاعل ہے معنے مین مفعول کے جیسے کرمہ ماء دافق مین دافق بمعنے مدفوق
ہے اور اسمین اشارہ کیا ہے کہ وہ آیات بسبب اپنے روشن اور واضح ہونیکے خودبخود راہ دکھاتی ہین جیسے
اللہ تعالی نے فرمایا واتینا ثمود الناقۃ مبصرۃ اور بعض نے مَبصَرۃ پڑھا ہے میم اور صاد کی زبر کے ساتھ
لیکن اول اولی ہے اور ابصار کو منسوب کیا آیات کیطرف مجازاً کیونکہ انہین کے ساتھ راہ پاتے ہین اور
مراد ابصارت سے سب آیتون مین اضارت معنوی ہے یا بعض مین اضارت حسی مراد ہے اور وہ ہاتھ
ہے اور یہ جو فرمایا کہ انہون نے آیات کا انکار کیا ظلم اور غرور سے تو اس سے یہ غرض ہے کہ انہون نے
سخت ظلم کیا جو انکو انکے رتبہ عالیہ سے گرا دیا اور انکا نام سحر رکھا اور یہ آیت ویسی ہی ہے جیسے اللہ تعالی
نے دوسری مقام مین فرمایا والذین کذبوا بایتنا واستکبروا عنها اور ظلما و علوا دونو منصوب

ہین علت پر یعنے فرعون اور اسکی قوم کو اس انکار پر ظلم اور علو باعث ہوا یا منصوب ہین حالیت پر جحدوا
کے فاعل سے کہا ابو عبیدہ نے اور با رو جحدوا بہا مین زائدہ ہے اور نظر سے مراد فانظر مین فکر اور غور کرنا
ہے یعنی سوچ اے محمد ﷺ اس ماجرے مین اسلیے کہ اسمین عبرت ہی معتبرین کے لیے اور انکا انجام کار یہ ہوا کہ وہ اس
دریا مین ڈوب گئے اور غرق کا ذکر نہین کیا اسلیے کہ وہ نشان ہی ہر بینندہ کا اور مشہور ہے سب لوگون مین
اور جب اللہ سبحانہ وتعالی نے موسی ع کے قصے سے فراغت پائی تو داؤد ع اور انکے بیٹے سلیمان ع کا قصہ شروع
فرمایا اور یہ قصہ اور موسے ع کا قصہ جو پہلے گذرا اور وہ قصے جو مذکور ہونگے یہ گویا تقریر اور بیان ہین اللہ
تعالی کے قول وانک لتلقی القرآن من لدن حکیم علیم کے اور فرمایا ولقد آتینا داؤد وسلیمن علما

وقالا الحمد للہ الذی فضلنا علی کثیر من عبادہ المؤمنین ۝ وورث سلیمان داؤد
وقال یایہا الناس علمنا منطق الطیر واوتینا من کل شیء ان ہذا لہو الفضل المبین ۝ و
حشر لسلیمن جنودہ من الجن والانس والطیر فہم یوزعون ۝ حتی اذا اتوا علی واد النمل
قالت نملۃ یایہا النمل ادخلوا مسکنکم لا یحطمنکم سلیمان وجنودہ وہم
یشعرون ۝ فتبسم ضاحکا من قولہا وقال رب اوزعنی ان اشکر نعمتک التی انعمت علی
وعلی والدی وان اعمل صالحا ترضہ وادخلنی برحمتک فی عبادک الصالحین ۝ اور

ہمنے دیا داؤد اور سلیمان ع کو ایک علم اور بولے شکر اللہ کا جسنے ہمکو بڑہایا اپنے بہت بندون ایمان والون پر اور وارث
ہوا سلیمان داؤد کا اور بولا لوگو ہمکو سکھائی ہے بولی اڑتے جانورون کی اور دیا ہمکو ہر چیز مین سے بیشک یہی ہے
بڑائی صریح اور جمع کیے سلیمان ع کے پاس اسکی لشکر جن اور انسان اور اوڑتے جانور پہر انکی مثلیں بنتین یہانتک
کہ جب پہونچے چیونٹیون کے میدان پر کہا ایک چیونٹی نے اے چیونٹیو گہس جاؤ اپنے گہرون مین نہ پیس ڈالے
تمکو سلیمان اور اسکے لشکر اور انکو خبر نہو پہر مسکرا کر ہنس پڑا اسکی بات سے اور بولا اے رب میری قسمت مین دے
کہ شکر کرون تیرے احسان کا جو تونے کیا مجہپر اور میرے ماں باپ پر اور یہ کہ کرون کام نیک جو تو پسند کرے
اور ملا مجہکو اپنی مہر سے اپنے نیک بندون مین **ف** وارث ہوا سلیمان ع یعنے نبی ہوا اور بادشاہ ہوا
باپ کی جگہہ اور بیٹے تہے وہ اس مقام نہوا اور ہر چیز مین سے دیا یعنی جو چیزین دنیا مین درکار ہین چیونٹی کی
آواز کوئی نہین سنتا انکو معلوم ہو گئی سلیمان ع کی باپ کے تو ہزارون احسان تہے اور مان پر بہی کچہہ ہونگے ایک
تو مشہور ہے کہ بڑی پارسا تہین کہتے ہین وہی تہین جنکا ذکر ہے سورہ صاد مین اس چیونٹی کی بات سمجہکر

زجاج نے کہا جب شاعر کسی کی جھوٹی تعریف کرے یا جھوٹی مذمت کرے اور لوگ اسکی اس روش کو پسند کرین اور اس
شاعر کی اتباع کرین تو وہ غاوُن ہین اور معنے یہ ہین اور نہین تابعداری کرتے ان شاعرون کی انکے کذب و باطل مین
اور عزتون کے اتارنے اور نسبون مین طعن کرنے اور حسبون مین قدح کرنے مین مگر غاوُن کہا ابن عباس نے
حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد مبارک مین دو شخصون نے آپس مین ایک دوسیرکی ہجو کی ایک انصاری تہا اور دوسرا
اور لوگون مین سے اور ہر ایک کے ساتھہ سفہا کی ایک ایک جماعت کہڑی ہو گئی تب اللہ تعالے نے یہ آیت اتاری
وَالشُّعَرَآءُ یَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ پہر اللہ تعالی نے جہوٹے شاعرون کی قباحتین بیان فرمائین اور فرمایا
اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِیْ کُلِّ وَادٍ یَّهِیْمُوْنَ اور معنے یہ ہین تو نہین دیکہتا کہ شاعر جہوٹ کی فنون مین سے
ہر ایک فن مین خوض کرتے ہین اور زور کے جنگلون مین سے ہر ایک جنگل مین کلام کرتے ہین پہر کبہی
تو ہجو کے ساتھہ لوگون کے آبروئین گراتے ہین اور کبہی ایسی باطل کی باتین کرتے ہین جسکو کان بہت کم سنتے ہین اور عقل انکو قبیح جانتی ہے
اور کبہی سفاہت اور وقاحت کے دریا مین غوطہ لگاتے ہین اور حق کی مذمت کرتے ہین اور جہوٹ کی تعریف
کرتے ہین اور محرمات کی ارتکاب کی ترغیب دیتے ہین اور منکرات کے کرنے کی طرف لوگون کو بلاتے ہین جیسے
تو سنتا ہی انکے اشعار کہ شراب اور زنا اور لواطت اور ایسے ہی رذائل ملعونہ کی تعریفون سے بہرپور ہوتے
ہین اونکا یہ حال کیونکر نہو اور انکے بہت مقدمات خیالات ہین بے حقیقت اور انکے اکثر کلمات مین
حرام کی ترغیب ہے اور قدح ہے انساب مین اور طعن ہے احساب مین اور بیان ہے وعد کاذب اور افتخار
بالباطل کا اور مدح ان لوگون کی جو مدح کے لائق نہین ہین قالہ البیضاوی اور یہ استعارہ بلیغہ کے
باب اور تمثیل رائع کے قبیل سے ہی تشبیہ دی اللہ تعالے نے انکے جولان کو قول کے فنون مین مدح اور ذم
اور تشبیب اور انواع شعر کے طریق پر ہر وجہ اور ہر طریق مین حیران ہونے والی کی حیرانگی کے ساتھہ اور
ہائم وہ شخص ہے جو اپنے راہ مین مخبوط ہو اور معین موضع کا قاصد و مرید نہو اور ہائم عاشق کو بھی کہتے
ہین اور ہیمان بمعنے عطشان ہی اور ہیام وہ روگ و آزار ہے جو اونٹ کو پیاس سے ہو جاتا ہے عرب
کہتے ہین جَمَلٌ اَهْیَمُ وَنَاقَةٌ هَیْمَآءُ اور جمع دونو کی ہیم ہے فرمایا اللہ تعالے نے فَشَارِبُوْنَ شُرْبَ
الْهِیْمِ یعنے پہر پیوگے جیسے پیوین اونٹ تونسے کہا ابن عباس نے فِیْ کُلِّ وَادٍ یَّهِیْمُوْنَ کی تفسیر
مین فی کل لغو یخوضون یعنے ہر بیکار کام مین خوض کرتے ہین بعض نے کہا معنے یہ ہین کہ مدح
کرتے ہین تو جہوٹ اور ہجو کرتے ہین تو جہوٹ بعض نے کہا ایک چیز کی تعریف کرتے پہر اوسی کی مذمت

کرتے ہین حق وصدق کے طالب نہین ہوتی تو وادی ایک مثال ہے کلام کے فنون اور اسکے طریقون کے لیے
اور غوطہ لگاتا ہے معانی اور قوافی مین پہر اللہ سبحانہ وتعالی نے فرمایا وَاَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ
یعنے کہتے ہین ہمنے یہ کیا یہ کیا حالانکہ وہ اُسمین کاذب ہین یہ قرار کرتا ہے اُنکو اس جھوٹ کیطرف وہ فن
جسمین داخل ہوگئی دیکھو اپنے اشعار مین ترغیب دیتے ہین سخاوت اور خیر یہ حالانکہ وہ سخاوت اور خیر کے نام
سے واقف نہین ہین اور کبھی منسوب کرتے ہین اپنی طرف جنگلے کرنے پر وہ طاقت نہین رکھتے جیسے تو
تو پاتا ہے اُنکے اشعار مین کہ وہ جھوٹے دعوے کرتے ہین جو شامل ہوتے ہین قذف محصنات پر اور یہ
کہ اونہون نے کیا ان پاکدامنون کے ساتھ ایسا اور ویسا حالانکہ یہ کذب محض اور افترا بحت ہوتا ہے پہر انمین
سے اللہ تعالی نے ایماندار و نیک کردار شعرا کا استثنا کیا جو اکثر اپنے احوال مین حق اور راستی کے متلاشی
رہتے ہین اور جواب دیتے ہین شعرا کفار کو اور ہجو کرتے ہین انکی اور جواب دیتے ہین حضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم اور آپکے اصحاب کیطرف سے اور فرمایا اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا
وَّانْتَصَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا یہ جو فرمایا اور یاد کیا اللہ کو بہت یعنے اپنے شعرون مین اور نہین غافل کرتا
انکو شعر کہنا اللہ کی یاد سے جیسے ابن رواحہ اور حسان بن ثابت اور کعب بن مالک اور کعب بن زہیر رضی اللہ
تعالی عنہم عروہ سے مروی ہے کہ جب آیت وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ تک نازل ہوئی
تو عبداللہ بن رواحہ نے عرض کی یا رسول اللہ اللہ تعالی کو معلوم ہے کہ مین بھی شاعر ہون تب اللہ تعالے
نے یہ آیت اتاری اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يَنْقَلِبُوْنَ تک اور اسی کی مثل بہت طرق سے مروی ہے اور داخل
ہین اسمین وے لوگ بہی جو کسی عالم یا فاضل کی حمایت کرین جیسے حضرت کے شاعر کہ وہ ہجو کرتے تھے اُنکی
جو ہجو کرتا آپکی اور حمایت کرتے آپکی اور دفع کرتے انکو آپکی آبروریزی سے اور مقابلہ کرتے شعرا مشرکین کا
اور اسمین وہ شاعر بھی داخل ہین جنہون نے بدلا لیا اپنے شعرون مین اہل بدعت سے اور مقابلہ کیا اہل بدعت کا اور انکے
اشعار کی برائی ثابت کی کیونکہ شعر و نظم حق کے لیے بدلا لینا اور باطل کا بطلان ثابت کرنا مجاہدہ عظیمہ ہے
اور ایسا مجاہد ان لوگون مین سے ہے جنہون نے اللہ تعالے کی راہ مین جہاد کیا اور اللہ تعالی کے دین
کے لیے بدلہ لیا اور شعر فی نفسہ کئی قسم ہے تو کبھی وہ اشعار جنمین کچھ بہلائی نہین ہے حرام کے قسم ٹھہر
جاتے ہین اور وہ اشعار جنمین بہلائی کا مضمون ہے واجب کی قسم ٹھہرتے ہین اور شعرگوئی کی مذمت اور
اس سے استکثار کی قباحت مین احادیث وارد ہوئی ہین اور انکے علاوہ اور حدیثین انکی اباحت اور تجویز

مین وارد ہوئی ہین اور اس مسئلہ کی تحقیق مین گفتگو طویل ہے کعب بن مالک نے حضرت صلعم سے عرض کیا کہ
یارسول اللہ صلے اللہ تعالے نے سورہ شعرا مین شاعرون کی مذمت مین اتارا جو اتارا تو اب شعرگوئی مین
آپ کیا حکم دیتے ہین آپ نے فرمایا ایماندار جہاد کرتا ہے نفس سے اپنی تلوار اور زبان کے ساتھ قسم اسکی
جسکے ہاتھ مین میری جان ہے گویا تم کافرون کو بوچھاڑ دیتے ہو تیرون کی جب انکی اشعار مین ہجو
کرتے ہو۔ أَخْرَجَهُ أَحْمَدُ وَالْبُخَارِيُّ فِي تَارِيخِهِ وَأَبُو يَعْلَى وَابْنُ مَرْدُوْيَہ عَنْ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ
ابو سعید رض سے مروی ہے کہ ایک وقت حضرت صلعم کے ساتھ ہم (عرج) مین جا رہے تھے کہ اتنے مین ایک شاعر سامنے
آیا شعرگوئی کرتا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لَأَنْ يَمْتَلِيَ جَوْفُ أَحَدِكُمْ قَيْحًا خَيْرٌ لَّهُ مِنْ أَنْ
يَمْتَلِيَ شِعْرًا یعنے تم مین سے کسی کا پیٹ پیپ سے بھر جانا (بیپھڑے تک) بہتر ہے اسکے لیے شعرون کے
بھرنے سے أَخْرَجَهُ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَحْمَدُ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ ابن مسعود سے مرفوعا مروی ہے جو شاعر
اسلام مین مرجاتے ہین انکو اللہ تعالے ارشاد فرماویگا کہ شعر کہین تا کہ حور عین انکے ساتھ سرود کرین اپنے
خاوندون کے واسطے بہشت مین اور جو شاعر شرک مین مرگئے وہ دوزخ مین ویل اور ثبور کے ساتھ
پکارینگے أَخْرَجَهُ الدَّيْلَمِيُّ ابو ہریرہ رض سے مروی ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا إِنَّ
مِنَ الشِّعْرِ لَحِكْمَةً یعنے بعض شعر مین حکمت ہے پھر وہی حدیثین بیان کین جو ابن کثیر سے مذکور ہوئین
پھر کہا نکالا احمد اور ابن سعد نے ابو ہریرہ رض سے کہ حضرت عمر حسان کے پاس سے گذرے اور وہ مسجد مین
شعر پڑھ رہے تھے حضرت عمر رض نے حسان رض کیطرف دیکھا حسان رض بولے مین تو اس مسجد مین شعر پڑھتا
تھا حالانکہ اسمین وہ شخص موجود ہوتے جو آپ سے بہت بہتر تھے (یعنے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم)
پھر چپ رہے حضرت فاروق پھر حسان رض نے ابو ہریرہ رض کی طرف التفات کیا اور کہا مین تجھے قسم دیتا
ہون اللہ کی کیا تو نے سنا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے أَجِبْ عَنِّي اللّٰهُمَّ أَيِّدْهُ
بِرُوحِ الْقُدُسِ یعنے جواب دے میری طرف سے اے حسان الٰہی اسکی جبرائیل سے مدد کر کہا ابو ہریرہ رض
نے ہان اور ابن ابی شیبہ نے بریدہ رض سے نکالا کہ انہون نے کہا حضرت صلعم نے فرمایا بعض شعر مین حکمتین
ہین اور ابن ابی شیبہ نے ابن مسعود رض سے مرفوعا نکالا کہ حضرت صلعم نے فرمایا بعض شعر مین حکمتین اور بعض
باطل تقریرین مین جادو کا اثر ہے اور مسلم نے ابو ہریرہ رض سے نکالا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا تم مین سے کسی کا پیٹ پیپ سے بیپھڑے تک بھرنا بہتر ہے اسکے واسطے شعرون کے بھرنے سے اور ابو ہریرہ سے

مروی ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا عمدہ شعر مثل عمدہ کلام کے ہے اور بُرا شعر بری کلام کیطرح ہے کہا قرطبی نے اسحدیث کو اسمعیل نے عبداللہ بن عوف شامی سے نقل کیا اور اسمعیل کیحدیث اہل شام سے درست ہے یحیی بن معین وغیرہ کے قول کے مطابق اور مسلم نے عمرو بن شرید کی حدیث سے نکالا کہ مین ایک روز حضرت صلعم کے پیچھے سوار تہا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تجہکو امیہ کا شعر یاد ہے مینے کہا ہان یاد ہے مینے ایک شعر پڑہا حضرت صلعم نے فرمایا اور پڑہ مینے دوسرا شعر پڑہا فرمایا اور پڑہ مینے تیسرا شعر پڑہا اسی طرح سو شعر پڑہے معلوم کیا چاہیے کہ امیہ زمانہ کفر مین ایک شاعر تہا اُسکے شعر مین حمد الٰہی اور مذمت دنیا کا مضمون تہا اسواسطے حضرت صلعم نے انکو سنا پہر فرمایا کہ اسکی زبان ایمان لائی اور دل کافر رہا اور زبان سے مضمون تو اچھے نکلے لیکن دل سے کفر اور حب دنیا نہ گئی اور یہی حال ہے اکثر شاعرون کا کہ اشعار مین بعض مضمون تو نہایت خوب اور درست زبان سے نکلے ہین لیکن دل سیاہ ہے

گو زبان تیری درافشان ہوئی ہاے پر دل کی سیاہی نہ گئی

کہا شعبی نے ابو بکر رض بھی شعر کہتے تہے اور عمر فاروق بھی شعر کہتے اور حضرت عثمان بھی کہتے اور حضرت علی ان تینون سے زیادہ شعر گو تہے اور ابن عباس رض سے مروی ہے کہ وہ خود بھی شعر پڑہتے اور لوگون سے بھی مسجد مین شعر پڑہواتے مروی ہے کہ ابن عباس رض نے عمرو بن ابی ربیعہ مخزومی کو بلایا اور اُس سے ایک قصیدہ پڑہوایا پہر اُسنے وہ قصیدہ پڑہا اور قریبا نوے شعر تہے پہر ابن عباس نے وہ سارا قصیدہ عمرو بن ابی ربیعہ کو لوٹا کر سنا دیا اور ایکبار ہی سنکر یاد کر لیا اور آزاد بلگرامی رح نے شعر کے حکم مین ایک عمدہ تقریر اپنی کتاب تسلیۃ الفؤاد مین لکہی ہے اِنْ شِئْتَ فَارْجِعْ اِلَیْہِ پہر اللہ سبحانہ وتعالی نے اس سورۃ کو ایسی آیت پر ختم کیا جو کل وعید کو شامل ہے اور فرمایا وَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ بعض نے اس آیت کو شاعرون سے خاص کیا ہے لیکن اسپر کوئی دلیل نہین ہے کیونکہ اعتبار الفاظ کے عموم کا ہوتا ہے اور پڑہا اس آیت کو صدیق اکبر رض عمر فاروق رض کے لیے جب اسکو خلیفہ بنایا اپنی مرض موت مین اور اَیَّ منقلب مین منقلب سے جہنم مراد ہے اور لفظ ای کو مقدم کیا گیا اسلیے کہ اَیّ استفہام کے معنے کو متضمن ہے کہا ابو البقاء نے ای منقلب مین سیعلم عامل نہین ہے کیونکہ استفہام مین اسکا ماقبل عمل نہین کرتا بلکہ وہ اسمین عمل کرنے سے معلق ہو اور یہ قول ابو البقاء کا مردود ہے اسطرح کہ لفظ ای جب صفت واقعہ ہو وہ استفہامیہ نہین ہوتا اور جو استفہامیہ ہو وہ صفت نہین ہوتا بلکہ ہر ایک کی علیحدہ قسم ہے اور لفظ اَیّ کی بہت قسم ہین کہا نحاس نے اور

تحقیق بات اس مقام مین یہ ہے کہ ای معنے مین استفہام کے ہے اور اسکے ماقبل کے معنے اور ہین تو اگر اسمین ماقبل
عامل ہوگا تو بعض معانی بعض مین داخل ہو جاوینگے واللہ اعلم اور کہا قرطبی نے معنے ای منقلب ینقلبون کے
یہ ہین ای مصیر یصیرون اور ای مرجع یرجعون یعنے اب ظالم جان لین گے کہ کس بازگشت کیطرف صیرورت
کرینگے اور کس مرجع کیطرف رجوع کرینگے کیونکہ انکی مصیر اور بازگشت دوزخ ہے اور انکا مرجع عذاب اور وہ
بہت برا مصیر ہے اور اشر مرجع اور منقلب اور مرجع مین فرق یہ ہے کہ منقلب کہتے ہین انتقال کرنے کو طرف
خلاف اس چیز کے کہ وہ اسمین ہی اور مرجع لوٹنا ہے اس حال سے جسمین وہ اب ہے اس حال کیطرف جسمین وہ پہلے
تھا تو ہر مرجع منقلب ہے اور نہین ہے ہر منقلب مرجع اسکو ماوردی نے بیان کیا اور حسن اور ابن عباس نے
یہ معنی بیان کیے کہ ظالم حرص کرینگے اللہ کے عذاب سے انقلاب کی اور اس سے نکلجانے کی اور نہ سکین
گے اور فضالہ بن عبید نے اس آیت کی تفسیر مین کہا ان سے وہ لوگ مراد ہین جو بیت اللہ کو ویران کرینگے
انتہے ما قال ابو الطیب فی تفسیرہ فتح البیان

سورۃ النمل مکیۃ

اس سورت کی تین یا چار یا پانچ اور پر نوے آیتین ہین کہا قرطبی نے یہ ساری سورت جمیع مفسرین کے
قول پر مکی ہے یہی قول ہے ابن عباس کا اور ابن زبیر سے بھی ایسا ہی مروی ہے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

طٰسٓ تِلْكَ اٰيٰتُ الْقُرْاٰنِ وَكِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۝ هُدًى وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ زَيَّنَّا لَهُمْ اَعْمَالَهُمْ فَهُمْ يَعْمَهُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَهُمْ سُوْٓءُ الْعَذَابِ وَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ هُمُ الْاَخْسَرُوْنَ ۝ وَاِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْاٰنَ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ عَلِيْمٍ ۝

یہ آیتین ہین قرآن اور کھلی کتاب کی سوجھ اور خوشخبری ایمان والون کو جو کھڑی رکھتے ہین
نماز اور دیتے ہین زکوۃ اور وہ پچھلا گھر یقین جانتے ہین جو لوگ نہین مانتے آخرت کو انکو ہمنے بھلے
دکھائے ہین انکے کام سو وہ بھٹکے پھرتے ہین وہی ہین جنکو بری طرح کی مار ہے اور آخرت مین وہی ہین
خراب اور تجھکو قرآن ملتا ہے ایک حکمت والے خبردار سے **ف** کہا حافظ ابن کثیر نے سورتون کے

اوائل مین جو حروف مقطعات ہین انپر سورہ بقرہ مین گفتگو گذر چکی اور تلک سے معنی مین ہذہ کے ہین اور مبین بمعنے بین اور واضح ہے اور آیت ثانیہ کا یہ مطلب ہے کہ قرآن سے ہدایت اور بشارت اُس شخص کو حاصل ہوتی ہے جسنے اسکا یقین کیا اور اسکی چال چلا اور اسکو سچا جانا اور جو کچھہ اسمین مذکور ہے اسپر عمل کیا اور فرض نماز کو کہڑا کیا اور فرض زکوۃ کو ادا کیا اور پچھلے گہر (دار آخرت کو) یقین جانا اور مرنے کے بعد پہر جی اُٹھنے اور برے بہلے عملون پر جزا سزا ملنے کو مانا اور بہشت اور دوزخ کو بالتحقیق جانا اور یہ آیت ویسی ہی ہے جیسے اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید کے حق مین دوسری جگہہ ارشاد فرمایا قُلْ هُوَ لِلَّذِينَ آمَنُوا هُدًى وَشِفَاءٌ وَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ فِي آذَانِهِمْ وَقْرٌ وَهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى أُولَٰئِكَ يُنَادَوْنَ مِنْ مَكَانٍ بَعِيدٍ یعنے تو کہہ اے محمد صلعم یہ قرآن ایمان والون کو سوجہہ ہی اور روگ کا دفع اور جو یقین نہین لاتے انکے کانون مین بوجہہ ہے اور یہ انکو اندہا یا ان لوگون کی وے لوگون کی سی مثال ہے جنکو دور سے بلایا جاوے اور فرمایا لِتُبَشِّرَ بِهِ الْمُتَّقِينَ وَتُنْذِرَ بِهِ قَوْمًا لُدًّا یعنے ہمنے آسان کیا یہ قرآن تیری زبان مین اسی واسطے کہ خوشی سنادے تو ڈر والون کو اور ڈراوے جہگڑالو لوگون کو و لہذا یہان فرمایا اِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ یعنے جو آخرت کو جھٹلاتے ہین اور اسکے واقع ہونے کو عقل سے بعید جانتے ہین زَيَّنَّا لَهُمْ أَعْمَالَهُمْ فَهُمْ يَعْمَهُونَ یعنے اچھا کر دکھایا ہمنے انکے لیے ان نعمتون کو جنمین وہ ہین اور مہلت دی ہمنے انکو انکی بیراہی مین تو وہ سرگردان ہین اپنی ضلالت مین اور یہ جزا ہے انکے لیے دار آخرت کی تکذیب کی کما قال تعالیٰ وَنُقَلِّبُ أَفْئِدَتَهُمْ وَأَبْصَارَهُمْ كَمَا لَمْ يُؤْمِنُوا بِهِ أَوَّلَ مَرَّةٍ وَنَذَرُهُمْ فِي طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُونَ یعنے اور ہم الٹ دینگے اُنکے دل اور آنکھین جیسے منکر ہوئے ہین اس سے پہلی بار اور چھوڑ رکھینگے انکو اپنے جوش مین بہکتے اور یہ جو فرمایا وَإِنَّكَ لَتُلَقَّى الْقُرْآنَ مِنْ لَدُنْ حَكِيمٍ عَلِيمٍ تو اسکا مطلب یہ ہے کہ بالتحقیق تو اے محمد صلعم لیتا ہے اس قرآن کو اس شخص کے پاس سے جو اپنے امر و نہی مین حکیم ہے اور جمیع امور جلیل و حقیر سے خبردار ہے تو اسکی خبر صدق محض ہے اور اسکا حکم وہ پورا عدل ہے کما قال تعالےٰ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدْلًا اور تیرے رب کی بات پوری سچ ہے انصاف کی ختم ہوا کلام حافظ ابن کثیر کا ان آیات کی تفسیر مین فتح کا بیان یہ ہے کہ فواتح سور مین مفصل گفتگو گذر چکی اور یہ حرف اگر اس سورۃ کا نام ہے تو یہ محلا مرفوع ہین ابتدا پر اور انکا مابعد اُنکی خبر ہے اور ممکن ہے کہ یہ مبتدا محذوف کی خبر ہون اور معنے یہ ہون اس سورت کا نام طس ہے اور اگر شمار کرنے کے نظر پر انکو چلایا گیا ہے تو اُنکے اعراب کا کوئی محل نہین

ہے اور انکی مراد سے اللہ تعالےٰ خوب واقف ہے اور تلک مین اشارہ ہے نفس سورت کیطرف کیونکہ وہ مذکور ہے
مجملاً اٰیٰتُ الْقُرْاٰنِ وَکِتٰبٍ مُّبِیْنٍ مین عطف ہے ساتھہ زیادت صفت کی معطوف علیہ کے مفہوم پر اور وہ
اس اعتبار سے مفید ہے اور کتاب سے مراد یا تو نفس قرآن ہے یا لوح محفوظ یا یہ خاص سورت اور آیات کو موصوف
کیا ہے دو وصفون کے ساتھہ ایک تو قرانیۃ کے ساتھہ جو دلالت کرتی ہے آیات کی مقرو ہونے پر اور اس امر
اشارہ ہے اسکی طرف کہ وہ آیات قرآن عربی معجز ہین دوسری صفت کتابیۃ ہے جو دلالت کرتی ہے کہ یہ مکتوبہ
ہے اور اسمین اشارہ ہے اسطرف کہ یہ آیات کتب منزلہ کی صفت کی ساتھہ موصوف ہین پھر اُنکے ساتھہ
ایک تیسری اور صفت لگا دی ہے اور وہ ظاہر ہوتا ہے اُسکی معانی کا اس شخص کے واسطے جو اسکو پڑہے
اور کتاب مبین کے یہ معنی ہین کہ اسکا اعجاز واضح ہے اسلیے کہ شامل ہے بلاغت پر یا ظاہر کرنے والی
ہے حکم اور احکام اور احوال آخرت کو جنمین سے ہے ثواب اور عذاب یا ظاہر کرنے والی ہے ہدایت اور
ضلالت کی راہ کو یا فارق ہے حق اور باطل مین اور حلال اور حرام مین اور اس سورت مین قرآن کی صفت
کو مقدم کیا بخلاف سورہ حجر کے کہ اسمین قرآنیت کی صفت کو موخر کیا ہے تو یہ اسلیے کہ یہان یہ لحاظ
کیا ہے کہ قرآنیت کا حال مقدم ہے کتاب کی حال پر اور وہان مآل الیہ کا لحاظ کیا ہے کیونکہ وہ مکتوب
ہے اور کتابت سبب ہے قرات کا واللہ اعلم اور رہا یہ امر کہ اس سورہ مین قرآن کو معرف اور کتاب کو منکر کیا
ہے بخلاف حجر کے اسمین کتاب معرف ہے اور قرآن منکر تو یہ اسلیے کہ انمین سے ہر ایک تعریف اور
تنکیر دونو کا صالح ہے کیونکہ قرآن اور کتاب دونو علم ہین اس کتاب کی جو حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ و
سلم پر اُتری ہے اور دونو وصفین ہین اس حیثیت سے کہ پڑہی جاتی ہے اور لکہی جاتی ہے جہان انکو
معرفہ کیا ہے وہان اسکے علم ہونیکا اعتبار کیا ہے اور جہان نکرہ بیان کیا ہے وہان اُسکی وصفیت
کا لحاظ کیا ہے اقامت صلوۃ سے پانچون نمازون کا برپا رکہنا اور اُنکے فروض اور سنن پر مداومت
کرنا اور شریعت کے مطابق انکا ادا کرنا مراد ہے اور ایتاء زکوۃ سے مالون کی زکوۃ کا جی کی خوشی کے ساتھہ
ادا کرنا مراد ہے جب فرض ہو جاوے اور آخرت پر یقین کرنے سے یہ مراد ہے کہ استدلال کے ساتھہ اسکو
جانتے ہین اور مطلب یہ ہے کہ آخرت پر جیسا یقین لانا چاہیے نہین لاتے مگر وہی لوگ جو ایمان اور عمل
صالح کے جامع ہین کیونکہ انجام کا خوف تکلیفون کی برداشت پر انکو ابہارتا ہے اور یہی لوگ یگانہ ہین
پھر جب اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اہل سعادت کا مذکور فرمایا تو اُنکے پیچھے اہل شقاوت کو بھی بیان فرمایا اور

فرمایا اِنَّ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ الآیۃ آخرت کے ساتھ ایمان نلانے سے یہ مراد ہے کہ وہ مرنیکے بعد زندہ ہونے
کی تصدیق نہین کرتے اور یہ کافر ہین اور انکے لیے اعمال کے مزین کرنے سے یہ مراد ہے کہ اللہ تعالے نے
اُنکے بُرے عملون کو اُنکے لیے مزین کر دیا ہے اسطرح کہ برائیون کے ارتکاب کی خواہش انکی طبیعتون مین قرار
گیر ہوگئی ہے اور وہ سمجھتے ہین کہ وہ اچھے کام کرتے ہین بعض نے کہا مراد یہ ہے کہ اللہ تعالے نے عمدہ اعمال
کی اُنکے لیے عمدگی ظاہر کر دی ہے اور جو کچھہ اعمال صالحہ مین دنیا اور آخرت کی بھلائیان ہین انکو اُنکے لیے بیان
فرما دیا ہے لیکن انہون نے نمانا زجاج نے کہا آیت کا معنے یہ ہے ہمنے انکی کفر کی جزا رہ یہ ٹھرائی ہے کہ جس چیز
مین وہ سرگردان ہین اُسکو اُنکے لیے مزین کر دیا ہے اسطرح کہ اسچیز کو انکی طبیعتون کا مشتہی اور انکے نفسون کا
محبوب بنا دیا ہے پھر وہ اسمین ہمیشہ متردد اور متحیر رہتے ہین نہین راہ پاتے اُسکے طریق کیطرف اور نہ سمجھتے
ہین اسکی حقیقت کو کیونکہ جو اسمین قباحت ہے اسکو نہین بوجھتے بعض نے کہا اور وہ کیسلئے برا ہے قالہ قتادہ یہی ہین جنکو بری طرح کی مار ہے بعض نے کہا اس سے
مراد دنیا کا عذاب ہے جیسے قتل اور قید اور دلیل اسپر یہ ہے کہ اسکے بعد اللہ تعالے نے فرمایا اور آخرت مین
وہی خراب ہین یعنی سب لوگون سے بڑھکر وہ ٹوٹے مین پڑے اور سب سے چڑھ کر وہ نامراد رہے پھر اللہ تعالے
نے ایک مفید مقدمہ کو ان عجیبہ اخبار کے لیے بیان فرمایا جنکو اُسنے اُسکے بعد بیان کیا ہے اور حضرت صلعم
کو مخاطب کرکے فرمایا وَاِنَّکَ لَتُلَقَّی الْقُرْاٰنَ مِنْ لَّدُنْ حَکِیْمٍ عَلِیْمٍ حکیم بمعنے کثیر الحکمت اور علیم بمعنے
کثیر العلم ہے اور ان دونون مین جمع کی صورت باوجود اسکے کہ علم حکمت مین داخل ہے یہ ہے کہ جو علم حکمت مین
داخل ہے وہ علم عملی ہے اور علم عملی وہ ہے جو متعلق ہو ساتھہ کیفیت عمل کے اور جس علم کا یہان مذکور ہے وہ
علم عملی سے عام ہے گویا یہ کہا گیا ہے حکمت والا ہی مصیب ہے اپنے افعال مین کوئی کام نہین کرتا مگر اپنے علم
کے مطابق خبردار ہے ہر چیز سے اور یہ آیت بساط اور تمہید ہے ان اقاصیص کے لیے جنکو اللہ تعالے نے
اس سورت مین بیان کیا ہے اور توطیہ ہے ان لطیف حکمتون کا اور دقیق علمون کا جو ان قصون مین
موجود ہین اور یہ سورت پانچ قصون پر شامل ہے اول موسیٰ ؑ کا قصہ مذکور ہے اور اسکے بعد نملہ کا قصہ مذکور
ہے اور اسکے بعد بلقیس کا اور اسکے بعد صالح ؑ کا اور اسکے بعد لوط علیہ السلام کا اِذْ قَالَ مُوْسٰی لِاَهْلِهٖٓ
اِنِّیْٓ اٰنَسْتُ نَارًا ؕ سَاٰتِیْکُمْ مِّنْهَا بِخَبَرٍ اَوْ اٰتِیْکُمْ بِشِهَابٍ قَبَسٍ لَّعَلَّکُمْ تَصْطَلُوْنَ فَلَمَّا
جَآءَهَا نُوْدِیَ اَنْۢ بُوْرِكَ مَنْ فِی النَّارِ وَمَنْ حَوْلَهَا ؕ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ یٰمُوْسٰی
اِنَّهٗٓ اَنَا اللّٰهُ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ۝ وَاَلْقِ عَصَاكَ ؕ فَلَمَّا رَاٰهَا تَهْتَزُّ کَاَنَّهَا جَآنٌّ وَّلّٰی مُدْبِرًا وَّلَمْ

الخ۔ شکر آیا اللہ کا انتہی ما فی الموضح حافظ ابن کثیر اپنی تفسیر مین فرماتے ہین کہ ان آیات مین اللہ سبحانہ وتعالی ان نعم جزیلہ اور مواہب جلیلہ اور صفات جمیلہ کی خبر دیتا ہے جو اُسنے اپنے بندے داؤد اور سلیمان علیہما السلام پر کیے اور دنیا اور آخرت کی اس سعادت کو بیان فرماتا ہے جو ان کے واسطے اسنے جمع کی دنیا مین پورے اور کامل طور پر بادشاہت دی اور دین مین پیغمبر اور رسول کیا واسطے فرمایا وَلَقَدْ اٰتَیْنَا دَاوٗدَ وَسُلَیْمٰنَ عِلْمًا وَقَالَا الْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ فَضَّلَنَا عَلٰی کَثِیْرٍ مِّنْ عِبَادِہِ الْمُؤْمِنِیْنَ عمر بن عبد العزیز نے لکھا کہ اللہ تعالے بندی پر کوئی احسان نہین کرتا پھر وہ بندہ اسکا شکریہ ادا کرے مگر اس بندی کا شکر اُسکی نعمتون سے بہتر ہوتا ہے اور یہ بات اللہ تعالی کی کتاب مین موجود ہے فرمایا اللہ نے وَلَقَدْ اٰتَیْنَا دَاوٗدَ وَسُلَیْمٰنَ عِلْمًا وَّقَالَا الْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ فَضَّلَنَا عَلٰی کَثِیْرٍ مِّنْ عِبَادِہِ الْمُؤْمِنِیْنَ پھر وہ کون نعمت بڑھکر ہے اس نعمت سے جو حضرت داؤد اور سلیمان علیہما السلام کو دی گئی اور یہ جو اللہ تعالے نے فرمایا اور وارث ہوا سلیمانؑ داؤدؑ کا تو یہ وارث ہونا ملک اور نبوت مین مراد ہے مال کا وارث ہونا مراد نہین ہے کیونکہ اگر اس سے وراثت مالی مراد ہوتی تو حضرت داؤدؑ کی باقی اولاد مین سے انکو خاص نہ کیا جاتا بلکہ مال کے سب وارث تھے اور داؤدؑ کی سو بی بیان تھین اسلیے اولاد بھی بہت تھی ولکن وراثت سی اس آیت مین ملک اور نبوت کی وراثت مراد ہے کیونکہ پیغمبرون کے مالون کا کوئی وارث نہین ہوتا جیسے اسکی ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خبر دی ہے نَحْنُ مَعَاشِرُ الْاَنْبِیَآءِ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَکْنَاہُ فَھُوَ صَدَقَۃٌ یعنے ہم پیغمبر لوگ میراث نہین چھوڑتے ہماری مال کا کوئی وارث نہین جو ہمنے چھوڑا وہ خدا کی راہ مین صدقہ ہے (اس حدیث کو صرف صدیق اکبرؓ نے ہی روایت نہین کیا جو کوئی معتقد طعنہ کرے بلکہ علی مرتضیؓ اور حضرت عباسؓ بھی اسکے راوی ہین) پھر سلیمانؑ نے اللہ تعالی کے ان احسانات کو بیان کیا جو اللہ تعالے نے اُنپر رکھی اپنے اس قول یَاَیُّھَا النَّاسُ عُلِّمْنَا الآیۃ مین اللہ تعالی نے انکو پوری سلطنت اور تمکین عظیم عنایت فرمائی تو کہ انسانون اور جنون اور اڑتے جانورون کو انکا تابعدار کر دیا اور سلیمانؑ پرندون اور جانورون کی بولی سے واقف تھے اور یہ مرتبہ انسانون مین کسی کو نہین ملا جہانتک ہمکو معلوم ہے اللہ اور اُسکے رسول کے خبر دینے کے ساتھ اور جو شخص جاہلون مین سے اس بات کا دعوے کرے کہ سلیمان بن داؤد علیہما السلام سے پہلے سب حیوان آدمیون کی طرح باتین کرتے تھے جیسے بہت لوگ کہتے ہین تو یہ قول بلا دلیل ہے اور اگر یہ بات درست ہوتی تو سلیمانؑ کے اس مرتبہ کے ساتھ خاص کرنے مین انکی کوئی فضیلت نہ تھی کیونکہ اس وقت کے سب لوگ پرندون اور جانورون کی باتین سنتے سمجھتے تھے حالانکہ امر ایسا نہین ہے جیسے انہون نے خیال

کیا اور نہ جیسے انہون نے کہا بلکہ ہمیشہ سے سب چیزین کیا جانور اور کیا پرندے اور کیا اور مخلوق اسے
شکل اور طرز پر چلے آتے ہین جب سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے انکو پیدا کیا ہے ولیکن اللہ سبحانہ نے سلیمان علیہ
السلام کو فضیلت دینے کے لیے وہ چیز سکھا دی جسکے ساتھ وہ پرندون سے مخاطبت کرین اور اس چیز کی تعلیم
دیدی جسکے ساتھ وہ حیوانات سے باوجود انکے ہزارہا اقسام کی بات چیت کرین ولہذا فرمایا سلیمان ع کی
طرف سے وَعُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ وَأُوتِينَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ الآیۃ ابو ہریرہ رضؓ سے مرفوعًا مروی ہے کہ داؤد علیہ السلام
کی (طبع مین) سخت غیرت تھی اور جب آپ (گھر سے) باہر جاتے تو دروازے بند کیے جاتے اور آپکے واپس
آنے تک کوئی اندر نہ جا سکتا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو ایک دن آپ برآمد ہوئے اور دروازہ
کو بند کیا گیا آپ کی بی بی گھر کے (آنگن مین) جو جھانکا تو ایک مرد صحن کے بیچ کھڑا تھا گھر مین جو نوکر چاکر موجود
تھے انسے پوچھا یہ شخص کیونکر آیا اور دروازہ تو بند ہے اللہ کی قسم ہمکو داؤد ع کی طرف سے فضیحت ہوگی اتنے مین
داؤد ع بھی آگئے اور وہ شخص (جو کہ تون) آنگن مین کھڑا ہوا تھا داؤد ع نے فرمایا آپ کون ہین وہ بولا
مین وہ ہون جو بادشاہون سے نہین ڈرتا اور نہ پردون کی اسکو روک ہے داؤد ع نے فرمایا بخدا پھر تو
آپ ملک الموت ہین آیے خوشی سے اللہ کا حکم لایے پھر داؤد ع اپنے مکان مین آئے اور ملک الموت
نے آپکی روح کو قبض کیا اور فارغ ہوا اپنے کام سے اور داؤد ع پر دھوپ آگئی تو سلیمان ع نے پرندون کو حکم
کیا کہ داؤد ع پر سایہ کرین پس پرندون نے داؤد علیہ السلام پر ایسا سایہ کیا کہ اندھیرا ہوگیا تب سلیمان ع
نے فرمایا ایک ایک بازو بند کرلو ابو ہریرہ رض نے کہا یا رسول اللہ پرندون نے کسطرح ایک ایک بازو
بند کیا تب حضرت صلعم نے اپنا ہاتھ بند کرکے دکھایا اور سرخ رنگ کی چیلین اسدن بکثرت تھین رواہ احمد
آدمیونکا لشکر سلیمان ع کے متصل رہتا تھا اُنکے پیچھے جنون کا لشکر اور آپ کی سر پر پرندونکا لشکر اگر
گرمی ہوتی تو سایہ کردیتے آپ پر اپنے پرون سے جب یہ لشکر سلیمان ع کے واسطے اکٹھے کیے جاتے
تو اُن سب کو روکدیا جاتا تاکہ کوئی اپنے مرتبہ سے پیشدستی نکرے کہا مجاہد نے سلیمان ع نے ہر ایک
لشکر پر کچھ نقیب اور جمعدار مقرر کیے تھے جو وہ ایک جماعت کو دوسری جماعت مین ملنے اور ایک کو دوسرے
پر پیشدستی کرنے سے روکتے تھے قولہ تعالی وَحُشِرَ لِسُلَيْمَانَ جُنُودُهُ مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ وَالطَّيْرِ
فَهُمْ يُوزَعُونَ یہانتک کہ جب گذرے حضرت سلیمان ع اپنے جنود اور جیوش کے سمیت چیونٹیون کے
میدان پر تو ایک چیونٹی بولی اے چیونٹیو گھس جاؤ اپنے مکانون مین نہ پیسدے تمکو سلیمان اور اسکا لشکر

اور انکو خبر نہ ہو قتادہ نے حسن بصری سے روایت کیا کہ اس چیونٹی کا نام حرس تہا اور اسکے قبیلہ کا نام بنو
شیصان تہا اور یہ لنگڑی تھی اور بہیڑیے کے برابر تہی تو اوسنے چیونٹیون پر خوف کیا کہ شاید سلیمانؑ
کے لشکر کے گہوڑے اپنے پاؤن سے انکو پیس ڈالین تو انکو حکم کیا کہ اپنی اپنی سوراخون مین گہس جاوین
سلیمانؑ نے یہ سنکر سمجہہ لیا اور مسکرا کر ہنس پڑے اسکی بات سے اور فرمایا اے پروردگار میرے مجہکو توفیق دے
کہ مین شکر کرون تیرے احسان کا جو کیا تو نے مجہہ پر اور میرے ماں باپ پر اور کیے کرون مین کام نیک جنکو تو پسند
کرے سلیمانؑ پر جو اللہ تعالے نے احسان کیا تو اس سے اس مقام مین انکو جانورون کی بولیان سکہانا مراد ہے اور ماں باپ
پر یہ احسان کہ وہ ایمان لائے اللہ تعالی پر اور پہر اچھے عمل کیے اور عباد صالحین مین داخل کرنے سے یہ مراد ہے
کہ جب تو مجہکو فوت کرے تو مجہکو ان لوگون کے ساتہہ ملا دے جو تیرے نیک بندے ہین اور انکا ساتہہ قسمت مین
کر جو تیرے دوستون مین سے بڑے مرتبہ والے ہین اور مفسرین مین سے جسنے کہا کہ یہ میدان جسمین یہ چیونٹیان
تہین شام کی زمین مین تہا یا کہین اور اور اس چیونٹی کے دو پر تہے مکہی کیطرح اور سوا اسکے اور اس قسم
کی باتین تو ان مین کچہہ فائدہ نہین ہے حاصل یہ ہے کہ حضرت سلیمانؑ نے اسکی بات سمجہہ لی اور مسکرا کر ہنس
پڑے اور یہ امر عظیم ہے بڑا ابو الصدیق ناجی کہتے ہین کہ سلیمانؑ پانی مانگنے کے لیے نکلے تہے دیکہا تو ایک
چیونٹی چت لیٹی ہے اور اپنے پاؤن آسمان کیطرف اٹہائی ہے اور وہ کہہ رہی ہے اَللّٰهُمَّ اِنَّا خَلْقٌ مِّنْ
خَلْقِكَ وَلَاغِنٰى بِنَا عَنْ سُقْيَاكَ وَاِلَّا تَسْقِنَا تُهْلِكْنَا یعنے یا اللہ ہم ایک مخلوق ہین تیری
مخلوقات سے اور ہم تیرے پانی پلانے سے بے پرواہ نہین ہین اور اگر تو ہمکو پانی نہ پلا دے تو ہم ہلاک ہو
جاوینگے سلیمانؑ نے فرمایا پہر چلو تم پلائے گئے اپنے غیر کی دعا سے رَوَاہُ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ اور ابو ہریرہؓ
سے مرفوعًا مروی ہے کہ ایک چیونٹی نے کسی پیغمبر کو کاٹا تو اوسنے حکم کیا چیونٹیون کے مکان جلانیکا
سو چیونٹیون کا مکان جلا دیا گیا تو خدا تعالی نے اس پیغمبر سے فرمایا تجہکو ایک چیونٹی نے کاٹا تو نے مخلوقات
کے ایک گروہ کو جلا دیا جو تسبیح کرتا تہا حضرت موسیٰؑ نے جناب الٰہی مین عرض کی کہ الٰہی تو گنہگارون
کی بستیون کو ہلاک کرتا ہے حالانکہ ان مین نیک لوگ بہی ہوتے ہین خدا تعالی نے حضرت موسیٰؑ کی تفہیم
چاہی تو حضرت موسیٰؑ کو گرمی بہت معلوم ہوئی ایک درخت کے سائے مین جا کر لیٹے وہان ایک چیونٹی
نے انکو کاٹا حضرت موسیٰؑ نے انکا مکان جلوا دیا تب خدا تعالی نے فرمایا تو نے ایک چیونٹی کے قصور
مین سب چیونٹیون کو جو یاد خدا کرتی تہین کیون جلوا دیا انتہے ما فی تفسیر ابن کثیر بزیادۃ من التحفۃ

فتح کا بیان تھ ہے کہ سلیمان داؤد کے بیٹے تھے اور علماً مین تنوین یا نوع کے لیے ہی اور معنے یہ ہین کہ ہمنے
داؤد اور سلیمان علیہما السلام کو علم کا ایک حصہ دیا تعظیم کے لیے یعنے ہمنے انکو بہت علم دیا بعض نے کہا علم سے
دین کا علم مراد ہے اور حکم بعض نے کہا فیصلون کا علم اور سیاست کا بعض نے کہا داؤد کو پرندون کی تسبیحین
سمجھنے کا علم دیا اور سلیمان کو پرندون کی بولی سمجھنے کا اور داؤد کے انیس بیٹے تھے ان مین ایک سلیمان
بھی تھے اور داؤد سو سال زندہ رہے انکے اور موسی کے درمیان پانچسو انتر سال کا فاصلہ ہے اور سلیمان
کچھہ اوپر پچاس سال جیتے رہے اور سلیمان اور حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان ایک ہزار
سات سوسال کا فاصلہ ہے ذکرہ فی التحبیر وقالا مین وا و عطف کے لیے ہے اور معطوف علیہ محذوف
ہے کیونکہ یہ مقام فار کا مقام ہے اور معنی یہ ہین اور البتہ ہمنے دیا ان دونو کو علم پھر انہون نے عمل کیا
اسپر اور اللہ کا شکریہ ادا کرنیکے لیے بولے الحمد للہ الایۃ اور اسکا مؤید ہے یہ کہ زبان کا شکر اسوقت
عمدہ ہوتا ہے جب عمل قلب کا اسپر سبقت کر چکا ہو اور عمل قلب یہ ہے کہ طاعت کے بجالانے اور معصیت کے
ترک کا قصد کرے اور فضیلت سے علم اور نبوت کی فضیلت اور تسخیر طیر اور جنون اور آدمیون اور شیطانون
کی فضیلت مراد ہے بظاہر قرآن مجید کے سیاق سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تسخیر ہر ایک کے لیے تھی داؤد
اور سلیمان علیہما السلام دونون کے واسطے ومثلہ فی الخازن والخطیب اور اس آیت مین دلیل ہے
کہ علم ایک بزرگ چیز ہے اور اسکا مرتبہ بلند ہے اور اسکو اٹھانے والے سب کے پیشرو ہین اور معلوم ہوا کہ
علم کی نعمت ان نعمتون مین سے ایک اجل نعمت ہے جو اللہ تعالے بندے پر کرتا ہے اور جس شخص کو علم دیا
گیا اوسکو بہت بندونپر بزرگی ملی اور اسکو شرف جلیل عنایت ہوا اور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
علم والونکا اسلیے ورثۃ انبیاء نام رکھا ہے کہ وہ شرف اور منزلت مین انبیاء کے قریب ہوتے ہین
کیونکہ جسچیز کے لیے رسولون کو مبعوث کیا گیا ہے اسکی قوام اور تھامنے والے یہی علماء لوگ ہین اور معلوم
ہوا کہ علم والون کو اس نعمت فاضلہ غیر مترقبہ پر اللہ تعالے کا شکر ادا کرنا فرض ہے اور معلوم ہوا کہ عالم
کو اعتقاد کرنا چاہیے کہ اگر مجھکو بہتونپر فضیلت دی گئی ہے تو بہتون کو مجھپر بھی فضیلت دی گئی ہے
اور کیا اچھا فرمایا امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالے عنہ نے کہ عمر سے سب لوگ سمجھہ والے ہین اور
عمر بن عبد العزیز نے لکھا کہ اللہ تعالے کسی بندے پر کوئی نعمت نہین کرتا پھر بندہ اس نعمت پر اللہ
تعالے کی تعریف کرے مگر بندیکی تعریف اللہ تعالی کی نعمت سے افضل ہوتی ہے اور یہ اللہ تعالی

کی کتاب مین موجود ہے اللہ عزوجل نے فرمایا وَلَقَدْ اٰتَیْنَا دَاوٗدَ وَسُلَیْمٰنَ عِلْمًا الآیۃ اور اس نعمت
سے کونسی نعمت بڑھکر ہے جو داؤد اور سلیمان علیہما السلام کو دی گئی مین کہتا ہون آیت مین وہ بات
موجود نہین ہے جو عمر بن عبد العزیز نے سمجھی اللہ تعالی کی رحمتین اپر ہون اور جس چیز پر آیت دلالت کرتی
ہے وہ یہہ ہے کہ ان دونون نے اللہ تعالی کی ان نعمتون پر تعریف بیان کی جو اللہ تعالی نے انپر کین پہر
کہانسے معلوم ہوا کہ بندہ کا حمد خدا کی نعمت سے افضل ہے اور وراثت سے علم اور نبوت کی میراث مراد ہے
یا کتاب کی میراث دوسری اولاد کے سوا کہا قتادہ اور کلبی نے داؤد ؑ کے انیس بیٹے تھے تو ان سب مین سے
ایک سلیمان ؑ ہی پیغمبر ہوئے اور اگر وراثت سے مالی وراثت مراد ہوتی تو سلیمان ؑ کو کیون خاصکر ذکر کیا جاتا کیونکہ
وراثت مالی مین تو آپکی سب اولاد برابر تھی جمہور مفسرین کا یہی قول ہے تو یہ وراثت وراثت مجازی ہے جسطرح
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَاءِ قتادہ رضہ نے کہا اس آیت کی تفسیر
مین کہ وارث ہوا سلیمان ؑ داؤد ؑ کی نبوت اور بادشاہت اور علم کا اور اسکو ملا جو داؤد ؑ کو دیا گیا اور
زیادہ دی گئی تسخیر ہوا اور جنون اور شیطانون کی اور انکی سلطنت داؤد ؑ کی سلطنت سے زیادہ تھی
اور فیصلجات کے طے کرنے مین سلیمان ؑ کو اپنے باپ داؤد ؑ سے زیادہ دستگاہ تھی اور داؤد ؑ اپنے بیٹے
سلیمان علیہ السلام سے زیادہ عابد تھے اللہ تعالی کی نعمتون کے شکر کرنے والے اور علمنا مین ضمیر دونون مین
سے ہر ایک کی طرف راجع ہے اور معنی یہ ہین کہ داؤد علیہ السلام سے جو ہمکو علم اور نبوت اور خلافت کا ورثہ
ملا ہے تو اسپر ہمکو یہ زیادہ دیا گیا ہے کہ ہم جانورون کی بولی بہی سمجھتے ہین قَالَہُ الْقُرْطُبِیُّ یعنے ہمکو
اسچیز کی سمجھہ عنایت کی گئی جسکا پرندے ارادہ کرین جسوقت وہ بولین اور طیر کے صوت کو منطق فرمایا اسلیے
کہ طیر کی آواز سے سلیمان ؑ وہ معنے سمجھہ لیتے جو طیر کے نفوس مین مرکوز ہوتے جیسے لوگون کی باتون سے
سمجہا جاتا ہے اور منطق طیر کو مقدم کیا گیا کیونکہ یہ نعمت سلیمان علیہ السلام ہی کے ساتھہ خاص ہے اس مین
انکا کوئی شریک نہین ہے کہا فراء نے منطق طیر سے طیر کا کلام مراد ہے پس کلام طیر کو ٹہیرایا جیسے آدمی کا
بولنا اور آیت کے معنے یہ ہین اے لوگو ہم سمجھتے ہین جو پرندے کہتے ہین اس سے معلوم ہوتا ہے کہ داؤد اور
سلیمان علیہما السلام دونو طیر کے آوازون سے واقف اور انکی مراد سے خبردار تہے کہا خطیب نے علما
کی تفسیر مین کہ سکھایا گیا مین اور میرا باپ بڑی آسانی کے ساتہہ اور نطق اور منطق عرف مین ہر وہ لفظ
ہے جسکے ساتہہ ما فی الضمیر کو بیان کیا جاوے وہ لفظ مفرد ہو یا مرکب مفید ہو یا غیر مفید قالہ البیضاوی

اور کبھی بولا جاتا ہے لفظ نطق کا ہر اس چیز پر جسکے ساتھہ آواز کیجاوے تشبیہاً یا طبعاً جیسے عرب کہتے ہیں
نَطَقَتِ الحَمَامَۃُ اسی لیے حیوان کو ناطق کہتے ہیں اور جماد کو صامت کیونکہ اصوات حیوانیہ اس حیثیت
سے کہ وہ تخیلات کی تابع ہیں عبارات کی قائممقام ہو جاتے ہیں اور وہ متفاوت ہوتے ہیں ساتھہ اختلاف
اغراض کے اسطرح کہ سمجھہ لیتا ہے ان اغراض کو جو مصوت کی جنس سے ہوتا ہے اور شاید سلیمان علیہ السلام
جب کسی حیوان کا آواز سنتے تو اپنی قوت قدسیہ سے اس غرض کو جان لیتے جسکے واسطے وہ حیوان آواز
کرتا انتہے ما فی البیضاوی ایک جماعت مفسرین کا یہ قول ہے کہ سلیمان علیہ السلام کو جمیع حیوانات کی بولی
سکھائی گئی اور طیر کو اسلیے ذکر فرمایا کہ یہ ایک جند تھا جنود میں سے جو اسکے ساتھہ چلتا سایہ کرنیکے
لیے بعض نے کہا صرف جانوروں کی بولی انکو سکھائی گئی اور چیونٹی کی بات کا سمجھنا اسکے قول کے مخالف
نہیں ہے کیونکہ چیونٹی بھی منجملہ طیور میں سے ہے اور بہت بار چیونٹی کے پر برآمد ہوتے ہیں پھر اڑتی ہے اور
یہ چیونٹی جسکی سلیمان ع نے بات سنی پروں والی تھی پھر وہی ابو الصدیق ناجی کا اثر بیان کیا جسکو حافظ
ابن کثیر نے بیان کیا کہ سلیمان بن داؤد ع استسقاء کے واسطے لوگوں کو لیکر نکلے پھر گذرے ایک چیونٹی
پر جو چت لیٹ کر پاؤں آسمان کی طرف اٹھائے تھی اور کہتی تھی الٰہی ہم بھی تیری پیدائش ہیں تیری پیداوار
سے ہمکو تیری روزی سے بے پروائی نہیں ہے یا ہمکو پانی پلا دے یا ہمکو ہلاک کر دے سلیمان علیہ السلام نے
لوگوں سے فرمایا لوٹ چلو تم پلائے گئے اپنے غیر کی دعا سے اور خازن اور صاحب مدارک نے اپنی اپنی
تفسیروں میں بعض جانوروں کی بولی بیان کی ہے اور یہ کہ قمری کیا کہتی ہے اور ایسا ہی بیان کیا ہے
انکو قرطبی نے بغیر سند صحیح متصل کے جسپر کوئی اعتماد نہیں ہمنے انکو اسلیے بیان نہیں کیا کہ اسمیں چنداں
فائدہ نہیں اور ہر چیز کے دیجانے سے یہ مراد ہے کہ ہمکو وہ سب چیزیں اللہ تعالی نے عنایت فرمائیں
جنکے ہم محتاج ہیں جیسے علم اور نبوت اور حکمت اور مال اور جن اور انسانوں اور جانوروں کا اسکے لیے مسخر کرنا
اور ہواؤں اور وحشیوں اور دواب کا اسکے لیے فرمانبردار کرنا اور فرمانبردار کرنا ہر اس چیز کا جو آسمان و زمین کے
درمیان ہے جعفر بن محمد قرظی نے کہا سلیمان ع کو زمین کے مشرقوں اور مغربوں کی حکومت دی گئی اور
سات سو سال اور چھہ مہینے سلیمان ع نے کل دنیا کی حکومت کی اور ہر ایک چیز انکو دی گئی اور انکے زمانے
میں عمدہ صنعتیں نکلیں جب اللہ تعالی نے انکا روح قبض کرنا چاہا تو انکی طرف وحی بھیجی کہ سونپ دیویں
اللہ تعالی کا علم اور اسکی حکمت اپنے بھائی داؤد ع کے بیٹے کو اور وہ چار سو اسی آدمی تھے پیغمبر بغیر رسالت کے

کہا ذہبی نے یہ اثر باطل ہے اور سلیمانؑ کے عظیم ملک مین قرطبی نے بہت حکایتین بیان کین ہین کہ ان مین
سے کسی چیز کے بیان کرنے سے دل خوش نہین ہوتا تو اُن کا بیان نہ کرنا بہتر ہے اور مفسرون نے سلیمانؑ
کے لشکر کی مقدار کے ذکر مین اسقدر مبالغہ کیا ہے کہ انکو عقلین بعید خیال کرتی ہین اور ان مین سے کوئی
چیز نقل کے رو سے صحیح نہین ہے اور اگر وہ قصے صحیح ہون تو قدرت ربانیہ کے سامنے کوئی بعید نہین
ہین کہا ابن عباس نے ہر ایک صف کی واسطے کچھہ لوگ مقرر کیے تھے جو اس صف کے لوگون کو اپنی اپنی
جگہہ مین کھڑا کرتے تو کہ کوئی کسی سے چلنے مین نہ بڑہے جیسے بادشاہون کا دستور ہے اور اس آیت مین دلیل
ہے کہ امام اور حاکم ایسے لوگون کو مقرر کرین جو لوگون کو روکا کرین اور بعض کے بعض سے بڑہ جانے سے منع
کرین کیونکہ حکام یہ کام خود نہین کر سکتے کہا حسن بصری نے لوگون کے لیے وازع (سلطان) کا ہونا
ضروری ہے جو انکو روکے (آپسمین ایک دوسرے کی ضرر رسانی سے) کعب احبار نے کہا یہ چیونٹیون کا
میدان جسپر سلیمانؑ اور آپ کا لشکر گذرے طائف مین تہا اور قتادہ اور مقاتل نے شام مین تبایا اور
نمل ایک مشہور جانور ہے یعنی چیونٹی جو شدید الاحساس اور شدید الشم ہوتا ہے یہانتک کہ بہت دور سے
چیز کا بو پاتا ہے اور جمع رکھتا ہے اپنی روزی اور اسقدر شعور رکہتا ہے کہ دانہ کو دو پہانک کر دیتا ہے
اس ڈر سے کہ اُگیگا اور کشنیز کے دانہ کی چار پہانک کرتا ہے کیونکہ اسکی اگر دو پہانگین کیجاوین تو وہ اُگ
آتا ہے اور اپنے سال مین کہا لیتا ہے نصف اس چیز کا جو اکٹھا کرتا ہے اور باقی کو آئندہ کے لیے چھوڑ دیتا
ہے اور جس چیونٹی نے بات کی وہ سب چیونٹیون کی سردار تہی اور تہی لنگڑی دو پرون والی اور یہ ان
جانورون مین سے ہے جو جنت مین جاوینگے قَالَهُ سُلَيْمَانُ الْجَمَلُ بعض نے کہا یہ چیونٹی مادہ تھی
اور دلیل یہ ہے کہ جو فعل اسکی طرف منسوب ہے وہ مؤنث ہے ابو حنیفہ کا یہی قول ہے اور ابو حیان نے
اسکا رد کیا اسطرح کہ تار کا لاحق ہونا قالت مین دلالت نہین کرتا اسپر کہ وہ چیونٹی مادہ تھی بلکہ نر
کے حق مین بہی قالت کہنا درست ہے کیونکہ نملہ کے لفظ مین اگرچہ تانیث لفظی ہے پر یہ ایسا جانور
ہے جسکا مذکر مؤنث ہونا فعل کی تذکیر اور تانیث سے معلوم نہین ہو سکتا بلکہ یہ اخبار کے متعلق ہے
اور ان باتون مین کوئی فائدہ نہین ہے ایسا ہی نملہ کے نام معلوم کرنے اور قصص موضوعہ اور احادیث
مکذوبہ کے بیان کرنے مین کوئی نفع نہین ہے کہا بعض نے اس میدان کے چیونٹے چھوٹے چھوٹے تھے
جیسے یہ چیونٹی ہین جو مشہور ہین اور بعض نے کہا اس میدان کی بڑی چیونٹی تھی اونٹون کی طرح

یا ہیٹر یون کی طرح لیکن اول قول مشہور ہے اور یہ جملہ قالت نملۃ الآیۃ اذا کا جواب ہی اور معنے یہ ہین کہ جب آکر
چیونٹی نے سلیمانؑ کو سمیت لشکرون کے دیکھا کہ وہ انکے میدان کیطرف آرہی ہین بہاگ گئی اور سب چیونٹیون
کو یہ کہکر خبردار کردیا اور چیونٹی کا یہ قول بلاغت کی گیارہ نوع پر شامل ہے وجہ اول اُنکو آواز دی یا کے حرف
کے ساتھ دوسرے اُسنے کنایہ کیا ای کے لفظ کے ساتھ تیسرے اُنکو اُسنے خبردار کیا ہا تنبیہ کے ساتھ چوتھے
اُسنے نمل کہکر اُنکا نام لیا پانچوان اُسنے حکم کیا یہ کہکر ادخلوا مساکنکم چھٹا اُسنے صراحت کی اپنے قول مساکنکم کے ساتھ
نمل کے مخاطب کرنے کو عقلاء کے خطاب کی طرح اُسنے قرار دیا کیونکہ وہ چیونٹیان اسکے اس خطاب کو سمجھتی تہین اور
مساکن سے وہ سوراخ مراد ہین جنمین چیونٹیان رہتی ہین ساتوان اُسنے اُنکو ڈرایا یہ کہکر نہ پیسدین تمکو آٹھوان اُسنے
تخصیص کی سلیمانؑ کا نام لیکر نوان اُسنے تعمیم کی وجنودہ کہکر دسوان اُسنے اشارہ کیا اپنے قول ہم کے ساتھ
اور گیارہوان اُسنے عذر بیان کیا سلیمان علیہ السلام اور اسکے جنود کیطرف سی اپنے قول لا یشعرون کے ساتھ
یعنے وہ پیسدین گے تمکو اور انکو تمہارا یہان رہنا معلوم نہین ہی اور مطلب یہ ہے کہ اگر وہ جانین تمہارا یہان
رہنا تو تمکو نہ پیسین اسمین اُسنے حضرت سلیمان علیہ السلام اور اُنکے جنود کی عدالت کی صفت بیان کی اور اُسنے جانا
کہ نبی معصوم ہے اور اسکے لشکر محفوظ ہین اور اُنسے ایسا کام وقوع مین نہین آتا مگر سہو سے اور اسمین تنبیہ
عظیم ہے اسپر کہ انبیاء کی عصمت کا یقین کرنا اور انکے اصحاب کا محفوظ سمجھنا واجب ہے اور معلوم ہوا کہ رفضی لوگ
جو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کیطرف ظلم کی نسبت کرتے ہین اہلبیت کی بارے مین وہ کمتر ہین
عقل مین اور ضعیف ہین فکر مین اس چیونٹی سے کیونکہ اُسنے سلیمانؑ اور انکے لشکرون مین عدالت کا
اعتقاد کیا اور یہ ظالم رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق مین ظلم کا اعتقاد کہتے ہین وَشَتَّانَ بَيْنَهُمَا ٥
بین تفاوت راہ از کجاست تا بکجا + بعض نے کہا جملہ وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ مین مبتدا کی ضمیر نمل کیطرف راجع
ہے اور مطلب یہ ہے کہ چیونٹی نہین جانتی کہ سلیمانؑ انکی بات کو سمجھتے ہین لیکن یہ قول بہت بعید ہے
اور سلیمان علیہ السلام کا ہنسنا اسلیے تہا کہ انہون نے تعجب کیا اسکی بات اور اسکی سمجھ پر اور اسپر کہ اُسنے
چیونٹیون کے ڈرانے کیطرف راہ پائی یا خوش ہوئے اپنے عدل کے ظاہر ہونے پر کہا واحدی نے اوزعنی
کے معنے ہین اَلْهِمْنِي اور یہی قول ہے قتادہ کا اور ایسا ہی مروی ہے حسن سے کہا قرطبی نے ایزاع کا مجرد
وزع ہے اور مطلب یہ ہے کہ مجکو روک یا اللہ ان باتون سے جو تجہکو غصے کرین اور زجاج نے کہا مجہکو
منع کر اس سے کہ مین تیری نعمت کی ناشکری کرون اور ان انعامون کے شکر کی توفیق بہی طلب کی جو

اُنکے والدین پر ہوئی جیسے ان احسانات کی شکر کی توفیق طلب کی جو اللہ تعالی نے اُنپر کیے اسلیے کہ جو احسان ماں باپ پر ہوتا ہے وہ اولاد پر بھی ہوتا ہے اور اس احسان کا اولاد پر بھی شکر کرنا واجب ہوتا ہے اہل کتاب کا یہ قول ہے کہ سلیمان ع کی والدہ وہی اوریا کی بی بی ہے جسکے ساتھ اللہ تع نے داؤد ع کو آزمایا قالہُ القرطبی رح اور اللہ تعالی اُسکی صحت کا حال جانتا ہے پھر سلیمان ع نے اللہ تعالے سے درخواست کی کہ وہ سبحانہ نعم سابقہ کے ساتھ نعم لاحقہ کو بھی ملا دے تو فرمایا وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا یعنی باقیماندہ عمر مین بھی اچھے کام کرون جنکی وجہ سے تو مجھہ پر خوش ہووے پھر دعا کی کہ اللہ تعالے مجھکو آخرت مین نیکون کی جماعت مین داخل کرے پس یہی نہایت ہے جسکے ساتھہ طلب متعلق ہے اور کہا وَاَدْخِلْنِیْ بِرَحْمَتِكَ فِیْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِیْنَ اور صالحین سے انبیا اور صلحا عباد مراد ہین اور مطلب یہ ہے کہ مجھکو بھی انکے جملہ مین داخل کر اور میرا نام بھی انکے نامون مین درج کر اور انکے زمرہ مین اوٹھا اور انہین کے ساتھ جنت مین داخل کر یا حرف فی بمعنے مع ہے اور صالح کامل وہ شخص ہے جو اللہ تعالی کی نافرمانی نہ کرے اور نہ معصیت کا مرتکب ہو اور نہ معصیت کا ارادہ کرے اور یہ درجہ عالیہ ہے یا اللہ مین بھی تجھہ کو پکارتا ہون اسچیز کے ساتھ جسکے ساتھ اس نبی کریم نے تجھکو پکارا تو تو اس دعا کو مجھہ سے قبول کر اور اسکے ساتھ مجھپر اپنا فضل کر اگرچہ مین عمل مین قاصر ہون پر تیرا فراخ فضل وہی خیر کے ساتھہ مراد یاب ہونے کا سبب ہے اور تیری رحمت کی مجھکو اپنے عمل سے زیادہ امید ہے اور یہ آیت بلند آواز سے ندا کر رہی ہے اور وضاحت سے بیان کر رہی ہے کہ جنت جو وہ پرہیزگارونکا گھر ہے اسمین داخل ہونا صرف تیرے فضل سے ہوگا نہ ہمارے اعمال کیوجہ سے جیسے تیرے صادق مصدوق رسول علیہ التحیۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا سیدھی چلو اور میانی چال چلو اور جان لو کہ کوئی شخص اپنے عمل کیوجہ سے بہشت مین نجاویگا لوگون نے عرض کی اور آپ بھی اپنے اعمال کی وجہ سے بہشت مین نجاوینگے فرمایا نہین مین بھی عملون کی وجہ سے بہشت مین نہین جاؤنگا مگر یہ کہ مجھکو اللہ تعالے اپنی رحمت مین ڈھانک لیوے تو جب جنت مین داخل ہونا صرف تیرے فضل ہی سے ہے تو تجھہ سے اسکا طلب کرنا حماقت ہی اور ایصال علے المطلوب کی توسل مین کوتاہی کرنا عمر کو برباد دینا ہے انتہی ما قال ابو الطیب فی تفسیرہ پھر اللہ تعالی نے بلقیس کا قصہ بیان کیا اور جو روداد بلقیس اور سلیمان ع کے درمیان مین واقع ہوئی اسکا مذکور فرمایا اور فرمایا وَتَفَقَّدَ الطَّیْرَ فَقَالَ مَالِیَ لَآ اَرَی الْهُدْهُدَ اَمْ كَانَ مِنَ

الْغَآئِبِیْنَ ۝ لَاُعَذِّبَنَّهٗ عَذَابًا شَدِیْدًا اَوْ لَاَاذْبَحَنَّهٗٓ اَوْ لَیَاْتِیَنِّیْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ ۝

اور خبر لی اوڑتے جانورون کی تو کہا کیا ہے جو مین نہین دیکھتا ہدہد کو یا ہو رہا وہ غائب البتہ اوسکو مارونگا زور کی مار
یا ذبح کر ڈالونگا یا لاوے میرے پاس کوئی سند صریح **ف** مجاہد اور سعید بن جبیر وغیرہما نے اس آیت کی
تفسیر مین عبد اللہ بن عباس رض سے روایت کیا ہے کہ یہ ہدہد علم طبعی سے واقف تہا اور سلیمان علیہ السلام کو
پانی کا پتا بتاتا تہا جب آپ کسی میدان مین اوترتے تو اوسکو طلب فرماتے اور وہ آپ کے واسطے پانی زمین کی تہ
سے دیکھ لیتا جیسے انسان اسخیر کو دیکھ لیتا ہے جو روئے زمین پر پڑی ہوئی ہو اور فاصلہ بتاتا جو روئے زمین اور
پانی تک ہوتا جب ہدہد پانی کی اطلاع انکو دیتا تو سلیمان ع جنون کو ارشاد فرماتے اور وہ اوس جگہہ کو کہود کر پانی نکال
لیتے سلیمان ع ایک دن ایک میدان مین اوترے زمین کی اور ہدہد کو دیکھنے کے لیے اوڑتے جانورون کی
خبر لی تو اوسکو نہ پایا اور فرمایا کیا ہے جو مین نہین دیکھتا ہدہد کو یا ہو رہا وہ غائب عبد اللہ بن عباس رض نے ایکدن
یہ حدیث بیان کی اور لوگون مین ایک خارجی نافع بن ازرق نام موجود تہا اور عبد اللہ بن عباس پر بہت اعتراض
کیا کرتا تہا وہ بولا ٹہیرے اے ابن عباس رض آج تو مغلوب ہوا حضرت ابن عباس رض نے فرمایا اور یہ کیونکر وہ بولا تو ہدہد
کی نسبت کہتا ہی کہ وہ زمین کی تہ پانی دیکھ لیتا ہی اور چہوٹا لڑکا اسکے لیے دام مین دانہ رکہتا ہے اور مٹی کی ایک
لپ بہر کر دام پر ڈالدیتا ہے پہر ہدہد اس دانہ کو دیکھ کر آتا ہے تو کہ اسکو کہا وے اور وہ اس دام مین پہنس جاتا
ہے پہر وہ چہوٹا لڑکا اوسکا شکار کر لیتا ہے تو ابن عباس رض نے فرمایا اگر یہ خیال نہ ہوتا کہ یہ شخص جاکر لوگون
مین مشہور کریگا کہ مینے ابن عباس کی بات کو رد کیا تو مین اوسکو جواب نہ دیتا پہر فرمایا او کمبخت جب تقدیر وارد ہوتی
ہے تو آنکہین اندہی ہو جاتی ہین اور ڈر چلا جاتا ہے پہر نافع نے کہا بخدا مین تیرے ساتہہ قرآن کی کسی
چیز مین جہگڑا نہ کرونگا اور حافظ ابن عساکر نے عبد اللہ برزی کے ترجمہ مین بیان کیا اور عبد اللہ برزی
نیکبخت لوگون مین سے تہا اور پیر اور جمعرات کے دن کا روزہ رکہا کرتا تہا اور تہا کانا اسی برس کی عمر کا تو ابن
عساکر نے اپنی سند کے ساتہہ ابو سلیمان بن زید تک روایت کیا کہ اوسنے اسکے کانے ہونیکا سبب پوچہا
تو اوسنے نہ بتایا پہر ابو سلیمان نے کئی ماہ تک اسکا پیچہا کیا آخر اوسنے تبلایا کہ خراسان کے دو آدمی
میرے پاس جمعہ کے دن موضع برزہ مین مہمان آئے اور مجہہ سے اونہون نے برزہ کا میدان پوچہا تو
مینے انکو بتا دیا تب اونہون انگیٹہیان نکالین اور ان مین بہت خوشبو سلگائی یہانتک کہ وہ میدان
دہوان ہی دہوان ہوگیا اور وہ دونو منتر پڑہنے لگے اور ہر طرف سے سانپ نکل نکل کر اونکے پاس آنے لگے وہ
دونو کسی سانپ کیطرف التفات نہین کرتے تہے یہانتک کہ ہاتہہ کے برابر ایک سانپ نکلا جسکی آنکہین

دینار کیطرح جلتی تہین اسکو دیکھکر وہ بڑے خوش ہوئی اور بولے الحمد للہ نے ہماری ایک سال کے سفر کو ضائع نہین کیا اور توڑ دیا اونہون نے انگیٹھیون کو اور پکڑ لیا اس سانپ کو اور ڈالین انہون اسکی آنکھ مین سلائیان پہر دونون نے اپنی آنکھون مین وہ سلائیان لگائین مینے ان دونون سے سوال کیا کہ میری آنکھون مین بھی یہ سلائیان لگاؤ تو انہون نے انکار کیا جب مینے انکو بہت ستایا اور مینے کہا تمکو ضرور یہ کام کرنا پڑے گا اور مینے انکو بادشاہ سے ڈرایا تو اونہون نے میری صرف داہنی آنکھہ مین وہ سلائی لگائی جب وہ سلائی میری آنکھہ مین لگی تو مینے زمین کی تہ اسطرح دیکھ لی جیسے شیشہ نظر آتا ہے مین زمین کی تہ کو اسی طرح دیکھتا تہا جیسے شیشہ کو دیکھتے ہین پہر انہون نے کہا تو تہوڑا سا ہمارے ساتہہ چل مین انکے ساتہہ چلا اور وہ دونو کچھہ باتین کرتے جاتی تہے تو کہ جب مین گانون سے دور ہوگیا تو اونہون نے مجھکو پکڑ کر میرے ہاتہ پاؤن باندہ دیے اور ایک نے ان دونو مین سے ہاتہہ مارکر میری اس آنکھہ کو نکال دیا اور اسکو پہینکدیا اور چلا گیا اور مین اسی طرح ہاتہہ پاؤن بندہا پڑا رہا یہانتک کہ ایک شخص میرے پاس سے گذرا اور اسنے میری ہاتہہ پاؤن کو کہولا تو یہ میری آنکھہ کا قصہ ہے حسن بصری نے کہا سلیمان علیہ السلام کے ہدہد کا نام عنبر تہا اور کہا محمد بن اسحق نے جب سلیمان اپنی کچہری مین تشریف لاتی تو اوڑتے جانورون کی خبر لیتے اور لوگ کہتے ہین کہ ہر دن جانورون مین سی ایک پرندا انکی خدمت مین حاضر ہوتا ایک دن جو دیکھا تو پرند کے سب قسم موجود ہین مگر ہدہد نہین ہے تب اونہون سے کہا مَالِيَ لَآ اَرَى الْهُدْهُدَ اَمْ كَانَ مِنَ الْغَآئِبِيْنَ اور اسکو سخت مار دینے سی یہ مراد ہے کہ مین اسکے پر اوکہاڑ دون گا قال ابن عباس اور عبد اللہ بن شداد نے کہا اوسکے پر نکالکر اوسکو دہوپ مین ڈالدونگا اور بہت سلف کا اسکی تفسیر مین یہی قول ہے کہ سخت مار دینے سی اسکے پرون کا نکالڈالنا مراد ہے اور اسکو پہینکدینا تاکہ اسکو کھا وین چیونٹیان اور کیڑے اور ذبح سے مراد قتل ہے اور سلطان مبین سے صاف صاف عذر مراد ہے اور کہا سفیان بن عیینہ اور عبد اللہ بن شداد نے کہ جب ہدہد آیا تو اسکو پرندون نے کہا تو کیون پیچہے رہا اور سلیمان ع نے تو تیرے خون کی نذر مانی ہے وہ بولا پہلا استثنا بھی کیا ہے وہ بولا ہان استثنا کیا ہے یون کہکر مین اسکو مار دون گا سخت یا ذبح کر ڈالون گا یا لاوے میرے پاس کوئی دلیل کہلی ہدہد بولا اب مینے نجات پائی کہا مجاہد نے اور اس سے اللہ تعالی نے سخت مار کو دور کر دیا اسلیے کہ وہ مان کے ساتہہ نیکی کرنے والا تھا انتہی ما قال الحافظ ابن کثیر کہا علامہ ابو الطیب نے فتح البیان مین تعقد کیئے ہین عجائب

کے حال معلوم کرنے کو اور طیر اسم جنس ہے واسطے ہر اوڑنے والے جانور کے اور غرض یہ ہے کہ انھون نے ان پرندون
کا حال دریافت کیا جو اسوقت موجود نہ تھے اور پرندے انکے ساتھ ساتھ رہتے سفر مین اور سایہ کرتے
آپ پر اپنے پرون سے کہا کلبی نے سلیمان ع کے اس سفر مین صرف ایک ہدہد ہی تھا اور ہدہد ایک جانور
مشہور ہی ابن عباس رض سے پوچھا گیا کہ سلیمان ع نے کسطرح ہدہد کی خبر لی پرندون مین سے انہون نے
کہا سلیمان ع ایک جگہہ اترے اور آپ کو یہ معلوم نہ ہوا کہ پانی کسقدر زمین کے نیچے ہے اور ہدہد کا یہ کام تھا
کہ وہ پانی کی سلیمان ع کو اطلاع دیتا سلیمان ع نے اس سے پانی پوچھنے کا ارادہ کیا تو اسکو نہ پایا کہا سعید
بن جبیر نے کہ جب حضرت ابن عباس رض نے ہدہد کا یہ حال بیان کیا تو کسی نے کہا یہ کیونکر ہو سکتا ہے حالانکہ
ہدہد کے لیے دام لگایا جاتا ہے اور اسپر مٹی ڈالی جاتی ہے اور چھوٹا بچہ اسمین تانت کو چھپا دیتا ہے تو
وہ اسکو شکار کر لیتا ہے انہون نے فرمایا جب قضا آجاتی ہے اور تقدیر نازل ہوتی ہے تو عقل جاتی
رہتی ہے اور بینائی نابینائی ہو جاتی ہے اور جب سلیمان علیہ السلام کے لیے ثابت ہوا کہ وہ کہین غائب
ہے تو فرمایا لَاُعَذِّبَنَّهٗ عَذَابًا شَدِیۡدًا عذاب شدید مین اختلاف ہے کہ اس سے کیا مراد ہے تو ابن
عباس اور مجاہد اور ابن جریج کا یہ قول ہے کہ عذاب شدید سے اسکے سارے پرون کا اکھاڑنا مراد ہے اور
ایسا ہی مروی ہے تابعین کی ایک جماعت سے اور کہا یزید بن رومان نے کہ عذاب شدید سے صرف اسکے دونو
بازؤن کے پرونکا اوکھاڑنا مراد ہے بعض نے کہا اسکا بند کرنا اسکے اضداد کے ساتھہ بعض نے کہا عذاب
شدید سے اسکا اپنی خدمت سے رد کر دینا مراد ہے بعض نے کہا عذاب شدید سے اسکا دہوپ مین ڈالدینا
مراد ہے اور بعض نے کہا اسکے اور اسکے دوستون کے درمیان جدائی کرنا بعض نے کہا اسپر اسکے
اقران کی خدمت کا لازم کر دینا بعض نے کہا اسکا قفس مین ڈالدینا بعض نے کہا اوسکا چیونٹیون
کے آگے ڈالدینا تو کہ اسکو کہا لین اور اسمین دلیل ہے کہ سزا جرم کے مطابق چاہیے نہ جسم کے مطابق
اور اسکو ہدہد کا سزا دینا حلال ہوا اس مصلحت کی واسطے جو اسنے اسمین دیکھی جیسے بہائم اور طیور کا کہانے
کے اور اور فائدون کے واسطے ذبح کرنا درست ہی اور جبکہ اللہ تعالے نے پرندون کو اسکے تابع کر دیا تو
یہ تسخیر بغیر تادیب اور سیاست کے کامل اور پوری نہین ہو سکتی تھی اسیلیے سیاست کو انکے لیے درست
کر دیا اور حسن بصری سے مروی ہی کہ سلیمان ع کے ہدہد کا نام عنبر تھا کہا شوکانی نے مین نہین جانتا
کہ حسن کو یہ بات کہان سے معلوم ہوئی اور یہی حال ہے حسن کی اس روایت کا جسمین ہے کہ نملہ کا نام

جسنے حضرت سلیمان ع کے لشکر کو دیکھکر چیونٹیون سے مخاطبت کی حرس تہا اور وہ نملہ قبیلہ بنو شیصان سے
تہا اور یہ کہ وہ لنگڑا تہا اور جسم مین بہیڑیے کے برابر تہا حالانکہ حسن جھوٹ کی نقل کرنے مین سب سے زیادہ
محتاط ہے اور ہم جانتے ہین کہ حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم سے اسباب مین کوئی چیز ثابت نہین ہوئی
اور یہ بھی جانتے ہین کہ حسن کے پاس کوئی سند متصل نہین ہے جو سلیمان ع تک پہونچ جاوے اور نہ
اصحاب سلیمان ع تک تو یہ اونہون نے اہل کتاب سے نقل کیا ہے اور ہمکو حکم ہوا ہے کہ نہ ہم انکی تصدیق
کرین نہ تکذیب کرین اگر کوئی شخص انسے روایت کرنے کی رخصت دیوے اس حدیث کی روسے کہ حضرت ع
نے فرمایا بنی اسرائیل سے نقل کرو اور کوئی گناہ نہین ہے تو بیشبہ اس سے یہ غرض نہین کہ کتاب اللہ
کی تفسیر کے متعلق انسے نقل کرو بلکہ محمول ہے ان قصون پر جو انکے لیے واقع ہوئی اور ہمنے مکرر سہ کر اسکی تنبیہ
کو بیان کیا ہے جہان کہین تفاسیر غریبہ کا ذکر ہوا اور سلطان سے حجت بینہ مراد ہے کہا ابن عباس نے سلطان
سے خبر حق صدق ہین مراد ہے اور جہان کہین قرآن مجید مین سلطان کا لفظ وارد ہے اس سے حجت
ہی مراد ہے نہ وہ سلطان جو بادشاہ کے معنے مین ہے اور حلف (قسم) حقیقت مین یا عذاب شدید
پر محمول ہے یا ذبح پر اور او کا عذاب شدید اور ذبح کے درمیان تو تخییر کے واسطے ہے اور تردید کے لیے
درمیان اولین اور ثالث کے کہا علامہ زمخشری نے اگر تو اعتراض کرے کہ سلیمان ع نے تین چیزون ہین سے
ایک چیز پر قسم کہائی پس انکا قسم کہانا اپنے فعل پر تو اسمین کوئی گفتگو نہین ہے ولکن ہدہد کے فعل
پر انکو قسم کہانا کیونکر صحیح ہوا اور انہون نے کیونکر معلوم کیا کہ وہ سلطان مبین لاوے گا تو ہم کہین گے
کہ جب انہی تین چیزون کو کلمہ او کے ساتھہ منظوم کیا قسم مین تو اسکی کلام کا حاصل یہ ہوا کہ ان سے مین
سے ایک تو ضرور ہوگا اگر وہ اپنے غائب ہونے کی دلیل لایا تو نہ معذب ہوگا اور مقتول اور جو دلیل نہ لایا
تو یا سخت مار دیا جاویگا یا بالکل جان سے مار دیا جاویگا اور اسمین کوئی دعوے درایت کا نہین ہے
انتہے

فَمَكَثَ غَيْرَ بَعِيدٍ فَقَالَ أَحَطتُ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهِ وَجِئْتُكَ مِن سَبَإٍ بِنَبَإٍ يَقِينٍ

إِنِّي وَجَدتُّ امْرَأَةً تَمْلِكُهُمْ وَأُوتِيَتْ مِن كُلِّ شَيْءٍ وَلَهَا عَرْشٌ عَظِيمٌ وَجَدتُّهَا

وَقَوْمَهَا يَسْجُدُونَ لِلشَّمْسِ مِن دُونِ اللَّهِ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ

فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُونَ ۝ أَلَّا يَسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذِي يُخْرِجُ الْخَبْءَ

فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُونَ وَمَا تُعْلِنُونَ ۝ اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ

العظیم پس بہت دیر نہ کی کہ آکر کہا مین لے آیا خبر ایک چیز کی کہ تجہکو اسکی خبر نہ تہے اور آیا ہون تیرے پاس سبا
سے ایک خبر لیکر تحقیق مینے پائی ایک عورت اُنکے راج پر اور اسکو سب چیز ملی ہے اور اس کا ایک تخت ہے
بڑا مینے پایا کہ وہ اور اسکی قوم سجدہ کرتے ہین سورج کو اللہ کے سوائے اور بہلے دکہلائے ہین انکو شیطان نے
انکے کام پہر روکا ہے انکو راہ سے سو وہ راہ نہین پاتے کیون نہ سجدہ کرین اللہ کو جو نکالتا ہے چہپی چیز
آسمانون مین اور زمین مین اور جانتا ہے جو چہپاتے ہو اور جو کہولتے ہو اللہ ہے کسی کی بندگی نہین اسکے سوا
وہ صاحب تخت بڑے کا ف حضرت سلیمان ع کو اس ملک کا حال مفصل نہ پہنچا تہا اب پہنچا سبا ایک قوم
کا نام ہے انکا وطن عرب مین تہا یمن کیطرف اسکو سب چیز ملی ہے اور سب چیز مین مال اسباب اور حسن و جمال
بہی آگیا اور اسکے بیٹہنے کا تخت ایسا تکلف کا تہا کہ اسوقت کسی بادشاہ کا نہ تہا اور ہدہد کی روزی ہو رہتی
مین سے کیڑے نکالکر کہاتا ہے نہ دانا کہاوے نہ میوہ اسکو اللہ کی قدرت سے کام ہے ف کہا حافظ
ابن کثیر نے اللہ تعالی ان آیات مین فرماتا ہے کہ ہدہد نے بہت دیر نہ کی کہ وہ آگیا اور حضرت سلیمان ع سے
کہا مین مطلع ہوا ہون ایسی چیز پر جسپر آپ مطلع نہین ہوئے اور نہ آپکے لشکر اور شہر سبا سے ایک سچی خبر لیکر آیا ہون
اور قوم سبا وہ حمیر تہی اور یمن کی بادشاہت انہین کے پاس تہی پہر بولا مین نے پائی ایک عورت جو انپر
حکومت کرتی ہے کہا حسن بصری نے یہ عورت بلقیس تہی شراحیل کی بیٹی شہر سبا کی حاکم کہا قتادہ نے
اسکی ماں جنی تہی اور اسکے ایڑیاں گہوڑے اور گدہے کی طرح تہین اور کہا زہیر بن محمد نے یہ عورت
بلقیس بیٹی شراحیل بن مالک بن ریان کی تہی اور اسکی ماں کا نام فارعہ تہا اور وہ جنون مین سے تہی
اور ابن جریج نے کہا بلقیس ذی سرخ کی بیٹی تہی اور اسکی ماں کا نام بلتعہ تہا ابن عباس رض سے مروی ہے کہ صاحب
سلیمان علیہ السلام (بلقیس) کے ساتہ ایک لاکہ جرنیل تہے جن مین سے ہر ایک جرنیل ایک ایک لاکہ کی
فوج پر حاکم تہا رواہ ابن ابی حاتم اور مجاہد نے کہا کہ سبا کی شہزادی کے پاس بارہ ہزار جرنیل تہے جن
مین سے ہر ایک کے پاس بعض نے کہا ایک ایک لاکہ جوان لڑنے والے تہے اور قتادہ نے اللہ تعالے کے قول انی
وجدت امرأۃ تملکہم مین کہا کہ وہ عورت بادشاہت کے گہر مین سے تہی اور تین سو بارہ آدمی اسکے
وزیر تہے جو ہر ایک دس دس ہزار آدمی پر حاکم تہا اور وہ رہتے تہے مارب مین جو صنعا سے تین میل کے فاصلے
پر ایک زمین تہی اور یہ قول بہت درست قول ہے اور یہ جو فرمایا اسکو ہر ایک چیز ملی ہے یعنے دنیا کے اسباب
مین سے جس چیز کی بادشاہ محتاج ہوتے ہین وہ سب اسکے پاس موجود ہین اور عرش عظیم سے تخت بڑا مراد ہے

جسپر وہ اجلاس کیا کرتی تہی وہ سونے اور قسم قسم کے موتیون اور ہیرون سے جڑا تہا کہا زہیر بن محمد نے کہ وہ تخت سونیکا تہا اور اُسکے دونو کنارون مین یاقوت اور زبرجد مغرق کیطرح لگا ہوا تہا وہ تخت اسی گز لنبا اور چالیس گز چوڑا تہا اور کہا محمد بن اسحق نے کہ وہ تخت سونیکا تہا یاقوت اور زبرجد اور موتیون سے جڑا ہوا منقش کیا ہوا اور چہ سو عورت اسکی خدمت کے واسطے مقرر تہین علماء تاریخ نے کہا ہے کہ یہ تخت ایک بڑی چہنے گچ بلند شان محکم محل مین رکہا ہوا تہا اس محل کی شرقی دیوار مین تین سو ساٹہہ روشندان تہی ایسا ہی غربی دیوار مین اسکی بنیاد اس طور پر رکہی تہی کہ ہر دن آفتاب اُسکے ایک روشندان کے مقابل نکلتا اور اسکے سامنے کے غربی روشندان کے مقابل ڈوبتا اور وہ صبح شام آفتاب کو سجدہ کرتے ولہذا فرمایا وَجَدْتُّهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُوْنَ اور سبیل سے طریق حق مراد ہے اور خالص کرنا ہے سجدہ کا واسطے اللہ تنہا کے نہ ان کو اکب وغیرہ کو سجدہ کرنا جنکو اُنہون نے بنایا کما قال تعالے وَمِنْ اٰيٰتِهِ الَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ یعنے اور اسکی قدرت کی نمونے مین رات اور دن اور سورج اور چاند سجدہ نکرو سورج کو اور نہ چاند کو اور سجدہ کرو اللہ کو جسنے وہ بنائے اگر تم اسی کو پوجتے ہو اور بعض قرانے الا یسجدوا اللہ کو الا یا اسجدوا پڑہا ہے اور الا استفتاحیہ قرار دیا ہے اور یا کو ندا کے لیے اور منادے محذوف ہی اور تقدیر عبارت یون ہے الا يا قوم اسْجُدُوْا علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس رض سے اَلَّذِيْ يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کی تفسیر مین روایت کیا ہے کہ وہ ہر پوشیدہ چیز کو جو آسمان اور زمین مین ہے جانتا ہے اور عکرمہ اور مجاہد اور سعید بن جبیر اور قتادہ اور غیر واحد کا یہی قول ہے اور سعید بن المسیب نے کہا خبأ سے پانی مراد ہے اور عبد الرحمن بن زید بن اسلم کا بہی یہی قول ہے کہ خباء سموات والارض سے وہ ارزاق مراد ہین جنکو اللہ تعالے نے آسمان مین رکہا ہے بارش آسمان مین اور انگوری زمین مین اور یہہ قول ہدہد کے کلام کے مناسب ہے اسلیے کہ اللہ تعالی نے اسمین یہ خاصیت رکہی ہے کہ زمین کی تہ اور اندر سے پانی دیکہہ لیتا ہے اور یہ جو فرمایا يَعْلَمُ مَا تُخْفُوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ یعنے وہ جانتا ہے جسکو عباد مخفی رکہتے ہین اور جن اقوال اور افعال کو ظاہر کرتے ہین وهٰذا كما قال تعالى سَوَاءٌ مِّنْكُمْ مَّنْ اَسَرَّ الْقَوْلَ وَمَنْ جَهَرَ بِهٖ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍ بِالَّيْلِ وَسَارِبٌ بِالنَّهَارِ یعنے برابر ہے

تم مین جو چپکی بات کہو اور جو کہے پکار کر اور جو چہپ رہے رات مین اور گلیون مین پہرتا ہے دن کو یعنے جو اپنا کام رات کو چہپاوے یا دن کو ظاہر کرے اللہ کے نزدیک برابر ہے اور یہ جو فرمایا اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ تو اسکے یہہ معنی ہین کہ اصل لائق پکارنے اور عبادت کرنے کی اللہ ہی اور وہ جامع جمیع صفات کمال وہ ذات ہی جسکے سوا کوئی عبادت کی لائق نہین ہے اور عرش بڑے کا صاحب ہے اور بڑا اسکو اسلیے فرمایا کہ مخلوقات مین اُس سے کوئی چیز بڑی نہین ہے ابو ہریرہ رض سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے منع فرمایا چار جانورون یعنے چیونٹی اور شہد کی مکہی اور ہدہد اور کنجشک کے مارنے سی اور اسکی سند صحیح ہے انتہے ما قال ابن کثیر فی تفسیرہ فتح کا بیان یہ ہے کہ فمکث مین ضمیر یا تو راجع ہے ہدہد کیطرف اور معنے یہ ہین کہ ہدہد حضرت سلیمان ع کے تفقد کے بعد تہوڑا سا زمانہ غائب رہا اور بعض نے کہا ضمیر حضرت سلیمان علیہ السلام کی طرف راجع ہے اس صورت مین معنے یہ ہونگے کہ حضرت سلیمان ع تفقد اور توعد کے بعد ایک تہوڑا سا زمانہ ٹہیرے لیکن معنے اول اولی ہین احاطہ جاننا ہے کسی چیز کا اسکی تمام جہتون سے تو کہ اسپر کوئی مخفی نہ رہی اور معنے آیت کے یہ ہین کہ ہدہد تہوڑا زمانہ غائب رہا پہر آیا اور اپنے غائب رہنے پر عتاب کیا گیا تو غائب رہنے کا عذر بیان کیا یہ کہکر اَحَطْتُ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِہٖ کہا فرا نے اَحَتُّ پڑہنا بہی جائز ہے ساتہہ ادغام کرنے کے طا کو تا مین اور معنے یہ ہین کہ مینے وہ معلوم کیا جو تونے نہ جانا اور مین وہان پہنچا جہان نہ آپ پہونچے اور نہ آپکے لشکر اور کہا ابن عباس رض نے مین مطلع ہوا اسپر جسپر آپ مطلع نہین ہوئے اور اللہ تعالے نے ہدہد کے دل مین اس کلام کا القا کیا تو اُسنے سلیمان ع کا اسکے ساتہہ مقابلہ کیا باوجود اسکے کہ وہ پیغمبر تہے اور علوم جلیلہ پر مطلع ہوئے تہے جس سے افضل تہی انکو آزمانے کیلیے انکے علم مین اور اس امر پر خبردار کرنیکے لیے کہ اسکے لشکرون مین سے ایک چہوٹے سی جانور نے اس چیز کا احاطہ کیا جسکا اونہنے احاطہ نہین کیا تو کہ وہ اپنے معلومات پر فخر نہ کرین اور اللہ تعالے نے سلیمان ع پر سبا کو مخفی رکہا باوجود اسکے کہ سلیمان ع کے شہر اور سبا کی درمیان تہوڑا سا فاصلہ تہا واسطے ایک مصلحت کے کہ اسکو دیکہا جیسے مخفی رکہا یوسف ع کا مکان یعقوب ع پر اور اس سے رافضہ کے اس قول کا رد ہوتا ہے جو کہتے ہین کہ امام پر کوئی چیز پوشیدہ نہین رہتی اور امام کے زمانے مین امام سے بڑہکر کوئی زیادہ عالم نہین ہوتا سبا ایک شخص کا نام ہے اور اسکی طرف اسکی اولاد منسوب ہے اس صورت مین یہ منصرف ہوگا اور اسکو غیر منصرف بہی پڑہا گیا ہے اس صورت مین یہہ شہر کا نام ہوگا اور زجاج نے انکار کیا ہے سبا کی ایک شخص کا نام ہونے سے اور کہا سبا ایک شہر کا

نام ہے جو مارب الیمن کے نام سے مشہور ہے بعض نے کہا سبا عورت کا نام مگر اسکے نام پر شہر کا نام رکھا ہے
قرطبی نے کہا اور صحیح قول یہ ہے کہ سبا ایک شخص کا نام ہے جیسی ترمذی میں فروہ بن مسیک مرادی کی حدیث
سے ثابت ہے کہا ابن عطیہ نے یہ حدیث زجاج پر پوشیدہ رہی اسلیے اُسنے انکار کیا اور فراء نے زعم کیا
کہ رواسی نے ابو عمرو بن علاء سے سبا کی تفسیر پوچھی تو اُسنے کہا میں نہیں جانتا سبا کیا ہے کہا نحاس نے
اور ابو عمرو کا درجہ اس سے بڑھکر ہے کہ وہ ایسا جواب دیوے کہا اور سبا کی تفسیر میں جو ہی قول درست ہے جس سے
معلوم ہوتا ہے کہ یہ اصل میں ایک شخص کا نام ہے اور اسکا منصرف پڑھنا اور غیر منصرف پڑھنا دونو درست
ہیں لیکن سیبویہ نے اسکا منصرف ہونا پسند کیا ہے اور میں کہتا ہوں اسمیں شک نہیں سبا یمن کے ایک
شہر کا نام ہے جسمیں بلقیس رہتی تھی اور قحطان کے ایک شخص کا بھی نام ہے اور وہ سبا ابن یشجب بن یعرب بن
قحطان بن ہود تھا ولکن اسجگہہ غرض یہ ہے کہ ہدہد سلیمان ع کے پاس وہ خبر لایا جسکو شہر سبا میں اپنی آنکھو
سے دیکھا اور ہم ایک اثر بیان کرینگے جس سے یہ صاف صاف معلوم ہو جاویگا انشاء اللہ تعالےٰ اور ابن عباس رض
سے مروی ہے کہ سبا یمن کی زمین میں ہے جو مارب کے نام سے مشہور ہے اسکے اور صنعا کے درمیان تین
رات کا راہ ہے اور معنے یہ ہیں کہ ہدہد حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس اس شہر کی خبر لایا نبا وہ خبر ہے
عظیم الشان جب ہدہد نے سلیمان ع سے بیان کیا جو بیان کیا تو سلیمان ع نے فرمایا اور وہ خبر کیا ہے بولا
انی وجدت الآیۃ اور وہ عورت بلقیس تھی شراحیل کی بیٹی مروی ہے یہ حسن اور قتادہ اور زہیر بن محمد سے اور
ابن جریج نے کہا وہ ذی شرح کی بیٹی تھی اسکو ہدہد نے سبا کے لوگوں پر حکومت کرتے دیکھا اور اسکا باپ یمن
کے ملک کا بادشاہ تھا اور اسکے سوا اسکی اولاد نہ تھی تو وہی باپ کے پیچھے ولیعہد ہوئی اور وہ اور اسکی
قوم مجوسی تھی آفتاب کے پوجارے کہا ابن عباس رض نے اس عورت کا نام بلقیس تھا اور وہ ذی شیرہ کی
بیٹی تھی اور اسکے جسم پر بال تھے بعض نے کہا وہ یعرب بن قحطان کی نسل میں سے تھی اور ابو ہریرہ رض
سے مرفوعًا مروی ہے کہ بلقیس کے ماں باپ میں سے ایک جن تھا أَخْرَجَهُ ابْنُ عَسَاكِرَ وَابْنُ
مَرْدُوْيَہ وَابُو الشَّیْخ وَابْنُ جَرِیْر اور اللہ تعالی کے قول واوتیت من کل شئ میں مبالغہ ہے اور
مراد یہ ہے کہ اسکے ہاں وہ سب آلات اور سامان موجود ہیں جنکی بادشاہوں کو ضرورت ہوتی ہے عرش عظیم
سے بہت بڑا تخت مراد ہے بعض نے کہا عرش سے اسجگہہ ملک مراد ہے لیکن معنے اول اولی اور مناسب
ہیں کیونکہ سلیمان ع نے فرمایا کون اسکا تخت میرے پاس لاوے اور اسکو عظیم کہا دنیا کے بادشاہوں کے

تختون کے بہ نسبت کیونکہ مشہور ہے کہ دنیا مین کسی بادشاہ کے پاس ویسا تخت نہ تہا اسی گز لمبنا اور چالیس
گز چوڑا اور چالیس گز بلند اور یاقوت احمر اور زبرجد اخضر اور زمرد کے ساتھہ جڑاؤ کیا ہوا اور رب اللہ تعالے کے
عرش کا عظیم کے ساتھہ موصوف ہونا تو وہ بہ نسبت جمیع مخلوقات کے ہے اور ان دونون کے درمیان فرق
مین ہے سہ ببین تفاوت راہ از کجاست تا بکجا ✦ کہا ابن عطیہ نے اور اس آیت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ
عورت یمن کے شہرون پر حاکم تہی اور اسکا ملک بہت بڑا تہا اور اسکے اجلاس کی جگہہ بہ نسبت دوسرے بادشاہون
کے اجلاس کی جگہہ کے عمدہ تھی اور وہ کافرہ تھی قوم کفار سے۔ اور ابن عباس رضی سے مروی ہے کہ اسکا تخت
سونیکا تہا اور اسکے پایے جواہرات گران بہا کے عمدہ طور پر بنائے ہوئے تہے اُس تخت کے اردگرد سات
گہر تہے اور ہر ایک گہر کا دروازہ بند تہا بعض نے کہا یہ لوگ مجوسی تہے اور بعض نے کہا زندیق تہے اور
یہ جو فرمایا کہ شیطان نے انکے لیے اُنکے کام کو مزین کردیا تو اعمال سے مراد سورج کی پوجا اور کفر کے تمام
اعمال ہین اور سبیل سے فصدہم عن السبیل مین طریق واضح مراد ہے اور وہ اللہ کے ساتھہ ایمان لانا
اور اسکی توحید ہی۔ اور خبأ سے وہ چیز مراد ہے جو آسمان و زمین مین پوشیدہ ہی اور عبادت کے لائق وہ
ہی ذات پاک ہی جو اُن چیزون پر قادر ہے جو آسمان و زمین مین موجود ہین اور جمیع معلومات کا وہ عالم ہے
اور پوشیدہ کے نکالنے مین قدرت پر دلیل ہے کہا زجاج نے خبأ سے مراد اس آیت مین پانی اور انگوری
مراد ہے بعض نے کہا زمین کی پوشیدہ چیزین اُسکے خزانے اور انگوریان ہین کہا قتادہ نے خبأ سے مطلق
پوشیدہ چیز مراد ہے اور معنے آیت کے یہہ ہین اللہ تعالی اس عالم انسانی سے پوشیدہ چیزین نکالتا ہے
جیسے ان چیزون کو نکالتا ہے جو آسمان زمین مین پوشیدہ ہین اور اس آیت مین دلیل ہے علم کے
اثبات پر اور اعلان کا ذکر آیت ویعلم ما تخفون وما تعلنون مین اسلیے کیا ہی کہ اسکے علم کا دائرہ وسیع ہے
اور یہ دونون اللہ کے علم مین برابر ہین جب ہدہد اپنی کلام سے فارغ ہوچکا تو سلیمان علیہ السلام نے فرمایا

قَالَ سَنَنْظُرُ اَصَدَقْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ اِذْهَبْ بِّكِتٰبِيْ هٰذَا فَاَلْقِهْ اِلَيْهِمْ ثُمَّ
تَوَلَّ عَنْهُمْ فَانْظُرْ مَاذَا يَرْجِعُوْنَ ۝ قَالَتْ يٰاَيُّهَا الْمَلَؤُا اِنِّيْٓ اُلْقِيَ اِلَيَّ كِتٰبٌ كَرِيْمٌ ۝ اِنَّهٗ مِنْ
سُلَيْمٰنَ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝ اَلَّا تَعْلُوْا عَلَيَّ وَاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ۝ کہا ہم دیکھین گے

تونے سچ کہا ہے یا جھوٹہا ہے لیجا میرا یہ خط اور ڈالدے انکی طرف پہر اُن پاس سے ہٹ آ پہر دیکھہ وہ
کیا جواب دیتے ہین کہنے لگی اے دربار والو میرے پاس ڈالدیا ہے عزت کا وہ خط ہے سلیمان کی طرف سے

اور وہ ہے شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا کہ زور نکرو میرے مقابل اور چلے آو حکم بردار
ہوکر **ف** ہٹ آ پہر دیکھ وہ کیا جواب دیتے ہین یعنے انکو چھپ کر لیکن وہان کا ماجرا دیکھ آ ہدہد
گیا بلقیس جہان اکیلی ہوتی تہی روزن مین سے جاکر اسکی چھاتی پر رکھدیا - ایک خط عزت کا کہتے ہین سنہری
کاغذ پر لکھا تہا چلے آو حکم بردار ہوکر انکو دین حق سکہانا منظور تہا انتہے مانی موضح القرآن حافظ ابن کثیر
ان آیات کی تفسیر مین فرماتے ہین کہ ان آیتون مین اللہ تعالی سلیمانؑ کی اس کلام کو بیان فرماتا ہے جو انہون
نے ہدہد کو فرمائی جبکہ اسنے انکو اہل سبا اور انکی شہزادی کی خبر دی اور فرمایا سننظر اصدقت ام کنت من الکذبین
یعنے اب ہم دیکہین گے کہ تو اپنی اس خبر دینے مین سچا ہے یا اپنی اس مقالہ مین جھوٹا تو کہ تو اس وعید سے
چھوٹ جاوے جس سے ہم نے تجھکو ڈرایا ہے جا میرا یہ خط اور ڈالدے انکی طرف پہر ہٹ آ انسے پہر دیکھ
کیا جواب دیتے ہین اور یہ اسلیے کہ سلیمانؑ نے بلقیس اور اسکی قوم کیطرف خط لکھا اور وہ خط اس ہدہد کو
دیا اور اسنے اسکو اٹہا لیا بعض نے کہا اپنے پرون مین جیسے پرندون کی عادت ہی بعض نے کہا اپنی چونچ
مین اور گیا انکے بلاد مین اور بلقیس کے محلسرا مین آیا جہان وہ تنہا رہتی تہی روزن مین سے جاکر
اسکی چھاتی پر رکھدیا پہر ایکطرف ادب سے ہٹ کر بیٹھ گیا اور وہ یہ ماجرا دیکھ کر حیران رہگئی اور ڈری اسکی
پہر اس نے خط کو لیا اور اسکی مہر کو کہولا اور اسکو پڑہا تو اس مین یہ لکھا تہا یہ خط سلیمان علیہ السلام کیطرف سے ہے
اور اسکا مضمون یہ ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم زور نکرو میرے مقابل اور چلے آو حکم بردار ہوکر تب وسنے اپنے امیرون
اور وزیرون اور اپنے دولت اور مملکت کی کبرا کو جمع کیا اور بولی اے سردارو میرے پاس ڈالدیا ہے ایک خط
عزت کا اور اس خط کا عزیز ہونا بلقیس نے اسلیے سمجہا کہ اسنے ایک عجیب امر کا ملاحظہ کیا وہ یہ کہ ایک پرندہ اسکو
لایا اور اسکی طرف ڈالکر ادب سے ہٹ کر بیٹھ گیا اور ایسے کام پر کوئی پادشاہ قادر نہین ہے اور نہ انکے لیے
اس کام کیطرف کوئی سبیل ہے پہر اسنے اسکو پڑہا انہ من سلیمان وانہ بسم اللہ الرحمن الرحیم الا تعلوا علی واتونی
مسلمین اور انہون نے پہچانا کہ اللہ کے نبی سلیمانؑ کی طرف سے ہے اور انکا کوئی مقابلہ نہین کرسکتا اور اس خط
مین نہایت بلاغت اور فصاحت اور وجازت ہی کہ آسان سی عبارت مین اپنے مضمون کو احسن طور پر بیان
کردیا ہے علماء نے کہا ہی کہ سلیمانؑ سے پہلے کسی شخص نے بسم اللہ الرحمن الرحیم نہین لکھی اور ابن ابی حاتم
نے اپنی تفسیر مین اسنادسے مین ایک حدیث بیان کی ہے کہ بریدہ نے کہا کہ مین حضرت صلے اللہ علیہ
آلہ وسلم کے ساتھ چل رہا تہا کہ آپ نے فرمایا اِنّی لَا اَعْلَمُ اٰیَۃً لَمْ یَنْزِلْ عَلٰی نَبِیٍّ قَبْلِیْ بَعْدَ سُلَیْمَانَ

ابن داؤد کیعنے مین ایک ایسی آیت کو جانتا ہون کہ وہ کسی نبی پر مجھسے پہلے نہین اتری سلیمان بن داؤد
علیہما السلام کے بعد مینے عرض کیا یا حضرت وہ کونسی آیت ہے فرمایا مین تمکو مسجد سے نکلنے سے پہلے بتادونگا بریدہ نے کہا آپ باہر جانے کیواسطے مسجد کے دروازے تک پہنچ گئے اور آپ نے اپنا ایک پاؤن باہر
نکالا اور مینے سمجھا کہ آپ بھول گئے آپنے میری طرف توجہ کی اور فرمایا اِنَّہٗ مِنْ سُلَیْمَانَ وَاِنَّہٗ بِسْمِ
اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ رَوَاہُ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ اسحدیث کا اسناد ضعیف ہے کہا میمون بن مہران نے حضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے نامجات کا سرنامہ یہ لکھا کرتے تھے بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ یہانتک کہ یہ آیت اتری پھر
لکھنے لگے بسم اللہ الرحمن الرحیم ابن عباسؓ نے مسلمین کی موحدین کے ساتھ تفسیر بیان کی یعنے میرے پاس
موحدین کر چلے آؤ اور کہا اسکے غیر نے مسلمین مخلصین اور کہا سفیان بن عیینہ نے مسلمین طائعین فتح
البیان کا بیان فائح یہ ہے کہ نظر کہتے ہین تامل اور تصفح کو اور اس آیت مین ارشاد ہے کہ خبرون کی
تحقیق کرلی چاہیے اور انکا سچ ہونا انکے جھوٹ ہونے سے معلوم کرنا چاہیے اور لوگون کی خبرون کو بے
تحقیق نہین مان لینا چاہیے انکی تقلید کرکے اور انپر اعتماد کرکے جب تحقیق کرنے کی بوجہ من الوجوہ طاقت
ہو پھر سلیمان علیہ السلام نے اس نظر کو بیان کیا جسکا ہدہد سے وعدہ کیا اور فرمایا اِذْهَبْ بِكِتَابِیْ الآیۃ
اور ہدہد کو خاص کیا خط دیکر بھیجنے کے ساتھ کہ اسنے اس قصہ کی خبر دی اور سلیمان نے اسکی کلام سے اسکا
وہ فہم اور علم معلوم کیا جس سے اسنے سمجھا کہ یہی خط لیجانے کے لائق ہے اور اسکو ارشاد فرمایا اسکی طرف خط ڈالکر
پیچھے ہٹ کر بیٹھنے کا کیونکہ نامہ دیکر پیچھے ہوکر بیٹھ جانا ایک عمدہ ادب ہے جسکے ساتھ بادشاہون کے
ایلچی متادب ہوتے ہین اور غرض یہ تھی کہ ایسی جگہہ بیٹھ کر وہان تو انکی باتین سُنے اور مجھکو آکر خبر دیوے
اور عبداللہ بن عباسؓ نے فتول عنہم کی تفسیر مین کہا کہ تو انسے نزدیک ہو اور دیکھ اس خط کا کیا جواب دیتے
مین پھر ہدہد گیا اور خط انکیطرف ڈالا اور اسنے بلقیس سے سنا کہ وہ کہتی تھی اے دربار والو میری طرف ایک
عزت والا خط آیا ہے اور اُلْقِیَ مین فاعل محذوف ہے بعض نے کہا بلقیس نے ڈالنے والیکا نام نہین لیا
کیونکہ وہ ڈالنے والے سے جاہل تھی یہ اس صورت مین ہے کہ اسنے ہدہد کو نہ دیکھا ہو بعض نے کہا اسنے اسکو
دیکھا پر اسکو حقیر سمجھکر اسکی طرف ڈالنے کو منسوب نہین کیا اور کتاب کریم سے کتاب مکرم اور معظم مراد ہے
اور کتاب کو موصوف کیا کریم کے ساتھ اسلیے کہ وہ ایک عظمت والے کے پاس سے آیا تو اسکو کریم کہا اسکے
جلال کے لیے اور بعض نے کہا کریم کہا اسلیے کہ وہ شامل تھا کلام حسن پر اور بعض نے کہا اسلیے کہ اسکے

ابتدا مین بسم اللہ الرحمن الرحیم لکہی تہی اور بعض نے کہا اسلیے کہ اُسنے اس خط کی عجیب حالت دیکہی اور بعض نے کہا اسلیے
کہ وہ اسکے پاس سربمہر پہنچا یعنے سلیمان ع کی اسپر مہر لگی ہتی اور کتاب کی کرامت اسپر مہر لگانا ہے جیسے یہ مرفوعًا
مروی ہے کہا ابن مقنع نے جو شخص اپنے بہائی کیطرف خط لکہے تو اسپر مہر نہ لگادے تو اُسنے اسکو سبکسار کیا پہر
بلقیس نے اس خط کے مضمون کو بیان کیا اور بولی اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمَانَ الآیۃ یعنے وہ خط اللہ کے بندے
سلیمان بن داؤد علیہما السلام کیطرف سے ہی بلقیس سبا کی ولیعہدہ کیطرف اور جس کلام پر وہ کتاب شامل ہے
اور جس قول کی وہ متضمن ہے وہ شروع کی گئی ہے بسم اللہ الرحمن الرحیم سے اور اسمین کتاب کے کریم کے ساتھ
موصوف ہونے کے سبب کیطرف اشارہ ہی کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ہدہد اس خط کو لیگیا یہانتک کہ جب اُسکے عرش
کے درمیان پہنچا تو اسپر اسکو ڈالدیا پہر وہ پڑہا گیا تو اسمین لکہا تہا اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمَانَ الآیۃ اور ابن ابی حاتم
نے میمون بن مہران سے نقل کیا کہ انہون نے کہا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نامجات کے پہلے لکہا کرتے
باسمک اللہم یہانتک کہ یہ آیت نازل ہوئی تب بسم اللہ الرحمن الرحیم لکہنے لگے اور اسکے بعد اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ
الْهُدٰی بعد اسکے لکہا تہا اَلَّا تَعْلُوْا عَلَيَّ وَاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ یعنے اما بعد پس نہ زور کرو مجہپر جیسے سرکش پادشاہ
کیا کرتے ہین اور آؤ میرے پاس اسلام کے تابعدار ہوکر اور اسچیز کو مانکر جسکو مین لایا بعض نے کہا سلیمان علیہ
السلام نے بس اتنا ہی لکہا جسقدر اللہ عزوجل نے بیان کیا اور ایسے ہی سب نبیا مختصر طور پر نامجات لکہتے نہ
اطالت کرتے اور نہ اکثار فرماتے بعض نے کہا سلیمان ع نے بجاے موم کے مشک کے ساتھ اسپر مہر لگائی پہر
اسپر اپنی انگوٹہی جمادی قَالَتْ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَفْتُوْنِيْ فِيْۤ اَمْرِيْ ۚ مَا كُنْتُ قَاطِعَةً اَمْرًا حَتّٰى تَشْهَدُوْنِ ۝
قَالُوْا نَحْنُ اُولُوْا قُوَّةٍ وَّاُولُوْا بَاْسٍ شَدِيْدٍ ۙ وَّالْاَمْرُ اِلَيْكِ فَانْظُرِيْ مَاذَا تَاْمُرِيْنَ ۝ قَالَتْ اِنَّ
الْمُلُوْكَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْيَةً اَفْسَدُوْهَا وَجَعَلُوْۤا اَعِزَّةَ اَهْلِهَاۤ اَذِلَّةً ۚ وَكَذٰلِكَ يَفْعَلُوْنَ ۝ وَ
اِنِّيْ مُرْسِلَةٌ اِلَيْهِمْ بِهَدِيَّةٍ فَنٰظِرَةٌ ۢ بِمَ يَرْجِعُ الْمُرْسَلُوْنَ ۝ کہنے لگی اے دربار والو مشورہ دو
مجہکو میرے کام مین مقرر نہین کرتی کوئی کام جب تک تم حاضر نہو وہ بولے ہم لوگ زور آور ہین اور سخت
لڑائی والے اور کام تیرے اختیار ہے سو تو دیکہہ لے جو حکم کرے کہنے لگی پادشاہ جب پیٹہین کسی بستی مین
اسکو خراب کرین اور کرڈالین وہان کے سردارون کو بے عزت اور یہی کچہہ کرینگے یعنے یہ پادشاہ بہی ایسا
ہی کرینگے اور مین بہیجتی ہون انکی طرف کچہہ تحفہ پہر دیکہتی ہون کیا جواب لیکر پہرتے ہین بہیجے ہوے
چاہا کہ ان پادشاہ کا فقط شوق دریافت کرے کس چیز پر ہے مال پر یا خوبصورت آدمی یا اور اسباب پر سب قسم کی

جیز بن بہیجین تہین انتہے مافی الموضح کہا حافظ ابن کثیر نے جب بلقیس نے اپنی دربار والون پر سلیمانؑ کا خط پڑہا تو اُنسے اپنے کام مین مشورہ لیا اور اس واقعہ سے مخلصی کا طریق پوچہا جو اسپر اترا ولہذا کہا یَآاَیُّھَا الْمَلَؤُا اَفْتُوْنِیْ فِیْٓ اَمْرِیْ مَا کُنْتُ قَاطِعَۃً اَمْرًا حَتّٰی تَشْھَدُوْنِ اور شہادت سے حاضر ہوکر مشورہ دینا مراد ہے وہ بولے ہم کثیر العدد کثیر العُدد ہین اور زور والے پہر اونہون نے سونپا اس کام کو اسکی طرف اور بولے اور کام تیرے ہاتہ مین ہے سو تو دیکہہ لے جو حکم کرے ہم نافرمانی کرنے والے نہین اور نہ ہمارے ساتہہ کوئی تکلیف ہے اگر تیرا ارادہ اسکے مقابلہ کا ہو تو ہم اُسکے مقابلے کے لیے تیار ہین اور پہر تیرا اختیار جو تو رائے دیوے ہم اسکی تابعداری کرینگے کہا حسن بصری رح نے انہون نے اپنا امر ایک بوڑہی عورت کیطرف سونپ دیا جسکی چہاتی مضطرب ہوتی تہی جب انہون نے کہا اسکو جو کہا تو وہ اُن سب سے صائب الفکر تہی اور امر سلیمانؑ کے ساتہ اعلم تہی اور جانتی تہی کہ سلیمانؑ کے جنود اور جیوش اور جنون اور آدمیون اور پرندون کا مین مقابلہ نہین کر سکتی جو اللہ تعالے نے اسکے لیے مسخر کر دیے اور وہ ہدہد کے خط لانے مین ایک عجیب اور بدیع امر کا ملاحظہ کر چکی تہی کہنے لگی اپنی قوم کے واسطے مین ڈرتی ہون کہ اگر ہم اسکا مقابلہ کرین اور اسکے پاس جاوین تو وہ اپنے لشکرون کے ساتہہ ہمارا ارادہ کرینگے اور وہ ہم کو خراب کر دینگے اور ہم ہی خوار و ذلیل ہونگے نہ کوئی اور ولہذا کہنے لگی اِنَّ الْمُلُوْکَ اِذَا دَخَلُوْا قَرْیَۃً اَفْسَدُوْھَا کہا ابن عباس رض نے اس آیت کی تفسیر مین کہ بادشاہ جب کسی شہر مین عنوۃً (لڑائی کے ساتہہ) داخل ہوتے ہین تو شہر والون کو خراب کر دیتے ہین اور سردارون کو بے عزت کر دیتے ہین یعنے امیرون اور وزیرون کو سخت ذلیل کر دیتے ہین یا قتل کر دیتے ہین یا قید کر کر غلام بنا لیتے ہین ابن عباس رض نے کہا وَجَعَلُوْٓا اَعِزَّۃَ اَھْلِھَآ اَذِلَّۃً تک بلقیس کی کلام ہے وَکَذٰلِکَ یَفْعَلُوْنَ اللہ عزوجل کا مقولہ ہے پہر بلقیس نے مصالحہ اور مہادنہ اور مسالمہ اور مخادعہ اور مصانعہ کیطرف عدول کیا اور بولی وَ اِنِّیْ مُرْسِلَۃٌ اِلَیْھِمْ بِھَدِیَّۃٍ فَنٰظِرَۃٌۢ بِمَ یَرْجِعُ الْمُرْسَلُوْنَ یعنے اب مین سلیمانؑ کے لائق انکی طرف تحفہ بہیجتی ہون اور دیکہتی ہون کیا جواب دیتے ہین شاید تحفہ یا لگاوٹ لیکر ہم سے رک جاوین یا ہمپر کچہہ خراج مقرر کرین جسکو ہر سال انکے پاس پہنچا دین اور ہمارے ساتہہ وہ لڑنا چہوڑ دین کہا قتادہ نے یہ عورت کسقدر عقلمند تہی اپنے اسلام کی حالت مین اور شرک کی حالت مین اسنے جان لیا کہ تحفہ ایسے مقام مین مفید ہوتا ہے بلقیس نے کہا اگر اُسنے تحفہ لے لیا تو وہ بادشاہ ہے اس سے لڑائی کرو اور اگر تحفہ قبول نہ کرے تو پیغمبر ہے اسکی تابعداری کرو قَالَہٗ ابْنُ عَبَّاسٍ وَغَیْرُ وَاحِدٍ انتہے ما قال ابن کثیر فی تفسیرہ

فتح کا بیان فائح یہ ہے کہ بلقیس نے کہا مجکو مشورہ دو اور بیان کرو ٹہیک ٹہیک رائے اس امر مین اور مجہکو ایسا
جواب دو جو عقل کے مخالف نہو اور کلام مین حذف ہے اور تقدیر عبارت یہ ہے کہ جب بلقیس نے خط پڑہا تو اپنی
اپنی قوم کے سرداروں کو جمع کیا اور وہ تین سو بارہ آدمی تہے اور ہر ایک کے ان مین سے بہت بہت
تابعدار تہے اور بولی ای دربار والو میری طرف ڈالا گیا ہے خط عزت والا اے دربار والو مجہکو مشورہ دو
میرے کام مین اور دوبارہ انکو مخاطب کیا تو کہ وہ اسکے مشورہ دینے مین زیادہ اہتمام کرین پہر انکا زیادہ ادب
کیا اور انکے دلون کو جاکب لیا تو کہ وہ اسکی خیر خواہی مین دریغ نہ کرین اور درست بات پر اسکو اشارہ کرین اور
بولی مَا كُنتُ قَاطِعَةً أَمْرًا حَتَّىٰ تَشْهَدُونِ یعنے میری عادت تمہارے ساتہہ یہی ہے کہ مین کوئی سر
انجام نہین دیتی اور کسی امر مین مین فیصلہ نہین کرتی جب تک تم حاضر ہوکر مشورہ نہ دو انہون نے جواب
دیا ہم عدد اور عدد مین زور اور مین اور ہم لڑکے ہین جو دشمن کی ملاقات کی وقت پیٹہ نہین دیتے
اور ہم مین وہ شجاعت اور جلادت ہے جس سے ہم اپنے نفسون اور شہر اور مملکت کو اسنے بچالین گے حاصل
یہ کہ انہون نے اسکو لڑائی کیطرف اشارہ کیا پہر امر کو اسی پر ڈالدیا کیونکہ وہ جانتے تہے کہ وہ صحیح الرای قوی
العقل ہے اور بولے وَالْأَمْرُ إِلَيْكِ فَانظُرِي مَاذَا تَأْمُرِينَ یعنے امر تیرے اختیار ہے پہر تو غور کر
جو حکم کرے تو ہمکو ہم امر کو سنین گے اور اسکی اطاعت کرینگے جب انسے سنا کلام کو انہون نے پہرے سو نیا تو لڑائی
پر خوش نہوئی اور صلح کیطرف جہکی پہر صلح کرنے کا سبب بیان کیا یہ کہکر إِنَّ الْمُلُوكَ إِذَا دَخَلُوا قَرْيَةً
الآیۃ یعنے بادشاہ جب بستیون مین کسی بستی مین ہینچتے ہین تو اسکی عمارتون کو ویران اور اسکے رہنے والون کو
خراب اور اسکے مالون کو برباد اور اسکے اہل کی جماعت کو جدا کردیتے ہین کہا ابن عباس نے اسکی تفسیر مین کہ
جب بادشاہ کسی شہر کو عنوۃً اور قہراً لیلیتے ہین تو اسکو خراب کردیتے ہین اور زجاج سے بہی ایسا ہی مروی
ہے وَجَعَلُوا أَعِزَّةَ أَهْلِهَا أَذِلَّةً یعنے اور اسکے شرافون کو خوار کردیتے ہین اور انکو مراتب سے اتار
دیتے ہین تو وہ ذلیل ہوجاتے ہین اور کرتے ہین یہ کام تو کہ انکی حکومت قرار گیر ہو اور انکا رعب لوگون
کے دلون مین جاگیر ہو اور بلقیس کی غرض اس کلام سے اپنی قوم کو ڈرانا تہا اس سے کہ سلیمان علیہ السلام
انپر چڑہائی کرکے آوین اور انکے شہرون مین داخل ہوجاوین اور یہ جو فرمایا وکذلک یفعلون تو اس کلام
سے بلقیس کی یہ غرض ہے کہ یہ بادشاہون کی قدیمی عادت ہے جسکے لیے بدلنا نہین کیونکہ اسکے خاندان مین
قدیم سے بادشاہت چلی آتی تہی تو اسنے ایسا ہی سنا اور ایسا ہی دیکہا کہا ابن انباری نے بلقیس کے

قول اذلۃ پر وقف لازم ہے اور وکذلک یفعلون اللہ تعالی کی کلام ہے اللہ تعالی نے آمین بلقیس کے قول کا حق اور صحیح ہونا
بیان فرمایا اور بعض نے کہا اُسی کی کلام کا تتمہ ہے جس سے اُسنے اپنی کلام کی تاکید کی اور ابن انباری کے قول
پر یہ جملہ مستانفہ ہے علامہ نسفی نے اپنی تفسیر مین لکھا ہے کہ اس آیت سے اُس شخص نے دلیل لی جو زمین مین
بگاڑ کرنے کی کوشش کرتا ہے اور جس نے حرام کو مباح سمجھا وہ کافر ہے اور جب اُسنے حرام کے مباح کرنے پر
قرآن مجید سے علے وجہ التحریف دلیل نکالی تو اُسنے دو کفرون کو جمع کیا انتہے پہر جب اُسنے انکے لیے یہ مقدمہ بیان
کیا اور بیان کیا اُس مفسدہ کو جو بادشاہون کے شہرون مین داخل ہونے سے واقع ہوتا ہے تو اُسنے انکے لیے وہ رائی
بیان کی جسکو وہ درست و صواب سمجہتی تہی اور بولی اِنِّیْ مُرْسِلَۃٌ اِلَیْھِمْ الآیۃ یعنے مین انکی طرف اپنے رسل
بہیجکر ہدیہ کے ساتھ تجربہ کرتی ہون اگر بادشاہ ہوگا تو تحفہ تحائف کے ساتھ خوش ہو جاوے گا اور ہم اُسکی
آفت سے چھوٹ جاوینگے اور اگر پیغمبر ہوگا تو ہمارے ان نفیس مالون سے خوش نہین ہوگا کیونکہ اسکا اصل
مطلب دین کی طرف بلانا ہے تو ہم اس سے نہین چھوٹ سکینگے جب تک ہم اُسکے دین کی پیروی نہ کرین اور
اسکے دین سے متدین نہ ہون اور اسکے طریق پر نہ چلین اسی واسطے کہنے لگی فَنٰظِرَۃٌۢ بِمَ یَرْجِعُ الْمُرْسَلُوْنَ
یعنے اب مین دیکھونگی کہ بہیجے ہوئے کیا جواب لاتے ہین آیا اُسنے ہدیہ قبول کیا ہے یا نہین پہر جیسے وہ
جواب لاوینگے اُسکے مطابق کارروائی کرون گی اور یہ اسلیے کہ بلقیس بسبب عاقلہ تجربہ کار تہی اور مفسرون
نے اس ہدیہ کے ذکر مین طول کیا ہے ابن عباس رض نے کہا بلقیس نے سونیکی ایک اینٹ بہیجی جب اُسکے بہیجے
ہوئے سلیمان ع کے پاس پہنچے تو وہان کے مکان سب سونیکے تہے پس یہی معنے ہین سلیمان ع کے قول اَتُمِدُّوْنَنِ
بِمَالٍ الآیۃ کا اور ثابت بنانی نے کہا اُسنے سونے کی تختی دیباج کے کپڑون مین لپیٹ کر تحفہ بہیجی اور
اور مجاہد نے کہا اُسنے غلام اور لونڈیان تحفہ بہیجین اور لونڈیون کو غلامون کا لباس پہنایا اور
غلامون کو لونڈیون کا اور عکرمہ نے کہا اُسنے دو سو گہوڑے تحفہ بہیجے جن مین سے ہر ایک گہوڑے پر
ایک غلام تہا اور ایک لونڈی اور ہر گہوڑے پر وہ رنگ تہا جو دوسرے پر نہ تہا اور کہا سعید بن جبیر نے
جواہرات تہے اور بعض نے کچہہ اور کہا جسکے بیان کرنے مین کچہہ فائدہ نہین فَلَمَّا جَآءَ سُلَیْمٰنَ قَالَ

اَتُمِدُّوْنَنِ بِمَالٍ فَمَآ اٰتٰىنِۦَ اللّٰهُ خَيْرٌ مِّمَّآ اٰتٰىكُمْ بَلْ اَنْتُمْ بِهَدِيَّتِكُمْ تَفْرَحُوْنَ ۝ اِرْجِعْ
اِلَيْهِمْ فَلَنَاْتِيَنَّهُمْ بِجُنُوْدٍ لَّا قِبَلَ لَهُمْ وَلَنُخْرِجَنَّهُمْ مِّنْهَآ اَذِلَّةً وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ۝
پہر جب پہنچا سلیمان ع پاس بولا کیا تم میری رفاقت کرتے ہو مال سے سو جو اللہ نے مجہکو دیا ہے

بہتر ہے اس سے جو تمکو دیا ہے بلکہ تم ہی اپنے تحفہ سے خوش ہو پھر جا انکے پاس پس ہم پہنچتے ہین اُنپر ساتھ
لشکرون کے جنکا سامنا ہوسکے اُنسے اور نکالدینگے ہم انکو وہان سے بے عزت کرکر اور وہ خوار ہونگے ف
اور کسی پیغمبر نے اسطرح کی بات نہین فرمائی انکو حق تعالی کی سلطنت کا زور تہا جو یہ فرمایا انتہی فی الموضح
سلف و خلف کے بہت مفسرون نے ذکر کیا ہے کہ بلقیس نے سلیمانؑ کیطرف ہدیہ عظیمہ بہیجا سونے اور جواہر
اور موتیون وغیرہ سے اور بعض نے کہا سونیکی اینٹین بہیجین اور صحیح یہی کہ اسنے سونے کے برتن بہیجے بعض نے کہا لونڈیون کو لڑکون
کا لباس پہنا کر اور لڑکون کو لونڈیون کا لباس پہنا کر بہیجا اور بولی اگر ان لونڈیون کو لڑکون سے تمیز
کریگا تو وہ نبی ہے جب وہ سلیمانؑ کے پاس پہنچے تو سلیمانؑ نے انکو وضو کرنے کا حکم کیا تو لونڈیان اپنے
ہاتہون پر الٹا کر پانی ڈالنے لگین اور لڑکے چلو سے پانی لینے لگے پس اس سے آپنے انکو پہچان لیا بعض نے
کہا بلکہ لونڈیان پہلے اپنی ہتہیلیان دہونے لگین ہاتہون کی پشتون سے اور لڑکے ہاتہون کی
پشتون کو ہتہیلیون سے پہلے بعض نے کہا بلکہ لونڈیان اپنے ہاتہون سے کہنیون تک دہونے لگین
اور لڑکے کہنیون سے ہاتہون تک اور بعض نے ذکر کیا اسنے ایک پیالہ بہیجا تو کہ سلیمانؑ اسکو ایسے پانی سے بہر
دین جو وہ نہ آسمان کا پانی ہو اور نہ زمین کا تو سلیمانؑ نے گہوڑون کو دوڑایا تا کہ انکو پسینہ آیا اور انکے
پسینے سے وہ پیالہ بہر دیا اور اسنے ایک منکا بہیجا اور ایک رشتہ تو سلیمانؑ اس منکے کو اس رشتہ مین پرو دیے تو انہون نے
اسکو پرو دیا واللہ اعلم یہ امر وقوع مین آئے ہین یا نہین اور اکثر ایسے قصے بنی اسرائیل سے ماخوذ ہین اور
ظاہر یہ ہے کہ سلیمانؑ نے انکے تحفہ کیطرف بالکل التفات نہین کیا بلکہ اس سے اعراض کیا اور فرمایا انپر
انکار کے طور پر اتمدونن بمال فما اتٰن اللہ خیر مما اتٰکم الایۃ یعنے مجہکو جو خدا تعالی
نے ملک اور مال اور جنود دیا ہے اس ملک اور مال وغیرہ سے بہت بڑہکر ہے جو تمہارے پاس ہے اور تم
ہی لوگ ایسے ہو کہ ہدیون اور تحفون کے ساتہ خوش ہوجاتے ہو اور میرا تو یہ حال ہے کہ مین تم سے اسلام
کے سوا اور بات قبول نہین کرونگا اگر مسلمان نہ ہوگے تو مارے جاؤگے سعید بن جبیرؓ نے ابن عباسؓ
سے روایت کیا کہ سلیمانؑ نے جنون کو ارشاد فرمایا تو انہون نے انکے لیے ہزار محل سونے اور چاندی
کے آراستہ کردیے جب بلقیس کے ایلچی نے یہ امر دیکہا تو وہ بولا یہ ہمارے تحفہ کو کیا کرینگے اس اثر سے
معلوم ہوا کہ پادشاہون کو اپنی زینت کا ظاہر کرنا ایلچیون اور قاصدون کے لیے جائز ہے جب بلقیس کا
قاصد حضرت سلیمانؑ کا پیغام لیکر اور اسکا ہدیہ واپس لیکر بلقیس پاس پہنچا تو بلقیس اور اسکی قوم نے

...ان کے پیغام کو سنا اور اطاعت اختیار کی اور بلقیس اپنے لشکر کو ساتھ لیکر ذلت اور عاجزی اور انکساری کے ساتھ سلیمان کی طرف روانہ ہوئی اور جب سلیمان کے لیے اونکا آنا معلوم ہوا تو بہت خوش ہوئے۔ فتح البیان میں یہ ہے کہ بلقیس کے قاصد کا نام منذر بن عمرو تھا اور اس ضمیر سے مراد جنس قاصد ہے پس انکا جماعت ہونا اسکے منافی نہیں ہے جیسے بلقیس کا قول بِمَ يَرْجِعُ الْمُرْسَلُوْنَ قاصدونکو جماعت ہونے پر دلالت کرتا ہے اور ایک قرارت میں فلما جاؤا ہے اور ہمزہ اتمدونن الآیۃ میں انکار کے لیے ہے اور مطلب یہ ہے کہ انکے ہدیہ لانے پر سلیمان نے انکار کیا اور فرمایا جو کچھ مجھکو خدا تعالے نے دیا ہے یعنی نبوت اور علم اور بڑی سلطنت اور اموال کثیرہ بہتر ہے اس تمام مال سے جو یہ ہدیہ لائے ہین کا ایک حصہ ہے اور دنیا کی مجھکو ضرورت نہین ہے کیونکہ اللہ تعالی نے مجھکو دنیا کی وہ چیزین عنایت کی ہین جو جہان کے لوگون مین سے کسی کو عنایت نہین کین اور اسکے ساتھ مجھکو نبوت کی ساتھ شرف بخشا ہے پھر سلیمان نے قاصد سے فرمایا کہ تو بلقیس کے پاس اسکا تحفہ واپس لیجا بخدا اگر وہ مسلمان ہوکر ہمارے پاس نہ آوینگے تو ہم اُنپر ایسے لشکر لاوینگے جنکا وہ سامنا نہ کر سکین گے اور انکو ہم سبا سے ذلیل کرکے نکالدینگے بعض نے کہا صغار سے مراد انکا قید کرلینا اور انکو غلام بنالینا ہے اور بعض نے کہا صغار سے اہانت مراد ہے جو ذلت کا باعث ہو اور جب بلقیس کا قاصد ہدیہ واپس لیکر آیا تو اُسنے سلیمان کی طرف روانہ ہونے کی تیاری کی اور جبرئیل نے سلیمان کو اُسکی روانگی کی خبر پہنچادی

قَالَ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَؤُا اَيُّكُمْ يَاْتِيْنِيْ بِعَرْشِهَا قَبْلَ اَنْ يَّاْتُوْنِيْ مُسْلِمِيْنَ ۝ قَالَ عِفْرِيْتٌ مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ ۚ وَاِنِّيْ عَلَيْهِ لَقَوِيٌّ اَمِيْنٌ ۝ قَالَ الَّذِيْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِيْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ ۭ فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّيْ ۣ لِيَبْلُوَنِيْٓ ءَاَشْكُرُ اَمْ اَكْفُرُ ۭ وَمَنْ شَكَرَ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ رَبِّيْ غَنِيٌّ كَرِيْمٌ ۝

فرمایا سلیمان نے اے دربار والو تم مین کوئی ہے کہ لے آوے میرے پاس اسکا تخت پہلے اس سے کہ وہ آوین میرے پاس حکم بردار ہوکر بولا ایک ریکش جنون مین سے مین لادیتا ہون وہ تجھکو پہلے اس سے کہ تو اُٹھے اپنی جگہہ سے اور مین اسپر زور کا ہون معتبر بولا وہ شخص جسکے پاس تھا ایک علم کتاب کا مین لادیتا ہون تجھکو وہ پہلے اس سے کہ پھر آوے تیریطرف تیری آنکھ پھر جب دیکھا وہ دھرا اپنے پاس کہا یہ میرے رب کی فضل سے میرے جانچنے کو کہ مین شکر کرتا ہون یا ناشکری اور جو کوئی شکر کرے تو شکر کرے اپنے واسطے اور جو کوئی ناشکری کرے تو میرا رب بے پرواہ ہے

نیاک فرات **ف** یہ جو فرمایا کہ لے آوے میرے پاس اسکا تخت پہلے اس سے کہ وہ آوین میرے پاس حکم بردار ہوکر یہ
اسواسطے کہ کافر جو اپنے ایمان مین نہین اس کا مال زبردستی سے حلال ہے جب وہ مسلمان ہوا پہر حلال نہین اور یہ جو کہا
کہ پہلے اس سے کہ تو اٹہے اپنی جگہہ سے یعنی دربار سے اسکو ایک پہر کا عرصہ لگتا اور معتبر ہو سیقے کہ اسمین جواہر لگے
تہے بیش قیمت اور یہ جو کہا یہ میرے رب کے فضل سے ہے تو یہ اسلیے کہ یہ ظاہر کے اسباب سے نہین آیا اللہ کا فضل
ہے کہ میرے رفیق اس درجے کو پہونچے جن سے کرامت ہونی لگی پہلے اس سے کہ پہر آوے تیرے پاس آنکہہ یعنی کسیطرف دیکہہ کر
سے پہر اپنی طرف دیکہی تو اسکے پاس ایک علم تہا کتاب کا یعنے اللہ کے اسما اور کلام کی تاثیر کا وہ شخص آصف
تہا انکا وزیر انتہے انتہی فی الموضح محمد بن اسحق نے یزید بن رومان سے روایت کیا کہ انہون نے کہا جب بلقیس کے پاس
اسکے قاصد سلیمان ع کا پیغام لیکر پہنچے تو وہ بولی خدا کی قسم مینے پہچان لیا کہ وہ پادشاہ نہین ہے اور ہمکو
اسکے مقابلہ کی طاقت نہین اور ہم اس سے مقابلہ کرکے کیا حاصل کرینگے اور اپنے روانہ ہونے سے پہلے
اسنے سلیمان ع کیطرف اپنا قاصد پیغام دیکر بہیجا کہ مین آپکے پاس اپنی قوم کے سردار لیکر حاضر ہوتی ہون تو
کہ مین دیکھون آپکا کیا حکم ہے اور وہ کیا دین ہے جسکی طرف آپ ہمکو بلاتے ہین پہر جس تخت پر وہ اجلاس لگایا
کرتی تہی اور وہ یاقوت زبرجد اور موتیون سے جڑا ہوا تہا اسکو اسنے سات کوٹہریون کے اندر رکہوایا اور ہر ایک
مکان کا دروازہ بند کروایا پہر جس شخص کو سلطنت پر خلیفہ مقرر کیا اسکو حکم دیا کہ ہشیار رہ ان اشیا سے جو
تیرے پاس ہین اور بیدار رہ میرے تخت سے پہر اللہ کے بندون مین سے وہان تک کوئی نہ جا سکے اور نہ اسکو کوئی
دیکہے جب تک مین آون پہر بارہ ہزار یمن کے سردار ساتہ لے سلیمان ع کیطرف روانہ ہوئی اور سلیمان علیہ السلام
ہر روز جنون کو بہیجتے جو آپکے پاس روزانہ اسکی روانہ ہونے اور ٹہیرنے کی خبر لاتے کہ آج فلان مقام سے
روانہ ہوکر فلان مکان پر اتری اور آج فلان سے روانہ ہوکر فلان مقام پر یہانتک کہ نزدیک پہونچ گئی تو آپنے
جنون اور آدمیون کو اکٹہا کیا اور فرمایا یَا اَیُّهَا الْمَلَأُ اَیُّکُمْ یَاْتِیْنِیْ بِعَرْشِهَا قَبْلَ اَنْ یَّاْتُوْنِیْ مُسْلِمِیْنَ
اور قتادہ کا اس آیت کی تفسیر مین یہ قول ہے کہ جب سلیمان ع کو یہ خبر پہونچی کہ بلقیس آنے والی ہے اور اسکے تخت کا
قصہ تو سن چکے تہے تو اسکو پسند کیا اور وہ سونے کا تہا اور اسکے پائے تہے لآلی اور جواہر کے اور دیباج
اور ریشمی کپڑون کا غلاف اسپر ڈلے رکہتی اور نو قفلون مین اسکو بند کیا ہوا تہا تو سلیمان ع نے برا جانا
کہ انکے مسلمان ہونیکے بعد اس تخت کو انسے لین اور سلیمان ع جانتے تہے کہ جب انہون نے اسلام قبول کرلیا
تو انکے مال اور خون ہمپر حرام ہو جاوینگے ولہذا فرمایا یَا اَیُّهَا الْمَلَأُ اَیُّکُمْ یَاْتِیْنِیْ بِعَرْشِهَا قَبْلَ اَنْ

یَأْتُوْنِیْ مُسْلِمِیْنَ اور یہی قول ہے عطاء خراسانی اور سدی و زہیر بن محمد کا قَبْلَ اَنْ یَّاْتُوْنِیْ مُسْلِمِیْنَ
کی تفسیر میں کہ انکی اسلام لانے پر انکے اموال ہم پر حرام ہو جا دینگے عفریت سے سرکش جن مراد ہے قَالَہٗ مُجَاهِدٌ
اور نام اسکا کوزن تھا قَالَہٗ شُعَیْبُ الْجُبَائِیُّ وَکَذَا قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحٰقَ عَنْ یَزِیْدَ بْنِ رُوْمَانَ وَکَذَا
قَالَ وَهَبُ بْنُ مُنَبِّہٍ یعنے محمد بن اسحق نے یزید بن رومان سے ایسا ہی نقل کیا ہے اور یہی قول ہے وہب بن
منبہ کا اس لفظ کی تفسیر میں اور وہ جن پہاڑ کیطرح عظیم الجثہ تھا قَالَہٗ اَبُوْ صَالِحٍ اور مقام سے مراد من مقامک میں جائے
اجلاس ہے قَالَہٗ ابْنُ عَبَّاسٍ رض اور مجاہد نے کہا مطلق بیٹھنا مراد ہے ابتدا دن سے سورج ڈھلنے تک فیصلوں
وغیرہ کے لیے کچہری کیا کرتے تہے قَالَہُ السُّدِّیُّ وَغَیْرُہٗ قوی سے یہ مراد ہے کہ میں اسکے اوٹھا لانے
پر طاقت رکہتا ہوں اور امین سے یہ مراد ہے کہ میں ان جواہرات پر امین ہوں جو اسپر لگے ہیں قَالَہٗ ابْنُ
عَبَّاسٍ رض سلیمان ع نے فرمایا کہ میں اس سے جلدی چاہتا ہوں کہا حافظ نے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سلیمان ع
نے اس تخت کے منگوانے سے اس چیز کی عظمت کا اظہار چاہا جو اللہ تعالی نے اونکو عنایت فرمایا ملک سے اور جنود سے
وہ جو اللہ تعالی نے نہ انسے پہلے کسی کو دیا اور نہ انکے بعد کسی کے لیے لائق ہے اور اسلیے کہ یہ دلیل ہو جاوے
آپکے نبی ہونے پر بلقیس اور اسکی قوم کے آگے کیونکہ تخت کا ہوبہو بلقیس کے شہر سے سلیمان ع کے پاس انکے پہونچنے
سے پہلے آنا ایک بڑی کرامت ہے حالانکہ وہ اسکو اغلاق اور اقفال میں بند کر چکی تھی اور اسپر پہرہ مقرر کر چکی تہی
اور جسکے پاس علم تہا کتاب کا وہ آصف تہا کاتب سلیمان ع کا قَالَہٗ ابْنُ عَبَّاسٍ رض اور ایسا ہی مروی ہے یزید
بن رومان سے کہ اسکا نام آصف تہا برخیا کا بیٹا اور وہ ولی تہا اور اسم اعظم سے واقف تہا رَوَاہُ مُحَمَّدُ بْنُ
اِسْحٰقَ عَنْ یَزِیْدَ بْنِ رُوْمَانَ اور کہا قتادہ نے وہ آدمیوں سے ایک مذکر تہا اور نام اسکا آصف تہا اور یہی
قول ہے ابو صالح اور ضحاک اور قتادہ کا کہ وہ آدمی تہا قتادہ نے زیادہ کیا کہ وہ بنی اسرائیل میں سے تہا کہا مجاہد نے
نام اسکا اسطوم تہا اور قتادہ نے مجاہد سے روایت کیا کہ اسکا نام بلیخا تہا اور زہیر بن محمد رح نے کہا وہ آدمیوں
میں سے ایک مرد تہا جسکو ذو النور کہا کرتے تہے اور عبد اللہ بن لہیعہ نے کہا وہ خضر تہا وَهُوَ غَرِیْبٌ
چل ١٩ اور یہ جو فرمایا پہلے اس سے کہ پہر آوے تیری طرف تیری آنکھ تو اسکے یہ معنی ہیں کہ اوٹھا اپنی آنکھ اور
دیکھ تو جہاں تک تو دیکھ سکتا ہے پہر تیری نظر نہ تہکے گی مگر کہ وہ تیرے پاس موجود ہوگا کہا وہب بن منبہ نے
تو پھیلا اپنی آنکھ کو پہر نہ پہونچے گی آپکی انتہا تک مگر کہ میں اسکو تیرے پاس لے آؤنگا مفسرین نے ذکر کیا ہے
کہ آصف نے سلیمان ع کو یمن کیطرف جسمیں وہ تخت تہا دیکھنے کا ارشاد فرمایا پہر اٹھا اور وضو کیا اور اللہ تعالے

سے دعا کی مجاہد نے کہا کہ اسنے یاذا الجلال والاکرام کہا اور کہا زہری نے کہ اسنے کہا یا الہنا واله
کل شئ الٰها واحدا لا الہ الا انت ائتنی بعرشہا یعنے اے ہمارے معبود اور معبود ہر چیز کے
جو معبود ایک ہے نہیں کوئی معبود سوا تیرے تو لا میرے پاس تخت بلقیس کا کہا زہری نے اسکا یہ کہنا ہی تھا
کہ تخت وہاں آ موجود ہوا مجاہد اور سعید بن جبیر اور محمد بن اسحق اور زہیر بن محمد وغیرہ کا یہ قول ہے کہ جب
آصف نے اللہ سے دعا کی اور سوال کیا کہ یا اللہ تو بلقیس کا عرش لا تو بلقیس کا وہ تخت یمن میں تھا اور سلیمان
بیت المقدس میں تھے تو تخت نے غوطہ لگایا زمین میں اور سلیمان کے سامنے آ نکلا اور عبدالرحمن بن زید
بن اسلم نے کہا کہ سلیمان کو خبر بھی نہیں ہوئی کہ اسکا تخت آپکے سامنے آ ظاہر ہوا کہا اور جو شخص اسکو لایا وہ دریائی
بندہ تھا اور یہ جو فرمایا یہ میرے رب کا فضل ہے یعنی یہ بہ اسباب نہیں ہے بلکہ معجزہ ہے کہ عزت دی اللہ تعالیٰ
نے اس سے مجھکو اور یہ جو فرمایا ومن شکر الآیہ تو یہ ایسا ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا من عمل صالحا فلنفسہ
ومن اساء فعلیہا یعنے جو شخص کرے نیک کام تو اسکا فائدہ اسی کے لیے ہے اور جو کرے برا کام اسکا وبال اسی پر اور جیسے اللہ تعالیٰ
نے فرمایا ومن عمل صالحا فلانفسہم یمہدون یعنے اور جو کوئی کرے بھلے کام سو اپنی راہ سنوارتے ہیں
اور یہ جو فرمایا اور جو کفر کرے تو میرا رب بے پرواہ ہے نیک ذات تو اسکے یہ معنی ہیں کہ وہ بے پرواہ ہے عبادت عبادی
سے عزیز ہے اپنی ذات میں اگرچہ اسکی کوئی عبادت نہ کرے کیونکہ اسکی عظمت کسی کی طرف مفتقر نہیں ہے اور سلیمان
کا یہ قول ویسا ہی ہے جیسے موسیٰ نے اپنی قوم سے فرمایا ان تکفروا انتم ومن فی الارض جمیعا فان اللہ
لغنی حمید یعنے کہا موسیٰ نے اگر منکر ہو گئے تم اور جو لوگ ہیں زمین میں سارے تو اللہ بے پرواہ ہے
سب خوبیوں سراہا صحیح مسلم میں آیا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے باریتعالیٰ سے روایت کیا کہ باری
تعالیٰ فرماتا ہے یا عبادی لو ان اولکم وآخرکم وانسکم وجنکم کانوا علی اتقی قلب
رجل منکم ما زاد ذلک فی ملکی شیئا یا عبادی لو ان اولکم وآخرکم وانسکم وجنکم
کانوا علی افجر قلب رجل منکم ما نقص ذلک من ملکی شیئا یا عبادی انما ہی اعمالکم
احصیہا لکم ثم اوفیکم ایاہا فمن وجد خیرا فلیحمد اللہ ومن وجد غیر ذلک
فلا یلومن الا نفسہ یعنے اے میرے بندو اگر تمہارے اگلے اور پچھلے اور تمہارے آدمی اور جن تم میں سے
ایک مرد کے بڑے متقی پرہیزگار دل کے برابر ہو جاویں تو یہ سب کا تقوے اور پرہیزگاری میری سلطنت میں
کچھ نہ بڑھاوے اے میرے بندو اگر تمہارے اگلے اور پچھلے اور تمہارے آدمی اور جن تم میں سے ایک مرد کے

نہایت بڑے گنہگار دلکے برابر ہوجاوین تو یہ سبکا فسق اور گنہگاری میری بادشاہت مین کچہہ نہ گہٹاوے
اسے میرے بندو یہ تو تمہارے ہی اعمال ہین جنکو تمہارے لیے شمار کرتا رہتا ہون پہر تمکو ان اعمال کا پورا بدلہ دونگا
سو جو شخص بہتر بدلہ پاوے تو چاہیے کہ خدا کا شکر کرے کہ اسکی کمائی کو ضائع نہ کیا اور جو اسکے سوا برا بدلہ
پاوے تو وہ اپنی جان کے سوا کسی کو اولاہنا نہ دیوے کہ اسنے جیسا کیا ویسا ہی پایا اس حدیث مین تمام
بندونکی محتاجی اور عاجزی اور خدا کی شوکت اور شاہنشاہی اور بے پرواہی اور کریمی اور عدالت کا بیان
ہے یعنی بدون میری التجا کی تمہارا کوئی کام نہین چل سکتا نہ دنیا مین راہ پابی اور طعام اور لباس تمکو ملسکتا
ہے نہ آخرت مین گناہون کی بخشش بدون میرے ہو سکتی ہے تو تمکو میرے آگے گڑگڑاتا اور دعا کرنا ضرور
مین لازم ہوا اور میری بے پرواہی کا یہ حال ہے کہ اگر تم سبکے سب پیغمبر کے برابر متقی ہوجاؤ تو اسمین میری سلطنت
کی کچہہ رونق موقوف نہین اور اگر تمام جہان ابوجہل اور فرعون کے برابر ہوجاوے تو میرا کچہہ نقصان
نہین پہر اپنی عدالت بیان فرمائی کہ آخرت کے ثواب اور عذاب کا سبب تمہارے اعمال ہین ہماری طرف سے
کچہہ ظلم نہین فتح کا بیان یہ ہے کہ جسوقت سلیمان ع نے بلقیس کا عرش منگوانا چاہا اسوقت آپ بیت المقدس
مین تہے اور بلقیس کا عرش سبا مین تہا جو یمن مین ایک شہر ہے اور سبا اور بیت المقدس کے درمیان دو
مہینے کا رستہ تہا اور یہ جو فرمایا پہلے اس سے کہ وہ آوین میرے پاس حکم ہوکر تو اسکے یہ معنی ہین کہ سلیمان
علیہ السلام نے اسکا تخت لینے کا ارادہ کیا اس سے پہلے کہ وہ مسلمان ہوکر انکے پاس پہونچ جاوین کیونکہ وہ
اسوقت حربی تہے اور اسلام کے بعد انکا مال لینا انکی خوشی کے سوا حلال نہ تہا کہا ابن عطیہ نے اور روایات
کے ظاہر سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ سلیمان ع نے عرش کے منگانے کی اسوقت درخواست کی جب بلقیس کا
تحفہ آیا اور اسکو آپ نے واپس کر دیا اور ہدہد کو آپنے خط دیکر بہیجا بعض نے کہا سلیمان ع نے اسکا عرش
بلقیس کے اپنے تک پہونچنے سے پہلے طلب کیا تو کہ اسکو اپنی قدرت دکہاوے جو انکو اللہ عزوجل کی طرف سے
عنایت ہوئی اور ٹہیرا دے اسکو اپنی نبوت کی دلیل بعض نے کہا بلقیس کے عقل آزمانے کے لیے اس عرش کو
منگوایا ولہذا فرمایا نکروا لہا عرشہا الآیہ جیسے آویگا اور بعض نے کہا ہدہد کی سچائی معلوم کرنے کے
لیے اس تخت کو منگوایا اسلیے کہ ہدہد نے اسکے عرش کی عظمت بیان کی تہی لیکن اکثر مفسرین کا قول وہی
اول قول ہے اور عفریت وہ مارد غلیظ شدید قوی ہے کہا نحاس نے عفریت وہ شدید ہے جب اسکی
طبیعت مین خباثت بہی ہو اور قتادہ نے کہا عفریت وہ داہیہ ہے بعض نے کہا عفریت وہ جنون کا

رئیس تہا کہا وہب نے اسکا نام کوذی تہا اور سہیلی نے کہا اسکا نام ذکوان تہا بعض نے کہا وہ صخر مارد تہا قالہ ابن
عباس رض بعض نے کہا اسکا نام دعوان تہا اور اسکا جسم پہاڑ کی طرح تہا وہ اپنا پاؤن وہان رکہتا جہان اسکی نظر
پہنچتی اور وہ سلیمان ع کا فرمانبردار تہا اور یہ جو فرمایا اور کہا اس نے جسکے پاس علم تہا کتاب کا تو اس کتاب سے
وہ کتاب مراد ہے جو سلیمان کے پہلے موسی ع پر نازل ہوئی اکثر مفسرین کا یہ قول ہے کہ اس شخص کا نام آصف
بن برخیا تہا اور یہ شخص بنی اسرائیل مین سے تہا اور سلیمان ع کا وزیر تہا اور انکا دوست بعض نے کہا انکا کاتب
تہا بعض نے کہا یہ ولی تہا اور بہت کرامتین اسکے ہاتہو نپر ظاہر ہوتی تہین بعض نے کہا یہ اللہ کا اسم اعظم جانتے
تہے وہ اسم اعظم کہ جب اسکے وسیلے سے اللہ سے کچہہ مانگے تو وہ دیوے اور جب اسکے ساتہہ اللہ عز وجل کو پکارے تو
قبول کرے کہا ابن عطیہ نے ایک فرقہ کا یہ قول ہے کہ عرش کو پلک جہلک مین لانے والی خود سلیمان ع تہے انہون
نے عفریت کو مخاطب کیا جب اسکی لانے کی مدت کو دیر سمجہا اسکی حقارت کے لیے بعض نے کہا یہ جبرائیل ع تہے
بعض نے کہا کوئی فرشتہ تہا بعض نے کہا خضر ع تہے اور بعض نے کچہہ اور کہا جسکا کچہہ اصل نہین ہے اور قول
اول اولے ہے کہا مجاہد نے عبد اللہ بن مسعود رض کی قرأت انا آتیک یہ یون ہے اَنَا اَنْظُرُ فِیْ کِتٰبِ
رَبِّیْ ثُمَّ اٰتِیْکَ بِہٖ اور طرف سے مراد پلکون کا ہلانا ہے اور انکا کہولنا دیکہنے کے لیے اور انکا پہرنا یہ ہے کہ انکو بند
کرے اور چونکہ یہ امر ایک طبعی امر ہے اور قصد کے متعلق نہین ہے اسلیے ارتداد کو ردپر ترجیح دی قاموس
مین لکہا ہے کہ طرف کا اطلاق جیسے آنکہون کے دیکہنے پر آتا ہے ایسا ہی آنکہون پر آتا ہے بعض نے کہا
طرف بمعنے مطروف ہے یعنی وہ چیز جسکو آنکہ دیکہتی ہے بعض نے کہا اس سے نفس جفن مراد ہے اور غرض اس
سے مبالغہ ہے اسکی جلدی لانے مین جیسے کہتے ہین یہ کام ایک لحظہ مین کرلون گا قَالَہٗ مُجَاھِدٌ اور کہا سعید
بن جبیر نے کہا آصف نے سلیمان ع کو دیکہہ آسمان کیطرف پہر انہون نے آنکہ نہ جہپکی کہ وہ اس تخت کو لے
آیا اور اسکو سلیمان ع کے سامنے رکہدیا کہا ابن عباس رض نے صاحبہ سبا کا عرش درمیان آسمان اور زمین کے
نہین گذرا لیکن زمین اسکے لیے پہٹ گئی اور وہ زمین مین چلا اور سلیمان ع کے سامنے آنکلا کہا مجاہد نے
جب اس عالم نے وہ کلام کی تو وہ تخت زمین کی ایک سوراخ مین داخل ہوا اور سلیمان ع کے آگے آنکلا تب
سلیمان ع نے فرمایا ھٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ لِیَبْلُوَنِیْٓ ءَاَشْکُرُ اَمْ اَکْفُرُ الآیہ یعنے عرش کا تحرک اور
تقلقل کے سوا چلا آنا میرے رب کے احسان سے ہے تو کہ مجہکو آزما دے کیا مین اللہ کا شکر کرتا ہون اور
اقرار کرتا ہون کہ یہ محض اللہ تعالی کے فضل سے ہے سوا میری حول اور قوت کے یا مین کفر کرتا ہون نہ کی شکر کرتا

یکفر کرتا ہون اسطرح کہ ثابت کرون مین اسمین اپنے نفس کا فعل اور تصرف اور یہ جو فرمایا او رجو شخص شکر کرے تو شکر کرے اپنے واسطے یا اسلیے کہ شکر کرنے سے انسان نعمت کو پورا ہونے و ہمیشہ رہنے کا سزاوار ہوجاتا ہے کیونکہ شکر نعمت موجودہ کے لیے قید ہے اور نعمت مفقودہ کے لیے صید اور معنے یہ ہین کہ شکر کرنے کا ثواب اور فائدہ نہین رجوع کرتا مگر شاکر کی طرف قَالَ نَكِّرُوا لَهَا عَرْشَهَا نَنْظُرْ أَتَهْتَدِي أَمْ تَكُونُ مِنَ الَّذِينَ لَا يَهْتَدُونَ ۝ فَلَمَّا جَاءَتْ قِيلَ أَهَكَذَا عَرْشُكِ قَالَتْ كَأَنَّهُ هُوَ وَأُوتِينَا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا وَكُنَّا مُسْلِمِينَ ۝ وَصَدَّهَا مَا كَانَتْ تَعْبُدُ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنَّهَا كَانَتْ مِنْ قَوْمٍ كَافِرِينَ ۝ قِيلَ لَهَا ادْخُلِي الصَّرْحَ فَلَمَّا رَأَتْهُ حَسِبَتْهُ لُجَّةً وَكَشَفَتْ عَنْ سَاقَيْهَا قَالَ إِنَّهُ صَرْحٌ مُمَرَّدٌ مِنْ قَوَارِيرَ قَالَتْ رَبِّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي وَأَسْلَمْتُ مَعَ سُلَيْمَانَ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ کہا روپ بدل دکھاؤ اس عورت کے آگے اسکے تخت کا ہم دیکھین سوجھ پاتی ہے یا ان لوگون مین ہوتی ہے جنکو سوجھ نہین پھر جب آپہونچی کسی نے کہا کیا ایسا ہی ہے تیرا تخت بولی گویا یہ وہی ہے اور ہمکو معلوم ہوچکا آگے سے اور ہم ہوچکے حکم بردار اور بند کیا اسکو ان چیزون سے جو پوجتے تھے اللہ کے سوا البتہ وہ تھے منکر لوگون مین کسی نے کہا اس عورت کو اندر چل محل مین پھر جب دیکھا اسکو خیال کیا کہ وہ پانی ہے گہرا اور کھولین اپنی پنڈلیان کہا یہ تو ایک محل ہے جڑے ہوے اسمین شیشے بولی اے رب مین نے برا کیا اپنی جان کا اور حکم بردار ہوئی ساتھ سلیمان کے اللہ کے آگے جو رب ہے ساری جہان کا **ف** روپ بدل کہا کہ روپ بدلنا یہ کہ وہ جڑاؤ کا تھا اوسکا جڑاؤ اوکھاڑ کر اور قرینے سے جڑا اور بلقیس کی عقل آزمائی منظور تھی اور اپنا معجزہ دکھانا اور ہم ہوچکے حکم بردار یعنے اس معجزے کی حاجت نہ تھی یہ تو ایک محل ہے جڑی ہوے اسمین شیشے دیوانخانہ مین بیٹھے تھے حضرت سلیمان اسمین پتھرون کی جگہہ شیشے کا فرش تھا دور سے لگتا پانی لہراتا اُسنے پنڈلیان کھولین پانی مین پیٹھنے کو حضرت سلیمان ع نے پکارا کہ یہ شیشونکا فرش ہے پانی نہین اسکو اپنی عقل کا قصور اور انکے عقل کا کمال معلوم ہوا کہ دین مین بھی جو یہ سمجھے ہین سو ہی صحیح ہے حضرت سلیمان ع نے سنا تھا کہ اوسکی پنڈلیون پر بال ہین بکری کی طرح اسطرح معلوم کرلیا کہ سچ تھے اسکی دوا تجویز کی نورہ کہتے ہین وہ پری کے پیٹ سے پیدا ہوئی تھی یہ اثر اسکا تھا انتہے ما فی موضح القرآن حافظ ابن کثیر ان آیات کی تفسیر مین فرماتے ہین کہ جب بلقیس کا تخت حضرت سلیمان ع کے پاس بلقیس کے آنے سے پہلے لایا گیا تو انہونے حکم کیا کہ اُسکا روپ بدل دو اسمین بلقیس کی عقل آزمائی منظور تھی اور یہ کہ وہ اس تخت کو دیکھکر

اپنا تخت سمجھتی ہے یا کسی اور کا تو فرمایا نَكِّرُوا لَهَا عَرْشَهَا نَنْظُرْ أَتَهْتَدِي أَمْ تَكُونُ مِنَ الَّذِينَ لَا
يَهْتَدُونَ کہا ابن عباس رض نے سلیمان ع نے اسکے نگینے نکلوا ڈالے اور مجاہد نے کہا سلیمان ع نے اسکے روبہ
بدلنے کا حکم کیا تو جس جگہہ اس تخت مین سرخ رنگ تھا وہان زرد رنگ لگایا اور جہان زرد تھا وہان
سرخ لگایا اور جہان سبز تھا وہان بھی سرخ رنگ لگایا غرض اسکی ہر ایک چیز کو اسکی حالت پر نہ رکہا اور یہ جو
فرمایا کہ کسی نے اسکو کہا کیا ایسا ہی ہے تیرا تخت تو اسکے یہ معنے ہین کہ سلیمان ع نے وہ تخت اسکے سامنے کہنچ لایا
حالانکہ اسکو بدل کر اسمین کمی بیشی کی ہوئی تھی تو وہ ایسی ہشیار اور عقل والی تھی کہ نہ اسنے اسکو اپنا تخت کہا کیونکہ
وہ جانتی تھی کہ اسقدر دور دراز مسافت سے کون لا سکتا ہے اور نہ اسنے یہ کہا کہ یہ وہ نہین ہے اسلیے کہ
اسنے اس تخت مین اپنے تخت کی علامتین اور صفتین دیکہین اگرچہ اسکا روپ بدل گیا اور بولی گویا یہہ
وہی ہے یعنی اسکے لگ بہاگ ہے اس سے اس عورت کی نہایت ذکاوت اور دانائی معلوم ہوتی ہے
اور یہ جو فرمایا ہمکو معلوم ہو چکا آگے سے اور ہم ہو چکے حکم بردار تو کہا مجاہد اور سعید بن جبیر نے کہ یہہ سلیمان ع
کا مقولہ ہے اور اللہ تعالے کا قول وَصَدَّهَا مَا كَانَتْ تَعْبُدُ مِنْ دُونِ اللَّهِ إِنَّهَا كَانَتْ مِنْ قَوْمٍ
كَافِرِينَ منجملہ کلام سلیمان ع کے ہے اور اس جملہ کے معنے یہ ہین کہ بلقیس کو اللہ وحدہ کی عبادت سے روکدیا اسچیز
نے جو پوجتی تہی سوا اللہ کے مجاہد اور سعید بن حسن کا یہی قول ہے اور ابن جریر نے بہی ایسا ہی کہا کہا حافظ
ابن جریر نے اور احتمال ہے کہ صدہا مین ضمیر راجع ہو سلیمان ع کی طرف یا اللہ عزوجل کیطرف اس صورت مین
معنے یہ ہونگے کہ سلیمان ع نے اسکو روکا ان چیزون سے جنکو وہ پوجتی تہی وہ تھی کافر لوگون سے
کہا حافظ ابن کثیر نے مین کہتا ہون اور مجاہد کے قول کی تائید کرتی ہے یہ بات کہ بلقیس محلسرائے مین
داخل ہونیکے بعد مسلمان ہوئی جیسے عنقریب انشاء اللہ تعالے آویگا اور یہ جو فرمایا کہ اسکو کہا گیا چل محل مین
تو جب اسنے اسکو دیکہا تو اسنے اسکو خیال کیا پانی گہرا اور کہولین اسنے اپنی پنڈلیان تو اسکی تفسیر یہ ہے
کہ سلیمان ع نے جنون کو شیشے کا ایک محل بنانے کا حکم کیا تو انہون نے بلور کا ایک محل بنایا اور اسکے
نیچے پانی بہایا تو جس شخص کو یہ بات معلوم نہ ہو وہ تو یہی سمجہتا ہے کہ وہ پانی بہ رہا ہے اور اصل بات یہ
ہے کہ کانچ پردہ تہا چلنے والے اور پانی کے درمیان اب کام کے محل بنانے کے سبب مین مفسرین
نے اختلاف کیا ہے تو بعض نے کہا جب حضرت سلیمان ع نے بلقیس سے نکاح کا ارادہ کیا اور اسکو
اپنے لیے چیدہ کرنے کا تو اسکے حسن و جمال کا بیان ہوا مگر یہ عیب بہی بیان کیا گیا کہ اسکی پنڈلیون پر

بہت بال ہین اور اسکے پاؤن پیچھے کی طرف ہین مڑے ہوئے جیسے چہار پائے کے تو سبا نے اُنکو رنج ہین
ڈالا اس امر کے دریافت کرنیکے واسطے سلیمان نے کانچ کا کوشک طیار کرایا محمد بن کعب قرظی وغیرہ کا
یہی قول ہے جب کوشک مین داخل ہونے لگی اور اسنے پانی سمجھکر پنڈلیون کو کھولا تو حضرت سلیمان ع
نے اسکی پنڈلیان سب لوگون سے بہتر اور اسکے پاؤن سب لوگون سے خوشنما دیکھے لیکن اسکے پاؤنپر
بال تھے تو سلیمان ع نے چاہا کسی طرح وہ بال دور ہو جاوین کسی نے کہا استرے سے یہ بال دور کیا کرے کہا
بلقیس نے مین یہ کام نہین کر سکتی اور سلیمان ع نے بہی اسبات کو برا جانا اور آپ نے جنون کو حکم دیا کہ استرے
کے سوا کوئی ایسی چیز بتاؤ جس سے یہ بال دور ہو جایا کرین تو انہون نے سلیمان ع کے لیے نورہ تیار کیا اور
نورہ کہتے ہین چونہ قلعی کو لیکن یہان نورہ سے وہ مراد ہے جو بالون کو دور کرنے کے لیے مشہور ہے اور
وہ چونہ قلعی اور ہرتال سے بنتا ہے ان دونو کو ہموزن پیس لیتے ہین پہر ضرورت کے وقت اسکو بالون پر
چپکا دیتے ہین ذرا دیر کے بعد بال خود بخود اتر جاتے ہین) ابن عباس رض اور مجاہد اور عکرمہ اور محمد بن کعب
قرظی اور سدی اور ابن جریج وغیرہم کا یہی قول ہے اور محمد بن اسحق نے یزید بن رومان سے اس آیت کی تفسیر
مین یہ روایت کیا کہ سلیمان ع نے وہ کوشک اسلیے تیار کیا کہ اسکو بادشاہت دکہا دے جو اسکی بادشاہت
سے غالب تھی اور دکہا دے اسکو حکومت جو وہ اعظم تھی اسکی حکومت سے جب بلقیس نے اس محل کو دیکھا تو
اسکو پانی سمجھکر اپنی پنڈلیون کو کھولا تو کسی نے کہا یہ تو ایک محل ہے جڑی ہین اسمین شیشے جب سلیمان
علیہ السلام کے پاس گئی تو آپ نے اسکو اللہ وحدہ لاشریک لہ کی عبادت کیطرف بولایا اور اللہ کے سوا
آفتاب کی پوجا کرنے مین اسکو عتاب کیا اور کہا حسن بصری نے جب اس عدو اللہ نے محل کو دیکھا تو اللہ کی قسم اوسنے پہچان لیا کہ
میری سلطنت سے کہین بڑہکر ہے وہب بن منبہ سے مروی ہے کہ سلیمان ع نے محل بنانے کا حکم دیا تو جنون
نے وہ محل بلور کا بنایا اور وہ پانی کی طرح لہراتا معلوم ہوتا تہا اور اسکے فرش کے نیچے پانی بہایا اور فرش پر اپنا
تخت رکہوایا اور اسپر بیٹھے اور پرندون اور جنون اور آدمیون نے آپکو گہیر لیا گردا گرد بیٹھ کر اور آپ نے فرمایا
داخل ہو تو اے بلقیس محل مین اور یہ کام اسلیے کیا تو کہ اسکو دکہا دین کہ ہمارے بادشاہت اور سلطنت
اس سے زیادہ ہے جب اسنے دیکھا تو اسنے خیال کیا کہ یہ پانی بہ رہا ہے اور اسنے اپنی پنڈلیان کہولدین تو کہا آگے
مین بیٹھے کہا گیا یہ تو محل ہے شیشون سے جڑا ہوا جب سلیمان ع کے سامنے کہڑی ہوئی تو آپ نے اللہ عز و جل
کی عبادت کی طرف اسکو بولایا اور اللہ کے سوا آفتاب کی پرستش پر اسکو ڈانٹا تو اسنے زندیقون کا سا

جواب دیا اسوقت سلیمان ع سجدہ مین گر پڑے اسکی بات کو بڑا سمجھکر اور لوگون نے بھی آپکے ساتھ سجدہ کیا جب
اسنے سلیمان کا یہ حال دیکھا تو وہ شرمسار ہوئی جب سلیمان ع نے سجدہ سے سر اوٹھایا تو وہ بولی افسوس مینے کیا کیا جو آپ
نے یہ کام کیا آپ نے فرمایا مین بہول گیا جو تو نے کہا تب کہنے لگی رَبِّ اِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي وَاَسْلَمْتُ مَعَ
سُلَيْمَانَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ یعنے اے رب مین نے برا کیا اپنی جان کا اور حکم بردار ہوئی ساتھ سلیمان کے اللہ کے
آگے جو رب ہے سارے جہان کا اور مسلمان ہو گئی اور اچھا ہوا اسلام اوسکا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْحٰقَ عَنْ
بَعْضِ اَهْلِ الْعِلْمِ عَنْ وَهْبِ بْنِ مُنَبِّهٍ کہا ابن عباس رض نے سلیمان ع اپنے تخت پر بیٹھا کرتے اور آپکے
گرداگرد کرسیان بچھائی جاتین اور انپر آپ کے متصل آدمی بیٹھتے تھے اور انکے متصل جن پھر سرکش جن پھر
ہوا آتی اور انکو اٹھا لیتی اور آپ پر پرندے سایہ کرتے صبح کی منزل اس تخت کی ایک مہینہ کی راہ ہوتی اور
شام کی منزل ایک مہینہ کی راہ ایک دن آپ ایک سفر مین تھے کہ آپ نے اوڑتے جانورون کی خبر لی اور ہدہد کو نہ
پایا تو فرمایا کیا ہے کہ مین ہدہد کو نہین دیکھتا یا وہ ہو رہا غائب مین اسکو سخت مار دونگا یا ذبح کر ڈالون گا یا
میرے پاس کوئی صریح دلیل لاوے ابن عباس رض نے کہا سلیمان ع پرندون کو انکے جرم پر یہ سزا دیا کرتے
کہ انکے پر اکھیڑ کر اونکو ڈالدیتے اور اسکو کیڑے مکوڑے زمین کے کہا جاتے عطا نے کہا اور سعید بن جبیر نے
بھی ابن عباس رض سے ایسا ہی روایت کیا جیسے مجاہد نے ابن عباس رض سے روایت کیا کہا ابن عباس رض نے
پھر سلیمان ع تہوڑا ہی رہے کہ ہدہد آیا اور بولا مین وہان کی خبر لایا جہان کی آپکو خبر نہین اور وہ یہ کہ مین سبا
سے ایک پختہ خبر لایا ہون سلیمان ع نے فرمایا معلوم ہو جاوے گا تو سچا ہے یا جھوٹا ہے یہ لیجا میرا خط
اور لکھا بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ خط ہے بلقیس کیطرف کہ نہ زور کرو مجھپر اور چلے آؤ میرے پاس حکم بردار ہوکر
جب ہدہد نے یہ خط وہان جاکر ڈالا تو اسکے دل مین ڈالا گیا کہ یہ خط ہے عزت والا اور یہ سلیمان ع کی
طرف سے ہے اوسکے دربار والے بولے ہم بڑے زور آور ہین بلقیس نے کہا بادشاہ جب کسی شہر مین پہنچتے
ہین تو اوسکو خراب کر ڈالتے ہین اور مین انکی طرف تحفہ بھیجتی ہون پھر دیکھتی ہون کہ بھیجے ہوئے
کیا جواب لاتے ہین جب وہ تحفہ سلیمان ع کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا کیا تم میری رفاقت کرتے ہو اس مال
کے ساتھ چلا جا انکی طرف جب وہ ایلچی بلقیس کے پاس پہنچا تو بلقیس وہان سے روانہ ہوئی جب سلیمان ع
کے شہر کے قریب پہنچی تو سلیمان ع نے انکے غبار کی طرف دیکھا اور سلیمان ع اور بلقیس کے درمیان اتنا فاصلہ
تھا جتنا حرہ اور ازد کے درمیان فاصلہ ہے سلیمان ع نے فرمایا میرے پاس اسکا تخت کون لاتا ہے

اور سلیمان ع اور اسکے تخت کے درمیان دو مہینے کا فاصلہ تہا ایک راکس بولا مین آپکے اس مقام سے اوٹہنے سے پہلے
اوسکو لا دونگا کہا مجاہد نے اور حضرت سلیمان ع کی ایک مجلس تہی جسمین آپ لوگون کے لیے اجلاس فرمایا
کرتے تہے جیسے بادشاہون کا دستور ہے سلیمان ع نے فرمایا مین اس سے جلدی چاہتا ہون تو کہا اس
شخص نے جسکے پاس علم تہا کتاب کا مین دیکہون گا اپنے رب کی کتاب مین پہر اسکو لا دونگا تیرے پاس اس سے
پہلے کہ تیری طرف تیری نظر پہر آوے کہا ابن عباس رض نے تو نکلا تخت بلقیس کا اس کرسی کے نیچے سے جسپر
حضرت سلیمان ع پاؤن رکہکر اپنے تخت پر چڑہا کرتے تہے کہا ابن عباس رض نے جب سلیمان علیہ السلام نے
اس تخت کو دیکہا تو فرمایا یہ میرے رب کا فضل ہے آخر آیت تک سلیمان علیہ السلام نے فرمایا اب اس کا روپ
بدل دو جب بلقیس آئی تو کسی نے کہا کیا تیرا تخت ایسا ہی ہے وہ بولی گویا وہی ہے کہا ابن عباس رض نے جب بلقیس
آئی تو اسنے سلیمان ع سے دو امرون کا سوال کیا ایک تو یہہ کہ وہ بولی مین ایسا پانی چاہتی ہون جو نہ زمین سے ہو
اور نہ آسمان سے اور سلیمان علیہ السلام سے جب کوئی سوال کیا جاتا تو پہلے آدمیون سے پوچہتے پہر جنون سے
پہر شیطانون سے شیطانون نے کہا یہ تو آسان ہے آپ گہوڑون کو دوڑایے اور انکا پسینہ جمع کیجیے اور اس سے
ایک برتن بہر لیجیے تو سلیمان ع نے گہوڑون کے دوڑانے کا حکم دیا پہر انکا پسینہ لیا اور اس سے برتن بہر
لیا اور دوسرا اوسنے یہ سوال کیا کہ اللہ عزوجل کا رنگ کیا ہے تو سلیمان علیہ السلام تخت سے کود کر سجدے مین گر
پڑے اور عرض کی اے میرے رب اسنے تو مجہسے ایسا سوال کیا جسکا زبان پر لانا مجہپر ناگوار گذرتا ہے اللہ تعالے
نے فرمایا جاؤ مینے انکو سنبہال لیا تو سلیمان ع اپنے تخت پر آئے اور فرمایا تو نے کیا سوال کیا تہا وہ بولی مینے
تو آپ سے پانی کے سوا اور کوئی سوال نہین کیا آپ نے اپنے لشکرون سے دریافت کیا کہ اسنے دوسرا کیا سوال کیا
تو انہون نے بہی یہی جواب دیا کہ اسنے تو صرف پانی کا آپ سے سوال کیا کہا ابن عباس رض نے اور سب بہول گئے کہا
شیطانون نے سلیمان ع چاہتے ہین کہ اسکو اپنے حرمون مین داخل کرین اگر اسمین سے حضرت سلیمان ع کی
اولاد پیدا ہوئی تو ہم اسکی غلامی سے نہین چہوٹین گے تو انہون نے ایک محل بنایا شیشون سے جڑا ہوا
اور اسکے نیچے پانی بہا کر اسمین مچہلیان ڈالدین اور بلقیس کو کہا تو محل مین چل جب اسنے دیکہا تو اسنے
گہرا پانی سمجہکر اپنی پنڈلیون کو کہولا کیا دیکہتے ہین کہ اسکی پنڈلیون پر بال ہی بال ہین فرمایا سلیمان علیہ السلام
نے یہہ تو برے معلوم ہوتے ہین انکے دور کرنے کے لیے کوئی دوا تجویز کرو انہون نے کہا استرے سے
اتار لیا کرو سلیمان علیہ السلام نے فرمایا استرے کا نشان برا معلوم ہوتا ہے تب جنون نے نورہ تیار کیا

تو پہلے نورہ سلیمان علیہ السلام کے لیے تیار کیا گیا ذکرہ اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ اور کہا یہ حدیث بہت عجیب ہے حافظ ابن کثیر فرماتے ہین مین کہتا ہون بلکہ یہ حدیث منکر اور سخت غریب ہے اور شاید یہ عطار بن سائب کے اوہام سے ہے ابن عباسؓ واللہ اعلم اور بہت درست قول ایسے سیاقات کی نسبت یہ ہے کہ یہ ماخوذ ہین اہل کتاب کی کتابون سے جیسے کعب احبار اور وہب بن منبہ کی روایتین اللہ تعالیٰ اُنسے تجاوز کرے ایسی چیزین جو انہون نے نقل کی ہین بات کے طرف بنی اسرائیل کے اوابد اور غرائب و عجائب و اتیون کی جنمین سے بعض جھوٹ ہے اور بعض سچے اور بعض محرف اور بعض مبدل اور بعض منسوخ ہین اور حال یہ ہے کہ اللہ عزوجل نے ہمکو بے نیاز کر دیا ہے ایسی چیزون سے اس چیز کے ساتھہ جو وہ اُنسے اصح اور انفع اور اوضح اور ابلغ ہے وللہ الحمد والمنة اور عرب کی کلام مین صرح کہتے ہین محل کو اور ہر بلند عمارت کو اللہ تعالےٰ نے فرعون ملعون کی طرف سے خبر دی کہ اُسنے کہا اپنے وزیر ہامان کو يَاهَامَانُ ابْنِ لِي صَرْحًا لَّعَلِّي أَبْلُغُ الْأَسْبَابَ الآیة یعنے ای ہامان بنا میرے واسطے ایک محل آخر آیت تک اور یمن کی ایک لغت مین صرح اس محل کو کہتے ہین جسکی عمارت عظیم الشان ہو اور ممرد وہ عمارت جسکی عمارت محکم ہو اور شیشے کیطرح صاف ہو اور تمار کی تمرید وہ اسکا صاف کرنا ہے اور مارد ایک قلعہ ہے دومة الجندل مین اور غرض یہ ہے کہ سلیمان عؑ نے ایک بہت بڑا شیشہ کا محل اس شہزادی کے لیے تیار کرایا تو کہ اسکو اپنی سلطنت کی عظمت اور اپنی شان و شوکت دکہاوے پہر جب شہزادی نے ان نعمات کو دیکہا جو اللہ عزوجل نے سلیمان عؑ کو عنایت فرمائے اور اس حالت کا ملاحظہ کیا جسمین وہ شادان تھی تو وہ اللہ کے امر کیلیے فرمانبردار ہو گئی اور اُسنے سمجہہ لیا کہ یہ پیغمبر ہے عزت وال اور بادشاہ ہے عظمت والا اور فرمانبردار ہو گئی اللہ عزوجل کے لیے اور بولی رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ وَ اَسْلَمْتُ مَعَ سُلَیْمَانَ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ یعنے ای میرے رب مینے برا کیا اپنی جان کا کفر کر کے اور شرک کر کے اور اللہ کے سوا آفتاب کی عبادت کرنے کی ساتھہ اور حکم بردار ہو گئی مین ساتھہ سلیمان عؑ کے آگے اللہ کے جو صاحب ہے ساری جہان کا جو اکیلا ہے اسکا کوئی شریک نہین جسنے بنائی ہر چیز پہر اندازہ کیا اسکا اندازہ کرنا انتہےٰ قال ابن کثیر فی تفسیرہ فتح کا بیان یہ ہے کہ اسکے تخت کا روپ یون بدلا کہ اوپر کو نیچے کر دیا اور نیچے کو اوپر بعض نے کہا کمی بیشی کے ساتہہ روپ بدلا قالہ ابن عباسؓ کہا فراء وغیرہ نے سلیمان علیہ السلام نے اس تخت کا روپ اسلیے بدلا کہ شیطانون نے کہا بلقیس کے عقل مین کچہہ فتور ہے تو آپنے چاہا کہ اسکی عقل کا امتحان کرین بعض نے کہا جن ڈرے اس بات سے کہ مبادا حضرت سلیمان عؑ اسکے ساتہہ نکاح کرلین

اور اس سے اولاد پیدا ہوا اور ہم ہمیشہ کے واسطے حضرت سلیمان کے اہلبیت کی تابعدار رہین اسلیے انہون نے کہا کہ
بلقیس بیوقوف ہے اور اسکے پاؤن گدہے کے پاؤن کی طرح ہین بعض نے کہا سلیمان ع نے چاہا کہ بلقیس جانے
کہ جن بھی اسکے تابعدار ہین اور یہ جو فرمایا نَنْظُرْ تو ابن عباس رض نے اسکی تفسیر مین کہا تو کہ ہم اسکی عقل کو دیکھین تو
وہ ثابتۃ العقل نکلی اور یہ جو فرمایا کیا راہ پاتی ہے تو اسکے یہ معنے کہ آیا وہ اپنے تخت کو پہچان سکتی ہے یا یہ کہ آیا وہ
اللہ کے ساتھہ ایمان لاتی ہے یہ معجزہ دیکھکر بعض نے کہا حضرت سلیمان نے خود اس سے دریافت کیا کہ تیرا
تخت ایسا ہی ہے جسکو تو نے اپنی محلسرائے مین رکھا اور اسکے اردگرد دروازے بند کیے اور پہرہ سپاہی مقرر کیے اور
بعض نے کہا یہ سلیمان نے نہین فرمایا بلکہ آپ نے ارشاد فرمایا کسی کو اور اسنے پوچھا اور یون نہین فرمایا هٰذَا
عَرْشُكِ تو کہ اس سے وہ سمجھہ جاوے اور اس قول کے ساتھہ اسکے عقل کی آزمایش پوری نہین ہو سکتی تو
اسنے بہت عمدہ جواب دیا نہ یون کہا کہ یہ وہی ہے اور نہ یہ کہا کہ یہ وہ نہین ہے اس سے اسکے عقل کی رسائی
ثابت ہوئی اسلیے کہ اسنے ایسا جواب دیا جسمین دونو باتون کا احتمال ہو کہا مجاہد نے وہ اسکو پہچانتی
تھی اور اوپرا سمجھنے لگی اور تعجب کرنے لگی کہ یہ کیونکر سلیمان ع کے پاس حاضر ہوا اور بولی كَاَنَّهٗ هُوَ اور مقاتل نے
کہا بلقیس نے اسکو پہچان لیا لیکن اسنے انکی سوال کے مطابق جواب دیا اور اگر اس سے یون پوچھتے کیا یہی تیرا
تخت ہے تو البتہ وہ کہتی ہان میرا ہی تخت ہے اور عکرمہ نے کہا وہ دانا تھی سمجھہ گئی کہ اگر مینے یہ کہا یہ وہی ہے
تو شاید میری تکذیب کرین اور اگر مین نے کہا یہ وہ نہین تو بھی خوف ہے انکے جھٹلانے کا ولہذا اسنے کہا
كَاَنَّهٗ هُوَ اور یہ جو فرمایا وَاُوْتِيْنَا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهَا وَكُنَّا مُسْلِمِيْنَ یعنے اور ہمکو معلوم ہو چکا آگے سے
اور ہم ہو چکے حکم بردار تو بعض نے کہا یہ بلقیس کی کلام ہے اور معنے یہ ہین کہ ہم تو آپکو اس سے پہلے ہی پیغمبر
سمجھہ چکے ہین اس معجزہ کے دکھانے کی کیا ضرورت تھی بعض نے کہا یہ سلیمان ع کی کلام مین سے ہے
اور معنے یہ ہین کہ ہم بلقیس سے پہلے اللہ کی قدرت کو جانتے ہین بعض نے کہا یہ معنے ہین کہ ہم اسکی اسلام
لانے اور فرمانبردار ہو کر چلے آنے کو پہلے سے جان چکے اور قول ثانی کو ترجیح ہے اور یہی قول ہے مجاہد کا اور زہیر بن
محمد سے ایسا ہی مروی ہے اور یہ جو فرمایا وَصَدَّهَا مَا كَانَتْ تَّعْبُدُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ الآیۃ تو اسمین بھی دونو احتمال
ہین کہ آیا یہ منجملہ کلام حضرت سلیمان کی ہے یا منجملہ کلام بلقیس کے ہے اور ابو السعود نے ایک ثالث احتمال بیان کیا اور وہ
یہ کہ اللہ عزوجل کی کلام ہے اور معنے یہ ہین کہ اظہار ایمان سے اوسکو آفتاب کے عبادت سے روک دیا نحاس نے کہا
معنے یہ ہین کہ اسکے شرک کرنے نے اسکو اسلام لانے سے روک رکھا تھا بعض نے کہا معنے یہ ہین کہ اوسکو روکا اللہ

نے اسکو آفتاب کی پرستش سے بعض نے کہا سلیمان ع نے اسکو روکا اور قول اولی اولی بالقبول ہے کہا ابو عبیدہ نے
صرح وہ قصر ہے اور زجاج نے کہا صرح صحن ہے عرب کہتے ہین هٰذِهٖ صَرْحَةُ الدَّارِ وَقَاعَتُهَا یعنے یہ گہر کا
صحن اور اسکا میدان ہے اور کہا ابن قتیبہ نے صرح وہ فرش ہے جو انہون نے شیشون کا بنایا اور اسکے نیچے
پانی بہایا اور پانی مین مچھلیان ڈالین اور صرح ماخوذ ہے تصریح سے جو بمعنے کشف ہے عرب کہتے ہین كَذِبٌ
صُرَاحٌ یعنے ظاہر کہلا کہلا دروغ ہے اور کہتے ہین لَوْمٌ صُرَاحٌ یعنے یہ کہلا کہلا اولاہنا ہے اور ابو عبیدہ نے
غریب مین حکایت کیا کہ صرح وہ ہر عمارت بلند شان ہے لجہ کہتے ہین گہرے پانی کو اور ابن عباس رض
نے کہا لجہ وہ دریا ہے ممرد کہتے ہین گچ کیے ہوئے مکان کو اور اسی قبیل سے لفظ امرد کا ہے ریش کے لیے اور اسکو
امرد اسی لیے کہتے ہین کہ اسکا چہرہ صاف ہوتا ہے عرب کہتے ہین تَمَرَّدَ الرَّجُلُ جب اسکی ڈاڑہی تا ہنوز
نہ برآمد ہوئی ہو فرا نے کہا اور اسی قبیل سے ہے یہ محاورہ کہ جس درخت کے پتے نہ ہون اسکو شجرہ مرداء کہتے ہین
اور تمرید عمارت مین اسکا صاف کرنا اور برابر کرنا ہے اور ممرد بمعنے مطول بھی آیا ہے اور اسی جگہ سے حصن
کو مارد کہتے ہین اور قواریر جمع ہے قارورہ کی اور قارورہ کہتے ہین شیشے کو اور قارورہ کا اطلاق عورت پر
بہی آیا ہے کیونکہ بچہ یا منی اسکے رحم مین ٹہرتا ہے جیسے برتن مین چیز قرار گیر ہوتی ہے یا اسلیے کہ عورت
شیشے کے برتن کی طرح ہے اپنے ضعف مین کہا ازہری نے اور عرب عورت سے کنایہ کرتے ہین قارورہ کے
ساتہہ کہا آزاد بلجرامی علیہ الرحمۃ نے

کَمْ مِنْ قُلُوْبٍ رِقَاقٍ اِثْرَ عِيْسِهِمْ يَا حَادِيَ الْعِيْسِ رِفْقًا بِالْقَوَارِيْرِ

اور یہان قواریر سے مراد شیشے کا گہر ہے جب بلقیس نے سنا کہ یہ شیشے کا گہر ہے تو فرا خبردار ہو گئی اور بولی اے میرے مالک مینے ظلم کیا اپنی جان پر
تیرے غیر کی عبادت کے ساتہہ بعض نے کہا ظلم سے مراد یہ ہے کہ بلقیس نے گمان کیا تہا کہ سلیمان ع نے مجکو
لجہ مین غرق کرنے کا ارادہ کیا ہے اور قول اول اولی ہے اور ابو موسی اشعری سے مرفوعًا مروی ہے کہ سب سے
پہلے حضرت سلیمان ع کے لیے حمام بنائی گئی اَخْرَجَهُ الْبُخَارِيُّ فِيْ تَارِيْخِهٖ وَالْعُقَيْلِيُّ اور اور طریق
سے مرفوعًا مروی ہے جسکو طبرانی نے روایت کیا اور ابن عدی نے کامل مین اور بیہقی نے شعب الایمان
مین کہ حضرت سلیمان علیہ السلام سب سے پہلے حمام مین داخل ہوئے جب گرمی معلوم ہوئی تو فرمایا اَوَّهْ مِنْ
عَذَابِ اللّٰهِ مروی ہے کہ حضرت سلیمان ع بادشاہ ہوئے اور آپ کی عمر تیرہ سال کی تہی اور آپ فوت ہو گئے
اور آپ ترپن سال کے تہے اور بلقیس کی سلطنت حضرت سلیمان ع کی سلطنت کے ساتہہ ختم ہو گئی فَسُبْحَانَ مَنْ

لا انفصام له دوام ملکه ۔ ولقد ارسلنا الی ثمود اخاهم صلحا ان اعبدوا الله فاذا هم

فریقان یختصمون ۔ قال یقوم لم تستعجلون بالسیئة قبل الحسنة لولا تستغفرون

الله لعلکم ترحمون ۔ قالوا اطیرنا بک وبمن معک قال طائرکم عند الله بل انتم قوم تفتنون

اور ہمنے بہیجا تہا ثمود کیطرف انکا بہائی صالح کہ بندگی کرو الله کی پہر وہ تو دو جتہے ہوکر لگے جہگڑنے کہا اے قوم کیون

شتاب مانگتے ہو برائی پہلے بہلائی سے کیون نہین گناہ بخشواتے اللہ سے شاید تمپر رحم ہو بولے ہم نے بد قدم

دیکہا تجہکو اور تیرے ساتہہ والون کو کہا تمہاری بری قسمت اللہ کے پاس ہے کوئی نہین تم لوگ جانچے جاتے ہو

ف پہر وہ تو دو جتہے ہوکر لگے جہگڑنے یعنے ایک ایمان لائے اور ایک منکر جیسے مکہ کے لوگ پیغمبر کے آنے

سے جہگڑنے لگے کوئی نہین تم لوگ جانچے جاتے ہو یعنے کفر کی شامت سے تمپر سختی پڑی ہے کہ دیکہین سمجہتے ہو

یا نہین حافظ ابن کثیر علیہ الرحمۃ فرماتے ہین اللہ عز وجل ان آیات مین ثمود کی اور اس مخالفت کی جو انہون

نے اپنے پیغمبر صالح ع سے کی خبر دیتا ہے جب حضرت صالح ع کو اللہ عز وجل نے انکی طرف پیغمبر کرکے بہیجا اور انہون

نے اپنی قوم کو اللہ وحدہ لا شریک لہ کی عبادت کے طرف بلایا تو وہ دو جتہے ہوکر جہگڑنے لگے کہا مجاہد نے

فاذا ہم فریقان یختصمون کی تفسیر مین کہ دو جماعتون سے مراد ایمان والے اور کافر ہین کما قال تعالے

قال الملا الذین استکبروا من قومه للذین استضعفوا لمن امن منهم اتعلمون ان

صلحا مرسل من ربه قالوا انا بما ارسل به مؤمنون قال الذین استکبروا انا بالذی

امنتم به کافرون یعنے کہنے لگے جو بڑائی رکہتے تہے صالح ع کی قوم مین سے غریب لوگون کو جو ان مین یقین

رکہتے تہے تمکو معلوم ہے کہ صالح ع بہیجا ہوا ہے اپنے رب کا بولے ہمکو جو اسکے ساتہہ بہیجا یقین ہے کہنے

لگے بڑائی والے جو تمنے یقین کیا سو ہم نہین مانتے اور یہ جو فرمایا اے قوم کیون شتاب مانگتے ہو برائی پہلے

بہلائی سے یعنے کیون عذاب مانگتے ہو اور اللہ تبارک و تعالے سے اسکی رحمت

طلب نہین کرتے ولہذا فرمایا لولا تستغفرون الله لعلکم ترحمون اور یہ جو انہون نے کہا ہمنے

بد قدم دیکہا تجہکو اور تیرے ساتہہ والون کو یعنے ہمنے تیرے منہ اور تیرے تابعدارون کے منہ پر اے صالح ع

کوئی بہلائی نہین دیکہی اور یہ اسلیے کہ جب انکو انکی شقاوت کی وجہ سے کوئی نقصان پہنچتا تو وہ کہتے یہ

صالح ع اور صالح ع کے تابعدارونکی نحوست سے پہنچی کہا مجاہد نے انہون نے نامبارک سمجہا صالح ع اور اصحاب

صالح کو اور یہ صالح ع کی قوم کا بد شگون لینا ویسا ہی ہے جیسے قوم فرعون نے موسی ع سے بد شگون لیا

جیسے اللہ تعالی نے انکی طرف سے خبر دی اور فرمایا فَاِذَا جَآءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ قَالُوْا لَنَا هٰذِهٖ ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ
سَيِّئَةٌ يَّطَّيَّرُوْا بِمُوْسٰى وَمَنْ مَّعَهٗ ۗ اَلَآ اِنَّمَا طٰٓئِرُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ
یعنے پھر جب پہنچی انکو بھلائی کہنے لگے یہ ہی ہماری واسطے اور اگر پہنچے برائی شومی بتاتے موسی کی اور اسکے ساتھ والو
کی سن لو شومی انکی اللہ ہی پاس ہے پر اکثر لوگ نہین جانتے اور جیسے فرمایا وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّقُوْلُوْا
هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِكَ ؕ قُلْ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ اور اگر پہنچے لوگون کو کچہہ بھلائی کہین یہ اللہ کی طرف سے اور اگر پہنچے
کچہہ برائی کہین یہ تیری طرف سے تو کہہ سب اللہ کی طرف سے ہے اور اللہ تعالے انطاکیہ والون کی طرف سے خبر دیتا ہے
اور فرماتا ہے قَالُوْٓا اِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ ۚ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهُوْا لَنَرْجُمَنَّكُمْ وَلَيَمَسَّنَّكُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ
قَالُوْا طَآئِرُكُمْ مَّعَكُمْ ۭ اَئِنْ ذُكِّرْتُمْ ۭ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ یعنے جب انطاکیہ والون کے پاس پہنچے
ہوئے پیغامبر اے اور انہون نے انکو اللہ کی عبادت کی طرف بلایا تو انہون نے پیغمبرون کو جھٹلایا
اور بولے ہمنے نامبارک دیکھا تمکو اگر تم نہ چھوڑوگے تو ہم تمکو سنگسار کرینگے اور تم کو لگے گی ہمارے ہاتھ
سے دکھہ کی مار کہنے لگے تمہاری نامبارکی تمہارے ساتھ ہے کیا اس سے کہ تم کو سمجھایا نہین پر تم لوگ ہو کہ حد نہین
رہتے اور یہ جو فرمایا تمہاری بدقسمت اللہ کے پاس ہے یعنے اللہ تعالے تم کو کفر کی شامت مین پکڑ لیتا ہے
اور یہ جو فرمایا نہین پر تم لوگ ہو جانچے جاتے تو کہا قتادہ نے اسکی تفسیر مین کہ طاعت اور معصیت کے
ساتھ تمکو جانچنا منظور ہے اور ظاہر معنے یہ ہین کہ اللہ تعالی جو تمکو باوجود گناہون کی اس کثرت کی مہلت
دیتا ہے تو وہ تمکو سہج سہج پکڑتا ہے انتہی مافی تفسیر الحافظ ابن کثیر فتح مین کہا ہے کہ ثمود اس قبیلے کا
نام ہے جسمین سے صالح ع تھے تو ثمود صالح ع کی جد تھی اور یہان مراد ثمود سے نفس قبیلہ ہے اور ثمود کی
قوم کو عاد ثانیہ بھی کہتے ہین اور رہی عاد اولی تو وہ ہود ع کی قوم ہے اور گذر چکا کہ عاد ثانیہ اور عاد اولی کے
درمیان سو سال کا فاصلہ ہے اور صالح ع دو سو اٹھی سال جیتے رہے اور دو جماعتون سے مومنون
اور کافرون کی دو جماعتین مراد ہین اور خصام کے یہ معنے ہین کہ ہر ایک جماعت اس چیز پر جھگڑتی ہے
جسپر وہ ہے اور وہ خیال کرتی ہے کہ حق میرے پاس ہے بعض نے کہا خصومت انکی صالح ع مین تھی
کہ آیا وہ رسول ہین یا نہین بعض نے کہا ایک فریق سے مراد صالح ع ہین اور فریق دیگر سے انکی ساری
قوم مراد ہین لیکن یہ قول ضعیف ہے اور ان دو جماعتون کے جھگڑے کی حکایت سورہ اعراف مین اللہ
عزوجل کے قول قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِمَنْ اٰمَنَ

مِنْهُمْ الاٰیَۃ مین گذر چکی مجاہد نے کہا سیئہ سے مراد عذاب ہی اور حسنہ سے مراد رحمت ہی اور معنے یٰقَوْمِ لِمَ تَسْتَعْجِلُوْنَ بِالسَّیِّئَۃِ قَبْلَ الْحَسَنَۃِ کے یہ ہین کہ کیون ایمان لانے مین تاخیر کرتے ہو جو تمہاری طرف ثواب کو کہینچ لاوے اور کیون کفر کرتے ہو جو تمہارے طرف عذاب کو کہینچ لاوے اور انکا کفر اس حد تک پہنچ گیا تہا کہ وہ کہتے یٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا اِنْ کُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ اور عذاب کو سیئہ سے تعبیر کی مجازًا یا تو اسواسطی کہ عذاب برائی کے لوازمات مین سے ہے یا اسلیے کہ مکروہ ہونے مین اسکی طرح ہے وَکَانَ فِی الْمَدِیْنَۃِ تِسْعَۃُ رَھْطٍ یُّفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ وَلَا یُصْلِحُوْنَ قَالُوْا تَقَاسَمُوْا بِاللّٰہِ لَنُبَیِّتَنَّہٗ وَاَھْلَہٗ ثُمَّ لَنَقُوْلَنَّ لِوَلِیِّہٖ مَا شَھِدْنَا مَھْلِکَ اَھْلِہٖ وَاِنَّا لَصٰدِقُوْنَ ۔ وَمَکَرُوْا مَکْرًا وَّمَکَرْنَا مَکْرًا وَّھُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ۔ فَانْظُرْ کَیْفَ کَانَ عَاقِبَۃُ مَکْرِھِمْ اَنَّا دَمَّرْنٰھُمْ وَقَوْمَھُمْ اَجْمَعِیْنَ فَتِلْکَ بُیُوْتُھُمْ خَاوِیَۃً بِمَا ظَلَمُوْا اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً لِّقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ وَاَنْجَیْنَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَکَانُوْا یَتَّقُوْنَ ۔ اور تہے اس شہر مین نو شخص خرابی کرتے ملک مین اور سنوار نہ کرتے بولے آپسمین قسم کہاؤ اللہ کی مقررات کو پڑین ہم اوسکے گہر پر پہر کہدین گے اسکے دعوی کرنیوالے کو ہمنے نہین دیکہا جب تباہ ہوا اسکا گہر اور ہم بیشک سچ کہتے ہین اور انہون نے بنایا ایک فریب اور ہمنے بنایا ایک فریب اور انکو خبر نہ ہوئی پہر دیکہہ کیسا ہوا آخر انکے فریب کا کہ اکہاڑ مارا ہمنے انکو اور انکی قوم کو ساری سو یہ پڑے ہین اُنکے گہر ڈہے ہوئے انکے انکار سے البتہ اسمین نشانی ہے ایک لوگونکو جو جانتے ہین اور بچا دیا ہمنے انکو جو یقین لائے تہے اور بچتے رہے تہے ف اور ہمنے بنایا ایک فریب اور انکو خبر نہ ہوئی یعنے انکی ہلاک ہونے کے اسباب پورے ہوتی تہے جب تک شرارت حد کو نہین پہنچی تب تک ہلاک نہین آتا اور یہ جو فرمایا کہ اسمین نشانی ہے ایک لوگون کو جو جانتے ہین یعنے جو جانتے ہین وہ سمجہتے ہین کہ یہی حال ہوگا ان کافرون کا حافظ ابن کثیر ان آیات کی تفسیر مین فرماتے ہین کہ اللہ عزوجل ان آیات مین قوم ثمود کے سرکشون اور سردارون کی خبر دیتا ہے جو اپنی قوم کو ضلالت اور کفر اور صالح عم کی تکذیب کیطرف بلاتے تہے کہ انکا فریب اس حد تک پہنچا کہ انہون نے ناقہ کے پاؤن کاٹ دیے اور صالح عم کے مار ڈالنے کا انہون نے ارادہ کیا اسطرح کہ رات کو پڑین اسکے گہر پر اور اچانک انکو مار ڈالین پہر اگر کوئی دعوے کرے اسکے ناتی دارون سے تو کہین ہمکو انکے تباہ ہونے کی کوئی خبر نہین ہے اور ہم سچ بولتے ہین کہ ہم اسوقت موجود نہ تہے جب انکو کسی نے مارا اللہ عز وجل نے فرمایا وَکَانَ فِی الْمَدِیْنَۃِ تِسْعَۃُ رَھْطٍ یُّفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ وَلَا یُصْلِحُوْنَ مدینے سے مراد اس آیت مین مدینہ ثمود ہے اور رہط سے نفر مراد ہین یعنے نو آدمی اور نو آدمی ثمود کی قوم کے سرگروہ

اور رئیس تہے ابن عباس رض نے کہا انہی نو آدمیون کے راے اور مشورہ سے ناقہ کے پاؤن کاٹے گئے فتعجھم اللہ و
لعنھم رواہ العوفی عن ابن عباس رض اور ابو مالک نے ابن عباس رض سے روایت کیا کہ ان نو آدمیون کے
نام یہ تہے رعمی رغیم ہرم ہریم داب صواب مسطع قدار بن سالف (اور نہم کا ذکر نہین کیا) اور اسی قدار نے اونٹنی
کے پاؤن کاٹے کما قال تعالے فنادوا صاحبھم فتعاطی فعقر یعنے پکارا انہون نے اپنے رفیق کو پہر
ہاتہہ چلایا اور پکا کما قال تعالی اذ انبعث اشقھا الآیات یعنے جب اٹھہ کھڑا ہوا ان مین کا بڑا بدبخت آخر آیات
تک عطاء بن ابی رباح نے اس آیت کی تفسیر مین کہا انکا فساد یہ تہا درہمون مین کچہ حصہ کتر لیتے شاید ان کا
معاملہ گنتی سے ہوگا جیسے عرب کا معاملہ بہی گنتی سے تہا رواہ عبد الرحمن عن یحیی بن ربیعۃ سعید بن
المسیب نے کہا روپیہ اور اشرفی کا توڑنا منجملہ فساد فی الارض کے ہے رواہ مالک عن یحیی ابن سعید عن
سعید بن المسیب عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع کیا مسلمانون کا
سکہ توڑنے سے جو رائج ہو یعنے چلتا ہو مگر کسی ضرورت سے جیسے وہ کہوٹا ہو تو توڑ ڈالنا چاہیے تاکہ کسی مسلمان کا
نقصان نہو اسیطرح فرد و نکا سکہ توڑنا یا مسلمانون کا بہی جو چلتا نہو درست ہے غرض یہ ہے کہ ان کفار فساق کی
ایک یہ بہی صفت تہی کہ زمین مین جہانتک ہوسکتا بگاڑ کرتے منجملہ انکے فسادون کے ایک یہ بہی تہا جو ان
اماسون نے بیان کیا اور یہ جو اللہ عزوجل نے فرمایا کہ بولے وہ کافر کہ آپسمین قسمین کہا تو اسکی تفسیر مین کہا
مجاہد نے کہ انہون نے قسمین کہا ئین صالح ع کے مار ڈالنے پر تو وہ اسمین کامیاب نہ ہوئے یہانتک کہ یہ نو
آدمی اور انکی قوم سب ہلاک ہوگئے اور کہا قتادہ نے کہ انہون نے عہد لیا آپسمین کہ رات کے وقت صالح ع کو پکڑ کر
مار ڈالین او ہمارے لیے مذکور ہوا ہے کہ وہ اسی طرح رات کے وقت صالح ع کے مارنے کے لیے جا رہے تہے
کہ اللہ تعالے نے انپر ایک پتہر کو بہیجدیا اور اسنے انکو پیسدیا عوفی نے ابن عباس رض سے روایت کیا کہ یہ وہی نو نفر
ہین جنہون نے اونٹنی کے پاؤن کاٹے اور جب پاؤن کاٹ چکے تو بولے قسم کہا اسکی سفر رات کو پڑ و صالح
اور اسکے گہر والون پر پہر انکو مار ڈالو پہر جو کوئی صالح ع کے مقتول ہونے کا دعوے کرے تو اسکو کہو ہمکو اس
ماجرا کی ہرگز اطلاع نہین ہے اور نہ ہمکو اسبات کا کچہہ علم ہے پس انکو برباد کیا اللہ عزوجل نے کہا محمد بن
اسحق نے ان نو آدمیون نے جب اونٹنی کے پاؤن کاٹ لیے تو بولے آؤ اب صالح ع کو مار ڈالین اگر وہ
سچا ہے (وعدہ عذاب مین) تو ہم اسکو اپنے ہلاک ہونے سے پہلے مار لین گے اور اگر جہوٹا ہوگا تو ہم اسکو اونٹنی
کے ساتہہ ملا دینگے پہر وہ رات کے وقت صالح ع کے پاس آئے کہ انکی شخونی کرین تو فرشتون نے پتہر ونکے ساتہہ انکو

کچل دیا جب انہون نے دیر کی اپنے اصحاب پر تو وہ صالح ع کے گھر آئے اور انہون نے انکو پتھرون کے نیچے کچلا ہوا دیکھا
اور بولے حضرت صالح ع کو مخاطب کرکے تو نے انکو مار ڈالا اور قصد کیا حضرت صالح ع کو مار ڈالنے کا مگر صالح ع
کا قبیلہ اس امر کی روک ہوگیا اور انہون نے ہتھیار پہن لیے اور بولے اللہ کی قسم صالح ع کو ہرگز نہ مار سکوگے اور
اللہ عزوجل نے تمہارے ساتھ وعدہ کیا ہے کہ تین دن مین تم پر عذاب اترنے والا ہے اگر صالح علیہ السلام سچا
ہے تو اسکو مار کر اللہ عزوجل کو زیادہ غضبناک مت کرو تو وہ رات پلٹ گئے ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر مین کہا کہ جب ثمود نے اونٹنی
کے پاؤن کاٹ ڈالے تو صالح ع نے فرمایا تَمَتَّعُوْا فِيْ دَارِكُمْ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ ذٰلِكَ وَعْدٌ غَيْرُ مَكْذُوْبٍ
یعنے برت لو اپنے گھرون مین تین دن یہ وعدہ ہے جھوٹا نہ ہوگا وہ بولے صالح ع نے خیال کیا کہ وہ ہم سے تین دن مین
فارغ ہوجاویگا وہ تو فارغ ہوتا ہی ہوگا لو ہم تو اسکے اور اسکے گھروالون سے تین دن سے پہلے فارغ ہوجاوین
اور صالح ع کی حجر کے ملک مین ایک مسجد تہی وہان ۔ پہاڑ کے دری کے پاس صالح ع اسمین نماز پڑھا کرتے تھے
تو رات کو وقت وہ اس غار کیطرف نکلے اور بولے جب صالح ع آکر نماز پڑھنے لگے تو اسکو مار ڈالین پہر اس سے فارغ
ہوکر اسکے گھروالون کو مار ڈالین اور ان سب ہی فارغ ہوجاوین تب اللہ عزوجل نے انپر ایک پتھر بہیجا انکے
پہاڑون کے درمیان سے اور وہ ڈرے کہ ہمکو یہ کچل ڈالے گا اور انہون نے جلدی کی اور پتھر نے انکو ڈہانک لیا
اور وہ بہی غار ہی مین رہتے پس انکی قوم نے جانا کہ وہ کہان گئے اور نہ انہون نے جانا کہ ہماری قوم کے ساتھ
کیا معاملہ ہوا ان نو آدمیون کو اللہ عزوجل نے اسی جگہ عذاب کیا اور باقی لوگون کو انکے مکانون مین اور نجات
دی اللہ عزوجل نے صالح ع اور ان لوگون کو جو اسکے ساتھ ایمان لائے پہر ابن ابی حاتم نے یہ آیت پڑہی وَمَكَرُوْا
مَكْرًا وَّمَكَرْنَا مَكْرًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ اَنَّا دَمَّرْنٰهُمْ وَقَوْمَهُمْ
اَجْمَعِيْنَ فَتِلْكَ بُيُوْتُهُمْ خَاوِيَةً بِمَا ظَلَمُوْا اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ وَاَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ خَاوِيَةً سے مراد گہر خالی ہین جنمین کوئی نہ ہو انتہے ما قال الحافظ فی تفسیرہ فتح بیم
کہا ہے کہ اس آیت مین مدینہ سے وہ شہر مراد ہے جسمین صالح ع رہتے تھے اور اس شہر کا نام حجر تہا اسجگہ
مفسرون کا یہی قول ہے اور سورہ حجر مین گذر چکا کہ حجر ایک میدان ہے مدینہ اور شام کے درمیان اور حجر
ثمود کے ملک کا نام ہے اور رہط وہ جماعت کا نام ہے تو گویا وہ سردار تھے جنمین سے ہر ایک کی ایک ایک
جماعت تابعدار تہی بعض نے کہا رہط کہتے ہین تین سے نو تک کی جماعت کو جسمین کوئی عورت نہ ہو اور
رہط کا لفظ جمع ہے جسکا واحد اسکے لفظ سے نہین ہے بعض نے کہا رہط کا اطلاق سات سے دس تک

آتا ہے اوسیات سے کم تین تک کو نفر کہتے ہین کہا ثعلب نے رہط اور نفر اور قوم اور معشر اور عشیرہ ان لفظون کے
معنے تو جمع کے ہین اور انکا واحد انکے لفظون سے نہین ہے اور ان کا اطلاق مردون پر آتا ہے
عورتون کے سوا اور کہا ابن سکیت نی رہط اور عترت کی ایک ہی معنے ہین اور کہا اصمعی نے رہط کا اطلاق
دس سے چالیس تک پر آتا ہے اسکو ابن فارس نے بہی نقل کیا اور اسکی جمع ارہط اور اراہط ہے اور یہ نو
شخص قدار بدبخت اونٹنی کے کاٹنے والی کے یار تہے اور یہ صالح ع کی قوم سے سرکش آدمی تہے اور انکے
اسمار مین بہت اختلاف ہے جسکے ذکر کرنے کے ساتہہ تقریر کو لنبا کرنے کی کچہہ ضرورت نہین ہی پہر اللہ عزوجل نے
انکی وصف بیان کی اپنے اس قول کے ساتہہ یُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ وَلَا یُصْلِحُوْنَ یعنے ان نو کا شان اور
عمل تمام ملک مین بگاڑ کرنا تہا نہ صرف شہر ہی مین اور فساد بھی ایسا کہ اسمین اصلاح کا نام و نشان نہ ہو بعض
نے کہا وہ لوگون کی عیب چینیان کرتے اور انکی عورات پر پردہ نہ ڈالتے بعض نے کہا وہ خود ظالم تہے اور ظلم
کرنے والون کو ظلم سے نہین روکتے تہے اور خاویہ سے مراد یہ ہے کہ انکے گہر رہنے والون سے خالی پڑے
ہین جب قوم ثمود ہلاک ہوچکی تو صالح ع اور وہ لوگ جو آپ کے ساتہہ ایمان لائے تہے حجر سے نکلکر حضرموت
مین آئے جب حضرموت مین داخل ہوئے تو صالح ع نے وفات پائی اس سے اس شہر کا نام حضرموت مشہور
ہوا ضحاک نے کہا پہر ان چار ہزار آدمیون نے جو صالح ع کے ساتہہ حضرموت مین آئے تہے ایک شہر
بنایا جسکو حاصورا کہتے ہین وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖۤ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ ۝
اَىِٕنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ ؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ ۝ فَمَا كَانَ جَوَابَ
قَوْمِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوْۤا اَخْرِجُوْۤا اٰلَ لُوْطٍ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ ۚ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ ۝ فَاَنْجَيْنٰهُ
وَاَهْلَهٗۤ اِلَّا امْرَاَتَهٗ ۫ قَدَّرْنٰهَا مِنَ الْغٰبِرِيْنَ ۝ وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا ۚ فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِيْنَ ۝
اور لوط ع کو جب کہا اپنی قوم کو کیا تم کرتے ہو بے حیائی اور تم دیکہتے ہو کیا تم دوڑتے ہو مردون پر للچا کر عورتین
چہوڑ کر کوئی نہین تم لوگ بے سمجہہ ہو پہر اور جواب نہ تہا اسکی قوم کا مگر یہی کہ بولے نکالو لوط کے گہر کو اپنے
شہر سے یہ لوگ ہین ستہرا رہا چاہتے پہر بچا دیا ہمنے اسکو اور اسکے گہر کو مگر اسکی عورت ٹہرا دیا تہا ہمنے
اسکو رہجانے والون مین اور برسایا ہمنے انپر برساو پہر کیا برا برساو تہا ان ڈرائے ہوؤن کا **ف**
اور تم دیکہتے ہو یعنی کہ کیسا برا کام ہے پہر کیا برا برساو تہا ان ڈرائے ہوؤن کا حضرت سلیمان ع کے
قصے مین ہم لاوینگے لشکر جنکا سامنا نہ کر سکین گے وہی بات ہوئی رسول ہین اور مکے والون مین اور

اور صالح ع پر نو شخص متفق ہوئے کہ رات کو پڑین اللہ عزوجل نے انکو بچایا اور انکو کھپایا اور مکے کے لوگ بھی یہی
چاہ چکے لیکن نہ بنا جس رات حضرت ص نے ہجرت کی کہ کافر حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گھر گھیر بیٹھے تھے کہ
صبح کو اندھیرے مین نکلین تو سب ملکر مارلین حضرت صلے اللہ علیہ آلہ وسلم نکل گئے اُن کو شو جھا اور قوم لوط
نے چاہا کہ شہر سے نکالین یہ بھی چاہ چکے اللہ عزوجل نے آپ کو نکلنا بتا دیا اور اسی مین کام بنا انتہے حافظ
صاحب فرماتے ہین کہ اللہ عزوجل ان آیات مین خبر دیتا ہے اپنے بندے اور رسول حضرت لوط ع سے کہ انہون
نے ڈرایا اپنی قوم کو اللہ عزوجل کے عذاب سے اس فاحشہ کے ارتکاب مین جسکو انسے پہلے بنی آدم مین سے
کسی نے نہین کیا اور انکا کام یہی لواطت تھا یعنے مردونپر للچا کر دوڑتا عورتون کو چھوڑ کر اور یہ سخت بیحیائی
ہے کہ مرد مردونکے ساتھ مستغنی ہوجاوین اور عورتین عورتون کے ساتھ اور فرمایا اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَۃَ
وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ یعنے تم بیحیائی کرتے ہو اور تمہارا بعض بعض کو دیکھتا ہے جیسے وَتَاْتُوْنَ فِیْ نَادِیْکُمُ
الْمُنْکَرَ یعنے تم اپنی مجلسون مین اس برے کام کو کرتے ہو دوڑتے ہو مردونپر للچا کر عورتین چھوڑ کر اور تم ایسے
لوگ ہو کہ کسی چیز کی بھلائی اور برائی کو نہین پہچانتے نہ طبعاً اور نہ شرعاً جیسے دوسری آیت مین فرمایا اَتَاْتُوْنَ
الذُّکْرَانَ مِنَ الْعٰلَمِیْنَ وَتَذَرُوْنَ مَا خَلَقَ لَکُمْ رَبُّکُمْ مِّنْ اَزْوَاجِکُمْ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ عٰدُوْنَ
یعنے کیا دوڑتے ہو جہان کے مردونپر اور چھوڑتے ہو جو کچھ بنا دین تمہارے رب نے جورو ئین تمہاری بلکہ تم لوگ ہو
حد سے بڑھنے والے پھر اور جواب نہ تھا اسکی قوم کا مگر یہی کہ بولے نکالو لوط ع کے گھر کو اپنے شہر سے یہ لوگ
ستھرے رہا چاہتے ہین یعنے تمہارے کام کو گناہ سمجھتے ہین اور تمہارے اقرار کرنے کو اپنے فعل کے
حرج خیال کرتے ہین انکو نکالدو اپنے درمیان سے یہ تمہاری مجاورت مین رہنے کی صلاحیت نہین
رکھتے پس انہون نے پختہ ارادہ کیا لوط ع کے نکالنے کا پس اکھاڑ مارا انکو اللہ نے اور منکرون کو ملنی
ہین ایسی چیزین (یعنے عذاب) اور نجات دی لوط علیہ السلام کو فرمایا اللہ عزوجل نے فَاَنْجَیْنٰہُ وَ
اَھْلَہٗٓ اِلَّا امْرَاَتَہٗ قَدَّرْنٰھَا مِنَ الْغٰبِرِیْنَ اور یہ جو فرمایا ٹھہرا دیا ہمنے اسکی عورت کو بچانے
والون مین یعنے اسکو ہلاک کردیا رہجانے والون کے ساتھ اسلیے کہ وہ انکی مددگار تھی انکے دین
اور طریق پر اور انکے ناشائستہ کامونپر خوش تھی اور اپنی قوم کو لوط ع کے مہمانون کی خبر دیتی تو کہ وہ
اگر انسے برائی کرین نہ یہ کہ وہ خود فاحشہ تھی اور یہ جو فرمایا اور برسایا ہمنے اُنپر برساؤ تو برساؤ سے
کنکر مراد ہین جیسے اللہ عزوجل نے سورہ ہود مین فرمایا وَاَمْطَرْنَا عَلَیْھَا حِجَارَۃً مِّنْ سِجِّیْلٍ

مَّنْضُوْدٍ مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ وَمَا هِيَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ بِبَعِيْدٍ یعنے اور برسائین ہمنے اُن کی بستی
پر پتھریان کھنگر کی تہ بتہ صاف بنائین تیرے رب کے پاس اور نہین وہ بستی ان ظالمون سے کچھ دور و لہذا یہان فرمایا
فَسَآءَ مَطَرُ الْمُنْذَرِيْنَ یعنے پھر کیسا برا ہوا برساؤ ڈرائے گیون گا منذرین سے وہ لوگ مراد ہین جنپر اللہ عز
وجل کا الزام قائم ہوا اور پیغام انکو پہنچا اور انہون نے مخالفت کی رسول ع کی اور جھٹلایا اسکو اور ارادہ کیا اسکے
نکالنے کا اپنے درمیان سے انتہے فتح مین کہا ہے کہ قوم لوط سے اہل سدوم مراد ہین اور فاحشہ وہ کام جسکی
قباحت اور شناعت نہایت کو پہنچی ہو اور یہان فاحشہ سے لواطت و اغلام مراد ہے اور یہ جو فرمایا اور تم
دیکھتے ہو تو اس سے یہ مراد ہے کہ تمکو علم الیقین ہے کہ یہ فعل فاحشہ اور قبیحہ ہے اور یہ تمہارا ذنب عظیم ہے اور یہ
معنے اس صورت مین ہونگے جب بصر سے بصیرت قلب مراد لین اور کہین جو بمعنے علم ہے اور جو بصر بمعنے نظر عین ہو تو یہ
معنے ہونگے کہ تم ایکدوسرے کو برا کام کرتے دیکھتے ہو کیونکہ وہ لواطت کی وقت انکی ڈھٹائی کی وجہ سے پردہ نہین کرتے تھے
اور اس قصہ کی تفسیر سورہ اعراف مین کامل طور پر گذر چکی اور یہ جو فرمایا کیا تم دوڑتے ہو مردون پر للچاکر آخر آیت
تک تو اسمین انکو دوبارہ توبیخ کی اور تصریح کی کہ فاحشہ سے مراد آیت اول مین جہان اسکو مبہم رکھا لواطت ہے
اور اسمین اشارہ ہے اسطرف کہ انکا یہ فعل ایسا فعل ہے جسکا بیان کرنا شرم اوٹھانا ہے اور اسکی قباحت
کی حقیقت کو نہین پہونچ سکتے اور کوئی عقلمند اس بات کو تسلیم نہین کرتا کہ کوئی شخص یہ کام کرتا ہو پھر فرمایا
شَهْوَةً تو اسمین اللہ عزوجل نے انکو بہائم کیطرح قرار دیا جو منی کے گرانے مین توالد کا ارادہ نہین کرتے اور نہ
زنا سے بچنے کا اور یہ مفعول لہ ہے یعنے تم یہ کام کرتے ہو شہوت کے لیے یا مفعول مطلق ہے اور معنے یہ ہین کہ
تم آتے ہو مردون کے پاس آنا شہوت کا یا بمعنے حال ہے اور عورتون کو چھوڑتے ہو جو وہ محل ہین اس
کام کا اور اسمین اشارہ ہے کہ وہ فعل اور ترک دونون امرون مین مسئی تھے اور یہ جو فرمایا بلکہ تم جاہل لوگ ہو تو اسکے
یہ معنے کہ تم اس فعل کی حرمت اور اسکی سزا سے ناواقف ہو بعض نے کہا جہالت سے وہ سفاہت مراد ہے جسپر
وہ مصر تھے اور آل لوط سے مراد لوط علیہ السلام کی دو بیٹیان اور انکی بی بی مومنہ ہے قریتکم مین اضافت
جنس کے لیے کیونکہ انکی پانچ بستیان تہین جنمین سے بڑی بستی کا نام سدوم تھا اور یہ قصہ مفصل طور پر اعراف
اور شعرا مین گذرا قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى ءٰٓاللّٰهُ خَيْرٌ اَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝

اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَنْبَتْنَا بِهٖ حَدَآئِقَ
ذَاتَ بَهْجَةٍ مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُنْۢبِتُوْا شَجَرَهَا ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَّعْدِلُوْنَ ۝ تو کہہ تعریف

نصف القرآن

ہے اللہ کو اور سلام ہے اسکے بندونپر جنکو اسنے پسند کیا بہلا اللہ بہتر ہے یا جنکو وہ شریک کرتے ہین بہلا
کسنے بنائے آسمان اور زمین اور اتار دیا تمکو آسمان سے پانی پہر اگائے ہمنے اس سے باغ رونق کے تمہارا کام نہ تہا کہ
اگاتے انکے درخت اب کوئی اور حاکم ہے اللہ کے ساتہہ بلکہ وہ لوگ راہ سے مڑتے ہین **ف** اللہ تعالی کی تعریف اور
پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام بہیجکر اگلی بات شروع کرنی لوگون کو سکہادی انہنے حافظ ابن کثیر نے کہا اللہ تعالی
ان آیات مین ارشاد فرماتا ہے کہ اللہ تعالی کی ان گنت نعمتونپر اسکا حمد کرو اور حمد کرو اللہ تعالی کی ان صفات اور اسماء
حسنے پر جنکی ساتہہ وہ موصوف ہے اور سلام بہیجو اللہ عزوجل کے ان بندونپر جنکو اسنے چن لیا اور پسند کر لیا اور وہ
اسکے رسول ہین اور انبیاء کرام علیہم من اللہ افضل الصلوۃ والسلام عبدالرحمن بن زید بن اسلم وغیرہ کا یہی قول ہے
کہ برگزیدہ بندون سے انبیاء علیہم السلام مراد ہین کہا اور یہ اللہ عزوجل کا قول ایسا ہی ہے جیسے سورۂ صافات
کے آخر مین فرمایا سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ
رَبِّ الْعَالَمِينَ یعنے پاک ذات ہے تیرے رب کی وہ عزت کا صاحب پاک ہے ان باتون سے جو کرتے ہین اور سلام
ہے رسولونپر اور سب خوبی اللہ کو ہے جو رب ہے ساری جہان کا اور ثوری اور سدی کا یہ قول ہے کہ برگزیدہ بندون
سے حضرت محمد مصطفے احمد مجتبی علیہ افضل التحیۃ والتسلیم کے اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین مراد ہین اور ایسا ہی ابن
عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور ان دونو قولون مین کوئی منافات نہین ہے کیونکہ جب حضرت صلعم کے اصحاب برگزیدہ عباد ہین
تو انبیاء بطریق اولی برگزیدہ عباد ہونگے غرض یہ ہے کہ جب اللہ عزوجل نے بیان فرمایا اس نجات اور نصرت
اور تائید کا جو اسنے اپنی اولیاء کے لیے نازل کی اور مذکور فرمایا خزی و نکال اور قہر کا جو اسنے اپنی اعداء پر اتارا
تو اسنے اپنی رسول اور تابعدارون کو ارشاد فرمایا کہ اسکے تمام افعال پر حمد کرین اور اسکے برگزیدہ بندونپر سلام
بہیجین ابن مالک نے ابن عباس سے آیت وسلام علے عبادہ الذین اصطفے کی تفسیر مین روایت کیا کہ برگزیدہ
عباد سے اصحاب محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مراد ہین انکو چن لیا اللہ عزوجل نے اپنی پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی صحبت کے لیے رَوَاهُ الْبَزَّارُ اور یہ جو فرمایا آللّٰهُ خَيْرٌ اَمَّا يُشْرِكُوْنَ تو اسمین اللہ عزوجل نے مشرکین
پر انکار فرمایا ہے انکے اللہ عزوجل کے ساتہہ اور ٹہاکرون کی پوجا کرنے مین پہر اللہ عزوجل نے اس امر کو
بیان کرنا شروع فرمایا کہ وہی خلق اور رزق اور تدبیر کے ساتہہ متفرد ہے نہ اسکا غیر اور فرمایا اَمَّنْ خَلَقَ
السَّمٰوٰتِ آخر آیات تک یعنے کسنے آسمانون کو اسقدر بلند اور صاف بنایا اور کسنے ان مین کواکب نیرہ اور
نجوم زاہرہ اور افلاک دائرہ رکہا ہے اور کسنے زمین کو اس کثافت کی ساتہہ بچہا دیا اور اسمین پہاڑ بنائے اور

پھر زمین کو نرم بنایا اور سخت اور میدان بنائے اور کسنے پیدا کین اسمین اعتین اور درخت اور پھل اور دریا رنگارنگ
اور یہ جو فرمایا اور اتارا تمہارے لیے آسمان سے پانی یعنے کسنے بنایا پانی روزی کا سبب بندون کے لیے حدائق سے
بساتین مراد ہین اور ذات بہجہ سے انکا خوبصورت اور عمدہ شکل ہونا مراد ہے آور یہ جو فرمایا مَا کَانَ لَکُمْ الآیۃ
یعنے تمکو ان اشجار کے اُگانے کی طاقت نہین ہے اور اسپر تو وہ پیدا کرنے والا قادر ہے جو اس خلق مین مستقل اسکے ساتھ
متفرد ہے نہ وہ جو اسکے سوا ہین اصنام اور انداد جیسے یہ مشرک اقرار کرتے ہین کما قال اللّٰہ فی الآیۃ الاُخرے وَلَئِنْ
سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُولُنَّ اللّٰهُ یعنے اور اگر تو ان مشرکون سے دریافت کرے کہ انکو کسنے بنایا تو ضرور
کہین اللہ نے اور فرمایا وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ نَزَّلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهَا
لَيَقُولُنَّ اللّٰهُ یعنے اور اگر تو انسے دریافت کرے کہ کسنے اتارا آسمان سے پانی پھر جلایا اس سے زمین کو مرگئی پیچھے
تو ضرور کہین اللہ نے اور غرض یہ ہے کہ مشرک اقرار کرتے ہین کہ فاعل مختار ان سب کا وہی ایک ہے جسکا کوئی
شریک نہین ہے پھر وہ اللہ کے ساتھ اُن چیزون کی عبادت کرتے ہین جنکی لیے اقرار کرتے ہین کہ خالق
اور رازق نہین ہین اور سزاوار یہ ہے کہ جو متفرد بالخلق والرزق ہے اسی اکیلے کی عبادت کیجائے و لہذا فرمایا
أَإِلَٰهٌ مَعَ اللّٰهِ یعنے کیا ایسا کوئی حاکم ہے جسکی عبادت کرنا اللہ عزوجل کے ساتھ سزاوار ہے حالانکہ کھل چکا
تمہارے واسطے اور ہر عقلمند کے لیے کہ وہی خالق اور رازق ہے اور بعض مفسرین نے اس جملہ کی تفسیر یون کی ہے
کہ کیا کوئی حاکم ہے اللہ کے ساتھ جسنے یہ چیزین بنائین اور حاصل دونو تفسیرونکا ایک ہی ہے کیونکہ انکے
جواب کا حاصل یہ ہے کہ وہ قائل ہین اس امر کے کہ کسی نے اللہ عزوجل کے ساتھ اس کام کو نہین کیا بلکہ وہی متفرد
بالخلق ہے تو انکو کہا جاوے تو تم کیون اللہ عزوجل کے ساتھ اسکے غیر کی عبادت کرتے ہو حالانکہ وہی مستقل
ہے خلق اور رزق اور تدبیر مین کما قال تعالیٰ أَفَمَنْ يَخْلُقُ كَمَنْ لَا يَخْلُقُ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ یعنے بھلا
جو پیدا کرے برابر ہے اسکے جو نہ پیدا کرے کیا تم سوچ نہین کرتے اور حاصل ان آیات کا جو کلمہ أَمَّنْ سے شروع
ہوتے ہین یہ ہے کہ بھلا جو یہ کام کرے برابر ہے اسکے جو یہ کام نہ کرے ان آیات کے سیاق سے یہی معلوم ہوتا
ہے اگرچہ ان آیات مین مقابل مذکور نہین ہے لیکن کلام کے سیاق سے یہی ظاہر ہے اور اسی کی مثل ہے
اللہ عزوجل کا یہ قول أَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ آنَاءَ اللَّيْلِ سَاجِدًا وَقَائِمًا يَحْذَرُ الْآخِرَةَ وَيَرْجُو رَحْمَةَ
رَبِّهِ یعنے مشرک بہتر ہے یا وہ جو بندگی مین لگا ہے گھڑیون رات کی سجدے کرتا اور کھڑا خطرہ
رکھتا ہے آخرت کا اور امید رکھتا ہے اپنے رب کی مہر کی و لہذا اس سے آگے فرمایا قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ

يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ
فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ فَوَيْلٌ لِّلْقَاسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ یعنے تو کہہ
کیا برابر ہوتے ہین سمجھہ والے اور بے سمجھہ وہی سوچتے ہین جنکو عقل ہے اور فرمایا بہلا جسکا سینہ کہولدیا اللہ نے
مسلمانی پر سو وہ اجالے مین ہے اپنے رب کی طرف سے برابر ہے اسکی جسکا دل سخت ہے سو خرابی ہے انکو جنکے دل سخت
ہین اسکی یاد سے وہ پڑے پہرتے ہین بہکے صریح اور فرمایا اَفَمَنْ هُوَ قَآئِمٌ عَلٰى كُلِّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ
یعنے بہلا جو شخص لیے کہڑا ہے ہر کسی کے سر پر اسکا کیا ان بتون کیطرح ہے والہذا فرمایا وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ
قُلْ سَمُّوْهُمْ الآیة یعنے اور ٹہرائے ہین کافرون نے اللہ کے شریک کہہ انکا نام لو اور یہی معنے ہین ان سب
آیات کے جو بیان ہوئے ہین انتہے فتح کا بیان فاتح یہ ہے فرا نے کہا اہل معانی کا اس آیت کی تفسیر مین یہ قول ہے کہ یہ خطاب
لوط ع کو ہے اور معنے یہ ہین کہ اے لوط کہہ اللہ عزوجل کی ستایش ہے ان لوگونکی ہلاک ہونے پر اور مفسرون کی جماعت
نے اسکا خلاف کیا ہے اور کہا ہے یہ خطاب ہے ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے اور معنے یہ ہین کہ کہہ تو
اے محمد صلعم سب تعریف اللہ کے لیے امم گذشتہ کے کفار کی ہلاکت پر کہا نحاس نے اور یہ قول اولی ہے کیونکہ قرآن
مجید اترا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور جو کچھہ اسمین اللہ عزوجل نے اتارا اسکے مخاطب حضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم ہی ہین مگر جہان معنے نہ بن سکین وہان کسی اور کو مخاطب ٹہیرانا درست ہے اور گویا یہ خطبہ ہے ان براہین کا
جو اللہ عزوجل کی وحدانیت اور علم اور قدرت پر دلالت کرتی ہین اور وہ آگے مذکور ہین اللہ عزوجل کے اس
قول مین اَمَّنْ خَلَقَ الآیات اور وَسَلٰمٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى کی تفسیر مین کہا گیا ہے کہ برگزیدہ
عباد سے مراد حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت ہے اور اولی یہ ہے کہ اسکو عموم پر حمل کیا جاوے اور برگزیدہ
عباد سے کل مومن مراد ہوں پہلے اور پچہلے اس صورت مین انبیا اور انکے اتباع بہی ان مین داخل ہین گے
ابن عباس رض نے کہا انسے اصحاب محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مراد ہین انکو چن لیا اللہ عزوجل نے اپنے پیغمبر صلے
اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے اور اسی کی مثل مروی ہے سفیان ثوری سے لیکن بہتر یہی ہے کہ اسکو عموم پر حمل کیا
جاوے اور اس آیت مین تعلیم ہے ہر متکلم کے واسطے کہ جب کسی مبارک کلام کو شروع کرے تو اللہ عزوجل
کی تعریف و پیغمبر پر درود بہیجنے کے ساتھہ برکت حاصل کرے اور مدد لیوے اسنے اور یہ جو فرمایا آٰللّٰهُ خَيْرٌ
اَمَّا يُشْرِكُوْنَ تو اسمین اللہ عزوجل نے الزام دیا ہے مشرکوں کو اور حجت قائم کی ہے انپر کفار کو ہلاک کرکے
اور معنے یہ ہین کیا اللہ عزوجل بہتر ہے یا یہ بت اس مقام مین خیریت اپنے اصلی معنے مین مستعمل نہین ہے

یعنی تفضیل کے معنی اس مقام مین مقصود نہین ہین بلکہ لفظ خیر تفضیل سے مجرد ہے جیسے شاعر کے اس قول مین

اَتَهْجُوهُ وَلَسْتَ لَهُ بِكُفْوٍ فَشَرُّكُمَا لِخَيْرِكُمَا الْفِدَاءُ

تو گویا تم کہتے ہو کفار کے ساتھ کیونکہ کفار مین تو بالکل خیریت نہین ہی اور سیبویہ نے حکایت کیا کہ عرب کہتے ہین سعادت تجھکو پیاری ہے یا شقاوت حالانکہ شقاوت مین بالکل خیریت نہین ہی بعض نے کہا اسکے معنی یہ ہین کیا اللہ عزوجل کا ثواب بہتر ہے یا تمہارے شرک کا عذاب بعض نے کہا انکی اعتقاد کے مطابق فرمایا کیونکہ وہ معتقد تھے کہ عبادت اصنام مین خیر ہے بعض نے کہا استفہام معنے مین خبر کے ہی اور جمہور نے تشرکون پڑھا ہے خطاب کے ساتھ اور یہ جو فرمایا اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ تو کہا ابو حاتم نے اسکے معنے یہ ہین کیا تمہارے معبود بہتر ہین یا جسنے آسمان اور زمین بنائے اور وہ انکے بنانے پر قادر ہے بعض نے کہا بہلا تمہارے بتون کی عبادت بہتر ہی یا جسنے عالم جسمانی کو بنایا اسکی عبادت بہتر ہے فراء نے کہا حدیقہ سے وہ باغ مراد ہے جسکی چارون طرف دیوار ہو اگر چار دیواری نہو تو وہ بستان ہے حدیقہ نہین ہے اور کہا قتادہ اور عکرمہ نے حدائق سے کہجورین مراد ہین اور ذات بہجہ سے مراد عمدہ اور خوبصورت ہے اور بہجت وہ حسن ہے جسکے ساتھ اسکا دیکھنے والا خوش ہو جاوے اَمَّنْ جَعَلَ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّجَعَلَ خِلٰلَهَآ اَنْهٰرًا وَّجَعَلَ لَهَا رَوَاسِيَ وَجَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ؕ بہلا کسنے بنایا زمین کو ٹہراؤ اور بنائین اسکے بیچ ندیان اور رکہے اسپر بوجہہ اور رکہا دو دریا مین اوٹ اب کوئی حاکم ہے اللہ کے ساتھ کوئی نہین ان بہتون کو سمجہہ نہین **ف** کہا ابن کثیر نے کہ اس آیت مین اللہ عزوجل نے اپنا احسان جتایا اپنے بندون پر اسطرح کہ اسنے زمین کو ٹہرنے والی ساکنہ ثابتہ بنایا جو نہین ہلتی اور نہ متحرک ہوتی ہے اپنے اہل کے ساتھ کیونکہ اگر ہلتی رہتی تو عیش و حیات کا کچہہ مزہ نہ ہوتا بلکہ اللہ عزوجل نے اپنے فضل و رحمت سے اسکو مہاد و بساط ثابت بنایا نہ متزلزل ہوتی ہے اور نہ متحرک ہوتی ہے جیسے اللہ عزوجل نے دوسری آیت مین فرمایا اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّجَعَلَ خِلٰلَهَآ اَنْهٰرًا یعنے اللہ وہی جسنے بنائی واسطے تمہارے زمین ٹہراؤ اور آسمان عمارت اور بنائین اسکے بیچ ندیان انہار سے شیرین ندیان مراد ہین چہوٹی اور بڑی جنکو اسنے پورب پچہم اور اتر اور دکہن مین چلایا ہے اپنے بندون کی مصلحتون کے موافق اسکے اقلیمون اور قطرون مین جہان انکو بسایا ہے زمین کے کنارون مین انکی حاجت کے موافق انکے رزق مقرر کیے ہین اور رواسی سے پہاڑ مراد ہین جنہون نے زمین کو ٹہرا رکہا ہے ہلنے جلنے سے اور رکہا دو

دریا میں اوٹ دو دریاؤں سے مراد عذبہ اور مالحہ مراد ہیں یعنے میٹھا اور کہاری پانی اور معنے یہ ہیں کہ اللہ عزوجل
نے ان دونو کے درمیان ایک پردہ کہدیا ہے جو انکو آپس میں ملنے سے روکتا ہے تو کہ کہاری میٹھے میں
ملکر خراب نہو وے اور میٹھا کہاری میں ملکر نہ بگڑے کیونکہ اللہ عزوجل کی حکمت کا مقتضا یہی ہے کہ انمین
سے ہر ایک اپنی اسی صفت پر باقی رہے جس صفت کا اس سے ارادہ کیا گیا ہے کیونکہ میٹھا دریا وہ یہ انہار سارحہ
جاریہ ہیں لوگون کے درمیان اور مقصود ان سے یہ ہے کہ وہ شیرین ہوں تو کہ انسے حیوان پیوین اور نبات
اور ثمار انسے پیدا ہوں اور بحار مالحہ وہ بھی دریا ہیں جنہوں نے زمین کے ارجا اور اقطار کو ہر طرف سے احاطہ
کیا ہوا ہے اور انسے یہی مقصود ہے کہ انکا پانی کہاری اور کڑوا ہو تو کہ اسکی عفونت سے ہوا خراب نہو جاوے
جیسے اللہ تعالے نے فرمایا وَهُوَ الَّذِي مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ وَّهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ وَجَعَلَ بَيْنَهُمَا
بَرْزَخًا وَّحِجْرًا مَّحْجُوْرًا یعنے اور وہی ہے جسنے چلائے دو دریا یہ میٹھا پیاس بجہاتا اور یہ کہاری ہے کڑوا
اور رکہا ان دونو کے بیچ پردہ اور اوٹ روکی ہوئے ولہذا فرمایا ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝
یعنے کیا اللہ عزوجل کے ساتھ کوئی اور حاکم ہے جسنے یہ کام کیے یا یہ معنے بہلا جسنے یہ کام کیے برابر ہے اسکے
جسنے ان میں سے کوئی کام نہیں کیا کوئی نہیں پر بہتون کو سمجھہ نہیں اسی لیے غیر کی عبادت کرتے ہیں انتہے
مافی ابن کثیر فتح کا بیان تو ہے کہ قرار یعنے مستقر ہے اور معنے یہ ہیں بہلا کسنے زمین کو بچھایا اور برابر بنایا ایسا
کہ اسپر بنی آدم اور دواب کا استقرار ممکن ہے اور یہ اسطرح کہ اللہ عزوجل نے زمین کے بعض حصون کو پانی سے خالی
رکہا جو عباد اور دواب کی حاجت روائی کے واسطے کافی ہیں اور خلال یعنے وسط ہی اور اس لفظ کی تحقیق اللہ
عزوجل کے قول وَفَجَّرْنَا خِلٰلَهُمَا نَهَرًا میں گذر چکی اور رواسی سے جبال ثوابت مراد ہیں جنہوں
نے زمین کو حرکت سے روکا ہے اور بحرین سے دو دریا میٹھا اور کہاری مراد ہیں اور حاجز سے مانع
معنوی مراد ہے اور وہ منع الٰہی ہے کیونکہ اسجگہہ کوئی حاجز حسی موجود نہیں ہے جیسے اس امر کا مشاہدہ
موجود ہے اور ایکدوسرے میں نہیں ملتا نہ میٹھا کہاری کو بدلے اور نہ کہاری میٹھے کو بگاڑے اور اس
کا بیان تفصیل سے سورہ فرقان میں گذر چکا ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ یعنے جبکہ ثابت ہوا کہ ان امور پر کوئی قادر
نہیں ہے اللہ عزوجل کے سوا تو بہلا خارج میں کوئی ایسا معبود موجود ہے جو اس جیسا کام کرے اور اسکی
طرح پیدا کرے پہر کیوں شریک ٹہراتے ہیں اللہ عزوجل کے ساتھ انکو جو ضرر اور نفع کے مالک نہیں ہیں

اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ

قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ بھلا کون پہنچتا ہے بیکسی کی پکار کو جب اُسکو پکارتا ہے اور اٹھا دیتا ہے برائی اور کرتا ہے تمکو نائب زمین پر اب کوئی حاکم ہے اللہ عزوجل کے ساتھ تم سوچ کم کرتے ہو **ف** اس آیت مین اللہ عز وجل نے خبر دی ہے کہ وہی شدائد مین مدعو ہے نوازل مین موجود ہے جیسے فرمایا وَاِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ اِلَّآ اِيَّاهُ یعنے اور جب تمپر تکلیف پڑے دریا مین بہولتے ہو جنکو پکارتے تھے سکے سوا اور جیسے فرمایا ثُمَّ اِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فَاِلَيْهِ تَجْئَرُوْنَ یعنے پہر جب لگتی ہے تمکو سختی تو اسی کی طرف چلاتے ہو اسی طرح یہان فرمایا اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ یعنے وہ کون ہے جو مضطر نہین بناہ جو ہوتا مگر اسی کی طرف اور وہ جو نہین کہولتا ضرر رسیدون کا اسکے سوا ابو تیمیہ ہجیمی نے ہجیم کے ایک شخص سے روایت کیا کہ اُسنے کہا مینے عرض کی یا رسول اللہ آپ کس چیز کیطرف دعوت کرتے ہین فرمایا اَدْعُوْ اِلَى اللّٰهِ وَحْدَهُ الَّذِيْ اِنْ مَسَّكَ ضُرٌّ فَدَعَوْتَهُ كَشَفَ عَنْكَ وَالَّذِيْ اِنْ اَضْلَلْتَ بِاَرْضٍ قَفْرٍ فَدَعَوْتَهُ رَدَّ عَلَيْكَ وَالَّذِيْ اِنْ اَصَابَتْكَ سَنَةٌ فَدَعَوْتَهُ اَنْبَتَ لَكَ یعنے مین اکیلے اللہ کیطرف بلاتا ہون جو اگر تجکو تکلیف پہونچے اور تو اُسکو پکارے تو تیری تکلیف کو دور کرے اور جو تو کسی بنجر میدان مین کوئی چیز بہول جاوے اور تو اُسکو پکارے تو تیری گم شدہ چیز کو تیری طرف پہیر دے اور جو تجہکو گرانی پہنچے اور تو اُسکو پکارے تو تیرے لیے اگا دے ہجیمی نے کہا مینے عرض کی کہ یا حضرت مجہکو وصیت کیجیے فرمایا لَا تَسُبَّنَّ اَحَدًا وَّلَا تَزْهَدَنَّ فِي الْمَعْرُوْفِ وَلَوْ اَنْ تَلْقٰى اَخَاكَ وَاَنْتَ مُنْبَسِطٌ اِلَيْهِ وَجْهُكَ وَلَوْ اَنْ تُفْرِغَ مِنْ دَلْوِكَ فِيْ اِنَاءِ الْمُسْتَقِيْ وَاتَّزِرْ اِلٰى نِصْفِ السَّاقَيْنِ فَاِنْ اَبَيْتَ فَاِلَى الْكَعْبَيْنِ وَاِيَّاكَ وَاِسْبَالَ الْاِزَارِ فَاِنَّ اِسْبَالَ الْاِزَارِ مِنَ الْمَخِيْلَةِ وَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمَخِيْلَةَ یعنے کسی کو گالی نہ دینا اور نیکی کے کام مین بخل نہ کرنا اگرچہ تو اپنے بہائی کو کشادہ پیشانی سے ملے اگرچہ تو اپنے ڈول سے مانگنے والے کے برتن مین پانی ڈالدیوے اور ازار کا مقام نصف ساق ہے اور جو تو نہ مانے تو ٹخنون تک اور بچ تہبند کے لٹکانے سے کیونکہ تہبند کا لٹکانا غرور کی علامت ہے اور اللہ عزوجل کو غرور پسند نہین آتا رَوَاهُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ جابر بن سلیم ہجیمی نے کہا مین حضرت صلی اللہ علیہ السلام کے پاس آیا اور آپ چادر کے ساتھ گوٹ مار کر بیٹھے تھے اور چادر کے کنارے آپکے مبارک قدمونپر پڑتے تھے مینے کہا تم مین محمد اللہ کے رسول کون ہین تو آپنے اپنے ہاتھ سے اپنی طرف اشارہ کیا مینے عرض کی ای رسول اللہ کے مین ایک گنوار آدمی ہون اور مجہ مین بھی گنوارون کی سی سختی ہے تو آپ مجھے وصیت فرمایئے فرمایا

لَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوفِ شَيْئًا وَلَوْ اَنْ تَلْقٰى اَخَاكَ وَوَجْهُكَ مُنْبَسِطٌ وَلَوْ اَنْ تُفْرِغَ مِنْ دَلْوِكَ
فِيْ اِنَاءِ الْمُسْتَقِيْ وَاِنِ امْرُءٌ شَتَمَكَ بِمَا يَعْلَمُ فِيْكَ فَلَا تَشْتِمْهُ بِمَا تَعْلَمُ فِيْهِ فَاِنَّهُ يَكُوْنُ لَكَ
اَجْرُهٗ وَعَلَيْهِ وِزْرُهٗ وَاِيَّاكَ وَاِسْبَالَ الْاِزَارِ فَاِنَّ اِسْبَالَ الْاِزَارِ مِنَ الْمَخِيْلَةِ وَاِنَّ اللّٰهَ لَا
يُحِبُّ الْمَخِيْلَةَ وَلَا تَسُبَّنَّ اَحَدًا یعنے کسی عمدہ کام کو حقیر نہ جان اگرچہ تو اپنے بھائی کو سے اور تیرا چہرہ
کشادہ ہو اگرچہ تو اپنے ڈول سے مانگنے والے کے برتن مین پانی ڈال دیوے اور اگر کوئی تجھکو طعن کرے اس عیب
کی وجہ سے جو تجھہ مین موجود ہے تو تو اسکو طعن نہ کر اس عیب کی وجہ سے جو اسمین ہو اور بچ تہ بند کے لٹکانے سے
کیونکہ تہ بند کا لٹکانا غرور کی علامت ہے اور اللہ عزوجل غرور کو پسند نہین کرتا اور کسی کو دشنام نہ دی جابر بن
سلیم کہتے ہین تو اسکے بعد مینے کسی کو گالی نہین دی (نہ آدمی کو) اور نہ بکری کو اور نہ اونٹ کو روایت کیا اسکو
الامام احمد اور ابوداؤد اور نسائی نے یہی حدیث کئی طریق بیان کیے اور ان دونو کتابون میں
حدیث کا ٹکڑا ہے عبید اللہ بن ابی صالح نے کہا میرے پاس طاؤس آئے میری عیادت کرنے کو مینے کہا
آپ میرے واسطے دعا فرماوین اے ابا عبدالرحمن انہون نے کہا تم اپنے لیے خود دعا کرو کیونکہ اللہ عزوجل پہنچتا
ہے بے بسی کی پکار کو جب وہ اسکو پکارتا ہے رَوَاہُ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ وہب بن منبہ کہتے ہین مینے پہلی کتاب
(توریت یا انجیل) مین پڑھا ہے کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے بِعِزَّتِیْ اِنَّہٗ مَنِ اعْتَصَمَ بِیْ فَاِنْ کَادَتْہُ
السَّمٰوٰتُ بِمَنْ فِیْہِنَّ وَالْاَرْضُ بِمَنْ فِیْہِنَّ فَاِنِّیْ اَجْعَلُ لَہٗ مِنْ بَیْنِ ذٰلِکَ مَخْرَجًا وَمَنْ لَّمْ
یَعْتَصِمْ بِیْ فَاِنِّیْ اَخْسِفُ بِہٖ مِنْ تَحْتِ قَدَمَیْہِ الْاَرْضَ فَاَجْعَلُہٗ فِی الْہَوَاءِ فَاَکِلُہٗ اِلٰی نَفْسِہٖ
یعنے مجھکو اپنی عزت کی قسم ہے جو شخص مجھپر اعتماد کرتا ہے اگر سب آسمان مع اپنے رہنے والون کے اور زمین مع
اپنے بسنے والون کے اسکو نقصان پہنچانا چاہین تو مین باین ہمہ اسکے لیے نکاسی کی صورت نکالتا ہون اور
جو شخص مجھپر اعتماد نکرے تو مین اسکو اسکے پاؤن کے نیچے سے زمین مین دھسا دیتا ہون اور اسکو ہوا
مین کر دیتا ہون اور اسکو اسی کے نفس کیطرف سونپتا ہون رَوَاہُ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ یا اللہ یہ تیرا وعدہ ہے
اور یہ بندہ تیرے غلام کا بیٹا تیری لونڈی کا بیٹا جسکا ماتھا تیرے ہاتھ مین ہے اور جسکے سارے کام
تیرے قبضہ مین ہین اور جسمین تیرا حکم نافذ ہے اور جو تونے اسکے لیے فیصلہ کر چھوڑا وہ تیرا عین عدل ہے اور انصاف
یہ تیرا بندہ تیری ذات پاک پر متوکل و معتمد ہے تو اسپر دارین مین مہر کر اور اسکو اسکے نفس کیطرف نہ سونپ
اَللّٰہُمَّ رَحْمَتَکَ اَرْجُوْ فَلَا تَکِلْنِیْ اِلٰی نَفْسِیْ طَرْفَۃَ عَیْنٍ وَاَصْلِحْ لِیْ شَاْنِیْ کُلَّہٗ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ

حافظ ابن عساکر نے ایک شخص کے حال مین ذکر کیا ہے کہ جس حال کو اس شخص سے ابوبکر محمد بن داؤد دینوری نے حکایت
کیا ہی کہ یہ شخص دمشق سے زبدانی تک میرے خچر کا کرایہ کیا کرتا تھا تو ایک بار یہ شخص میرے ساتھہ سوار ہوا اور ہم
ایک ویران راہ پر سے گذرے تو وہ بولا اس راہ سے چلو یہ نزدیک راہ ہے مین نے کہا مجھے اس راہ کی واقفی نہین ہے
وہ بولا نہین یہ بہت نزدیک ہے خیر ہم اسی راہ مین چلے تو ہم ایک سخت مکان اور وادی عمیق پر پہونچے اور وہین
بہت مقتول پڑے تھے تو وہ شخص بولا کہ خچر روک مین اترتا ہون اور وہ اترا اور تہ بند باندھا اور اپنے کپڑے
تہالی اور چھری جو اسکے ساتھ تھی اسکو نکالکر میرے قتل کرنے کے لیے کھینچا تو مین اسکے آگے سے بھاگ گیا
اور اسنے میرا پیچھا کیا مینے اللہ عز وجل کا واسطہ ڈالا اور کہا خچر اور جو کچھہ خچر پر اسباب ہی سب کچھہ لے لے اور مجھکو
ایذا نہ دے وہ بولا یہ تو مینے لیا لیکن میرا ارادہ تجھکو قتل کرنیکا ہے تب مینے اسکو اللہ عز وجل اور اسکے عذاب سے
ڈرایا پر اس کمبخت نے نہ مانا آخر مین مینے اسکے آگے گردن رکھدی اور مینے کہا اگر تو مجھہ کو چھوڑ دیوے اتنا کہ مین
دو رکعت ادا کرون تو یہ تیرا احسان ہی وہ بولا اچھا جلدی کر تو مین کھڑا ہوا نماز پڑھنے کو ولیکن مارے دہشت
کے مجھکو قرآن کا ایک حرف بھی یاد نہین آتا تھا اور مین حیران پریشان کھڑا تھا اور وہ کہتا تھا جلدی فارغ
ہو کہ میری زبان پر اللہ عز وجل نے اپنا یہ قول جاری کر دیا اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَیَکْشِفُ السُّوْٓءَ
اتنے مین ایک سوار اس وادی کے کنارے سے آیا نیزہ ہاتھہ مین لیے ہوئے اور اسنے اس آدمی کو وہ نیزہ مارا اور
اسکے دل پر لگا اور وہ بیہوش ہو کر گر گیا اور مین سوار کے ساتھہ چمٹ گیا اور پوچھنے لگا آپکو خدا کی قسم آپ
بتائیے آپ کون ہین وہ بولا اسکا بھیجا ہوا ہون جو پہنسے کی پکار کو پہنچتا ہے جب وہ اسکو پوکارے اور
کھولتا ہے برائی ابوبکر نے کہا پھر مینے اپنی خچر اور اسباب کو لے لیا اور صحیح وسالم اپنے گھر واپس آیا اور
فاطمہ بنت حسن ام احمد عجمیہ کے ترجمہ مین مذکور ہے کہ اسنے کہا ایکدن کفار نے مسلمانون کو ایک لڑائی
مین ہزیمت دی تو ایک عمدہ گھوڑا اپنے سوار کو لیکر کھڑا ہو گیا اور وہ سوار آسودہ آدمی اور نیکبخت تھا
وہ گھوڑے کے لیے بولا ارے کمبخت تجھے کیا ہوا ایسے ہی وقتون کے لیے تو مین تجھکو تیار کرتا رہا گھوڑے نے
جواب دیا کہ مین کیونکر قصور نہ کرون اور تو میرا چارہ سائیسون کی سپرد کر دیتا ہے اور وہ مجھپر ظلم کرتے ہین
اور مجھکو اسمین سے تھوڑا سا کھلاتے ہین وہ سوار بولا میرا تیرے ساتھہ آج سے اللہ کے لیے عہد ہے کہ مین تجھکو
اپنی گود مین چارہ کھلایا کرونگا تب وہ گھوڑا اسکو وہان سے لے نکلا اور اسنے نجات پائی اور اسکا یہ امر
لوگون کے درمیان مشہور ہوا اور لوگ اسکے پاس آنے جانے لگے لوگ اس سے یہ ماجرا سنین اور بڑی کے

بادشاہ کوبھی یہ خبر ہوئی اور بولا اس شہر پر کبھی ظلم نہ ہوگا جسمین ایسا شخص موجود ہے اور سنی اپنے شہر مین اس شخص کو طلب کرنیکے لیے ایک حیلہ بنایا اسطرح کہ ایک مرتد آدمی کو اُسکے پاس بھیجدیا اس کمبخت نے اس نیکبخت کے پاس جاکر یہ ظاہر کیا کہ تیری نیت اسلام لانے مین درست ہے یہانتک کہ اس نیکبخت نے اس بدبخت کو معتبر جانا پہر وہ دونو ایک دن دریا کے کنارے نکلے اور بادشاہ کی طرف سے ایک اور آدمی اس کام پر متعین تہا تو کہ یہ دونو موقعہ پاکر اس نیکبخت کو قید کرلین یہانتک کہ وہ دوسرا بھی وہان پہنچ گیا جب اُن دونون نے اسکو پکڑنے کا ارادہ کیا تو اس نیکبخت نے آسمان کیطرف دیکھا اور بولا اللّٰھُمَّ اِنَّهٗ اِنَّمَا خَدَعَنِیْ بِكَ فَاكْفِنِيْهِمَا بِمَا شِئْتَ یعنے یا اللہ اس شخص نے مجھکو اسلام ظاہر کرکے دہوکا دیا اب تو ان دونو کو سنبھال جسطرح چاہے تو دو درندے نکلے اور ہر ایک نے ہر ایک کو پکڑ لیا اور وہ شخص صحیح وسلامت چلا آیا اور یہ جو فرمایا وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ تو اسکے معنے یہ ہین کہ اللہ عزوجل ایک قرن کے بعد دوسرا قرن پیدا کرتا ہے جیسے دوسری آیت مین فرمایا اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَسْتَخْلِفْ مِنْۢ بَعْدِكُمْ مَّا يَشَآءُ كَمَآ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ ذُرِّيَّةِ قَوْمٍ اٰخَرِيْنَ یعنے اگر چاہے تمکو لیجاوے اور پیچھے تمہارے قائم کرے جسکو چاہے جیسا تمکو کہڑا کیا اور ون کی اولاد سے اور جیسے فرمایا وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ الْاَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ یعنے اور اسی نے کیا تمکو نائب زمین مین اور بلند کیے تم مین درجے ایک کے ایک پر کہ آزماوے تمکو اپنے دیے حکم مین تیرا رب شتاب کرتا ہے عذاب اور وہ بخشنے والا مہربان ہے اور جیسے فرمایا وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً یعنے اور جب کہا تیرے رب نے فرشتون کو مین زمین مین ایک قوم پیدا کرنے والا ہون جو نائب ہوگا بعض انکا بعض کے جیسے ہم یہ تقریر بیان کرچکے اور یہی معنے ہین اس آیت کے وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ یعنے ایک امت کو دوسری امت اور ایک جیل کو دوسری جیل اور ایک قوم کو دوسری قوم کے بعد پیدا کرتا ہے اور اگر وہ چاہتا تو سب کے سب کو دفعۃً ایجاد کردیتا اور بعض کو بعض کی اولاد سے نہ پیدا کرتا بلکہ اگر چاہتا تو ساری مخلوقات کو آدمؑ کی طرح مٹی سے پیدا کر دیتا اور اگر چاہتا تو بعض کو بعض کی اولاد سے پیدا کرتا و لیکن سب کو یکبارگی نہ مارتا پہر انپر زمین تنگ ہوجاتی اور تنگ ہو جاتی انپر انکی معاش اور کسبا اور ضرر پاتا بعض انکا بعض سے لیکن اسکی حکمت اور قدرت کا مقتضا یہی ہوا کہ انکو نفس واحدہ سے پیدا کرے پہر انکو پہیلا وے زمین مین اور ایک قرن کے بعد دوسرا قرن اور ایک امت کے بعد دوسری امت ظاہر کرے یہانتک کہ مقرر وقت پورا ہوجاوے اور مخلوقات فارغ

ہوجاوے جیسے اللہ تبارک تعالی نے مقدر کیا اس پاس انکا شمار ہے اور کن کہی ہے انکی گنتی پھر جب معیاد مقرر
پوری ہوجاویگی تو قائم کریگا قیامت کو اور ہر عامل کو اسکے جزا پوری دیگا و لہذا فرمایا اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ
اِذَا دَعَاهُ وَیَکْشِفُ السُّوْٓءَ وَیَجْعَلُکُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ یعنے بہلا کوئی قادر ہے
اللہ عزوجل کے ساتہہ ان کا سوئے یا یہ معنے ہین کہ بہلا کوئی اور حاکم ہے اللہ عزوجل کے ساتہہ جسکی عبادت
کیجاوے حالانکہ ثابت ہوچکا کہ اللہ عزوجل وہی متفرد ہے ان کاسونہین وہی اکیلا ہے اسکا کوئی شریک
نہین ہے انکی سوچ بہت کم ہے جو انکو حق کیطرف مرشد ہو اور صراط مستقیم کیطرف ہادی ہو امتنے ملنے
تفسیر الحافظ ابن کثیر فتح مین کہا ہے کہ مضطر اسم مفعول ہے اضطرار کا جو افتعال ہے ضرورت سے اور ضرورت
وہ حاجت ہے جو انسان کو چمٹی کیطرف محتاج کرے عرب لوگ کہتے ہین اِضْطَرَّهٗ اِلٰی کَذَا اور مضطر مکروب
مجہود ہے جسکو تکلیف پہونچی ہو اور اسکے پاس کوئی حول اور قوت نہ ہو بعض نے کہا مضطر وہ مذنب
ہے جو استغفار کرے بعض نے کہا مضطر وہ مظلوم ہے جو دعا کرے یا ہاتہہ اوٹہاوے اور توحید کے سوا
اسکے پاس کوئی حسنہ نہ ہو اور توحید سے بھی خطر پر ہو بعض نے کہا مضطر وہ شخص ہے جسکو فقر یا مرض لگا
ہو یا اسپر کوئی بلا اتری ہو حوادث روزگار سے اور سہی اسکو اللہ عزوجل کے آگے گڑگڑانے کیطرف بیقرار کر
دیا ہو اور لام مضطر مین جنس کے لیئے ہے نہ استغراق کے واسطے کیونکہ بعض مضطرین کی دعا قبول نہین ہوتی
بسبب کسی مانع کے جو وہ روکتا ہے دعا کی قبولیت کو ورنہ اللہ عزوجل نے مضطر کی دعا قبول کرنے
کا ذمہ اوٹہایا ہے جب وہ اسکو پکارے اور اللہ عزوجل نے اپنی ذات پاک سے خبر دی ہے کہ میرے
سوا مضطر کی دعا کون قبول کرتا ہے اور مضطر کی دعا کے قبول ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ اضطرار جو اسکو
لگا ہوتا ہے اسکی وجہ سے وہ دعا مین مخلص ہوتا ہے اور اسکی ماسوی اللہ سے قطع نظر ہوتی ہے اور اللہ
عزوجل نے خبر دی ہے کہ وہ ان لوگون کی دعاؤن کو قبول فرماتا ہے جو خالص اسی سے مانگتے ہین
اگرچہ وہ کافر ہون فرمایا حَتّٰٓی اِذَا کُنْتُمْ فِی الْفُلْكِ وَجَرَیْنَ بِهِمْ بِرِیْحٍ طَیِّبَةٍ وَّفَرِحُوْا بِهَا جَآءَتْهَا
رِیْحٌ عَاصِفٌ وَّجَآءَهُمُ الْمَوْجُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ اُحِیْطَ بِهِمْ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ
لَهُ الدِّیْنَ لَئِنْ اَنْجَیْتَنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِیْنَ یعنے یہانتک کہ جب تم ہوئے کشتی
مین اور لیکر چلیان لوگون کو اچہی باؤ سے اور خوش ہوئے آئی اسپر باؤ جہوکی کی اور آئی انپر لہر ہر
جگہہ سے اور اٹکلا اونہون نے کہ وہ گہر گئے پکارنے لگے اللہ کو نرے ہوکر اسکی بندگی مین اگر تو بچاوے

تمکو اس سے تو مشقت مین ہم ہین گر گئے تا آخر جب بچا دیا اونکو اللہ تعالی نے اسی وقت شرارت کرنے لگے زمین مین ناحق
کی اور جیسے فرمایا وَاِذَا مَسَّ النَّاسَ ضُرٌّ دَعَوْا رَبَّهُمْ مُّنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَا اَذَاقَهُمْ مِّنْهُ رَحْمَةً اِذَا
فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ فَتَمَتَّعُوْا فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ یعنے اور جب لگے لوگون کو
کچھ سختی پکارین اپنے رب کو اسکی طرف رجوع ہوکر پھر جہان چکھا دی انکو اپنی طرف سے کچھ مہربانی کچھ لوگ ان مین
اپنے رب کا شریک لگے بتانے کہ منکر ہو جاوین ہمارے دیئے سے سو کام چلا لو اب آگے جان لوگے تو اللہ عز وجل نے
کفار کی دعا کو قبول فرمایا جب وہ بیقرار ہوئے اسکی طرف اور قطع نظر کی انہون نے اسکے سوا سے باوجود اسکے
کہ اسکو معلوم ہے کہ یہ ضرور شرک کیطرف عود کرینگے اور سوء وہ چیز ہے جو انسان کو غم مین ڈالے خواہ وہ
کوئی چیز ہو بعض نے کہا سوء سے ضر مراد ہے بعض نے کہا جو مراد ہے اور یہ عطف عام کا ہے خاص پر
اور زمین مین خلیفہ کرنے سے یہ مراد ہے کہ ایک قرن گزرنے کے بعد دوسرا قرن اسکا قائم مقام کرتا ہے بعض نے کہا
معنے یہ ہین کہ تمہارے اولاد کو تمہارا نائب کرتا ہے بعض نے کہا معنے یہ ہین کہ تمکو زمین مین جنون کا
جانشین بنایا ہے بعض نے کہا معنے یہ ہین اور کرتا ہے مسلمانون کو جانشین کافرون کے جو وارث ہوتے ہین
انکی زمینون اور دیار مین کیا کوئی حاکم ہے جو تمکو یہ جسیم نعمتین عطا کرتا ہے اللہ کے سوا تمہاری سوچ بہت
کم ہے تو یہ کنایہ ہے بالکل سوچ نہ کرنے سے تو مراد یہ ہے کہ وہ بالکل سوچ نہین کرتے کہا کرخی نے قلت
کا لفظ نفی کے معنے مین بھی مستعمل ہوتا ہے اَمَّنْ يَّهْدِيْكُمْ فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَنْ يُّرْسِلُ
الرِّيٰحَ بُشْرًا بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ تَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۔ بھلا کون راہ بتاتا ہے
تمکو اندھیرون مین جنگل کے اور دریا کے اور کون چلاتا ہے باوین خوشخبری لاتیان اسکی مہر سے آگے
اب کوئی حاکم ہے اللہ کے ساتھ اللہ بہت اوپر ہے اس سے جو شریک بتاتے ہین ف اللہ عز وجل
اس آیت مین ارشاد فرماتا ہے کہ جنگلون اور دریاؤن کے اندھیرون مین تمہارے چلنے کے لیے
جو دلائل سماویہ اور ارضیہ موجود ہین یہ اللہ عز وجل کے سوا کسی اور نے بنائے ہین نہین انکو اسی نے تمہاری
راہداری کے لیے پیدا کیا ہے جیسے فرمایا وَعَلٰمٰتٍ وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ یعنے اور بنائے تیر
اور تارے سے لوگ راہ پاتے ہین یعنی راہ مین سیدھے رہین کہ بھول نہ جاوین اور فرمایا وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ
لَكُمُ النُّجُوْمَ لِتَهْتَدُوْا بِهَا فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ قَدْ فَصَّلْنَا الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ یعنے اور
اسی نے بنا دیئے تمکو تارے کہ انسے راہ پاؤ اندھیرون مین جنگل اور دریا کے ہمنے کھول سنا دیئے ان

لوگون کو جو جانتے ہین رحمت سی اس آیت مین وہ بادل مراد ہے جسمین مینہ ہو جسکو اللہ عز وجل اُن لوگون پر
اتارتا ہے جو قحط زدہ ہون اور نا امید ہوگئے ہون فتح مین کہا ہے کہ بر و بحر کے ظلمات مین راہ دینے سی
مراد یہ ہے کہ جب تم بر و بحر کا سفر اپنے مقاصد کے لیے اختیار کرتے ہو تو اندہیری راتون مین وہ تمکو راہ دیتا ہے
بعض نے کہا ظلمات بر سے جنگل کی اُجاڑین مراد ہین جنمین کوئی پتہ نہ ہو اور ظلمات بحر سے دریا کی لہرین
مراد ہین اور انکو تشبیہ دی ظلمات سے اسلیے کہ وہان کوئی ایسی چیز موجود نہین ہوتی جو بدرقہ بنے بعض نے کہا
معنے یہ ہین کہ وہ تمکو رات مین تارون سے راہ دیتا ہے اور دن مین زمین کی علامات سے اور رحمت سے مطر مراد
ہے اور معنے یہ ہین کہ وہ مینہ کے اترنے سے پہلے ہوا بہیجکر تمکو خوشی دلاتا ہے کیا کوئی حاکم ہے اللہ عز و
جل کے ساتھ جو یہ کام کرے اور اسکا موجد ہو وہ تقدس اور متعالی ہے اُن چیزون سے جنکو یہ کفار اسکے
لیے ثابت کرتے ہین أَمَّنْ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ وَمَنْ يَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ أَإِلَٰهٌ مَّعَ اللَّهِ قُلْ هَاتُوا
بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ بہلا کون ہے جو پہلے بناتا ہے پہر اسکو دوہراتا ہے اور کون روزی دیتا
ہے تمکو آسمان سے اور زمین سے اب کوئی حاکم ہے اللہ کے ساتھ تو کہہ لاؤ اپنی سند اگر تم سچے ہو
یعنے وہی ہے جو اپنی قدرت اور سلطان کے ساتھ مخلوقات کو پہلے بناتا ہے پہر اوسکو دوہراوے گا
جیسے دوسری آیت مین فرمایا إِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيدٌ إِنَّهُ هُوَ يُبْدِئُ وَيُعِيدُ یعنی بیشک تیرے
رب کی پکڑ سخت ہے بیشک وہی پہلی بار پیدا کرے اور وہی دوسری بار جیسے فرمایا وَهُوَ الَّذِي يَبْدَأُ
الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ وَهُوَ أَهْوَنُ عَلَيْهِ وَلَهُ الْمَثَلُ الْأَعْلَىٰ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ
یعنے اور وہی ہے جو پہلی بار بناتا ہے پہر اسکو دوہراویگا اور وہ آسان ہے اسپر اور اسکی کہاوت سب سے اوپر
آسمان و زمین مین اور وہ ہے زبردست حکمتون والا اور آسمان و زمین سے رزق دینے سے مراد یہ ہے
کہ آسمان سے مینہ اوتارتا ہے اور زمین سے اُگنے کی چیزین نکالتا ہے جیسے اللہ عز وجل نے دوسری
آیت مین فرمایا وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الرَّجْعِ وَالْأَرْضِ ذَاتِ الصَّدْعِ یعنے قسم ہے آسمان مینہ والے
کی اور زمین پہٹنے والی کی یعنے جسمین سے پہوٹ نکلتی ہے کہیتی اور درخت اور جیسے فرمایا يَعْلَمُ مَا
يَلِجُ فِي الْأَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَاءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيهَا جانتا ہے جو
پیٹہتا ہے زمین مین اور جو اس سے نکلتا ہے اور جو اترتا ہے آسمان سے اور جو اسمین چڑہتا ہے تو وہ
تبارک تعالے اتارتا ہے آسمان سے پانی پہر اسکو چلاتا ہے چشمون مین زمین کے پہر نکالتا ہے

اس سے کہیتی کئی کئی رنگ بدلتی اور جیسے فرمایا وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً فَاَخْرَجْنَا بِهٖٓ اَزْوَاجًا مِّنْ نَّبَاتٍ
شَتّٰى كُلُوْا وَارْعَوْا اَنْعَامَكُمْ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي النُّهٰى یعنے اور اوتارا اللہ عزوجل نے آسمان سے
پانی پہر نکالے ہمنے اس سے بہانت بہانت کی سبزی اور ہمنے فرمایا کہاؤ اور چراؤ اپنے چوپایون کو البتہ اسمین پتے ہین
عقل رکہنے والون کو وہ ہذا فرماتا ہے ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ یعنے بہلا کوئی اور حاکم ہے اللہ عزوجل کے ساتہہ جو یہ کام کرتا
ہے اور اگر یہ معنے کیے جاوین بہلا جو سر سے بناتا ہے مخلوق کو پہر اسکو دوہراتا ہے اور جو تمکو آسمان و زمین
سے روزی دیتا ہے برابر ہے یا اور وہ جو یہ کام نہ کرے تو جملہ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ کے یہ معنی ہونگے بہلا کوئی حاکم ہے
اللہ عزوجل کے ساتہہ اس ثبوت کے بعد لے آؤ اپنی سند اور انہون کی عبادت پر اگر تم اسمین سچے ہو اور یہ بات
معلوم ہے کہ انکے پاس کوئی حجت نہین اور نہ برہان جیسے اللہ عزوجل نے فرمایا وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا
اٰخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ یعنے اور جو کوئی پکارے
اللہ کے ساتہہ دوسرا حاکم جسکی سند نہین اسکے پاس سو اسکا حساب ہی اُسکے رب کے نزدیک بیشک بہلا نہ
پاوینگے منکر فتح کا بیان کاشف یہ ہے کہ کفار مکہ اس بات کے اقراری تہے کہ اللہ عزوجل ہی خالق ہے تو اللہ عزوجل
نے انکو الزامی طور پر فرمایا کہ جو شخص پہلے بار بنانے پر قادر ہے وہ دوسری بار بنانے پر بہی قادر ہے اور فرمایا
تم کوئی حجت عقلی یا نقلی بیان کرو کہ اللہ عزوجل کا کوئی شریک ہے یا یہ معنے کہ اپنی سند پیش کرو اسپر کہ کوئی دوسرا
صانع ہے جو یہ کام کرتا ہے اگر تم سچے ہو اسمین کہ اللہ سبحانہ کے ساتہہ اور حاکم ہے جسنے بنائی کوئی چیز
اشیاء مذکورہ سے اور اس آیت مین تبکیت ہے کفار کے لیے تہکم ہے انکے ساتہہ اور کفار نے حضرت صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم سے قیامت کے قائم ہونے کا وقت دریافت کیا تب یہ آیت اتری قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ
فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ۝ بَلِ ادّٰرَكَ عِلْمُهُمْ فِي
الْاٰخِرَةِ بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْهَا بَلْ هُمْ مِّنْهَا عَمُوْنَ ۝ تو کہہ خبر نہین رکہتا ہے جو کوئی ہے
آسمان اور زمین مین چہپی چیز کی مگر اللہ اور انکو خبر نہین کب جلائے جاوینگے بلکہ ہار گرے انکی دریافت آخرت
مین بلکہ انکو دہوکا ہے اسمین بلکہ وہ اس سے اندہے ہین **ف** یعنے عقل دوڑا کر تہک گئے آخرت
کی حقیقت نہ پائی کبہی شک کرتے ہین کبہی منکر ہوتے ہین **ف** اللہ عزوجل ان آیات مین اپنے
پیغمبر کو حکم کرتا ہے کہ سب لوگون کو یہ کہدے خبر نہین رکہتا جو کوئی ہے آسمان اور زمین مین چہپی چیز کی مگر
اللہ اور استثنا منقطع ہے کیونکہ وہی وحدہ لاشریک لہ قیامت کے علم مین متفرد ہے جیسے انہی فرمایا

وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَرَقَةٍ إِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِي ظُلُمٰتِ الْأَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ إِلَّا فِي كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ یعنے اوراسی پاس کنجیان ہین غیب کی انکو کوئی نہین جانتا اُسکے سوا اور وہ جانتا ہے جو جنگل اور دریا مین اور نہین جھڑتا کوئی پات جو وہ نہین جانتا اور نہ کوئی دانہ زمین کے اندہیرون مین اور نہ ہرا نہ سوکہا جو نہین کہلی کتاب مین یعنی لوح محفوظ مین اور جیسے فرمایا اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوْتُ إِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ یعنے اللہ جو ہے اس پاس ہے قیامت کی خبر اور اتارتا ہے مینہ اور جانتا ہے جو ہے ماں کے پیٹ مین اور کوئی جی نہین جانتا کیا کریگا کل اور کوئی جی نہین جانتا کس زمین مریگا تحقیق اللہ سب جانتا ہے خبردار اور آیات اس باب مین بہت ہین اور یہ جو فرمایا اور انکو خبر نہین کب جلائے جاوینگے یعنے مخلوقات جو آسمانون اور زمینون مین آباد ہے ساعت کے وقت سے بیخبر ہے جیسے اُسنے دوسرے مقام مین فرمایا ثَقُلَتْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ لَا تَأْتِيْكُمْ إِلَّا بَغْتَةً يَسْـَٔلُوْنَكَ كَأَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ یعنے تجہہ سے پوچہتے ہین قیامت کسوقت ہے اسکا ٹہیراؤ تو کہہ اسکی خبر تو ہے میرے رب ہی پاس وہی کہول دکہاویگا اسکو اپنے وقت پر بہاری بات ہے آسمان و زمین مین تم پر آوے گی تو بیخبر آویگی تجہہ سے پوچہنے لگتے ہین گویا کہ تو اُسکا تلاشی ہے تو کہہ اسکی خبر ہے خاص اللہ پاس لیکن اکثر لوگ نہین سمجہہ رکہتے حضرت عائشہ رضہ سے مروی ہے کہ انہون نے کہا جو شخص دعوے کرے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کل کی بات جانتے ہین تو اُسنے اللہ عزوجل پر سخت جہوٹ باندہا اسلیے کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللّٰهُ رَوَاهُ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ اور کہا قتادہ نے اللہ عزوجل نے تارون کو تین کامون کے لیے بنایا آسمان کی زینت کے لیے اور راہون کے پتے اور پہینک مار واسطے شیطانون کے پہر جسنے تارون کو ان تینون کے سوا کسی اور مطلب کے واسطے سمجہا تو اُسنے اپنی رای قایم کی اور وہ اپنا حصہ بہول گیا اور اوس نے اپنا نصیب ضائع کیا اور تکلف کیا ایسی چیز کے لیے جسکی اسکو خبر نہین ہے اور اکثر لوگ جو اللہ عزوجل کے حکم سے جاہل ہین انہون نے ان تارون سے کہانت نکالی ہے اور کہتے ہین جو شخص بیاہ کرے حال یہ کہ فلان ستارہ فلان برج مین ہو تو وہ ایسا ہے اور جو سفر کرے حال یہ کہ فلان ستارہ

فلان برج مین ہو تو وہ ایسا ہے اور جو پیدا ہوا اور فلان ستارہ فلان برج مین ہو تو وہ ایسا ہے اور قسم ہے
اللہ عزوجل کے بقا کی کوئی ستارہ نہین ہے مگر اسمین سرخ اور سیاہ اور پست قد اور دراز قد اور حسن اور قبیح سب
طرح کے پیدا ہوتے ہین اور اسمین رہے اور اسمین داب و اس طیر کو غیب کی بات کی کچھ خبر نہین ہے اور اللہ
عزوجل نے فیصلہ کر دیا ہے اسطرح کہ خبر نہین کہتا آسمان و زمین مین کوئی مگر اللہ اور انکو خبر نہین کب
جلائے جاوینگے رَوَاہُ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ بِجُمْلَتِهٖ اور یہ کلام جلیل متین صریح ہے اور یہ جو فرمایا بلکہ
ہارگئی انکی دریافت آخرت کی باب مین تو معنے یہ ہین کہ بس ہو گیا ان کا علم اور تھک گیا اسکے وقت کی
معرفت سے اور دوسرون نے اسکو پڑھا ہے بَلِ ادّٰرَكَ عِلْمُهُمْ یعنے برابر ہے علم لوگون کا قیامت کے بارے مین جیسے صحیح
مسلم مین مروی ہے کہ جب حضرت جبرئیل نے حضرت صلعم سے قیامت کا وقت پوچھا تو آپ نے فرمایا مَا
الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ یعنے سائل اور مسئول کا علم قیامکا وقت دریافت کرنے سے عاجز ہونے
مین برابر ہے اور علی بن ابی طلحہ نے ابن عباس رضہ سے نقل کیا کہ ادارک بمعنے غاب ہے یعنے قیامت کے بارے
مین انکی دریافت غائب ہے اور قتادہ نے کہا قیامت کے بارے مین انکا علم نافذ نہین ہوا یہ ایک قول
ہے اور عطاء خراسانی نے ابن عباس سے اس آیت کی تفسیر مین یہ نقل کیا کہ قیامت کو وہ اسوقت جانینگے
جب اسکا جاننا مفید نہ ہو رَوَاہُ ابْنُ جُرَیْجٍ اور یہی قول ہے عطاء خراسانی اور سدی کا کہ انکا علم قیامت
کے بارے مین قیامت کے دن پورا ہو جاوے گا جہان انکو یہ کچھ فائدہ نہ دیوے جیسے اللہ عزوجل نے
دوسری آیت مین فرمایا اَسْمِعْ بِهِمْ وَاَبْصِرْ یَوْمَ یَاْتُوْنَنَا لٰكِنِ الظّٰلِمُوْنَ الْیَوْمَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ
یعنے کیا سنتے دیکھتے ہونگے جسدن آوینگے ہمارے پاس پر بے انصاف آجکے دن صریح بہکتے ہین
اور حسن بصری اس آیت کو یون پڑھتے تھے بل ادرك علمهم یعنے جب وہ آخرت کو دیکھینگے تو انکا
دنیا کے بارے مین جواب علم ہے بیکار ہو جاوے گا اور یہ جو فرمایا بَلْ هُمْ فِیْ شَكٍّ مِّنْهَا تو ضمیر مرفوع منفصل
جنس کفار کیطرف راجع ہے اور یہ اللہ عزوجل کا قول ویسا ہے جیسے اللہ عزوجل نے دوسرے مقام مین فرمایا
وَعُرِضُوْا عَلٰی رَبِّكَ صَفًّا لَقَدْ جِئْتُمُوْنَا كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍۭ بَلْ زَعَمْتُمْ اَلَّنْ نَّجْعَلَ لَكُمْ
مَّوْعِدًا اور سامنے آئے تیرے رب کے قطار کر کے آپہنچے تم ہمارے پاس جیسے ہمنے بنایا تھا تمکو پہلی بار نہین
تم بتاتے تھے کہ نہ ٹھہراوینگے ہم تمہارا کوئی وعدہ اور ایسا ہی یہان فرمایا بلکہ وہ کافر شک مین ہین قیامت سے بلکہ
اندھے ہین اور بڑی جہالت مین قیامت کے امر اور شان سے فتح کا بیان یہ ہے کہ استشنا د

منقطع ہے اور معنے یہ ہین کہ آسمانون و زمین مین جو ملائکہ اور انسان وغیرہ موجود ہین ان مین ہر کوئی شخص اُس چیز
کو نہین جانتا تھا جسکو اللہ عزوجل نے اپنے واسطے پسند کر لیا لیکن اللہ عزوجل اسکا عالم ہے اور الا کا ما بعد تمیم کی لغت
پر مرفوع ہے جیسے شاعر کے اس قول مین ہے اِلَّا الْيَعَافِيرُ وَاِلَّا الْعِيسُ بعض نے کہا آیت کے معنے یہ ہین نہین
جانتا ان لوگون سے کے پوشیدہ امور جو آسمان و زمین مین ہین اور وہ اشیا جو آسمان و زمین مین ظاہر ہوتی ہین
مگر اللہ عزوجل بخاری و مسلم نے حضرت عائشہ رض سے نکالا کہ تین باتین ہین جو شخص ان مین سے ایک بات بھی
کہے تو اسنے اللہ عزوجل پر سخت جھوٹ باندھا اور فرمایا حدیث کے آخر مین اور جو شخص کہے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ و
سلم لوگون کو خبر دیتے تہے اس امر کی جو کل کو ہوگا تو اسنے اللہ پر سخت افترا باندھا اور اللہ عزوجل یون فرماتا
ہے قُلْ لَا يَعْلَمُ الآیۃ اور ادارک اصل مین تدارک ہے باب تفاعل سے بعض نے پڑہا ادرک مشتق ادرک
سے ہے اسکو لام بل کی فتح اور تشدید دال سے پڑھا گیا ہے اور ادرک کو استفہام کے طور پر بھی پڑہا گیا ہے
اور تدارک بھی پڑہا گیا ہے تا کی اثبات کے ساتھ اور آیت کے معنے یہ ہین بلکہ کامل ہو گیا ہے انکا علم آخرت کے
باب مین کیونکہ انہون نے دیکھ لیا جو انکو وعدہ دیا جاتا تھا اور اسکا معائنہ کر لیا بعض نے کہا ادرک بمعنے تتابع
و تلاحق ہے یعنے ہار گیا ہے انکا علم قیامت کی دریافت مین اور قرأت ثانیہ کی صورت مین یہ معنے ہونگے پورا
ہو جاویگا انکا علم معائنہ کے ساتھ ولیکن اسوقت یہ علم فائدہ بخش نہ ہوگا کیونکہ وہ دنیا مین جھٹلانے والون مین
سے تھے اور کہا زجاج نے یہ انکار ہے انپر اور اسپر دلیل ہے کہ اسکے بعد اللہ عزوجل نے فرمایا ہے بلکہ وہ اس سے
اندہے ہین اور مطلب یہ ہے کہ انکی دریافت آخرت کی دریافت کو نہین پہونچی بعض نے کہا معنے یہ ہین کہ
بلکہ گم ہوا اور غائب ہوا انکا علم آخرت کے بارے مین تو انکو آخرت کی کچھ خبر نہین ہے اور تیسرے قرأت
کے وہی معنی ہین جو قرأت اولی کے ہین کیونکہ باب افتعال اور تفاعل کا کبھی ایک ہی معنے ہوتا ہے اور اس
آیت مین اللہ عزوجل نے بیان کیا ہے کہ وہ آخرت سے ایسے جاہل ہین کہ کسی ایسی چیز کو حاصل نہین کرتے جو
انکو قیامت کے قائم ہونیکا یقین دلاوین تو جسنے بل ادرک علمہم کے یہ معنے کیے ہین کہ انکا علم کامل ہو جاویگا اور
پورا ہو جیسا [illegible] ہے گا قیامت کو دیکھکر تو اسکو اللہ عزوجل کے قول بَلْ هُمْ فِي شَكٍّ
منہا کے یہ معنی کرنے ہونگے بلکہ وہ شک مین ہونگے اسچیز سے جسپر وہ دنیا مین تہے اور جسنے کہا بل ادارک
علمہم استہزا ہے کفار کے ساتھ اور تبکیت ہے انکے لیے وہ اللہ عزوجل کے قول بَلْ هُمْ فِي شَكٍّ مِنْهَا
کو دنیا کے ساتھ مقید کرنے کا محتاج نہین ہے اور جب اللہ عزوجل نے بیان فرمایا کہ مشرک قیامت کے

شک مین ہین اور دلائل آخرت مین نظر کرنے مین وہ نابینا ہین تو چاہا کہ انکا اصل شبہ بیان کرے اور وہ صرف انکا استبعاد ہے مردون کے زندہ کرنے مین انکو مٹی ہونے کے پیچھے تو فرمایا وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَئِذَا كُنَّا تُرَابًا وَآبَاؤُنَا أَئِنَّا لَمُخْرَجُونَ لَقَدْ وُعِدْنَا هَٰذَا نَحْنُ وَآبَاؤُنَا مِن قَبْلُ إِنْ هَٰذَا إِلَّا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِينَ ۝ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُن فِي ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُونَ ۝ اور بولے وہ جو منکر ہین کیا جب ہم ہو گئے مٹی اور ہمارے باپ دادے کیا ہم کو زمین سے نکالنا ہے وعدہ مل چکا ہے اسکا ہمکو اور ہمارے باپ دادون کو آگے سے اور کچھ نہین یہ نقلین ہین اگلون کی تو کہہ پہر و ملک مین تو دیکھو کیسا ہوا آخر کام گنہگارون کا اور غم نہ کہا انپر اور نہ رہ خفگی مین انکے داؤ بنانے سے **ف** اللہ عزوجل ان آیات مین مشرکون مین سے منکرین بعث کا شبہ بیان فرماتا ہے کہ وہ اجساد کے دوبارہ پیدا ہونے کو ہڈیان اور مٹی ہونے کے پیچھے عقل سے دور سمجھتے ہین پہر فرمایا کہ وہ کہتے ہین وعدہ مل چکا ہے اسکا ہمکو اور ہمارے باپ دادون کو آگے سے یعنے ہم ہمیشہ سنتے رہے ہین اور ہمارے باپ دادے مگر اسکی حقیقت اور وقوع ہمکو تا ہنوز نظر نہین آیا اعادہ ابدان کا یہ وعدہ تو اگلون کی نقلین ہین جسکو ایکدوسرے کی کتابون سے لیتے چلے آتے ہین یہ وعدہ سچ نہین ہے اللہ عزوجل نے انکی اس بہ خیال کا جو انہون نے معاد کے نہ ہونیکی نسبت کیا جواب دیتا ہے اور فرماتا ہے تو کہہ اے محمد صلعم ان کافرون کو پہر و ملک مین اور دیکھو کیونکر آخر کام اور انجام ان لوگون کا جنہون نے اپنے پیغمبرون کو جھٹلایا اور تکذیب کی انہون نے اس چیز کی جسکو اللہ عزوجل کیطرف سے لائے امر معاد وغیرہ سے اور کیونکر انپر اللہ عزوجل کا عذاب و نقمت اور نکال اترا اور نکال لیا انکے درمیان سے اللہ عزوجل نے اپنے رسل کرام کو اور ان لوگون کو جنہون نے مسلمانون سے انکی تابعداری کی اس سے انکو معلوم ہو جاوے گا کہ جس پیغام کو رسل کرام اللہ تعالی کیطرف سے لائے تہے وہ حق و صدق تہا پہر اپنے پیغمبر کو تسلی دینے کے لیے فرمایا اور رنج نہ کر انپر جنہون نے قرآن مجید کو جھٹلایا اور نہ پچھتا انپر اور نہ ہلاک کر انکے واسطے اپنی جان پچھتا پچھتا کر اور نہ رہ خفگی مین انکے داؤ بنانے سے جو وہ تیری ہلاکت کے لیے بدسگالی کرتے ہین اور قرآن مجید کو رد کرتے ہین کیونکہ اللہ عزوجل تیرا مددگار اور ناصر ہے اور غالب کرنے والا ہے تیرے دین کو ان لوگون پر جو مشارق و مغارب مین اسکے مخالف و معاند ہین فتح کا بیان یہ ہے کہ کفار نے انکار کیا اور بعید جانا قبرون سے زندہ ہو کر نکلنے کو مٹی ہونے کے بعد پہر اس استبعاد کو موکد

سو کہ کیا اسپر کے ساتھہ جو وہ تکذیب ہے بعث کی اور بولے ہکو وعدہ ملا مرنے کے بعد جی اٹھنے کا اور ہمارے باپ دادون کو محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وعدہ دینے سے پہلے اور اس وعدہ پر کئی زمانے گذر چکے پر تا دم حال کوئی چیز اس وعدے سے واقع نہین ہوئی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وعدے کی کوئی حقیقت نہین ہے اور جملہ ان ہذا الآیۃ مستانفہ ہے جو چلایا گیا ہے ان کا انکار ثابت کرنے کے لیے کہ وہ یہہ ہی کہتے ہین اور اس جملہ کو شروع کیا قسم سی زیادہ تقریر کے واسطے اور لفظ اساطیر کے معنی کی تحقیق سورہ مومنون مین گذر چکی پہر اللہ عزوجل نے انکو ڈرایا اخبار بالبعث کے نہ قبول کرنے پر جسکو انبیا اللہ عزوجل کی طرف سے لائے اور انکو حکم کیا کہ امم سابقہ کے احوال مین غور کرین جنہون نے اپنے پیغمبر کو جہٹلایا اور نظر کرین اسپر مین جسکے ساتھہ وہ عذاب دیے گئے اور دیکھین اونکا آخر کام اور سر انجام کیا ہوا اور فرمایا قُلْ سِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِينَ اور نظر کے معنی یہ ہین کہ اُنکے آثار کو آنکھون سے دیکھین اسلیے کہ آنکھون سے دیکھنے مین زیادہ عبرت ہوتی ہے اور اولی الابصار کے لیے یہ دیکھنا کافی ہوجاتا ہے بعض نے کہا معنے یہ ہین اپنے دلون مین غور کرین کیونکر ہوا انجام کار پیغمبرون کے جہٹلانے والون کا لیکن معنے اول زیادہ ظاہر ہین اسلیے کہ اللہ عزوجل نے انکو حکم دیا زمین مین پہرنے کا اور اسمین تہدید ہے انکی واسطے تکذیب پر اور انکو ڈرایا ہے اس سے کہ اترے گا اُنپر بہی ویسا ہی عذاب جو انسے پہلے رسولون کے جہٹلانے والون پر اُترا حزن کا سبب یا تو فوت ہونا کسی امر کا ہوتا ہے زمانہ گذشتہ مین یا امید ہوتی ہے کسی مکروہ کے واقع ہونے کی زمانہ آئندہ مین اور معنے یہ ہین غم نہ کہا اسپر کہ کفار زمانہ ماضی مین ایمان نہین لائے اور نہ فکر اُنکے داؤ کا زمانہ آئندہ مین ضیق کہتے ہین حرج کو اور حرج کے معنے ہین تنگی کے اور پڑہا گیا ہے لاتکن ساتہہ ثابت رکہنے نون کے اسمقام مین اصل پر اور اس مضارع سے قرآن مجید مین جگہہ نون محذوف ہے نو مقام تو اُنسے ایسے ہین جنمین مضارع کا شروع تا سے ہے اور آٹھہ مین یا سے اور دو مین نون متکلم سے اور ایک مین ہمزہ سے اور وہ اللہ عزوجل کا یہ قول ہے وَلَمْ أَكُ بَغِيًّا اور آیت وَلَا تَكُن فِي ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُونَ کی تفسیر سورہ نحل کے آخر مین گذر چکی وَيَقُولُونَ مَتَىٰ

هَٰذَا الْوَعْدُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ۝ قُلْ عَسَىٰ أَن يَكُونَ رَدِفَ لَكُم بَعْضُ الَّذِي تَسْتَعْجِلُونَ ۝ وَإِنَّ رَبَّكَ لَذُو فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُونَ ۝ وَإِنَّ رَبَّكَ لَيَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُورُهُمْ وَمَا يُعْلِنُونَ ۝ وَمَا مِنْ غَائِبَةٍ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ

الا فی کتاب مبین اور کہتے ہین کب ہے یہ وعدہ اگر تم سچے ہو تو کہ شاید تمہاری پیٹھ پر پہنچی ہو بعضی چیز جسکی شتابی کرتے ہو اور تیرا رب تو فضل رکھتا ہے لوگون پر لیکن بہت شکر نہین کرتے اور تیرا رب جانتا ہے جو چھپ رہا ہے انکے سینون مین اور جو کھولتے ہین اور کوئی چیز نہین جو غائب ہو آسمان و زمین مین مگر ہے کھلی کتاب مین ف ان آیات مین اللہ عزوجل خبر دیتا ہے کہ مشرکین قیامت کے وقوع کو بعید خیال کر کے پوچھتے ہین کہ وہ وعدہ کب آویگا اگر تم اس وعدے مین سچے ہو اور انکا جواب دیتا ہے اور فرماتا ہے کہہ اے محمد صلعم شاید تمہاری پیٹھ پر پہنچی ہو بعضی چیز جسکی شتابی کرتے ہو کہا ابن عباس رضی نے ردف معنی مین قرب کے ہے یعنی شاید جس چیز کو تم جلدی مانگتے ہو وہ نزدیک ہو اور یہی قول ہے مجاہد اور ضحاک اور عطاء خراسانی اور قتادہ اور سدی کا اور یہی مراد ہے اللہ عزوجل کے اس قول مین ویقولون متی ہو قل عسی ان یکون قریبا یعنے اور کہتے ہین کب ہے یہ وعدہ کہ شاید یہ وعدہ نزدیک ہو اور فرمایا اللہ عزوجل نے ف یستعجلونک بالعذاب وان جہنم لمحیطۃ بالکفرین یعنے اور شتاب مانگتے ہین تجھ سے عذاب اور دوزخ گھیر رہی ہے منکرون کو پھر اللہ عزوجل نے فرمایا اور تیرا رب فضل رکھتا ہے لوگون پر اپنی نعمتون کے پورا کرنے مین انپر باوجود اسکے کہ وہ ظلم کر رہے ہین اپنے نفسون پر وے باوجود اسپر شاکر نہین ہین مگر تھوڑے ان مین سے اور تیرا رب ضمائر اور اسرار کو جانتا ہے جیسے ظواہر کو جانتا ہے جیسے فرمایا سواء منکم من اسر القول ومن جہر بہ ومن ہو مستخف بالیل وسارب بالنہار یعنے برابر ہے تم مین جو چپکی بات کہے اور جو کہے پکار کر اور جو چھپ رہا ہے رات مین اور گلیون مین پھرتا ہے دن کو یعنے جو اپنا کام رات کو چھپاوے یا انکو ظاہر کرے اللہ عزوجل کے نزدیک برابر ہے اور جیسے فرمایا یعلم السر واخفی یعنے اسکو خبر ہے چھپے کی اور اس سے چھپی کی چھپا ہے جو آہستہ بولے اور اس سے چھپا جو دل مین ہو اور فرمایا الا انہم یثنون صدورہم لیستخفوا منہ الا حین یستغشون ثیابہم یعلم ما یسرون وما یعلنون انہ علیم بذات الصدور یعنے سنتا ہے وہ کافر دوہرے کرتے ہین اپنے سینے کہ پردہ کرین اس سے سنتا ہے جس وقت اوڑھتے ہین اپنے کپڑے وہ جانتا ہے جو چھپاتے ہین اور جو کھولتے ہین وہ تو جاننے والا ہے جیون کی بات کافر کچھ مخالفت کی بات گھر مین کہتے اسکا جواب قرآن مجید مین اترتا سمجھے کہ کوئی کھڑا سنتا ہے جاکر رسول خدا سے کہدیتا ہے تب پھر ایسے بات کہتے تو کپڑا اوڑھکر جھک کر دوہرے ہو کر اسپر اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی پھر اللہ عزوجل نے خبر دی کہ وہ آسمانون اور زمین کے غیب کو جانتا

اور وہ عالم ہے غیب اور شہادت کا غائب وہ چیز جو بندونکی نظرون سے چھپی ہو اور شہادت وہ جسکو لوگ دیکھیں پھر
فرمایا وَمَا مِنْ غَائِبَةٍ کہا ابن عباس رض نے غائبہ سے شئی مراد ہے اور یہ آیت اللہ عزوجل کے اس قول کی طرح
ہے اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰہَ یَعْلَمُ مَا فِی السَّمَاۗءِ وَالْاَرْضِ اِنَّ ذٰلِکَ فِیْ کِتَابٍ ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ یَسِیْرٌ کیا
تجھکو معلوم نہیں کہ اللہ عزوجل جانتا ہے جو کچھ ہے آسمان و زمین میں یہ ہے لکھا کتاب میں یہ اللہ پر آسان
ہے فتح میں کہا ہے جب کوئی کسی سواری کے پیچھے بیٹھ جاوے تو کہتا ہے ردفت الرجل وارد فتہ اور جب کوئی
شخص کسی کے پیچھے آوے تو کہتے ہین رَدِفَہٗ کہا ابن شجرہ نے معنے ردفکم کے تبعکم کے ہین اور اسی محاورہ سے
ماخوذ ہے عرب کا یہ قول ردف المرءۃ یعنے فلان شخص عورت کے پیچھے پیچھے گیا کہا جوہری نے اور اَرْدفہ
بھی ایک لغت ہی ردفہ مین جیسے تبعہ اور اتبعہ کہا فراء نے ردف لکم دَنَا لَکُمْ یعنے تمہارے نزدیک ہے اور اسی
واسطے فرمایا لکم اور ردف دال کی فتح کے ساتھ پڑھا گیا ہے اور یہی ایک لغت ہی آمین اور دال کی کسرہ کے
ساتھ مشہور قرات ہی اور ابن عباس رض نے اَزِفَ لَکُمْ پڑھا ہے اور عسی اور لعل اور سوف یہ تینون حرف بادشاہون
کے مواعید مین جزم کے قائمقام ہوتے ہین اپنے مدخول کے ساتھ اور ملوک تو یہ الفاظ اپنا وقار ظاہر کرنے
کے لیے بولتے ہین اور اسلیے کہ ہمارا کنایہ ان لوگون کی تصریح کی طرح ہے جو ہمارے سوا ہین اور اسی کے
مطابق اللہ عزوجل کے وعید جاری ہین قَالَہٗ اَبُو السُّعُوْدِ اور معنے آیت کے یہہ ہین تو کہہ اے محمد صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم کافرون کو شاید یہ عذاب جسکا تمکو وعدہ ملتا ہے تمہارے پیچھے آرہا ہو اور تم کو ملنے والا ہو اس صورت
لام زائد ہوگا تاکید کے واسطے یا ردف معنے مین اقترب اور دنا کے ہی قالہ ابن عباس رض اس صورت مین لام زائدہ
نہ ہوگا اور جس چیز کو وہ شتاب مانگتے تھے وہ عذاب تھا یعنے عذاب کے اترنے مین استعجال کرتے تھے بعض نے
کہا یہ عذاب انپر بدر کے دن اترا اسطرح کہ انکے بڑے بڑے سر کردہ سردار قتل کیے گیے بعض نے کہا قبر مین انپر
عذاب ہوتا ہے پھر اللہ عزوجل نے اپنا فضل بیان فرمایا اور فرمایا وَاِنَّ رَبَّکَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَی النَّاسِ
یعنے اور تیرا رب صاحب فضل کا ہے لوگونپر عذاب کی تاخیر مین اور بہتر یہ ہے کہ آیت کو عموم پر حمل کیا جاوے
اور عقوبت مین تاخیر کرنا منجملہ اسکے فضل اور انعام اور احسان کے ہو پھر اللہ عزوجل نے بیان فرمایا کہ وہ
خبردار ہون انکے سینے کی باتون سے اور فرمایا اِنَّ رَبَّکَ لَیَعْلَمُ مَا تُکِنُّ صُدُوْرُھُمْ اکنان سے اخفاء مراد
ہے اور مطلب آیت کا یہ ہے کہ عذاب کی تاخیر اسلیے نہین ہو کہ اللہ عزوجل انکے احوال پر مطلع نہین ہے بلکہ
وہ صاحب فضل ہے ہمین باوجود علم کے بردباری کرتا ہے کہا ابن عباس رض اس آیت کی تفسیر مین وہ جانتا ہے

جو لوگ رات اور دن میں عمل کرتے ہیں اور کتاب مبین سے لوح محفوظ مراد ہے اور غائبہ وہ صفات غالبہ
میں سے ہے اور تا اسمیں مبالغہ کے لیے ہے جیسے راویہ اور علامہ میں اور بعض نے کہا یہ وہ تا ہے جو مصادر پر داخل
ہوتی ہے جیسے عافیت اور عاقبت میں کہا زمخشری نے اور یہی کی مثل ہے ذبیحہ اور نطیحہ اور رمیہ اس امر
میں کہ یہ اسما ہیں صفات نہیں ہیں کہا حسن نے غائبہ سے یہاں قیامت مراد ہے اور کہا مقاتل نے
جس عذاب کو یہ جلد طلب کرتے ہیں اسکا علم اللہ عزوجل کے پاس ظاہر ہے اگرچہ مخلوق سے پوشیدہ ہے اور کہا
ابن شجرہ نے غائبہ سے سمجھ تمام وہ چیزیں مراد ہیں جنکو اللہ عزوجل نے مخلوق سے پوشیدہ اور غائب
رکھا ہے وہ درج ہیں لوح محفوظ میں کیونکر اسپر ان میں کی کوئی چیز مخفی رہ سکتی ہے اور منجملہ ان مخفیات
کے وہ عذاب ہے جسکو یہ شتاب طلب کرتے ہیں اور وہ موقت ہے ایک مقرر وقت کی ساتھ اور اسکا علم اللہ عزوجل کے
پاس ہے پھر کسطرح یہ اسکی اجل مضروب سے قبل اسکو طلب کرتے ہیں اور کہا ابن عباس رض نے آسمان اور زمین
میں کوئی چیز کھلی اور چھپی نہیں ہے مگر وہ اسکو جانتا ہے إِنَّ هَٰذَا الْقُرْآنَ يَقُصُّ عَلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ

أَكْثَرَ الَّذِي هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ۝ وَإِنَّهُ لَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ ۝ إِنَّ رَبَّكَ يَقْضِي بَيْنَهُم بِحُكْمِهِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْعَلِيمُ ۝ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۖ إِنَّكَ عَلَى الْحَقِّ الْمُبِينِ ۝ إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَىٰ وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاءَ إِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِينَ ۝ وَمَا أَنتَ بِهَادِي الْعُمْيِ عَن ضَلَالَتِهِمْ ۖ إِن تُسْمِعُ إِلَّا مَن يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا فَهُم مُّسْلِمُونَ ۝

یہ قرآن سناتا ہے بنی اسرائیل کو اکثر چیز جسمیں وہ پھوٹ
رہے ہیں اور یہ سوجھ ہے اور مہر ہے ایمان والوں کو تیرا رب ان میں فیصلہ کریگا اپنی حکومت سے اور وہی
ہے زبردست سب جانتا سو تو بھروسا کر اللہ پر بیشک تو ہے صحیح کھلے راہ پر تو نہیں سنا سکتا مردوں کو اور نہیں سنا سکتا بہروں کو جب پھریں
وہ پیٹھ دیکر اور نہ تو دکھا سکے اندھوں کو جب راہ سے بچلیں تو تو سناتا ہے اسکو جو یقین کرتا ہو ہماری باتوں پر
سو وہ حکمبردار ہیں **ف** اکثر وہ چیز جسمیں پھوٹ رہی ہے یعنی بعضے قصے کی انکے یہاں کئی طرح روایتا تہی
اسمیں اسی طرح فرمایا جو صحیح تہا اکثر عقیدے اکثر مسئلے سمیں اسطرف اشارہ کر دے اسپر معلوم ہوا کہ صحیح وہی
تہا کہا حافظ ابن کثیر نے اللہ عزوجل اپنی کتاب عزیز اور جس ہدایت اور بیان اور فرقان پر وہ شامل ہے
کی طرف سے خبر دیتا ہے کہ یہ قرآن حاملین توریت و انجیل کو سناتا ہے اکثر وہ چیزیں جنمیں وہ اختلاف کرتے
ہیں جیسے وہ عیسی علیہ السلام کے بارے میں مختلف الاقوال ہیں یہود عیسی علیہ السلام کے بارے میں مفتری
ہیں اور عیسائی حد سے تجاوز ہیں اور قرآن مجید نے عیسی علیہ السلام کے مقدمہ میں قول وسط حق عدل

بیان کیا اور وہ یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک بندے ہین اللہ عزوجل کے بندون اور نبیون اور اسکے رسل کرام علیہم افضل التحیۃ والسلام مین سے جیسے اسنے دوسری جگہہ فرمایا ذٰلِكَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِي فِيهِ يَمْتَرُونَ یعنے یہ قصہ ہے عیسے مریم کے بیٹے کا (جو ہمنے بیان کیا) یہی بات جسمین لوگ جھگڑتے ہین اور یہ جو فرمایا وَإِنَّهُ لَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِلْمُؤْمِنِينَ تو اسکے یہ معنی ہین کہ یہ کتاب مومنون کے دلون کے لیے ہدایت ہے اور رحمت ہے انکے لیے عملیات مین پہر فرمایا إِنَّ رَبَّكَ يَقْضِي بَيْنَهُمْ الاٰیۃ یعنے تیرا رب انمین قیامت کے دن فیصلہ کریگا اپنی حکومت سے وہ عزیز ہے انتقام لینے مین اور علیم ہے اپنے بندونکے افعال اور اقوال سے سو تو بہروسا اللہ عزوجل پر اپنے جمیع امور مین اور پہنچادے اپنے رب کا پیغام تو ہے کہلی راہ پر ہے اگرچہ تیری مخالفت کرے جو بد بخت ازلی ہے اور ثابت ہوگیا ہے اسپر کلمہ عذاب کا اور وہ ایمان نہ لاوے گا ولہذا فرمایا إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَىٰ یعنے تو مردون کو نہین سنا سکتا وہ چیز جو انکے لیے مفید ہے ایسے ہی ان لوگونکے دلو نپر پردہ ہین اور انکے کانون مین بوجہہ ہے ولہذا فرمایا وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاءَ إِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِينَ وَمَا أَنْتَ بِهَادِي الْعُمْيِ عَنْ ضَلَالَتِهِمْ إِنْ تُسْمِعُ إِلَّا مَنْ يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا فَهُمْ مُسْلِمُونَ فتح مین کہا ہے کہ آیت مین بنی اسرائیل سے وہ اہل کتاب مراد ہین جو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے مین موجود تھے تصریح اور تنصیص کے ساتہہ اور سیوطی نے خاص کیا اکثر کو ساتہہ ذکر کے اور فرمایا اکثر الذی ہم فیہ یختلفون اور اہل کتاب مختلف ہین تشبیہ اور تنزیہہ مین اور بہشت اور دوزخ کے احوال مین اور عزیر اور مسیح علیہما السلام مین اور اسلیے کہ اہل کتاب مختلف فرق ہین اور متعدد گروہ جن مین سے ایکدوسرے پر طاعن ہے اور بعض بعض سے تبری ہے پس اللہ عزوجل نے قرآن مجید کو اس حق کے ظاہر کرنے کے لیے اوتارا جسمین وہ مختلف ہین پہر اگر وہ قرآن مجید پر عمل کرین تو ضرور پادین اسمین وہ راہ جو انکے اختلاف کا رافع ہوتا اور انکے تفرق کا دافع اور یہ قرآن ضرور بچانے والا ہے بہکنے سے اور بچاؤ ہے عذاب سے انکے لیے جنہون نے مانا اللہ کو اور اتباع کی اسکے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور اللہ عزوجل نے خاص کیا مومنون کو کیونکہ وہی مستفید ہین قرآن سے اور منجملہ انکے وہ لوگ ہین جو ایمان لائے بنی اسرائیل مین سے اور تیرا رب فیصلہ کریگا انکے درمیان جیسے فیصلہ کریگا انکے غیر مین قیامت کے دن پہر وہ جزا دیگا راستباز کو اور سزا دے گا مبطل کو پہر نہ قدرت دیگا کسی شخص کو اپنی مخالفت کی جیسے کفار نے دنیا مین مخالفت کی انبیاء اور رسل کرام علیہم افضل الصلوۃ والسلام کی بعض نے کہا معنے یہ ہین کہ فیصلہ کریگا انکے درمیان دنیا مین

اسطرح کہ ظاہر کریگا ان باتون کو جو انہون نے بدل دین اور حق بمعنے عدل اور حق اور محکوم بہ کے ہی اور وہ عزیز ہے جو نہین مغلوب ہوتا جانتا ہے جو وہ فیصلہ کریگا یا علیم بمعنے کثیر العلم ہے پہر اللہ عزوجل نے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو توکل اور کفار کی پرواہ نکرنے کا ارشاد فرمایا اور فرمایا فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فا ترتیب کیلیے ہے یعنے امر مرتب ہے اسپر جسکا ذکر ہو چکا کیونکہ یہ اوصاف ہر فرد پر یہ بات ثابت کرتی ہین کہ ہر ایک اپنی جمیع امور کو اسی کی سپرد کرے اور اس جملہ کے یہ معنی ہین اور تو سونپ اسی کو اپنا کام اور اسی پہ اعتماد کر اسلیے کہ وہ تیرا ناصر ہے پہر اسکی دو علتین بیان کین پہلی تو یہ کہ تو کہلے راہ پر ہے اور مبین علی الحق المبین مین بمعنے ظاہر ہے بعض نے کہا بمعنے مظہر ہے اور حق مبین سے مراد دین واضح ہے جسمین کسی قسم کا شبہ نہو اور اس علت سے معلوم ہوتا ہے کہ جو شخص صاحب حق ہو وہ اللہ عزوجل پر بہروسا کرے اور اسکی نصرت اور اسکی تایید اور حفاظت کا خواستگار ہے اور دوسری علت یہ ہی کہ تو نہین سُنا سکتا مردون کو اور مردون کفار مراد ہین جو مردہ دل ہین اور یہین اللہ عزوجل نے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طمع کو بالکل قطع کر دیا ہے انکی متابعت اور معاونت سے اور اللہ عزوجل نے اس آیت مین کفار کو تشبیہ دی مردون کے ساتہہ جیسے حس اور بے عقل ہوتے ہین اور بہرون کے ساتہہ جو مواعظ نہین سنتے اور نہ اللہ عزوجل کے طرف بلانے کو مانتے ہین اور یہ جو فرمایا اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ تو اسکے یہ معنے ہین کہ بہرا تو پکار نہین سن سکتا جب متوجہ ہو اور وہ کیونکر سنے گا جب حق سے معرض اور مدبر ہو کہا قتادہ نے بہرہ جب پیٹہہ دیکر جاتا ہو اور تو اسکو پکارے تو وہ تیرا بلانا نہین سنتا اسی طرح کفار ایمان کی طرف دعوت کو نہین سنتے اور سماع موتی کی نفی کے ظاہر سے تو عموم معلوم ہوتا ہے تو اس عموم سے خاص نہ ہوگی مگر وہی صورت جو حدیث مین وارد ہے جیسی بخاری مین مروی ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کافرون کو مخاطب فرمایا جو جنگ بدر مین مقتول ہو کر کنوئین مین پہینکدیے تہے اور حضرت عمر رض نے عرض کی اے رسول اللہ کے آپ ایسی جسمون سے بات کرتے ہین جنمین روح نہین ہی اور اسی طرح مخصوص ہوگی اس عموم سے وہ صورت جو وارد ہوئی ہے کہ مردہ ان لوگون کی جوتیون کی آواز سنتا ہے جو اسکو دفن کر کے واپس ہوتے ہین پہر اللہ عزوجل نے کفار کے لیے اندہون کی مثال بیان فرمائی اور فرمایا وَمَا اَنْتَ بِهٰدِي الْعُمْيِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ یعنے تو اس شخص کو جسکو اللہ عزوجل نے حق سے اندہا کر دیا ایسا راہ نہین دکہا سکتا جو انکو مقصود تک پہنچا دیوے اور وہ ارشاد جو موصل الی المطلوب ہے ایمان ہی اور یہ تیرا کام نہین اور اسی کی مثل ہے اللہ عزوجل کا یہ قول اِنَّكَ لَا تَهْدِيْ

مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ یعنے تو راہ پر نہین لاتا جسکو چاہے پر
اللہ راہ پر لاوے جسکو چاہے اور وہی خوب جانتا ہے جو راہ پر آوینگے جمہور کی قرارت مین لفظ ہادی عمی کیطرف مضاف
ہے اور ہادٍ کو تنوین کے ساتھہ بھی پڑھا گیا ہے اور ایک قرارت مین تہدی ہی فعل مضارع کے ساتھہ اور
عبد اللہ بن مسعود کی قرارت مین ہے وَمَآ اَنْ تَهْدِيَ الْعُمْيَ پھر فرمایا اِنْ تُسْمِعُ الآیۃ یعنے تو تو سناتا ہی
ان لوگون کو جو اللہ عز و جل کے علم مین قرآن مجید کے مصدق ہین اور نہ انکو جو منکر ہین پھر اللہ عز و جل نے اشراط
ساعت اور اسکے اہوال کے کچھ حصہ بیان کرکے اپنے بندون کو ڈرایا اور فرمایا وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ
اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا لَا يُوْقِنُوْنَ ۝ اور
جسوقت پڑ چکیگی انپر بات نکالینگے ہم انکے آگے ایک جانور زمین سے انسے باتین کرے گا اسواسطے کہ لوگ
ہماری نشانیان یقین نہین کرتے تہے **ف** قیامت سے پہلے صفا پہاڑ کے کا پہٹے گا اس مین سے ایک
جانور نکلے گا لوگون سے باتین کریگا کہ اب قیامت نزدیک ہے اور سچے ایمان والون کو اور جہوٹے منکرون کو جدا جدا
کردے گا نشان دیکر **ف** کہا حافظ ابن کثیر نے اخیر زمانے مین جب لوگون مین فساد پہیل جاوے گا
اور وہ اللہ عز و جل کے اوامر کو ترک کر دینگے اور اسکے دین راست کو بدل دینگے تو اس جانور کو اللہ عز و جل زمین
سے نکالیگا بعض نے کہا یہ جانور مکے سے نکلیگا اور بعض نے کہا غیر مکے سے کما سیاتی تفصیلہ ان
شاء اللہ تعالی پہر وہ لوگون سے اس امر پر باتین کریگا ابن عباس اور حسن اور قتادہ کا یہی قول ہے اور
حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سے بہی یہی مروی ہے کہ وہ جانور لوگون سے بات کریگا بات کرنا (یعنے زبان
قال سے) اور کہا عطاء خراسانی نے کہ وہ جانور لوگونسے باتین کریگا اور کہیگا لوگ ہماری نشانیان یقین نہین
رکہتے تہے اور یہی مروی ہے امیر المؤمنین حضرت علی سے اور اسی کو پسند کیا ہے ابن جریر نے اور اس قول مین نظر ہے
جو مخفی نہین ہے واللہ اعلم ایک روایت مین ابن عباس سے یہ مروی ہے کہ وہ لوگون کو زخمی کرے گا
اور ایک روایت مین انسے یہ بہی مروی ہے کہ وہ جانور کہیگا یہ کام نکر اور یہ کام نکر کہا حافظ ابن کثیر نے اور یہ قول
عمدہ ہے اور ان دونون مین کوئی منافات نہین ہے کیونکہ ممکن ہے کہ وہ کلام کرے اور داغ بہی دیوے
اور دابۃ الارض کے بیان مین بہت حدیثین اور اثر وارد ہوئی ہین اور ان مین سے جو ہمارے لیے میسر ہوئی
ہم بیان کرتے ہین اور اللہ مستعان ہے (اور اسی پر تکلان ہے) حذیفہ بن اسید غفاری سے مروی ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برآمد ہوئے ہمپر اور ہم باتین کر رہے تہے قیامت کے بارے مین یہ سنکر آپنے

فرمایا لا تقوم الساعۃ حتی تروا عشر آیات طلوع الشمس من مغربھا والدخان والدابۃ وخروج یاجوج وماجوج وخروج عیسی ابن مریم علیہ السلام والدجال وثلاثۃ خسوف خسف بالمغرب وخسف بالمشرق وخسف بجزیرۃ العرب ونار تخرج من قعر عدن تسوق او تحشر الناس تبیت معھم حیث باتوا وتقیل معھم حیث قالوا یعنی آپ نے فرمایا قیامت نہیں قائم ہوگی جب تک دس نشانیاں اس سے پہلے تم نہیں دیکھ لوگے آفتاب کا نکلنا پچھم سے اور دھواں ف امیر علیؓ سے روایت ہے کہ قیامت سے پہلے دھواں عالم میں پھیلیگا مسلمانوں کو زکام ہو جاوے گا اور کافروں کا بھیجا جاویگا نووی نے مسلم کی شرح میں کہا اس حدیث سے تائید ہوتی ہے اس شخص کی جو کہتا ہے مراد دھوئیں سے وہ دھواں ہے جس سے کافروں کا دم رک جاویگا اور مسلمانوں کو زکام کی سی حالت ہوگی اور یہ دھواں ابھی ظاہر نہیں ہوا قیامت کے قریب ظاہر ہوگا اور عبداللہ بن مسعودؓ نے اس دھوئیں کا انکار کیا انہوں نے کہا یہ وہ دھواں ہے جو قریش پر قحط پڑا تھا اور آسمان اور انکے بیچ میں دھواں سا معلوم ہوتا تھا اور ایک جماعت علمار نے ابن مسعود سے اتفاق کیا ہے لیکن حذیفہ اور ابن عمر اور حسن اسکے خلاف ہیں ہیں حذیفہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا کہ یہہ دھواں زمین میں چالیس دن تک رہیگا اور احتمال ہے کہ مراد دو دھوئیں ہوں انتہی ما قال النووی فی شرح مسلم ف اور نکلنا زمین کے جانوروں کا ف یہ وہ دابہ ہے جسکا ذکر سیاق کی آیت میں ہے کہا نووی نے مفسرین نے کہا یہ جانور بہت بڑا ہوگا اور صفا پہاڑ پھٹے گا اس میں سے نکلیگا اور ابن عمر اور ابن عاص سے منقول ہے کہ یہ وہی جساسہ ہے جسکا ذکر دجال کی حدیث میں ہے (نووی) تحفۃ الاخیار میں ہے کہ مکے سے ایک جانور نکلیگا ساٹھ گز لنبا سر اسکا جیسے بیل کا اور آنکھ جیسے سور کی اور کان جیسے ہاتھی کے اور سینگ جیسے پہاڑی بکرے کی سینہ جیسے شیر کا اور کوکھ جیسے بلی کی اور دم جیسے مینڈھے کی اور رنگ جیسے چیتے کا ہاتھ پاؤں جیسے اونٹ کی اسکے پاس حضرت موسیٰؑ کا عصا اور حضرت سلیمانؑ کی انگوٹھی ہوگی مسلمان اور کافر کو سونگھ کر بتلاوے گا اور کہیگا اسلام کا دین سچا ہے اور سب دین جھوٹے ہیں ف اور نکلنا یاجوج ماجوج کا اور اترنا حضرت عیسیٰؑ کا اور نکلنا دجال کا اور تین جگہہ خسف ہونا یعنے زمین میں دھنسنا ایک مشرق میں دوسری مغرب میں تیسرے جزیرۂ عرب میں اور آگ جو نکلے گی شہر عدن کے کنارے سے اور لوگوں کو ہانکتی ہوئی شام کے ملک میں لے جاوے گی وہ آگ لوگوں کے ساتھہ رہے گی جہاں وہ رات کو اتریں گے اور ٹھیر جاوے گی جب وہ دوپہر کو سورہیں گے رواہ الامام احمد وھکذا رواہ مسلم من حدیث عبد العزیز بن رفیع عن

أَبِي الطُّفَيْلِ عَنْهُ مَوْقُوفًا وَاللهُ أَعْلَمُ حذیفہ بن اسید غفاری اور عبد اللہ بن مسعود کی آل میں سے ایک
شخص سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دابۃ الارض کا بیان فرمایا پھر فرمایا لَهَا
ثَلَاثُ خَرَجَاتٍ مِنَ الدَّهْرِ فَتَخْرُجُ خَرْجَةً مِنْ أَقْصَى الْبَادِيَةِ وَلَا يَدْخُلُ ذِكْرُهَا الْقَرْيَةَ يَعْنِي
مَكَّةَ ثُمَّ تَكْمُنُ زَمَانًا طَوِيلًا ثُمَّ تَخْرُجُ خَرْجَةً أُخْرَى دُونَ تِلْكَ فَيَعْلُو ذِكْرُهَا فِي أَهْلِ الْبَادِيَةِ
وَيَدْخُلُ ذِكْرُهَا الْقَرْيَةَ يَعْنِي مَكَّةَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ بَيْنَمَا النَّاسُ
فِي أَعْظَمِ الْمَسَاجِدِ عَلَى اللهِ حُرْمَةً وَأَكْرَمِهَا الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ لَمْ يَرُعْهُمْ إِلَّا وَهِيَ تَرْغُو بَيْنَ الرُّكْنِ وَ
الْمَقَامِ تَنْفُضُ عَنْ رَأْسِهَا التُّرَابَ فَارْفَضَّ النَّاسُ عَنْهَا شَتَّى وَمَعًا وَبَقِيَتْ عِصَابَةٌ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ
وَعَرَفُوا أَنَّهُمْ لَمْ يُعْجِزُوا اللهَ فَبَدَأَتْ بِهِمْ فَجَلَتْ وُجُوهَهُمْ حَتَّى جَعَلَتْهَا كَأَنَّهَا الْكَوْكَبُ الدُّرِّيُّ
وَوَلَّتْ فِي الْأَرْضِ لَا يُدْرِكُهَا طَالِبٌ وَلَا يَنْجُو مِنْهَا هَارِبٌ حَتَّى أَنَّ الرَّجُلَ لَيَتَعَوَّذُ مِنْهَا بِالصَّلَوٰةِ
فَتَأْتِيهِ مِنْ خَلْفِهِ فَتَقُولُ يَا فُلَانُ الْآنَ تُصَلِّي فَيُقْبِلُ عَلَيْهَا فَتَسِمُهُ فِي وَجْهِهِ ثُمَّ تَنْطَلِقُ وَ
يَشْتَرِكُ النَّاسُ فِي الْأَمْوَالِ وَيَصْطَحِبُونَ فِي الْأَمْصَارِ يُعْرَفُ الْمُؤْمِنُ مِنَ الْكَافِرِ حَتَّى أَنَّ الْمُؤْمِنَ
لَيَقُولُ يَا كَافِرُ اقْضِنِي حَقِّي وَحَتَّى أَنَّ الْكَافِرَ لَيَقُولُ يَا مُؤْمِنُ اقْضِنِي یعنے دابۃ الارض
زمین سے تین بار نکلے گا زمانہ سے سو ایکبار تو اقصے بادیہ سے خارج ہوگا اور مکہ میں اسکی خبر نہ ہوگی پھر ایک دراز
مدت تک پوشیدہ رہیگا پھر دوسری بار اسی اقصے بادیہ سے وری ہوکر نکلے گا اور اہل بادیہ اور مکہ میں یہ بات پھیل جاوے گی فرمایا
پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر ایک وقت لوگ مسجد الحرام میں ہونگے اور انکو گھبراہٹ نہ ڈالی گی مگر
یہی کہ دابۃ الارض رکن اور مقام کے درمیان سے نکل پڑے گا اور اپنے سر سے مٹی جھاڑتا ہوگا اور لوگ اس سے بھاگ جاوینگے
خواہ متفرق ہوں یا مجتمع اور رہ ایک مسلمانوں کی جماعت تھلیگا اور وہ سمجھ لیں گے کہ ہم اللہ عز وجل کو نہیں تھکا سکتے
تو وہ شروع ہوگا انہیں سے اور روشن کر دے گا انکے مونہوں کو گویا وہ تارے ہونگے چمکنے والے اور پھر نکلے گا
زمین میں نہ پاسکے گا اسکو طلب کرنے والا اور نہ نجات پاوے گا اس سے بھاگنے والا یہانتک کہ ایک آدمی
اس سے بھاگ کر نماز کے ساتھ پناہ جو ہوگا تو دابۃ الارض اسکے پیچھے سے آویگا اور کہیگا تو اب نماز پڑھتا
ہے پھر اسکے سامنے ہوکر اسکے منہہ پر داغ دیگا پھر چلا جاویگا اور لوگ اموال میں شریک ہونگے اور مصاحبت
میں ایکدوسرے کی صحبت کرینگے اور پہچانا جاوے گا مومن کافر سے یہانتک کہ ایماندار کہیگا اے کافر میرا حق
ادا کر اور کافر کہے گا اے مومن میرا حق ادا کر رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ وَرَوَاهُ ابْنُ جَرِيرٍ مِنْ طَرِيقَيْنِ

عَنْ حُذَیْفَۃَ بْنِ اُسَیْدٍ مَوْقُوْفًا وَاللّٰہُ اَعْلَمُ اور حذیفہ بن یمان سے بھی مرفوعًا نکالا ہے اور یہ کہ یہ ماجرا
عیسے علیہ السلام کے زمانے مین ہوگا اور یہ کہ دابۃ الارض خانہ کعبہ کا طواف کریگا ولیکن اسکی سند صحیح نہین ہے
عبد اللہ بن عمرو سے مروی ہے کہ انہون نے کہا کہ مین حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک حدیث یاد رکھتا ہون
جسکو مین ابھی تک نہین بھولا مینے سنا پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ آپ فرماتے تھے اِنَّ اَوَّلَ الْاٰیَاتِ
خُرُوْجًا طُلُوْعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِھَا وَخُرُوْجُ الدَّآبَّۃِ عَلَی النَّاسِ ضُحًی وَاَیُّھُمَا کَانَتْ قَبْلَ صَاحِبَتِھَا
فَالْاُخْرٰی عَلٰٓی اَثَرِھَا قَرِیْبٌ پہلی نشانی قیامت کی نشانیون مین سورج کا نکلنا ہے پچھم کیطرف سے اور چاشت
کے وقت زمین کے جانور کا نکلنا لوگون پر اور جو نشانی ان دونو مین سے پہلے ہو تو دوسرے بھی اسکے بعد
جلد ظاہر ہوگی رَوَاہُ مُسْلِمٌ فِیْ صَحِیْحِہٖ جو فرمایا کہ پہلی نشانی قیامت کی نشانیون مین سورج کا نکلنا ہے
تو اسکا یہ مطلب ہے کہ ان نشانیون مین سے پہلی نشانی یہی ہے جو قانون قدرت کے خلاف ہین کیونکہ پہلی نشانی
مہدی کا ظہور ہے پھر حضرت عیسی ع کا اترنا پھر دجال کا نکلنا پھر یاجوج ماجوج کا نکلنا اور دابۃ الارض مین اختلاف
ہے کہ سورج کے مغرب سے نکلنے کے بعد نکلیگا عبد اللہ بن عمر رض کا یہی خیال تھا اور اورون نے کہا کہ اس سے پہلے نکلیگا
بہر حال سماوی نشانیون مین سورج کا نکلنا پہلی نشانی ہے اور ارضی نشانیون مین دابۃ الارض کا پہلے نکلنا
اور سید نے کہا کہ اول نشانی قیامت کی دجال کا نکلنا ہے پھر حضرت عیسی علیہ السلام کا اترنا پھر یاجوج ماجوج کا نکلنا
پھر دابۃ الارض کا پھر سورج کا نکلنا پچھم کیطرف سے کیونکہ سورج نکلنے پر ایمان کا باب بند ہو جاوے گا اور حضرت عیسیٰ
کے عہد مین بہت سے کافر دین اسلام کو قبول کرینگے یہانتک کہ ساری دنیا مین ایک ہی دین ہو جاویگا) ت اور ابو ہریرہ رض
سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بَادِرُوْا بِالْاَعْمَالِ سِتًّا اَلدَّجَّالَ وَالدُّخَانَ وَدَآبَّۃَ
الْاَرْضِ وَطُلُوْعَ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِھَا وَاَمْرَ الْعَامَّۃِ وَخُوَیْصَّۃَ اَحَدِکُمْ یعنے جلدی کرو نیک اعمال کرنے
کی چھ چیزون سے پہلے ایک دجال دوسری دھوان تیسرے زمین کا جانور چوتھے آفتاب کا پچھم سے نکلنا پانچوین موت چھٹی
قیامت یعنی جب یہ باتین آجاوینگی تو نیک اعمال کا وقت جاتا رہیگا رَوَاہُ مُسْلِمٌ اَیْضًا فِیْ صَحِیْحِہٖ انس بن
مالک سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا چھ چیزون کے ظاہر ہونے سے پہلے جلدی نیک
عمل کرلو ایک تو سورج کا پچھم سے نکلنا دوسرے دھوان تیسرے دابۃ الارض چوتھے دجال پانچوین خاص
آفت ہر شخص کی (یعنے موت) چھٹے عام آفت (جیسے وبا وغیرہ) رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ ابو ہریرہ رض سے مروی
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تَخْرُجُ دَآبَّۃُ الْاَرْضِ وَمَعَھَا عَصَا مُوْسٰی وَخَاتَمُ

سلیمان علیہما السلام فیختم انف الکافر بالعصا وتجلی وجہ المؤمن بالخاتم حتی تجتمع الناس علی الخوان یعرف المؤمن من الکافر یعنے ایک دابہ (جانور) زمین سے نکلیگا اسکے ساتھ حضرت موسٰیؑ کی لاٹھی ہوگی اور سلیمانؑ کی انگوٹھی ہوگی تو کافر کے ناک پر نشان لگاوے گا عصا سے اور مسلمان کے منہ کو انگوٹھی سے روشن کردے گا یہانتک کہ ایک کھیٹ سے والے (موضع والے جسکے گھر ملے جلے ہوتے ہیں) جمع ہونگے اور مومن کافر سے پہچانا جاوے گا ف یعنے مومن اور کافر نشان کی وجہسے معلوم ہو جاوینگے تو ہر شخص مومن کو ایمان کا نشان دیکھکر مومن کے لقب سے پکاریگا اور کافر کو کفر کا نشان دیکھکر کافر کے لقب سے پکاریگا غرض اسوقت ایمان اور کفر مخفی نرہیگا حقیقت مین دابۃ الارض ایک فرشتہ ہوگا بصورت جانور جو صفا پہاڑ سے نمودار ہوگا بعضون نے کہا اسکی لنبائی ساٹھ ہاتھ کی ہوگی اور عجیب الخلقت ہوگا ہر ایک جانور کی کچھ کچھ مشابہت اسمین ہوگی اور اللہ جل شانہ کی قدرت کے سامنے یہ امر بہت آسان ہی ہمارے زمانہ مین بہت انسان کے بچے آدمی کے پیٹ سے عجیب الخلقت پیدا ہوتے ہین تو فرشتے کا ایک عجیب صورت ظاہر ہونا کیا مشکل ہے رواہ الامام احمد عن بہز وعفان ویزید ھرون ثلاثتھم عن حماد بن سلمۃ بہ ورواہ ابن ماجۃ عن ابی بکر بن ابی شیبۃ عن یونس بن محمد المودب عن حماد بن سلمۃ بہ بریدہ سے روایت ہو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھکو ایک مقام میں لیگئے جنگل مین جو مکہ سے قریب تہا وہان خشک زمین تھی اسکے گرد ریتی تھی آپ نے فرمایا تخرج الدابۃ من ھذا الموضع فاذا فتر فی شبر قال ابن بریدۃ فحججت بعد ذلک بسنین فارانا عصا لہ فاذا ھو بعصای ھذہ کذا وکذا یعنے دابۃ الارض یہان سے نکلے گا مینے اسجگہ کو دیکھا وہ ایک بالشت تھی یا ایک بالشت اور فتر کہتے ہین فتر کو فتر کہتے ہین کلمہ کی انگلی کے کنارے سے لیکر انگوٹھی کے کنارے تک کو ابن بریدہ نے کہا مینے کئی سال کے بعد حج کیا تو بریدہ نے دابۃ الارض کی عصا بتلائی وہ میرے اس عصا کے برابر تھی اتنی لمبی اتنی موٹی رواہ ابن ماجۃ اس روایت کو ابن ماجہ نے روایت کیا یہ مزی نے بیان کیا اطراف مین اور دوسری روایتون مین مذکور ہے کہ صفا پہاڑ پھٹے گا اور اسمین سے دابۃ الارض نکلے گا تو تطبیق ممکن ہے اسطرح کہ دابۃ الارض تین بار برآمد ہوگا جیسے ایک حدیث مین صراحت سے گذرا پہلی بار تو جنگل کے اس مقام سے خارج ہوگا جسکا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بریدہ کو اس حدیث مین پتہ دیا ہے اور دوسری بار پہر اسی دیہ کے قریب سے نکلیگا اور تیسری بار صفا پہاڑ سے تو جن حدیثون مین صفا پہاڑ سے نکلنے کا بیان ہے ان مین اسکا آخری خروج مذکور ہے رواہ اللہ

اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب اور قتادہ نے ابن عباسؓ سے نقل کیا ہی دَآبَّۃٌ ذَاتُ زَغَبٍ لَّھَا اَربَعُ
قَوَآئِمَ تَخرُجُ مِن بَعضِ اَودِیَۃِ تِھَامَۃَ یعنی وہ ایک جانور ہے زرد بالون والا اُسکے چار پیر ہین وہ تہامہ
کے بعض جنگلون سے برامد ہوگا رَوَاہُ عَبدُ الرَّزَّاقِ اس اثر مین بھی دابۃ الارض کا اول خروج مراد ہے اور
بعض اودیہ سے وہ بادیہ ہی مراد ہے جسکو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بریدہ صحابی کو مکے کے قریب دکھایا
عبداللہ نے کہا دابۃ الارض صفا کی کسی شگاف (دراڑ) سے برامد ہوگا اور جب وہ نکلے گا تو تین دن تک
ایسا آواز آیا کریگا جیسے گھوڑا دوڑتا ہے رَوَاہُ ابنُ اَبِی حَاتِمٍ عبداللہ بن عمروؓ سے دابۃ الارض کی
نسبت سوال ہوا تو اونہون نے کہا دابۃ الارض ایک پتھر کے نیچے سے نکلیگا جو جیاد مین ہے بخدا اگر مین
وہان ہوتا تو مین ضرور وہ پتھر دکھاتا جسکے تلے سے وہ نکلیگا لوگون نے کہا پھر وہ کیا کریگا اے عبداللہ بن
عمر کہا مشرق کیطرف متوجہ ہوگا اور ایک نعرہ مارے گا جو سب مشرق والون کی کانون تک نافذ ہو جاویگا
پھر شام کیطرف منہ کریگا اور ایک تند آواز نکالے گا جو سب شام والے اسکو سن لینگے پھر یمن کیطرف منہ کرے گا
اور ایک چیخ مارے گا کہ یمن والے اسکو سن لینگے پھر مکے سے دوپہر کو چل کھڑا ہوگا اور عسفان مین صبح کریگا لوگون
نے پوچھا پھر کیا کرے گا کہا پھر مین نہین جانتا رَوَاہُ مُحَمَّدُ بنُ اِسحٰق اور عبداللہ بن عمر نے کہا دابۃ الارض
مزدلفہ کی رات برآمد ہوگا رَوَاہُ ابنُ اَبِی حَاتِمٍ اور اسکی سند مین ابن البیلمانی ہے اور وہب بن منبہ نے عزیر
سے حکایت کیا کہ انہون نے فرمایا دابۃ الارض سدوم کے تلے سے نکلیگا اور لوگون سے کلام کریگا جسکو
سب لوگ سن لینگے (یہانتک کہ) حمل والی مدت سے پہلے حمل گرادے گی اور میٹھے پانی کڑوے ہو جاوینگے
اور دوست دشمن بن جاوینگے اور حکمت سڑ جاوے گی یعنی دانائی نہ رہے گی اور علم اوٹھ جاوے گا
اور وہ زمین جو دابۃ الارض کے پاس ہوگی وہ باتین کرنے لگے گی اس زمانے مین لوگ وہ امید کرینگے جو
پوری نہ ہونگی اور اسکام کے لیے تکلیف اٹھاوینگے جو حاصل نہ ہوگا اور کماوینگے جسکے کہانے کی فراغت نہ
ملے گی رَوَاہُ ابنُ اَبِی حَاتِمٍ عَن وَھبِ بنِ مُنَبِّہٍ ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ دابۃ الارض کے
بدن مین ہر ایک رنگ نمود ہوگا اور اسکے دو سینگون کے درمیان مین تین میل کا فاصلہ ہوگا سوار کے دوڑنے
کا رَوَاہُ ابنُ اَبِی حَاتِمٍ امیر المومنین علی علیہ السلام سے مروی ہے کہ دابۃ الارض ایک جانور ہوگا جسکے
پر ہونگے اور زرد بال اور کھر ہونگے اور اسکی دم نہ ہوگی اور اسکی داڑھی ہوگی اور وہ نکلے گا تو تین دن تک
اسطرح آواز آویگی جیسے تیز رو گھوڑا دوڑتا ہے رَوَاہُ ابنُ اَبِی حَاتِمٍ اور ابو الزبیر نے کہا سر اسکا بیل کا سا ہوگا

اور آنکھ جیسے سور کی اور کان جیسے ہاتھی کے اور سینگ جیسے پہاڑی بکری کے اور گردن جیسے شترمرغ کی اور سینہ جیسے شیر کا اور رنگ جیسے چیتے کا اور کوکھ جیسے بلی کی اور دم جیسے مینڈھے کی اور پیر جیسے اونٹ کی اسکے ہر دو جوڑون کے درمیان بارہ ہاتھ کا فاصلہ ہوگا اسکے پاس حضرت موسی ؑ کا عصا اور سلیمان ؑ کی انگوٹھی ہوگی تو کوئی مومن چھوٹے گا مگر اسکے چہرہ پر موسی ؑ کے عصا کے ساتھہ ایک سفید نکتہ لگاوے گا پھر وہ نکتہ پھیل جاوے گا یہانتک کہ اسکے سارے منہہ کو روشن کردیگا اور کسی کافر کو نہ چھوڑیگا مگر اسکے منہہ مین سلیمان ؑ کی انگوٹھی سے سیاہ نکتہ لگاوے گا پھر وہ نکتہ پھیل جاوے گا یہانتک کہ کافر کا سارا منہ کالا ہو جاویگا یہانتک کہ لوگ بازارون مین خرید فروخت کرینگے اور کافر کہیگا کتنے کو ہے یہ ای مسلمان اور مسلمان کہیگا کتنے کو ہے یہ ای کافر اور یہانتک کہ ایک گھر والے اپنے ہانڈے پر بیٹھین گے اور ان مین کے مسلمان کافرون سے ممتاز ہونگے پھر انکو وہ جانور کہیگا اے فلانے تو خوش ہو تو بہشتی ہے اور ای فلان تو دوزخی ہے پھر یہی تفسیر ہے اللہ عزوجل کے اس قول کی وَاِذَا وَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ تُكَلِّمُهُمْ اَنَّ النَّاسَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا لَا يُوْقِنُوْنَ فتح البیان مین ہے کہ اس قول کی تفسیر مین اختلاف ہے تو قتادہ نے کہا جب ثابت ہوگا غضب انپر اور کہا مجاہد نے ثابت ہوگا قول انپر کہ وہ ایمان نہین لاتے بعض نے کہا قول کے ثابت ہونے سے عذاب کا انپر ثابت ہونا مراد ہے بعض نے کہا اللہ کا غصہ انپر ثابت ہو جاویگا اور یہ سب معانی متقارب ہین بعض نے کہا قول سے قیامت کا آنا اور اسکے قسم قسم کے ہول مراد ہین جنکے لیے یہ کفار جلدی کرتے تھے بعض نے کہا قول کے وقوع سے علماء کا مرجانا اور علم کا اٹھہ جانا اور قرآن مجید کا مرفوع ہونا مراد ہے اور یہ اسوقت ہوگا جب لوگ امر معروف اور نہی عن المنکر چھوڑ دینگے قالہ ابن عمرؓ اور ابن مردویہ نے عبد اللہ بن عمرؓ سے مرفوعًا اسکو نکالا اور شرط کا جواب اللہ عزوجل کا یہ قول ہے اَخْرَجْنَا لَهُمْ دَآبَّةً مِّنَ الْاَرْضِ اب اس جانور کی تفصیل مین اختلاف ہے تو بعض نے کہا دابۃ الارض سے حضرت صالح ؑ کی اونٹنی کا بچہ مراد ہے اور وہ قیامت کے قریب نکلے گا اور وہ بھی قیامت کی علامت ٹھیریگا بعض نے کہا یہ ایک جانور زرد بالون والا ہوگا اسکے لنبے لنبے پیر ہونگے اسکا نام جساسہ مشہور ہے ابن عمرؓ کا یہی قول ہے اور اسم جنس کے ساتھہ اسکو بیان کرنے اور پھر اسکے ابہام کو تنوین تفخیمی کے ساتھہ موکد کرنے مین دلیل ہے اسکی غرابت شان پر اور یہ کہ اسکے اوصاف حیطہ بیان سے باہر ہین بعض نے کہا یہ ایک جانور ہوگا جیسے آدمی اسکا سر بادلون مین ہوگا اور اسکے پاؤن زمین مین بعض نے کہا اسکا سر بیل کا ہوگا اور آنکھین خنزیر کی اور کان ہاتھی کے اور سینگ

پہاڑی بکرے کی اور گردن شتر مرغ کی اور سینہ شیر کا اور رنگ چیتے کا اور کوکہین بلی کی اور دم مینڈہے کی اور پیر اونٹ
کے اسکے ہر دو جوڑون کے درمیان بارہ ہاتہہ کا فاصلہ ہوگا اور شاید یہ وہی جساسہ دجال ہو بعض نے کہا دابۃ
الارض سے وہ بڑا سانپ مراد ہی جو کعبہ کی دیوار پر ظاہر ہوا تہا جب اُس دیوار کو عقاب نے اُکہیڑا جب قریش نے کعبہ
کے بنانے کا ارادہ کیا اور غرض یہ ہے کہ وہی سانپ آخر زمانہ مین خارج ہوگا بعض نے کہا دابۃ الارض ایک
جانور ہوگا جسکی دم نہ ہوگی اور ڈاڑہی ہوگی اور بعض نے کچہہ اور کہا جنکے ذکر سے طول دینے مین کچہہ فائدہ نہین
ہے اور قول اول کو قرطبی نے ترجیح دی ہی اپنی تفسیر مین اور کہا ہے کہ یہ اصح الاقوال ہے اور دابۃ الارض کی تعین
اور صفت مین بڑا اختلاف ہی جسکو ہمنے کتاب التذکرہ مین بیان کیا ہے انتہے اب اسمین اختلاف ہے کہ وہ کہانسے
نکلے گا تو بعض نے کہا مکہ شریف مین صفا پہاڑ سے نکلے گا قالہ ابن عمرو بعض نے کہا ابو قبیس پہاڑ سے برامد ہوگا
بعض نے کہا وہ تین بار برآمد ہوگا پہلی بعض جنگلون مین خارج ہوگا یہانتک کہ لوگ اسپر لڑ مرین گے اور بہت خون
ریزی ہوگی پہر پوشیدہ ہو جاویگا پہر بستیون مین نکلیگا پہر اعظم المساجد اور اکرم المساجد اور اشرف المساجد (مسجد
الحرام) سے برآمد ہوگا بعض نے کہا رکن اور مقام کے درمیان سے نکلے گا اور کہا ابن عباس نے تہامہ کے بعض
جنگلون سے خارج ہوگا بعض نے کہا کوفہ کی مسجد سے برآمد ہوگا جہان سے جوش مارا تہا تنور نے بعض نے کہا
طائف کی زمین سے خارج ہوگا بعض نے کہا اجیاد کی گہاٹیون کے بعض پتہرون سے قالہ ابن عمر بعض نے
کہا کعبہ کے کسی شگاف سے بعض نے کہا بحر سدوم سے قالہ وہب ابن منبہ اب اسکے کلام کرنے مین اختلاف
ہے بعض نے کہا وہ کلام کریگا ان لوگون سے جو اسوقت موجود ہونگے
کہ دین اسلام کے سوا سب دین باطل ہین بعض نے کہا کلام کرے گا اُنسے وہ جو انکو رنج مین ڈالے بعض نے
کہا وہ یہی کہیگا اَنَّ النَّاسَ کَانُوْا بِاٰیٰتِنَا لَا یُوْقِنُوْنَ قالہ ابن عباس اور یہ کلام نکلتے ہی کرے
گا کیونکہ اسکا نکلنا آیات سی ہے ابن عباس رضہ سے پوچہا گیا کہ تکلمہم تکلیم سے مشتق ہے جو بمعنے بات کرنے کے
ہے یا کلم سے جو بمعنے جرح ہے تو انہون نے کہا قسم اسکی وہ دونو کام کریگا مسلمانون سے بات کریگا اور کافرون
کو زخمی کرے گا اور جمہور نے اسکو تکلیم سے پڑہا ہے اور اُبی کی قرات تُنَبِّئُہُمْ اسکے مؤید ہے اور تَکْلِمُہُمْ فتح فوقیہ
اور سکون کاف سے بہی پڑہا گیا ہے کہا عکرمہ نے وہ انکو داغ دیگا داغ دینا بعض نے کہا جمہور کی قرات ماخوذ
ہے کلم سے جو بمعنے جراحت ہی اور تشدید تکثیر کے واسطے ہے قالہ ابو حاتم پہر دابۃ الارض کے بارے مین جو بہی
حدیثین بیان کین جو حافظ ابن کثیر نے بیان کین پہر کہا کہ دابۃ الارض کی صفت اور اسکے نکلنے کے

مکان مین اور اس کلام مین جو وہ کریگا اور کب خارج ہوگا بہت حدیثین وارد ہین جن مین بعضے صحیح ہین اور بعض
حسن اور بعض ضعیف اور رہا اسکا نکلنا اور یہ کہ اسکا برآمد ہونا قیامت کی علامات مین سے ہے تو اس بارے مین
جسقدر حدیثین وارد ہوئی ہین وہ سب صحیح ہین اور بعض اُن مین سے صحیح مین موجود ہین جیسے حذیفہ کی
مرفوع حدیث قیامت قائم نہ ہوگی جب تک دس نشانیان نہ دیکھ لو اور اُن دسون مین ایک دابۃ الارض کو
ذکر کیا اور یہ حدیث صحیح مسلم اور سنن اربعہ مین بھی ہے اور جیسے فرمایا جلدی عمل کرلو اس سے پہلے کہ آفتاب مغرب سے
نکلے اور دجال برآمد ہو اور دابۃ الارض خارج ہو تو یہ حدیث صحیح مسلم مین ابوہریرہؓ سے مرفوعاً مروی ہے
اور جیسے ابن عمر کی مرفوع حدیث کہ قیامت کی (سماوی) نشانیون مین سے پہلی نشانی سورج کا پچھم سے
نکلنا ہے اور (ارضی نشانیون سے) دابۃ الارض کا چاشت کے وقت لوگون پر برآمد ہونا تو یہ حدیث بھی صحیح
مسلم مین ہے پھر جمہور نے ان الناس الآیۃ مین انّ کو مکسور پڑھا ہے استیناف پر اور مفتوح بھی پڑھا گیا ہے کہا
اخفش نے فتح کی حالت مین یہ متعلق ہوگا تکلمہم کے اور یہی قرات ہے عبداللہ بن مسعود کی اور کہا ابوعبیدہ نے
معنے آیت کے یہ ہین کہ خبر دیگا انکو کہ لوگ ہمارے آیتون کے ساتھ ایمان نہ لاتے تھے تو جو وہ کلام کریگا وہ
یہی ہے ان الناس الآیۃ جیسے ہمنے اسکی طرف اشارہ کیا اور مکسور کی صورت مین جملہ مستانفہ ہوگا جیسے ہمنے
بیان کیا اور یہ دابۃ الارض کی کلام نہ ہوگی اور مفسرین کی ایک جماعت نے اسکی تصریح کی ہے اور اسی کے ساتھ
جزم کیا ہے کسائی اور فرّا اور اخفش نے کہا انّ کا مکسور ہونا قول کی تقدیر پر ہے اور معنے یہ ہے کہ کہیگا
لوگون کو ان الناس الآیۃ اس صورت مین دونو قراءتون کا ایک معنے ہوگا اور ناس سے مراد آیت مین سب
لوگ ہین پس اس مین سب مکلف داخل ہوجاوینگے بعض نے کہا آیت مین ناس سے خاص کفار مراد ہین بعض نے
کہا کفار مکہ مراد ہین اور اول اولیٰ ہے جیسے جمہور مفسرین نے کہا ہے اور معنے یہ ہے کہ کفار قرآن کے ساتھ
جو بعث و حساب و عقاب پر شامل ہے ایمان نہین لاتے اور جب دابۃ الارض خارج ہوگا اور امر بالمعروف اور
نہی عن المنکر منقطع ہوجاوے گا اور کوئی تائب و تائب باقی نہ رہے گا اور نہ کوئی کافر ایمان لاویگا
اور وہی حال ہوگا جیسے اللہ عزوجل نے نوح عہ کی طرف وحی کی کہ اب تیری قوم سے کوئی ایمان نہ لاویگا مگر
وہی جو ایمان لا چکے پھر اللہ عزوجل نے قیامت کے دن کے بعض احوال کا ایک جملہ مجملاً بیان فرمایا اسکے
مبادی کے بیان کرنے کے بعد اور فرمایا وَيَوْمَ نَحْشُرُ مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ فَوْجًا مِمَّنْ يُكَذِّبُ بِآيَاتِنَا

فَهُمْ يُوزَعُونَ حَتَّى إِذَا جَاءُوا قَالَ أَكَذَّبْتُمْ بِآيَاتِي وَلَمْ تُحِيطُوا بِهَا عِلْمًا أَمَّاذَا كُنْتُمْ

تَعْمَلُوْنَ ۝ وَوَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ بِمَا ظَلَمُوْا فَهُمْ لَا يَنْطِقُوْنَ ۝ اَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا الَّيْلَ لِيَسْكُنُوْا

فِيْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝ اورجسوقت گہیر بلاوینگے ہم ہر فرقے مین سے ایک فول جو جہٹلاتے تہی ہماری باتین پہر انکی مثل بنے گی یہانتک کہ جب آپہونچی فرمایا کیا تمنے جہٹلائین میری باتین اور آنہ چکی تہین تمہاری سمجہہ مین یا کہو کیا کرتے تہے اور پڑچکی انپر بات اسواسطے کہ انہون نے شرارت کی سو وہ کچہہ نہین بولتے کیا نہین دیکہتے ہمنے بنائی رات کہ اسمین چین پکڑین اور دن بنایا دیکہنے کا البتہ اسمین نشانیان ہین ان لوگون کو جو یقین کرتے ہین ف پہر انکی مثل بنے گی یعنے ہر گناہ والے ایک جتہا ہونگے آن آیات مین اللہ عزوجل قیامت کی حالات کی خبر دیتا ہے اور اس امر کی کہ وہ تعالے شانہ ظالمون آیات اور رسل کے جہٹلانے والون کو اپنے سامنے گہیر بلاویگا اور تقریعًا اور توبیخًا اور تصغیرًا اور تحقیرًا ان سے سوال کریگا کہ دار دنیا مین تم کیا کام کرتے ہی اور اسی آیت کی مثل ہے وہ جو فرمایا اُحْشُرُوا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَ اَزْوَاجَهُمْ وَمَا كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ یعنے جمع کرو گنہگارون کو اور انکے جوڑون کو اور جو کچہہ کہ پوجتے تہے اور وہ جو فرمایا وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ یعنے اور جب جیون کے جوڑے بندہین اور جو یہ فرمایا فہم یوزعون تو کہا ابن عباس رض نے یوزعون بمعنے یدفعون ہے اور کہا قتادہ نے انکی بعض کے بعض کو بلانے کے لیے کہڑا کیا جاویگا اور عبدالرحمن بن زید بن اسلم نے کہا چلائے جاوینگے اور یہ جو فرمایا یہانتک کہ جب آپہونچے یعنے اللہ عزوجل کے سامنے کہڑے ہوئے مسائلت کی مقام مین تو اللہ عزوجل انکے اعتقاد اور اعمال سے سوال کریگا تو جب کہ وہ اہل سعادت نہ نکلین گے اور ویسے نکلین گے جیسے اللہ عزوجل نے فرمایا "کہ نہ خیرات کی اسنے اور نہ نماز پڑہی پر جہٹلایا اور اعراض کیا" تو انپر اللہ عزوجل کا الزام قائم ہو جاویگا اور انکے لیے کوئی عذر نہ رہیگا جسکو پیش کرین کما قال تعالے هٰذَا يَوْمُ لَا يَنْطِقُوْنَ وَلَا يُؤْذَنُ لَهُمْ فَيَعْتَذِرُوْنَ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ جَمَعْنٰكُمْ وَالْاَوَّلِيْنَ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ كَيْدٌ فَكِيْدُوْنِ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ یعنے یہ وہ دن ہے کہ نہ بولین گے اور نہ انکو حکم ہو گا کہ توبہ کرین خرابی ہے اسدن جہٹلانے والون کی یہ ہے دن فیصلے کا جمع کیا ہمنے تمکو اور اگلون کو پہر اگر کچہہ داؤ ہے تمہارا تو چلا لو مجہہ پر خرابی ہے اسدن جہٹلانے والون کی اسیطرح اسمقام مین فرمایا وَوَقَعَ الْقَوْلُ عَلَيْهِمْ بِمَا ظَلَمُوْا فَهُمْ لَا يَنْطِقُوْنَ یعنے وہان حیران ہوجاوینگے اور کوئی جواب نہ بن پڑے گا کیونکہ انہون نے دار دنیا مین اپنی جانون سے بے انصافی کی اور اب عالم الغیب والشہادۃ کی پاس بلائے گئے جسپر کوئی خافیہ مخفی نہین ہے پہر

اللہ عزوجل نے اپنی قدرت تامہ اور سلطنت عظیمہ اور رفعت شان عظیم پر متنبہ کیا جسکی طاعت واجب ہے اور اسکے
اوامر کا انقیاد ولازم اور اسکے انبیاء کی تصدیق ضروری ہیں جسکو وہ اللہ عزوجل کیطرف لائے اور فرمایا اَلَمۡ یَرَوۡا اَنَّا
جَعَلۡنَا الَّیۡلَ لِیَسۡکُنُوۡا فِیۡہِ الایہ یعنے کیا غور نہیں کرتے کہ ہمنے رات کو چین کی صورت بنایا تو کہ جب
رات کے ظلمت کا اُنکے حرکات ساکن ہوں اور انکے انفاس قائم اور ذکی تکان سے آرام حاصل کریں اور دنکو
مبصر بنایا یعنے روشنی کرنے والا چلنے والا جسکے سبب سے معایش اور مکاسب اور اسفار اور تجارات اور ان کاموں
میں جنکے یہ محتاج ہیں چلتے پھرتے ہیں اسمیں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو ایمان لاتے ہیں فتح کا بیان یہ
ہے کہ حشر کہتے ہیں جمع کرنے کو اور اس حشر سے وہ حشر مراد ہے جو عذاب خاص کے سبب سے انکو جمع کیا جاوے گا
حشر کلی کے بعد جو جمیع مخلوق کے حشر کو شامل ہے اور فوج کہتے ہیں جماعت کو جیسے زمرہ اور قوم اور راغب نے
کہا فوج وہ جماعت ہے جو چلنے والی جلد جانے والی ہو اور معلوم ہوتا ہے کہ فوج کے یہ معنے حقیقی ہیں پھر مجازاً
اسکا اطلاق اس جماعت پر بھی ہو جاتا ہے جو نہ مار ہو اور نہ مسرع اور یوزعون کے یہ معنے ہیں کہ پہلوں کو
پچھلوں کے ملانے کے واسطے روکا جاوے گا اور اس لفظ کی تحقیق اسی سورت میں پورے طور پر گذر چکی اور
معنے یہ ہیں کہ یاد کرے محمد جسدن ہم ہر ایک جماعت کو جماعتوں میں جمع کریں گے جنہوں نے ہماری آیتوں
کو جھٹلایا تو انکو اس حشر کے وقت روکا جاویگا یعنے اُنکے اول کو انکے آخر پر یہانتک کہ جب موقف حساب پر
آجاوینگے تو اللہ عزوجل انکو توبیخاً و تقریعاً فرمائے گا کیا تمنے میری ان آیتوں کو جھٹلایا جنکو میں نے اپنے پیغمبر پر
اتارا اور انکو ان آیات کی ابلاغ کا تمہاری طرف علم کیا حال یہ کہ تمنے اُن آیات کو نہ سمجھا نہ سوچا اور سرسری نظر
سے انکو جھٹلا دیا وہ اپنی تکذیب میں کاذب ہے اور جہل اور عدم انصاف اور سوء فہم اور قصور ادراک
کے ساتھ اپنے نفس پر منادی ہے اور ایسا ہی وہ شخص جاہل اور ظالم اور بے سمجھ اور قاصر الادراک ہے
جو شریعت کی کسی علم کی مذمت کی درپے ہو یا اس علم کی مذمت کرے جو وہ مقدمات شریعت کا ایک مقدمہ
ہے اور شریعت کی علم کیطرف پہونچنے کا ایک وسیلہ جسکے ساتھ شریعت کی علم تک پہنچ سکتے ہیں اور
علم شریعت کی معرفت میں وہ زیادہ بصیرت بخشتا ہے اور علم شریعت کا مطلب اس سے پوچھا جاتا ہے
جیسے لغت عربیہ کے متعلق کل علوم اور وہ بارہ علم ہیں اور اصول فقہ کا علم کیونکہ اصول فقہ کی وجہ سے
انسان شریعت کی مفصل دلیلوں سے احکام شرعیہ نکال سکتا ہے علاوہ یہ کہ اصول فقہ میں لغت کلیہ کے
قواعد کا بیان ہے اور اسی طرح ہر وہ علم جو اللہ عزوجل کی کتاب اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث کی

سمجھہ مین زیادہ مفید ہو تو جو شخص ان علمون مین سے کسی علم کی مذمت کرے اسنے ظاہر کیا کہ وہ جاہل ہے مجادل بالباطل
طاعن علوم شرعیہ پر لائق ہے کہ اسکو ایسی سزا دیجاوے جو اسکو اسکی جہالت اور ضلالت سے روکدیوے اور
جس چیز کی کنہ کا وہ واقف نہین ہے اسپر طعن کرنے سے اسکو ہٹا دے اور اسکو سزا دینا اورون کے لیئے عبرت
ہوجاوے اور اسی قسم کے اور لوگ جنکی عقلین ضعیف ہین اور دین ہین کیک ایسی باتو پر جرات نہ کرین اور آیہ
الم یروا الآیۃ مین دلیل ہے بعد موت کے بعث کے صحیح ہونے پر کیونکہ وہ ذات ستودہ صفات جو ضیا کو ظلمت
بنانے اور ظلمت کو ضیا بنانے پر قادر ہے بعد موت کے دوبارہ پیدا کرنے پر بھی قادر ہے اور یہ بات کیونکہ
نہ ہو اور جو شخص راتون اور دنکی آمد و رفت اور انکے اختلاف مین غور کرے جنکے سمجھنے مین عقلین حیران ہو
جاتی ہین اور الله تعالے کے سوا ان حکم کا کوئی محیط نہین ہے اور آفاق مین ظلمۃ لیل جو موت کی مثل ہے
مبدل ہونیکو ضیاء نہار کے ساتھ جو حیات کی مثل ہے مشاہدہ کرے اور اپنے نفس مین نوم جو وہ موت
کی بہن ہے کے مبدل ہونے کو بیداری کے ساتہہ جو وہ حیات کی طرح ہے معائنہ کرے وہ حکم لگا دیگا کہ قیامت
لامحالہ آنے والی ہے اور اسکے آنے مین کسی طرح کا شک و ریب نہین ہے اور یہ کہ الله تعالی اٹھا کر کھڑا کرے گا انکو
جو قبرون مین ہین اور یقین جانے گا کہ الله عز و جل نے ان امور کو انموذج اور دلیل ٹھہرایا ہے جن سے معلوم ہو
سکتا ہے کہ سائر آیات حق ہین اور الله عز و جل کیطرف سے نازل ہین قالہ ابو السعود پہر الله عز و جل نے قیامت
کی علامت بیان فرمائی اور فرمایا وَيَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ فَفَزِعَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ
إِلَّا مَنْ شَاءَ اللّٰهُ وَكُلٌّ أَتَوْهُ دَاخِرِينَ ۝ وَتَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَهِيَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ
صُنْعَ اللّٰهِ الَّذِي أَتْقَنَ كُلَّ شَيْءٍ إِنَّهُ خَبِيرٌ بِمَا تَفْعَلُونَ ۝ مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ خَيْرٌ
مِنْهَا وَهُمْ مِنْ فَزَعٍ يَوْمَئِذٍ آمِنُونَ ۝ وَمَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ وُجُوهُهُمْ فِي النَّارِ هَلْ
تُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ۝ اور جسدن پہونکا جاویگا نرسنگا تو گہبرا جاوے جو کوئی ہے آسمان
وزمین مین مگر جسکو الله چاہے اور سب چلے آوین اسکے آگے عاجزی سے اور تو دیکھتا ہے پہاڑ جانتا ہے وہ
جم رہے ہین اور وہ چلین گے جیسے چلے بدلی کاری گری الله کی جسنے سادہی ہے ہر چیز اسکو خبر ہے جو
تم کرتے ہو جو کوئی لایا بھلائی تو اسکو ملتا ہے اس سے بہتر اور انکو گہبراہٹ سے اسدن چین ہے اور جو کوئی لایا
برائی سو اوندہے ڈالے ہین انکے موہنہ آگ مین وہی بدلا پاؤگے جو کچھ کرتے تھے **ف** ایکبار صور پہونکیگا
جس سے سب خلقت مرجاوین گے دوسرا پہونکے گا تو جی اٹھین گے اسکے بعد جو پہونکے گا تو گہبرا جاوینگے اور

پہنکے گا تو ہشیار ہونگے صور پہنکنا ہے اور پہاڑ کا بدلی کی طرح چلنا ہی قیامت کے دن ہوگا جیسے
سورۂ طٰہٰ مین فرمایا ہے نقل یَنسِفُہَا رَبِّی نَسفًا کہا حافظ ابن کثیر نے اللہ عزوجل ان آیات مین اسدن
کے ہول کی خبر دیتا ہے جسمین صور پہنکے گا اور صور وہ ایک شاخ ہے جسمین پہونکا جاوے گا حدیث سے
ایسا ہی معلوم ہوتا ہے اور صور کی حدیث مین ہے کہ اسرافیل علیہ السلام اسمین پہونکین گے اللہ عزوجل کے حکم کیساتھہ تو پہلے
اسمین فزع کا نفخہ پہونکین گے اور یہ جب دنیا ختم پر ہوگی جب قیامت قائم ہوگی احیار مین سے بدترین لوگون پر
تو گہبرا جاوینگے جو لوگ آسمان مین ہین اور زمین مین مگر جسکو اللہ چاہے اور یہ شہید ہین جو زندہ ہین اپنے مالک کے
پاس روزی دیے جاتی ہین یعقوب بن عاصم بن عروہ بن مسعود ثقفی سے روایت ہی سنا عبداللہ بن عمر رضہ سے
سنا انکے پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا یہ حدیث کیا ہی جو تم بیان کرتے ہو کہ قیامت اتنی مدت مین ہوگی
انہون نے کہا (تعجب سے) سبحان اللہ یا لا الہ الا اللہ یا اور کوئی کلمہ مانند انکے پہر کہا میرا قصد ہو کہ اب کسی سے کوئی
حدیث بیان نہ کرون (کیونکہ لوگ کچہہ کا کچہہ کہتے ہین اور مجہکو بدنام کرتے ہین) مین نے تو یہ کہا تہا کہ تم تہوڑے دنون کے
بعد ایک بڑا حادثہ دیکہو گے جو گہر کو جلا دیگا اور وہ ہوگا اور ضرور ہوگا پہر کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا یَخرُجُ الدَّجَّالُ فِی اُمَّتِی فَیَمکُثُ اَربَعِینَ لَا اَدرِی اَربَعِینَ یَومًا اَو اَربَعِینَ شَہرًا اَو
اَربَعِینَ عَامًا فَیَبعَثُ اللہُ عِیسَی ابنَ مَریَمَ کَاَنَّہُ عُروَۃُ بنُ مَسعُودٍ فَیَطلُبُہُ فَیُہلِکُہُ ثُمَّ یَمکُثُ
النَّاسُ سَبعَ سِنِینَ لَیسَ بَینَ اثنَینِ عَدَاوَۃٌ ثُمَّ یُرسِلُ اللہُ رِیحًا بَارِدَۃً مِن قِبَلِ الشَّامِ فَلَا
یَبقٰی عَلٰی وَجہِ الاَرضِ اَحَدٌ فِی قَلبِہٖ مِثقَالُ ذَرَّۃٍ مِن خَیرٍ اَو اِیمَانٍ اِلَّا قَبَضَتہُ حَتّٰی لَو اَنَّ اَحَدَکُم
دَخَلَ فِی کَبِدِ جَبَلٍ لَدَخَلَتہُ عَلَیہِ حَتّٰی تَقبِضَہُ قَالَ سَمِعتُہَا مِن رَّسُولِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ
قَالَ فَیَبقٰی شِرَارُ النَّاسِ فِی خِفَّۃِ الطَّیرِ وَاَحلَامِ السِّبَاعِ لَا یَعرِفُونَ مَعرُوفًا وَلَا یُنکِرُونَ مُنکَرًا
فَیَتَمَثَّلُ لَہُمُ الشَّیطَانُ فَیَقُولُ اَلَا تَستَحیُونَ فَیَقُولُونَ فَمَا تَامُرُنَا فَیَامُرُہُم بِعِبَادَۃِ
الاَوثَانِ وَہُم فِی ذٰلِکَ دَارٌّ رِزقُہُم حَسَنٌ عَیشُہُم ثُمَّ یُنفَخُ فِی الصُّورِ فَلَا یَسمَعُہُ اَحَدٌ اِلَّا
اَصغٰی لِیتًا وَرَفَعَ لِیتًا قَالَ وَاَوَّلُ مَن یَسمَعُہُ رَجُلٌ یَلُوطُ حَوضَ اِبِلِہٖ قَالَ فَیَصعَقُ وَیَصعَقُ
النَّاسُ ثُمَّ یُرسِلُ اللہُ اَو قَالَ یُنزِلُ اللہُ مَطَرًا کَاَنَّہُ الطَّلُّ اَو الظِّلُّ نُعمَانُ الشَّاکُّ فَتَنبُتُ
مِنہُ اَجسَادُ النَّاسِ ثُمَّ یُنفَخُ فِیہِ اُخرٰی فَاِذَا ہُم قِیَامٌ یَنظُرُونَ ثُمَّ قَالَ یَا اَیُّہَا النَّاسُ ہَلُمُّوا
اِلٰی رَبِّکُم وَقِفُوہُم اِنَّہُم مَسئُولُونَ ثُمَّ یُقَالُ اَخرِجُوا بَعثَ النَّارِ فَیُقَالُ مِن کَم فَیُقَالُ مِن

مِنْ كُلِّ اَلْفٍ تِسْعَمِائَةٍ وَّتِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ قَالَ فَذٰلِكَ يَوْمٌ يَجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيْبًا وَّذٰلِكَ يَوْمَ
يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ یعنے دجال میری امت مین نکلے گا اور چالیس تک رہیگا مین نہین جانتا کہ چالیس دن فرمایا یا چالیس
مہینے یا چالیس برس پہر اللہ عزوجل حضرت عیسیٰ بن مریم کو بہیجے گا انکی شکل عروہ بن مسعود کی سی ہے وہ دجال کو
ڈہونڈین گے اور اسکو مارینگے پہر سات برس تک لوگ ایسے رہین گے کہ دو شخصون مین کوئی دشمنی نہ ہوگی پہر اللہ
تعالی ایک ٹہنڈی ہوا بہیجے گا شام کیطرف سے تو زمین پر کوئی ایسا شخص نہ رہیگا جسکے دل مین ذرہ برابر ایمان
یا بہلائی ہو مگر یہ ہوا اسکی جان نکال لیگی یہانتک کہ اگر کوئی تم سے پہاڑ کے کلیجہ مین گہس جاوے تو وہان
بہی ہوا پہنچکر اسکی جان نکال لے گی عبد اللہ نے کہا مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تہے
پہر برے لوگ دنیا مین رہجاوینگے جلدباز چڑیون کی طرح یا بے عقل اور درندون کی طرح انکے اخلاق ہونگے
نہ وہ اچہی بات کو اچہا سمجہین گے نہ بری بات کو برا پہر شیطان ایک صورت بناکر انکے پاس آویگا اور کہیگا تم شرم
نہین کرتے وہ کہین گے پہر تو کیا حکم دیتا ہے ہمکو شیطان کہیگا بت پرستی کرو وہ بت پوجین گے اور باوجود
اسکے انکی روزی کشادہ ہوگی خوشی سے زندگی بسر کرینگے پہر صور پہونکا جاویگا اسکو کوئی نہ سنے گا مگر ایک طرف
سے گردن جہکاویگا اور دوسریطرف سے اٹہالے گا (یعنے بیہوش ہوکر گر پڑے گا) اور سب سے پہلے صور کو وہ سنیگا
جو اپنے اونٹون کے حوض پر گلادہ کرتا ہوگا وہ بیہوش ہوجاوے گا اور دوسرے لوگ بہی بیہوش ہوجاوین گے
پہر اللہ تعالی پانی برساوے گا جو نطفہ کی طرح ہوگا اس سے لوگون کے بدن اگ آوینگے پہر صور پہونکا
جاوے گا تو سب لوگ کہڑے دیکہ رہے ہونگے پہر پکارا جاوے گا ای لوگو اپنے رب کے پاس آؤ اور کہڑا کرو ان کو
ان سے سوال ہوگا پہر کہا جاوے گا ایک لشکر نکالو دوزخ کے لیے پوچہا جاویگا کتنے لوگ حکم ہوگا ہر ہزار
مین سے نوسو ننانوے نکالو دوزخ کے لیے (اور ہزار سے ایک جنت مین جاویگا) آپنے فرمایا یہی وہ دن
ہے جو بچون کو بوڑہا کرے گا (ہیبت اور مصیبت سے یا درازی سے) اور یہی وہ دن ہے جب پنڈلی
کہلی گی تو یہ نفخہ فزع کا ہے اسکے بعد نفخہ صعق ہوگا اور وہ موت کا نفخہ ہوگا اسکے بعد اللہ عزوجل کے
سامنے کہڑا ہونے کا نفخہ ہوگا اور وہ تمام مخلوق کا قبرون سے نکلنا ہے ولہذا فرمایا وَكُلٌّ اَتَوْهُ دَاخِرِيْنَ
اور دوسری آیت مین فرمایا يَوْمَ يَدْعُوْكُمْ فَتَسْتَجِيْبُوْنَ بِحَمْدِهٖ وَتَظُنُّوْنَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا
یعنے جسدن تمکو پکارے گا پہر چلے آؤگے سراہتے اسکو اور اٹکلو گے کہ دیر نہین لگی تمکو مگر تہوڑی اور
جیسے فرمایا ثُمَّ اِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً مِّنَ الْاَرْضِ اِذَآ اَنْتُمْ تَخْرُجُوْنَ یعنے پہر جب پکاریگا تمکو ایکبار زمین

میں سے تب ہی تم نکل پڑو گے اور صور کی حدیث میں ہے کہ نفخۂ ثالثہ میں اللہ عزوجل ارواح کو حکم دیگا پھر وہ صور کی سوراخ
میں رکھی جاوینگی پھر اسرافیل علیہ السلام اسمیں پھونک دیگا جب تم قبرون اور اپنے مکانون سے نکل آوینگے پھر
اسرافیل ع نرسنگا میں پھونک دینگے تو ارواح اڑ جاوینگے یا مداروں کے روح چمکتے ہونگے اونکا نور
کے درمیان میں پھر اللہ عزوجل فرماوے گا وَعِزَّتِیْ وَجَلَالِیْ لَتَرْجِعَنَّ کُلُّ رُوْحٍ اِلٰی جَسَدِهَا فَیَجِیْءُ
الْاَرْوَاحُ اِلٰی اَجْسَادِهَا فَتَدِبُّ فِیْهَا کَمَا یَدِبُّ السَّمُّ فِی اللَّدِیْغِ ثُمَّ یَقُوْمُوْنَ یَنْفُضُوْنَ
التُّرَابَ مِنْ قُبُوْرِهِمْ یعنے مجھکو قسم ہے اپنی عزت اور بزرگی کی ہر ایک روح اپنے جسم کیطرف رجوع کریگی پھر روحیں
اپنے اپنے اجساد کیطرف آوینگی پھر ان میں داخل ہو جاوینگے جیسے زہر لدیغ میں سرایت کرتی ہے پھر اٹھیں گے
جھاڑتے ہوئے مٹی اپنی قبرون سے فرمایا اللہ عزوجل نے یَوْمَ یَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ سِرَاعًا کَاَنَّهُمْ
اِلٰی نُصُبٍ یُّوْفِضُوْنَ یعنے جسدن نکل پڑینگے قبرون سے دوڑتے جیسے کسی نشانے پر دوڑتے جاتے
ہیں اور فرمایا اللہ تعالے نے وَتَرَی الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَّهِیَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ صُنْعَ اللّٰهِ الَّذِیْٓ
اَتْقَنَ کُلَّ شَیْءٍ اِنَّهٗ خَبِیْرٌۢ بِمَا تَفْعَلُوْنَ اور تو دیکھتا ہے پہاڑ جانتا ہے وہ جم رہے ہیں اور وہ چلیں گے
جیسے بدل چلے کاریگری اللہ کی جسنے سادھی ہے ہر چیز اسکو خبر ہے جو تم کرتے ہو اور یہ جو فرمایا اور تو دیکھتا ہے
پہاڑ جانتا ہے وہ جم رہے ہیں اور وہ چلیں گے جیسے چلے بدلی یعنے تو انکو دیکھتا ہے گویا یہ جم رہے ہیں [illegible]
اسی طرح جمے رہیں گے اور وہ اپنی جگہون سے اسطرح ٹلجاوینگے جیسے بدلی چلتی ہے کما قال تعالے
یَوْمَ تَمُوْرُ السَّمَآءُ مَوْرًا وَّتَسِیْرُ الْجِبَالُ سَیْرًا فَوَیْلٌ یَّوْمَئِذٍ لِّلْمُکَذِّبِیْنَ یعنے جسدن لرزے
آسمان کپکپا کر اور پھرین پہاڑ چلکر سو خرابی ہے اسدن جھٹلانے والون کو کما قال تعالے وَیَسْئَلُوْنَکَ
عَنِ الْجِبَالِ فَقُلْ یَنْسِفُهَا رَبِّیْ نَسْفًا فَیَذَرُهَا قَاعًا صَفْصَفًا لَّا تَرٰی فِیْهَا عِوَجًا وَّلَآ اَمْتًا یعنے
اور تجھسے پوچھتے ہیں پہاڑون کا حال سو تو کہہ کہ انکو بکھیر دے گا میرا رب اوڑا کر پھر کر چھوڑے گا زمین
کو چٹیل میدان نہ دیکھے تو اسمیں موڑ نہ ٹیلا وکما قال تعالے وَیَوْمَ نُسَیِّرُ الْجِبَالَ وَتَرَی الْاَرْضَ بَارِزَةً
وَّحَشَرْنٰهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ اَحَدًا یعنے اور جسدن ہم چلاوین پہاڑ اور تو دیکھے زمین کھل گئی
اور گھیر بلاوین انکو پھر نہ چھوڑین انمین ایک کو اور یہ جو فرمایا کاریگری اللہ کی جسنے سادھی ہے ہر چیز یعنے اللہ
عزوجل یہ کام کرے گا اپنی قدرت عظیم کے ساتھ اور یہ جو فرمایا جسنے محکم کیا ہر چیز کو یعنے جس چیز کو اسنے
پیدا کیا اسنے اسکو استوار بنایا اور رکھی اسمین حکمت جو رکھی وہ علیم ہے اپنے بندون کے افعال سے بھلا

گرین یا برا اور وہ انکو پوری جزا دیگا پہر اللہ عزوجل نے سعدا اور اشقیا کا حال بیان کیا جو دن قیامت کے ہوگا
اور فرمایا مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا کہا قتادہ نے جو کوئی لایا بہلائی اخلاص کے ساتہہ اور کہا زین العابدین
نے حسنہ سے مراد لا الہ الا اللہ ہے اور اللہ عزوجل نے دوسرے مقام مین بیان فرمادیا کہ جو شخص ایک بہلائی کریگا
تو اسکو ہے اُسکے دس برابر اور یہ جو فرمایا اور انکو گہبراہٹ سے اسدن چین ہے تو یہ ویسا ہے جیسے اللہ عزوجل نے
دوسرے مقام مین فرمایا لَا يَحْزُنُهُمُ الْفَزَعُ الْاَكْبَرُ وَتَتَلَقّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ هٰذَا يَوْمُكُمُ الَّذِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ
یعنے نہ غم ہوگا انکو اس بڑی گہبراہٹ مین اور لینے آوینگے انکو فرشتے آج دن تمہارا ہے جسکا تمکو وعدہ تہا
اور جیسے فرمایا اَفَمَنْ يُّلْقٰى فِي النَّارِ خَيْرٌ اَمَّنْ يَّاْتِيْٓ اٰمِنًا يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ اِنَّهٗ بِمَا
تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ یعنے ایک جو پڑتا ہے آگ مین بہتر یا ایک جو آویگا امن سے دن قیامت کے کرتے جاؤ جو چاہو
بے شک جو کرتے ہو وہ دیکہتا ہے اور جیسے فرمایا اللہ تعالی نے وَهُمْ فِي الْغُرُفٰتِ اٰمِنُوْنَ یعنے اور وہ
جہرونکوں مین چین سے ہونگے اور جو فرمایا وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ یعنے جو لایا
اللہ عزوجل کے پاس گنہگار ہو کر سی بلا حسنہ کے یا اسکی برائیان اسکی نیکیون سے زیادہ ہون تو ان مین سے
ہر ایک اپنی کرتوت کے مطابق دوزخ مین رہیگا ولہذا فرمایا هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ اور ابن مسعود
اور ابن عباس اور ابو ہریرہ اور انس بن مالک اور عطا اور سعید بن جبیر اور عکرمہ اور مجاہد اور ابراہیم نخعی اور ابو وائل
اور ابو صالح اور محمد بن کعب اور زید بن اسلم اور زہری اور سدی اور ضحاک اور حسن اور قتادہ اور زید کا اس آیت
کی تفسیر مین یہ قول ہے کہ سیئہ سے شرک مراد ہے انتہی ما قال الحافظ فی تفسیرہ فتح کا بیان یہ ہے کہ صور
ایک قرن ہے جسمین اسرافیل علیہ السلام پہونکینگے اور سورہ انعام مین اس لفظ کی پوری تحقیق گذر چکی اور صور
مین تین بار پہونکے گا پہلا نفخہ فزع کا ہوگا اور دوسرا صعق کا اور تیسرا بعث کا بعض نے کہا نفخہ دو ہی
ہونگے اور فزع کا نفخہ تو وہ یا راجع ہے نفخہ صعق کیطرف یا نفخہ بعث کیطرف اور اختیار کیا اسی قول
کو قشیری اور قرطبی وغیرہما نے اور کہا ماوردی نے جو نفخہ اس آیت مین مذکور ہے تو یہ وہ نفخہ ہے جو قبرون سے
جی اٹہنے کے دن ہوگا بعض نے کہا مراد فزع سے اسجگہہ اسراع اور اجابت ہے نداکیطرف اور تعبیر کیا ماضی کے
ساتہہ باوجود اسکے کہ فزع معطوف ہے مضارع پر تو کہ تحقیق وقوع پر دلالت کرے جیسے علما بیان نے
بیان کیا ہے اور کہا فراء نے یہ معمول ہے معنی پر کیونکہ معنے یہ ہین جب قرن مین پہونکا جاوے گا اور یہ
جو فرمایا اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ تو اسکے معنے یہ ہین مگر جسکو اللہ چاہے کہ وہ اس نفخہ کے وقت نہ گہبراوے تو

ونہ گھبراوے گا اب ان لوگون کی تعیین مین اختلاف ہے جنکے لیے استثنا واقع ہوا ہے تو بعض نے کہا اُن سے
شہدا اور انبیا مراد ہین اور بعض نے کہا جبرائیل اور میکائیل اور اسرافیل اور ملک الموت اور بعض نے کہا حور عین
اور دوزخ کے داروغہ اور عرش کے اٹھانے والے بعض نے کہا تمام ایماندار اور اسپر اللہ عزوجل کا یہ قول دلیل ہے
جو اسکے پیچھے مذکور ہے مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهُ خَيْرٌ مِّنْهَا وَهُمْ مِّنْ فَزَعٍ يَوْمَئِذٍ اٰمِنُوْنَ اور ممکن ہے کہ استثنا
ان جمیع مذکورین کو شامل ہو اور اس سے کوئی مانع نہین ہے کہا بیضاوی نے اور شاید مراد عموم ہو کیونکہ
خصوصیت کا قرینہ موجود نہین ہے انتہی تو ان جمیع مذکورین کو فزع اسحد تک نہین پہونچاوے گا کہ بیہوش
ہو جاوین اور داخرین کے معنے ہین صاغرین ذلیلین قالہ ابن عباس رض اور بعض نے اسکو دخرین بغیر الف کے
فاعل کے پڑھا ہے اور اس ذلت سے مراد جبار کی ہیبت کی ذلت ہے تو یہ فرمانبرداروں اور نافرمانون سب کو شامل
ہوگی کہا کرخی نے مراد ذلت سے عبودیت کی ذلت ہے نہ ذنوب اور معاصی کی ذلت اور یہ شامل ہوگی تمام مخلوق
کو کما قال تعالے اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّآ اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا کوئی نہین آسمان اور زمین مین
جو نہ آوے رحمان کا بندہ ہو کر اور اس لفظ کی تفسیر سورہ نحل مین گذر چکی اور یہ جو فرمایا اور تو دیکھتا ہے پہاڑ
آخر تک تو یہ خطاب ہے پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے یا ہر اس شخص کے لیے جو رویت کی صلاحیت
رکھتا ہے اور رویت سے رویت بصری مراد ہے اور یہ تیسری علامت ہے قیامت کے قائم ہونے کی اور معنے یہ
ہین تو گمان کرے گا کہ وہ واقف اور قائم ساکن ہین اپنی جگہہ پر قالہ ابن عباس اور وہ جلد چلتے ہونگے
جیسے بادل کہ چلا جاتا ہے اسکو ہوا اور یہ ایسا ہے کہ ہر شے عظیم اور جسم کبیر اور جمع کثیر سے نظر قاصر ہوتی ہے بسبب
اسکے کثرت اور عظمت اور اسکے اطراف کی درمیان کی بعد کے تو وہ ناظر کے خیال مین ٹھیری ہوئی معلوم
ہوتی ہے اور حقیقت مین چلتی ہوتی ہے اسیطرح پہاڑون کا چلنا قیامت کے دن بسبب انکی عظمت کے
معلوم نہ ہوگا جیسے بادل کا چلنا بسبب اسکی عظمت کے نظر نہین آتا کہا علامہ نسفی نے اور یہی حال ہے
اجرام عظام متکاثرۃ العدد کا کہ جب وہ ایک سمت مین حرکت کرین تو انکی حرکت معلوم نہین ہو سکتی
اور ایسا ہی بیضاوی نے کہا اور یہ قیامت کے دن ہوگا اور اسی کی مثل ہے اللہ عزوجل کا یہ قول
وَسُيِّرَتِ الْجِبَالُ فَكَانَتْ سَرَابًا کہا ابو السعود نے یہ فزع نفخہ ثانیہ کے بعد ہوگا جب مخلوق قبرون
سے نکل پڑے گی جسدن بدلی جاویگی زمین اس زمین کے سوا اور بدلائی جاوے ہیئت اسکی اور چلائے جاوین
پہاڑ اپنے مکانون سے ہیئت ہولناک پر تاکہ اسکا اہل محشر مشاہدہ کرین اور وہ اگرچہ نفخہ اولیٰ کے وقت ٹوٹ ٹوٹ ہو

جاوینگے مگر انکا اوپر آنا اور پھیرنا نفخہ ثانیہ کے بعد واقع ہوگا جیسے اسکے ساتھ اللہ عزوجل کا قول فَقُلْ یَنْسِفُهَا رَبِّیْ نَسْفًا آخر تک ناطق ہے اور اللہ تعالے کا قول یَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَیْرَ الْاَرْضِ آخر تک بعض نے کہا مراد نفخہ سے اس آیت مین نفخہ اولی ہے اور فزع سے وہ فزع مراد ہے جسکے بعد موت ہوتی ہے اس صورت مین یہ خاص ہوگا ان لوگون کے ساتھہ جو اس نفخہ کے وقت زندہ ہونگے ان لوگون کے سوا جو اُنسے پہلے مر چکے اور آنکے ذلیل ہوکر آنے سے یہ مراد ہے کہ وہ اللہ عزوجل کے امر کیطرف رجوع کرینگے اور اسکے لیے منقاد ہونگے اور اسمین شک نہین کہ یہ معنے اس قبیل سے ہین جس سے قرآن مجید کے ساحت منزہ ہے اور ابعد ہے اس قول سے یہ قول کہ مراد اس نفخہ سے فزع کا نفخہ ہے جو صعق کے نفخہ سے پہلے ہوگا کیونکہ اسکو اس مقام کے ساتھہ کچھہ تعلق نہین ہے اور تحقیق امر جس سے فرار نہین ہے وہی ہے جو ہمنے بیان کیا اور اللہ عزوجل کا قول وَهُمْ مِّنْ فَزَعٍ یَّوْمَئِذٍ اٰمِنُوْنَ اسباری مین نص ہے اور صنع اللہ منصوب ہے مصدریت پر ای صَنَعَ اللّٰهُ ذٰلِكَ صُنْعًا بعض نے کہا منصوب ہے مفعولیت پر یعنے انظروا صنع اللہ اور اَتْقَنَ بمعنے احکم ہے عرب لوگ کہتے ہین رجلٌ تِقْنٌ اے حاذق بالاشیاء اور اتقان کہتے ہین کرنا کسی کام کا اکمل حالات پر اور یہ ماخوذ ہے عرب کی قول اَتْقَنَ ارضہ سے اور یہ اسوقت کہتے ہین جب کوئی شخص اپنی زمین مین نالا کاٹ کرلادے تاکہ وہ زراعت کی لائق ہو جاوے ذکرہ اسمین ابن عباس رضی نے کہا اَتْقَنَ اَحْسَنَ كُلَّ شَیْءٍ صُنْعَہٗ وَخَلْقَہٗ وَاَوْثَقَہٗ یعنے ہر چیز کی صنعت اور خلقت کو اسنے عمدہ بنایا ہے اور اسکو محکم بنایا ہے اور یہ کیا جو کیا کہ وہ خبیر ہے مطلع ہے ظواہر اور ضمائر پر جانتا ہے جو معصیت اسکے اعداء کرتے ہین اور واقف ہے اس طاعت سے جو اسکے اولیا بجا لاتے ہین حسنہ سے جنس حسنہ مراد ہے اور خیر سے اکثر اور افضل مراد ہے بعض نے کہا معنے یہ ہین خیر حاصل ہے اس حسنہ کیطرف سے اور اول اولے ہے بعض نے کہا حسنہ سے اخلاص مراد ہے اور بعض نے کہا حسنہ سے فرائض کا ادا کرنا مراد ہے اور تعمیم اولے ہے اور تخصیص کی کوئی وجہ نہین ہے اگرچہ بعض سلف خصوصیت کے قائل ہین ابوہریرہ سے آیت من جاء بالحسنۃ فلہ خیر منہا مین مرفوعًا مروی ہے کہ حسنہ سے اس آیت مین کلمہ لا الہ الا اللہ مراد ہے اور آیت مین من جاء بالسیئۃ فکبت وجوہہم فی النار مین سیئہ سے شرک مراد ہے اَخْرَجَہٗ عَبْدُ بْنُ حُمَیْدٍ وَابْنُ جَرِیْرٍ وَ ابْنُ مَرْدُوْیَہْ تو جب حسنہ کی تفسیر کلمہ توحید کے ساتھہ اور سیئہ کی تفسیر شرک کی ساتھہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہو تو اسکی طرف پھرنا متعین اور واجب ہے اور حمل کیا جاوے گا اس پر کہ مراد لا الہ الا اللہ کا کما حقہ کہنا ہے وجیسی اسکا کہنا لائق ہے اس صورت مین حسنہ کی تحت مین ہر طاعت داخل ہوگی

اور شاہد ہے اسکی وہ روایت جسکو حاکم نے کُنی میں صفوان بن عسال سے نکالا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ جَاءَ الْاِيْمَانُ وَالشِّرْكُ يَجْثُوَانِ بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ سُبْحَانَهٗ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ لِلْاِيْمَانِ اِنْطَلِقْ وَاَهْلُكَ اَنْتَ وَاَهْلُكَ اِلَى الْجَنَّةِ وَيَقُوْلُ لِلشِّرْكِ اِنْطَلِقْ اَنْتَ وَاَهْلُكَ اِلَى النَّارِ ثُمَّ تَلَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ جَاءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ خَيْرٌ مِّنْهَا يَعْنِيْ قَوْلَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَمَنْ جَاءَ بِالسَّيِّئَةِ يَعْنِي الشِّرْكَ فَكُبَّتْ وُجُوْهُهُمْ فِي النَّارِ یعنے جب قیامت کا دن ہوگا تو ایمان اور شرک دونو گھٹنوں کے بل چلکر اللہ عزوجل کے پاس آوینگے تب اللہ عزوجل ایمان کو فرماوے گا جا تو اور جنہوں نے تجھکو قبول کیا بہشت مین اور فرمائیگا واسطے شرک کے جا تو اور جنہوں نے شرک کیا دوزخ مین پھر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہی آیت پڑہی من جاء بالحسنة آخر تک اور فرمایا حسنہ سے لا الٰہ الا اللہ کہنا مراد ہے اور سیئہ سے شرک کرنا مراد ہے کعب بن عجرہ نے مرفوعًا روایت کیا کہ حسنہ سے اسبات کی گواہی دینا مراد ہے کہ اللہ عزوجل کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہین ہے اور خیر سے جنت مراد ہے اور سیئہ سے اللہ عزوجل کے قول من جاء بالسیئة مین شرک مراد ہے اور فرمایا حسنہ نجات دیگا اور سیئہ ہلاک کردیگا اَخْرَجَہٗ اَبُو الشَّیْخِ وَابْنُ مَرْدُوْیَۃَ اور ابن عباسؓ اور ابن مسعود سے ایسا ہی مروی ہے اور ابن عباس سے مروی ہے کہ خیر منہا کے معنے ہین خیر من جہتہا یعنی جو شخص حسنہ لاویگا اُسکے واسطے خیر اسکی جہت سے ہوگی اور کہا خیر سے ثواب مراد ہے بعض نے کہا یہ جملہ اللہ عزوجل کے قول انہ خبیر بما تفعلون کا بیان ہے اور بعض نے کہا اللہ عزوجل کے قول وکل اتوہ داخرین کا بیان ہے ایک جماعت صحابہ اور تابعین کا یہ قول ہے یہانتک کہ کہا گیا ہے اسپر سب کا اتفاق ہے کہ سیئہ سے مراد یہان شرک ہے اور تخصیص کی وجہ اللہ عزوجل کا یہ قول ہے فکبت وجوہہم فی النار تو یہ جزا سوا شرک کی برائی کے اور کسی گناہ کے نہین ہے اور وجہ کو خاصکر ذکر کیا کیونکہ وہ حواس کی جگہہ ہے تو باقی اعضا جو اسکی نسبت خسیس ہین وہ آگ مین ڈالے جانیکے زیادہ لائق ہین اِنَّمَآ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ رَبَّ هٰذِهِ الْبَلْدَةِ الَّذِيْ حَرَّمَهَا وَلَهٗ كُلُّ شَيْءٍ وَّاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ۝ وَاَنْ اَتْلُوَا الْقُرْاٰنَ فَمَنِ اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ وَمَنْ ضَلَّ فَقُلْ اِنَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ ۝ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ سَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ فَتَعْرِفُوْنَهَا وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ۝ مجھکو یہی حکم ہے کہ بندگی کرون اس شہر کے مالک کی جسنے اسکو کہا ادب کا اور اسکی ہر چیز اور حکم ہے کہ رہون حکم بردارون مین اور یہ کہ سنادون قرآن پھر جو کوئی راہ پر آیا سو راہ پاوے گا اپنے بھلے کو اور جو کوئی بہکا رہا تو کہدے مین یہی ہون ڈر سنانیوالا

اور کہہ سب تعریف ہی اللہ کو آگے دکہاویگا تم کو اپنے نمونے کو تو انکو پہچان لوگے اور تیرا رب بیخبر نہین ان کامون سے جو کرتے ہو **ف** کہا حافظ ابن کثیر نے اللہ عزوجل ان آیات مین اپنے رسول ؐ کو ارشاد فرماتا ہے کہ وہ کہے مجکو تو حکم ہوا ہے کہ مین اس گہر کے مالک کی پوجا کرون جسکو اسنے ادب والا بنایا اور ہر ایک چیز اسی کی ہے کما قال تعالیٰ قُلْ یٰاَیُّھَا النَّاسُ اِنْ کُنْتُمْ فِیْ شَکٍّ مِّنْ دِیْنِیْ فَلَآ اَعْبُدُ الَّذِیْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ وَلٰکِنْ اَعْبُدُ اللّٰہَ الَّذِیْ یَتَوَفّٰکُمْ وَاُمِرْتُ اَنْ اَکُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ تو کہہ اے لوگو اگر تم شک مین ہو میرے دین سے تو مین نہین پوجتا جنکو تم پوجتے ہو سوائے اللہ کے لیکن مین پوجتا ہون اللہ کو جو تمکو کہینچ لیتا ہے اور مجہکو حکم ہے کہ رہون مین ایمان والون مین اور ربوبیت کی اضافت بلدہ کیطرف تشریفی ہے کما قال تعالیٰ فَلْیَعْبُدُوْا رَبَّ ھٰذَا الْبَیْتِ الَّذِیْٓ اَطْعَمَھُمْ مِّنْ جُوْعٍ وَّاٰمَنَھُمْ مِّنْ خَوْفٍ یعنے تو چاہیے کہ بندگی کرین اس گہر کے رب کی جسنے انکو کہانا دیا بہوک مین اور امن دیا ڈر مین اور یہ جو فرمایا وہ جسنے اسکو ادب والا بنایا تو اسکے معنے یہ ہین کہ یہ شہر شرعًا اور قدرًا ادب کا مقام ہے اسلیے کہ اللہ عزوجل نے اسکو حرمت والا بنایا ہے جیسے صحیحین مین ابن عباس سے مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتح مکہ کے دن ارشاد فرمایا اِنَّ ھٰذَا الْبَلَدَ حَرَّمَہُ اللّٰہُ یَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فَھُوَ حَرَامٌ بِحُرْمَۃِ اللّٰہِ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ لَا یُعْضَدُ شَوْکُہٗ وَلَا یُنَفَّرُ صَیْدُہٗ وَلَا تُلْتَقَطُ لُقْطَتُہٗ اِلَّا مَنْ عَرَّفَھَا وَلَا یُخْتَلٰی خَلَاھَا الحدیث یعنے یہ شہر ایسا ہے کہ بیشک اللہ عزوجل نے اسکو ادب کی جگہہ قرار دیا ہے جسدن سے آسمان و زمین بنایا ہے غرض وہ اللہ تعالیٰ کے مقرر کرنے سے حرمت اور ادب کی جگہہ ٹہیرایا گیا ہے قیامت تک نہ اسکا کانٹا اُکہاڑا جاوے نہ اسکا شکار بہگایا جاوے اور نہ اسکی گری ہوئی چیز اوٹہائی جاوے مگر وہ اُٹہائے جو اسکو پہچنوائے یعنی جسکی ہو اسکو دیدیوے اور نہ اسکی ہری گہانس اکہاڑی جاوے آخر حدیث تک وَقَدْ ثَبَتَ فِی الصِّحَاحِ والحسان وَالْمَسَانِیْدِ مِنْ طُرُقٍ جَمَاعَۃٍ تُفِیْدُ الْقَطْعَ کَمَا ھُوَ مُبَیَّنٌ فِیْ مَوْضِعِہٖ مِنْ کِتَابِ الْاَحْکَامِ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ وَالْمِنَّۃُ اور یہ جو فرمایا ولہ کل شئ تو یہ عطف عام کے قبیل سے ہے خاص پر اور معنے یہ ہین وہ سب ہی اس شہر کا اور رب ہر چیز کا اور مالک اسکا لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ اور مجہکو ارشاد ہوا ہے کہ مین مسلمین موحدین مخلصین سے ہو جاؤن جو اس کے امر کے لیے منقاد ہین اور اسکے ارشاد کے مطیع ہین اور یہ جو فرمایا وان اتلوا القرآن تو اسکے یہ معنے ہین کہ مین قرآن لوگو پر پڑہون اور یہ کتاب لوگون کو پہنچا دون کقولہ تعالیٰ ذٰلِکَ نَتْلُوْہُ عَلَیْکَ مِنَ الْاٰیٰتِ وَالذِّکْرِ الْحَکِیْمِ یعنے یہ پڑہ سناتے ہین ہم تجہکو آیتین اور مذکور تحقیق وکقولہ تعالیٰ نَتْلُوْا عَلَیْکَ مِنْ نَّبَاِ مُوْسٰی وَفِرْعَوْنَ بِالْحَقِّ

لِقَوۡمٍ یُّؤۡمِنُوۡنَ ہم سُناتے ہین تجھکو کچھہ احوال موسےٰ اور فرعون کا تحقیق ایک لوگون کے واسطے جو یقین
کرتے ہین اور حاصل یہ ہے کہ مین مبلغ اور منذر ہون سو جو کوئی راہ پر آیا سو راہ پر آویگا اپنے بھلے کو اور جو کوئی بہکا
رہا تو کہدے مین بہی ہون ڈر سنانیوالا اور مین بھی اُن سولونکی چال چلتا ہون جنہون نے اپنی اپنی قوم کو ڈرایا اور
رسالت کے ادا کرنے مین اس حق کو انہون نے ادا کیا جو اُنپر تہا اور اپنے عہد سے نکل گئے اور انکی امتون کا حساب
الله عزوجل پر ہے کقوله تعالی فَاِنَّمَا عَلَیۡكَ الۡبَلٰغُ وَعَلَیۡنَا الۡحِسَابُ یعنے سو تیرا ذمہ تو پہنچانا ہے اور
ہمارا ذمہ حساب لینا اور فرمایا اِنَّمَاۤ اَنۡتَ نَذِیۡرٌ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَیۡءٍ وَّكِیۡلٌ یعنے تو تو صرف ڈرانیوالا ہے
اور الله ہر چیز پر کارساز ہے اور یہ جو فرمایا قُلِ الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ سَیُرِیۡكُمۡ اٰیٰتِهٖ فَتَعۡرِفُوۡنَهَا یعنے الله عزوجل کی شان ہے
جو کسیکو عذاب نہین کرتا مگر اسپر حجت قائم کرکے اور سکو ڈراکر واسطے فرمایا سَیُرِیۡكُمۡ اٰیٰتِهٖ كَمَا قَالَ سَنُرِیۡهِمۡ
اٰیٰتِنَا فِی الۡاٰفَاقِ وَفِیۡۤ اَنۡفُسِهِمۡ حَتّٰى یَتَبَیَّنَ لَهُمۡ اَنَّهُ الۡحَقُّ اَوَلَمۡ یَكۡفِ بِرَبِّكَ اَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَیۡءٍ
شَهِیۡدٌ اَلَاۤ اِنَّهُمۡ فِیۡ مِرۡیَةٍ مِّنۡ لِّقَآءِ رَبِّهِمۡ اَلَاۤ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَیۡءٍ مُّحِیۡطٌ یعنے اب ہم دکہاوینگے انکو
اپنے نمونے دنیا مین ... انکی جانون مین جب تک کہ کہلجاوے اُنپر کہ یہ ٹہیک ہے کیا رب تیرا تہوڑا ہے
ہر چیز پر گواہ سنتا ہے وہ دہوکے مین ہین اپنے رب کی ملاقات سو سنتا ہے وہ گھیر رہا ہے ہر چیز کو اور یہ جو
فرمایا وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعۡمَلُوۡنَ یعنے بلکہ وہ ہر چیز کو گھیر رہا ہے ابو ہریرہؓ سے مرفوعًا مروی ہے
کہ رسول الله صلی الله علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یَاۤ اَیُّهَا النَّاسُ لَا یَغۡتَرَّنَّ اَحَدُكُمۡ بِاللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ لَوۡ
كَانَ غَافِلًا لَاَغۡفَلَ الۡبَعُوۡضَةَ وَالۡخَرۡدَلَةَ وَالذَّرَّةَ یعنے اے لوگو تم مین سے کوئی الله عزوجل کے
ساتھ دہوکا نہ کہاوے (یہ سمجھ کر کہ الله عزوجل تمہارے اعمال سے بیخبر ہے) کیونکہ الله تبارک وتعالی اگر
بے خبر ہوتا تو غافل ہوتا مچھر اور رائی اور چیونٹی سے رواہ ابن ابی حاتم اور عمر بن عبد العزیز سے مروی
ہے کہ الله عزوجل اگر کسی چیز سے غفلت کرتا تو غفلت کرتا ابن آدم کے اُن روقدمون سے جنکو ہوا مٹا
دیتی ہے اور امام احمد سے منقول ہے کہ وہ یہ دو شعر پڑہا کرتے تہے والله تعالے اعلم یہ اشعار خود اُن کے
ہین یا کسی اور کے **شعر**

اِذَا مَا خَلَوۡتَ الدَّهۡرَ یَوۡمًا فَلَا تَقُلۡ خَلَوۡتُ وَلٰكِنۡ قُلۡ عَلَیَّ رَقِیۡبٌ
وَلَا تَحۡسَبَنَّ اللّٰهَ یَغۡفُلُ سَاعَةً وَلَا اَنَّ مَا یَخۡفٰی عَلَیۡهِ یَغِیۡبُ

یعنے جب تو زمانے مین کسی دن گوشہ نشین ہوا اور اکیلا تو خیال نہ کر کہ مین اکیلا ہون بلکہ سمجھ کہ مجھپر ایک

نگہبان ہو اور یہ خیال کر کہ اللہ عزوجل ایک ساعت بہی غفلت کرتا ہے اور یہ کہ جو چیزین تجہہ سے مخفی ہین اسپر بہی
پوشیدہ ہین ختم کا بیان ہے کہ جب اللہ عزوجل مبدا اور معاد کے احوال کے بیان سے فارغ ہوا تو اسنے اپنے رسول
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد فرمایا کہ انکو فرماوے انما امرت انکو اسبات پر خبردار کرنے کے لیے
کہ امر دعوت کا پورا ہوچکا جسپر زیادت متصور نہین ہے اور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے کوئی شان
باقی نہین ہے سوا مشغول ہونیکے ساتھہ عبادت الہی کے اور سوا مستغرق ہونیکے اسکے مراقبے مین اور اب انکی
پروا نکرے یہ گمراہ ہوئے یا انہون نے راہ پائی سنوارا انہون نے یا بگاڑا تو کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کا عبادت مین مشغول ہونا اور اسکے مراقبے مین مستغرق ہونا اور انکی پرواہ نہ کرنا گمراہ ہووین یا ہدایت
یاب ہون انکو ہماری اسبات پر کہ فکر کرین اپنے جانون کا اور مشغول ہون تدبر کے ساتھہ ان آیات باہرہ
مین جنکو انہون نے مشاہدہ کیا اور معنے یہ ہین تو کہہ اے محمد مجھکو تو حکم ہوا کہ مین خالصاً مخلصاً اللہ
عزوجل کی عبادت کرون جسکا کوئی شریک نہین ہے اور بلدہ سے مراد مکہ ہے قالہ ابن عباس اور تمام
شہرونمین سے شہر مکہ کو خاص کر ذکر کیا کیونکہ اسمین اللہ عزوجل کا ادب والا گہر ہے یا اسلیے کہ حضرت صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک یہ بلدہ احب البلاد ہے اَلَّذِیْ حَرَّمَہَا یہ رب کی صفت ہے جمہور نے موصول اسی
طرح تذکیر کے ساتھہ پڑہا ہے اور ابن عباس اور ابن مسعود نے اسکو التی پڑہا ہے تانیث کی ساتھہ اس صورت مین
موصول بلدہ کی صفت ہوگا اور سیاق سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ رب کی صفت ہو نہ بلدہ کی اسواسطے جمہور کی قرأت واضح
ہے اور یہ جو فرمایا وَاَنْ اَتْلُوَا الْقُرْاٰنَ یعنے قرآن مجید کی تلاوت پر مداومت و مواظبت کرون تو کہ میرے
لیے اسکے حقائق رائقہ جو اسکے مکرر قصون مین مخزون ہین منکشف ہون بعض کہا یہان تلاوت
سے ایمان کی طرف بلانا مراد ہے اور اول اولی ہے پہر جو راہ پاوے اسچیز کے ساتھہ جو مین اسپر پڑہون
اور اسپر عمل کرے اسطرح کہ اللہ پر ایمان لاوے اور اسکی شریعت پر عمل کرے تو اسکا نفع اور فائدہ اسی کے واسطے
ہے اور جسنے راہ کو کہو دیا اللہ عزوجل کے ساتھہ کفر کرکے اور اسکی ہدایت سے اعراض کرکے تو تو اسکو کہہ مین
تو تنہا ڈر سنانے والا ہون یعنے اللہ عزوجل کا پیغام تمکو پہنچا کر ڈر سنا دیا اسکے سوا میرا کچہہ ذمہ نہین ہے
بعض نے کہا وَمَنْ ضَلَّ کی خبر محذوف ہے اور وہ یہ ہے "تو اسکی ضلالت کا وبال اسی پر ہے" اور جملہ انما
من المنذرین کو اسکے قائمقام رکہا گیا کیونکہ اسکی علت کی طرح ہے اور وجہ اول بہت ظاہر ہے
بعض نے کہا آیت قتال نے اسکو منسوخ کردیا اور کہہ الحمد للہ اللہ عزوجل کی اُن نعمتون پر جو اسنے مجہپر کین نبوت

اور علم وغیر ذلک سے اور اُسنے مجھکو توفیق دی اسکے اوٹھانے کی اور تمام جہان کو ان نعمتوں کے احکام پہنچانے کی اور یہ جو فرمایا سیریکم آیاتہ تو یہ منجملہ اس چیز کے ہے جسکا اللہ عزوجل نے اپنے پیغمبر کو ارشاد فرمایا کہ وہ یہ بات لوگون کو سنادے اور اسکا مطلب یہ ہے کہ آگے دکھاوے گا اپنی آیات بوہرہ جسکے ساتھہ قرآن ناطق ہے تمہاری جانون مین اور تمہارے غیر مین بعض نے کہا آیات اللہ عزوجل نے انکو بدر کے دن دکھائین اور یہ وہ ہے جو اللہ عزوجل نے انکو بدر کے دن دکھایا قتل سے اور قید کرنے سے اور فرشتون کا انکے ہونے اور فرشتون کو مارنے سے بعض نے کہا وہ آیات مراد ہین جو آسمان اور زمین مین موجود ہین اور بعض نے کہا آخرت مین آیات کا دکھانا مراد ہے تب وہ انکو یقین کرینگے بعض نے کہا آیات سے انشقاق قمر اور دخان مراد ہے اور وہ عذاب جو اللہ عزوجل نے اُنپر دنیا مین اتارے فتعرفونہا یعنے پہر تم اُن آیات کو دیکھہ لوگے اور اسکی قدرت اور وحدانیت کی دلیلون کو اور یہ معرفت کفار کو مفید نہ ہوگی کیونکہ یہ اُنکی معرفت اسوقت ہوگی جسوقت انکا ایمان مقبول نہ ہو گا کیونکہ وہ مرنے کیوقت ایمان لاوینگے پہر اللہ عزوجل نے سورہ کو ختم فرمایا اپنے اس قول پر وما ربک بغافل عما تعملون اور یہ کلام ہے اللہ سبحانہ وتعالی کیطرف سے اس کلام مین داخل نہین ہے جسکی کہنے کا حضرتؐ کو ارشاد ہوا ہے اور اسمین ترہیب شدید اور تہدید عظیم ہے

سورۃ القصص

اور اس سورۃ کو سورہ موسے بھی کہتے ہین اور سورتون کے نام توقیفی ہین اسی طرح سورتون کی ترتیب اور آیات کریمات کی ترتیب بھی توقیفی ہے اور اس سورت کی اٹھاسی آیتین ہین اور ساری سورت مکہ مین نازل ہوئی ہے حسن اور عکرمہ اور عطار کا یہی قول ہے کہا محلی نے یہ سورت مکے مین نازل ... ہوئی ہے مگر آیت ان الذی فرض علیک القرآن لرادک الی معاد جحفہ مین نازل ہوئی اور مگر آیت الا الذین آتیناہم الکتاب لانبتغی الجاہلین تک انتہی ابن عباس رض سے مروی ہے کہ آیت ان الذی آخر تک معدیکرب سے مروی ہے کہ ہم عبداللہ کے پاس آئے اور ہمنے اُنسے سوال کیا کہ وہ ہمکو سورہ قصص سناوین تو انہون نے کہا یہ سورت مجھکو تو یاد نہین ہے ولیکن تم اس شخص سے سنو جسنے اسکو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لیا ہے یعنے خباب بن ارت سے سنو پہر ہم خباب پاس آئے اور انہون یہ سورت ہمکو سنائی

رواہ الامام احمد بن حنبل رحمہ اللہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

طٰسٓمّٓ ۝ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝ نَتْلُوْا عَلَيْكَ مِنْ نَّبَاِ مُوْسٰى وَفِرْعَوْنَ بِالْحَقِّ لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝ اِنَّ
فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْاَرْضِ وَجَعَلَ اَهْلَهَا شِيَعًا يَّسْتَضْعِفُ طَآئِفَةً مِّنْهُمْ يُذَبِّحُ اَبْنَآءَهُمْ وَيَسْتَحْيٖ
نِسَآءَهُمْ اِنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ۝ وَنُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِي الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ
اَئِمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِيْنَ ۝ وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَنُرِيَ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا مِنْهُمْ

مَّا كَانُوْا يَحْذَرُوْنَ ۝ یہ آیتین ہین کہلی کتاب کی ہم سُناتے ہین تجکو کچہہ احوال موسے اور فرعون کا تحقیق ایک
لوگون کے واسطے جو یقین کرتے ہین فرعون چڑہ رہا تہا ملک مین اور کر رکہے تہے وہان کے لوگ کئی جتہے
کمزور کر رکہا تہا ایک فرقے کو ان مین ذبح کرتا تھا انکے بیٹے اور جیتی رکہتا انکی عورتین وہ تہا خرابی ڈالنے
والا اور ہم چاہتے ہین کہ احسان کرین جو کمزور پڑے تہے ملک مین اور کردین انکو سردار اور کردین انکو قائم مقام
اور جما دین انکو ملک مین اور دکہا دین فرعون اور ہامان کو اور انکے لشکرون کو ان کے ہاتہہ سے جس چیز کا خطرہ
رکہتے تہے **ف** جو یقین کرتے ہین یعنے مسلمان لوگ اپنا حال قیاس کرین ظالمون کے مقابلہ مین اور
تہا خرابی ڈالنے والا بیٹے ذبح کرتا کہ یہ قوم بڑہ نہ جاوین اور زور نہ پکڑین یعنے بنی اسرائیل اور ہامان وزیر تہا
فرعون کا ظلم مین اسکا شریک تہا اور حروف مقطعات پر کلام گذر چکی اور کتاب مبین مین مبین سے مراد
واضح اور جلی ہے جو امور کی حقیقتون اور زمان ماضی اور آیندہ کے علم کی کاشف ہو اور یہ جو فرمایا ہم سُناتے ہین
تجکو کچہہ احوال موسی اور فرعون کا آخر آیت تک تو یہ ویسا ہے جیسے دوسرے مقام مین فرمایا نَحْنُ نَقُصُّ عَلَيْكَ
اَحْسَنَ الْقَصَصِ بِمَآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ هٰذَا الْقُرْاٰنَ وَاِنْ كُنْتَ مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الْغٰفِلِيْنَ یعنے ہم
بیان کرتے ہین تیری پاس بہتر بیان اسواسطے کہ بہیجا ہمنے تیر طرف قرآن اور تو تہا اس سے پہلے البتہ بیخبرون
اور یہ جو فرمایا فرعون چڑہ رہا تہا یعنے متکبر اور متجبر اور طاغی تہا اور یہ جو فرمایا کر رکہے تہے وہان کے لوگ کئی جتہے
یعنے فرعون وہان کے لوگون سے کئی طرح کے کام لیتا کسی سے کچہہ اور کسی سے کچہہ اور یہ جو فرمایا کمزور کر رکہا تہا
ایک فرقے کو تو ایک فرقے سے بنی اسرائیل مراد ہین اور اسوقت مین بنی اسرائیل اپنے زمانے والون سے پسندیدہ
تہے باینہمہ یہ ظالم بادشاہ انسے خسیس کام لیتا اور رات اور دن انکو تکلیف دیتا اپنے کامون اور رعیت کے کامون مین
اور بعہدا انکے بیٹے ذبح کرتا اور عورتین چہوڑ دیتا انکی اہانت اور حقارت کے لیے اور اس خیال سے کہ مبادا ان مین
سے وہ غلام پیدا ہو جاوے جو اسکی ہلاکت کا سبب ہوتا اور اسکی دولت کا اسکے ہاتہون پر جانا تہا اور قبطیون

نے ابراہیمؑ کا یہ قول بنی اسرائیل سے اخذ کیا ہوا تھا کہ میری پشت اور اولاد سے ایک شخص پیدا ہوگا جو ملک مصر
کی ہلاکت کا موجب ہوگا اور یہ آپنے اسوقت فرمایا تھا جب آپ بار مصر میں آئے تھے اور مصر کے ظالم بادشاہ
نے حضرت سارہ علیہا السلام کو پکڑ لیا تھا اور انکی حرمت کو اللہ عزوجل نے اس شیطان سے بچا لیا تھا اور قبطی لوگ
یہ بات فرعون کے سامنے بیان کیا کرتے تھے تو وہ مردود ڈرا اس سے اور اسنے حکم کیا بنی اسرائیل کے بیٹوں کے
ذبح کرنے کا اور تقدیر کے آگے تدبیر کیا کام کر سکتی ہے کیونکہ اللہ عزوجل کا مقرر کیا ہوا وقت جب آجاتا ہے تو
اسمین تاخیر نہیں ہوتی ہے اور واسطے ہر ایک وعدے کے ایک نہایت ہے و لہذا فرمایا وَنُرِيدُ أَنْ نَمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا
فِي الْأَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً وَنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِينَ وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ وَنُرِيَ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَ
جُنُودَهُمَا مِنْهُمْ مَا كَانُوا يَحْذَرُونَ اور اللہ عزوجل نے اس وعدہ کو پورا کر دیا جیسے دوسرے مقام میں فرمایا
كَذَٰلِكَ وَأَوْرَثْنَاهَا بَنِي إِسْرَائِيلَ یعنے اسی طرح سے کیا اور ہاتھ لگائیں یہ چیزیں بنی اسرائیل کو
اور فرمایا وَكَذَٰلِكَ وَأَوْرَثْنَاهَا قَوْمًا آخَرِينَ اسی طرح اور وہ سب ہاتھ لگا یا ہمنے ایک اور قوم کو یعنے بنی
اسرائیل کو اور فرعون نے ارادہ کیا کہ اپنے حول اور قوت کی ساتھ موسیٰ کے ہاتھ سے بچ جاوے پر یہ ارادہ
اسکا کچھہ کارگر نہ ہوا ملک عظیم کی قدرت کی ساتھ جسکے امر قدری کے ساتھ مخالفت ممکن نہیں اور نہ وہ
مغلوب ہو سکتا ہے بلکہ اسی کا حکم نافذ ہو چکا اور قدر میں اسکی قلم چل چکی کہ فرعون موسیٰؑ کے ہاتھ سے مارا
جاوے گا بلکہ یہ غلام جس سے اے فرعون تو ڈرتا ہے اور اسکی وجہ سے تو نے ہزار ہا بچے مار ڈالے یہ تیرے فرش
پر نشو و نما پاویگا اور تیرے گھر میں اسکی تربیت ہوگی اور تیرے ساتھہ کھانا کھاویگا اور تو اسکی پرورش کریگا
اور اسپر قربان ہوگا اور تیری موت اور ہلاکت اور تیرے جنود کی ہلاکت اسکے ہاتھہ پر ہوگی تو کہ تو جانے
کہ ان اونچی آسمانوں کا مالک وہی قاہر اور غالب اور عظیم اور قوی اور عزیز اور شدید المحال ہے جو وہ چاہے
وہی ہوتا ہے اور جو نہ چاہے نہیں ہوتا انتہے ما قال الحافظ فی تفسیرہ فتح کا بیان فائدہ یہ ہے کہ طسم سے
جو معنے مراد ہیں انکو اللہ عزوجل خوب جانتا ہے اور لفظ طسم پر گفتگو سورہ شعراء کے ابتدا میں گذر چکی
اب اسکا اعادہ ہم نہیں کرتے اور اسی طرح آیت تلک آیات الکتاب المبین پر گفتگو گذر چکی کہا زجاج نے
مبین کے یہ معنے ہیں کہ یہ کتاب حق کو باطل سے جدا کرتی ہے اور حلال کو حرام سے اور یہ مشتق ہے
اَبَانَ سے جو معنے میں اَظْهَرَ کے ہے اور یہ فعل اضداد سے ہے اسکا استعمال دونو طرح آیا ہے لازم بھی اور
متعدی بھی کہا جاتا ہے اَبَنْتُهُ فَاَبَانَ اور یہ جو فرمایا ہم سناتے ہیں آخر آیت تک تو اسکے معنے یہ ہیں

کہ بواسطہ جبرئیل ہم تیری طرف پیغام بھیجتے ہین اور ایماندارون کو خاص کیا کیونکہ تلاوت اسی شخص کو مفید ہوتی
ہے جو ایماندار ہوتا ہے اور حرف من ابتدا ہے اخفش کی رای پر اور اولی یہ ہے کہ بیانیہ ہو یا بعضیہ اور زائدہ
کہنے کی کچھہ ضرورت نہین ہے اور حق بمعنے صدق ہو اور یہ جو فرمایا فرعون چڑہ رہا تہا ملک مین الخ تو یہ جملہ مستانفہ
ہے جسکو بنا کی اجمال کی تفصیل کیلیے چلایا گیا ہے مفسرون نے کہا علو کے معنے تکبر اور تجبر اور تعظم کے ہین اور ارض
سے مراد ارض مصر ہے بعض نے کہا علو سے مراد یہ ہے کہ اُسنے ربوبیت کا دعوے کیا بعض نے کہا اپنے رب
کی عبادت سے اپنی علو کیا اور کردیا اُسنے اسکے رہنے والون کو کئی جتہے یعنے کئی فرقے اور قسمین اپنی خدمت
لینے مین جسطرح چاہتا اُسنے خدمت لیتا مجاہد نے کہا معنے یہ ہین کہ اُسنے اُنمین تفرقہ ڈالدیا اور قتادہ
نے کہا معنے یہ ہین ایک جماعت کو غلام بناتا تہا اور ایک جماعت کو چھوڑتا تہا ایک جماعت کو قتل کرتا تہا اور
ایک جماعت کو زندہ چھوڑتا تہا یا یہ معنے کہ اُسنے ڈال رکہی تہی ان مین دشمنی اور بیر تو کہ انکی ایک بات نہ رہی اور
یہ اسلیے کہ بنی اسرائیل کی جب مصر مین کثرت ہوگئی تو انہون نے لوگون پر ظلم کیا اور گناہ کے کام کیے اور امر
بالمعروف نہ کیا اور منکر کام سے نہ روکا تب اللہ تعالی نے انپر قبطیون کو مسلط کردیا اور انہون نے انکو کمزور کر
دیا یہانتک کہ انکو اللہ عزوجل نے موسی ع کے ہاتھہ پر نجات دی اور فرعون بنی اسرائیل کے بیٹے ذبح کرتا تہا اور
عورتون کو چھوڑتا اسلیے کہ اُس زمانے کی کاہنون نے اسکو خبر دی تہی کہ بنی اسرائیل مین سے ایک لڑکا اسکی
بادشاہت کو برباد کردے گا کہا زجاج نے اور فرعون کی حماقت سے تعجب آتا ہے اسلیے کہ جس کاہن نے
فرعون کو خبر دی تہی اگر وہ فرعون کے نزدیک سچا تہا تو قتل کچھہ کارگر اور مفید نہ تہا اور اگر وہ جہوٹا سمجہتا تہا
تو پہر قتل کرنا بیسود تہا اور مشہور ہے کہ فرعون نے ستر ہزار بچے قتل کرڈالے اور یہ جو فرمایا وہ تہا بگاڑ
کرنے والا تو یعنی یہ اُسنے ایسے جرم عظیم پر جرأت کی کہ انبیاء کی اولاد مین سے بیچارے معصوم بچون کو مارا
اور اس سے معلوم ہوا کہ قتل اہل فساد کا فعل ہے وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّ مُوْسٰٓى اَنْ اَرْضِعِيْهِ ۚ فَاِذَا خِفْتِ
عَلَيْهِ فَاَلْقِيْهِ فِى الْيَمِّ وَلَا تَخَافِىْ وَلَا تَحْزَنِىْ ۚ اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَيْكِ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ○
فَالْتَقَطَهٗٓ اٰلُ فِرْعَوْنَ لِيَكُوْنَ لَهُمْ عَدُوًّا وَّحَزَنًا ۭ اِنَّ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا كَانُوْا
خٰطِـِٕيْنَ ○ وَقَالَتِ امْرَاَتُ فِرْعَوْنَ قُرَّتُ عَيْنٍ لِّىْ وَلَكَ ۭ لَا تَقْتُلُوْهُ ۤ عَسٰٓى اَنْ يَّنْفَعَنَآ اَوْ نَتَّخِذَهٗ
وَلَدًا وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ○ اور ہمنے حکم بہیجا موسی ع کی ماں کو کہ اسکو دودھ پلا پہر جب تجہکو ڈر ہو اسکا تو
ڈالدے اسکو پانی مین اور نہ خطرہ کر اور نہ غم کہا پہر ہم پہنچا دین گے اسکو تیری طرف اور کرینگے اسکو رسولون سے

پہر اوٹہا لیا اوسکو فرعون کے گہر والون نے کہ ہو انکا دشمن اور گرانے والا بے شک فرعون اور ہامان اور
اونکے لشکر چوک کرنے والے تہے اور بولی فرعون کی عورت آنکہون کی ٹہنڈک ہے مجہکو اور تجہکو اسکو نہ مارو
شاید ہمارے کام آوے یا ہم اسکو لین بیٹا اور اُن کو خبر نہین **ف** تو ڈالدے اسکو آخر آیت تک
یا بجہاۓ ایک بکس کے صندوق مین ڈالکر اونکو بہا دیا تہ یہین وہ بہتا چلا گیا فرعون کے محل مین اسکی عورت
نے اُن کو اوٹہا لیا پالنے کو اور یہ جو فرمایا انکو خبر نہین یعنے خبر نہین کہ بڑا ہو کر کیا کرے گا لیکن جاننا
کہ بنی اسرائیل مین سے کسی نے خوف سے ڈالا ہے پر ایک لڑکا نہ مارا تو کیا ہوا مفسرین نے بیان کیا
ہے کہ جب فرعون نے بنی اسرائیل کے بہت بچے مار ڈالے تو قبطی ڈرے کہ مبادا بنی اسرائیل
بالکل نہ رہین اور جو دشوار کام اُن سے لیے جاتے ہین وہ ہم سے لیے جاوین اور فرعون سے
عرض کی اگر حال ایسا ہی رہا تو بنی اسرائیل ختم ہو جاوینگے اسطرح کہ اُن مین کے بوڑہے تو مر جاوین
گے اور بچون مین سے کوئی بڑہنے نہین پاتا کہ قتل کیا جاتا ہے اور یہ ممکن نہین ہے کہ اُن کی
عورتین اُن اعمال شاقہ کی برداشت کرسکین جو اُنکے مردون سے لیے جاتے تہے بہرکیف یہ کام
ہمکو کرنے ہون گے تب وسنے ایک سال قتل کرنے کا حکم دیا اور ایک سال زندہ چہوڑنے کا اور ہارون
علیہ السلام اس سال پیدا ہوئے جس سال بچون کو چہوڑا گیا اور موسے علیہ السلام اس سال جس مین
بچون کے قتل کا حکم تہا اور فرعون نے اس کام کیلیے لوگ چہوڑے ہوئے تہے اور دایان جو عورتون
کے پاس جاتین پہر جسکو حمل والی دیکہتین اسکا نام رجسٹر مین درج کرتین جب اسکے جننے کا وقت آتا
تو اسکو نہ جنائی مگر قبط کی عورتین اگر مادہ پیدا ہوتی تو اسکو چہوڑ دیتین اور اگر نر پیدا ہوتا تو ذبح
کرنے والے مردود آتے اور ذبح کرکے چلے جاتے قَبَّحَهُمُ اللّٰهُ تعالی جب موسے علیہ
السلام کی والدہ حاملہ ہوئین تو انپر حمل کے علامات ظاہر نہ ہوئے جیسے اور عورتون پر حمل کے
آثار ظاہر ہوتے ہین اور نہ دایون نے معلوم کیا ولیکن جب انہون نے موسے علیہ السلام کو
جنا تو اونکا دل تنگ ہوا اور انہون نے موسے علیہ السلام پر بہت سخت خوف کیا اور وہ سب
سے زیادہ پیارا لگا اور موسے علیہ السلام کو کوئی نہ دیکہتا مگر اُسنے محبت کرتا پس سعید وہی ہے
جو طبعًا اور شرعًا محبوب ہو فرمایا اللہ تعالے نے وَأَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّي تو جب
موسے علیہ السلام کی والدہ کا دل تنگ ہوا تو اُسکے دل مین یہ الہام ہوا اور القا ہوا جسکا

اللہ عزوجل نے اس آیت مین بیان فرمایا وَاَوْحَیْنَآ اِلٰٓی اُمِّ مُوْسٰٓی اَنْ اَرْضِعِیْہِ فَاِذَا خِفْتِ عَلَیْہِ فَاَلْقِیْہِ فِی الْیَمِّ وَلَا تَخَافِیْ وَلَا تَحْزَنِیْ اِنَّا رَآدُّوْہُ اِلَیْکِ وَجَاعِلُوْہُ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ اور یہ اسطرح کہ موسے علیہ السلام کی والدہ کا گہر دریائے نیل کے ساحل پر تہا تو اُسنے ایک صندوق بنایا اور اسمین بچہونا بچہایا اور اپنے بچے (موسے علیہ السلام) کو دودہ پلاتین جب کوئی انکے پاس آتا ان لوگون مین سے جن کا خوف تہا تو جاکر بچے کو صندوق مین ڈالدیتین اور صندوق کو دریا مین چھوڑدیتین اور صندوق کو ایک رسی سے باندہ رکہتین ایکدن جو کسی سے ڈر کر بچے کو صندوق مین ڈالا تو صندوق کو رسی ڈالنا بہول گئین اور اسکو یون ہی دریا مین چھوڑدیا تو وہ بہ گیا اور پانی نے اسکو اوٹہالیا یہانتک کہ فرعون کے محل کے نیچے سے گذرا اور لونڈیون نے اسکو اوٹہالیا اور فرعون کی بی بی حضرت آسیہؓ کے پاس اس صندوق کو لے گئین اور انکو معلوم نہ تہا کہ صندوق مین کیا چیز ہے اور وہ ڈرین صندوق کے کہولنے سے حضرت آسیہ کے سوا جب اس نے کہولا تو وہ ایک لڑکا تہا سب لوگون سے زیادہ حسین اور جمال والا اور بارونق اور تر و تازہ اور اس کی محبت اللہ عزوجل نے آسیہ کے دل مین ڈالدی جب اوسنے حضرت موسیٰؑ کی طرف دیکھا اور یہ اس لیے کہ اللہ عزوجل نے اسکو نیک کرنا چاہا اور عزت دینا چاہا اور اس کے خاوند کو بدبخت بنانا وہذا فرمایا فَالْتَقَطَہٗٓ اٰلُ فِرْعَوْنَ لِیَکُوْنَ لَہُمْ عَدُوًّا وَّحَزَنًا اِنَّ فِرْعَوْنَ وَہَامٰنَ وَجُنُوْدَہُمَا کَانُوْا خٰطِئِیْنَ محمد بن اسحق وغیرہ کا یہ قول ہے کہ لام لیکون مین عاقبت کا ہے تعلیل کا نہین ہے کیونکہ اونہون نے موسے علیہ السلام کو اس ارادے سے نہین اوٹہایا تہا کہا حافظ ابن کثیر نے لفظ کا ظاہر تو اسی بات کا مقتضی ہے جو مفسرون نے کہا ہے ولیکن جب سیاق کے معنے کیطرف خیال کیا جاوے تو لام تعلیل ہی کا ٹہیرتا ہے کیونکہ آیت کے معنے یہ ہین اللہ عزوجل نے انکو مسلط کیا اُسکے اٹہانیکے واسطے تو کہ وہ انکا دشمن اور کڑہانے والا ہوجاوے تو یہ انکی موسی علیہ السلام سے حذر کرنے کے ابطال مین ابلغ ہوگا وہذا اللہ تعالے نے فرمایا اِنَّ فِرْعَوْنَ وَہَامٰنَ وَجُنُوْدَہُمَا کَانُوْا خٰطِئِیْنَ اور یہ جو فرمایا اور بولی فرعون کی بی بی یہ تو میری اور تیری آنکہون کی ٹہنڈک ہے تو اسکی تفسیر یہ ہے کہ جب فرعون نے موسی علیہ السلام کو دیکھا تو اسکے قتل کا ارادہ کیا اس خوف سے کہ

یہ لڑکا بنی اسرائیل مین سے ہوگا تو آسیہ مزاحم کی بیٹی جو فرعون کی بی بی تھی فرعون سے جھگڑنے لگی اور
اُسکے قتل سے اسکو چھڑانے لگی اور اسکو فرعون کا محبوب بنانے لگی اور بولی میری اور تیری آنکھون کی
ٹھنڈک ہے تو فرعون بولا تیری آنکھون کی یہ ٹھنڈک ہے اور میری آنکھون کی یہ ٹھنڈک نہین
ہے پس امر اسی طرح ہوا کہ اللہ عزوجل نے آسیہ کو اسکی وجہ سے ہدایت کی اور اس مردود کو موسے علیہ
السلام کے ہاتھون سے ہلاک کرایا اور یہ جو اسنے کہا کہ شاید اس سے ہمکو فائدہ پہونچے تو یہ بات
حاصل ہو چکی کہ اللہ عزوجل نے موسے علیہ السلام کیوجہ سے آسیہ کو ہدایت کی اور اس کے
سبب سے اسکو جنت مین بسا دیا اور یہ جو کہا یا اسکو بیٹا بنا لین تو اسکے یہ معنے کہ اسنے اُسکے
لے پالک بنانے کا ارادہ کیا کیونکہ فرعون سے آسیہ کی اولاد نہ تھی اور وہ نہ جانتی تھی کہ اللہ
عزوجل کے اس بچے کے اُٹھانے مین کیسی حکمت عظیمہ بالغہ اور حجت قاطعہ ہے فتح کا بیان یہ
ہے کہ یہ جو فرمایا وَاَوْحَیْنَا الی ام موسی تو اسکے یہ معنے ہین کہ جو کام موسے علیہ السلام کے
والدہ نے اونکے ساتھ کیا یہ ہمنے اسکے دل مین ڈالا تھا قالہ ابن عباس رضا اور اس وحی سے
وہ وحی مراد نہین ہے جو پیغمبرون (علیہم السلام) کی طرف آتی ہے بعض نے کہا یہ حضرت موسی
علیہ السلام کی والدہ نے خواب مین دیکھا تھا اور بعض نے کہا یہ بات اللہ عزوجل نے ایک فرشتہ
انکی طرف بھیجکر اون کو جتا دی اس صورت مین یہ الہام نہ ہوگا بلکہ وحی اعلام ہوگی اور علماء
نے اتفاق کیا ہے اسپر کہ موسے علیہ السلام کی والدہ نبیہ نہین تہی اور جس نے کہا ہے
کہ انکی طرف فرشتہ بھیجکر اونکو یہ بات جتائی گئی تو انکی طرف یہ فرشتہ بھیجنا ایسا ہوگا جیسے اقرع
اور ابرص اور اعمی کی طرف اللہ عزوجل نے فرشتہ بھیجا جیسے صحیحین وغیرہما کی حدیث مین ثابت
ہے اور عمران بن حصین پر فرشتون نے سلام کیا جیسے صحیح بخاری مین ثابت ہے تو عمران بن
حصین اسوجہ سے پیغمبر نہ بنے اور نہ اقرع اور ابرص اور اعمی بنے اور موسی علیہ السلام کی والدہ
کا نام یوحانذ تھا بعض نے کہا لوخابنت ہانذ بن لاوی بن یعقوب علیہ السلام اسکو قرطبی نے ثعلبی
سے روایت کیا بعض نے کہا حضرت موسی علیہ السلام کی والدہ نے موسی علیہ السلام کو آٹھ ماہ
دودہ پلایا بعض نے کہا چار ماہ اور جب موسی علیہ السلام کی والدہ موسے علیہ السلام کو دودھ
پلاتین تو وہ بالکل نہ روتے اور نہ انکی گود مین حرکت کرتے تہے اور انکی والدہ کے جلنے سے

[illegible]

پہلے ارضاع کا انکو الہام ہوا اور بعض نے کہا بعد ولادت کے اور اسکو الہام کیا دودھ پلانے کا باوجود
اسکے کہ مائین اولاد کو طبعًا دودھ پلاتی ہین تو کہ حضرت موسی علیہ السلام اپنی والدہ کے دودھ سے
مالوف ہون اور وہ کسی اور کا دودھ قبول نہ کرین فرعون کے ہاتھہ مین جا کر اور یہ جو فرمایا مین جب تو اسپر خوف
کرے تو اسکے یہ معنے ہین کہ اگر تو فرعون کے اس بچے کو ذبح کرنے سے ڈرے کہا ابن عباس نے اگر تیرے
ہمسائے اس بچے کی آواز سنین اور تو اونسے خوف کرے اور یم سے دریائے نیل مراد ہے اور دریا مین ڈالنے
کی کیفیت سورہ طہ مین مذکور ہو چکی اور مت ڈر اسکے ڈوبنے اور ضائع ہونے سے اور نہ غم کہا اسکی
جدائی سے اور خوف وہ غم ہے جو انسان کو ایسی بات پر پہونچے جسکی وہ زمانہ آیندہ مین توقع رکہتا
ہے اور حزن وہ غم ہے جو اسکو ایسے امر پر پہونچے جو واقع ہو چکا اور گذر چکا اب یہ اعتراض نہ ہوگا
کہ خوف اور حزن مین کیا فرق ہے تو کہ ان مین سے ایک کا دوسرے پر عطف ڈالا جاوے
اور شامل ہے یہ آیت دو امر دو نہی پر یعنے ارضعیہ اور القیہ پر اور دو نہیون پر یعنے لاتخافی ولاتحزنی پر
اور دو خبرون پر یعنے انا رادوہ اور جاعلوہ پر اور دو بشارتون پر یہ دو خبرون کے ضمن مین اور
رد اور جعل مین جو انا رادوہ وجاعلوہ مین مذکور ہین فالتقطہ مین فا فصیحیہ ہے اور التقاط
کہتے ہین کسی چیز کے پانے کو سوا طلب کے اور آل فرعون سے وہ لوگ مراد ہین جنہون نے اس
صندوق کو دریا سے اوٹہایا جسمین حضرت موسے علیہ السلام تہے زجاج نے کہا فرعون اہل
فارس سے تہا اصطخر سے اور لام لیکون لہم عدوا وحزنا مین لام عاقبت ہے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ اونہون
نے اسکو اوٹہایا تہا تو کہ اسکو بیٹا بنا دین اور اس سے اپنی آنکہین ٹہنڈی کرین نہ اسلیے کہ
انکا دشمن بن جاوے تو اسکا انجام یہ ہوا کہ یہ انکا دشمن ٹہیرا جسکی وجہ سے انکے مرد ڈوب
گئے اور عورتین لونڈیان بنین قالہ المحلی اور کہا صاحب کشاف نے یہ لام لام کے ہے جس کے
معنے تعلیل کے ہین لیکن یہ معنے مجازی ہین کیونکہ جب یہ عداوت انکے فعل کا نتیجہ اور ثمرہ
تہا تو اس عداوت کو اس داعیہ کے ساتہہ مشابہت دی گئی جسکے لیے فاعل سے فعل سرزد ہوتا
ہے اور حزن مین فتح حا اور ضم حا دو لغتین ہین جیسے عدم اور عدم اور رشد اور رشد اور سقم اور
سقم مین اور فرعون کے عورت کا نام آسیہ بنت مزاحم تہا اور یہ اس زمانہ کی تمام عورتون سے پسندیدہ
تہین اور انبیاء کے بنات مین سے بعض نے کہا یہ بنی اسرائیل سے تہین بعض نے کہا حضرت موسی ع

کی سمجھ ہی نہین جگہ السہیلی اور جب آسیہ نے حضرت موسے علیہ السلام کو تابوت سے نکالا تو بولین
فرعون کو مخاطب کر کے قرۃ عین لی ولک اور جب اس نامراد نے حضرت موسے کے مارنے
کا ارادہ کیا تو یہ بولین اسکو نہ مارو اور لاتقتلوہ مین انہی خطاب کیا تعظیم کے طور پر اور ابن مسعود کی
قراءت مین یون ہے وقالت امرأۃ فرعون لاتقتلوہ قرۃ عین لی ولک بعض
نے کہا آسیہ بولی یہ لڑکا تو ایکسال سے بڑی عمر کا ہے اور تو اس سال کے بچون کو مارتا ہے تو اسکو
میرے پاس چھوڑ دے اور فراء نے سدی کے طریق سے ابن عباس سے حکایت کیا کہ لاتقتلوہ
فرعون کی کلام مین سے ہے اور اسکے جواب مین اتنا ہی کافی ہے کہ اس اثر کا اسناد ضعیف ہے بعض نے
کہا آسیہ بولی اسکو نہ مارو یہ صندوق کسی دور ملک سے آیا ہے اور بنی اسرائیل کا نہین ہے اور
آسیہ کی اولاد نہین تھی تو اسنے فرعون سے اسکے بچہ بنانے کی درخواست کی اسنے اجازت دی

وَأَصْبَحَ فُؤَادُ أُمِّ مُوسَىٰ فَارِغًا إِنْ كَادَتْ لَتُبْدِي بِهِ لَوْلَا أَنْ رَبَطْنَا عَلَىٰ قَلْبِهَا لِتَكُونَ
مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ۝ وَقَالَتْ لِأُخْتِهِ قُصِّيهِ فَبَصُرَتْ بِهِ عَنْ جُنُبٍ وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۝ وَ
حَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ مِنْ قَبْلُ فَقَالَتْ هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ أَهْلِ بَيْتٍ يَكْفُلُونَهُ لَكُمْ
وَهُمْ لَهُ نَاصِحُونَ ۝ فَرَدَدْنَاهُ إِلَىٰ أُمِّهِ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ وَلِتَعْلَمَ أَنَّ وَعْدَ اللَّهِ
حَقٌّ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ۝ اور صبح کو حضرت موسے کی ماں کے دل مین قرار نہ رہا نزدیک
ہوئی کہ ظاہر کر دے بیقراری کو اگر نہ ہمنے گرہ دی ہوتی اسکے دل پر اسواسطے کہ رہے ایمان والون مین
اور کہدیا اسکی بہن کو اسکے پیچھے چلی جا پھر دیکھتی رہی اسکو اجنبی ہوکر اور انکو خبر نہ ہوئی اور روک
رکھی تھین ہمنے اس سے دائیان پہلے سے پھر بولی مین بتاؤن تمکو ایک گھر والے وہ اسکو
پالدین تمکو اور وہ اسکے بھلا چاہنے والے ہین پھر پہنچا دیا اسکو اسکی ماں کیطرف کہ ٹھنڈی رہے
اسکی آنکھ اور غم نہ کہاوے اور جانے کہ وعدہ اللہ کا ٹھیک ہے پر بہت لوگ نہین جانتے -
ف مین بتاؤن تمکو ایک گھر والے وہ اس کو پالدین اور وہ اسکے بھلا چاہنے والے
ہین فرعون کی عورت تھی بنی اسرائیل مین کی حضرت موسے علیہ السلام کے چچا کی بیٹی اس
لفظ سے وہ پہچان گئی کہ وہ لڑکا انکا ہے اور جب انکو سے پالا تو دائیان ڈھونڈین کسی
کا دودہ انہون نے نہ پیا ناچار ہو گئی تھی تب انکی ماں کو بلایا اسکا دودہ پینے لگے اسکو حوالے کیا

پانے کو دینار روز کر دیا وعدہ اللہ کا ٹھیک ہے پر بہت لوگ نہین جانتے یعنے وعدہ اللہ تم کا
پہنچ رہتا ہے یعنی بڑے بڑے پھیر پڑ جاتے ہین اسمین بہت لوگ بے یقین ہو جاتے ہین حافظ
ابن کثیر فرماتے ہین ان آیات مین اللہ عزوجل حضرت موسی علیہ السلام کی والدہ کے دل کی
بیقراری بیان فرماتا ہے کہ جب اسکا بیٹا دریا مین بہ گیا تو صبح کے وقت ان کے دل مین
قرار نہ رہا کہا ابن عباس رضے اللہ تعالے عنہما نے یعنے ان کا دل امور دنیا کی ہر چیز سے خالی
ہوگیا مگر موسے علیہ السلام کے خیال سے قَالَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ وَمُجَاهِدٌ وَعِكْرِمَةُ وَسَعِيدُ
ابْنُ جُبَيْرٍ وَأَبُو عُبَيْدَةَ وَالضَّحَّاكُ وَالْحَسَنُ الْبَصْرِيُّ وَقَتَادَةُ وَغَيْرُهُمْ اور یہ جو فرمایا
اِنْ كَادَتْ لَتُبْدِي بِهِ یعنے بسبب سخت وجد اپنے اور حزن اپنے اور افسوس اپنے کے نزدیک
ہوئی کہ ظاہر کر دے کہ میرا بیٹا بہ گیا اور اپنی بے قراری ظاہر کر دیوے پر اللہ عزوجل نے اسکے دل
پر گرہ لگا دی اور اسکو ثابت رکھا اور صبر عنایت فرما دیا کہ ساکت رہے آور یہ جو فرمایا اور کہدیا اسکی
بہن کو تو حضرت موسی علیہ السلام کی والدہ نے اپنی بیٹی کو حکم دیا اور وہ موسے علیہ السلام سے
بڑی تھی بات سمجھتی تھی تو اسکو یوں فرمایا کہا اسکے پیچھے چلی جا اور اسکی خبر لا اور شہر کی نواحی سے اسکا
حال معلوم کر کہ کیا کچھ بیان کرتے ہین تو وہ نکلی اس کام کے لیے اور اجنبی ہو کر اسکو دیکھتی رہی بعض نے
کہا جنب معنی ہین جانب کے مین ہے قالہ ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہما اور مجاہد نے کہا جنب سے
مراد یہ ہے کہ دور سے دیکھتی رہی اور قتادہ نے کہا اسکی طرف دیکھتی رہی ایسی کیفیت کے ساتھ گویا
اسکو نہین چاہتی اور جب موسی ہ فرعون کے گھر مین پہونچ گئے اور حضرت آسیہ نے اونکو پیار اجانا تو
گھر والون نے انکو ان دائیون کا دودھ پلانا چاہا جو انکے گھر مین موجود تھین لیکن بچے نے ان
مین سے کسی کا دودھ قبول نہ کیا تو وہ اس کو بازار کی طرف لے نکلے تو کہ کوئی ایسی عورت ملجاوے
جسکے دودھ کو یہ بچہ قبول کرے جب انکی بہن نے اپنے بھائی کو فرعونیون کے ہاتھ مین دیکھا تو پہچان
لیا کہ یہ میرا بھائی ہے مگر ظاہر نہ کیا اور نہ اونہون نے سمجھا کہ یہ اسکی بہن ہے فرمایا اللہ عزوجل نے اور ہم
نے روکدین اس سے دائیان پہلے ہی سے اور یہ اسلیے کہ موسے علیہ السلام اللہ عزوجل کے
نزدیک کریم تھے اللہ تعالے نے انکو بچا لیا اپنی والدہ کے سوا کسی اور عورت کا دودھ پینے سے
اور دوسرا یہ کہ اللہ عزوجل نے اس مین یہ حکمت رکھی کہ ان ہی کیطرف پھر آوے اور وہ اسکو امن سے

دودہ پلاوے ان کیونکہ خوفناک تھی جب موسی علیہ السلام کی بہن نے اونکو سرگردان دیکھا کہ وہ انا تلاش
کرتے ہین اور ملتی نہین تو بولی هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰۤى اَهْلِ بَيْتٍ يَّكْفُلُوْنَهٗ لَكُمْ وَهُمْ لَهٗ نٰصِحُوْنَ
کہا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہما نے جب موسے علیہ السلام کی بہن نے یہ کہا تو فرعون
نے اسکو پکڑ لیا اور اس کے امر مین اونہون نے شک کیا اور بولے تو کس طرح جانتی ہے کہ
وہ اہل بیت اس بچے کی ساتھ خیر خواہی کرینگے اور اس پر شفقت کرینگے تو وہ بولی کہ وہ اس
بچے کی خیر خواہی اور اسپر شفقت اسلیے کرینگے کہ اسمین انکا بادشاہ سے علاقہ ہوگا اور اس سے فائدہ
کی امید ہوگی یہ سن کر اونہون نے اوسکو چھوڑ دیا اور اس کے ساتھ اُنکے گہر گئے اور موسے
علیہ السلام کو لیکر انکی والدہ پر داخل ہوئے اور انہون نے اپنے بچہ کو دودہ دیا تو اُسنے دودہ
قبول کر لیا اور پینے لگا اور پیادون کو یہ دیکھکر حد سے زیادہ خوشی ہوئی اور حضرت آسیہ پاس بشیر
گیا اور اُسنے بشارت دی کہ تیرے بالک کیلیے انا مل گئی جسکا وہ دودہ پینے لگا یہ سنکر حضرت
آسیہ نے موسے علیہ السلام کی والدہ کو طلب کیا اور اسکے ساتھہ احسان کیا اور اسکو انعام و اکرام
دیا اور اسکو معلوم نہ تہا کہ حقیقت مین یہی اسکی والدہ ہے آخر آسیہ نے اسپر زور ڈالا کہ یہان میرے
پاس ہی رہا کر لیکن اُسنے نہ مانا اور بولی میرا خاوند ہے اور اولاد ہے اور مین تیرے پاس نہین
ٹہیر سکتی اور مین چاہتی ہون کہ اسکو اپنے گہر ہی مین دودہ پلایا کرون فرعون کی عورت کو مجبوراً
ماننا پڑا اور اسکا روزینہ لگا دیا اور وقتاً فوقتاً تحفہ تحائف اور لباس وغیرہ اسکو دیتی رہتی اور موسے
علیہ السلام کی والدہ اپنے بیٹے کو لیکر ہشاش بشاش گہر مین آئی اور اللہ عز وجل نے اپنے وعدہ
کے موافق اسکے خوف کو امن کے ساتھہ بدلا باسمیت عزت اور مرتبہ اور فراخی رزق کے ولہذا
حدیث مین آیا ہے مَثَلُ الَّذِيْ يَعْمَلُ وَيَحْتَسِبُ فِيْ صَنْعَتِهٖ كَمَثَلِ اُمِّ مُوْسٰى تُرْضِعُ
وَلَدَهَا وَتَاْخُذُ اَجْرَهَا یعنے اس شخص کی مثال جو کام کرتا ہے اور اپنے کام مین ثواب کا
طالب ہے حضرت موسی علیہ السلام کی والدہ کیطرح ہے کہ اپنے بچے کو دودہ پلاتی تہین اور اپنی مزدوری
لیتی تہین اور شدت اور فرج کے درمیان تہوڑا سا زمانہ تہا یعنے ایک رات اور دن واللہ اعلم
پس پاک ہے وہ ذات کہ اسکے ہاتہہ مین ہے سب کام جو چاہے ہو جاتا ہے اور جو نہ چاہے نہین
ہوتا اور وہ اپنے سے ڈرنے والے کے غم کو خوشی سے بدل دیتا ہے اور اسکو ہر تنگی سے نکالتا ہے

ولہذا فرمایا فرددنٰہ الیٰ امہ کی تقر عینہا ولا تحزن ولتعلم ان وعد اللہ حقٌ یعنے پہر ہمنے
موسے علیہ السلام کو اسکی ماں کیطرف لوٹا دیا تو کہ اسکے ساتھ انکہین ٹہنڈی کرے اور اسپر غم نہ کہا وے
اور جانے کہ اللہ عزوجل نے جو اسکے لوٹانے کا وعدہ کیا تہا وہ سچ تہا جب اوسنے دیکہا کہ اللہ عزوجل کا
وعدہ سچا تہا تو اوسنے سمجہا کہ یہ رسول بہی ضرور ہوگا اور اسنے اسکی تربیت مین وہ معاملہ کیا جو طبعًا اور
شرعًا انبیاء کے لیے لائق ہے اور یہ جو اللہ تعالے نے فرمایا ولکن اکثرہم لا یعلمون تو اسکے یہ
معنے ہین کہ بہت لوگ نہین جانتے ان افعال کے انجام کی عمدگی کو تو بسا اوقات ایک امر نفوس مین
نا پسند معلوم ہوتا ہے اور حقیقت مین اسکا انجام بہتر ہوتا ہے کما قال تعالے وعسیٰ ان
تکرہوا شیئًا وہو خیرٌ لکم وعسیٰ ان تحبوا شیئًا وہو شرٌ لکم واللہ یعلم و
انتم لا تعلمون یعنے اور شاید تمکو بری لگے ایک چیز اور وہ بہتر ہو تمکو اور شاید تمکو خوش لگے
ایک چیز اور وہ بری ہو تمکو اور اللہ جانتا ہے اور تم نہین جانتے وقال تعالیٰ فعسیٰ ان تکرہوا
شیئًا ویجعل اللہ فیہ خیرًا کثیرًا یعنے شاید تمکو نہ بہاوے ایک چیز اور اللہ نے رکہی ہو اس مین
بہت خوبی انتہےٰ قال الحافظ فی تفسیرہ فتح مین کہا ہے کہ آیت واصبح فواد ام موسیٰ فارغًا کے
یہ معنے ہین کہ اسکا دل موسے علیہ السلام کے غم کے سوا ہر چیز سے خالی ہوگیا گویا اسکو کسی چیز کا اسکے سوا
فکر نہ تہا قالہ المفسرون اور کہا ابو عبیدہ نے خالی ان لوگون کے ذکر سے جو دنیا مین تہے مگر موسے
علیہ السلام کے ذکر سے اور حسن اور ابن اسحٰق اور ابن زید کا یہ قول ہے کہ اسکے دل مین سے یہ اٹہہ گیا
جو اللہ عزوجل نے اسکو فرمایا تہا خوف نہ کر اور نہ ڈر اور یہ بواسطے کہ شیطان نے اسکے لیے یہ سمجہایا کہ
بس اب یہہ ڈوب جائیگا اور ہلاک ہوجاویگا اور کہا اخفش نے معنے یہ ہین کہ انکے دل سے غم اور خوف
اڑ گیا اسلیے کہ اسنے جان لیا کہ وہ غرق نہ ہوگا کیونکہ اسکو الہام کے ذریعہ سے معلوم ہوچکا اور
ایسا ہی ابو عبیدہ سے بہی مروی ہے اور کہا کسائی نے فارغًا سے ناسیًا ذاہلًا یعنے موسے علیہ
السلام کی والدہ کا دل ناسی اور ذاہل ہوگیا اور بسبب فراق بچے کے اسکو سب کچہہ بہول گیا بعض
نے کہا عقل سے خالی رہگیا اور کہا علاء بن زیاد نے اسکا دل ہر ایک چیز سے نفرت کہانے لگا
اور کہا سعید بن جبیر نے اسکا دل بچے کی فراق مین بیخود ہوگیا قریب تہی کہ کہدے بسبب سخت
گہبراہٹ کی وا ابناہ اور مقاتل نے کہا وہ تو بچے کے ڈوبنے کے ڈر سے چلانے لگی تہی اور

اللہ عزوجل کی حکمتون اور مصلحتون کو افعال مین اور انہین نہین جانتے ۱۲ منہ

بعض نے کہا جب سنی کہا کہ بچہ فرعون کے ہاتھہ مین آگیا تو بسبب شدت گھبراہٹ کی اور سخت دہشت کی اسکی عقل اڑ گئی کہا نحاس نے اور ان سب قول سے صحیح قول اول ہے اور جنکا وہ قول ہے انکا اللہ کی کتاب کے ساتہہ زیادہ لگاؤ تہا بہ نسبت دوسرون کی اور جب ان کا دل ہر چیز سے فارغ ہو گیا مگر موسے کے ذکر سے تو وہ وحی سے بہی فارغ تہا اور جسنے کہا کہ اسکا دل غم سے فارغ ہو گیا اوسکا قول سخت غلط ہی کیونکہ اس صورت مین کہ ہمارا ان کادت لتبدی بہ لولا ان ربطنا علی قلبہا کے معنی ٹہیک نہین رہتے اور اسکا ماقبل سے لگاؤ نہین رہتا اور اسکو فزعًا بہی پڑہا گیا ہے بمعنے خائفًا وجلًا اور حضرت ابن عباس رضی نے اسکو قرعًا پڑہا ہے جو ماخوذ ہے قرع راس سے یعنی جب اسکے سر پر بال نہ رہین اور یہ جو فرمایا ان کادت لتبدی بہ تو اسکے یہ معنی ہین وہ قریب تہی کہ ہوید اکرے امر کو ظاہر کردے اور یہ کہ وہ اسکا بیٹا ہے بسبب اس دہشت اور خوف اور حزن کی جسنے اسکو ڈہانک لیا بعض نے کہا ضمیر بہ مین عائد ہے اس وحی کیطرف جسکا اسکو الہام ہوا اور اول اولی ہے اور کہا فراء نے قریب تہی کہ اسکا نام بتا دے تنگدل ہو کر اور کہا ابن عباس رضی نے قریب تہی کہ کہے وا ابناہ بعض نے کہا بار زائدہ ہے تاکید کے لیے اور معنے یہ ہین لتبدیہ لولا ان ربطنا علی قلبہا یعنے اگر ہم عصمت اور صبر اور تثبیت کی ساتہہ اسکے دل پر گرہ نہ دیتے تو ضرور ظاہر کر دیتی لتکون من المومنین یعنے گرہ دی ہمنے اسلیے تو کہ وہ اللہ عزوجل کے وعدون کو سچا جاننے والون سے ہو جاوے کہا یوسف بن حسین نے موسی کی والدہ کو ارشاد ہوا دو چیزون کا اور روک ہوئی دو چیزون سے اور اسکو بشارت دی گئی دو چیزون کی تو کسی نے اسکو فائدہ نہ دیا حتے کہ اللہ تعالے نے خود اسکو بچایا اور اسکے دل پر گرہ دی اور موسے کی بہن کا نام مریم تہا اور کہا ضحاک نے اسکا نام تہہ تہا اور کہا سہیلی نے کلثوم ذکرہ الماوردی کہا مبرد نے ابصار اور بصیرہ دونو مصدر ہم معنے ہین اور بصرت کو پڑہا گیا ہے فتح بار اور ضم صاد کے ساتہہ اور فتح صاد اور کسرہ صاد کے ساتہہ بہی پڑہا گیا ہے اور جنب سے مکان جنب مراد ہے اور یہی سے ماخوذ ہے اجنبی اور بعض نے کہا مراد اللہ عزوجل کے قول عن جنب سی عن جانب ہے قالہ ابن عباس اور معنے یہ کہ وہ ایکطرف چلتی تہی اور نظر بچا کر اسکو دیکہتی تہی اور پڑہا گیا ہے جیم اور نون کے ضم سے اور جیم کی ضم اور نون کی سکون سے اور کہا ابو عمرو بن علاء نے جنب بمعنی شوق ہے اور یہ جزام کی لغت ہے اور وہ نہین جانتے تہے کہ یہ اسکی بہن ہے اور یہ اسکے پیچہے جا رہی ہے ابو امامہ سے مرفوعًا مروی ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت خدیجہ کبرے سے فرمایا

أَمَا شَعَرْتِ أَنَّ اللّٰهَ زَوَّجَنِي مَرْيَمَ بِنْتَ عِمْرَانَ وَكُلْثُومَ أُخْتَ مُوسٰى وَامْرَأَةَ فِرْعَوْنَ قَالَتْ
هَنِيْئًا لَكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ یعنے تجھکو معلوم نہین ہے کہ اللہ عز و جل نے میرا نکاح کر دیا حضرت مریم عمران
کی بیٹی کے ساتھ (حضرت عیسی علیہ السلام کی والدہ ہین) اور کلثوم حضرت موسی کی بہن کے ساتھ اور آسیہ
فرعون کی بی بی کیساتھ اونہون نے فرمایا آپ کو مبارک ہو یا رسول اللہ اَخْرَجَهُ الطَّبْرَانِيُّ وَابْنُ عَسَاكِرَ
عَنْ أَبِي أُمَامَةَ اور ابن داود نے بھی عامر دی سے اسی کی مثل اور اسکے آخر مین ہے کہ اونہون نے فرمایا
بِالرِّفَاءِ وَالْبَنِيْنَ یعنے آپکو یہ نکاح مبارک ہووین اَخْرَجَهُ ابْنُ عَسَاكِرَ عَنِ ابْنِ رَوَّادٍ مراضع جمع ہے
مرضع کی بعض نے کہا جمع ہے مرضع مفتوح الضاد کی جو مصدر میمی ہے معنے مین رضاع کے یا ظرف ہے
معنے مین جاے رضاع کی اور وہ پستان ہین اور مطلب یہ ہیکہ ہمنے اسکو اسکی والدہ کے سوا اور عورتون
کی چھاتی پینے سے روکدیا اور یہ جو فرمایا حرام کر دیا تو یہ مجاز ہے کیونکہ جس شخص پر کوئی چیز حرام ہو تو گویا
وہ اس سے روکا گیا اور مجاز اسلیے ہے کہ اسکا اہل تکلیف مین سے نہین ہے پہلے سے یعنی اس سے پہلے
کہ اسکو ہم اسکی مان کیطرف لوٹا دین یا اس سے پہلے کہ ہم اسکے پاس اسکی مان آوے یا اس سے پہلے کہ اسکی بہن
اسکے پیچھے پیچھے جاوے کہا ابن عباس نے حضرت موسی نے کسی دائی کی چھاتی قبول نہ کی اور فرعون کی
بی بی نے بہت دائیون کو اسکی رضاعت کے لیے طلب کیا مگر اونسے کسی کا دودھ نہین پیا جب آپکی بہن
نے دیکھا کہ یہ کسی کا دودھ نہین پیتا اور یہ سب اسپر مہربان ہین تو کہنے لگی ہین تمکو ایک گھر والے بتاتی
ہون وہ اس بچے کی پرورش کرینگے اور وہ ایک عورت ہے جسکا بیٹا ذبح ہو چکا ہے اور جب اسکو بیٹا
ملجاوے گا تو وہ بہت پیار سے دودھ پلاوے گی اور اسکے گھر والے اسپر شفقت کرینگے اور اسکو دودھ
پلانے مین قصور نہین کرینگے وہ بولے وہ اہل بیت کون ہین وہ بولی میری والدہ ہے وہ بولے
تیری مان کا دودھ ہے وہ بولی ہان میری مان کے دودھ ہے میرے بھائی ہارون کا جو سال گذشتہ مین
تولد ہو چکا ہے جسمین بچون کے ذبح کرنے کا حکم نہ تھا تو انہون نے وہ بیٹا اونکو دیدیا اور اسنے اسکا
دودھ قبول کر لیا کہتے ہین ایک اشرفی ہر روز موسی ع کی والدہ کو ملتی تھی اور انکو اشرفی کا لینا اسلیے
حلال ہوا کہ وہ کافر کا مال تھا نہ یہ کہ وہ اپنے بچے کے دودھ پلانے کی اجرت لیتی تھین اور موسی ع کی والدہ
کو اسکی مان کیطرف اسلیے لوٹا دیا تاکہ وہ جانے کہ اللہ عز و جل کے سب وعدے برحق ہین اور منجملہ اونکے یہ
وعدہ بھی تھا کہ ہم بچے کو تیری ہی طرف پھیر لاوینگے ولیکن فرعون کے لوگون کو یہ معلوم نہ تھا کہ یہ موسی ع

ہین اور یہ انکی ہین بسط ... کی نہ الدہ انتہی ما قال ابو الطیب فی تفسیرہ وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَاسْتَوٰی

اٰتَیْنٰهُ حُکْمًا وَّعِلْمًا ۚ وَکَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ۝ وَدَخَلَ الْمَدِیْنَةَ عَلٰی حِیْنِ غَفْلَةٍ مِّنْ اَهْلِهَا

فَوَجَدَ فِیْهَا رَجُلَیْنِ یَقْتَتِلٰنِ هٰذَا مِنْ شِیْعَتِهٖ وَهٰذَا مِنْ عَدُوِّهٖ ۚ فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِیْ مِنْ

شِیْعَتِهٖ عَلَی الَّذِیْ مِنْ عَدُوِّهٖ فَوَکَزَهٗ مُوْسٰی فَقَضٰی عَلَیْهِ قَالَ هٰذَا مِنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ اِنَّهٗ

عَدُوٌّ مُّضِلٌّ مُّبِیْنٌ ۝ قَالَ رَبِّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِیْ فَغَفَرَ لَهٗ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ

الرَّحِیْمُ ۝ قَالَ رَبِّ بِمَآ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ فَلَنْ اَکُوْنَ ظَهِیْرًا لِّلْمُجْرِمِیْنَ ۝ اور جب پہنچا اپنے زور پر اور سنبہلا دیا ہمنے اسکو حکم اور سمجہہ اور یہی طرح ہم بدلا دیتے ہین نیکی والون کو اور آیا شہر کے اندر جسوقت بیخبر ہوے تہے وہان کے لوگ پہر پائے اسمین دو مرد لڑتے یہ اسکی رفیقون مین اور یہ اسکے دشمنون مین پہر فریاد کی اس پاس اسنے جو تہا اسکے رفیقون مین اسکی جو تہا اسکے دشمنون مین پہر مکا مارا اسکو پہر اسکو تمام کیا بولا یہ ہوا شیطان کے کام سے بیشک وہ دشمن ہے بہکانے والا صریح بولا اے رب جیسا تونے فضل کیا مجہپر پہر مین کبہی نہ ہونگا مددگار گنہگارون کا **ف** جب حضرت موسی ع جوان ہوئے فرعون کی قوم سے بیزار رہتے انکے کفر سے اور انکے ساتہہ لگے رہتے بنی اسرائیل وہی دو شخص لڑتے دیکہے ظالم تہا فرعونی اسکو مارا تہا اب دینے کو اسکی اجل آگئی یہ پچتانے لگے کہ بے قصد خون ہو گیا اور انکی مان کا گہر تہا ان شہر سے باہر جہان سب بنی اسرائیل رہتے تہے حضرت موسے ع کبہی وہان جاتے کبہی فرعون کے گہر آتے اور فرعون کی قوم انکی دشمن تہی کہ غیر قوم کا شخص ہے ایسا نہ ہو کہ زور پکڑے اور یہ جو فرمایا اے رب جیسا تونے فضل کیا مجہہ پر (یعنے گناہ بخشکر) پہر مین کبہی نہ ہونگا مددگار گنہگارونکا تو شاید اس فریادی کی بہی کچہہ تقصیر تہی اسلیے اسکو گنہگار فرمایا اور بخشنا انہون نے معلوم کیا الہام سے پیغمبر لوگ نبوت سے پہلے ولی تو ہوتے ہین انتہے ما قال فی الموضح حافظ ابن کثیر رح فرماتے ہین جب اللہ عز وجل نے حضرت موسی ع کا پہلا حال بیان فرمایا تو یہ بیان فرمایا کہ جب جوان ہو گئے اور سنبہل گئے تو اونکو اللہ عز وجل نے حکم اور سمجہہ عنایت فرما دی مجاہد کا یہ قول ہے کہ حکم اور علم سے نبوت مراد ہے پہر اللہ عز وجل نے انکی دیار مصریہ سے نکلکر بلاد مدین مین پہونچنے کی وجہ بیان کی جو وہ انکی نبوت اور تکلیم کے مرتبے تک پہونچنے کا سبب ہے اور وہ انکا قتل کرنا تہا فرعون کو تو فرمایا وَدَخَلَ الْمَدِیْنَةَ عَلٰی حِیْنِ غَفْلَةٍ ابن عباس رض نے کہا یہ وقت مغرب

اور عشاء کے درمیان کا تھا رواہ ابن جریج عن عطاء الخراسانی یا دوپہر کا وقت تھا قالہ ابن جریج عن
ابن المنکدر عن عطاء بن یسار عن ابن عباس اور یہی قول ہے عکرمہ و سعید بن جبیر اور سدی اور قتادہ کا
کہ وہ نصف نہار تھا پہر انہون نے پائے شہر مین دو آدمی ایکدوسرے کو زد و کوب کرتے ایک اسرائیلی تھا
اور ایک فرعونی تو مکا مارا فرعونی کو حضرت موسی نے اور اسکا کام ہو گیا مجاہد نے کہا وکز کہتے ہین ہاتھ
سے مکی مارنے کو اور قتادہ نے کہا آپ نے اسکو لاٹھی سے کونچا دیا جو آپکے پاس تھی اور اسکی اجل
پہنچ گئی تھی پہر وہ مر گیا موسے نے فرمایا یہ ہوا شیطان کے کام سے وہ دشمن ہے بہکانے والا ظاہر
اور انعام سے بما انعمت مین وہ جاہ و عزت اور نعمت مراد ہے جو انکو اسوقت حاصل تہی اور مجرمین سے کافر
مراد ہین جو اللہ عز و جل کے امر کے مخالف ہین فتح کا بیان یہ ہے کہ اشد سے قوت کی نہایت اور عقل کا
پورا ہونا مراد ہے اور اشد جمع ہے شدۃ کی جیسے نعمت کی جمع انعم ہے سیبویہ کے نزدیک اور ربیعہ اور
مالک نے اشد کی عقل کے ساتھ تفسیر کی اور اسپر دلیل یہ بیان کی کہ اللہ عز و جل نے فرمایا حتی اذا
بلغوا النکاح فان انستم منہم رشدا فادفعوا الیہم اموالہم ولا تاکلوہا اسرافا و بدارا
ان یکبروا الایہ یعنے اور سدھاتے رہو یتیمون کو جب تک پہنچین نکاح کی عمر کو پہر اگر دیکھو ان مین
ہوشیاری آخر آیت تک تو رشد سے عقل اور ہوش اور حسن تدبیر مراد ہے اور اشد کی نہایت چوتیس
سال تک ہے مجاہد اور سفیان ثوری وغیرہما کا یہی قول ہے بعض نے کہا اشد اٹھارہ سال سے تیس
سال تک ہے اور ابن عباس رض نے تینتیس سال بتائے اور اشد کی حد کو پہنچنے کی تفسیر سورہ یوسف مین گذر
چکی اور استواء کہتے ہین اعتدال اور تمام استحکام کو اور استواء کی حد تیس سال سے چالیس سال تک ہوتی ہے
جب چالیس سال مین پاؤن رکہا تو گہٹنے لگا قالہ ابن عباس بعض نے کہا استواء وہ پہنچنا ہے چالیس
سال کچہ کو اور مروی ہے کہ کوئی نبی مبعوث نہین ہوا مگر چالیس سال کے بعد بعض نے کہا استواء مین اشارہ
ہے کہ انکی خلقت اور پیدایش پوری ہو گئی بعض نے کہا اشد اور استواء دونو لفظون کے ایک معنی ہین اور
یہ قول ضعیف ہے کیونکہ عطف مشعر ہے مغایرت کا حکم سے حکمت مراد ہے بعض نے کہا نبوت مراد ہے
بعض نے کہا دین مین سمجھ مراد ہے اور علم سے فہم مراد ہے قالہ السدی اور کہا مجاہد نے علم سے فقہ مراد
ہے اور کہا ابن اسحق نے علم سے اپنے دین اور اباء و اجداد کے دین کا جاننا مراد ہے خیر اس لفظ کے معنے
سورہ بقرہ مین گذر چکے اور جب ہمنے موسی علیہ السلام کی والدہ کو خبر دی جب انہی ہمارا حکم مان لیا

اور اپنے بیٹے کو دریا مین ڈالدیا اور ہمارے وعدہ کو سچا جانا اسی طرح ہم محسنین کو جزا دیتے ہین اور احسان سے
عام احسان مراد ہے اور مدینہ سے مصر کا شہر مراد ہے بعض نے کہا مصر کے سوا کوئی اور شہر مراد ہے مصر کے
شہرون مین سے اور اسکا نام منف تہا مصر کے ضلع مین بعض نے کہا اسکا نام ام خنان تہا بعض نے
کہا حابین جو شہر مصر سے جو میل پر تہا بعض نے کہا عین شمس شہر مراد ہے جب موسیٰ عم نے اپنے دین
مین حق بات کو پہچان لیا تو فرعون کی قوم نے اسپر طعن کیا اور لوگون مین یہ بات پہیل گئی کہ موسیٰ ع
کا یہ اعتقاد ہے اور انہون نے موسیٰ عم کو ڈرایا اور آپ انسے ڈر گئے تو شہر مین نہ آتے تہے مگر پوشیدہ اور
بعض نے کہا کہ غفلت کے وقت سے عشا اور مغرب کا درمیان مراد ہے یہ عبداللہ بن عباس کا قول ہے بعض
نے کہا غفلت کے وقت سے قیلولہ کا وقت مراد ہے یعنے نصف نہار یہ بہی ابن عباس رض ہی کا قول ہے
بعض نے کہا غفلت کے وقت سے انکا عید کا دن مراد ہے کہ اس دن مین وہ اپنی کہیل کود مین مصروف
تہے کہا ضحاک نے موسیٰ عم نے چاہا کہ مین شہر مین ایسے وقت جاؤن جو شہر والون کی غفلت کا ہو تو وہ آئے
اسوقت جو انکی غفلت کا وقت جانتے تہے اور وہ معاملہ گذرا جو اللہ عزوجل نے بیان کیا اور وہ یہ کہ دو
آدمیون کو انہون نے جہگڑتے اور تنازع کرتے دیکہا ایک اسرائیلی تہا اور دوسرا قبطی تہا بعض نے
کہا اسرائیلی وہ سامری تہا اور فرعونی کا نام فاتون تہا یا فلیثون اور وہ کافر تہا فرعون کا خانساماں
اور رہا اسرائیلی تو بعض نے کہا وہ مسلمان تہا اور بعض نے کہا وہ بہی کافر تہا تو اسرائیلی نے قبطی پہ
فریاد کی اور انہون نے اسکی فریادرسی کی کیونکہ مظلوم کی مدد جمیع ادیان مین واجب ہے بعض نے کہا قبطی
نے ارادہ کیا تہا کہ اسرائیلی کے سر پر لکڑیان اٹہواکر فرعون کے باورچیخانہ تک لیجاوے اور وہ انکار
کرتا تہا آخر اوسنے موسیٰ عم سے فریاد چاہی وکز کہتے ہین مارنے کو اور یہی معنے ہین لکز اور لہز کے
بعض نے کہا لکز کہتے ہین رخساری پہ مارنے کو اور وکز دلپر مارنے کو بعض نے کہا لکز کہتے ہین انگلیون
کے ساتہہ مارنے کو اور وکز مکی مارنے کو بعض نے اسکے الٹ کہا اور نکز مثل لکز کے ہے بعض نے کہا
اسکو لاٹھی سے مارا کہا جوہری نے لکز کہتے ہین سینہ پر مارنے کو ابو زید نے کہا تمام بدن پر مارنے
کو اور لہز دونو ہاتہہ اکٹھا کر کے سینہ پر مارنے کو اور ایسا ہی مروی ہے ابو عبیدہ سے اور قضی کا
فاعل اللہ عزوجل ہے یا ضمیر راجع ہے وکز کیطرف یا موسیٰ علیہ السلام کیطرف اور یہی ظاہر ہے یعنے
اسکو مار ڈالا اور مارنیکا ارادہ نہ تہا لیکن جب وہ مر گیا تو پچتائے اور اسکو ریت مین دفن کر دیا اور ظاہر ہو گیا کہ کسی کو

مرتا نہین پر اسکی تو اجل ہو چکی تھی قدرتی ایسا اتفاق ہو گیا اور یہ جو فرمایا یہ شیطان کے کام سے تہا باوجود
اسکے کہ مقتول کافر تہا جو قتل کے لائق تہا تو یہ اسلیے کہ کفار کے قتل کے ساتھ مامور نہ تہے بعض نے کہا اس
حالت مین انکو قتال جائز نہ تہا کیونکہ انکے امن مین تھے اور نہ انکو یہ لائق تہا کہ انکے ساتھ دہوکا کرین تو یہ
امر ناگوار گذرا موسی ع پر بعض نے کہا ہذا مین اشارہ تہا مقتول کے عمل کیطرف کیونکہ وہ کافر تہا اور وہ کام
کرتا تہا جو اللہ عزوجل کی مرضی کے مطابق نہ تہے بعض نے کہا نفس مقتول کیطرف اشارہ ہے اور معنے یہ ہین کہ یہ
شخص شیطان کے لشکر اور جماعت مین سی ہے پہر شیطان کی وصف بیان کی کہ وہ انسان کا بیری ہے کمر باندہ
کر اسکے گمراہ کرنے مین کوشش کرتا ہے پہر اللہ عزوجل سے اپنی گناہ کی مغفرت طلب کی اور فرمایا رب انی
ظلمت نفسی یعنے ای میرے مالک مینے اپنی جان پر ظلم کیا کہ قبطی کو بغیر حکم کے مار ڈالا تو مجہکو معاف کر
اللہ عزوجل نے انکو یہ قصور معاف کر دیا اور یہ بخشنا انکو الہام سے معلوم ہوا یا منام سے اور اس سے انکا
اسوقت مین نبی ہونا لازم نہین آتا بیشک اللہ عزوجل غفور ہے کہ زلل کا اقالہ کرتا ہے اور رحیم ہے کہ خلل
کا ازالہ کرتا ہے اور ازل و ابد مین ان صفتون کے ساتھ موصوف ہے اور استغفار کی وجہ یہ تھی کہ کسی نبی
کو لائق نہین ہے کہ کسی کو مار ڈالے یہانتک مامور ہو بعض نے کہا ترک اولی سے مغفرت چاہی جیسے وہ
عادت ہی مرسلین کی یا یہ غرض ہوگی کہ مینے ظلم کیا اس کافر کو قتل کر کے کیونکہ فرعون کو جب معلوم ہوگا
تو وہ مجہے اسکے بدلے مار دیگا بعض نے کہا فاغفرلی کے معنے یہ ہین کہ تو اس بات کو ظاہر نہ کر کہ فرعون کو خبر
ہو جاوے اور یہ ظاہر کے خلاف ہے کیونکہ موسے ع اس قصور پر ہمیشہ نادم رہے یہانتک کہ قیامت کے
دن جب لوگ انسے سفارش کرانا چاہین گے فرماوینگے اِنِّیْ قَتَلْتُ نَفْسًا لَمْ اُوْمَرْ بِقَتْلِہَا یعنے مین
نے ایک جان مار ڈالی جسکے مارنیکا مجہکو حکم نہ تہا اور یہ ٹکڑا صحیح بخاری مین شفاعت کیحدیث مین موجود ہی
بعض نے کہا یہ نبوت سے پہلے تہا بعض نے کہا ابہی تک تکلیف کی حد کو نہ پہنچے تہے اور اسوقت بارہ
سال کے تہے اور یہ سب بعید تاویلین ہین جنکو عصمت انبیاء کے لیے لوگون نے بیان کیا ہے اور
اسمین شک نہین کہ انبیاء کبائر سے معصوم ہین اور قتل جو انسے واقع ہوا انسے قصداً صادر نہین ہوا
تو یہ کبیرہ گناہ نہ تہا کیونکہ مکا مارنے سے غالباً کوئی نہین مرتا اور بعض نے کہا یہ دشمن کے دفع کرنے
کے قبیل سے تہا اور دشمن کے دفع کرنے مین کوئی گناہ نہین ہے اور اسکی طرف قرطبی نے اشارہ کیا
اپنے اس قول کے ساتھ کہ موسی ع نے اسرائیلی کی مدد کی کیونکہ مظلوم کی مدد کرنا جمیع ملل مین . . اور

جمیع شرائع میں نزدیک ہے بعضون نے کہا یہ موسیٰ ع کا استغفار اس قبیل سے ہے کہ غلام کیسا ہی مقرب ہو
لیکن اسکی عقلمندی اسی میں ہے کہ اپنے مالک کے سامنے اپنے تئین ذلیل اور قصوروار سمجھے مشہور ہے نزدیکان
را بیش بود حیرانی اور مشہور ہے حسنات الابرار سیئات المقربین پھر جب اللہ عزوجل نے موسیٰ ع کا سوال کہ
منظور فرمایا اور وہ قصور انکا معاف کر دیا تو موسیٰ ع نے فرمایا رَبِّ بِمَآ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ اور با قسمیہ ہے اور ما
مصدریہ یا موصولہ ہے یعنی قسم ہے تیرے انعام کی جو تونے مجھ پر کیا ہے اس تقصیر کے معاف کرنیکے
سے تو میں ضرور توبہ کرونگا قَالَهُ الزَّمَخْشَرِیُّ وَالْمَهْدَوِیُّ وَالْمَاوَرْدِیُّ بعض نے کہا بما انعمت میں
انعام سے مراد حکم اور معرفت اور علم اور توحید ہے قالہ القرطبی اور کہا ثعلبی نے انعام یہ کہ تونے قصور معاف
کر دیا اور اسکی سزا نہ دی اور جملہ فَلَنْ اَكُوْنَ ظَهِيْرًا لِّلْمُجْرِمِيْنَ گویا قسم کے جواب کی تفسیر ہے اور معنی یہ ہیں
کہ موسیٰ ع نے اللہ عزوجل کے انعام کی قسم کھائی کہ پھر میں گنہگارون کا مددگار نہ ہونگا اور ممکن ہے
کہ با سببیہ ہو اور محذوف سے متعلق ہو اور معنے یہ ہون تو بچا مجھکو بسبب اسکے کہ تونے مجھپر انعام کیا اور
جملہ فلن اکون اسپر مترتب ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ یہ استعطاف ہو اللہ عزوجل کے لیے اور پہونچنا ہے اسکے انعام کیطرف
اسکے انعام کے ساتھہ اور مجرمین کی مظاہرت سے موسیٰ علیہ السلام کی مراد بظاہر تو فرعون کی صحبت ہے
اور اسکا ساتھ اسکی جماعت بڑھانا یا مظاہرت مراد ہے اس کام میں جسمین گناہ ہو اور اسکی جماعت بڑھانے
میں اور کسائی اور فراء کا یہ قول ہے کہ موسیٰ ع کا یہ قول خبر نہیں ہے بلکہ دعا ہے اور معنے یہ ہین اے
میرے رب مجھکو نہ بنا مددگار انکا اور عبداللہ بن مسعود نے اسطرح پڑھا ہے فَلَا تَجْعَلْنِیْ یَا رَبِّ ظَهِيْرًا
لَّهُمْ کہا فراء نے معنے یہ ہین اللھم فلن اکون الخ اور نحاس نے کہا اس کلام کا خبر ہونا سیاق کلام کے
بہت مناسب ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جس اسرائیلی کی موسیٰ ع نے مدد کی وہ کافر تھا بعض نے
کہا معنے یہ ہین سے مراد یہ کہ اگرچہ اس قتل میں جسکے ساتھ میں مامور نہ تھا برائی کی ہے مگر تاہم میں مسلمانون
کی گنہگارون پر ضرور مدد کیا کرونگا اس صورت میں اسرائیلی ایماندار رہیگا اور ایماندارون کی مدد جمیع دنیا
میں واجب ہے بعض نے کہا چونکہ موسے ع انشاء اللہ کہنا بھول گئے دوسرے دن پھر اسی بلا مین پھنس گئے
کہ پھر اسی کی مدد کو تیار ہوئے اور مطلب یہ ہے کہ موسے ع نے یون نہ فرمایا فَلَمْ اَكُنْ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ ظَهِيْرًا
لِّلْمُجْرِمِيْنَ اور انکا دوسرے دن مبتلا ہونا اللہ عزوجل اگلی آیتون میں بیان فرماتا ہے فَاَصْبَحَ فِي الْمَدِيْنَةِ

خَآئِفًا يَّتَرَقَّبُ فَاِذَا الَّذِي اسْتَنْصَرَهٗ بِالْاَمْسِ يَسْتَصْرِخُهٗ قَالَ لَهٗ مُوْسٰٓى اِنَّكَ لَغَوِيٌّ مُّبِيْنٌ

فَلَمَّآ اَنْ اَرَادَ اَنْ یَّبْطِشَ بِالَّذِیْ هُوَ عَدُوٌّ لَّهُمَا قَالَ یٰمُوْسٰٓی اَتُرِیْدُ اَنْ تَقْتُلَنِیْ كَمَا قَتَلْتَ نَفْسًا بِالْاَمْسِ اِنْ تُرِیْدُ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ جَبَّارًا فِی الْاَرْضِ وَمَا تُرِیْدُ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْمُصْلِحِیْنَ ۝ پہر صبح کو اٹہا

اس شہر مین ڈرتا راہ دیکھتا پہر تب ہی جس نے مدد مانگی تہی اس سے فریاد کرتا ہے اسکو کہا موسے عم نے مقرر
تو بیراہ ہے صریح پہر جب چاہا کہ ہاتہہ ڈالے اسپر جو دشمن تہا ان دونون کا بول اٹہا فریاد کرنے والا اے
موسی کیا چاہتا ہے کہ خون کرے میرا جیسے خون کر چکا ہے ایک جی کا کل تو یہی چاہتا ہے کہ زبردستی
کرتا پہرے ملک مین اور نہین چاہتا ہے کہ ہووے ملاپ کر دینے والا ف مقرر تو بیراہ ہے صریح یعنی
روز الجہتا ہے اور مجہکو لڑواتا ہے راہ دیکھتا یہ کہ خون والے فرعون پاس فریاد لے گئے دیکہیے کس پر
ثابت ہوا اور مجہہ سے کیا سلوک کرین پہر جب چاہا کہ ہاتہہ ڈالے آخر تک ہاتہہ ڈالنا چاہا اس ظالم پر بول
اوٹہا مظلوم جانا کہ زبان سے مجہہ پر غصہ کیا ہاتہہ بھی مجہپر چلاوینگے وہ کل کا خون چہپا رہا تہا کہ کسنے کیا آج
اسکی زبان سے مشہور ہوا کہا حافظ ابن کثیر نے ان آیات مین اللہ عزوجل موسے عم سے خبر دیتا ہے کہ جب انہون نے
قبطی کو مار ڈالا تو صبح کے وقت راہ دیکھتے اوٹہے کہ خون والے فرعون پاس فریاد لے گئے ہونگے دیکہیے کس پر
ثابت ہو تو کسی راہ سے جو گذرے اور جس کی مدد مین کل فرعونی مارا تہا وہ دوسرے فرعونی سے لڑ رہا ہے
جب اسپر سے گذرے تو پہر اُسنے فریاد کی اس دوسرے کی موسے عم نے اسکو فرمایا تو تو صریح بیراہ ہے پہر موسے عم
نے چاہا کہ اس فرعونی کو پکڑین اور اسرائیلی نے سمجہا کہ یہ زبان سے مجہپر خفا ہوئے ہاتہہ بھی مجہپر چلا دینگے
اپنے کو بچانے کیلئے بول اٹہا اے موسی تو چاہتا ہے کہ مجہکو بھی مار ڈالے جیسے تو نے کل ایک شخص
کو مار ڈالا اور پہلے دن کی بات سوا موسے عم اور اس اسرائیلی کے تیسرے کو معلوم نہ تہی جب یہ فرعونی
نے سُنا تو وہ دوڑ گیا فرعون کیطرف اور جا کر کہدیا کہ کل جو ہمارا آدمی مارا گیا ہے اسکا قاتل موسے عم ہی
جب فرعون کو خبر ہوئی تو وہ زیادہ غصے ہوا اور اسنے موسے عم کے مارنیکا ارادہ کیا اور اسکو طلب کیا
اور انکی تلاش مین کئی پیادے بہیجے تو کہ انکو ڈہونڈہ پہال کر حاضر کرین انتہے ما قال ابن کثیر فی تفسیرہ
فتح مین کہا ہے کہ صبح کے وقت پہر اس شہر مین موسے عم آئے جسمین اس فرعونی کو مارا تہا اور ڈرتے ڈرتے
آئے کہ شاید مین پکڑا نہ جاؤن یا برائی کی راہ دیکہتے داخل ہوئے یا خلاصی کی راہ دیکہتے آئے یا اس خبر
کے دریافت کرنیکے لیے آئے کہ آیا کل کی بات فرعون تک پہنچی ہے یا نہین کہا نسفی نے مدارک مین
اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے سوا اور ون سے ڈرنے مین کوئی مضائقہ نہین ہے جبکہ ڈرنا بمقتضائے بشریت ہو

بخلاف اسکے کہ بعض لوگ کہتے ہین کہ اللہ کے سوا کسی سے خوف کرنا جائز نہین ہے زیادہ کیا قرطبی نے اتنا کہ
خوف جو بمقتضائی بشریت اللہ کے سوائے اور چیزون سے طاری ہوجاتا ہے وہ معرفت الٰہی اور اسپر
توکل کرنے کے منافی نہین ہے جب موسیٰ ؑ شہر مین داخل ہوئے تو پھر وہی اسرائیلی کسی دوسرے فرعونی
سے لڑ رہا ہے اور فرعونی چاہتا ہے کہ اسکو مسخر کرکے اسپر ظلم کرے جیسے وہ فرعونی جسکو کل . . .
موسیٰ نے مار ڈالا اسپر ظلم کرنیکا ارادہ کرتا تھا اور اسرائیلی چاہتا ہے کہ آج پھر میری موسیٰ ؑ مدد کرے
یہ حالت دیکھکر موسےٰ ؑ نے اسرائیلی کو فرمایا کمبخت تو تو صریح بیراہ ہے کہ روز ظالمون سے اولجھتا ہی
اور جنکے مقابلہ کی طاقت و مکنت نہین اونکا مقابلہ کرتا ہے اور یہ بات اسلیے فرمائی کہ کل بھی اسرائیلی
دوسرے کے قتل کا سبب ہوا تھا اور موسےٰ ؑ نے چاہا کہ فرعونی پر آج پھر ہاتھ ڈالین جو اسرائیلی اور
موسےٰ ؑ دونون کا دشمن تھا اسلیے کہ وہ کافر تھا اسرائیلی اس خیال سے کہ مجھپر خفا ہوئے شاید
ہاتھ بھی مجھپر ڈالین بول اوٹھا اے موسیٰ ؑ کیا تو چاہتا ہے کہ مجھکو بھی مار ڈالے جیسے تونے کل قبطی
کو مار ڈالا جب فرعونی نے یہ سنا تو اسنے اس بات کو مشہور کردیا اور اس سے پہلے کسی فرعونی کو یہ معلوم
نہ ہوا تھا کہ حضرت موسیٰ ؑ کے ہاتھ سے یہ قتل صادر ہوا ہے یہانتک کہ اسی اسرائیلی نے یہ راز کھولدیا جمہور
مفسرین کا یہی قول ہے اور بعض نے کہا یہ فرعونی کا کلام ہے اور اسکو بھی اسرائیلی کی زبان سے خبر ہو چکی
تھی کہا علامہ ابو الطیب نے اور یہی ظاہر ہے اور فرعونی کا ذکر اس سے پہلے بلا فصل موجود ہے کیونکہ
اللہ عز و جل کے قول ہُوَ عَدُوٌّ لَّهُمَا سے یہی فرعونی مراد ہے اور ظاہر کی مخالفت کا کوئی باعث بھی موجود
نہین ہے تاکہ اس سے لازم آوے کہ اسرائیلی جو موسیٰ ؑ کا معتقد تھا اور دوبار موسےٰ ؑ سے فریاد چاہ چکا ہی
نے اونکے کام کو آشکار کردیا دوسرے یہ کہ ایسی بات تو نہین چاہتا مگر یہی کہ زمین مین زبردستی کرتا پھرے ضمائر
نہین ہوتی مگر کافر سے اور حرف اِن "اِن تُرِيدُ" مین نافیہ ہے کہا زجاج نے لغت مین جبار اس شخص کو
کہتے ہین جو بڑائی کرے اور اللہ عز و جل کے سامنے سرنگون نہ ہو اور جو شخص ناحق کسی کو مار ڈالتا ہی
وہ ایسا ہی ہوتا ہے بعض نے کہا جبار وہ ہوتا ہے کہ جس کام کا ارادہ کرے وہ کرلے مارنیکا یا قتل
کرنے کا اور انجام مین غور نہ کرے اور جواب مین وہ بات نہ کہے جو بہتر ہے اور عکرمہ کا جبار کے معنے
مین یہ قول ہے کہ کسی آدمی کو جبار نہین کہتے جب تک وہ دو نفس نہ قتل کرے اور یہ قول بعید ہے
اور آیت مین اسکی کوئی دلیل نہین ہے اور پہلا قول ہی راجح ہے اور لغت کے موافق ہے ۔

وَجَآءَ رَجُلٌ مِّنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ يَسْعٰى قَالَ يٰمُوْسٰٓى اِنَّ الْمَلَاَ يَاْتَمِرُوْنَ بِكَ لِيَقْتُلُوْكَ فَاخْرُجْ اِنِّىْ لَكَ
مِنَ النّٰصِحِيْنَ ۔ اور آیا شہر کے پرلے سرے سے ایک مرد دوڑتا کہا اے موسی دربار والے مشورت کرتے ہین تجھپر کہ
تجھکو مار ڈالین سو نکل جا مین تیرا بھلا چاہنے والا ہون ف یہ سنایا ہمارے رسول کو کہ یہ بھی وطن سے نکلین
گے جان کے خوف سے جو قریش اکٹھے ہوئے تھے کہ انپر ملکر چوٹ کرین اسی رات نکلے ہجرت کر کر کہا حافظ ابن کثیر نے
اللہ عز و جل خبر دیتا ہے اس آنے والی کی رجولیت کی ساتھ وصف کی اسلیے کہ اوسنے راہ بدلدیا اور اسی راہ مین چلکر موسے
کے پاس آیا جو اس راہ سے نزدیک تھا جسمین فرعون کے پیادے موسی کی گرفتنی کے لیے چلے تھے اور اونسے پہلے
ہی موسی کے پاس پہنچ گیا اور بولا اے موسی دربار والے مشورت کرتے ہین تیرے مارنے کی سو تو نکل
جا اس شہر سے مین تیری خیر خواہی کرتا ہون فتح کا بیان یہ ہے کہ یہ آنے والا حزقیل تھا اور یہی فرعون کی قوم
سے مسلمان تھا اور موسے کا چچازاد برادر تھا بعض نے کہا شمعون تھا بعض نے کہا طالوت بعض نے
کہا سمعان اور اقصے المدینۃ سے شہر کا دوسرا کنارہ مراد ہے اور مراد یہ ہے کہ وہ بسقدر تیز آیا اور اسنے ایسا
قریب راہ اختیار کیا کہ پیادون سے پہلے موسی تک پہنچ گیا اور انکو ڈرایا اس سے جو اسنے سنا اور بولا اے موسی ع
فرعون کے قوم کے شرافت تیری قتل مین مشورہ کرتے ہین تو نکل جا یہان سے مین تجھکو نکلنے کا امر کرنے
مین خیر خواہ ہون فَخَرَجَ مِنْهَا خَآئِفًا يَّتَرَقَّبُ قَالَ رَبِّ نَجِّنِىْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۔ وَلَمَّا تَوَجَّهَ
تِلْقَآءَ مَدْيَنَ قَالَ عَسٰى رَبِّىْٓ اَنْ يَّهْدِيَنِىْ سَوَآءَ السَّبِيْلِ ۔ وَلَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْهِ
اُمَّةً مِّنَ النَّاسِ يَسْقُوْنَ وَوَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمُ امْرَاَتَيْنِ تَذُوْدٰنِ قَالَ مَا خَطْبُكُمَا قَالَتَا
لَا نَسْقِىْ حَتّٰى يُصْدِرَ الرِّعَآءُ وَاَبُوْنَا شَيْخٌ كَبِيْرٌ ۔ فَسَقٰى لَهُمَا ثُمَّ تَوَلّٰٓى اِلَى الظِّلِّ فَقَالَ
رَبِّ اِنِّىْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَىَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيْرٌ ۔ پھر نکلا وہان سے ڈرتا ہوا راہ دیکھتا بولا اے رب خلاص
کر مجھکو اس قوم بے انصاف سے اور جب سونہہ کیا مدین کی سیدھ پر بولا امید ہے کہ میرا رب لیجاوے مجھکو
سیدھی راہ پر اور جب پہنچا مدین کے پانی پر پایا وہان جمع ہو رہے ہین لوگ پانی پلاتے اور پایا ان سے ورے دو عورتین
روکے کھڑین بولا تمکو کیا کام ہے بولیان ہم نہین پلاتیان پانی جب تک پھیر لیجاوین چرواہے
اور ہمارا باپ ہے بوڑھا بڑی عمر کا پھر اسنے پلادیے انکے جانور پھر ہٹ کر آیا چھانون کی طرف بولا اے
رب تو جو اتارے میری طرف اچھی چیز مین اس کا محتاج ہون ف یہ واقف نہ تھے راہ سے اللہ تعالے نے
اسی ادہر ڈالدیا مدین مصر سے دس دن کی راہ ہے وہان پہونچے بہوکے پیاسے لوگ پانی پلاتے تھے

بکریون کو انکے ورے دو عورتین تہار حسیار سکے کنارے کہڑی تہین بکریان ایکطرف لیکر اور انکو قوت نہی
کہ ہمارے ڈول نکالین اور انسے بچا پانی پلاتیان آخر موسے ع نے انکی جانورون کو پانی پلایا پہر سایہ کی
طرف آیا تو انہون نے پہچانا کہ چہانو پکڑتا ہے مسافر ہے دور سے آیا تہکا بہوکا جاکر اپنے باپ سے کہا
انکو درکار رہا کوئی مرد کہ بکریان تہامے اور ہم بہی بیاہ دین انتہے ما قال فی الموضح کہا حافظ ابن
کثیر نے جب حضرت موسی ع کو اس شخص نے فرعون اور اسکے درباروالون کی مشورت کی خبر دی اور انکو
حکم دیا کہ آپ شہر سے چلے جاوین تو آپ اکیلے شہر سے باہر ہوے اور قبل ازین کبہی سفر نہین کیا تہا بلکہ
اسقدر عمر رفاہیت اور نعمت اور ریاست ہی مین بسر کی تہی تو شہر سے ڈرتے ہوے راہ دیکہتے چلے
کہتے تہے اے رب خلاص کر مجہکو فرعون اور اسکے درباروالون سے مفسرین نے ذکر کیا ہے کہ اللہ عز
وجل نے ایک فرشتہ جو گہوڑے پر سوار تہا انکی طرف بہیجا اسنے آپ کو راہ دکہا دیا فاللہ سبحانہ اعلم اور
جب موہنہ دہر مدین کی سیدہ پر اور مدین کیطرف جو شاہ راہ چل رہا تہا اسمین داخل ہوگئے تو آپ سے
بڑی خوش ہوئے اور حسن تفاول کے طور پر فرمایا امید ہے کہ میرا رب لیجاوے مجہکو سیدہی راہ پر تو اللہ عز وجل
نے انکی اس دعا کو قبول فرمایا اور انکو دنیا اور آخرت مین صراط مستقیم دکہایا اور انکو ہادی اور مہدی بنایا
اور جب مدین کے پانی پر پہونچے تو وہان ایک کنوان تہا جسپر بکریون کے چرانے والے وارد ہوتے تہے اور
پائے وہان جمع ہوئے پانی پلاتے اور پائین انسے ورے دو عورتین جو اپنی بکریون کو ان چرانے والون
کی بکریون کے ساتہہ پانی پینے سے روک رہی تہین تو کہ انکو تکلیف نہ ہو جب انکو موسے ع نے دیکہا
تو دل پارہ پارہ ہوگیا اور مہربان ہوئے انپر اور فرمایا تم کیون نہین ان لوگون کے ساتہہ اپنی بکریون
کو پانی پلاتین وہ بولیان ہم نہین پلا سکتین جب تک یہ چرانے والے پانی پلا کر فارغ ہوکر چلے نہ
جاوین اور ہمارا باپ بوڑہا ہے بڑی عمر کا فرمایا اللہ عز وجل نے تو موسی نے انکی جانورون کو پانی پلا
دیا عمر فاروق سے مروی ہے کہ حضرت موسی ع جب مدین کے پانی پر پہنچے تو پائے وہان جمع ہو
رہے لوگ پانی پلاتے جب پلا چکے تو انہون نے کنوئین کے موہنہ پر ایک پتہر رکہدیا اور اسکو دس
آدمی اوٹہاتے تہے موسے ع نے جو لوگون کے پیچہے دو عورتون کو کہڑی ہوئین دیکہا تو انسے بات
چیت کی تو انہون نے کچہہ حال بیان کیا یہ سنکر پتہر کے پاس آئے اور اسکو اوٹہایا پہر نکالا مگر ایک
ہی ڈول کہ وہ بکریان سیراب ہوگئین رواہ ابو بکر بن ابی شیبۃ واسنادہ صحیح اور ابن عباس

نے ثم تولی الی الظل کی تفسیر مین کہا کہ موسی ع نے مصر سے مدین تک جو سفر کیا تو اسمین آپکے پاس کوئی کہانے کی چیز نہ تہی سوا سبزی اور درختون کے پتون کے اور برہنہ پا تہے ابہی مدین مین نہین پہنچے کہ دونو پاؤن کا چمڑا نیچے سے اتر گیا اور سایہ مین جا بیٹہے حالانکہ اللہ عزوجل کے برگزیدہ تہے اسکی مخلوقات سے اور انکا پیٹ لگا ہوا تہا انکی پیٹھ سے مارے بہوک کے اور سبزی کا رنگ اُنکے پیٹ کی اندر سے نظر آتا تہا اور وہ کہجور کے ٹکڑے کی محتاج تہے اور یہ جو فرمایا پہر ہٹ کر آیا طرف ایک چہاؤن کے تو کہا ابن عباس رض اور ابن مسعود رض اور سدی نے کہ موسے ع ایک درخت کی تلے جا بیٹہے عمرو بن میمون نے عبد اللہ بن مسعود رض سے روایت کیا کہ انہون نے فرمایا مینے ایک اونٹ پر دو رات (پے درپے) سفر کیا یہانتک کہ مین مدین مین آیا اور مینے دریافت کیا کہ وہ درخت کہان ہے جسکے نیچے حضرت موسے ع نے آرام لیا تہا تو وہ ایک درخت تہا سبز لہرا رہا تو جہکا اوسکی طرف میرا اونٹ اور وہ بہوکا تہا تو ایک گھڑی تک کچہہ کہاتا رہا بعد اُسکے اُسنے جو کچہہ کہایا تہا اسکو اُگل دیا رواہ ابن جریر ایک روایت مین عبد اللہ بن مسعود رض سے یہ بہی مروی ہے کہ عبد اللہ بن مسعود اس درخت کی پاس ابہی گئے جس سے اللہ عزوجل نے موسی ع کے ساتہہ کلام کیا کما سیاتی انشاء اللہ تعالی سدی نے کہا وہ کیکر کا درخت تہا کہا عطا ابن سائب نے جب موسی ع نے فرمایا رب انی لما انزلت الی من خیر فقیر تو اُن لڑکیون کو سنایا فتح مین کہا ہے کہ اللہ عزوجل کے قول خائفا یترقب مین مفسرین کے دو قول ہین ایک تو یہ کہ جب موسے ع مصر سے خارج ہوئے تو انکا یہ حال تہا کہ ظالمین سے خائف تہے اور انکے لحوق او ادراک کے منتظر تہے دوسرے یہ کہ ظالمین سے خائف تہے اور اللہ عزوجل کی مدد اور فریادرسی کے منتظر تہے حضرت ابن عباس رض سے مروی ہے کہ موسی ع مصر سے برآمد ہوئے مدین جانے کو اور وہ مصر اور مدین کے درمیان آٹھ دن کی مسافت تہی تو انکے پاس کہانے کے لیے کوئی چیز نہ تہی مگر یہی درختون کے پتے اور مصر سے برہنہ پا برآمد ہوئے اور مدین تک نہین پہنچے تہے کہ پاؤن کی کہال اُتر گئی اور انہی سے مروی ہے کہ حضرت موسی ع برآمد ہوئے (مصر سے) ڈرتے ہوئے بہوکے بے زاد یہانتک کہ مدین کے پانی پر پہونچے اور یہ اللہ عزوجل کی پہلی آزمایش ہے موسی علیہ السلام کے لیے اور شہر سے برآمد ہو کر یہ دعا کی مجہکو ان لوگون سے بچالے جن کا مجہکو ڈر ہے اور فرمایا رب نجنی من القوم الظالمین یعنے الٰہی مجہکو فرعون کے لوگون سے بچالے اور روکدے اُن کو مجہہ سے اور روک ہوجا تو اُنکے اور میرے درمیان اور بچا مجہکو اُن کے ملنے سے اور مدین مین اسوقت حضرت

شعیب ؑ رہتے تھے اور یہ شہر فرعون کے ملک سے باہر تھا ولہذا اسکی طرف نکلا مگر اسکی طرف جانے کا راہ نہ
جانتے تھے اسیواسطے فرمایا عَسٰی رَبِّیْٓ اَنْ یَّهْدِیَنِیْ سَوَآءَ السَّبِیْلِ اور مدین کیطرف مصر سے تین راہ نکلتے
تھے تو موسےٰ ؑ ان سب سے میانہ راہ تھے اسمین داخل ہوئے اور قائف انکے پیچھے آئے لیکن انہون
نے دوسرے دونون راہون کو اختیار کیا ذکرہٗ اَبُوالسَّعُوْدِ اور ماء مدین سے یہان وہ کنوان مراد ہے جو مدین
مین تھا خازن اور محلی نے اسکی تصریح کی ہے تو یہ حال کو ذکر کرنے اور محل کے ارادہ کرنیکے باب سے ہے
اور ورود کے لفظ کا اطلاق کبھی مورد مین داخل ہو جانے پر آتا ہے اور کبھی مورد تک پہنچنے پر اگرچہ
اسمین داخل نہ ہوا اور یہی معنے یہان مراد ہے اور لفظ ورود کے معنے کی تحقیق اللہ عزوجل کے قول
وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا مین گذر چکی بعض نے کہا مدین قبیلہ کا نام ہے شہر کا نام نہین ہے بہرصورت
یہ غیر منصرف ہے اور امت سے جماعت کثیرہ مراد ہے کیونکہ تنکیر تکثیر کے واسطے ہے اور دُوْن سے مراد
وَوَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمْ مین یہ ہے کہ انکے سوا جو پانی پلا رہے تھے دو عورتین تھین بعض نے کہا دون سے
اسفل مراد ہے اور معنے یہ ہین کہ انسے نیچے ان کو پایا قَالَہٗ اَبُوالسَّعُوْدِ اور خازن مین ہے کہ چرانے والون
سے دور انکو دیکھا اور تَذُوْدَانِ کے معنے کئی قول ہین ایک کہ وہ اپنی بکریون کو پانی سے روک رہی
تھین یہانتک کہ وہ چرانیوالے پلا کر ہٹ جاوین اور انکو اور پانی کو چھوڑ جاوین ابن عباس رضؑ کا یہی قول ہے
اور ذود کے معنے طرد کے بھی آئے ہین یعنے وہ اپنی بکریون کو ہانک رہی تھین بعض نے کہا وہ اپنی
بکریون کو روکتی تھین لوگون کی بکریون مین ملنے سے بعض نے کہا انکو روکتی تھین فرار ہونے اور
بھاگنے سے لیکن پہلا قول اولےٰ ہے اور آیندہ کلام اسی کی مقتضی ہے اور خطب بمعنے شان ہے
بعض نے کہا خطب کے ساتھہ مصیبت زدہ سے سوال کرتے ہین یا مضطر کو یا اس شخص کو جو انکو کہا
کام کرے بعض نے کہا ان دونو لڑکیون کے باپ حضرت شعیب ؑ تھے بعض نے کہا یہ لڑکیان شعیب ؑ
کی بھتیجی یثرون کی تھین بعض نے کہا انکا باپ حضرت شعیب ؑ کا معتقد تھا لیکن قول اول اولےٰ ہے
اور حضرت شعیب ؑ بیٹیون کے بکریان چرانے پر خوش تھے کیونکہ یہ کام فی نفسہٖ ممنوع نہین ہے اور
شریعت اس سے نہین روکتی اور یہی مروت تو اسمین لوگون کی عادتین مختلف ہین اور عرب کا حال
اس امر مین عجم کے حال کے مخالف ہے اور جنگل والون کا طریق اس بارے مین شہر والون کا طریق
نہین ہے خاص کر جب ضرورت ہو خیر جب موسےٰ ؑ نے انکی باتین سنی تو انکا دل پارہ پارہ ہو گیا اور

انکو اُنپر رحم آیا اور انہون نے انکی بکریون کو پانی پلا دیا کہا محلی نے جہانسے لوگ پانی پلاتے تہے اس سے پانی نہین
پلایا بلکہ اُسکے پاس ایک کنوان تہا مگر اسکے مونہہ پر ایک پتہر پڑا تہا اتنا بڑا جسکو دس مرد اوٹہاتے تہے انہون
پہر پانی پلا کر سایہ کے نیچے آئے اور اس سے معلوم ہوا کہ چہانوین آرام کرنا دنیا مین جائز ہے بخلاف صوفیون کے
کہ وہ دنیا کے آرام کو ناجائز جانتے ہین کہا ابن عباس رض نے البتہ تحقیق فرمایا حضرت موسی ع نے رب انی لما
انزلت الآیۃ اور وہ ساری مخلوق سے اسکے نزدیک عزیز ہتی اور اسوقت کہجور کے ایک ٹکڑے کے محتاج تہے اور
مارے بہوک کے انکا پیٹ پیٹہہ سے لگ گیا تہا اور انہی سے مروی ہے کہ اس آیت مین انہون نے نہین سوال
کیا مگر کہانے کا بعض نے کہا مراد یہ ہے کہ مین فقیر ہون دنیا سے اسلیے کہ تونے مجہکو ظالمون کے ہاتہ سے
بچا لیا کیونکہ فرعون کے پاس وہ آسودگی اور ثروت مین تہے کہا آپ نے یہ کلمہ دل سنکی ساتہہ خوش ہو کر اور
عوض ہی کے ساتہہ شاد ہو کر اور کہا آپ نے اللہ بے نیاز کا اور ابن عطا نے کہا نظر کی آپ نے عبودیت
سے طرف ربوبیت کی اور کلام کیا اپنی عاجزی بیان کر کے جب اسکی باطن پر انوار اتری فَجَاءَتْهُ إِحْدَاهُمَا تَمْشِي

عَلَى اسْتِحْيَاءٍ قَالَتْ إِنَّ أَبِي يَدْعُوكَ لِيَجْزِيَكَ أَجْرَ مَا سَقَيْتَ لَنَا فَلَمَّا جَاءَهُ وَقَصَّ عَلَيْهِ الْقَصَصَ
قَالَ لَا تَخَفْ نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ الظَّالِمِينَ ۝ قَالَتْ إِحْدَاهُمَا يَا أَبَتِ اسْتَأْجِرْهُ إِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَأْجَرْتَ
الْقَوِيُّ الْأَمِينُ ۝ قَالَ إِنِّي أُرِيدُ أَنْ أُنْكِحَكَ إِحْدَى ابْنَتَيَّ هَاتَيْنِ عَلَى أَنْ تَأْجُرَنِي ثَمَانِيَ حِجَجٍ فَإِنْ
أَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَ وَمَا أُرِيدُ أَنْ أَشُقَّ عَلَيْكَ سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّالِحِينَ
قَالَ ذَٰلِكَ بَيْنِي وَبَيْنَكَ أَيَّمَا الْأَجَلَيْنِ قَضَيْتُ فَلَا عُدْوَانَ عَلَيَّ وَاللَّهُ عَلَىٰ مَا نَقُولُ وَكِيلٌ ۝

پہر آئی پاس اُن دونون مین سے ایک چلتی شرم سے بولی میرا باپ تجہکو بلاتا ہے کہ بدلے مین دے
حق اسکا کہ پلا دیے تونے ہمارے جانور پہر جب پہنچا اس پاس اور بیان کیا اس سے احوال کہا مت ڈر
بچ آیا تو قوم بےانصاف سے بولی ان دونون مین سے ایک اے باپ اسکو نوکر رکہہ لے البتہ بہتر نوکر جو رکہا چاہیے
وہ جو زور اور ہو امانت دار کہا مین چاہتا ہون کہ بیاہ دون تجہکو ایک بیٹی اپنی ان دونون مین سے
اسپر کہ تو میری نوکری کرے آٹہ برس پہر اگر تو پورے کرے دس برس تو تیری طرف سے اور مین نہین
چاہتا کہ تجہہ پر تکلیف ڈالون تو آگے پاویگا مجہکو اگر اللہ نے چاہا نیک بختون سے بولا یہ ہو چکا میرے تیرے
بیچ جونسی مدت ان دونون مین سے پوری کر دون سو زیادتی نہ ہو مجہپر اور اللہ پر بہروسا جو ہم کہتے ہین۔
ف وہ جو زور اور ہو امانت دار زور دیکہا ڈول نکالنے سے اور امانت دار دیکہا بے طمع ہونے سے

اور ہماری حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی وطن سے نکلے سو آٹھ برس پیچھے آکر مکہ فتح کیا اگرچہ پہلے بھی نبوت شہر خالی
کروانے کا فرون سی پھر اپنی خوشی سے دس برس پیچھے کافرون سے پاک کیا ان بزرگ کا نام نہین فرمایا قرآن مین
اور توریت مین نام کچھ اور ہے اور مشہور ہے کہ حضرت شعیب پیغمبر تہے لڑکیان انکی تہین موضح القرآن حافظ ابن کثیر ان
آیات کی تفسیر مین فرماتے ہین کہ جب وہ دونو لڑکیان بہ نسبت روزمرہ کے بکریان اپنے باپ پاس جلد لیکر
آئین تو انکے باپ نے انکو جلد آنے کو ناگوار جانا اور انسے ماجرا سنا اور انہون نے بیان کیا جو موسے ع اور
انکے درمیان واقعہ گذرا یہ سنکر انہون نے ایک بیٹی کو ان دونون مین سے موسی ع کی طرف روانہ کیا انکے
بلانے کو جیسے فرمایا اللہ عزوجل نے فَجَآءَتْهُ اِحْدٰىهُمَا تَمْشِیْ عَلَی اسْتِحْیَآءٍ اور شرم کے ساتھ چلنے سے
مراد یہ ہے کہ وہ آئی جیسے حرائر عورتین آتی ہین جیسے امیر المومنین عمر فاروق رض سے مروی ہے کہ وہ پیراہن
کی آستین سے منہہ ڈہانک کر آئی اور عمرو بن میمون سے مروی ہے کہ حضرت عمر فاروق نے کہا جَآءَتْ تَمْشِیْ
عَلٰی اسْتِحْیَآءٍ قَآئِلَۃً بِثَوْبِهَا عَلٰی وَجْهِهَا لَیْسَتْ بِسَلْعٍ دَلَاجَۃٍ وَلَا خَرَّاجَۃٍ یعنے وہ آئی چلتی شرم
سے ڈالے ہوئے اپنا کپڑا اپنے مونہہ پر نہ تہی وہ عورت زبان دراز بے باک اور نہ تہی بہت اندر باہر آنے جانے
والی رَوَاهُ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ وَاِسْنَادُهٗ صَحِیْحٌ اور یہ جو کہا میرا باپ تجھکو بلاتا ہے تو کہ تجھکو بدلا دے
اسکا جو تونے ہماری جانورون کو پانی پلایا تو یہ ادب ہے عادت مین اسکو مطلق نہ بولا تاکہ انکو کسی برائی
کا شک نہ گذرے پھر جب موسی ع شعیب ع کے پاس آئے اور اپنا ماجرا سنایا اور وہ سرگذشت بیان کی جسکی وجہ
سے مصر سے نکلے تو انہون نے فرمایا لَا تَخَفْ نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ یعنے دل مین خوش ہو اور
آنکھین ٹہنڈی کر اسلیے کہ تو انکی بادشاہت سے نکل آیا اور ہمارے بلاد مین انکی حکومت نہین ہے اب
مفسرین کا اختلاف ہے کہ یہ شخص مدین کے رہنے والے کون تہے کئی اقوال پر ایک تو یہ کہ حضرت شعیب ع
تہے وہ جنکو اللہ عزوجل نے مدین والون کیطرف پیغمبر کرکے بہیجا اور یہی قول مشہور ہے بہت علماء کے
نزدیک اور یہی قول ہے حسن بصری اور غیر واحد کا مالک بن انس سے مروی ہے کہ مجھکو یہ بات پہونچی کہ جنکے پاس
موسے ع نے (مدین مین پہنچکر) اپنا احوال بیان کیا یہ حضرت شعیب ع تہے اور انہون ہی فرمایا لا تخف
نجوت من القوم الظالمین رَوَاهُ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ اور طبرانی نے سلمہ بن سعد غزی سے روایت کیا کہ
وہ آیا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تو آپ نے اسکو فرمایا مَرْحَبًا بِقَوْمِ شُعَیْبٍ وَاَخْتَانِ مُوْسٰی
ھُدِیْتَ یعنے حضرت شعیب ع کی قوم کے لوگ اور موسے ع کی بی بی کے بہائی کیا اچھے لوگ ہین کہ راہ

رہست تر آگئی (اور یہ اسکو اسلیے فرمایا کہ حضرت شعیب علیہ السلام کے قوم سے تہا اور ایمان لایا تہا) اور دوسرون نے
کہا یہ حضرت شعیبؑ کے بہتیجے تہے جنکی یہ دونو بیٹیان تہین بعض نے کہا حضرت شعیبؑ کی قوم سے یہ ایک ایماندار
شخص تہا اور اورون نے کہا کہ شعیبؑ حضرت موسےؑ سے پہلے بہت مدت گذر چکے کیونکہ حضرت شعیبؑ نے اپنی
قوم سے فرمایا تہا وَمَا قَوْمُ لُوطٍ مِّنْكُمْ بِبَعِيدٍ اور نص قرآن سے ثابت ہو کہ لوطؑ کی قوم حضرت ابراہیم
خلیل علیہ السلام کے زمانہ مین عذاب ہوئی اور خلیلؑ اور حضرت موسیٰؑ کے درمیان ایک دراز مدت ہی جو
چارسو سال سے زیادہ ہے جیسے بہت غیر واحد نے بیان کیا ہے اور یہ جو کہا گیا ہے کہ حضرت شعیبؑ ایک مدت
دراز تک جیتی رہی تو یہ اسی اشکال سے بچنے کے لیے کہا گیا ہے اور اس بات کو کہ یہ شعیبؑ نہ تہے قوت دیتی ہی
یہ بات کہ اگر یہ شعیبؑ ہوتے تو قرآن مجید مین اُنکے نام کی اسجگہہ صراحت ہوتی اور بعض حدیثون مین جو حضرت
موسےؑ کی قصہ مین شعیبؑ کے نام کی صراحت ہی تو ان حدیثونکا اسناد صحیح نہین ہے جیسے ہم عنقریب بیان
کرینگے اور بنی اسرائیل کی کتابون مین تو اس شخص کا نام یثرون مذکور ہے واللہ اعلم کہا ابو عبیدہ عبد اللہ بن
مسعود کے بیٹے نے کہ یثرون حضرت شعیبؑ کے بہتیجے کا نام ہے اور ابی حمزہ نے ابن عباس سے روایت کیا کہ جسنے
مزدور کہا موسیٰؑ کو یثربی تہا رَوَاہُ ابْنُ جَرِيرٍ اور کہا ابن جریر نے اور قول صواب یہ ہے کہ ایسی باتین معلوم
نہین ہوسکتین مگر حدیث شریف کی ساتہہ اور ہمارے مین کوئی ایسی حدیث نہین ہے جو حجت لینے کے
لائق ہو اب آسمین اختلاف ہے کہ کس لڑکی نے یہ کہا اے باپ اسکو مزدور کرلے آخر تک تو کہا بعض
نے یہ وہی تہی جو حضرت موسیٰؑ کو بلانے کے لیے گئی تہی اُسنے اپنے باپ سے کہا ای باپ اسکو بکریان
چرانے کے لیے رکہہ لے جب لڑکی نے کہا تحقیق بہتر مزدور جسکو تو رکہا چاہے وہ ہے جو زور آور ہو امانت
دار تو اُنکے باپ نے کہا تجہکو اسکا زور آور اور امانت دار ہونا کیونکر معلوم ہوا وہ بولی اُسنے کنوئین کے
منہ سے اس پتہر کو اوٹہا لیا جسکو دس آدمی اُٹہاتے ہین اور مین جب اسکو بلا کر لائی تو مین اُسکے
آگے آگے چلتی تہی اُسنے کہا میرے پیچہے پیچہے چل جب کبہی راہ آوین تو جس راہ جانا ہو اسکی طرف
کنکر پہینکدے مین جان لونگا کہ اسطرف جانا ہے قَالَہٗ عُمَرُ وَابْنُ عَبَّاسٍ وَشُرَيْحٌ الْقَاضِي وَاَبُو
مَالِكٍ وَقَتَادَةُ وَمُحَمَّدُ بْنُ اِسْحٰقَ وَغَيْرُ وَاحِدٍ عبد اللہ بن مسعودؓ نے کہا سب لوگون مین سے
دانا تین آدمی گذرے ہین حضرت ابو بکر صدیق جب انہون نے فراست کی حضرت عمرؓ کے خلیفہ
بنانے مین اور حضرت یوسفؑ کا صاحب جسنے کہا حضرت زلیخا کو آبرو سے رکہہ یوسفؑ کو اور موسیٰؑ کی صاحبہ

جسنے کہا اپنے باپ سے اے میرے باپ اسکو مزدور رکھ لے البتہ بہتر مزدور جسکو تو رکھا چاہے وہ جو زور آور ہو امانت دار کہا شعیب جبائی نے ان دونوں میں سے ایک لڑکی کا نام صفورا تھا اور دوسری کا نام لیا اور کہا محمد بن اسحق نے ایک کا نام صفورا اور دوسری کا نام شرفا اور کہا جاتا ہے لیا اور اصحاب ابی حنیفہ رح نے اس آیت سے کہ میں چاہتا ہوں کہ ان دونوں میں سے ایک بیٹی کا تجھہ سے نکاح کر دوں ایسی بیع کے صحت پر استدلال کیا ہے جسمیں بائع مشتری سے یون کہے میں تیرے پاس ان دو غلاموں میں سے ایک غلام کو بیچتا ہوں سو درہم یا سو دینار کے ساتھہ اور مشتری کہے میں نے خرید لیا واللہ اعلم اور یہ جو فرمایا میں تیرا نکاح کر دونگا اس شرط پر کہ تو میری آٹھہ برس مزدوری کرے پھر اگر تو پورے کرے دس برس تو تیرا احسان ہے تو مجھکو پاویگا نیک بختوں میں سے یعنی اگر تو آٹھہ برس مزدوری کرکے پھر مزدوری نہ کرے تو میں تیری مخالفت نہیں کرونگا اور نہ تجھکو ایذا دونگا اور نہ جھگڑونگا اس آیت سے اوزاعی نے دلیل لی ہے اسپر کہ جب کہے میں نے تیرے پاس یہ چیز بیچی نقد دس روپے کو اور ادھار بیس روپے کو تو یہ بیع صحیح ہو جاتی ہے مگر یہ انکا استدلال صحیح نہیں ہے کیونکہ صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بیع میں دو بیعوں سے منع کیا اسکو نکالا امام مالک نے موطا میں کہا مالک نے قاسم بن محمد سے سوال ہوا کہ ایک شخص نے ایک چیز خریدی دس دینار نقد کو بدلے میں یا پندرہ ادھار کے بدلے میں تو قاسم بن محمد نے اسکو برا جانا (اسی حدیث کی روسے) اور اس سے منع کیا اور امام احمد اور انکے اتباع نے اس آیت سے دلیل لی ہے کہ پیٹ کی روٹی اور بدن کے کپڑے پر نوکر رکھنا جائز ہے اور ابن ماجہ نے اسپر باب باندھا اور کہا صرف پیٹ کی روٹی پر نوکر رکھنا پھر کہا عتبہ بن منذر سے روایت ہے کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھے اتنے میں آپ نے سورہ طسم پڑہی یہانتک کہ موسی ع کے قصے پر پہنچے تو فرمایا حضرت موسی ع نے اپنی تئیں مزدوری پر دیا آٹھہ یا دس برس تک اس شرط پر کہ وہ اپنی شرمگاہ کو روکے رہینگے اور پیٹ کے لیے روٹی لینگے یہ جو فرمایا اپنی شرمگاہ کو روکے رہینگے یعنی انکی بیٹیوں پر جو جوان ہیں دست اندازی نہ کرینگے اور کہا تاپیٹ بھر کر کہا وینگے مدت کے بعد ایک بیٹی کا نکاح ان سے کر دیجاویگا کہا حافظ ابن کثیر نے یہ حدیث اس اسناد سے ضعیف ہے کیونکہ اس حدیث کو مسلمہ بن علی خشنی دمشقی بلاطی نے روایت کیا ہے اور وہ سب اماموں کے نزدیک ضعیف الروایۃ ہے اور اسحدیث کی ایک اور سند ہے جو وہ بھی ضعیف ہے اور ابن جریر نے عتبہ بن منذر سلمی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صاحب سے روایت کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اِنَّ مُوسٰی اٰجَرَ نَفْسَہٗ بِعِفَّۃِ فَرْجِہٖ وَطُعْمَۃِ بَطْنِہٖ

یعنے حضرت موسی ع نے اپنے آپ کو مزدوری پر دیا اس شرط پر کہ اپنی شرمگاہ کو روکے رہین گے اور پیٹ کے
لیے روٹی لین گے اور یہ جو فرمایا کہ موسی ع نے کہا یہ ہوچکا میرے تیرے بیچ مین جونسی مدت ان دونون مین سے
پوری کردون سو زیادتی نہ ہو مجھپر اور اللہ عزوجل پر بہروسا ہے جو ہم کہتے ہین تو یہ حضرت موسی ع نے اپنے
صہر (خسر) سے فرمایا کہ امر موجب فرمان آپکی یہ ہے کہ آپ نے مجھکو مزدوری پر رکھا ہے آٹھہ برس تک اگر مین دس
سال پورے کردون تو یہ میرا احسان ہے لیکن جب مین اقل مدت ان دونو کی پوری کرون گا تو عہد و اقرار سے
بری ہوجاؤنگا اور شرط سے خارج ولہذا فرمایا جونسی مدت ان دونو مین سے پوری کرون سو زیادتی نہ ہو
مجھپر باوجود اسکے کامل اگرچہ مباح ہے مگر وہ دوسری جہت سے زائد ہے کما قال تعالی فَمَنْ تَعَجَّلَ فِي يَوْمَيْنِ
فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ وَمَنْ تَأَخَّرَ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ یعنے جو کوئی جلدی چلا گیا منے سے دو دن مین اسپر نہین گناہ
اور جو کوئی رہ گیا اسپر نہین گناہ اور فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حمزہ بن عمرو اسلمی سے اور یہ کثیر الصیام تہے
اور انہون نے سفر مین روزہ رکہنے کی بابت پوچھا تہا اِنْ شِئْتَ فَصُمْ وَاِنْ شِئْتَ فَاَفْطِرْ یعنے چاہے
روزہ رکہہ چاہے افطار کر باوجود اسکے کہ روزون کا رکہنا اور دلیل سے راجح ہے خذ ہذا اور دلیل سے معلوم
ہے کہ حضرت موسے ع نے اکثر مدت یعنے دس سال کو پورا کیا سعید بن جبیر سے مروی ہے اونہون نے کہا مجہسے
حیرہ کے لوگون مین سے ایک یہودی نے پوچھا کہ دو مدتون مین سے کس مدت کو حضرت موسی ع نے پورا
کیا مینے کہا مین نہین جانتا اور مین عرب کے عالم کے پاس جاؤنگا اور انسے پوچھونگا پہر مین آیا حضرت ابن
عباس کے پاس اور مینے انسے دریافت کیا اونہون نے فرمایا پورا کیا حضرت موسی ع نے ان دونو مین سے
اکثر اور اطیب مدت کو اللہ کے پیغمبر جب بات کرتے ہین تو پوری کرتے ہین هٰكَذَا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَ
هٰكَذَا رَوَاهُ حَكِيمُ ابْنُ جُبَيْرٍ وَغَيْرُهُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ اور ابن عباس رض سے مرفوعا مروی ہے
کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مینے حضرت جبرائیل ع سے دریافت کیا کہ حضرت موسے ع نے کونسی
مدت دونو مدتون سے پوری کی تو اونہون نے فرمایا دونون مدتون مین سے اتم اور اکمل مدت کو پورا کیا
رَوَاهُ ابْنُ جَرِيرٍ وَرَوَاهُ ابْنُ أَبِي حَاتِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْحُمَيْدِيِّ عَنْ سُفْيَانَ وَهُوَ ابْنُ عُيَيْنَةَ کہا
ابن کثیر نے اسکی اسناد مین قلب ہے اور ابن عیینہ کا استاد ابراہیم بن یحیی بن یعقوب مجہول ہے اور اسحدیث
کو بزار نے بہی روایت کیا ابن عباس سے مرفوعا پہر کہا اسحدیث کو نہین پہچانتے حضرت ابن عباس
سے مرفوعا مگر اسی طریق کے ساتھہ یوسف بن سرح سے مروی ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

سے سوال ہوا کہ حضرت موسیٰؑ نے دو مدتوں میں سے کونسی مدت کو پورا کیا تو آپ نے فرمایا مجھکو معلوم نہین ہے
اور آپ نے حضرت جبرئیل عسے دریافت کیا تو جبرئیل ؑنے بھی فرمایا مجھکو بھی معلوم نہین ہے پھر حضرت جبرئیلؑ
نے اپنے سے اوپر کے درجہ والے فرشتے سے دریافت کیا تو انہون نے بھی کہا مجھکو معلوم نہین ہے اور
اس فرشتے نے اللہ عزوجل سے دریافت کیا اس مسئلہ کو جو جبرائیل نے اُنسے پوچھا اور جبرائیل سے حضرت محمد صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے تو فرمایا اللہ عزوجل نے پورا کیا موسیٰ ؑنے ان دونون مین سے البقی اور ابرکو یا فرمایا ان دونو
مین سے ازکے مدت کو (یعنے اکثر مدت کو) رَوَاہُ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ وَھٰذَا مُرْسَلٌ وَقَدْ جَاءَ مُرْسَلًا مِّنْ وَجْہٍ
اٰخَرَ مجاہد نے کہا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جبرئیلؑ سے دریافت کیا کہ حضرت موسیٰ ؑنے دو نو مدتون مین
سے کس مدت کو پورا کیا تو انہون نے فرمایا مین پوچھونگا حضرت اسرافیل سے اور اس سے پوچھا تو انہون نے
فرمایا مین پوچھونگا اللہ عزوجل سے اور پوچھا اللہ عزوجل سے تو فرمایا اللہ عزوجل نے حضرت موسیٰ ؑنے پورا کیا
ان دونون مین اکثر مدت کو طریق اُخری مُرسَلۃ محمد بن کعب قرظی نے کہا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
سے سوال ہوا کہ موسےؑ نے دونو مدتون مین سے کس مدت کو پورا کیا فرمایا ان دونو مدتون مین سے بہت پوری
اور بہت کامل مدت کو تو یہ طریق مین احادیث کی جو ایکدوسرے کے متعاضد ہیں اور یہ ابوذر سے مرفوعًا بھی مروی
ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال ہوا کہ حضرت موسیٰ ؑنے کس مدت کو پورا کیا فرمایا اوفے اور
ابر مدت کو پورا کیا فرمایا اور اگر کوئی تجھہ سے پوچھے نکاح کس عورت سے کیا تو جواب دینا چھوٹی لڑکی سے نکاح
کیا پھر بزار نے کہا ہمکو ابوذر سے یہ حدیث اس سند کے سوا معلوم نہین ہے وَقَدْ رَوَاہُ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ مِّنْ
حَدِیْثِ عُوَیْدِ بْنِ اَبِیْ عِمْرَانَ وَھُوَ ضَعِیْفٌ ثُمَّ قَدْ رُوِیَ اَیْضًا مِّنْ حَدِیْثِ عُتْبَۃَ بْنِ الْمُنْذِرِ
بِزِیَادَۃٍ غَرِیْبَۃٍ جِدًّا عتبہ بن منذر سلمی سے روایت ہی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال ہوا
کہ موسےؑ نے کس مدت کو دو نو مدتون مین سے پورا کیا تو آپ نے فرمایا اَبَرَّھُمَا وَاَوْفَاھُمَا یعنے اکثر
مدت کو پھر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب حضرت موسےؑ نے شعیبؑ سے جدائی کا ارادہ کیا
تو انہون نے اپنی بی بی کو حکم دیا کہ اپنے باپ سے کچھہ بکریان طلب کرین جنسے مصر مین جاکر گذران کرین
تو حضرت شعیبؑ نے اپنی بیٹی کو وہ بکریان دین جو اس سال پیدا ہوئی تھین اور ان سب کا ایک رنگ تھا
فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر کوئی بکری نہین گذری تھی مگر موسیٰؑ اسکے پہلو مین لاٹھی
مارتے تو انہون نے . . ایک رنگ کے بچے جنے اور بچے بھی دو دو تین تین ہر ایک بکری نے دیئے

اوران مین سے کوئی بکری ایسی نتھی جسکے پستان پراگندہ ہون اور نہ کوئی ایسی تھی جسکے پستان بہت
لنبے ہون اور نہ کوئی ایسی تھی جسکے پستان ہی نہین ہون اور نہ کوئی ایسی تھی جسکے پستان عورتون کے
پستانون کی سی طرح بالکل چھوٹے ہون اور فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب تم شام فتح کروگے تو ان
بکریون کا بقیہ پاؤ گے جنکا نام سامریہ مشہور ہوگا هٰكَذَا اَوْرَدَهُ الْحَافِظُ اَبُوْبَكْرٍ الْبَزَّارُ وَقَدْ رَوَاهُ ابْنُ اَبِي
حَاتِمٍ بِاَبْسَطَ مِنْ هٰذَا پھر حافظ ابن کثیر نے ابن ابی حاتم کے سیاق کو بیان کیا ہے جو اسکے لگ بھگ ہے
کچھ زیادہ تفاوت نہین ہے پھر کہا اور اس حدیث کا دارمدار عبداللہ بن لہیعہ مصری پر ہے اور وہ سی الحفظ ہے
اور خوف ہے کہ اسکا اس حدیث کو مرفوع بیان کرنا غلط ہو اور ابن جریر نے انس سے موقوفاً اسی حدیث کو بیان
کیا ان الفاظ کے ساتھ جو انکے قریب قریب ہین جید سند کے ساتھ فتح کا ان آیات کی تفسیر مین بیان
ہے کہ کلام مین حذف ہے جسپر سیاق دلالت کرتا ہے کہا زجاج نے پھر وہ دونو اپنے باپ کے پاس جلدی
جلدی گئین اور اس سے پہلے وہ بہت دیر کے بعد پانی پلا کر جایا کرتی تھین اور انہون نے تمام سرگذشت
بیان کی تو حضرت شعیب ع نے اپنی بڑی لڑکی کو بعض نے کہا چھوٹی لڑکی کو فرمایا جا اسکو بلا لا تو وہ آئی اور اکثر
مفسر اسطرف گئی ہین کہ یہ دونو حضرت شعیب ع کی بیٹیان تھین اور بعض نے کہا شعیب کی بھتیجیان تھین
اور حضرت شعیب اس سے پہلے وفات پاچکے تھے لیکن اول قول کو ترجیح ہے اور ظاہر قرآن سے بھی یہی
معلوم ہوتا ہے اور اس آیت مین دلیل ہے اس لڑکی کے کمال ایمان اور شرف عنصر پر کیونکہ وہ حضرت
موسی ع کے پاس اسلیے آئی تھین کہ وہ انکے مہمان ہون پر یہ معلوم نہ تھا کہ وہ قبول کرینگے یا انکار کرینگے
اسلیے شرم مین آئین کہا عمر بن خطاب رض نے آئین اپنے پیراہن کی آستین اپنے منہ پر ڈالکر شرم سے اور
حیا اور استحیا مد کے ساتھ کہتے ہین حشمت اور انقباض اور انزوا کو اور یہ لفظ متعدی بنفسہ بھی ہوتا ہے
اور حرف جار کے ساتھ بھی بعض نے کہا اسکا بلانا حضرت موسے ع نے قبول فرمایا لیکن دل مین پانی
پلانے کی اجرت لینی کو برا جانا بعض نے کہا اللہ کے واسطے کے انکا بلانا قبول فرمایا شیخ کی زیارت سے
مشرف ہونیکے لیے کیونکہ انہون نے ان دونون لڑکیون سے سنا تھا کہ انکا باپ بڑا بوڑھا ہے ابوحازم
سے روایت ہے کہ جب حضرت موسے حضرت شعیب کے پاس آئے تو وہ کھانا کھا رہے تھے اونہون فرمایا آیئے کھایئے
موسی ع نے فرمایا اللہ عزوجل سے پناہ مانگتا ہون اونہون نے فرمایا کیون کس بات سے پناہ چاہو کیا
آپ بھوکے نہین ہو موسے ع نے فرمایا بھوکا تو ہون لیکن مین ڈرتا ہون مبادا یہ تمہاری بکریون کو

پانی پلانے کا عوض نہ ہو جاوے اور ہم اس گہرانے مین سے ہین کہ آخرت کی کسی عمل کو نہین بیچتے اگرچہ اسکے
عوض مین زمین بہر کر سونا لے اونہون نے فرمایا نہین نہین بخدا ہمارے باپ دادون کی تو عادت ہے
کہ ہم مہمان نواز ہین اور محتاج کو کہانا کہلاتے ہین پس شکر موسے ع انکے ساتہہ بیٹھ گئے اور کہانا کہایا اور وہ
سارا ماجرا بیان کیا جو گذرا تہا شعیب ع نے فرمایا آپ خوف نہ کیجیئے آپ فرعون اور اسکے اصحاب کے
دام سے چھوٹ گئے کیونکہ مدین فرعون کے زیر نگین نہین ہے اور اس سے معلوم ہوا کہ خبر واحد پر عمل کرنا جائز ہے
اگرچہ اسکو بیان کرنے والا غلام ہو یا عورت اور اجنبیہ کے ساتہہ ایسی احتیاط اور تورع کے ساتہہ چلنا جائز
ہے اور امام رازی نے اسجگہہ کچھہ اشکال بیان کیے ہین جو نہایت ضعیف ہین اور وہ اس لائق نہین ہین
کہ اللہ عزوجل کی تفسیر مین بیان کیے جاوین اور انکا جواب مقصر پر ظاہر ہو سکتا ہے کامل پر تو کیون ظاہر
نہ ہوگا ان اشکالات مین سے اچھا اشکال یہ ہے کہ حضرت موسی ع نے ایسی دعوت کیون قبول کی جو
انکے کام کے عوض مین کی گئی تو اسکا جواب یہ ہے کہ موسے ع نے اللہ عزوجل کے حکم کی فرمانبرداری کی ایک
پیغمبر کی دعوت قبول کرنے مین اور یہ اجابت اپنے پر اجرت لینے کے لیے نہ تہی ولہذا منقول ہے کہ جب
شعیب ع نے انکے آگے کہانا رکہا تو انہون نے فرمایا کہ ہم اس گہرانے کے ہین جو اپنے دین کو فروخت نہین
کرتے اگرچہ اسکے عوض مین زمین بہر کر سونا ملے جیسے ابو حازم کے قول مین گذرا علاوہ یہ کہ صاحب
کشاف نے کہا سخت فاقہ کے وقت اجرت کا طلب کرنا کوئی برا نہین ہے اور اسکی دلیل یہ ہے کہ موسے نے
نے فرمایا خضر علیہ السلام سے جب اونہون نے گاؤن والون کی دیوار کو سیدہا کر دیا گرنے والی دیکھکر لَوْ
شِئْتَ لَاتَّخَذْتَ عَلَيْهِ أَجْرًا کہا مفسرین نے جو لڑکی حضرت موسے ع کے بلانے کے لیئے آئی
تہی اسی لڑکی نے یہ کہا اے میرے باپ اسکو مزدور رکہہ لے تو کہ یہ ہماری بکریان چرایا کرے اور اسمین دلیل ہے
کہ اجارہ انکے نزدیک مشروع تہا اور اجارہ کے جائز ہونے پر تمام عالمون کا اتفاق ہے لیکن اصم
نے اسکا خلاف کیا ہے اور افسوس ہے کہ وہ اجارہ کے دلائل سننے مین اصم یا بہرہ ہو گیا حضرت ابن عباس
اور حضرت عمر رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ جب لڑکی نے حضرت موسی ع کی قوت اور امانت بیان کی تو
اسکے والد نے پوچہا تو نے اسکا قوی امین ہونا کیونکر جانا وہ بولی قوت انکی تو اس سے معلوم ہوئی کہ
اونہون نے پتہر کو اوٹہا لیا کنوئین کے منہ سے اور نہین اوٹہا سکتے اسکو مگر دس آدمی اور امانت اس
سے کہ انہون نے فرمایا تو میرے پیچھے چل اور راہ بتاتی جا مین برا جانتا ہون کہ ہوا سے تیرا کپڑا کہلجاوے

اور میری نظر تیرے بدن پر پڑ جاوے اس سے حضرت شعیبؑ کو حضرت موسیٰؑ مین اور زیادہ رغبت ہو گئی ابن مسعودؓ سے مروی ہی کہ لوگون مین سے تین شخص بڑے فراست والے گذرے ہین ایک حضرت شعیبؑ کی بیٹی دوسرا حضرت یوسفؑ کا صاحب (یعنے عزیز مصر جسنے کہا اپنی بی بی کو اسکو عزت سے رکھ) اور تیسرے حضرت ابو بکر صدیق حضرت عمر کے بارے مین (یعنے انکو خلیفہ بنانے کے بارے مین) اور یہ جو فرمایا مین تیرے ساتھ ان دونون مین سے ایک کے نکاح کرنے کا ارادہ رکھتا ہون آخر آیت تک تو اس سے معلوم ہوا کہ عورت کا ولی عورت کو کسی نیک شخص پر پیش کر سکتا ہے اور یہ سنت ثابت ہی اسلام مین جیسے حضرت عمرؓ نے اپنی بیٹی حفصہ کو پیش کیا حضرت ابو بکر اور عثمان پر اور قصہ مشہور ہے اور ایسے اور بہت واقعے صحابہ کے زمانہ اور نبوت کے زمانے مین گذرے اور ایسا ہی وہ قصہ ہے جو ایک عورت نے پیش کیا اپنے آپ کو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کہا بعض نے حضرت شعیبؑ نے اپنی بڑی لڑکی کا حضرت موسےؑ سے نکاح کر دیا اور اکثر کا یہ قول ہے کہ چھوٹی لڑکی کا اُنکے ساتھ نکاح کیا اور اسکا نام صفورا تہا اور یہی موسےؑ کے بلانیکے لیے گئی تہی اور ہاتین کے لفظ سے معلوم ہوتا ہے کہ ان دونون کے سوا حضرت شعیبؑ کی اور بیٹیان بہی تہین اور بقاعی نے کہا حضرت شعیبؑ کی سات بیٹیان تہین اور اسپر اسنے توریت کا حوالہ دیا حجج جمع ہے حجۃ کی اور حجۃ کہتے ہین سال کو آور بکریان چرانے پر نکاح کرنا جائز ہے بالاتفاق کیونکہ یہ زوجیت کے امر کے ساتھ قائم ہونے کے باب سے ہی تو اسمین کوئی خلاف نہین ہے بخلاف تزوج کے خدمت پر کہا کرخی نے ممکن ہے کہ ایک عقد مین دو شرطین انکی شریعت مین جائز ہون بعض نے کہا یہ قول واللہ علے ما نقول وکیل موسیٰؑ کی کلام کا تتمہ ہے اور بعض نے کہا شعیبؑ کا قول ہے لیکن اول اولے ہی کیونکہ یہ قول موسیٰؑ کی کلام مین ہی واقع ہے اور اس کلام کے ساتھ عقد پورا ہو گیا اور شاید یہ انکی شرع مین جائز ہو گا ورنہ یہ صیغہ ہماری شریعت مین عقد نکاح مین کافی نہین ہے کیونکہ شعیبؑ نے صرف نکاح کا وعدہ کیا اور موسےؑ کی طرف سے کوئی ایسا لفظ نہین واقع ہوا جسمین مادہ تزویج یا نکاح کا موجود ہو دوسرا مہر بہی منکوحہ کیطرف راجع نہین تہا بلکہ اُنکے باپ کیطرف یہ تو جلال الدین محلی کا قول ہے اور کہا غیر محلی نے دونو صاحبون نے جو آپسمین عقد کیا اسکی صورت یہان مذکور نہین ہے کہا ابو السعود نے جو کچھ اللہ عزوجل نے ان دونون سے اس آیت مین حکایت کیا ہے یہ انکا تمام ماجرا مذکور نہین ہے بلکہ یہ اُنکے عزم اور اسکے ایقاع پر اتفاق کرنے کا بیان ہے

فَلَمَّا قَضَىٰ مُوسَى الْأَجَلَ وَسَارَ بِأَهْلِهِ آنَسَ مِن جَانِبِ الطُّورِ نَارًا قَالَ لِأَهْلِهِ امْكُثُوا إِنِّي آنَسْتُ
نَارًا لَّعَلِّي آتِيكُم مِّنْهَا بِخَبَرٍ أَوْ جَذْوَةٍ مِّنَ النَّارِ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُونَ ۝ فَلَمَّا أَتَاهَا نُودِيَ مِن
شَاطِئِ الْوَادِ الْأَيْمَنِ فِي الْبُقْعَةِ الْمُبَارَكَةِ مِنَ الشَّجَرَةِ أَن يَا مُوسَىٰ إِنِّي أَنَا اللَّهُ رَبُّ الْعَالَمِينَ
وَأَنْ أَلْقِ عَصَاكَ فَلَمَّا رَآهَا تَهْتَزُّ كَأَنَّهَا جَانٌّ وَلَّىٰ مُدْبِرًا وَلَمْ يُعَقِّبْ يَا مُوسَىٰ أَقْبِلْ وَلَا
تَخَفْ إِنَّكَ مِنَ الْآمِنِينَ ۝ اسْلُكْ يَدَكَ فِي جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَاءَ مِنْ غَيْرِ سُوءٍ وَاضْمُمْ
إِلَيْكَ جَنَاحَكَ مِنَ الرَّهْبِ فَذَانِكَ بُرْهَانَانِ مِن رَّبِّكَ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِ إِنَّهُمْ كَانُوا
قَوْمًا فَاسِقِينَ ۝ پھر جب پوری کر چکا موسے ؑ وہ مدت اور لے کر چلا اپنے گھر والون کو دیکھی پہاڑ کیطرف
ایک آگ کہا اپنے گھر والون کو ٹھیرو میں نے دیکھی ہے ایک آگ شاید لے آؤن تمہارے پاس وہان
کی کچھہ خبر یا انگارا آگ کا شاید تم تاپو پھر جب پہنچا اُس پاس آواز ہوئی میدان کے دہنے کنارے سے برکت
والے تختے مین اس درخت سے کہ اے موسیٰ مین ہون اللہ جہان کا رب اور یہ کہ ڈالدے اپنی لاٹھی پھر جب
دیکھا اسکو پھنپھناتی جیسے سانپ کی شتاب ہے الٹا پھرا پیٹھ موڑ کر اور نہ پیچھے دیکھا اے موسیٰ آگے آ
اور نہ ڈر تجھکو خطرہ نہیں پیٹھا اپنا ہاتھ اپنے گریبان مین نکل آوے چٹا نہ کچھہ برائی سے اور ملا اپنی طرف
اپنا بازو ڈر سے یہ دو سندین ہین تیرے رب کیطرف سے فرعون اور اسکے سردارون پر بے شک وہ تھے
لوگ بے حکم **ف** بازو ملا ڈر سے یعنے سانپ کا ڈر جاتا رہے کہا حافظ ابن کثیر نے اس سے پہلی
آیت کی تفسیر مین گذر چکا کہ حضرت موسے ؑ نے دو مدتون مین سے اتم اور اوفے اور ابر اور اکمل
اور اتقی اجل کو پورا کیا اور اس آیت سے بھی یہی مستفاد ہوتا ہے اسلیے کہ اللہ عزوجل نے فرمایا فلما
قضے موسی الاجل یعنے جب حضرت موسی نے اکمل اجل کو پورا کیا واللہ اعلم مجاہد سے مروی ہے کہ
حضرت موسی ؑ نے دس سال پورے کیے اور انکے بعد اور دس سال لیکن مجاہد کے سوا اور کسی کا یہ قول نہین
ہے اور مجاہد سے ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے بھی روایت کیا فاللہ اعلم مفسرین نے لکھا ہے کہ حضرت
موسے ؑ کو اپنے شہر مین جانے اور اپنے گھر والون کو ملنے کا شوق ہوا تو اونہون نے ارادہ کیا کہ
فرعون سے پوشیدہ وہان جاکر گھر والون کی زیارت کرین تو انہون نے لیا اپنے ساتھہ اپنی اہلیہ
اور وہ بکریان جو انکے خسر نے انکو ہبہ کی تھین اور بارش کی رات مین جو مظلمہ بارد تھی لیکر چل پڑے
تو ایک مقام مین اترے جب آگ جلاتے تو وہ کسی چیز کو روشن نہ کرتی اس سے انکو تعجب ہوا پس وہ اسی حال

مین تہے کہ اونہون نے دیکھی ایک آگ تو بولے اپنی گہر والون کو ٹہیر جاؤ مینے دیکھی ہے ایک آگ اور مین وہان جاتا ہون توکہ مین لے آؤن تمہارے پاس وہان کی کچہہ خبر یا انگار آگ کا شاید تم تاپو اور یہ جو فرمایا کچہہ خبر لاؤن وہان سے تو یہ اسلیے کہ موسیٰ رستہ بہول گئے تہے اللہ نے فرمایا تو جب موسیٰ ع اس آگ پاس آئے تو اونکو آواز ہوئی میدان کے داہنے کنارے سے اور وہ میدان جبل طور کے داہنے طرف ہے مغرب کیطرف جیسے اللہ عز وجل نے دوسرے مقام مین فرمایا وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ إِذْ قَضَيْنَا إِلَى مُوسَى الْأَمْرَ یعنے اور تو نہ تہا غرب کیطرف جب ہمنے بہیجا موسیٰ ع کو حکم اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت موسےٰ نے آگ کی طرف جانیکا ارادہ کیا تہا قبلہ کیطرف اور پہاڑ کی مغربی جانب اس آگ سے داہنی طرف تہی اور آگ کو پایا آپنے کہ روشن ہو رہی تہی ایک سبز درخت مین جو وہ پہاڑ کی بغل مین واقع تہا اس میدان کے پاس تو اس آگ کو دیکھکر حیران ہو گئے اور آواز دی اُنکو اُسکے رب نے میدان کے داہنے کنارے سے برکت والی تختی مین درخت سے کہا عبداللہ بن مسعود رضہ نے مینے اُس درخت کو دیکھا جس سے حضرت موسیٰ کو آواز ہوئی تہی وہ درخت تہا کیکر کا سبز لہرا رہا رَوَاهُ ابْنُ جَرِيرٍ وَإِسْنَادُهُ مُقَارِبٌ اور محمد بن اسحق نے اس بعض سے نقل کیا جو متہم نہین ہے اسنے وہب بن منبہ سے کہ وہ علیق کا درخت تہا اور بعض اہل کتاب کا یہ قول ہے کہ وہ عوسج کا درخت تہا اور حضرت موسیٰ ع کی لاٹہی بہی عوسج کے درخت کی تہی اور یہ جو فرمایا اے موسے مین ہون جہان کا رب یعنے جو شخص تجہہ سے خطاب کرتا ہے اور کلام کرتا ہے وہ جہان کا صاحب ہے کر ڈالتا ہے جو چاہی نہین ہے کوئی اِلٰہ اُسکے سوا اور نہین ہے کوئی رب بغیر اُسکے وہ مخلوقات کی مماثلت سے اپنی ذات اور صفات اور اقوال اور افعال مین متعالی اور متقدس اور منزہ ہے اور یہ جو فرمایا ڈالدے اپنی لاٹہی یعنے وہ جو تیرے ہاتہہ مین ہے کما فی قولہ تعالے وَمَا تِلْكَ بِيَمِينِكَ يَا مُوسَى قَالَ هِيَ عَصَايَ أَتَوَكَّأُ عَلَيْهَا وَأَهُشُّ بِهَا عَلَى غَنَمِي وَلِيَ فِيهَا مَآرِبُ أُخْرَى یعنے اور یہ کیا ہی تیرے ہاتھ مین اے موسیٰ بولا یہ میری لاٹہی ہے اسپر ٹیکتا ہون اور پتے جہاڑتا ہون اس سے اپنی بکریون پر اور میرے اس سے کتنے کام ہین اور مطلب یہ ہے کہ یہ لاٹہی جسکو تو جانتا پہچانتا ہے اسکو ڈالدے انہون نے ڈالدی تو وہ سانپ بنکر دوڑنے لگی یہ دیکھکر حضرت موسے ع نے جان لیا کہ جو شخص اس سے خطاب کرتا ہے اور بات چیت کر رہا ہے وہ وہی ذات پاک ہے کہ جب وہ کسی چیز کو فرماتا ہے ہو تو وہ ہو جاتی ہے جیسے اسکا بیان سورۂ طٰہٰ مین گذر چکا پہر جب دیکہا اسکو پہنپہناتے اُسکے جلدی چلنے مین باوجود

عظیم الخلقت اور ذو قوائم اور وسیع الفم وغیرہ ہو نیکے اسطرح کہ نہین گذرتی ہی وہ کسی پتھر پر مگر اسکو نگل لیتی تہی تو یہ دیکھکر حضرت موسےٰ پیٹہ پہیر کر بہاگے اور پیچھے پہر کر نہ دیکھا کیونکہ طبع بشری اس سے نفرت کرتی ہے پہر جب اللہ عزوجل نے فرمایا آگے آ اور خوف نہ کر تو امن والون مین سے ہی تو موسے ۶ پہرے یہانتک کہ پہلے مقام مین آکر کہڑے ہوگئے پہر اللہ عزوجل نے فرمایا اب بغل مین ہاتھ ڈال جب تو بغل مین ہاتھ ڈالے گا پہر اسکو نکالے گا تو وہ چاندی کی طرح چمکیگا تا ہوگا اور یہ جو فرمایا واضمم الیک جناحک من الرہب تو کہا مجاہد نے رہب سے مراد گہبراہٹ ہی اور کہا قتادہ نے رہب سے رعب مراد ہے اور عبد الرحمن بن زید بن اسلم اور ابن جریر نے کہا رہب سے وہ خوف مراد ہے جو حضرت موسے ۶ کو حاصل ہوا سانپ کو دیکھ کر اور ظاہر یہ ہے کہ اس سے اعم مراد ہی اور وہ یہ کہ حضرت موسے ۶ کو حکم کیا گیا کہ جب وہ کسی چیز سے ڈرین تو اپنی طرف اس ڈر کے دور کرنے کے لیے اپنا بازو ملالیا کرین جب ایسا کرینگے تو خوف زائل ہو جاویگا اور جناح سے ہاتھ مراد ہے اور اب بھی جو شخص خوف کی وقت اُنکے اقتدار کے لیے ایسا کرے اور اپنا ہاتھ اپنے دل پر رکہے تو اسکا خوف بالکل زائل جاوے گا یا کم ہو جاوے گا و بہ اللّٰہ التقۃ مجاہد سے مروی ہے کہ حضرت موسے ۶ کے دل مین فرعون کا خوف بہرا ہوا تہا تو جب حضرت موسے ۶ اسکو دیکھتے فرماتے اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَدۡرَءُ بِکَ فِیۡ نَحۡرِہٖ وَاَعُوۡذُ بِکَ مِنۡ شَرِّہٖ یعنے الٰہی مین اسکو دفع کرتا ہون تیری مدد کے ساتھ اور پناہ مانگتا ہون اُسکی برائی سے اسکا یہ نتیجہ ہوا کہ اللہ عزوجل نے حضرت موسے ۶ کے دل سے فرعون کا خوف نکالدیا اور فرعون کے دل مین حضرت موسے ۶ کا رعب بہر دیا تو جب فرعون حضرت موسے ۶ کو دیکھتا بول کر دیتا جیسے گدہا بول کر دیتا ہے اور یہ جو فرمایا فَذٰنِکَ بُرۡھَانٰنِ مِنۡ رَّبِّکَ تو دو دلیلون سے ایک تو حضرت موسیٰ ۶ کا عصا کو ڈالکر سانپ بنانا مراد ہے اور دوسرا ہاتھ کا گریبان مین داخل کرکے پہر نکالنا مراد ہے یعنے یہ دونو دلیلین قاطع اور واضح ہین فاعل مختار کی قدرت اور اس شخص کی نبوت کے صحیح ہونے پر جسکے ہاتھ پر یہ خارق جاری ہین ولہذا فرمایا الی فرعون و ملائہ اور ملا سے فرعون کی قوم کے رؤسا اور کبرا اور اتباع مراد ہین اور فسق سے اللہ عزوجل کی طاعت سے نکل جانا مراد ہے اور اسکے امر اور دین کا خلاف کرنا آیتہ مین کہا ہے کہ الاجل سے اکمل اور اوفے اجل مراد ہے یعنے عشرہ کاملہ ابن عباس رضہ سے سوال ہوا کہ حضرت موسے ۶ نے کونسی مدت کو پورا کیا اونہون نے فرمایا اکثر مدت کو اور اطیب کو جیسے کے رسول وعدہ کرتے ہین تو پورا کرتے ہین

اور صحیح کہا اسکو حاکم نے کہا علامہ ابو الطیب نے ابن عباس رض کے اس قول مین کہ اللہ کا رسول جب وعدہ
کرتا ہے تو پورا کرتا ہے اعتراض ہے کیونکہ حضرت موسی عم نے تو وعدہ نہین کیا کہ وہ اکثر مدت کو پورا
کرینگے بلکہ یون فرمایا ہے جونسی مدت کو پورا کرون تو مجھہ پر زیادتی نہ ہو البتہ حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ
وسلم سے کئی طرق سے مروی ہے کہ موسی عم نے اکثر مدت کو پورا کیا خطیب نے اپنی تاریخ مین ابوذر
سے نکالا کہ حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے مجھہ سے فرمایا اے ابوذر جب تجھہ سے کوئی پوچھے حضرت
موسی عم نے کس مدت کو پورا کیا تو کہنا عمدہ اور اکثر مدت کو یعنے عشر کا (دس کو) اور اگر تجھہ سے کوئی پوچھے
ان دونو عورتون مین سے کس عورت سے نکاح کیا تو کہنا چھوٹی لڑکی سے اور یہی تھی جو حضرت موسے عم
کو بلانے کیلیے آئی اور اسی نے کہا اپنے باپ کو اے باپ اسکو مزدور رکھہ لے اور ابن مردویہ نے ابو
ہریرہ رض سے نکالا کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ مجھکو جبریل عم نے اے محمد صلعم اگر تجھہ سے یہود سوال کرین
کہ حضرت موسی عم نے کس مدت کو پورا کیا تو فرمانا اکثر مدت کو اور اگر وہ سوال کرین نکاح کس لڑکی سے
کیا تو فرمانا چھوٹی لڑکی سے تو اکثر مدت کو پورا کرنے مین بہت روایتین ہین جو بعض بعض کے مقوی ہین
اور اہل سے زوجہ مراد ہے اور انکو مدین سے مصر کیطرف لیچلے انکے باپ سے اجازت لیکر تاکہ وہ بہی
حضرت موسی عم کے ساتھہ اللہ عزوجل کے لطائف مین شریک ہو جاوین بعض نے کہا مان اور بہائی کی
زیارت کیلیے مصر کیطرف چلے اور یہی قول بہتر ہے اور اس سے معلوم ہوا کہ مرد اپنی بی بی کو جہان چاہے
لیجا سکتا ہے جانب طور سے وہ جہت مراد ہے جو طور کے متصل تہی اور جسوقت آپ نے اس آگ
کو دیکھا اسوقت آپ جنگل مین تہے سخت سردی تہی اندہیری رات تہی اور بی بی صاحبہ زچگی مین تہین
اور اسکی تفسیر سورہ طہ مین مفصل طور پر گذر چکی کہا ابن عباس رض نے جب موسے عم نے مدت کو پورا
کر لیا تو اپنی بی بی کو لیکر چلے اور راستہ بہول گئے اور سردی کا موسم تہا تو رات کے وقت ایک آگ
نظر آئی جب اسکو دیکھا تو خیال کیا کہ آگ ہے اور تہا وہ اللہ عزوجل کا نور خبر سے یہ مراد ہے کہ مین
وہان جاتا ہون شاید وہان کوئی رستہ بتلانے والا ملجاوے اگر کوئی بہی رستہ نہ ملا تو انگار سلگا کرے آونگا
اور جذوة من النار سے بہی انگار سلگا کر لانا مراد ہے اور اسکی تفسیر بہی سورہ طہ اور سورہ نمل مین گذر چکی اور
ایمن صفت ہے واسطے شاطی کے یا واسطے وادی کے اور ایمن مشتق ہے یمن سے معنے مین برکت کی یا ایمن
سے جانب یمین مراد ہے جو یسار کے مقابل ہے اور یمین حضرت موسی کی نسبت تہی اور شاطی سے طرف اور جا

مراد ہے اور ایسا ہی شطا اور سحیق اور ساحل ہے سب کنارے کے معنے مین ہین کہا ابن عباس رض نے یہ آواز
آسمان دنیا سے آئی تھی کہا علامہ ابو الطیب نے قرآن مجید کا ظاہر حضرت ابن عباس رض کے قول کے مخالف ہے
کہا ابن مسعود رض نے میرے پاس اس درخت کا ذکر آیا جسکے پاس حضرت موسی گئے تھے تو مینے اسکی زیارت کے
لیے ایکدن اور رات کا سفر کیا یہانتک کہ صبح کے وقت مین اسکے پاس پہنچا تو وہ درخت کیکر کا درخت تھا
سبز لہرا رہا تھا مینے حضرت موسی ع پر درود بھیجا اور سلام کیا اور میرا اونٹ اس درخت پر جھکا کیونکہ بھوکا تھا
کچھہ تھوڑا سا مونہہ مارا اور اگلا مگر اسکو نگل نہ سکا پھر اسکو پھینک دیا پھر مینے حضرت موسی ع پر درود بھیجا
اور سلام کیا اور واپس ہوا اَخْرَجَہٗ عَبْدُ بْنُ حُمَیْدٍ وَابْنُ جَرِیْرٍ وَابْنُ الْمُنْذِرِ وَالْحَاکِمُ وَصَحَّحَہٗ بعض
نے کہا وہ عناب کا درخت تھا بعض نے کہا عوسج کا بعض نے کہا علیق کا کہا جعفر نے دیکھی حضرت موسی
نے آگ جو دلالت کرتی تھی انوار پر کیونکہ انہون نے دیکھا نور آگ کی ہیئت مین جب اسکے پاس گئے تو
انوار قدس نے حضرت موسی ع کو گھیر لیا اور جلال ہیبت انس نے انکو احاطہ کر لیا پس مخاطب ہوئے الطف خطاب
کے ساتھ اور طلب کیا گیا ان سے احسن جواب پس ہو گئے اسوجہ سے کلام کیے گئے بزرگی دیے گئے جو انہون
نے سوال کیا اور امن مین ہوئے اس سے جس سے ڈرتے تھے بعض نے کہا حضرت موسے ع نے جب آگ کو سبز
درخت مین دیکھا تو انہون نے سمجھا کہ آگ اور درخت کی سبزی کے جمع کرنے پر اللہ عزوجل کے سوا کون قادر
ہے اس سے انکو معلوم ہوا کہ متکلم اللہ عزوجل ہے بعض نے کہا اللہ عزوجل نے حضرت موسی ع کے نفس مین
اس علم ضروری کو پیدا کیا کہ متکلم وہ اللہ ہی ہے اور یہ کہ یہ کلام اللہ عزوجل کی کلام ہے اور متکلمین
کی ایک جماعت کا یہ مذہب ہے جنمین سے امام ابو حامد غزالی ہے کہ حضرت موسی ع نے اللہ عزوجل کے ازلی
نفسی کلام کو سنا سوا صوت و حرف کے لیکن اسپر کوئی دلیل نہین ہے بعض نے کچھہ اور ہی کہا ہے
جسکے ذکر کرنے مین کوئی فائدہ نہین ہے سورہ طہ مین گذرا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا انی انا ربک اور
سورہ نمل مین فرمایا اَنْ بُوْرِکَ مَنْ فِی النَّارِ وَمَنْ حَوْلَھَا اور وہ دونو آیتین اس آیت کی لفظ کی جہت سے
تو مخالف ہین مگر مقصود مین سب موافق ہین اور ہاتھہ ملانے کو اللہ عزوجل نے عبارتون مین بیان
فرمایا ایک جگہہ تو فرمایا اُسْلُکْ یَدَکَ فِیْ جَیْبِکَ اور دوسری جگہہ فرمایا وَاضْمُمْ اِلَیْکَ جَنَاحَکَ
اور تیسری جگہہ فرمایا وَاَدْخِلْ یَدَکَ فِیْ جَیْبِکَ کہا زمخشری نے ایک آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ
جناح یعنے ہاتھہ مضموم ہے اور دوسری آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ مضموم الیہ ہے تو مطلب یہ ہے کہ جسم

آیت میں جناح کو مضموم قرار دیا ہے وہاں ہاتھ مراد ہے اور جہاں جناح کو مضموم الیہ فرمایا ہے
وہاں جناح سے بازو مراد ہے اور دونوں ہاتھوں پر جناح کا اطلاق ہوتا ہے اور ممکن ہے کہ مراد ہاتھ
ملانے سے یہ ہو کہ جسوقت تیری لاٹھی سانپ بنا کرے اسوقت تو ڈر اسکو اور مضبوط اور زور آور رہا کر اور کہا بعض اہل
معانی نے حمیر اور بنی حنیفہ کی لغت میں رہب کہتے ہیں آستین کو کہا اصمعی نے میں نے سنا ایک اعرابی سے جو کہتا
تھا دوسرے اعرابی کو اَعْطِنِیْ مَا فِیْ رَھْبِکَ تو میں نے اس سے پوچھا رہب کیا چیز ہے اسنے کہا رہب سے آستین
مراد ہے اس صورت میں آیت کے معنے یہ ہونگے ملا تو اپنی طرف اپنا ہاتھ اور اسکو نکال آستین سے قَالَ
رَبِّ اِنِّیْ قَتَلْتُ مِنْھُمْ نَفْسًا فَاَخَافُ اَنْ یَّقْتُلُوْنِ ۝ وَاَخِیْ ھٰرُوْنُ ھُوَ اَفْصَحُ مِنِّیْ لِسَانًا فَاَرْسِلْهُ
مَعِیَ رِدْءًا یُّصَدِّقُنِیْٓ اِنِّیْٓ اَخَافُ اَنْ یُّکَذِّبُوْنِ ۝ قَالَ سَنَشُدُّ عَضُدَکَ بِاَخِیْکَ وَنَجْعَلُ لَکُمَا
سُلْطٰنًا فَلَا یَصِلُوْنَ اِلَیْکُمَا بِاٰیٰتِنَآ اَنْتُمَا وَمَنِ اتَّبَعَکُمَا الْغٰلِبُوْنَ ۝ بولا اے رب میں نے خون کیا
ہے انمیں ایک جی کا سو ڈرتا ہوں کہ مجھکو مار ڈالیں گے اور میرا بھائی ہارون اسکی زبان چلتی ہے مجھسے
اسکو بھیج ساتھ میرے مدد کو کہ مجھکو سچا کرے میں ڈرتا ہوں کہ مجھکو جھوٹا کریں فرمایا ہم زور دیں گے
تیرے بازو کو تیرے بھائی سے اور دینگے تمکو غلبہ پھر وہ نہ پہنچ سکیں گے تم تک ہماری نشانیوں سے
تم اور جو تمہارے ساتھ ہو اوپر رہو گے **ف** کہا حافظ ابن کثیر نے جب اللہ عزوجل نے حضرت موسیٰ ع
کو حکم دیا کہ فرعون کے پاس جاویں جسکی سطوت و غلبہ سے ڈر کر دیار مصر سے بھاگ کر آئے تھے تو موسیٰ ع
نے عرض کی اے میرے رب میں نے ایک قبطی (فرعونی) مارا ہوا ہے تو مجھکو خوف ہے کہ جب وہ مجھکو دیکھیں گے
مار ڈالیں گے اور میرے بھائی کی مجھسے زیادہ زبان چلتی ہے اور یہ اسلیے کہ حضرت موسیٰ ع کی زبان
میں گرہ تھی بسبب انگار کے زبان پر رکھنے کے جب فرعون بے عون نے آپ کے سامنے لعل اور انگار
رکھا تھا آزمانے کو کہ کس کو لیتے ہیں تو آپ نے انگار کو اوٹھا کر اپنی زبان پر رکھ لیا اسلیے آپ کی زبان
میں گرہ بیٹھ گئی ولہذا فرمایا وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِیْ یَفْقَھُوْا قَوْلِیْ وَاجْعَلْ لِّیْ وَزِیْرًا مِّنْ اَھْلِیْ
ھٰرُوْنَ اَخِی اشْدُدْ بِہٖٓ اَزْرِیْ وَاَشْرِکْهُ فِیْٓ اَمْرِیْ یعنے فرمایا موسیٰ ع نے اے رب کشادہ کر میرا سینہ کہ
میں جلدی خفا ہوں اور آسان کر میرا کام اور کھول گرہ میری زبان سے جو جلنے کی وجہ سے میں صاف
نہیں بول سکتا کہ سمجھیں میری بات اور دے مجھکو ایک کام بتانے والا میرے گھر کا ہارون میرا بھائی
اس سے باندھ میری کمر اور شریک کر اسکو میرے کام میں یعنے ایسے بڑے کام کے واسطے میرے آگے

ایک مشیر کار چاہیے جو لوگون کو سمجھ مین سمجھاوے ولہذا فرمایا وَاَخِیْ هٰرُوْنُ هُوَ اَفْصَحُ مِنِّیْ لِسَانًا فَاَرْسِلْهُ
مَعِیَ رِدْاً یُّصَدِّقُنِیْ یعنے اور میرے بھائی کی میرے سے زبان تیز چلتی ہے اسکو میرا وزیر اور معین اور میرے امر
کو قوت دینے والا بنا کر میرے ساتھہ بھیجدے جو میری تصدیق کرے آمین جو مین کہون اور اللہ عزوجل کی
جانب سے خبر دون کیونکہ دو شخصون کی خبر نفوس مین زیادہ تاثیر کرتی ہے ایک شخص کی خبر سے ولہذا
فرمایا اِنِّیْٓ اَخَافُ اَنْ یُّکَذِّبُوْنِ اور کہا محمد بن اسحٰق نے رِدْاً یُّصَدِّقُنِیْ کی تفسیر مین کہ وہ بیان کرے گا میری
وہ بات جسکے ساتھہ مین لوگون سے کلام کرونگا کیونکہ وہ میری باتون کو اسقدر سمجھتا ہے کہ وہ نہین سمجھتے
جب حضرت موسیٰ ؑ نے یہ سوال کیے تو اللہ عزوجل نے یہ فرمایا سَنَشُدُّ عَضُدَكَ بِاَخِیْكَ یعنے ہم تیرے
کام کو زور دینگے اور تیری جانب کو غالب کرینگے تیرے بھائی کے ساتھہ جسکے پیغمبر ہونیکا تو نے سوال
کیا ہے جیسے اللہ عزوجل نے دوسرے مقام مین فرمایا قَدْ اُوْتِیْتَ سُؤْلَكَ یٰمُوْسٰی یعنے ملا تجھکو تیرا
سوال اے موسیٰ اور فرمایا وَوَهَبْنَا لَهٗ مِنْ رَّحْمَتِنَآ اَخَاهُ هٰرُوْنَ نَبِیًّا یعنے اور بخشا ہمنے اسکو اپنی مہر سے
اسکا بھائی ہارون نبی ولہذا بعض سلف نے کہا ہے کسی شخص کا اپنے بھائی پر احسان اسقدر نہین ہے جسقدر
حضرت موسیٰ ؑ کا ہارون ؑ پر احسان ہے کیونکہ اونہون نے انکی سفارش کی تا کہ اللہ عزوجل نے انکو پیغمبر اور
مرسل بنا کر انکے ساتھہ فرعون کے پاس بہیجا ولہذا موسیٰ ؑ کے حق مین فرمایا وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِیْهًا یعنے اور
تھا موسیٰ ؑ اللہ عزوجل کے یہان آبرو رکھتا اور یہ جو فرمایا وَنَجْعَلُ لَكُمَا سُلْطٰنًا آخر آیت تک تو یعنے یہ
ہین کہ تمہارا رعب ہم انکے دلون مین ڈال دینگے تو وہ تمہارے تک نہ پہنچین گے ایذا دینے کے لیے اسلیے
تم دونو اسکو میرے پیغام پہنچاتے ہوگے جیسے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق مین فرمایا یٰٓاَیُّهَا الرَّسُوْلُ
بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ وَاللّٰهُ یَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ
یعنے اے رسول پہنچا جو اترا تجھکو تیرے رب سے اور اگر یہ نہ کیا تو تو نے کچھ نہ پہنچایا اسکا پیغام اور اللہ تجھہ کو بچالے گا
لوگون سے اور فرمایا اَلَّذِیْنَ یُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَیَخْشَوْنَهٗ وَلَا یَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ وَكَفٰی
بِاللّٰهِ حَسِیْبًا یعنے وہ جو پہنچاتے ہین پیغام اللہ عزوجل کے اور ڈرتے ہین اس سے اور نہین ڈرتے
کسی سے سوا اللہ کے اور بس ہے اللہ کفایت کرنے والا یعنے ناصر اور معین اور موید ولہذا انکو آگاہ
کر دیا کہ انجام کار اونہین دونو کے واسطے ہے اور انکے واسطے جو انکی تابعداری کرین دنیا اور آخرت مین
اور فرمایا اَنْتُمَا وَمَنِ اتَّبَعَكُمَا الْغٰلِبُوْنَ ٥ کما قال تعالیٰ کَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیْ اِنَّ اللّٰهَ

قَوِيٌّ عَزِيْزٌ یعنے اللہ عزوجل لکھ چکا کہ مین زبر رہونگا اور میرے رسول بیشک اللہ زور آور ہے زبردست اور فرمایا اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ یعنے ہم مدد کرتے ہین اپنے رسولون کی اور ایمان والون کی دنیا کے جیتے اور جب کہڑے ہونگے گواہ حافظ ابن جریر نے ایک توجیہ بیان کی ہے وہ یہ کہ فلا یصلون الیکما پر وقف ہے اور جملہ بآیاتنا انتما ومن اتبعکما الغالبون استیناف ہے اور تقدیر عبارت اسطرح ہے انتما ومن اتبعکما الغالبون بآیاتنا اور اسمین شک نہین کہ یہ معنے درست ہین اور یہی معنے توجیہ اول سے سمجھ جاتے ہین تو پھر اس توجیہ کی کوئی ضرورت نہین ہے واللہ اعلم وعلمہ احکم فتح مین کہا ہے کہ لنفسا سے وہ فرعونی مراد ہے جسکو مکا مار کر حضرت موسے ع نے پورا کر دیا اور حضرت موسی ع کی زبان مین لکنت تھی اس انکار کیوجہ سے جو آپ نے لڑکپن مین اپنے موںہہ مین ڈال لیا تہا اور اسکا بیان گزر چکا اور فصاحت لغت مین خلوص کو کہتے ہین جب دودھ پر جہاگ ہو تو کہتے ہین فصح اللبن اور اسی سے ماخوذ ہے فصح الرجل جب اسکی لغت صاف ہو اور جب کوئی عربی مین کلام کرے تو کہتے ہین افصح فلان بعض نے کہا فصیح وہ ہے جو ناطق ہو اور اعجم وہ ہے جو بے زبان ہو اور اہل بیان کی اصطلاح مین کلمہ کی فصاحت یہ ہے کہ منافرت حروف و غرابت اور مخالفت قیاس سے وہ خالی ہو اور کلام کی فصاحت یہ ہے کہ ضعف تالیف اور تعقید سے وہ خالی ہو اور یہ جو فرمایا کہ مجھکو سچا کرے تو اسکے معنے یہ ہین کہ بحث و مناظرہ کے وقت خوش بیانی اور دلیل کی تقریر اور توضیح اور شبہ کی تزئیف اور دلائل کے بیان کرنیکے ساتھ میری مدد کرے اور کافرون کے اعتراضون کے جواب اپنی خوش بیانی کے ساتھ دیوے تو کہ میرا دعوی ثابت ہو نہ یہ کہ مجھکو کہے آپنے سچ فرمایا کیا تو نہین دیکھتا حضرت موسے ع کے قول هُوَ اَفْصَحُ مِنِّيْ لِسَانًا کی طرف اور فصاحت کی فضیلت یہی ہے کہ دلیل کے ثبوت کے وقت اسکی ضرورت پڑتی ہے نہ اسطرف کہ فصیح کہے تو نے سچ کہا اور برہان کا قائم کرنا یہ بھی تصدیق کے قائممقام ہے جیسے قول کی برہان سے تصدیق ہوتی ہے اللہ عزوجل نے حضرت موسی ع کے اس سوال کو پورا کیا اور فرمایا ہم تیرے بازو کو زور دینگے تیرے بھائی ہارون ع کے ساتھ اور حضرت ہارون ع اس وقت مصر مین تھے اور بازو کو زور دینے سے مراد یہ ہے کہ تجھکو زور دینگے اسکے ساتھ کیونکہ آدمی کی قوت امور کی مزاولت پر ہاتھ ہی کے زور سے ہوتی ہے اور اسی لئے قوت کو تعبیر کرتے ہین ید کے ساتھ اور زیادہ قوت سے بازو کے زور کے ساتھ تو یہ مجاز مرسل ہے سبب کا اطلاق کر کے

مسیبؑ اُ لینے کے طریق سے ساتھہ دوم تیون کے کیونکہ بازو کی قوت کو ہاتھ کی قوت لازم ہے اور ہاتھ
کی قوت کو شخص کے قوت لازم ہے کہا شہاب نے شد کہتے ہین تقویت کو تو یہ یا تو کنایہ تلویحیہ ہے اسکی
تقویت سے کیونکہ ہاتھ کو زور ہوتا ہے بازو کے زور سے اور تمام بدن کو زور ہوتا ہے ہاتھ کے زور سے
اور حقیقت سے کون مانع ہے یا استعارہ تمثیلیہ ہے حضرت موسے ؑ کے حال کو ہارون ؑ کے ساتھہ قوت
حاصل کرنے مین تشبیہ دی گئی ہے ہاتھ کے ساتھہ اسکی قوت حاصل کرنے سے بازو کے ساتھہ اور جب کسی
کو نیک دعا دیتے ہین تو کہتے ہین شَدَّ اللّٰهُ عَضُدَكَ اور بددعا کے وقت کہتے ہین فَتَّ اللّٰهُ
عَضُدَكَ جمہور نے اسکو فتح عین اور ضم ضاد سے پڑھا ہے او ضم عین اور سکون ضاد اور دونون کے فتح سے ہی
پڑھا گیا ہے اور قول وَنَجْعَلُ لَكُمَا سُلْطٰنًا مین سلطان سے حجت یا برہان مراد ہے یا تسلط اور غلبہ اور ہیبت
اعداء کے دلون مین فَلَمَّا جَآءَهُمْ مُّوْسٰى بِاٰيٰتِنَا بَيِّنٰتٍ قَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّفْتَرًى وَّمَا
سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْٓ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِيْنَ ۝ وَقَالَ مُوْسٰى رَبِّيْٓ اَعْلَمُ بِمَنْ جَآءَ بِالْهُدٰى مِنْ عِنْدِهٖ
وَمَنْ تَكُوْنُ لَهٗ عَاقِبَةُ الدَّارِ ۭ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ۝ پھر جب پہنچا اُن پاس موسے ؑ لیکر ہماری
نشانیان کھلی اور کچھہ نہین یہ جادو ہے جوڑلیا اور ہمنے سنا نہین یہ اپنے اگلے باپ دادون مین اور
کہا موسی ؑ نے میرا رب تو بہتر جانتا ہے جو کوی لایا ہے سوجھہ کی بات اسکے پاس سے اور جسکو ملیگا پچھلا
گھر بیشک بھلا نہوگا بے انصافون کا ف کہا حافظ ابن کثیر نے اللہ عزوجل نے ان دونو آیتون
مین خبر دی ہے کہ حضرت موسی ؑ اور انکے بھای ہارون ؑ فرعون اور اسکے دربار والون پاس گئے اور
معجزات باہرہ اور دلالات قاہرہ جو اللہ عزوجل نے انکو دی تھی اُنپر پیش کیے اپنی سچائی پر اسچیز مین
جو انکو خبر دی اللہ عزوجل کیطرف سے توحید اور اسکے ارشادون کے تابعداری سے جب فرعون اور
اُسکے مجلس والون نے اسکو دیکھ لیا اور مشاہدہ کرلیا اور انہون نے حق سمجھہ لیا اور یقین کرلیا کہ یہ
اللہ عزوجل ہی کیطرف سے ہے تو انہون نے کفر اور سرکشی کی وجہ سے عناد کیطرف عدول کیا اور یہہ
اسلیے کہ انہون نے حق کے اتباع سے طغیانی کی اور تکبر کیا اور بولے مَا هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ
مُّفْتَرًى مفتری کہتے ہین جو بنائی ہوئی چیز کو اور انہون نے چاہا کہ حق کا مقابلہ کرین حیلہ اور حکومت کے
ساتھہ مگر یہ کب ہوسکتا تھا اور یہ جو انہون نے کہا ہمنے یہ کبھی اپنے باپ دادون سے نہین سُنا تو اس
سے اُنکی یہ مراد ہے کہ ہمنے اللہ وحدہ لاشریک لہ کی عبادت پر کسی کو اپنے آبا و اجداد سے نہین پایا اور

ہمنے تو یہی دیکھا ہے کہ لوگ اللہ عزوجل کے ساتھ شرک کرتے رہے اور ٹھیراتے رہے اسکی ساتھ اور معبود
وہلذا حضرت موسی ع نے فرمایا میرا رب بہتر جانتا ہے اس شخص کو جو اسکے پاس سے ہدایت لایا یعنی مین یا تم
اور وہ میرے تمہاری درمیان عنقریب فیصلہ کریگا اور وہ ظاہر کردے گا کہ کس کے واسطے پچھلا گھر ہے مشرک
کبھی خلاصی نہ پاوینگے فتح مین کہا ہے مفتری سے مراد مختلق اور مکذوب ہے اور معنے یہ ہین کہ تونے اسکو
اپنی طبع سے جوڑلیا ہے پھر اللہ عزوجل پر جھوٹ باندہ لیا یا یہ معنے کہ سحر موصوف ہی افترا کے ساتھہ
جیسے اور سحر کے اقسام اور یہ کہ یہ اللہ عزوجل کے ہان سے معجزہ نہین ہے اور جیسا سحر کا حضرت موسی ع کے زمانہ
مین رواج تہا اس سے پہلے ایسا کبھی نہین ہوا اور ہذا کا مشار الیہ یا تو دعوے نبوت ہی یا سحر اور دار سے
مراد عاقبۃ الدار مین دنیا ہے اور عاقبت سی جنت مراد ہے اور جنت دنیا کی عاقبت اور نتیجہ اسلیے کہ دنیا کو
اسکی طرف جانے کا ایک طریق اور رستہ بنایا گیا ہے یا دار سے دار آخرت مراد ہے جو صادق آتی ہے جنت
اور دوزخ دونون پر اور اضافت معنی مین فی کے ہی اور معنے یہ ہین اور جانتا ہے اس شخص کو جسکے واسطے عاقبت محمود ہوگی
دار آخرت مین ۞ وَقَالَ فِرْعَوْنُ يَآيُّهَا الْمَلَاُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِيْ فَاَوْقِدْ لِيْ يٰهَامٰنُ عَلَى
الطِّيْنِ فَاجْعَلْ لِّيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْٓ اَطَّلِعُ اِلٰٓى اِلٰهِ مُوْسٰى وَاِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ وَاسْتَكْبَرَ هُوَ
وَجُنُوْدُهٗ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ اِلَيْنَا لَا يُرْجَعُوْنَ ۝ فَاَخَذْنٰهُ وَجُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ
فِي الْيَمِّ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ ۝ وَجَعَلْنٰهُمْ اَئِمَّةً يَّدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ
لَا يُنْصَرُوْنَ ۝ وَاَتْبَعْنٰهُمْ فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا لَعْنَةً وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ هُمْ مِّنَ الْمَقْبُوْحِيْنَ ۝ اور بولا
فرعون اے دربار والو مجھکو معلوم نہین تمہارا کوئی حاکم میرے سوا سو آگ دے اے ہامان میرے واسطے گارے کو
پھر بنا میرے واسطے ایک محل شاید مین جہانک دیکھون موسے ع کا رب اور میری اٹکل مین تو وہ جھوٹا ہے
اور بڑائی کرنے لگا وہ اور اسکے لشکر ملک مین ناحق اور اٹکلے کہ وہ ہماری طرف پھر نہ آوینگے پھر پکڑا ہمنے
اسکو اور اسکے لشکرون کو پھر پھینک دیا ہمنے انکو پانی مین سو دیکھہ آخر کیسا ہوا گنہگارونکا اور کیا ہمنے
انکو سردار بلاتے دوزخ کی طرف اور قیامت کے دن انکو مدد نہین اور پیچھے رکھی انپر اس دنیا مین پھٹکار
اور قیامت کے دن انپر برائی ہے ف گارے کو آگ دے یعنے پکی اینٹ بنا کہتے ہین اینٹ اول
اسی نے نکالی کہ عمارت اونچی بناوے تو پتھر کے بوجھہ سے گر نہ پڑے کہا حافظ ابن کثیر نے ان آیات
مین اللہ سبحانہ وتعالی خبر دیتا ہے فرعون کے کفر اور طغیان اور افترا سے کہ اس پلید نے اپنی اترا

سے کہ اس پلید نے اپنے لیے الوہیت کا دعویٰ کیا جیسے اللہ عزوجل نے دوسرے مقام مین فرمایا فَاسْتَخَفَّ قَوْمَهٗ فَاَطَاعُوْهُ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ یعنے پھر عقل کھو دی اُسنے اپنی قوم کی پھر اسی کا کہا مانا مقرر وہ تھے بحکم اور یہ اسلیے کہ اُسنے انکو بلایا اپنی الوہیت کی اقرار کیطرف اور انہون نے اپنی کم عقلی اور سخافت ذہنی کی وجہ سے اسکا کہا مان لیا و لہذا اُسنے کہا یا ایہا الملاء ما علمت لکم من الہ غیری اور اللہ عزوجل نے دوسرے مقام مین اُسکے حال کی خبر دی اور فرمایا فَحَشَرَ فَنَادٰى فَقَالَ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى فَاَخَذَهُ اللّٰهُ نَكَالَ الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَعِبْرَةً لِّمَنْ يَّخْشٰى یعنے جمع کیا فرعون نے اپنی ساری قوم کو پھر پکارا مین ہون رب تمہارا سب سے اوپر پھر پکڑا اُسکو اللہ عزوجل نے سزا مین پچھلی کے اور پہلی کے یعنے آخرت مین بھی عذاب ہوگا اور دنیا مین بھی عذاب پایا بیشک اسمین سوچ کی جگہ ہے جسکو ڈر ہے حاصل یہ کہ اسنے لوگون کو اکٹھا کر کے بلند آواز سے اُن مین پکارا اور اُن سبنے اسکا کہا مانا و لہذا اللہ عزوجل نے اسکو غیر کے لیے دنیا اور آخرت مین عبرت بنا دیا اور اسنے تو یہانتک سرکشی کی کہ موسیٰ علیہ السلام سے بھی اسی کفر کے ساتھ مواجہت کی اور بولا لَئِنِ اتَّخَذْتَ اِلٰهًا غَيْرِيْ لَاَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُوْنِيْنَ یعنے اگر تو نے میری سوا کسی اور کو معبود ٹھیرایا تو مین تجھکو قید کر دونگا اور یہ جو فرمایا فَاَوْقِدْ لِيْ يٰهَامٰنُ آخر آیت تک تو اسکے یہ معنے ہین کہ فرعون نے حکم کیا اپنے وزیر اور مدبر رعیت اور مشیر دولت ہامان کو کہ میرے واسطے اینٹین بنا ایک محل بنانے کے لیے اور صرح کہتے ہین قصر منیف رفیع عالی کو جیسے اللہ عزوجل نے دوسری آیت مین فرمایا وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰهَامٰنُ ابْنِ لِيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْۤ اَبْلُغُ الْاَسْبَابَ اَسْبَابَ السَّمٰوٰتِ فَاَطَّلِعَ اِلٰۤى اِلٰهِ مُوْسٰى وَاِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ كَاذِبًا ؕ وَكَذٰلِكَ زُيِّنَ لِفِرْعَوْنَ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ وَصُدَّ عَنِ السَّبِيْلِ ؕ وَمَا كَيْدُ فِرْعَوْنَ اِلَّا فِيْ تَبَابٍ اور بولا فرعون اے ہامان بنا میرے واسطے ایک محل شاید مین پہنچون رستون مین رستون مین آسمانون کے پھر جھانک دیکھون موسیٰ کے معبود کو اور میری اٹکل مین تو وہ جھوٹا ہے اور اسی طرح بھلے دکھائے تھے فرعون کو اسکے برے کام اور روکا گیا راہ سے اور جو داؤ تھا فرعون کا سو کھپنے کے واسطے اور یہ اسلیے کہ فرعون نے ایک محل بنایا جس سے اونچا دنیا مین کوئی محل نہ ہوگا اور اسمین اسنے یہ چاہا کہ اپنی رعیت کے لیے موسیٰ کی تکذیب ظاہر کرے .. اس امر مین کہ وہ میرے سوا کسی اور کو معبود ٹھیراتا ہے و لہذا کہا و انی لاظنہ من الکاذبین یعنے موسیٰ جو کہتا ہے کہ میرے سوا کوئی اور معبود ہے اسمین مین اسکو جھوٹا خیال کرتا ہون اور اس سے یہ غرض نہین ہے کہ اُسنے

اسکی تکذیب کی اس امر مین کہ اللہ عزوجل نے اسکو بہیجا ہے کیونکہ وہ مردود تو وجود صانع جل و علے کا اقرار ہی نہین کرتا تہا
اسلیے کہ اوسنے کہا حضرت موسیٰ ع سے وَمَا رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ اور بولا لَئِنِ اتَّخَذْتَ اِلٰهًا غَیْرِیْ لَاَجْعَلَنَّكَ مِنَ
الْمَسْجُوْنِیْنَ اور بولا یٰۤاَیُّهَا الْمَلَاُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرِیْ اور یہ ابن جریر کا قول ہے اور یہ جو فرمایا ق
اسْتَكْبَرَ هُوَ وَجُنُوْدُهٗ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ وَظَنُّوْۤا اَنَّهُمْ اِلَیْنَا لَا یُرْجَعُوْنَ تو معنے یہ ہین کہ انہون نے
سرکشی کی اور برائی کی اور بہت خرابی ڈالی زمین مین اور اعتقاد کیا کہ نہ قیامت ہے نہ معاد پہر پہینکا انپر تیرے ربنے
کوڑا عذاب کا تیرا رب لگا ہے گہات مین لہذا بیان فرمایا فَاَخَذْنٰهُ وَجُنُوْدَهٗ فَنَبَذْنٰهُمْ فِی الْیَمِّ
یعنے ہمنے ڈبویا اونکو دریا مین ایک ہی دن مین اور نہ باقی رہا ان مین سے کوئی پہر دیکہہ کیسا ہوا انجام ظالمون
کا اور بنایا ہمنے اونکو پیشوا کہ بلاتے ہین طرف آگ کی اونکو جو انکے پیچہے چلے اور جنہون نے رسل کی تکذیب کی
اور صانع کی تعطیل مین الخالق اختیار کیا تو قیامت کی دن انکی مدد نہ ہوگی پہر جمع ہوگئی انپر دنیا کی خواری
سو صول آخرت کی ذلت کی ساتہہ جیسے فرمایا اللہ عزوجل نے اَهْلَكْنٰهُمْ فَلَا نَاصِرَ لَهُمْ یعنے کہا دیا ہمنے
انکو پہر کوئی نہین مددگار انکا اور یہ بہی فرمایا وَاَتْبَعْنٰهُمْ فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا لَعْنَةً آخر آیت تک یعنی اللہ عزوجل نے انکی
پہٹکار کو شروع کیا ایماندارون کی زبان پر اپنے بندون سے جنہون نے اسکے پیغمبرون کی تابعداری کی اور جیسے انپر
دنیا مین پہٹکار تہی انبیا اور انکے اتباع کی زبانون پر ایسے ہی قیامت کے دن انپر برائی ہے کہا قتادہ نے اور یہ
آیت ویسی ہے جیسی اللہ عزوجل نے فرمایا وَاُتْبِعُوْا فِیْ هٰذِهٖ لَعْنَةً وَّیَوْمَ الْقِیٰمَةِ بِئْسَ الرِّفْدُ الْمَرْفُوْدُ اور
پیچہے سے لگی فرعونیون کو اس جہان مین لعنت اور دن قیامت کے برا انعام ہے جو انکو ملا فتح کا بیان یہ ہے
کہ فرعون لعین نے مجرد دعوی باطلہ کے ساتھ تمسک کیا اپنی قوم کو غلطی مین ڈالنے کے لیے اور وہ جانتا تہا
کہ اسکا رب اللہ عزوجل ہے اور ظاہر یہ ہے کہ اسنے اپنے الہ نہ ہونے سے مراد نہین کہی تہی کہ مین آسمانون اور زمینون کا
خالق ہون اور ان چیزونکا جو انکے درمیان ہین کیونکہ اسکے خالق ہونے کی ممتنع اور محال ہونیکا علم کسی
پر مخفی نہین ہے اور اسمین شک کرنا زوال عقل کا مقتضی ہے تو مخذول ملعون نے گویا خیال کیا کہ اس عالم
سفلی کے احوال کے اختلاف مین افلاک اور کواکب کافی ہین اور صانع کے ثابت کرنے کی ضرورت نہین
ہے کہا قاضی بیضاوی نے فرعون نے اور آلہہ کے وجود مین اپنے علم کی نفی کی اپنے وجود کے سوا کیونکہ
اسکے پاس کوئی ایسی دلیل نہ تہی جس سے اسکے غیر کا معدوم ہونا جزماً معلوم ہو اور اسی واسطے اسنے محل کے
بنانے کا حکم دیا کہا علامہ ابو الطیب نے اس مین رد ہے علامہ زمخشری پر اسکے قول مین کہ مقصود فرعون کا

اپنے علم کی نفی سے آلہ کے وجود کی نفی ہے اور توجیہ اسطرح ممکن ہے کہ کہا جاوے وجود دو ہین ایک وجود ذہنی اور
دوسرا وجود خارجی اور مراد فرعون کی کلام مین وجود ذہنی ہے اور اسمین شک نہین ہے کہ جب انسان کا علم
ایک چیز سے منتفی ہو تو ذہن مین اُسکا وجود بھی منتفی ہو جاتا ہے مگر زمخشری کی کلام مین وجود سے وجود ذہنی
مراد لینا صحیح نہین کیونکہ بظاہر اسکی کلام سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ وہ وجود مراد ہے جو اہل لغت کی نزدیک شائع ذائع
ہے اور وہ وجود خارجی ہے کہا سراج الدین نے صاحب کشاف کی غرض یہ ہے کہ وجود کا عدم سبب ہے عدم
علم بالوجود کا فی الجملہ اور اسمین شک نہین ہے کہ امر اسی طرح ہے تو سبب بولکر سبب مراد لیا نہ یہ کہ انکے درمیان
ملازمت کلی ہے علاوہ یہ کہ وہ عدم علم کے اسبابین سے بڑا قوی سبب ہے کیونکہ قیاس کے روسے جائز
ہے کہ اسکا اطلاق کیا جاوے اور اس سے وجود مراد ہو کیونکہ اس فن کے علمار کے نزدیک لزوم عقلی مشروط
نہین ہے بلکہ لزوم عادی اور عرفی بھی کافی ہین اور ایک ہم ہین کہ کہتا ہے لا اعلم ذلک اور اسکی غرض
یہ ہوتی ہے کہ اگر یہ چیز موجود ہوتی تو مین اسکو ضرور جانتا جب کوئی قرینہ قائم ہو اور یہ استعمال عرب اور عجم مین
شائع ہے عامہ اور خاصہ کے نزدیک کیونکہ اس مخذول نے تو الوہیت کا دعوے کیا تو ظاہر یہ ہے کہ
یہ کنایہ کے قبیل سے ہے نہ مجاز کے اقسام سے اور مصنف نے انتفار علم کی معلومیت کو بیان کیا واسطے
انتفار وجود کے تاکہ معلوم ہو کہ علم کا انتفا وجود کے انتفا کے رواد فات سے ہے انتہے کہا شوکانی نے اور یہی
جواب میرے دل مین بھی گذرا لیکن اس خطر یکے ساتھ کئی اشکال بھی عارض ہوئے جنکے بیان کی اسمقام
مین گنجایش نہین ہے اور ابو السعود نے اپنی تفسیر مین اس اشکال کے جواب کیطرف اشارہ کیا ہے
اور کہا ہے کہ یہ علوم فعلیہ کے خاصون مین ہے کیونکہ علوم فعلیہ اپنے معلومات کی تحقیق کے لیے لازم
ہین پس علوم فعلیہ کے انتفار سے اُنکے معلومات کا انتفا بھی لازم آویگا اور علوم انفعالیہ اسطرح نہین
ہین انتہے اور قاضی بیضاوی نے اسکی موافقت کی ہے اور اس تقریر سے تیرے لیے دو جواب ظاہر
ہو گئے اول یہ کہ فرعون نے نفی علم کی اور ارادہ کیا معلوم کی نفی کا کنایہ کے طریق پر اسکے مطابق جسکو سراج
نے ذکر کیا دوسرا علم خاص ہے فعلی سے نہ انفعالی سے جیسے ابو السعود اور بیضاوی نے ذکر کیا اور
تیسرا جواب یہ ہے کہ وجود سے اس کلمہ کی ساتھہ متکلم کے ذہن مین وجود کا ارادہ کیا جاوے اور ان جوابون
مین سے ہر ایک جواب مین گفتگو ہے جو اس فن کے جاننے والے پر پوشیدہ نہین ہے کہا خفاجی نے
اور بہر صورت قاضی کی کلام ضعف سے خالی نہین ہے اور صاحب انتصاف کی کلام نے اسکو دھو دیے

میں ڈالا ہے انتہی کہا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے جب فرعون نے یہ کہا اے دربار والو مجکو
معلوم نہیں تمہارا کوئی معبود میرے سوا تو جبرائیل نے عرض کی اے رب سر چڑھ گیا تیرا یہ بندہ تو مجھکو اجازت دے
اسکی ہلاکت میں فرمایا اے جبرائیل وہ میرا بندہ ہے اور مجھسے کبھی اسکی اجل سبقت نہ کرے گی جب وہ آجاوے
گی جب اسنے کہا میں تمہارا بڑا رب ہوں تو اللہ عزوجل نے فرمایا اے جبرئیل میرے بندے میں تیری دعا قبول
ہوگئی اور اسکے ہلاک ہونیکا وقت آگیا فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرعون کے ان دونوں
کلموں کے درمیان چالیس برس کا فاصلہ تہا ما علمت لکم من الہ غیری اور انا ربکم الاعلے کے درمیان بس پکڑلیا
اسکو اللہ عزوجل نے پچھلے اور پہلے کلمے کی سزا میں پہر اسنے رجوع کیا اپنے تکبر اور تجبر اور قوم کو غلطی میں
ڈالنے کیطرف اپنے کمال اقتدار کے ساتھ اور بولا پس آگ دے تو اے ہامان گارے پر تو کہ اینٹیں بن جاویں
کہا قتادہ نے مجھکو پہنچا ہے کہ اینٹ اول اسی نے نکالی اور اسکے ساتھ عمارت کی اور ابن جریج سے بھی
ایسا ہی مروی ہے کہتے ہیں کہ ہامان نے اتنا اونچا منار بنایا کہ مخلوقات میں سے کسی کی عمارت اسقدر
اونچی نہ تھی اور اللہ عزوجل نے ارادہ کیا کہ انکو اسکے ساتھ عذاب کرے تب جبرئیل نے اس منار کو اپنا پر مارا
اور اسکے تین ٹکڑے ہوگئے ایک ٹکڑا فرعون کے لشکر پر گرا اور ایک دریا میں اور ایک مغرب کیطرف
گرا اور کوئی نہ رہا اسکے عاملوں سے مگر کہ ہلاک ہوگیا وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ مِنْ بَعْدِ مَا أَهْلَكْنَا
الْقُرُونَ الْأُولَىٰ بَصَائِرَ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ۝ اور دی ہمنے موسیٰ
کو کتاب اس پیچھے کہ کھپا چکے ہم اگلی سنگتیں سوجہانے لوگوں کے اور راہ بتاتی اور مہر شاید وہ یاد رکھیں
ف توریت کی بعد ایسی غارت کی عذاب کم آئے کہ عالم میں ایک لوگ شریعت کی حکم پر قائم رہے انتہے
مافی الموضح کہا حافظ ابن کثیر نے اس آیت میں اللہ سبحانہ اپنے اس انعام کی خبر دیتا ہے جو اسنے اپنی بندی
اور رسول حضرت موسیٰ علیہ من بہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم پر کیا اور وہ یہ کہ اللہ عزوجل نے فرعون اور اسکی
قوم کو ہلاک کرکے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر توریت نازل فرمائی اور مطلب آیت کا یہ ہے کہ توریت نازل
فرمانے کی بعد اللہ عزوجل نے کسی امت پر عذاب عامہ (یعنے غارت کا عذاب) نہیں اُتارا بلکہ اللہ عزوجل نے
مسلمانوں کو حکم دیا کہ اللہ عزوجل کے اعدا کے ساتھ جو مشرکین ہیں مقابلہ کریں اور یہ آیت ویسی ہے
جیسے فرمایا وَجَاءَ فِرْعَوْنُ وَمَنْ قَبْلَهُ وَالْمُؤْتَفِكَاتُ بِالْخَاطِئَةِ فَعَصَوْا رَسُولَ رَبِّهِمْ فَأَخَذَهُمْ
أَخْذَةً رَّابِيَةً یعنے اور آیا فرعون اور جو اس سے پہلے تھے اور الٹی بستیاں تقصیر کرلی پہر حکم نہ مانا اپنے

رب کے رسول کا پہر پکڑ ہی انکو پکڑو مجرب ہیں یعنی انکو سخت پکڑا ابو سعید سے مروی ہی کہ توریت کے زمین پر اترنے کے بعد اللہ عزوجل نے کسی قوم کو ہلاک نہین کیا نہ سماوی عذاب کے ساتھہ اور نہ ارضی عذاب کے ساتھہ اس قوم کے سوا جو بندر ہوگئے حضرت موسی ؑ کے بعد پہر ابو سعیدؓ نے یہی آیت پڑہی وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ الْاُوْلٰى بَصَآئِرَ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ رَوَاہُ ابْنُ جَرِيْرٍ وَرَوَاہُ ابْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ مِنْ حَدِيْثِ عَوْفِ بْنِ اَبِيْ جَمِيْلَةَ الْاَعْرَابِيِّ بِنَحْوِهٖ اور ابو سعید نے مرفوعًا بیان کیا کہ حضرت ص نے فرمایا کہ اللہ عزوجل نے کسی قوم کو ہلاک نہین کیا نہ سماوی عذاب کے ساتھہ اور نہ ارضی عذاب کے ساتھہ حضرت موسے ؑ کی بعد پہر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آیت کو پڑہا وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ الْاُوْلٰى آخر آیت تک واسطے سوجہانے لوگون کے یعنی اندہاپے اور بیراہی سے اور راہ بتاتے یعنی حق کیطرف اور مہر یعنے ارشاد کرتی ہے طرف عمل صالح کے توکہ نصیحت لیں لوگ اس سے اور ہدایت پائیں ہون بسبب اسکے فتح مین کہا ہے کہ اس آیت مین کتاب سے توریت مراد ہے اور قرون اولی سے حضرت نوح کی قوم اور عاد اور ثمود وغیرہم مراد ہین بعض نے کہا اسکے یہ معنی ہین اسکے پیچہ کہ ہم کہپا چکے فرعون کو اور اسکی قوم کو اور ہمنے دہسادیا قارون کو اور امم ماضیہ کے بعد توریت کی نازل فرمانے کا اسلیے ذکر فرمایا توکہ معلوم ہو کہ اسوقت سماوی کتاب کی اشد ضرورت تہی کیونکہ قرون اولی کا ہلاک کرنا شرائع کے معالم کے اندراس اور انکے آثار اور احکام کی انطماس کے موجبات مین سے تہا جن سے نظام عالم مین خلل واقع ہونے کو تہا اور یہ اندراس اور انطماس مستدعی تہے جدید شریعت کی ان اصول کے ثابت رکہنے کے ساتھہ باوجود بہت زمانون کے گذرنے کی ابہی تک باقی تہے اور جو فروع عصور کی تبدیل کی وجہ سے مبدل ہوگئے تہے انکی ترتیب کے ساتھہ گویا اس آیت کا یہ مطلب ہے کہ ہمنے حضرت موسی علیہ السلام کو ایسے وقت یہ کتاب دی کہ اسوقت سماوی کتاب کی اشد ضرورت تہی ابو سعید رض سے مرفوعًا مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مَآ اَهْلَكَ اللّٰهُ قَوْمًا وَّلَا قَرْنًا وَّلَا اُمَّةً وَّلَا اَهْلَ قَرْيَةٍ بِعَذَابٍ مِّنَ السَّمَآءِ مُنْذُ اَنْزَلَ التَّوْرٰىةَ عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ غَيْرَ الْقَرْيَةِ الَّتِيْ مُسِخَتْ قِرَدَةً اَلَمْ تَرَ اِلٰى قَوْلِهٖ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ الْاُوْلٰى یعنے اللہ عزوجل نے کسی قوم اور کسی سنگت اور کسی امت اور کسی بستی والون کو سماوی عذاب کے ساتھہ ہلاک نہین کیا جب سے زمین پر توریت اتاری اس بستی کے سوا جو بندر کرگئے تو نہین دیکھتا ہے کہ اللہ عزوجل نے فرمایا وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ

الاُولیٰ اخرجہ البزار وابن المنذر والحاکم وصححہ ابن مردویۃ عن ابی سعید وروی عنہ
موقوفاً بصائر لوگون کے واسطے یعنے ہمنے اسلیے کتاب کو اتارا کہ اس سے لوگ بصیرت حاصل کرین یا یہہ
حال ہے کتاب سے اور بصائر جمع ہے بصیرت کی اور بصیرت کہتے ہین دلکے نور کو جیسے بصر کہتے ہین آنکھون
کے نور کو اور ہدایت کہ راہ پاوین طرف حق کی اور نکالین اُسکے ساتھہ اپنی جانین ضلالت سے اسکے ساتھہ
ہدایت یاب ہو کر اور رحمت اللہ عزوجل کی جانب سے جسکے ساتھہ انپر مہربانی کی تو کہ ان نعمتون کو یاد کرین اور
شکر کرین اللہ عزوجل کا اور ایمان لاوین اسکے ساتھہ اور قبول کرین اسکے داعی کی پکار کو جو بلاتا ہے اُس چیز
کی طرف جس مین اُنکے لیے بہتری ہے اور متنعظ ہون ان امور کے ساتھہ جو اُسمین ہین وَمَا کُنْتَ بِجَانِبِ
الْغَرْبِیِّ اِذْ قَضَیْنَآ اِلٰی مُوْسَی الْاَمْرَ وَمَا کُنْتَ مِنَ الشّٰھِدِیْنَ ۝ وَلٰکِنَّآ اَنْشَاْنَا قُرُوْنًا فَتَطَاوَلَ
عَلَیْھِمُ الْعُمُرُ وَمَا کُنْتَ ثَاوِیًا فِیْٓ اَھْلِ مَدْیَنَ تَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِنَا وَلٰکِنَّا کُنَّا مُرْسِلِیْنَ ۝ وَمَا
کُنْتَ بِجَانِبِ الطُّوْرِ اِذْ نَادَیْنَا وَلٰکِنْ رَّحْمَۃً مِّنْ رَّبِّکَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اَتٰھُمْ مِّنْ نَّذِیْرٍ مِّنْ قَبْلِکَ
لَعَلَّھُمْ یَتَذَکَّرُوْنَ ۝ وَلَوْلَآ اَنْ تُصِیْبَھُمْ مُّصِیْبَۃٌ بِمَا قَدَّمَتْ اَیْدِیْھِمْ فَیَقُوْلُوْا رَبَّنَا لَوْلَآ
اَرْسَلْتَ اِلَیْنَا رَسُوْلًا فَنَتَّبِعَ اٰیٰتِکَ وَنَکُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ ۝ اور تو نہ تھا غرب کیطرف جب ہمنے
بھیجا موسیٰ کو حکم اور نہ تھا تو دیکھتا لیکن ہمنے اٹھائین کئی سنگتین پھر لمبی گذری انپر مدت اور تو نہ رہتا
تھا مدین والون مین انکو سناتا ہماری آیتین پر ہم رہے ہین رسول بھیجتے اور تو نہ تھا طور کے کنارے جب
ہمنے آواز دی ولیکن یہ مہر سے تیرے رب کی کہ تو ڈر سنادے ایک لوگون کو جن کے پاس نہین آیا کوئی ڈر
سنانے والا تجھہ سے پہلے شاید وہ یاد رکھین اور اتنے واسطے کہ کبھی پڑے اُنپر آفت اپنے ہاتھون کے
بھیجے سے تو کہنے لگین اے رب ہمارے کیون نہ بھیجا ہم پاس کسی کو پیغام دیکر تو ہم چلتے تیری باتون پر
اور ہوتے یقین رکھنے والے **ف** غرب کی طرف یعنے طور کی جہان حضرت موسیٰ ع کو توریت ملی کہا حافظ
ابن کثیر نے اللہ عزوجل ان آیات مین حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کی برہان پر خبردار کرتا
ہے کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم غیوب ماضیہ کی خبر اسطرح دیتا ہے گویا یہ گذشتہ باتون کے روبرو موجود
تھے اور انہون نے انکو دیکھا حالانکہ آپ ایک ان پڑہ شخص تھے جو لکھنے پڑہنے سے واقف نہ تھے اور آپ
نے ایسی قوم مین نشو ونما پائی جو لکھنے پڑہنے سے بالکل ناآشنا تھے اور یہ اللہ عزوجل کا قول اللہ عزو
جل کے اس قول کے مطابق ہے جو فرمایا جب مریم علیہ السلام کے حالات سے آپکو اطلاع دی وَمَا کُنْتَ

لَدَيْهِمْ اِذْ يُلْقُوْنَ اَقْلَامَهُمْ اَيُّهُمْ يَكْفُلُ مَرْيَمَ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ یعنے اے محمد صلعم یہ
خبرین غیب کی ہین ہم بھیجتے ہین تجھکو اور تو نہ تھا انکے پاس جب ڈالنے لگے اپنی قلمین کہ کون پالے مریم
کو اور تو نہ تھا انکے پاس جب وہ جھگڑتے تھے بلکہ اللہ عزوجل نے تجھکو بتلادیا وحی کے ذریعہ سے اور ایسا
ہی جب اللہ عزوجل نے حضرت صلعم کو خبر دی نوح ع اور انکی قوم کی اور نوح ع کے بچ نکلنے اور انکی قوم کے
ڈوب جانے کی تو فرمایا تِلْكَ مِنْ اَنْبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهَآ اِلَيْكَ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَآ اَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ مِنْ
قَبْلِ هٰذَا فَاصْبِرْ اِنَّ الْعَاقِبَةَ لِلْمُتَّقِيْنَ یعنے یہ بعضی خبرین ہین غیب کی کہ ہم بھیجتے ہین تیری طرف انکو
جانتا نہ تھا تو نہ تیری قوم اس سے پہلے سو تو ٹھیرا رہ البتہ آخر بھلا ہے ڈروالون کا اور سورہ ہود کے
آخر مین فرمایا ذٰلِكَ مِنْ اَنْبَآءِ الْقُرٰى نَقُصُّهٗ عَلَيْكَ مِنْهَا قَآئِمٌ وَّحَصِيْدٌ یہ احوال ہین بستیون کے
کہ ہم سناتے ہین تجھکو کوئی ان مین قائم ہے اور کوئی کٹ گیا اور حضرت یوسف ع کے قصے کے بعد فرمایا
ذٰلِكَ مِنْ اَنْبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ اَجْمَعُوْٓا اَمْرَهُمْ وَهُمْ يَمْكُرُوْنَ
یعنے یہ خبرین ہین غیب کی ہم بھیجتے ہین تجھکو اور تو نہ تھا انکے پاس جب ٹھیرانے لگے اپنا کام اور فریب کرنے
لگے یعنے یہ مذکور توریت مین اور پہلی کتابون مین بھی نہین اور سورہ طٰہٰ مین فرمایا كَذٰلِكَ نَقُصُّ عَلَيْكَ
مِنْ اَنْبَآءِ مَا قَدْ سَبَقَ وَقَدْ اٰتَيْنٰكَ مِنْ لَّدُنَّا ذِكْرًا یعنے یون سناتے ہین ہم تجھکو احوال سے انکے جو
پہلے گذرے اور ہمنے دیا تجھکو اپنے پاس سے ایک پڑھنا اور یہان اللہ عزوجل نے موسیٰ ع کا قصہ اول سے
آخر تک بیان کرکے فرمایا وَمَا كُنْتَ بِجَانِبِ الْغَرْبِيِّ اِذْ قَضَيْنَآ اِلٰى مُوْسَى الْاَمْرَ وَمَا كُنْتَ مِنَ الشّٰهِدِيْنَ
یعنے اے محمد صلعم تو غربی پہاڑ کے پاس نہ تھا جہان اللہ عزوجل نے حضرت موسے سے بات چیت کی اس درخت سے جو
وہ مشرق کیطرف ہے وادی کے کنارے پر اور نہ تو اسوقت دیکھتا تھا مگر اللہ عزوجل نے تیری طرف یہ خبرین
بھیجین تو کہ یہ خبرین حجت اور برہان ہوجاوین ان سنگتو پر جنپر لمبی مدت گذری اور انہون نے اللہ عزوجل
کی حجتون اور ان اخبارون کو جو اللہ عزوجل نے گذشتہ پیغمبرون کی طرف بھیج بھلادیا اور نہ تو مدین والون مین مقیم
تھا جب تو نے حضرت شعیب اور انکی قوم کے سوال جواب کو بیان کیا مگر ہم ہی نے یہ احوال تجھکو سنائے
لوگون کی طرف رسول بناکر بھیجا ابو ہریرہ نے اللہ عزوجل کے قول وما کنت بجانب الطور اذ نادینا کی تفسیر
مین روایت کیا ہے کہ اسکی تفسیر یہ ہے کہ ہمنے یہ بھی آواز دیا اور تو پاس نہ تھا یَآ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ اَعْطَيْتُكُمْ
قَبْلَ اَنْ تَسْاَلُوْنِيْ وَاَجَبْتُكُمْ قَبْلَ اَنْ تَدْعُوْنِيْ یعنے اے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

کی امت ہمنے تمکو دیا تمہارے سوال سے پہلے اور ہمنے تمہاری بات کو مانا دعا کرنے سے پہلے رواہ ابو عبد
الرحمن النسائی فی التفسیر من سننہ وھکذا رواہ ابن جریر وابن ابی حاتم من حدیث
جماعۃ عن حمزۃ وھو ابن حبیب الزیات عن الاعمش و رواہ ابن جریر من حدیث وکیع
ویحیی ابن عیسی عن الاعمش عن علی بن مدرکۃ عن ابی زرعۃ وھو ابن عمرو بن جریر
انہ قال ذلک من کلامہ واللہ اعلم اور مقاتل بن حیان نے آیت ما کنت بجانب الطور کی تفسیر میں
روایت کیا کہ تو اے محمد صلعم طور کے کنارے پر نہ تھا جب ہمنے تیری امت کو بلایا اور وہ اپنے آبا کی اصلاب
میں تھے یہ کہ تیرے ساتھ ایمان لاوین جب تو پیغمبر بنا کر بھیجا جاوے اور کہا قتادہ نے کہ معنے یہ ہین اور تو
نہ تھا طور کے کنارے جسوقت ہمنے موسی ع کو بلایا اور یہ قول اللہ عزوجل کے قول وما کنت بجانب الغربی
اذ قضینا الی موسی الامر کے مناسب ہے واللہ اعلم اور ندا ایک دوسری صفت ہی جو قضا سے خاص ہے
اور اسی کی مثل ہے وہ جو اللہ نے فرمایا واذ نادی ربک موسی ان ائت القوم الظلمین اور جب پکارا
تیرے رب نے موسی ع کو کہ جا قوم گنہگار کے پاس اور فرمایا اذ ناداہ ربہ بالواد المقدس طوی جب پکارا اس
کو اسکے رب نے پاک میدان مین جسکا نام طوی ہے اور فرمایا ونادینہ من جانب الطور الایمن و
قربنہ نجیا اور پکارا ہمنے اسکو داہنے طرف سے طور پہاڑ کے اور نزدیک بلایا اسکو بھید کہنے کو اور یہ جو فرمایا
ولکن رحمۃ من ربک آخر تک تو معنے یہ ہین کہ ان مذکور باتون مین سے کوئی بات تجھے نہ تھی مگر یہی کہ اللہ عزوجل نے
تجھکو یہ احوال سنائے اور تجھ کو انسے خبر دی مہربانی کر کر اپنی جانب سے تجھ پر اور سب لوگون پر تجھکو ان کی طرف
بھیجکر تو کہ تو ڈر سناوے ان لوگون کو جنکے پاس کوئی ڈر سنانے والا نہین آیا تجھ سے پہلے شاید وہ اسچیز کے
ساتھ جو تو اللہ عزوجل کیطرف سے انکے پاس لایا ہدایت پاوین اور اسلیے تجھکو انکی طرف بھیجا کہ انپر الزام قائم ہو اور انکا
عذر باقی نہ رہے جب انپر اللہ کا عذاب انکے کفر کے سبب سے آوے اور وہ یہ کہین کہ ہمارے پاس تو کوئی رسول
اور نذیر نہین آیا جیسے اللہ عزوجل نے دوسرے مقام مین قرآن مجید کے اتارنے کا ذکر کیا پھر فرمایا ان تقولوا
انما انزل الکتب علی طائفتین من قبلنا وان کنا عن دراستہم لغفلین او تقولوا لو انا
انزل علینا الکتب لکنا اھدی منھم فقد جاءکم بینۃ من ربکم وھدی ورحمۃ فمن اظلم
ممن کذب بایت اللہ وصدف عنھا سنجزی الذین یصدفون عن ایتنا سوء العذاب
بما کانوا یصدفون یعنے اور یہ کتاب کہ ہمنے اتاری برکت کی سو اسپر چلو اور بچتے رہو شاید تم پر رحم ہو

اور یہ اسواسطے اتاری کہ کبھی کہو کتاب جو اتری تہی سو دو ہی فرقو نپر ہم سے پہلے اور ہمکو انکے پڑہنے پڑہانے کی
خبر نہ تہی یا کہو کہ اگر ہم پر اتری کتاب تو ہم راہ چلتے ان سی بہتر سو آچکی تمہارے رب سے شاہدی اور ہدایت اور مہربانی
اب اس سے بے انصاف کون جو جہٹلاوے اللہ کی آیتین اور انسے کتراوے ہم سزا دینگے کترانے والون کو
ہماری آیتون سے بری طرح کی مار بدلا اس کترانے کا یعنے پہلی استون کا حال سنکر شاید تم کو ہوس آتی سو تمکو
بہی ملی ویسی کتاب اور اور مقام مین فرمایا رُسُلًا مُّبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌ
بَعْدَ الرُّسُلِ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا یعنے ہم نے بہیجے کتنے رسول خوشی اور ڈر سنانے والا تا نرہے لوگون
کو اللہ پر الزام کی جگہہ رسولون کے بعد اور اللہ زبردست ہی حکمت والا یعنے عذر کی جگہہ نرہی کہ ہمکو تیری مرضی
معلوم ہوتی تو اسپر چلتے یہ اللہ کی حکمت اور تدبیر ہے اور اگر زبردستی کرے تو اسکی حاجت نہین اور اور مقام
مین فرمایا يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ قَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ عَلٰى فَتْرَةٍ مِّنَ الرُّسُلِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا
جَآءَنَا مِنْ بَشِيْرٍ وَّلَا نَذِيْرٍ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَشِيْرٌ وَّنَذِيْرٌ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ یعنے اے کتاب والو
آیا ہے تم پاس رسول ہمارا توڑا پڑے پیچہے رسولون کا کبہی تم کہو کہ ہم پاس نہ آیا کوئی خوشی یا ڈر سنانے والا سو
آچکا تمہارے پاس خوشی اور ڈر سنانے والا اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے حضرت عیسیٰ ع کے بعد کوئی نبی نہین آیا تہا
سو فرمایا کہ تم افسوس کرتے کہ ہم رسولونکے وقت مین نہوئے کہ ان کی تربیت پاتے اب بعد مدت تمکو رسول کی
صحبت میسر ہوئی غنیمت جانو اور اللہ تعالی قادر ہے اگر تم قبول نہ کروگے اور خلق کہڑی کرے گا تمسے
بہتر اور آیات اسباب مین بہت ہین انتہی ما قال الحافظ فی تفسیرہ فتح مین کہا ہی کہ یہان سے اللہ عز وجل نے
اس امر کا بیان کرنا شروع کیا ہے کہ قرآن مجید اسوقت نازل ہوا جب اسکے اترنے کی سخت ضرورت تہی
بعض نے کہا آیت اِذْ قَضَيْنَآ الآیۃ کے یہ معنے ہین کہ ہم نے موسی ع کو خبر دی کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
امت سب امتون سی بہتر امت ہے بعض نے کہا شاہدون سے وہ ستر نقیب مراد ہین جنکو حضرت موسے
نے میقات پر ساتہہ لیجانے کو پسند کیا اور جب ثابت ہوچکا کہ ان احوال کی تفصیل پر واقف ہونا ممکن
نہین ہی مگر اسطرح کہ اسوقت حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم موجود ہوتے اور یہ ظاہر ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم ان احوال سے بہت بعد پیدا ہوئے اور ادلہ صحیحہ سے ثابت ہی کہ آپنے یہ احوال کسی بشر سے ہی
اخذ نہین کیے اور نہ آدمیون مین سے کسی معلم نے آپکی تعلیم کی جیسے ہم نے اسکو بیان کیا تو معلوم ہوا
کہ ان احوال کی تفاصیل حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ عز وجل کے بتانے سے معلوم ہوئی وحی کے ساتہہ

جو اسنے اپنے رسول کی طرف بھیجی بواسطہ فرشتے کے جو اس کلام کو لیکر اترا تو یہ آیت اس آیت کی طریق پر ہے وما کنت لدیہم اذ یلقون اقلامہم ایہم یکفل مریم اور یہ جو فرمایا اور ہمنے اٹھائے کئی قرن تو قرون سے وہ امتین مراد ہین جو حضرت موسے ع اور حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان گذرین اور عمر کے تطاول سے مہلت کا طول اور امد کا متمادی ہونا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان فترت کا زمانہ مراد ہے مطلب ہے کہ شریعتین اور احکام بسبب زیادہ مدت گذرنے اور رسولون کے نہ آنیکے متغیر ہوگئین اور دین کی باتین بھول گئین اور علم مندرس ہوگئے اور بہت باتون مین تحریف واقع ہوگئی پس چھوڑ دیا لوگون نے امر اللہ عزوجل کا اور بھول گئے عہد اسکا اور مناسب یہی ہوا کہ جدید شریعت ظاہر ہو اسلیے ہمنے تمکو پیغمبر کرکے بھیجا اور حضرت موسیٰ ع وغیرہ کی اخبار سے تجھکو مطلع کیا تو کہ یہ تیرا معجزہ رہے اور تیری قوم کے لیے یادگار اور ایسا ہی ہے قول اللہ عزوجل کا فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْأَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوبُهُمْ اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ عزوجل نے حضرت موسیٰ ع کے ساتھ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے مین کئی عہد کیے تھے مگر جب ایک زمانہ گذر گیا اور کئی نسلین ہو چکین تو لوگ ان عہدون کو بھول گئے اور انکے پورا کرنے کو انہون نے چھوڑ دیا اور یہ جو فرمایا وما کنت ثاویا الآیۃ یعنے تو مدین والون مین مقیم نہین تھا حضرت موسے ع کی طرح جو تو انکے احوال مکہ والون کو سناتا اپنی طرف سے مگر ہمنے ہی تجھکو رسول بنا کر مکے والون کیطرف بھیجا اور ان اخبار کو تجھ پر نازل فرمایا اور اگر ہم تجھکو رسول بنا کر نہ بھیجتے اور تجھکو اخبار سے مطلع نہ کرتے تو تو ان اخبار کو نہ جانتا اور حضرت موسے ع کو رسول بنانے کے بعد تیس سال تورات ملی بعض نے کہا اذ نادینا مین منادی حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت ہے کہا وہب بن منبہ نے اور یہ اسطرح کہ جب حضرت موسیٰ ع کے لیے اللہ عزوجل نے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور انکی امت کی فضیلت بیان کی تو انہون نے عرض کی الٰہی مجھکو حضرت محمد ص اور انکی امت دکھا اللہ عزوجل نے فرمایا اے موسیٰ ع تو انکا زمانہ نہ پاوے گا اور اگر تو چاہے تو ہم انکو بلاتے ہین اور تجھکو انکا آواز سنوا دیتے ہین موسے ع نے عرض کی ہان اے میرے مالک تب اللہ عزوجل نے حضرت ص کی امت کو بلایا اور انہون نے اپنے آبا کی اصلاب سے جواب دیا اس تقدیر پر آیت کے معنے یہ ہونگے کہ تو اے محمد ص طور کے کنارے نہ تھا جسوقت ہمنے موسے ع سے بات چیت کی اور تیری امت کو ہمنے بلایا کہا ابو ہریرہ رض نے اس آیت کی تفسیر مین کہ اسطرح آواز دی گئی یَا أُمَّةَ مُحَمَّدٍ أَعْطَيْتُكُمْ قَبْلَ أَنْ تَسْأَلُونِي وَاسْتَجَبْتُ لَكُمْ قَبْلَ أَنْ تَدْعُونِي اور وجہ آخر سے مرفوعاً بھی مروی

کہا عمرو بن عبسہ نے مینے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس آیت کی تفسیر پوچھی وما کنت بجانب الطور اذ نادینا ولکن رحمۃ من ربک الآیۃ تو مینے عرض کی ندا کرنا کیا تھی اور رحمت کیا تھی فرمایا کتبہ اللہ قبل ان یخلق خلقہ بالفی عام ثم وضعہ علی عرشہ ثم نادی یا امۃ محمد سبقت رحمتی علی غضبی اعطیتکم قبل ان تسئلونی وغفرت لکم قبل ان تستغفرونی فمن لقینی منکم یشہد ان لا الہ الا اللہ وان محمدا عبدی ورسولی صادقا ادخلتہ الجنۃ یعنے اللہ عزوجل نے اس رحمت کو اپنی مخلوقات کی پیدا کرنے سے دو ہزار برس پہلے لکھا پھر اسکو رکھ لیا اپنے عرش پر پھر پکارا اے امت حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی میری رحمت میرے غضب سے بڑھ گئی مین تمکو دونگا تمہارے سوال سے پہلے اور تمکو معاف کرونگا تمہاری استغفار کے پہلے اور جو شخص تم مین سے مجھکو ملے گا اسحال مین کہ گواہی دیتا ہوگا کہ اللہ عزوجل کے سوا کوئی معبود نہین ہے اور حضرت محمد صلعم میرے بندے اور رسول ہین سچے جانکر مین اسکو جنت مین داخل کرونگا اخرجہ ابن مردویہ وابو نعیم فی الدلائل وابو نصر السجزی فی الابانۃ والدیلمی عن عمرو بن عبسۃ اور ابن عباس نے مرفوعا روایت کیا کہ اللہ عزوجل نے پکارا یا امۃ محمد اجیبوا ربکم قال فاجابوا وہم فی اصلاب آبائہم وارحام امہاتہم الی یوم القیمۃ فقالوا لبیک انت ربنا حقا ونحن عبیدک حقا قال صدقتم انا ربکم وانتم عبیدی حقا قد عفوت عنکم قبل ان تدعونی واعطیتکم قبل ان تسئلونی فمن لقینی بشہادۃ ان لا الہ الا اللہ دخل الجنۃ یعنے اے امت حضرت محمد صلعم کی اپنے رب کا بلانا مان لو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو (میری امت نے) جواب دیا اور وہ اپنے آبا کے اصلاب اور ماؤن کے ارحام مین تھے جواب دیا ان سب نے جو قیامت تک ہونگے اور بولے بار بار حاضر ہین ہم تیری خدمت مین اور بیشک تو ہمارا مالک ہے اور بیشک ہم تیرے بندے ہین اللہ عزوجل نے فرمایا سچ کہا تم نے مین تمہارا مالک ہون اور بیشک تم میرے بندے ہو مینے تمکو معاف کردیا اس سے پہلے کہ تم مجھکو پکارو اور مینے تمکو دیا اس سے پہلے کہ تم مجھ سے سوال کرو اور جو شخص تم مین سے مجھکو یہ شہادت لیکر ملے کہ اللہ کے سوا کوئی لائق عبادت کے نہین تو وہ بہشت مین داخل ہوگا اخرجہ ابن مردویہ عن ابن عباس مرفوعا اور یہ جو فرمایا ولکن رحمۃ من ربک تو معنے یہ ہین ولیکن کیا ہمنے یہ کام اپنی طرف سے مہربانی کر کے تم پر بعض نے کہا معنے یہ ہین ہمنے قرآن مجید بھیجا تم پر مہر کرکے بعض نے کہا سکھایا ہمنے تجھکو بعض نے کہا پہنچوایا ہمنے تجھکو کہا زجاج نے کہ رحمۃ منصوب ہے مصدریت پر یعنے مفعول مطلق ہے اور تقدیر عبارت

یہ ہے ولیکن ہمنے تجھپر مہربانی کی مہربانی کرنی اور کہا کسائی نے رحمۃ خبر ہے کان محذوف کی اور رحمت کو مرفوع
بھی پڑھا گیا ہے اور اس صورت مین یہ معنے ہونگے ولیکن تو مہربانی ہے اور لتنذر قوما مین قوم سے اہل مکہ مراد
ہین اور انکے پاس فترت کے زمانے مین یعنے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور عیسے ع کے درمیان مین کوئی نذیر
نہین آیا اور یہ فترت پانچسو پچاس سال تھی اور بعض نے کہا اہل مکہ کے پاس حضرت اسمعیل ع کے بعد ہمارے
حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے تک کوئی پیغمبر نہین آیا اور اس قول کی بنا اسپر ہے کہ حضرت موسی اور
عیسے علیہما السلام کی دعوت بنی اسرائیل سے خاص تھی ابو سعید سے روایت ہو کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا اَلْهَالِكُ فِي الْفَتْرَةِ يَقُولُ رَبِّ لَمْ يَأْتِنِي كِتَابٌ وَلَا رَسُولٌ یعنے جو شخص پیغمبرون کے ٹوٹنے کے زمانے
مین مر گیا وہ کہیگا اے رب میرے میرے پاس کوئی کتاب اور رسول نہین آیا پہر حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
اس آیت کو پڑھا وَلَوْلَا أَنْ تُصِيبَهُمْ مُصِيبَةٌ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيهِمْ فَيَقُولُوا رَبَّنَا لَوْلَا أَرْسَلْتَ إِلَيْنَا
رَسُولًا آخر تک أَخْرَجَهُ ابْنُ مَرْدُوَيْهِ اور آیات سے فَنَتَّبِعَ آيَاتِكَ مین آیات تنزیلیہ ظاہرہ واضح مراد ہین
اور معنے آیت کے یہ ہین ہم اگر کفار کو عذاب کرتے تو وہ کہتے رسولون کی آمد مدت سے بند ہوگئی اور ہمارے
پاس اللہ عز وجل نے کسی رسول کو نہین بھیجا اور وہ خیال کرتے کہ یہ انکا عذر معقول ہے حالانکہ رسل کی اخبار
پہونچنے کے بعد انکا کوئی عذر باقی نہین رہا مگر تاہم ہمنے انپر حجت کو پورا کیا اور انکی علت کو دور کیا اور بیان کو پورا
کیا تجھکو انکی طرف بھیجکر اے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فَلَمَّا جَاءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوا لَوْلَا
أُوتِيَ مِثْلَ مَا أُوتِيَ مُوسَىٰ ۚ أَوَلَمْ يَكْفُرُوا بِمَا أُوتِيَ مُوسَىٰ مِنْ قَبْلُ ۖ قَالُوا سِحْرَانِ تَظَاهَرَا وَقَالُوا
إِنَّا بِكُلٍّ كَافِرُونَ ۝ قُلْ فَأْتُوا بِكِتَابٍ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ هُوَ أَهْدَىٰ مِنْهُمَا أَتَّبِعْهُ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ۝
فَإِنْ لَمْ يَسْتَجِيبُوا لَكَ فَاعْلَمْ أَنَّمَا يَتَّبِعُونَ أَهْوَاءَهُمْ ۚ وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوَاهُ بِغَيْرِ
هُدًى مِنَ اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ع وَلَقَدْ وَصَّلْنَا لَهُمُ الْقَوْلَ لَعَلَّهُمْ
يَتَذَكَّرُونَ ۝ پہر جب پہونچی انکو ٹہیک بات ہمارے پاس سے کہنے لگے کیون نہ ملا اسکو جیسا ملا تہا موسی
کو کیا ابھی منکر نہین ہو چکے موسے کے ملے سے اس سے پہلے کہنے لگے دونو جادو ہین آپسمین موافق اور
کہنے لگے ہم دونو کو نہین مانتے تو کہہ اب لاؤ کوئی کتاب اللہ کے پاس کی جو ان دونو سے بہتر ہو مین
اسپر چلون اگر تم سچے ہو پہر اگر نہ کر لاوین تیرا کہا تو جان لے کہ وہ چلتے ہین نرے اپنے چاؤ پر اور
اس سے بہکا کون جو چلے اپنے چاؤ پر بن راہ بتائے اللہ کے بیشک اللہ راہ نہین دیتا بے انصاف

لوگون کو اوہم لگائے گئے ہین انسے بات شاید وہ درمیان مین لاوین ف کے کہ کافر حضرت موسے
کے معجزے سنکر کہنے لگے کہ ویسا معجزہ اس پاس ہوتا تو ہم مانتے جب یہود سے پوچہا اور توریت کا حکم سُنے
اُسکے سوا خوب ملنے پرعنی کے خلاف کہ بت پرستی کفر ہے اور آخرت کا جینا برحق ہے اور اللہ کے نام ذبح
نہ ہو سو حرام ہے اور بہتیری باتین تب دونو کو لگے جواب دینے انتہے ما فی موضح القرآن ان آیات مین اللہ عز
وجل اُن لوگون کیطرف سے خبر دیتا ہے جنکو اگر حجت کے قیام سے پہلے عذاب کیا جاتا تو وہ بہانہ کرتے
کہ ہمارے پاس کوئی رسول نہین آیا کہ جب انکے پاس درست او حق بات (یعنے قرآن مجید) حضرت محمد صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی زبان پر پہنچا تو تعنت اور کفر او عناد اور جہل او الحاد کی وجہ سے بولے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کو وہ آیات کثیرہ جیسے عصا اور ید اور طوفان اور جراد اور قمل او ضفادع اور دم وغیرہ وغیرہ جو حضرت
موسے ع کو ملی کیون نہین ملی اوران آیات باہرہ اور حجج قاہرہ کو اللہ عزوجل نے موسے ع کے ہاتہو پر جاری
کیا حجت تمام کرنیکے لیے فرعون اور اسکے دربار والو پر اور باوجود ان حجج اور آیات کے قیام کے فرعون اور
اُسکے دربار والون مین کچہہ اثر نہوا بلکہ انہون نے انکار کیا حضرت موسے ع اور ہارون ع کی رسالت کا جیسے
اللہ عزوجل نے انکی طرف سے حکایت کیا کہ جب موسے ع انکے پاس آیات بینات لائے تو وہ بولے
دونو کو مخاطب کرکے کیا تو آیا ہے کہ ہم کو پہیر دے اس راہ سے جسپر پایا ہمنے اپنے باپ دادون کو اور تم
دونو کی سرداری ہو اس ملک مین اور ہم تو نہین تمکو ماننے والے اور اور مقام مین فرمایا فَكَذَّبُوهُمَا
فَكَانُوا مِنَ الْمُهْلَكِينَ یعنے پہر جہٹلایا فرعون اور اسکے دربار والون نے موسیٰ اور ہارون علیہما السلام
کو پہر ہوئے کہپنے والون مین ولہذا یہان فرمایا أَوَلَمْ يَكْفُرُوا بِمَا أُوتِيَ مُوسَىٰ مِن قَبْلُ یعنے کیا
انسے پہلے فرعون اور اسکی قوم ان آیات عظیمہ سے منکر نہین ہوچکے جو حضرت موسیٰ ع کو ملین اور کہہ چکے یہ
دونو جادوگر ہین آپسمین ملے ہوئے اور ہم انمین سے کسی کو نہین مانتے اور چونکہ حضرت موسے اور ہارون
علیہما السلام کے درمیان تلازم اور تصاحب شدید تہا اسلیے ان مین سے ایک کا ذکر دوسرے کے ذکر
پر دلالت کرتا ہے کما قال الشاعر

فما ادری اذا یممت ارضا — ارید الخیر ایہما یلینی

یعنے جب مین کسی زمین کا قصد کرتا ہون بہلائی حاصل کرنیکا ارادہ سے تو مین نہین جانتا مجہکو بہلائی
پہنچیگی یا برائی ایہما مین ضمیر خیر اور شر کیطرف راجع ہے کہا مجاہد نے یہود نے قریش کو حکم دیا کہ حضرت ع

سے کہین کہ تمکو وہ آیات عظیمہ اور حجج قاہرہ کیون نہین ملین جو حضرت موسیٰ کو ملین تو اللہ عزوجل نے اسکے جواب
مین فرمایا کیا فرعون اور اسکے دربار والے اسکے منکر نہین ہو چکے جو حضرت موسیٰ کو ملی اور بولے یہ دونو یعنے موسیٰ
اور ہارون جادوگر ہین ملے ہوئے اور ساحران سے مراد موسیٰ اور ہارون علیہما السلام تھے سعید بن جبیر اور
ابورزین کا اس آیت مین یہی قول ہے اور یہ قول جید قوی ہے واللہ اعلم اور ابن عباس رضی سے مروی ہے کہ
ساحران سے حضرت موسیٰ اور محمد علیہما السلام مراد ہین اور یہی حسن سے بھی اور کہا حسن اور قتادہ نے ان دونو
سے . . . حضرت محمد اور حضرت عیسیٰ مراد ہین مگر اس قول مین بعد ہے کیونکہ حضرت عیسیٰ کا تو یہان
ذکر تک نہین ہے واللہ اعلم اور جسنے اسکو سِحْرَانِ تَظَاهَرَا پڑھا ہے تو اسنے دو جادوؤن سے کفار کے نزدیک
توریت اور قرآن مراد لیا ہے عوفی نے ابن عباس رضی سے ایسا ہی روایت کیا وَكَذٰلِكَ قَالَ عَاصِمُ الْجَنَدِیُّ
وَالسُّدِّیُّ وَعَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ کہا سُدّی نے تظاہرا کی تفسیر مین کہ ہر ایک ان دونون مین
سے دوسرے کی تصدیق کرتا ہے اور بعض نے کہا دو جادوؤن سے کفار کے نزدیک توریت اور انجیل مراد ہے
قالہ عکرمۃ اور یہی مروی ہے ابوزرعہ سے اور یہی مختار ہے حافظ ابن جریر علیہ الرحمۃ کا بعض نے کہا +
دو سحرون سے انجیل اور قرآن مراد ہے وَاللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰی اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ اور سحران کی قراءت پر
ظاہر تو یہ ہے کہ انکی مراد توریت اور قرآن ہے کیونکہ اللہ عزوجل نے اسکے بعد فرمایا قُلْ فَاْتُوْا بِكِتٰبٍ مِّنْ عِنْدِ
اللّٰهِ هُوَ اَهْدٰى مِنْهُمَا اَتَّبِعْهُ اور بہت جگہہ اللہ عزوجل نے توریت اور قرآن مجید کو ہم قرین بیان کیا
ہے جیسے فرمایا قُلْ مَنْ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ الَّذِیْ جَآءَ بِهٖ مُوْسٰى نُوْرًا وَّهُدًى لِّلنَّاسِ تَجْعَلُوْنَهٗ
قَرَاطِیْسَ تُبْدُوْنَهَا وَتُخْفُوْنَ كَثِیْرًا وَعُلِّمْتُمْ مَّا لَمْ تَعْلَمُوْٓا اَنْتُمْ وَلَآ اٰبَآؤُكُمْ قُلِ اللّٰهُ ثُمَّ
ذَرْهُمْ فِیْ خَوْضِهِمْ یَلْعَبُوْنَ وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْهِ
وَلِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا وَالَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَهُمْ عَلٰى
صَلَاتِهِمْ یُحَافِظُوْنَ یعنے پوچھہ تو کسنے اتاری وہ کتاب جو موسیٰ لایا روشنی اور ہدایت لوگون کے
واسطے جسکو تمنے ورق ورق کر دکھایا اور بہت چھپا رکھا اور تمکو قرآن مین سکھایا جو نہ جانتے تھے تم اور نہ
تمہارے باپ دادے کہہ اللہ نے اتاری پھر چھوڑ دے انکو اپنی بک بک مین کھیلا کرین اور ایک یہ کتاب ہے
کہ ہمنے اتاری برکت کی سچ بتاتی اپنی اگلی اور تا تو ڈراوے اصل بستی کو یعنے مکہ والون کو اور اس پاس والون
کو یعنے باقی عرب کو یا مراد سارا جہان ہے اور جنکو یقین ہے آخرت کا وہ اسکو مانتے ہین اور وہ ہین اپنی

نماز سے خبر دار اور سورہ انعام کے آخر مین فرمایا ثُمَّ اٰتَیْنَا مُوْسَی الْکِتٰبَ تَمَامًا عَلَی الَّذِیْٓ اَحْسَنَ
وَتَفْصِیْلًا لِّکُلِّ شَیْءٍ وَّھُدًی وَّرَحْمَۃً لَّعَلَّھُمْ بِلِقَآءِ رَبِّھِمْ یُؤْمِنُوْنَ وَھٰذَا کِتٰبٌ اَنْزَلْنٰہُ
مُبٰرَکٌ فَاتَّبِعُوْہُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ یعنے پھر دی ہمنے موسی ع کو کتاب پورا فضل نیکی والے
اور بیان ہر چیز کا اور ہدایت اور مہر شاید وہ لوگ اپنے رب کا ملنا یقین کرین اور ایک یہ کتاب ہے کہ ہمنے
اتاری برکت کی سو اسپر چلو اور بچتے رہو شاید تمپر رحم ہو اور جنون کیطرف سے حکایت کیا کہ انہون نے
کہا جب سنا قرآن مجید کو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بطن نخلہ مین صبح کی نماز مین پڑھتے ہوئے اِنَّا سَمِعْنَا
کِتٰبًا اُنْزِلَ مِنْ بَعْدِ مُوْسٰی مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْہِ یَھْدِیْٓ اِلَی الْحَقِّ وَاِلٰی طَرِیْقٍ مُّسْتَقِیْمٍ
یعنے بولے جن اے قوم ہماری ہمنے سنی ایک کتاب جو اتری ہے موسی ع کے بعد سچا کرتی سب اگلیون کو
سجہاتی سچا دین اور ایک راہ سیدہی اور کہا ورقہ بن نوفل نے جب حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالی عنہا حضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو انکے پاس لے گئین اسواسطے کہ وہ شخص انجیل کا عالم تہا اور بڈہا اور اندہا ہو گیا تہا اسنے
جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سارا حال سنا تو کہا ھٰذَا النَّامُوْسُ الَّذِیْٓ اُنْزِلَ عَلٰی مُوْسٰی یعنے
وہ فرشتہ ہے جو حضرت موسی ع پر اترا تہا یعنے جبرئیل ع اور اولو الالباب کو یہہ بات بالبداہت معلوم ہے کہ اللہ عز
وجل نے جسقدر کتابین آسمان سے نازل فرمائین ان مین سے اس کتاب سے زیادہ کمل اور شامل اور فصیح اور
عظیم اور شریف کوئی کتاب نہین ہے جو حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اتری اور اسکے بعد وہ کتاب
شریف اور عظیم ہے جو حضرت موسے ع پر اتری اور اسی کے بارے مین اللہ عز وجل نے فرمایا اِنَّآ اَنْزَلْنَا
التَّوْرٰىۃَ فِیْھَا ھُدًی وَّنُوْرٌ یَحْکُمُ بِھَا النَّبِیُّوْنَ الَّذِیْنَ اَسْلَمُوْا لِلَّذِیْنَ ھَادُوْا وَالرَّبّٰنِیُّوْنَ
وَالْاَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ کِتٰبِ اللّٰہِ وَکَانُوْا عَلَیْہِ شُھَدَآءَ یعنے ہمنے اتاری توریت
اسمین ہدایت اور روشنی اسپر حکم کرتے پیغمبر جو حکم بردار تہے یہود کو اور درویش اور عالم اسواسطے کہ نگہبان
ٹہیرائے تہے اللہ کی کتاب پر اور اسکی خبرداری پر تہے اور رہی انجیل تو اسکو اللہ عز وجل نے توریت کی تتمیم
کے لیے اتارا اور ان بعض چیزون کے حلال کرنیکے لیے جو بنی اسرائیل پر حرام کی گئی تہین ولہذا ایسا
فرمایا قُلْ فَاْتُوْا بِکِتٰبٍ مِّنْ عِنْدِ اللّٰہِ ھُوَ اَھْدٰی مِنْھُمَآ اَتَّبِعْہُ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ مجاہد وغیرہ
کا یہ قول ہے کہ آیت ولقد وصلنا لہم القول الآیۃ قریش کے حق مین نازل ہوئی اور یہی ظاہر ہے اور حماد بن سلمہ نے
رفاعہ بن رفاعہ قرظی سے روایت کیا کہ آیت ولقد وصلنا لہم القول دس آدمیون کے حق مین اتری ہے جنمین سے

ایک مین بھی ہوئیں اور ابن مندہ نے رفاعہ بن رفاعہ قرظی کو رفاعہ بن شموال ٹھہرایا جو حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و
سلم کی بی بی ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کا ماموں تہا اور اس نے تمیمہ بنت وہب کی بیٹی کو طلاق دی
تھی جسکو عبدالرحمن بن زبیر نے نکاح کیا گذا ذکرہ ابن الاثیر ورواہ ابن جریر وابن ابی حاتم من
حدیثہ انتہے ما قال الحافظ ابن کثیر فی تفسیرہ فتح کا بیان یہ ہے کہ حق سے مراد حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ
وسلم کی ذات مبارک اور وہ چیز ہے جو آپ پر نازل ہوئی یعنے قرآن مجید اور اوتی موسی سے وہ معجزات مراد ہیں
جو حضرت موسی ع کو ملے جیسے ید اور عصا وغیرہ وغیرہ یا توریت مراد ہے جو جملۃً واحدۃً اتری اور من قبل سے
یہ مراد ہے کہ اس قول سے پیشتر اس چیز کے ساتھہ کفر کر چکے ہیں جو حضرت موسی علیہ السلام کو ملی یا یہ مراد ہے کہ
حضرت محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ظہور سے پہلے کفر کر چکے ہیں اور معنے یہ ہیں کہ انہوں نے حضرت موسی ع
کی آیات کا بھی انکار کیا جیسے حضرت محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی آیات کا انکار کیا اور ساحران سے مراد انکے
نزدیک حضرت محمد اور حضرت موسی علیہما السلام ہیں اور اولم یکفروا میں ضمیر قریش کیطرف راجع ہے بعض نے کہا
یہود کیطرف مگر قریش کیطرف بہتر ہے کیونکہ یہود حضرت موسی ع کو سحر کے ساتھہ موصوف نہیں کرتے بلکہ کفار
قریش اور اونکے امثال حضرت موسی ع کو بھی ساحر کہتے تھے مگر یہ کہ وہ لوگ مراد لیے جاویں جنہوں نے حضرت
موسی ع کی نبوت کا انکار کیا جیسے فرعون اور اسکی قوم تو انہوں نے حضرت موسی ع اور ہارون ع کو سحر کے ساتھ
موصوف کیا اگر وہ یہود دین سے نہ تھے اور ممکن ہے کہ ضمیر ان لوگونکی طرف راجع ہو جنہوں نے حضرت
موسی ع کے ساتھہ کفر کیا اور انکی طرف جنہوں نے حضرت محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھہ کفر کیا کیونکہ
جنہوں نے حضرت موسی ع کے ساتھہ کفر کیا انہوں نے حضرت موسی ع کو ساحر کہا اور جنہوں نے حضرت محمد
صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھہ کفر کیا انہوں نے حضرت محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو ساحر کہا بعض نے کہا
معنے یہ ہیں کیا انکار نہیں کیا ان یہود نے جو حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے زمانے میں تھے حضرت
عیسے ع اور حضرت محمد صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی بشارت کا جو حضرت موسی ع کو ملی جمہور نے تو ساحران
پڑھا ہے اور اہل کوفہ نے سحران پڑھا ہے اور مراد انکی دو سحروں سے توریت اور قرآن ہے بعض نے کہا انجیل
اور قرآن مراد ہے اول قول فراء کا ہے اور ثانی ابوزید کا بعض نے کہا ضمیر اولم یکفروا میں یہود کے لیے
ہے اور مراد انکی ساحران سے عیسے اور محمد علیہما الصلوۃ والسلام ہیں اور کہا ابن عباس رض نے آیت میں وہ
اہل کتاب مراد ہیں اور یہ جو فرمایا قل فاتوا بکتاب من عند اللہ ہو اہدی منہما تو اس میں دلیل ہے کہ کوفیوں

کی قرات سحران تظاہرا ہین جمہور کی قرات سے اقوی ہے کیونکہ سہما مین ضمیر توریت اور قرآن کی طرف راجع
ہے نہ رسولین کیطرف اور وصلنا کو تخفیف صاد اور تشدید صاد دونو طرح پڑہا گیا ہے اور آیت کے معنے
یہ ہین کہ ہمنے ایک کے پیچہے دوسری کتاب اتاری توکہ متصل ہووے تذکیر یا یہ معنے کہ ایک کے پیچہے دوسری
چلائی نظم ہین توکہ ثابت ہو دعوت محبت کے ساتھہ اور مواعظ مواعید کے ساتہہ اور نصیحتین عبرتون کے
ساتہہ اور ایک رسول کے پیچہے دوسرا رسول بہیجا بعض نے کہا اسکے معنے ہین اتممنا قالہ الاخفش بعض نے کہا
بینّا قالہ ابن عُیَینَۃ وَالسُّدّی اور کہا ابن زید نے ہمنے ملادی انکے لیے بہلائی دنیا کی آخرت کی بہلائی
کے ساتہہ یہانتک کہ گویا اُنہون نے آخرت کا دنیا مین معائنہ کرلیا اور قول اول اولی ہے اور ضمیر لہم مین عائد
ہے قریش کیطرف بعض نے کہا یہود کی طرف بعض نے کہا جمیع کیطرف اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰھُمُ الْکِتٰبَ مِنْ قَبْلِہٖ
ھُمْ بِہٖ یُؤْمِنُوْنَ ہ وَاِذَا یُتْلٰی عَلَیْھِمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِہٖٓ اِنَّہُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّنَآ اِنَّا کُنَّا مِنْ قَبْلِہٖ مُسْلِمِیْنَ
اُولٰٓئِکَ یُؤْتَوْنَ اَجْرَھُمْ مَّرَّتَیْنِ بِمَا صَبَرُوْا وَیَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَۃِ السَّیِّئَۃَ وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ
یُنْفِقُوْنَ ہ وَاِذَا سَمِعُوا اللَّغْوَ اَعْرَضُوْا عَنْہُ وَقَالُوْا لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَکُمْ اَعْمَالُکُمْ سَلٰمٌ عَلَیْکُمْ
لَا نَبْتَغِی الْجٰھِلِیْنَ ہ جنکو ہمنے دی کتاب اس سے پہلے وہ اسکو یقین کرتے ہین اور جب انکو سنائے
کہین ہم یقین لائے اسپر یہی ہے ہمارے رب کا بہیجا ہم ہین اس سے پہلے کے حکم بردار وہ لوگ پاوینگے
اپنا حق دوہرا کہ ٹہرے رہے اور بہلائی دیتے ہین برائی کے جواب ہین اور ہمارا دیا کچھہ خرچ کرتے ہین
اور جب سنین نکمی باتین اس سے کنارہ پکڑین اور کہین ہمکو ہمارے کام اور تمکو تمہارے کام سلامت رہو
ہم تمکو نہین چاہتے **ف** یہ حبش کے نصاری تہے نجاشی کے رفیق اس قرآن کو سنکر یقین لائے اور
جس جاہل سے توقع نہو کہ سمجھائے سمجھے گا تو اس سے کنارہ ہی بہتر ہے انتہے ما فی الموضح ان آیات
مین اللہ عزوجل اہل کتاب کے علماء اولیاء سے خبر دیتا ہے کہ وہ قرآن مجید کو مانتے ہین کما قال تعالی
اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰھُمُ الْکِتٰبَ یَتْلُوْنَہٗ حَقَّ تِلَاوَتِہٖ اُولٰٓئِکَ یُؤْمِنُوْنَ بِہٖ وَمَنْ یَّکْفُرْ بِہٖ فَاُولٰٓئِکَ
ھُمُ الْخٰسِرُوْنَ ہ یعنے جنکو ہمنے دی ہے کتاب وہ اسکو پڑہتے ہین جو حق ہے پڑہنے کا وہ اسپر یقین
لاتے ہین اور جو کوئی منکر ہوگا اس سے سو انہی کو نقصان ہے اور فرمایا اللہ تعالے نے وَاِنَّ مِنْ اَھْلِ
الْکِتٰبِ لَمَنْ یُّؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَیْھِمْ لَا یَشْتَرُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ ثَمَنًا قَلِیْلًا
اُولٰٓئِکَ لَھُمْ اَجْرُھُمْ عِنْدَ رَبِّھِمْ اِنَّ اللّٰہَ سَرِیْعُ الْحِسَابِ یعنے اور کتاب والون مین سے بعضے وہ

بھی ہین جو مانتے ہین اللہ کو اور جو اترا تمہاری طرف اور جو اترا انکی طرف ڈرتے ہین اللہ کے آگے نہین خرید
کرتے اللہ کی آیتون پر مول تھوڑا وہ جو ہین انکو ہے مزدوری انکی رب کے ہان بیشک اللہ شتاب لیتا ہی حساب اور
فرمایا اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖٓ اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا وَّيَقُوْلُوْنَ
سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا وَيَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ يَبْكُوْنَ وَيَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا یعنی جنکو
ملا ہے علم اسکے آگے سے جب انکے پاس انکو پڑھیے گر پڑتین ٹھوڑیون پر سجدے مین اور کہتے ہین پاک ہے رب ہمارا
بیشک ہمارے رب کا وعدہ البتہ ہونا ہے اور گر پڑتے ہین ٹھوڑیون پر روتے ہوے اور زیادہ ہوتی ہے انکو عاجزی اور
فرمایا وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَهُمْ مَّوَدَّةً لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰى ذٰلِكَ بِاَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيْسِيْنَ
وَرُهْبَانًا وَّاَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ وَاِذَا سَمِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَى الرَّسُوْلِ تَرٰٓى اَعْيُنَهُمْ تَفِيْضُ مِنَ
الدَّمْعِ مِمَّا عَرَفُوْا مِنَ الْحَقِّ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاكْتُبْنَا مَعَ الشّٰهِدِيْنَ یعنی اور تو پاویگا سب سے
نزدیک محبت مین مسلمانون کے وہ لوگ جو کہتے ہین ہم نصاری ہین یہ اسواسطے کہ ان مین عالم ہین اور درویش
ہین اور یہ کہ وہ تکبر نہین کرتے اور جب سنین جو اترا رسول پر تو دیکھے انکی آنکھین ابلتی ہین آنسوؤن سے اس
سبب سے کہ پہچانی حق بات کہتے ہین اے رب ہمارے ہم یقین کیا سو تو لکھ ہمکو ماننے والون کے ساتھ کہا سعید بن جبیر نے
سورہ مائدہ کی یہ آیتین اترین نصاری کے ستر عالمون کے حق مین جنکو نجاشی نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ و
سلم کے پاس بھیجا جب وہ آپکے پاس حاضر ہوے تو آپ نے انپر سورہ یس پڑھی یہانتک کہ اسکو ختم کیا تو وہ
رونے لگے اور اسلام لائے اور یہ آیتین سورہ قصص کی بھی انہی کے حق مین نازل ہوئین اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ
الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِهٖ هُمْ بِهٖ يُؤْمِنُوْنَ وَاِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖٓ اِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّنَآ اِنَّا كُنَّا
مِنْ قَبْلِهٖ مُسْلِمِيْنَ ضمیر من قبلہ مین عائد ہے قرآن مجید کیطرف یعنی ہم اسکے اترنے سے پہلے ہی موحد
ہین مخلص اللہ کے لیے حکم ماننے والے اس کا اور ان لوگون کو دوبار انکی مزدوری اسواسطے ملے گی کہ دوسری کتاب
پر ایمان لانا نفوس پر ناگوار ہوتا ہے ابو موسی اشعری سے مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
ثَلٰثَةٌ يُؤْتَوْنَ اَجْرَهُمْ مَرَّتَيْنِ رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اٰمَنَ بِنَبِيِّهٖ ثُمَّ اٰمَنَ بِيْ وَ
عَبْدٌ مَّمْلُوْكٌ اَدّٰى حَقَّ اللّٰهِ وَحَقَّ مَوَالِيْهِ وَرَجُلٌ كَانَتْ لَهٗ اَمَةٌ فَاَدَّبَهَا فَاَحْسَنَ
تَاْدِيْبَهَا ثُمَّ اَعْتَقَهَا فَتَزَوَّجَهَا یعنے تین شخص ہین جنکو دوہرا ثواب ہے ایک مرد تو اہل کتاب
سے یعنی یہودی اور نصرانی جو ایمان لایا اپنے پیغمبر کا اور ایمان لایا میرے کا دوسرا وہ غلام جسنے خدا کا حق

اور اپنے مالکون کا حق ادا کیا تیسرا وہ مرد جسکے پاس ایک لونڈی تہی جس سے صحبت کرتا تہا پہر اُسنے اُسکو ادب سکہایا سو بہت اچہی طرح اسکو ادب سکہایا یعنے اسکو شرع کے حکم بتلائے اور اُسکی اچہی طرح تعلیم کی پہر اُسکو آزاد کیا بعد اس کے اس سے نکاح کر لیا یعنے اسکو بہی دو ثواب ہین ایک ثواب تعلیم و آزادی کا دوسرا ثواب نکاح کر لینے کا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ مِنْ حَدِيْثِ عَامِرِ الشَّعْبِيِّ عَنْ أَبِيْ بُرْدَةَ عَنْ أَبِيْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ أَيْضًا عَنْ أَبِيْ مُوْسَى الْأَشْعَرِيِّ قاسم بن ابی امامہ نے کہا مین فتح مکہ کے دن حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سواری کے تلے کہڑا تہا تو آپ نے بہت عمدہ باتین کہین اور ان باتون مین سے ایک بات یہی تہی کہ آپ نے فرمایا مَنْ أَسْلَمَ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابَيْنِ فَلَهُ أَجْرُهُ مَرَّتَيْنِ وَلَهُ مَا لَنَا وَعَلَيْهِ مَا عَلَيْنَا یعنے یہود اور نصاری مین سے جو شخص مسلمان ہو جاوے تو اسکو دوہرا ثواب ہے اور اسکے لیے ہی جو ہمارے لیے ہے اور اسپر ہے جو ہمپر ہے رَوَاهُ الْإِمَامُ أَحْمَدُ عَنْ يَحْيَى ابْنِ إِسْحٰقَ السَّيْلَحِيْنِيِّ اور یہ جو فرمایا وَيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ تو اسکے یہ معنی ہین کہ برائی کے مقابلہ مین برائی نہین کرتے بلکہ عفو و صفح سے کام لیتے ہین اور جو انکو حلال روزی دی ہے اسمین سے انکے اہل کے جو انپر نفقات واجب ہین اور زکوۃ جو انپر فرض ہے اور صدقات جو نفل ہین انکو ادا کرتے ہین اور اہل لغو و باطل سے مخالطت اور معاشرت نہین کرتے بلکہ جیسے اللہ عز و جل نے فرمایا جب انکے پاس سے گذرتے ہین تو کترا جاتے ہین اور کہتے ہین ہمارے واسطے ہمارے عمل ہین اور تمہارے واسطے تمہارے عمل سلامت رہو ہم نہین چاہتے جاہلون کو اور مطلب یہ ہے کہ جب کوئی سفیہ انپر سفاہت کرتا ہے اور وہ باتین کرتا ہے جسکا جواب دینا لائق نہین ہے تو وہ اس سے اعراض کرتے ہین اور ویسی قبیح کلام کے ساتہہ اسکا مقابلہ نہین کرتے اور منہہ سے صادر نہین ہوتے مگر عمدہ بات و لہذا اللہ عز و جل نے انکی طرف سے فرمایا کہ وہ کہتے ہین لنا اعمالنا ولکم اعمالکم سلام علیکم لا نبتغی الجاہلین یعنے ہم جاہلون کی چال کو نہین چاہتے اور نہ اسکو دوست رکہتے ہین محمد بن اسحق نے سیرت مین لکہا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پاس بیس آدمی یا اسکے لگ بہگ آئے حبش سے اور اسوقت آپ ... مکہ مین تہے جب انکو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چرچا پہونچا تو انہون نے پایا آپکو مسجد مین پہر وہ آپکے پاس بیٹہے اور انہون نے آپ سے بات چیت کی اور باتون مین گفت و شنید کی اور کچہہ قریش کے لوگ کعبہ کے گرد اپنی اپنی مجلسون مین بیٹہے ہوئے تہے جب وہ پوچہہ پاچہہ کر فارغ ہو لیئے تو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکو اللہ عز و جل کی طرف بلایا اور قرآن

مجید انسے پڑھا جب انہون نے قرآن مجید سنا تو انکی آنکھین آنسو بہانے لگین اور انہون نے حکم مانا اللہ کا اور ایمان
لائے ساتھ آپ کے اور تصدیق کی آپ کی اور انہون نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وہ باتین پہچان لین
جنکے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا موصوف ہونا انکی کتابون مین مذکور تہا جب وہ حضرت صلعم کے
پاس سے اٹھے تو ابو جہل اور قریش کی ایک جماعت انکے سامنے آئی اور بولے تمکو اللہ عزوجل ذلیل کرے
تمکو تو ایک لوگون نے اسلیے بہیجا تہا کہ تم اس شخص کی خبر لاؤ اور تم انکے پاس بیٹھے بہی نہین چکے کہ تمنے
اپنا دین چھوڑ دیا اور جو کچھ اسنے کہا تمنے اسکی تصدیق کی ہم تمسے بڑہکر کسی کو احمق نہین جانتے اونکا قول
تو انہون نے جواب دیا سلامت رہو ہم تمہارا مقابلہ ایسی باتون مین نہین کرنے کے ہمارے لیے ہی جسپر ہم ہین
اور تمہارے واسطے ہے جسپر تم ہو ہم بہلائی کرنے مین قصور نہین کرینگے بعض نے کہا یہ جماعت نصاری کی
اہل نجران سے تہی فاللہ اعلم ای ذلک کان کہا محمد بن اسحق نے مشہور ہے کہ یہ آیتین یعنے الذین
آتیناہم الکتاب من قبلہ ہم بہ یومنون سے لا نبتغی الجاہلین تک اسی جماعت کے حق مین نازل ہوئین کہا محمد بن
اسحق نے اور سینے زہری سے دریافت کیا کہ یہ آیتین کن لوگون کے حق مین اتریں تو انہون نے جواب
دیا مین اپنے مولویون سے یہی سنتا چلا آیا ہون کہ یہ آیتین نجاشی اور انکے اصحاب کے حق مین نازل ہوئین اور وہ
آیتین بہی انہین کے حق مین اتریں جو سورہ مائدہ مین ہین ذلک بان منہم قسیسین سے فاکتبنا مع الشاہدین
تک فتح مین کہا ہے کہ اہل کتاب کو دوہرا ثواب اسلیے ملیگا کہ وہ دونو کتابون کے ساتھ ایمان لائے کہا ابن عباس
نے یہ آیت دس شخصونکے حق مین نازل ہوئی جنمین کا ایک مین ہون درء کہتے ہین دفع کرنے کو اور معنے یہ
ہین کہ لوگون کی ایذا کی برداشت کرتے ہین اور جو انکو برائی پہنچتی ہے اسکے مقابل مین وہ بہلائی کرتے
ہین بعض نے کہا حسنہ سے طاعت مراد ہے اور سیئہ سے معصیت اور معنے یہ ہین کہ وہ گناہون کو طاعات
کے ساتھ مٹاتے ہین بعض نے کہا حسنہ سے توبہ اور استغفار مراد ہے اور سیئہ سے ذنوب بعض نے کہا حسنہ
سے علم مراد ہے اور سیئہ سے ایذا لوگون کی بعض نے کہا حسنہ سے کلمہ توحید مراد ہے اور سیئہ سے شرک علے
اختلاف الاقوال اور انفاق من الرزق یہ ہے کہ اپنے اموال کو طاعات اور مامورات شرعیہ مین خرچ کرتے
ہین اور جب لغو بات سنتے ہین تو اس سے اعراض کرتے ہین تکرماً و تنزہاً اور آداب شرعیہ کے ساتھ متادب
ہوکر اور اسی کی مثل ہے اللہ عزوجل کا یہ قول واذا مروا باللغو مروا کراما اور لغو سے یہان وہ سب
وشتم و استہزا مراد ہے جو کفار کیطرف سے اہل اسلام اور انکے دین کے لیے وقوع مین آتے تہے اور تم

اسلام میں داخل ہونے کی طرف بلایا مگر وہ کفر پر اڑے رہے وللہ الحکمۃ التامۃ مسیب بن حزن مخزومی سے
مروی ہے کہ جب ابو طالب بن عبد المطلب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حقیقی چچے اور پرورش کرنے والے
مرنے لگے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انکے پاس تشریف لائے ...... اور وہاں ابو جہل (عمرو بن ہشام)
اور عبد اللہ بن امیہ بن مغیرہ کو بیٹھا دیکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یا عم قُل لَا اِلٰہ
اِلَّا اللّٰہُ کَلِمَۃً اُحَاجُّ لَکَ بِہَا عِنْدَ اللّٰہِ فَقَالَ اَبُو جَہْلٍ وَعَبْدُ اللّٰہِ بْنُ اَبِی اُمَیَّۃَ یَا اَبَا طَالِبٍ
اَتَرْغَبُ عَنْ مِلَّۃِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَلَمْ یَزَلْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَعْرِضُہَا عَلَیْہِ وَ
یَعُوْدَانِ لَہٗ بِتِلْکَ الْمَقَالَۃِ حَتّٰی کَانَ اٰخِرُ مَا قَالَ ہُوَ عَلٰی مِلَّۃِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ وَاَبٰی اَنْ
یَقُوْلَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاللّٰہِ لَاَسْتَغْفِرَنَّ لَکَ مَا
لَمْ اُنْہَ عَنْکَ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی مَا کَانَ لِلنَّبِیِّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَنْ یَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِکِیْنَ
وَلَوْ کَانُوْا اُولِیْ قُرْبٰی وَاَنْزَلَ فِیْ اَبِیْ طَالِبٍ اِنَّکَ لَا تَہْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَہْدِیْ
مَنْ یَّشَآءُ (یعنے ای چچا بہیر تو کہہ لا الہ الا اللہ ایک کلمہ کہ مین اللہ کے پاس اسکے ساتہہ جہگڑون گا تمہارے لیے
(یعنے خدائے عزوجل سے قیامت کے دن عرض کرونگا کہ ابو طالب موحد تہے اور انکو جہنم سے نجات ہونا چاہیے
انہون نے آخر وقت مین کلمہ توحید کا اقرار کیا تہا) ابو جہل اور عبد اللہ بن امیہ بولے ای ابو طالب تم اپنے
باپ عبد المطلب کا دین نہین چاہتے پہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برابر یہی بات انسے کہتے رہے
(یعنے کلمہ توحید پڑہنے کے لیے) ادہر ابو جہل اور عبد اللہ بن امیہ اپنی بات بکتے رہے یہانتک کہ ابو
طالب نے جو اخیر بات کی وہ یہ تہی مین عبد المطلب کے دین پر ہون اور انکار کیا لا الہ الا اللہ کہنے سے تو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قسم خدا کی مین تمہارے واسطے دعا کرونگا بخشش کی جب تک
مجھکو منع نہ ہو تب اتاری اللہ عزوجل نے یہ آیت نہین مناسب پیغمبر اور ایمان والون کو مشرکون
کے واسطے بخشش کی دعا کرین اگرچہ وہ مشرک انکے ناتے دار ہون جب معلوم ہو گیا کہ وہ جہنمی ہین پہر اللہ
نے ابو طالب کے شان مین یہ آیت اتاری انک لا تہدی من احببت اخیر تک اَخْرَجَاہُ مِنْ حَدِیْثِ
الزُّہْرِیِّ وَہٰکَذَا رَوَاہُ مُسْلِمٌ فِیْ صَحِیْحِہٖ وَالتِّرْمِذِیُّ مِنْ حَدِیْثِ یَزِیْدَ بْنِ کَیْسَانَ عَنْ اَبِیْ
حَازِمٍ عَنْ اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ قَالَ لَمَّا حَضَرَتْ وَفَاۃُ اَبِیْ طَالِبٍ اَتَاہُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ
وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا عَمَّاہُ قُلْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَشْہَدُ لَکَ بِہَا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ فَقَالَ لَوْلَا اَنْ تُعَیِّرَنِیْ بِہَا

قُرَيْشٌ يَقُولُونَ مَا حَمَلَهُ عَلَيْهِ إِلَّا جَزَعُ الْمَوْتِ لَأَقْرَرْتُ بِهَا عَيْنَكَ فَأَنْزَلَ اللهُ تَعَالَى إِنَّكَ لَا تَهْدِي
مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَكِنَّ اللهَ يَهْدِي مَنْ يَشَاءُ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ یعنے جب ابوطالب مرنے لگے تو حضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اُسکے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہہ لو لا الہ الا اللہ مین اُسکی گواہی دونگا تمہارے لیے
دن قیامت کے تو وہ بولے اگر مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ قریش مجھکو طعن کرینگے اور کہینگے ابوطالب نے
موت سے گھبراکر عبد المطلب کا دین چھوڑ دیا اور محمد صلعم کا دین مان لیا تو مین اسکے ساتھ تیری آنکھین ٹھنڈی
کرتا تب اللہ عزوجل نے یہ آیت اتاری انک لا تہدی من احببت ولکن اللہ یہدی من یشاء وہو اعلم بالمہتدین
وَقَالَ التِّرْمِذِيُّ حَسَنٌ غَرِيْبٌ لَا نَعْرِفُهُ إِلَّا مِنْ حَدِيْثِ يَزِيْدَ بْنِ كَيْسَانَ وَرَوَاهُ الْإِمَامُ أَحْمَدُ عَنْ
يَحْيَى بْنِ سَعِيْدٍ الْقَطَّانِ عَنْ يَزِيْدَ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ أَبِيْ حَازِمٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ اور یہی قول ہے ابن
عباس اور ابن عمر اور مجاہد اور شعبی اور قتادہ کا کہ یہہ آیت ابوطالب کے حق مین نازل ہوئی جب آپ حضرت م
نے کلمہ توحید پیش کیا اور اُسنے انکار کیا اور بولا اے میرے بھتیجے مین اپنے بڑون کی ملت کو نہین چھوڑتا
یہانتک کہ ابوطالب نے جو آخر بات کی یہ تھی کہ مین عبد المطلب کے دین پر ہون مترجم عفا اللہ عنہ کہتا ہے
نووی نے کہا مفسرین کا اتفاق ہے اس بات پر کہ یہ آیت ابوطالب کے باب مین اتری ہے زجاج نے بھی اسپر
اجماع نقل کیا ابن فارس نے کہا ابوطالب جب مرے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر انچاس برس کی
تھی آٹھ مہینے گیارہ دن اوپر اور ابوطالب کی وفات کے تین روز بعد ام المؤمنین خدیجہ کا انتقال ہوا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رنج کے بعد دوسرا رنج ہوا اسیواسطے اس سال کو عام الحزن کہتے ہین سراج نے
لکھا ہے کہ اس حدیث مین دلیل ہے کہ عبد المطلب بھی کفر پر مرے سعید بن ابی راشد کہتے ہین کہ میرے پاس
قیصر کا ایلچی آیا اور بولا مجھے روم کے بادشاہ نے خط دیکر حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بھیجا اور
مین آپکے پاس آیا اور مینے وہ نامہ آپ کو دیا آپنے اسکو گود مین رکھہ لیا اور فرمایا یہ شخص کن لوگون مین
سے ہے مینے عرض کی قبیلہ تنوخ سے فرمایا کیا تجھکو رغبت ہے اپنے باپ ابراہیم حنیف کی دین کیطرف مینے
کہا مین قوم کا ایلچی ہون اور انہین کے دین پر یہانتک کہ پھر کر جاؤن انکے پاس حضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم ہنسے اور اپنے اصحاب کیطرف دیکھا اور فرمایا انک لا تہدی من احببت ولکن اللہ یہدی من
یشاء اور یہ جو فرمایا ان نتبع الہدی معک نتخطف من ارضنا تو غرض اس سے یہ ہے کہ کفار مکہ ایمان نہ لانے
کا یہ بہانہ بھی پیش کرتے ہین کہ اگر ہم مسلمان ہو جاوینگے تو سارے عرب ہمارے دشمن ہو جاوینگے اللہ تعالے

نے فرمایا یہ انکا عذر کذب و باطل ہے کیونکہ اس گہر کو اللہ عزوجل نے امن کا گہر ٹہرایا ہے اور ادب کا گہر تو جنہے
اب لوگون کو دشمنون سے باوجود انکے کفر اور شرک کے انکو امن مین رکہا ہے وہی اسلام اور اتباع حق کے وقت
بہی انکو امن مین رہیگا ؎

اے کریمی کہ از خزانۂ غیب گبرو ترسا وظیفہ خور داری
دوستان را کجا کنے محروم تو کہ با دشمنان نظر داری

فتح مین کہا ہے کہ بخاری اور مسلم وغیرہما نے مسیب کی حدیث اور مسلم اور ترمذی نے ابو ہریرہ کی حدیث
سے نکالا کہ آیت انک لا تہدی الآیۃ ابو طالب کے حق مین اتری جب انہنے اسلام قبول نہ کیا اور یہ مذکور
سورہ برأت مین ہوچکا کہا زجاج نے مفسرین کا اتفاق ہے کہ یہ آیت ابو طالب کے حق مین اتری ہے
اور علم اصول مین ثابت ہوچکا ہے کہ اعتبار عموم لفظ کا ہوتا ہے نہ خصوص سبب کا تو اسمین ابو طالب
بہی بطریق اولے داخل ہین گے اور مشہور ہے کہ حرم مین بیڑے ہرنون کو نہین چہیڑتے اور چیلین
کبوترون کو نہین اچکتین اور ثمرات علی اختلاف الانواع مختلف زمینون سے مکہ مین آتے ہین شام
سے اور مصر سے اور عراق سے اور یمن سے تو معنے کلیت کے کثرت ہین مجازًا جیسے اللہ عزوجل نے فرمایا
وَاُوْتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ بَطِرَتْ مَعِيْشَتَهَا فَتِلْكَ مَسٰكِنُهُمْ لَمْ تُسْكَنْ مِّنْ
بَعْدِهِمْ اِلَّا قَلِيْلًا وَكُنَّا نَحْنُ الْوٰرِثِيْنَ ۝ وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى حَتّٰى يَبْعَثَ فِيْٓ اُمِّهَا
رَسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا وَمَا كُنَّا مُهْلِكِي الْقُرٰٓى اِلَّا وَاَهْلُهَا ظٰلِمُوْنَ ۝ اور کئی کہا دین ہمنے
بستیان جو اترا چلین اپنی گذران مین اب یہ ہین انکے گہر بسے نہین انکے پیچہے مگر تہوڑے اور ہم ہین آخر
سب لینے والے اور تیرا رب نہین کہپانے والا بستیون کو جب تک بہیج چکے انکی بڑی بستی مین کسیکو پیغام دیکر جو
سناوے انکو ہماری باتین اور ہم نہین کہپانے والے بستیون کو مگر جب کہ وہانکے لوگ گنہگار ہون **ف**
کہا حافظ ابن کثیر نے اس آیت مین اہل مکہ کیطرف اشارہ ہے اور ایسا ہی ہے وہ جو فرمایا ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا
قَرْيَةً كَانَتْ اٰمِنَةً مُّطْمَئِنَّةً يَّاْتِيْهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِّنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِاَنْعُمِ اللّٰهِ فَاَذَاقَهَا اللّٰهُ
لِبَاسَ الْجُوْعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوْا يَصْنَعُوْنَ وَلَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مِّنْهُمْ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمُ
الْعَذَابُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ اور بتائی اللہ نے کہاوت ایک بستی تہی چین امن سے چلی آتی تہی اسکو روزی اسکی فراغت
کی ہر جگہہ سے پہر ناشکری کی اللہ کی احسانون کی پہر چکہایا اسکو اللہ نے مزہ کہ انکے کپڑے ہوئی بہوک اور ڈر

بدلا اسکا جو کرتے تہے (ایسے بہت شہر ہوتے ہین پر یہ حوال فرمایا مکے کا تن کی کپڑے بہوک اور ڈر یعنے ایک
بہوک اور ڈر سے خالی نہ رہنے لگی) اور انکو پہنچ چکا رسول انہین مین کا پہر اسکو جھٹلایا پہر پکڑا اُن کو عذاب نے
اور وہ گنہگار تہے ولہذا یہان فرمایا فَتِلْكَ مَسٰكِنُهُمْ لَمْ تُسْكَنْ مِّنْ بَعْدِهِمْ اِلَّا قَلِيْلًا وَكُنَّا نَحْنُ
الْوٰرِثِيْنَ عبداللہ بن مسعود رض نے کعب احبار سے سنا کہ وہ عمر فاروق سے کہہ رہے تہے سلیمان ع نے اُلّو
(جانور) سے پوچھا تو زراعت کیون نہین کہاتا بولا اسلیے کہ اسکی وجہ سے حضرت آدم ع جنت سے نکالے
گئے فرمایا پہر تو پانی کیون نہین پیتا بولا اسلیے کہ اللہ عز وجل نے اسکے ساتہہ نوح ع کی قوم کو ڈبو دیا فرمایا
اور کیا ہے تجہکو کہ تو ویرانون مین رہتا ہے بولا اسلیے کہ وہ اللہ عز وجل کی میراث ہے پہر اُسنے پڑہی یہ
آیت وَكُنَّا نَحْنُ الْوٰرِثِيْنَ رَوَاهُ ابْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ فِيْ تَفْسِيْرِ هٰذِهِ الْاٰيَةِ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رض پہر اللہ
عز وجل نے اپنے عدل سے خبر دی اور یہ کہ وہ کسی کو نہین کہپاتا اسطرح کہ اسپر ظلم کرے اور وہ کہپاتا ہے جسکو کہپاتا ہے جب
اُسپر حجت قائم کر لیتا ہے ولہذا فرمایا وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى حَتّٰى يَبْعَثَ فِيْٓ اُمِّهَا رَسُوْلًا
يَّتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِنَا اور ام القرے سے مکہ مراد ہے اور اس مین دلیل ہے کہ مکہ سے جس پیغمبر کو اٹہایا گیا وہ حضرت
محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم رسول ہین جمیع قری کیطرف عرب اور عجم سے جیسے فرمایا لِتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا
یعنے تو کہہ ڈراوے اصل بستی کو اور آس پاس والون کو اور فرمایا قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ
جَمِيْعًا یعنے تو کہہ اے لوگو مین ہون رسول اللہ کا سب کی طرف اور فرمایا لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ یعنے اوترا
ہے مجہکو یہ قرآن کہ تم کو اس سے خبردار کرون اور جسکو یہ پہونچے اور فرمایا وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ مِنَ الْاَحْزَابِ فَالنَّارُ
مَوْعِدُهٗ یعنے اور جو کوئی منکر ہو اس سے سب فرقون مین سے سو آگ ہے وعدہ اسکا اور پوری دلیل اللہ عز و
جل کا یہ قول ہے وَاِنْ مِّنْ قَرْيَةٍ اِلَّا نَحْنُ مُهْلِكُوْهَا قَبْلَ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ اَوْ مُعَذِّبُوْهَا عَذَابًا شَدِيْدًا
كَانَ ذٰلِكَ فِي الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا اور کوئی بستی نہین جسکو ہم نہ کہپاوینگے قیامت سے پہلے یا آفت ڈالینگے
اسپر سخت آفت یہ ہے کتاب مین لکہا گیا پس خبر دی اللہ عز وجل نے کہ وہ قیامت سے پہلے سب بستیون کو
کہپا دیگا اور یہ بہی فرمایا اور ہم نہین ہلا ڈالتے جب تک نہ بہیجین کوئی رسول اور کر دیا اللہ عز وجل نے حضرت
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نبی امی کی بعثت کو تمام بستیون کی طرف کیونکہ وہ مبعوث ہین ام القرے اور اسکے اہل کی
طرف اور صحیحین مین حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہی کہ آپ نے فرمایا بُعِثْتُ اِلَى الْاَحْمَرِ وَ
الْاَسْوَدِ یعنے اور پیغمبر فقط اپنی قوم پر بہیجے جاتے تہے اور مین احمر اور اسود یعنے تمام عالم کے لوگون پر بہیجا گیا ہون

اور اسیلئے اللہ عزوجل نے ختم کیا نبوت اور رسالت کو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور آپکی شریعت جب تک آسمان
و زمین قائم ہین باقی ہے اور ہفت اقلیم کی نبوت کا رتبہ کسیکو حاصل نہین سوا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
فتح کا بیان یہ ہے کہ اللہ عزوجل نے ان آیات مین کفار کے اس کہنے کا جواب دیا ہے کہ اگر ہم تیری راہ چلین گے تو ہم
اچکے جاوینگے آخر تک اور بیان کیا کہ قضیہ بالعکس ہے اور یہ کافر یہی سزاوار ہین اللہ عزوجل کے عذاب کے اور یہ
دہوکا نہ کہا دین امن امن کے ساتھ جو انکو حاصل ہے اسلیے کہ بہت اہل دیہات امن ور رزق مین ایسے ہی تھے
جیسے اہل مکہ پہر اترانے اپنی گذران مین اور سر چڑہے اور کہا کرخی نے بطر بمعنے کفر ہے اور معنے یہ ہے کہ انکی
زندگانی مین کفر کرتے رہے پہر کہا پانے گئے زجاج نے کہا بطر وہ سر چڑہنا ہے آسودگی کے وقت اور قاموس مین
ہے کہ بطر بالتحریک وہ نشاط ہے اور تکبر اور قلت احتمال نعمت اور دہشت اور حیرت اور طغیان نعمت کے سبب
اور برا جاننے کا سوا اسکے کہ وہ مستحق کراہت ہو اور ان سب کا فعل فرح کی طرح ہے عرب کہتے ہین
بطر الحق جب حق کی سامنے بڑائی کرے اور اسکو نہ مانے کہا عطار نے زندہ رہے بطر مین اور کہاتے
رہے رزق اللہ عزوجل کا اور عبادت کرتے رہے مورتون کی اور کہا زجاج اور مازنی نے معنے بطرت کے یہ ہین
بطرت فی معیشتہا جب حرف جار کو حذف کیا تو فعل متعدی ہوگیا جیسے اللہ عزوجل کے اس قول مین
وَاخْتَارَ مُوسٰى قَوْمَهٗ اور کہا فرا نے منصوب ہے تفسیر پر اور اسکی نظیر اللہ عزوجل کا یہ قول ہے اِلَّا مَنْ
سَفِهَ نَفْسَهٗ اور معارف کا تمیز پر منصوب ہونا بصریون کے نزدیک جائز نہین ہے کیونکہ تفسیر کے
معنے یہ ہین کہ نکرہ دلالت کرے جنس پر اور بعض نے کہا معیشت منصوب ہے بطرت کے ساتھ اسطرح
کہ وہ جہلت کے معنے کو متضمن ہے اور مساکنہم سے ثمود اور قوم شعیب وغیرہم کے بلاد مراد ہین یعنے انکی
منزلون کے آثار باقی ہین جنکا اپنے سفرون مین مشاہدہ کرتے ہین اور یہ جو فرمایا لم تسکن من بعدہم الا
قلیلا تو اسکے یہ معنے ہین کہ نہین رہے ان گہرون مین لوگ انکی ہلاکت کی بعد مگر تہوڑا زمانہ جیسے مسافر
جو وہان گذرتے ہین اور دن یا بعض دن کا وہان کاٹ لیتے ہین یا یہ معنے ہین نہین باقی رہے جوان
مین بستے تہے مگر تہوڑے دن بسبب معاصی کی شامت کی جوان سے ان مین واقع ہوئے اور بعض
نے کہا استثنا راجع ہے مساکن کی طرف اور معنے یہ ہین کہ انکی ہلاکت بعد تہوڑے ہی گہر آباد رہے
اور بہت اجڑے پڑے ہین كَذَا قَالَ الْفَرَّاءُ وَهُوَ قَوْلٌ ضَعِيْفٌ اور ہم تہے وارث کیونکہ انہون نے
کوئی وارث نہ چہوڑا جو انکی منازل اور اموال کا وارث ہوتا اور نہ پیچہے رہا انکے کوئی جو انکی دیار مین

ویسا تصرف کرتا اور یہ جو فرمایا وما کان ربک مہلک القرٰی تو اسمین اللہ عزوجل اپنی عادت کو بیان فرماتا ہے
اور قرے سے وہ اہل دیہات مراد ہین جنہون نے قبل انذار کفر کیا اور ام القرٰی سے اکبر اور اعظم قریہ مراد ہے اور بعثت
کے ساتھ اعظم قریہ کو خاص کیا کیونکہ اسمین قوم کے اشراف اور اہل فہم اور رائے ہوتے ہین اور اس مین ملوک
اور اکابر ہوتے ہین اس اعتبار سے کہ اسکے گرداگرد اور دیہات ہوتے ہین جو اسکے متعلق ہوتے ہین وہ بستی
ام کیطرح ہوتی ہے بعض نے کہا ام القرے سے یہان مکہ مراد ہے جیسے اللہ عزوجل کے اس قول ان
اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ اِلآیۃ مین اسکا اول ہونا مذکور ہے اور غائب سے متکلم مع الغیر کی طرف التفات
کرنا عظمت اور ہیبت کیواسطے ہے اور جس چیز کو آیت متضمن ہے اسکا بیان سورہ یوسف کے آخر مین ہو چکا

وَمَآ اُوْتِیْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَمَتَاعُ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَزِیْنَتُهَا ۚ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَیْرٌ وَّاَبْقٰی ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ

اَفَمَنْ وَّعَدْنٰهُ وَعْدًا حَسَنًا فَهُوَ لَاقِیْهِ کَمَنْ مَّتَّعْنٰهُ مَتَاعَ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا ثُمَّ هُوَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ

مِنَ الْمُحْضَرِیْنَ ۝ اور جو تمکو ملی ہے کوئی چیز سو برتنا ہے دنیا کے جیتے اور یہاںکی رونق اور جو اللہ کے پاس ہے
سو بہتر ہے اور رہنے والا کیا تمکو بوجہ نہین بہلا ایک شخص جو ہمنے وعدہ دیا اسکو اچھا وعدہ سو وہ اسکو پانے
والا ہے برابر ہے اسکے جسکو ہمنے برتوا لیا برتنا دنیا کے جیتے پھر وہ قیامت کے دن پکڑا آیا ف اللہ عزوجل
دنیا اور اسکی زینت دنیہ اور زہرت فانیہ کی حقارت کی خبر دیتا ہے اور دار آخرت مین جو اسنے اپنے عباد
صالحین کیلیے نعیم عظیم مقیم طیار کر رکھی ہین انکی فضیلت بیان فرماتا ہے کما قال تعالے مَا عِنْدَ کُمْ
یَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ یعنے جو تم پاس ہے نبڑ جاویگا اور جو اللہ پاس ہے سو رہتا ہے اور فرمایا وَمَا
عِنْدَ اللّٰهِ خَیْرٌ لِّلْاَبْرَارِ یعنے اور جو اللہ عزوجل کے یہان ہے سو بہتر ہے نیکبختون کو اور فرمایا وَمَا الْحَیٰوۃُ
الدُّنْیَا فِی الْاٰخِرَۃِ اِلَّا مَتَاعٌ یعنے اور دنیا کی زندگانی کچھ نہین آخرت کے حساب مین مگر تھوڑا برتنا اور
فرمایا بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ وَّاَبْقٰی یعنے کوئی نہین تم آگے رکھتے ہو دنیا
کا جینا اور پچھلا گھر بہتر ہے اور رہنے والا اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وَاللّٰهِ مَا الْحَیٰوۃُ
الدُّنْیَا فِی الْاٰخِرَۃِ اِلَّا کَمَا یَغْمِسُ اَحَدُکُمْ اِصْبَعَهٗ فِی الْیَمِّ فَلْیَنْظُرْ مَاذَا یَرْجِعُ اِلَیْهِ یعنی
قسم خدا کی دنیا کی زندگانی کچھ نہین آخرت کی حساب مین مگر جیسے کہ کوئی کلمہ کی انگلی دریا مین ڈالے پھر
دیکھو کسقدر پانی لگا لاوے گی یعنے آخرت کے روبرو دنیا نہایت حقیر اور قلیل ہے جیسے دریا کے روبرو
قطرہ ع چہ نسبت خاک را با عالم پاک + اور یہ جو فرمایا افلا تعقلون یعنے جو شخص دنیا کو آخرت پر مقدم

کرتا ہے وہ سمجھتا نہین اور یہ جو فرمایا اَفَمَنْ وَعَدْنَاہُ وَعْدًا حَسَنًا فَہُوَ لَاقِیہِ کَمَنْ مَتَّعْنَاہُ مَتَاعَ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا ثُمَّ ہُوَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ
مِنَ الْمُحْضَرِیْنَ یعنی کیا پس وہ کہ مومن ہی اور تصدیق کرتا ہے اللہ عزوجل کی ان وعدون کی جو آخر اعمال صالحہ پر ثواب دینے
کے لیے فرمائی ہین اور وہ انکی طرف لامحالہ پہرجانیوالا ہے ویسا ہی جو کافر ہے اور اللہ عزوجل کی ملاقات اور اسکے وعدہ اور
وعید کا مکذب ہے تو دنیا کی چند روزہ برخورداری کرے پہر قیامت کے دن دوزخ پر حاضر کیا جاویگا مجاہد
قتادہ کا یہی قول ہے کہ وہ عذاب پر حاضر کیا جاویگا اب اسمین اختلاف ہے کہ یہ آیت کن لوگون کے حق مین
اتری ہی بعض نے کہا یہ آیت اتری ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابوجہل مردود کی حق مین بعض نے کہا حضرت
حمزہ رض اور حضرت علی رض اور ابوجہل کے بارے مین نازل ہوئی ہے اور یہ دونو روایتین مجاہد سے مروی ہین اور ظاہر یہ ہے کہ
آیت عام ہے اور یہ آیت بہی ویسی ہی ہے جیسے اللہ عزوجل نے اس مومن کی حال سے خبر دی کہ وہ جب اپنے ساتھی
کیطرف دیکہیگا حال یہ کہ وہ بہشت مین ہوگا اور وہ دوزخ مین تو کہیگا لَوْلَا نِعْمَۃُ رَبِّیْ لَکُنْتُ مِنَ الْمُحْضَرِیْنَ
یعنے اور اگر نہ ہوتا میرے رب کا فضل تو مین بھی ہوتا ان مین جو پکڑے آئی اور فرمایا اللہ عزوجل نے وَلَقَدْ عَلِمَتِ
الْجِنَّۃُ اِنَّہُمْ لَمُحْضَرُوْنَ یعنے اور جنون کو معلوم ہے کہ وہ پکڑے آوینگے فتح کا بیان یہ ہے کہ جو شئے اشیا
مین سے تمکو اے کفار مکہ ملی ہی یہ دنیا کے جیتے جیتے برتنا ہے پہر تم اس سے ٹل جاؤگے یا وہ تمسے ٹل جاویگی
اور یہ دنیا کی آرایش ہے جسکے ساتھ تم اپنے جینے کے دنون مین آرایش کروگے پہر فنا ہوجاویگی اور جو ثواب اور جزا
اللہ عزوجل کے پاس ہے وہ بہتر ہے اس زائل فانی سے کیونکہ وہ ایسی لذت ہے جو کدورت کی ملاوٹ سے
پاک ہے اور ہمیشہ رہیگی اور دنیا کی چیز ٹل جاوے گی کیا تم سمجھتے نہین کہ باقی افضل ہے فانی سے اور وہ چیز
جسمین ایسی لذت ہی ملاوٹ سی پاک ہے افضل ہے اس لذت سی جسمین عوارضات بدن اور دل کی کدورتون
کی ملاوٹ ہی بعض نے کہا جسنے آخرت کو دنیا پر ترجیح نہ دی وہ بے وقوف ہی ابوہریرہ رض سے مرفوعًا
مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یَقُوْلُ اللّٰہُ یَا ابْنَ آدَمَ مَرِضْتُ فَلَمْ تَعُدْنِیْ قَالَ
یَا رَبِّ کَیْفَ اَعُوْدُکَ وَاَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِیْنَ قَالَ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ عَبْدِیْ فُلَانًا مَرِضَ فَلَمْ تَعُدْہُ اَمَا
عَلِمْتَ اَنَّکَ لَوْ عُدْتَہٗ لَوَجَدْتَنِیْ عِنْدَہٗ یَا ابْنَ اٰدَمَ اسْتَطْعَمْتُکَ فَلَمْ تُطْعِمْنِیْ قَالَ یَا رَبِّ کَیْفَ
اُطْعِمُکَ وَاَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِیْنَ قَالَ اَمَا عَلِمْتَ اسْتَطْعَمَکَ عَبْدِیْ فُلَانٌ فَلَمْ تُطْعِمْہُ اَمَا عَلِمْتَ
اَنَّکَ لَوْ اَطْعَمْتَہٗ لَوَجَدْتَ ذٰلِکَ عِنْدِیْ یَا ابْنَ اٰدَمَ اسْتَسْقَیْتُکَ فَلَمْ تَسْقِنِیْ قَالَ یَا رَبِّ کَیْفَ
اَسْقِیْکَ وَاَنْتَ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ قَالَ اسْتَسْقَاکَ عَبْدِیْ فُلَانٌ فَلَمْ تَسْقِہٖ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّکَ لَوْ سَقَیْتَہٗ

لوجدت ذالک عندی یعنے اللہ عزوجل قیامت مین فرماویگا اے آدم کے بیٹے مین بیمار ہوا تھا سو
تو نے مجھکو نہ پوچھا بندہ کہیگا کہ اے میری رب مین کیونکر تجھکو پوچھتا اور تو تو سارے جہان کا مالک پالنے
والا ہے اور بیمار ہونا مخلوق کی شان ہی خالق سے اور بیماری سے کیا نسبت خدا فرماویگا کیا تجھکو معلوم نہین
کہ میرا فلانا بندہ بیمار ہوا تھا سو تو نے اسکی بیمار پرسی نکی کیا تجھکو معلوم نہین کہ اگر تو اسکی بیمار پرسی کرتا تو مجھکو
اسکے پاس پاتا اے آدم کے بیٹے مینے تجھسے کہانا مانگا تھا سو تو نے مجھکو نہ کھلایا بندہ کہیگا اے میری رب
مین کیونکر تجھکو کہانا کھلاتا اور تو تو سارے جہانکا پالنے والا مالک ہے خدا تعالیٰ فرماوے گا کہ کیا تجھکو معلوم
نہین کہ فلانے میری بندے نے تجھسے کہانا مانگا تھا سو تو نے اسکو نہ کھلایا سو تجھکو معلوم نہ تھا کہ اگر تو اسکو
کہانا کھلاتا تو اسکا ثواب میرے پاس پاتا ای آدم کے بیٹے مین نے تجھسے پانی مانگا تھا سو تو نے مجھکو
نہ پلایا بندہ کہیگا ای میرے رب مین تجھکو کیونکر پانی پلاتا اور تو تو سارے جہانکا پالنے والا ہے خدا تعالیٰ فرماویگا
کہ میرے فلانی بندے نے تجھسے پانی مانگا تھا سو تو نے نہ پلایا تھا کیا تو جانتا تھا کہ اگر تو اسکو پانی پلاتا تو اسکا
ثواب میرے پاس پاتا اس حدیث مین دنیا کی چیزونکا زوال اور آخرت کی نعمتون کے بقا کا بیان ہے اور یہ کہ
اہل ایمان کی خدا کے نزدیک اتنی بڑی عزت ہی کہ انکی احتیاج اور ضرورت کو اپنی ذات پاک کیطرف نسبت
کیا حالانکہ وہ مقدس ذات سب احتیاجون سے پاک ہی اور اس حدیث مین ادائے حقوق مسلمین اور احسان
کی ترغیب ہے اخرجہ مسلم والبیہقی عن ابی ھریرۃ عبید بن عبید بن عمیر کہتے ہین کہ لوگ قیامت
مین سخت بھوکے اور پیاسے اور ننگے اٹھین گے فمن اطعم للہ اطعمہ اللہ ومن کسا للہ عزوجل
کساہ اللہ ومن سقی للہ سقاہ اللہ ومن کان فی رضاء اللہ کان اللہ فی رضاءہ یعنے سو جسنے
(دنیا مین) اللہ کے لیے کسیکو کہانا کہلایا اسکو اللہ عزوجل کہلاوے گا اور جسنے کسیکو اللہ عزوجل کے
لیے پہنایا اللہ عزوجل اسکو پہنا دیگا اور جسنے اللہ عزوجل کے لیے کسی پیاسے کو پلایا اللہ عزوجل اسکو پلادیگا
اور جو شخص اللہ عزوجل کے خوش کرنے مین رہا اللہ عزوجل اسکو خوش کردے گا اخرجہ عبد اللہ
بن احمد فی زوائد الزھد عن عبید بن عبید بن عمیر کہا بعض نے آیت افمن وعدناہ الآیۃ اتری ہے
حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابوجہل کے حق مین اور کہا بعض نے حضرت علیؓ اور امیر حمزہؓ اور ابوجہل
کے حق مین اور بعض نے کہا مطلق مومن اور کافر کے حق مین اور بعض نے کہا عمار بن یاسرؓ ولید بن مغیرہ کے
حق مین ویوم ینادیھم فیقول این شرکاءی الذین کنتم تزعمون قال الذین حق علیھم

الْقَوْلُ رَبَّنَا هٰؤُلَاۤءِ الَّذِيْنَ اَغْوَيْنَا اَغْوَيْنٰهُمْ كَمَا غَوَيْنَا تَبَرَّاْنَاۤ اِلَيْكَ مَا كَانُوْۤا اِيَّانَا يَعْبُدُوْنَ

وَقِيْلَ ادْعُوْا شُرَكَاۤءَكُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيْبُوْا لَهُمْ وَرَاَوُا الْعَذَابَ لَوْ اَنَّهُمْ كَانُوْا يَهْتَدُوْنَ

وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ مَاذَاۤ اَجَبْتُمُ الْمُرْسَلِيْنَ ۝ فَعَمِيَتْ عَلَيْهِمُ الْاَنْۢبَاۤءُ يَوْمَئِذٍ فَهُمْ لَا

يَتَسَاۤءَلُوْنَ ۝ فَاَمَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَعَسٰۤى اَنْ يَّكُوْنَ مِنَ الْمُفْلِحِيْنَ ۝ اور جسدن انکو
پکارے گا تو کہیگا کہان ہین میرے شریک جنکا تم دعوی کرتے تہے بولے جنپر ثابت ہوئی بات اے رب یہ لوگ ہین جنکو
ہمنے بہکایا انکو بہکایا جیسے ہم بہکے ہم منکر ہوئے تیری طرف وہ ہمکو نہ پوجتے تہے **ف** یہ شیطان بولین گے
بہکایا تو ہے انہون نے پر نام لیکر نیکون کا اس سے کہا کہ ہمکو نہ پوجتے تہے **ت** اور کہین گے پکارو اپنے
شریکون کو پہر پکارین گے تو وہ جواب نہ دینگے انکو اور دیکھین گے عذاب کسی طرح وہ راہ پائے ہوتے
ف یعنے یہ اسوقت آرزو کرینگے کیونکہ نیکون کو پوجتے تہے وہ جواب ندین گے کہ وہ راضی نہ تہے
یا خبر نرکہتے تہے **ت** اور جسدن انکو پکاریگا تو کہیگا کیا جواب کہا تمنے پیغام پہنچانے والون کو پہر
بند ہوگئین انپر باتین اسدن سو آپسمین بہی نہین پوچہتے **ف** یعنے جواب نہ آوے گا کسیکو **ت** سو جسنے
توبہ کی ہے اور یقین لایا اور کی بہلائی سو امید ہے کہ ہووے چہوٹنے والون مین **ف** اللہ عز
وجل ان آیات مین خبر دیتا ہے اس چیز کی جسکے ساتھ وہ قیامت کے دن مشرکون کو ملامت کریگا اور فرمادیگا
کہان ہین میرے شریک جنکا تم دعوے کرتے تہے اور کہان ہین وہ اصنام انداد جنکی تم دار دنیا مین پرستش
کرتے تہے بہلا مدد کرتے ہین تمہاری یا بدلا لے سکتے ہین اور یہ ارشاد بر سبیل تقریع اور تہدید ہوگا کما
قال تعالے وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّتَرَكْتُمْ مَّا خَوَّلْنٰكُمْ وَرَاۤءَ
ظُهُوْرِكُمْ وَمَا نَرٰى مَعَكُمْ شُفَعَاۤءَكُمُ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ اَنَّهُمْ فِيْكُمْ شُرَكٰٓؤُا لَقَدْ تَّقَطَّعَ
بَيْنَكُمْ وَضَلَّ عَنْكُمْ مَّا كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ اور فرمادینگے تم ہمارے پاس آئے ایک ایک جیسے ہمنے بنائے تہے
پہلی بار اور چہوڑ دیا جو ہمنے اسباب دیا تہا پیٹھ کے پیچہے اور ہم دیکہتے تہے تمہارے ساتھ سفارش والے
جنکو تم بتاتے تہے کہ انکا تم مین ساجہا ہے ٹوٹ گئے تم آپسمین اور جاتے رہے جو تم دعوے کرتے تہے
اور یہ جو اللہ عز وجل نے فرمایا بولے جنپر ثابت ہوئی بات تو ان سے شیطان اور سرکش جن اور کفر کی
طرف بلانے والے مراد ہین اور یہ گواہی دینگے کہ انہون نے ہی لوگون کو بہکایا اور لوگون نے انکی
اطاعت کی پہر انکار کرینگے انکی عبادت کا کما قال تعالی وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لِّيَكُوْنُوْا لَهُمْ

عِزًّا كَلَّا سَيَكْفُرُونَ بِعِبَادَتِهِمْ وَيَكُونُونَ عَلَيْهِمْ ضِدًّا یعنے اور پکڑا ہے لوگون نے اللہ کے سوا اور
پوجا کہ وہ ہون انکی مددیون نہین وہ منکر ہونگے انکی بندگی سے اور ہوجاوینگے اُنکے مخالف اور فرمایا وَمَنْ
أَضَلُّ مِمَّنْ يَدْعُو مِنْ دُونِ اللَّهِ مَنْ لَا يَسْتَجِيبُ لَهُ إِلَىٰ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَائِهِمْ غَافِلُونَ
وَإِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوا لَهُمْ أَعْدَاءً وَكَانُوا بِعِبَادَتِهِمْ كَافِرِينَ یعنے اور اس سے بہکا کون جو پکارے
اللہ کے سوا ایسے کو کہ نہ پہنچے اسکی پکار کو دن قیامت تک اور انکو خبر نہین اُنکے پکارنے کی اور جب لوگ جمع
ہونگے وہ ہونگے انکے دشمن اور ہونگے انکے پوجنے سے منکر اور حضرت ابراہیم خلیل علیہ الصلوۃ والسلام نے
اپنی قوم کو فرمایا إِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَوْثَانًا مَوَدَّةَ بَيْنِكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ثُمَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ
يَكْفُرُ بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ وَيَلْعَنُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا وَمَأْوَاكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِنْ نَاصِرِينَ یعنے جو ٹھیرائے
ہین تمنے اللہ کے سوا بتون کے تہان سو دوستی کر رکھی ہے آپسمین دنیا کی زندگی پہر دن قیامت کے منکر ہوجاؤگے ایک
سے ایک اور پھٹکاروگے اور ٹھکانا تمہارا آگ ہے اور کوئی نہین تمہارا مددگار یعنے وہ شیطان جنکے نام کے تہان ہین
اللہ کو رو برو منکر ہونگے کہ ہمنے نہین کہا کہ ہمکو پوجو تب یہ پوجنے والے انکو پھٹکارینگے کہ ہماری نذر و نیاز لیکر
وقت پر پہر گئے اور فرمایا اللہ تعالے نے إِذْ تَبَرَّأَ الَّذِينَ اتُّبِعُوا مِنَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا وَرَأَوُا الْعَذَابَ
وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْأَسْبَابُ وَقَالَ الَّذِينَ اتَّبَعُوا لَوْ أَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّأَ مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوا مِنَّا
كَذَٰلِكَ يُرِيهِمُ اللَّهُ أَعْمَالَهُمْ حَسَرَاتٍ عَلَيْهِمْ وَمَا هُمْ بِخَارِجِينَ مِنَ النَّارِ یعنے جب الگ ہوجاوین جنکے
ساتھ ہوئے تھے اپنے ساتھ والون سے اور دیکھین عذاب اور ٹوٹ جاوین انکی سب طرف کے علاقے اور کہین گے
ساتھ پکڑنے والے کاشکے ہمکو دوسری بار زندگی ہو تو ہم الگ ہوجاوین اُنسے جیسے یہ الگ ہوگئے ہمسے اسطرح
دکھاتا ہے اللہ انکو کام اُنکے افسوس دلانے کو اور انکو نکلنا نہین آگ سے یعنی جنکو لوگ پوجتے ہین سوائے اللہ کے
وہ امروز پوجنے والون کو جواب دینگے اور انکی امید سب طرف سے ٹوٹے گی اور افسوس کہا وینگے پر سو وقت کچھ
فائدہ نہین افسوس کا ولہذا فرمایا وَقِيلَ ادْعُوا شُرَكَاءَكُمْ الآیۃ یعنے اور کہا جاویگا مشرکون کو اب بلاؤ اپنے
شریک کہ وہ تمکو نکالین اس تکلیف سے جسمین تم پہنسے ہو جیسے تم اُنسے دار دنیا مین امید رکھتے تھے پہر وہ انکو
پکارینگے اور وہ جواب نہ دین گے انکو اور دیکھین گے عذاب کو ... اور یقین کرینگے کہ وہ پہر نہ ہوئے
مین آگ کسطرح فلا بالا و عذاب کا ملاحظہ کرتے وقت آرزو کرینگے کہ افسوس ہم دنیا مین ہدایت والون مین سے
ہوتے وَهَٰذَا كَقَوْلِهِ تَعَالَىٰ وَيَوْمَ يَقُولُ نَادُوا شُرَكَائِيَ الَّذِينَ زَعَمْتُمْ فَدَعَوْهُمْ فَلَمْ يَسْتَجِيبُوا لَهُمْ

وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ مَّوْبِقًا وَرَاَى الْمُجْرِمُوْنَ النَّارَ فَظَنُّوْا اَنَّهُمْ مُّوَاقِعُوْهَا وَلَمْ يَجِدُوْا عَنْهَا مَصْرِفًا یعنے
اور جسدن فرماویگا پکارو میرے شریکون کو جو تم بتاتے تہے پہر پکارینگے پہر وہ جواب نہ دینگے اور کر دینگے ہم انکے
اُنکے بیچ مرنے کا اسباب یعنی خندق آگ سے بہری اور یہ جو فرمایا وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ فَيَقُوْلُ مَاذَآ اَجَبْتُمُ الْمُرْسَلِيْنَ
تو پہلی ندا مین توحید سے سوال ہوگا اور دوسری ندا مین بعثت کا سوال یعنے جنکو تمہارے پاس بہیجا گیا تہے انکو
کیا جواب دیا اور تمنے انکے ساتھہ کیونکر برتاؤ کیا اور یہ ویسا ہی ہے جیسا بندہ قبر مین پوچہا جاوے گا تیرا مالک
کون ہے اور تیرا پیغمبر کون ہے اور تیرا دین کیا ہے تو مومن تو گواہی دیگا کہ اللہ عزوجل کے سوا کوئی معبود نہین
ہے اور حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اُسکے رسول ہین اور اسکے بندے اور کافر تو وہ کہیگا ہائے ہائے مین نہین
جانتا لہذا وہ قیامت کے دن سوال سکوت کے اور کچہہ جواب نہین دے سکے گا کیونکہ جو شخص اس جہان مین اندہا سو پہلے
جہان مین بہی اندہا ہوگا اور زیادہ دور پڑا ہوا راہ سے وہندا یہان فرمایا فَعَمِيَتْ عَلَيْهِمُ الْاَنْۢبَآءُ يَوْمَئِذٍ فَهُمْ
لَا يَتَسَآءَلُوْنَ کہا مجاہد نے انبا سے حجج مراد ہین یعنی دلیلین بند ہو جاوینگی اور یہ جو فرمایا فَاَمَّا مَنْ تَابَ وَ
اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَعَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ مِنَ الْمُفْلِحِيْنَ یعنے جس شخص نے دنیا مین توبہ کی اور ایمان لایا اور اچہے
کام کیے امید ہے کہ وہ آخرت مین رستگارون سے ہوگا اور عسیٰ اللہ عزوجل کیجانب سے یقین کے لیے ہوتا ہے کیونکہ
تائب مومن تو لامحالہ اللہ عزوجل کے فضل و منت سے رستگار ہوگا فتح کا بیان یہ ہے کہ اس ندا سے مقصود انکی توبیخ
اور تقریع ہے اسطرح کہ انکے معبود اس ہولناک وقت مین انکو کچہہ فائدہ نہ دینگے اور جنپر ثابت ہوئی بات اُنسے
مراد رؤسا ضلالت ہین جنکو اللہ عزوجل کے سوا اُنہون نے رب ٹہیرایا کذا قال الکلبی اور کہا قتادہ نے
ان سے شیاطین مراد ہین کہا زجاج نے بیزار ہو جاوینگے بعض مشرکین بعض سے اور ہو جاوینگے ایک دوسرے
کے دشمن جیسے فرمایا اَلْاَخِلَّآءُ يَوْمَئِذٍۭ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ یعنے جتنے دوست ہین اس
دن دشمن ہونگے مگر جو ہین ڈر والے کہا زجاج نے لَوْ اَنَّهُمْ كَانُوْا يَهْتَدُوْنَ کا جواب محذوف ہے اور وہ یہ ہے
لَانْجَاهُمْ ذٰلِكَ یعنے اگر وہ راہ یاب ہوتے تو راہ پانا انکو خلاصی دیتا بعض نے کہا معنے یہ ہین اگر وہ راہ پاتے
تو بتون کو نہ پکارتے بعض نے کہا معنے یہ ہین اگر دنیا مین راہ پاتے تو جان لیتے کہ عذاب سچ مچ ہے بعض نے
کہا معنے یہ ہین اگر کچہہ حیلہ حوالہ کر سکین تو ضرور عذاب ہٹاوین بعض نے کہا معنے یہ ہین اب انکی ہدایت کا وقت
آن پہنچا اگر راہ پالین اور بعض نے کچہہ اور کہا اور پہلی ندا مین اُنکے اشراک سے سوال ہوگا اور دوسری ندا
مین یہ کہ تم نے رسولون کو کیا جواب دیا جنہون نے تمکو شرک سے روکا کما قال فَيَقُوْلُ مَاذَآ اَجَبْتُمُ الْمُرْسَلِيْنَ یعنے

انبیاء نے جب تمکو میرے پیغام پہنچائے تو تمنے اونکو کیا جواب دیا اور انبار سے حجج مراد ہین اور صل
انبار بمعنے اخبار ہی اور انکے حجج کو انبار سے تعبیر کیا کیونکہ اُنکے دلائل تو حقیقت مین اقاصیص اور
حکایات ہی تہی نہ واقعی حجتین اور کوئی کسی سے سوال نہ کرے گا کہ جواب مفید کیا ہے بسبب سخت ہیبت
کے یا اسلیے کہ وہ جان لین سگے کہ سب جہالت مین مساوی ہین بعض نے کہا نہ سوال کریگا بعض
انکا بعض سے نسبون سے قالہ المجاہد اور نہ بولین گے ساتھہ حجت کے اور نہ جانین گے کہ کیا جواب دین کیونکہ
اللہ عزوجل نے ان کا عذر دنیا مین زائل کر دیا ہے تو انکا کوئی عذر حیلہ قیامت کے دن نہ رہیگا اور توبہ سے
توبہ عن الشرک مراد ہے اور ایمان سے توحید کی تصدیق اور عمل صالح سے فرائض کا ادا کرنا مراد ہے لفظ عسیٰ
اگرچہ رجا کے لیے ہوتا ہے مگر اللہ عزوجل کیجانب سے وہ وجوب کے لیے ہی جیسے وہ کرام کی عادت ہی بعض
نے کہا تائب مذکور کیطرف سے ترجی ہی نہ اللہ عزوجل کیجانب سے اور معنے یہ ہین جو شخص تائب ہوا اور مومن
اور عمل صالح کرے وہ فلاح کی توقع رکہے وَرَبُّكَ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ وَيَخْتَارُ مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ سُبْحَانَ
اللّٰهِ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝ وَرَبُّكَ يَعْلَمُ مَا تُكِنُّ صُدُورُهُمْ وَمَا يُعْلِنُونَ ۝ وَهُوَ اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ
لَهُ الْحَمْدُ فِي الْأُولَىٰ وَالْآخِرَةِ وَلَهُ الْحُكْمُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ۝ اور تیرا رب پیدا کرتا ہے جو چاہے اور پسند
کرتا ہے انکے ہاتہہ نہین پسند اللہ نرالا ہے اور بہت اوپر ہے اُس سے کہ شریک بتاتے ہین اور رب جانتا ہے
جو چہپ رہا ہے انکی سینون مین اور جو جتاتے ہین اور وہی اللہ ہے کسی کی بندگی نہین اسکے سوا اسی کی
تعریف ہی پہلی مین اور پچہلی مین اور اسی کے ہاتہہ حکم ہے اور اسی کے پاس پہیرے جاؤگے **ف**
ان آیات مین اللہ عزوجل خبر دیتا ہے کہ وہی خلق اور اختیار کے ساتہہ منفرد ہے اور اسمین کوئی اُسکا
منازع اور معقب نہین ہے فرماتا ہے اور تیرا رب پیدا کرتا ہے جو چاہتا ہے اور پسند کرتا ہے جو چاہتا ہی
پہر جو چاہتا ہے ہوجاتا ہے اور جو نہین چاہتا نہین ہوتا پس کل امور اسی کے ہاتہہ مین ہین اور اسی کی
طرف انکی بازگشت ہے اور یہ جو فرمایا مَا كَانَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ تو یہ صحیح قول پر نفی ہے جیسے اللہ عزوجل کے
اس قول مین وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ
مِنْ أَمْرِهِمْ یعنے اور کام نہین کسی ایماندار مرد کا نہ عورت کا جب ٹہیرا دے اللہ اور اسکا رسول کچہہ کام کہ انکو
رہے اختیار اپنے کام کا اور ابن جریر نے اختیار کیا کہ اسمقام مین حرف ما بمعنے الذی ہی اور تقدیر عبارت یہ ہے
ویختار الذی لہم فیہ خیرۃ اور اس مسلک سے معتزلہ نے احتجاج کیا ہے مراعات صلاح پر مگر صحیح قول یہی ہے

کہ حرف ما یہان نافیہ ہے جیسے ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے یہی نقل کیا کیونکہ یہ مقام اس امر کے بیان کا ہے کہ خلق
اور تقدیر اور اختیار کے ساتھہ اللہ عزوجل ہی منفرد ہے اور اسمین اسکا کوئی نظیر نہین ہے ولہذا یہان فرمایا سُبْحَانَ
اللّٰہِ وَتَعَالٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ یعنے اللہ نرالا ہے اور بہت اوپر ہے ان اصنام اور انداد سے جو نہ خالق ہین اور نہ
مختار کسی چیز کے پہر فرمایا اور تیرا رب جانتا ہے جسکو ضمائر پوشیدہ کرتے ہین اور اسکو جسپر سرائر منطوی ہین
جیسے جانتا ہے تمام مخلوقات کی ظواہر کو برابر ہے تم مین جو چپکے بات کہے اور جو کہے پکار کر اور جو چھپا ہا ہے
رات مین اور گلیون مین پہرتا ہے ذنکو اور وہی الوہیت کی ساتھہ منفرد ہے پس نہین کوئی معبود اسکے سوا
کوئی مالک خالق اور مختار نہین ہے اسی کی تعریف ہے اولی اور آخرہ مین اور اسکے تمام افعال مین اور وہ محمود ہے
اپنے افعال مین اپنے عدل اور حکمت کے ساتھہ اور اسی کے ہاتھ حکم ہے نہین کوئی پیچھے ڈالنے والا اسکے
قہر اور غلبہ اور حکمت اور رحمت کو اور اسی کی طرف تم قیامت کے دن سب پہیرے جاؤگے اور وہ ہر ایک کو اسکے
عمل کے مطابق جزا دیگا اور اعمال مین سے اسپر کوئی خافیہ مخفی نہین ہے فتح کا بیان ہے کہ آیت وَرَبُّکَ یَخْلُقُ
مَا یَشَآءُ مین دلیل ہے کہ افعال عباد کا وہی خالق ہے اور خیرہ بمعنے تخیر ہے جیسے طیرہ کہ وہ معنے مین تطیر
کے ہے یہ دونو اسم مستعمل ہین مقام مین مصدر کے اور خیرہ بمعنے متخیر بہی آتا ہے جیسے کہتے ہین محمد خیرة اللہ من
خلقہ یعنے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم برگزیدہ ہین اللہ عزوجل کے اسکی مخلوقات سے بعض نے کہا مراد
آیت سے یہ ہے کہ مخلوق مین سے کسی کا یہ کام نہین ہے کہ کسی چیز کو حقیقۃ اختیار کرے اسطرح کہ اقدام کرے
اُسکے جاری کرنے پر بدون اختیار اللہ عزوجل کے بلکہ اختیار اللہ عزوجل کے ہاتھہ ہے پسند کرتا ہی جسکو
چاہتا ہے اپنی ولایت اور نبوت کے لیے یا معنے یہ ہین کہ پیدا کیا اُسنے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کو اور پسند کیے اسنے انصار اسکے دین کے لیے بعض نے کہا پسند کیا اُسنے چوپایون مین سے بہیڑ اور
پرندون مین سے کبوتر کو مگر خصوصیت پر کوئی دلیل نہین ہے اور عموم اولے ہی اور ظاہر آیت مین سر
سے اُنکے اختیار کی نفی کی ہے اور امر یون ہی ہے کیونکہ بندونکا اختیار مخلوق ہے اور اللہ عزوجل کے
اختیار کے ساتھہ متعلق ہے اسباب کی ساتھہ جنمین انکا کوئی اختیار نہین ہے بعض نے کہا اس آیت مین اللہ
عزوجل نے جواب دیا ہے انکے اس قول کا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰی رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْیَتَیْنِ عَظِیْمٍ یعنے کیون
نہ اترا یہ قرآن کسی بڑے مرد پر ان دو بستیون کے بعض نے کہا اس آیت مین جواب ہے یہود کے اس قول
کا کہ اگر وحی لانے والا حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جبرئیل نہین ہے تو ہم حضرت محمد پر ایمان

لائے کہا زجاج نے یختار پر وقف تام ہے اس تقدیر پر کہ حرف ما نافیہ ہے کہا اور جائز ہے کہ حرف ما منصوب
ہو یختار کے ساتھہ اس تقدیر پر کہ ما بمعنے الذی ہو مگر صحیح یہی بات ہے کہ حرف ما نافیہ ہے کیونکہ قرار کا وقف پر
اتفاق ہے اور کہا ابن جریر نے اور تقدیر آیت یہ ہے کہ پسند کرتا ہے اپنی ولایت کے لیے اپنی مخلوق مین سے
برگزیدہ لوگون کو اور یہ تقدیر بہت ضعیف ہے اور ابن عطیہ نے کان کو تامہ ٹہیرایا ہے اور لہم الخیرۃ کو جملہ مستانفہ
اور یہ قول بہی بہت بعید ہے اور جسنے کہا کہ اس آیت کے یہ معنے ہین کہ وہ پسند کرتا ہے بندون کے لیے بہتر کو جو
اُنکے واسطے بہتر اور اصلح ہے تو وہ اعتزال کی طرف مائل ہے بعض نے کہا ما مصدریہ ہے یعنے پسند کرتا ہے پسندیدہ
بات انکی اور مصدر مفعول بہ کی جگہہ مین واقع ہے اور یہ تفسیر بہی ابن جریر کی کلام کی طرح ہے مگر راجح وہی
پہلی تفسیر ہے اور اسی کی مثل ہے اللہ عزوجل کا یہ قول وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ
اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صحیح حدیث سے استخارہ کی تعلیم اور استخارہ
کی نماز کی کیفیت اور استخارہ کی دعا ثابت ہے اور اسکو بیان کرنے ساتھہ ہم اسکو طول نہین دیتے پہر اللہ عزوجل
نے اپنے نفس مقدس کو منزہ کیا اور فرمایا سبحان اللہ تعالی عما یشرکون یعنے اللہ منزہ ہے ایسی تنزہ کے ساتھہ جو
اسی کے ساتھہ خاص ہے اسکو سوا کہ کوئی اسکا منازع ہو یا مشارک یا اسکے اختیار مین کوئی مزاحم ہو اور وہ
برتر اور بلندتر ہے ان اصنام و انداد سے جنکو اسکی شریک ٹہیراتے ہین اور تیرا رب جانتا ہے اس شرک کو
حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھہ انکی عداوت اور حسد کرنے کو جو اُنکے دل چہپاتے ہین اور جانتا ہی
تمام ان باتون کو جو حق کے مخالف دلون مین پنہان رکہتے ہین اور ظاہر کرتے ہین پہر اللہ عزوجل نے اپنی
تعریف کی وحدانیت کی ساتھہ اور اسکے ساتھہ کہ وہی استحقاق حمد کے ساتھہ متفرد ہے اور فرمایا وھو اللّٰه
آخر آیت تک یعنے وہی مستاثر ہے الوہیت کی ساتھہ خاص ہے اسی سے اور اولی سے دنیا مراد ہے اور آخرت
سے پچہلا دن یعنے اسی کے لیے دنیا اور آخرت مین حمد ہے اور یہ اسلیے کہ وہ جمیع نعم کا مالک ہے خواہ وہ نعم
عاجلہ ہون یا آجلہ اور تعریف کرینگے آخرت مین اللہ عزوجل کی ایماندار جیسے تعریف کرتے ہین اسکی دنیا
مین اور وہان تحمید لذت اور ذوق کے لیے ہوگی نہ اسلیے کہ اللہ عزوجل کی طرف سے اونکو تحمید کی تکلیف ہو
جیسے اللہ عزوجل نے انکی اُخروی حمد کو مختلف مقامون مین حکایت فرمایا سورہ فاطر مین باغ
مین بسنے کی جہان جاوینگے وہان گہنا پہنائے جاوینگے کنگن سونے کے اور موتی اور انکی پوشاک
وہان ریشمی ہوگی اور کہین گے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرُ یعنے

اور کہین گے شکر اللہ کا جسنے دور کیا ہم سے غم بیشک ہمارا رب بخشتا ہے قبول کرتا اور فرمایا سورۂ زمر مین
کہ بہشت کی داروغی بہشتیون کو کہین گے سلام پہنچے تمپر تم لوگ پاکیزہ ہو سو داخل ہو بہشت مین ہمیشہ
رہنے کو اور کہین گے بہشتی اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ
حَيْثُ نَشَآءُ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ یعنے شکر اللہ کا جسنے سچا کیا ہم سے اپنا وعدہ اور وارث کیا ہمکو اس زمین کا
اور اسی سورہ کے آخر مین کچھ ملائکہ کا مذکور کر کے فرمایا وَقِيْلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ یعنے اور کہا جاویگا کہ سب خوبی
اللہ کو جو صاحب ہے ساری جہانکا پھر فرمایا وَلَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ یعنے اسی اللہ عز وجل کے لیے ہر چیز پر
قضا نافذ ہے پھر حکم کرے گا اپنے بندون مین جو چاہے گا بلا شراکت غیر کے اور اسی کی طرف نہ کسی اور
کیطرف پھیرے جاؤ گے بعث اور نشور اور قبرون سے خروج کے ساتھ پھر محسن کو اسکے احسان کی
جزا اور مسی کو اسکے اسارت کی سزا دیگا قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ الَّيْلَ سَرْمَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ
مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِضِيَآءٍ اَفَلَا تَسْمَعُوْنَ ۝ قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ النَّهَارَ سَرْمَدًا
اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِلَيْلٍ تَسْكُنُوْنَ فِيْهِ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ۝ وَمِنْ رَّحْمَتِهٖ
جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝ تو کہہ
دیکھو اگر اللہ کہدیوے تمپر رات ہمیشہ کو قیامت کے دن تک کون حاکم ہے اللہ کے سوا کہ لاوے تمکو کہین سے روشنی
پھر کیا تم سنتے نہین تو کہہ دیکھو تو اگر کہدے اللہ تمپر دن ہمیشہ کو قیامت کے دن تک کون حاکم ہے اللہ کے
سوا کہ لادے تمکو رات جسمین چین پکڑو کیا تم نہین دیکھتے اور اپنی مہر سے بنا دیا تمکو رات اور دن کہ اسمین
چین بھی پکڑو اور تلاش بھی کرو اس کا کچھ فضل اور شاید تم اسکا شکر کرو ف اللہ عز وجل نے ان آیات
مین اپنے اس احسان اور امتنان کا بیان فرمایا ہے جو اسنے رات اور دن بندون کے لیے کام مین
لگا دینے سے ایر کیا ہے جنکے سوا انکا قیام مشکل ہے اور فرمایا کہ اگر قیامت تک رات بنا دیوے تو ضرور یہہ
انکے لیے مضر ہوتا اور ضرور نفوس اس سے دلگیر اور تنگ ہو جاوین و لہذا فرمایا مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِضِيَآءٍ
یعنے کون حاکم ہے جو تمکو لاوے روشنی جسکے ساتھ تم دیکھو اور جسکی وجہ سے تم مستانس ہو پھر اللہ عز وجل نے خبر
دی کہ اگر اللہ تعالے قیامت کے دن تک ایک دن بنا دیوے تو ضرور انکے لیے یہ بھی مضر ہو اور ضرور بدن
کثرت حرکات اور اشغال سے تھک جاوین و لہذا فرمایا مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ بِلَيْلٍ تَسْكُنُوْنَ فِيْهِ
یعنے کون حاکم ہے اللہ عز وجل کے سوا جو تمکو رات لادیوے جسمین تم حرکات اور اشغال سے راحت پاؤ

اور یہ جو فرمایا وَمِنْ رَّحْمَتِهٖ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ آخر آیت تک تو اسکے معنے یہ ہین کہ اسکی مہربانی ہے
تمپر کہ اسنے تمہارے واسطے رات اور دن بنا دیے رات مین تو آرام اور چین کرتے ہو اور دن مین اسفار اور ترحال
اور حرکات اور اشغال کے ساتھہ اسکا فضل ڈہونڈتے ہو اور اس کلام مین لف و نشر ہے اور یہ فرمایا لَعَلَّكُمْ
تَشْكُرُوْنَ یعنے تو کہ تم اللہ عزوجل کا شکر کرو رات اور دن مین مختلف عبادات کے ساتھہ اور جسکا وظیفہ رات
کا رہجاوے وہ اسکا دن مین تدارک کرے اور جسکا دن مین رہجاوے وہ اسکا رات مین تدارک کرے جیسے
اللہ عزوجل نے فرمایا وَهُوَ الَّذِيْ جَعَلَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ اَرَادَ اَنْ يَّذَّكَّرَ اَوْ اَرَادَ شُكُوْرًا
یعنے اور وہی ہے جسنے بنائی رات اور دن بدلتے اسکے واسطے جو چاہے دہیان مین لانا یا چاہے شکر کرنا
بدلتے یعنے ایکدوسرے کا بدلہ دنکا کام رہگیا رات کو کیا رات کا کام رہگیا دنکو کیا اور آیات اسبارے مین
بہت ہین فتح کا بیان یہ ہے کہ کہدے مکہ والون کو بہلا بتاؤ اگر اللہ عزوجل رات کو ہمیشہ کے لیے بنا دیوے
اسطرح کہ آفتاب کو زمین کے تلے ساکن کر دیوے یا افق غائر کے گرداگرد اسکو گہماوے اور سرمد بمعنے
دائم مستمر ہے ماخوذ سرد سے جو معنے مین متابعت اور اطراد کے ہے اور میم سرمد زائدہ ہے جیسے دلامص
مشتق ہے دلاص سے اور وزن اسکا فعمل ہے بعض نے کہا میم اصلی ہے اور وزن اسکا فعلل ہے نہ فعمل
ہے اور یہی ظاہر ہے اس آیت مین اللہ عزوجل نے بیان فرمایا ہے کہ مینے عباد کے واسطے معیشت
کے اسباب تیار کر دیے ہین تو کہ وہ اس نعمت کا شکر کرین اور اگر وہ زمانہ جسمین بسر کرتے ہین ہمیشہ کے
لیے رات ہوتا دن کے سوا قیامت کے دن تک تو ممکن نہ تہا کہ اسمین حرکت کر سکتے اور مطاعم اور مشارب
اور ملابس کو جنکی انکے قیام کے واسطے ضرورت ہے طلب کر سکتے پہر اللہ عزوجل نے اونپر منت رکھی اور
فرمایا مَنْ اِلٰهٌ غَيْرُ اللّٰهِ يَاْتِيْكُمْ يعنے آیا تمہارے خیال مین کوئی ایسا حاکم ہے ان حکام مین سے
جنکی تم عبادت کرتے ہو جو اس ظلمت دائمہ کو تمسے دور کرنے پر قادر ہو اور اسکو دور کرکے تمہارے
پاس روشنی لے آوے جسمین معیشت طلب کرو اور جن چیزونکے دیکہنے کی ضرورت ہے انکو دیکہو اور
تمہارے پہل درست ہو جاوین اور زراعتین بڑہ جاوین اور تمہارے چارپائے اسمین زندہ رہین
اور جملہ لفظ الہ کی دوسری صفت ہے جسپر تبکیت اور الزام دائر ہے پہر فرمایا کیا تم نہین سنتے سننا فہم
اور قبولیت اور تدبر اور تفکر کا اور اسمین توبیخ ہے کفار کے لیے ابلغ وجہ پر پہر جب اللہ عزوجل نے اونپر
وجود نہار کے ساتھہ امتنان اور احسان کہا تو وجہ دلیل کا بہی اونپر امتنان بیان کیا اور فرمایا قُلْ اَرَاَيْتُمْ

إِنْ جَعَلَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ النَّهَارَ سَرْمَدًا آخر آیت تک یعنی بہلا بتاؤ اگر اللہ عزوجل ہمیشہ دہر کو جسمین تم زندگی
بسر کرتے ہو قیامت تک دن بنا دیوے رات کی سوا اسطرح کہ آفتاب کو وسط سما مین ٹھہرا دیوے یا فوق
افق کے مدار پر اسکو گھماوے تو کون حاکم ہے اللہ عزوجل کے سوا جو تمہارے پاس رات لاوے جسمین
تم دن کے نصب اور تعب سی مستقر اور طلب معاش اور کسب کی مزاولت سی مستریح ہو تو کیا تم اس منفعت عظیمہ کو
مستیقظ کا دیکھنا نہین دیکھتے تو کہ تم غیر اللہ کی عبادت سی منزجر ہو جاؤ اور جب وہ اقرار کرین کہ ان باتون پر
اللہ عزوجل کے سوا کوئی قادر نہین ہے تو انپر الزام قائم ہو گیا اور جس شبہ ساقطہ کے ساتھہ وہ متمسک
ہین وہ باطل ہو گیا اور اللہ عزوجل کے قول ومن رحمتہ الآیۃ مین بیان ہے اس بات کا کہ طلب رزق مین
کوشش ممدوح اور یہ توکل کے مخالف نہین ہے اور اس آیت مین لف ونشر ہے اور اگرچہ دن مین سکون ممکن
ہے اور رات مین رزق کا طلب کرنا چاندنی رات مین یا ایسی چیز کی مدد کے ساتھہ جسکے ساتھہ روشنی حاصل
ہو جیسے چراغ مگر یہ نادر ہے جسکا کوئی اعتبار نہین ہے اور اکثر لوگون کی عادت کی یہ خلاف ہے وَيَوْمَ
يُنَادِيهِمْ فَيَقُولُ أَيْنَ شُرَكَائِيَ الَّذِينَ كُنْتُمْ تَزْعُمُونَ ۝ وَنَزَعْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا فَقُلْنَا هَاتُوا
بُرْهَانَكُمْ فَعَلِمُوا أَنَّ الْحَقَّ لِلّٰهِ وَضَلَّ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَفْتَرُونَ ۝ اور جسدن انکو پکارے گا تو کہیگا
کہان ہین میرے شریک جنکا تم دعوے کرتے تھے اور جدا کرینگے ہم ہر فرقے مین سی ایک احوال بتانے
والا پھر کہین گے کہ لاؤ اپنی سند تب جانین گے کہ سچ بات ہے اللہ کی اور کھوئی گئین اُنسی جو باتین وہ
جوڑتے تھے ف احوال بتانے والا پیغمبر یا اُنکے نائب یا جو نیک بخت تھے اور یہ بھی ایک ندا ہوگی
دوسرے اُن لوگون کو جنہون نے اللہ عزوجل کے ساتھہ کسی دوسرے کی عبادت کی توبیخ اور تقریع کے لیے
اللہ عزوجل انکو علے رؤس الاشہاد پکاریگا اور فرماوے گا أَيْنَ شُرَكَائِيَ الَّذِينَ كُنْتُمْ تَزْعُمُونَ یعنے
کہان ہین وہ شریک جنکا تم دنیا مین دعوے کرتے تھے کہا مجاہد نے شہید سے رسول مراد ہے اور یہ جو فرمایا
تب جانین گے سچ بات ہے اللہ کی یعنے جان لین گے اللہ عزوجل کے سوا کوئی الہ نہین ہے اسوقت انکو
یہ افترا اور شرک کچھہ مفید نہ ہوگا فتح مین ہے کہ اللہ عزوجل نے اس ندا کو دوبار اسلیے بیان فرمایا کہ
احوال مختلف ہونگے تو کسی بار وہ پکار کے وقت بتون سے مدد طلب کرینگے اور کسی وقت وہ ساکت
رہین گے اور اس تکرار مین یہی تقریع ہے تقریع کے بعد اور توبیخ ہے توبیخ کے بعد . . . . . . اور خبر
دیتا ہے اس بات کی کہ کوئی چیز اللہ عزوجل کے غضب کو شرک سے بڑھکر کھینچنے والی نہین ہے جیسے کسی کو

اسکی خوشنودی مین توحید سے بڑہکر دخل نہین ہے یا تکرار اس لیے ہے کہ اول ندا انکی ا رکا فساد بیان کرنے کے لیے ہوگی اور دوسری اسلیے کہ انکے شرک پر کوئی دلیل نہ تہی محض اپنی چاؤ اور خواہش نفس سے یہ کام کرتے تہے کہا مجاہد نے شہید سے رسول اور نبی مراد ہین بعض نے کہا ہر امت کی عادل لوگ مگر پہلی تفسیر بہتر ہے اور یہی کی مثل ہے اللہ عزوجل کا یہ قول فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا یعنے پہر کیا حال ہوگا جب بلاوینگے ہم ہر امت مین سے احوال کہنے والا اور بلاوینگے تجہکو ان لوگون پر احوال بتانے والا پہر اللہ عزوجل نے اسچیز کو بیان فرمایا جو وہ ہر امت کو فرماویگا اور فرمایا فقلنا آخر تک یعنے فرماوینگے ہم انکو لاؤ اپنی حجت اور دلیل اسپر کہ میرے ساتہ شریک ہین پس اسوقت اقرار کرین گے اور اقامت برہان سے عاجز ہوجاوینگے کہ الوہیت محض اللہ عزوجل کے ساتہہ خاص تہی اور وہ اکیلا تہا اپنے الوہیت مین نہین اسکا کوئی شریک تہا اور دنیا مین جو اللہ عزوجل کے ساتہہ عبادت مین شریک بناتے تہے وہ سب بہول جاوینگے پہر اللہ عزوجل نے ضلالت والون کے بیان کے بعد قارون کا قصہ بیان فرمایا جو اللہ عزوجل کی بدیع قدرت اور عجیب صنعت پر بتلاتا ہے اور فرمایا اِنَّ قَارُوْنَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰى فَبَغٰى عَلَيْهِمْ وَاٰتَيْنٰهُ مِنَ الْكُنُوْزِ مَآ اِنَّ مَفَاتِحَهٗ لَتَنُوْٓءُ بِالْعُصْبَةِ اُولِى الْقُوَّةِ اِذْ قَالَ لَهٗ قَوْمُهٗ لَا تَفْرَحْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْفَرِحِيْنَ ۝ وَابْتَغِ فِيْمَآ اٰتٰىكَ اللّٰهُ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ وَلَا تَنْسَ نَصِيْبَكَ مِنَ الدُّنْيَا وَاَحْسِنْ كَمَآ اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَيْكَ وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِى الْاَرْضِ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ ۝ قارون جو تہا سو حضرت موسی علیہ السلام کی قوم سے پہر شرارت کرنے لگا انپر اور ہمنے دیے تہے اسکو خزانے اتنے کہ اسکی کنجیون سے تہکتے کئی مرد زور آور جب کہا اسکو اسکی قوم نے اترا مت اللہ عزوجل کو نہین بہاتے اترانے والے اور جو تجہکو اللہ نے دیا اس سے پیدا کر پچہلا گہر اور نہ بہول اپنا حصہ دنیا سے اور بہلائی کر جیسے اللہ عزوجل نے بہلائی کی تجہہ سے اور نہ چاہ خرابی ڈالنی ملک مین اللہ کو بہاتے نہین خرابی ڈالنے والے **ف** قارون حضرت موسیٰ کی جد کی اولاد مین تہا فرعون کی سرکار مین پیش ہوگیا تہا بنی اسرائیل پر کار بیگار یہی پہنچاتا اور مزدوری اسی کے ہاتہہ سے ملتی اس کام مین مال بہت کمایا جب بنی اسرائیل حکم مین آئے حضرت موسی علیہ السلام کے اور فرعون غرق ہوا اسکی روزی موقوف ہوئی اور سرداری نہ رہی دل مین ضد رکہتا ہوئے سے منافق بنکر پیچہے عیب دیتا اور تہمتین لگاتا ایکدن ایک عورت کو تہمت کی بات سکہلا کر روبرو لایا اس عورت نے خدا سے ڈر کر سچ

کہدیا کہ اسنے مجھکو سکھایا تھا تب حضرت موسے کی بد دعا رسے زمین مین غرق ہوا اور اسکا گھر اور خزانہ
بہی غرق ہوا خرابی نہ ڈال یعنے حضرت موسیٰ کی ضد نہ کر اور اپنا حصہ نہ بہول دنیا سے یعنی حصے موافق
کہا ہین اور زیادہ مال سے آخرت کما لنتے مانی موضح القرآن ف اعمش نے منہال بن عمر اور سعید بن جبیر
سے اور ان دونون سے ابن عباسؓ سے روایت کیا اِنَّ قَارُوْنَ كَانَ مِنْ قَوْمِ مُوْسٰى کی تفسیر مین کہ وہ
حضرت موسیٰؑ کا چچازاد بہائی تہا وَهٰكَذَا قَالَ اِبْرَاهِيْمُ النَّخَعِيُّ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْحٰرِثِ بن نوفل
وسماك بن حرب وَقَتَادَةُ وَمَالِكُ بْنُ دِيْنَارٍ وَابْنُ جَرِيْرٍ وَغَيْرُهُمْ اِنَّهٗ كَانَ ابْنَ عَمِّ مُوْسٰى
عَلَيْهِ السَّلَامُ یعنے ان صاحبان کا بہی یہی قول ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا چچازاد برادر تہا اور
کہا ابن جریج نے قارون یصہر بن قاہث کا بیٹا تہا اور حضرت موسیٰؑ عمران بن قاہث کے بیٹے تہے
اور محمد بن اسحق نے گمان کیا کہ قارون حضرت موسیٰؑ کا چچا تہا کہا ابن جریج نے اور اکثر اہل علم کا
یہی قول ہے کہ قارون حضرت موسےؑ کے چچا کا بیٹا تہا واللہ اعلم اور کہا قتادہ بن دعامہ نے ہم سے
بیان کیا گیا کہ وہ حضرت موسیٰؑ کے چچا کا بیٹا تہا اور اسکو منور کہتے تہے اسلیے کہ توریت خوش
آواز یسے پڑہتا تہا مگر اللہ عزوجل کا دشمن منافق تہا جیسے سامری منافق تہا اور بسبب کثرت مال کے
خدا نے اسکو برباد کر دیا اور کہا شہر بن حوشب نے اپنا ہر ایک کپڑا اور دوسرے لوگون سے ایک بالشت طویل
رکہتا اپنی اپنر رعونت کے لیے اور یہ جو فرمایا وَاٰتَيْنٰهُ مِنَ الْكُنُوْزِ آخر آیت تک تو اعمش نے اس
آیت کی تفسیر مین خیثمہ سے روایت کیا کہ قارون کے خزانون کی کنجیاں چمڑے کی تہین اور ہر کنجی
انگشت کے برابر تہی اور ہر ایک کنجی الگ الگ خزانے کی تہی جب وہ سوار ہوتا تو انکو لاد لیتا ستر
خچر دنیر جنکے موہنہ اور ہاتھ اور پاؤن سفید ہوتے اور بعض نے کچھ اور کہا واللہ اعلم ابن عباسؓ نے
فرحین کی مرحین کے ساتھ تفسیر کی یعنے اترانے والے اور کہا مجاہد نے فرحین سے اشرین بطرین
مراد ہین جو اللہ عزوجل کے دیے پر شکر نہین کرتے اور نہ بہول حصہ اپنا دنیا سے یعنے یہ مال جزیل اور
نعمت فراخ جو تجھکو اللہ عزوجل نے عنایت کی اللہ عزوجل کی طاعت اور اسکے تقرب مین صرف کر
انواع قربات کے ساتھ جنکے ساتھ تجھکو دنیا اور آخرت مین ثواب حاصل ہو اور نہ بہول حصہ اپنا دنیا
یعنے اس چیز سے کہ اللہ عزوجل نے ان کو مباح کیا ماکل اور مشارب اور ملابس اور مساکن اور مناکح سے
کیونکہ تیرے رب کا تجھپر حق ہے اور تیرے نفس کا تجھپر حق ہے اور تیرے گھر والون کا تجھپر حق ہی

اور تیرے گہر والون کا تجہ پر حق ہے اور تیرے مہمان کا تجہ پر حق ہے پہر تو ہر حق والیکا حق ادا کر اور بہلائی
کر اللہ جل وعلا کی مخلوق سے جیسے اللہ عزوجل نے بہلائی کی تجہ سے اور بسبب کثیر المال ہونے اپنے کے زمین
مین فساد نکر اور مخلوقات سے برائی نکر اللہ عزوجل بگاڑ والون کو نہین چاہتا فتح مین کہا ہے کہ قارون
اوپر وزن فاعول کے اسم اعجمی ہے اور غیر منصرف ہے بسبب عجمہ اور علمیت کے اور نہین ہے یہ لفظ عربی مشتق
قرن سے کہا زجاج نے اگر قارون کا لفظ قرن سے ماخوذ ہوتا تو منصرف ہوتا کہا نخعی اور قتادہ وغیرہما نے
کہ یہ حضرت موسی علی نبینا وعلیہ السلام کے چچے کا بیٹا تہا اور یہ قارون تہا بیٹا الصہر کا بیٹا قاہث کا بیٹا
لاوی کا بیٹا یعقوب کا اور حضرت موسی علیہ الصلوۃ والسلام عمران بن قاہث کی بیٹی تہی بعض نے
کہا حضرت موسی علیہ السلام کا خالہ زاد بہائی تہا اور اسکو منور کہتے تہے کیونکہ یہ خوبصورت آدمی تہا
اور یہ اُن ستر لوگون مین سے تہا جنکو موسی علیہ السلام نے مناجات کے واسطے چنا تہا اور سنی اس نے کلام
اللہ عزوجل کی قالہ الرازی اور بنی اسرائیل مین کوئی ایسا توریت خوان نتہا جیسا یہ پہر منافق ہوگیا سامری
کیطرح اور نکل گیا حضرت موسی علیہ السلام کی طاعت سے اور تجبر اور تکبر مین یہ حد سے بڑہ گیا اور لوگون پر
فضیلت طلب کی اور یہ کہ وہ اسکے زیردست ہووین اور حضرت موسی علیہ السلام سے انکی رسالت پر
حسد کیا اور حضرت ہارون علیہ السلام سے انکی امامت پر اور کفر کیا اللہ عزوجل کے ساتہہ اندونون کم ہانکر
بسبب کثرت مال اپنے کے کہا ضحاک نے اسکی شرارت بنی اسرائیل پر یہ تہی کہ بسبب کثرت مال اور اولاد ہونے
کے ان کو حقیر جانتا تہا اور کہا بعض نے فرعون کیطرف سے بنی اسرائیل پر عامل تہا اور اُن پر ظلم کرتا تہا
بعض نے بغی کی تفسیر مین کچہ اور بیان کیا جو آیت کے معنے کے مناسب نہین ہے اور کنوز جمع ہے کنز
کی اور کنز وہ مال مدخر ہے اور اسکے اموال کو کنوز سے تعبیر کیا کیونکہ وہ زکوۃ ادا نہین کرتا تہا عطا کا
تو یہ قول ہے کہ اسکو حضرت یوسف علیہ السلام کے خزانون مین سے کوئی خزانہ مل گیا بعض نے کہا وہ کیمیا
جانتا تہا اور مفاتح جمع ہے مفتح مکسور المیم کی اور وہ کنجی ہے بعض نے کہا مفاتح سے خزانے مراد ہین اس
صورت مین مفاتح کا واحد مفتح مفتوح المیم ہوگا واحدی نے کہا اکثر مفسرین کے قول مین مفاتح سے خزانے
مراد ہین جیسے اللہ عزوجل کے اس قول مین وَعِنْدَہٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ اور زجاج کا یہی مختار ہے کہا زجاج
نے مفاتح کی تفسیر مین بہت مناسب یہی قول ہے کہ مفاتح سے اسکے مال کے خزانے مراد ہین اور دوسرون
کا یہ قول ہے کہ مفاتح جمع ہے مفتاح کی اور وہ وہ چیز ہے جس سے دروازہ کہولا جاتا ہے یہی قول ہے

قتادہ اور مجاہد کا کہا خیثمہ نے قارون کے خزانون کی کنجیان اونٹ کی چمڑے کی تہین ہر ایک کنجی ایک
انگشت کے برابر تھی جنمین سے ہر ایک جدا جدا خزانے کی تہی جب وہ سوار ہوتا تو ستر خچرون پر ان کنجیون کو
لاد لیا جاتا جنکے سونہ اور ہاتہ پاؤن سفید ہوتے اور کہا خیثمہ نے مین نے انجیل مین پایا کہ قارون کے خزانے
کی کنجیون کے اوٹھانیوالی ایسی خچرین تہین جنکے مونھہ اور ہاتہ پاؤن سفید تہے اور کوئی کنجی ایک انگشت
سے زیادہ لنبی نہ تہی اور ہر ایک کنجی کے لیے ایک ایک خزانہ تہا کہا علامہ شوکانی نے فتح القدیر مین ہم نے
خیثمہ کے اس قول کو انجیل مین نہین پایا اور یہ جو فرمایا لَتَنُوْءُ بِالْعُصْبَةِ اُولِی الْقُوَّةِ تو عصبہ اولی القوۃ سے
زبردست جماعت مراد ہے اور مطلب یہ ہے کہ زوروالون کی ایک جماعت بہی انکو نہین اوٹھا سکتی تہی
اور کہا رازی نے معنے یہ ہین کہ ایک جماعت اگر ان کنجیون کو ضبط کرنا چاہتی تو ضبط نہین کرسکتی تہی
کیونکہ وہ بہت تہین اور ابو عبیدہ کا یہ قول ہے کہ ایک جماعت انکو اوٹھا لیتی تہی اور فراء نے کہا
ایک جماعت انکی اٹھانے سے تہک جاتی اور اکثر سلف کا یہی قول ہے اور عصبہ وہ جماعت ہے جو تین سے
دس تک ہو بعض نے کہا دس سے پندرہ تک بعض نے کہا دس سے بیس تک بعض نے کہا پانچ سے دس
تک بعض نے کہا چالیس نفر کو عصبہ کہتے ہین بعض نے کہا ستر کو بعض نے کچہ اور کہا اور ابن عباس رضی
اللہ تعالی عنہما نے لتنوء بالعصبۃ اولی القوۃ کی تفسیر مین فرمایا کہ ان کنجیون کو زور آور مردون کی ایک
جماعت نہین اٹھا سکتی تہی اور عصبہ کہتے ہین چالیس آدمیون کو اور قوم قارون سے یہان بنی اسرائیل
کے ایماندار لوگ مراد ہین کہا فراء نے قوم سے صرف حضرت موسی علی نبینا وعلیہ السلام مراد ہین اور قوم کا لفظ
اگرچہ جمع کے لیے ہے مگر مراد اس سے واحد ہے اور معنے یہ ہین نہ اترا اور نہ فخر کر اور نہ اکڑ بسبب کثرت مال کے
اللہ عزوجل نہین چاہتا فخر کرنیوالون اترانے والون کو جو اللہ عزوجل کی دینے کا قدر نہین کرتے کہا زجاج
نے مت خوش ہو مال کر ساتہ کیونکہ مال کے ساتہ خوش ہونے سے مال کا حق ادا نہین ہوتا بعض نے
کہا معنے یہ ہین نہ فساد کر کہا زجاج نے فرحین اور فارحین دونو لفظون کے ایک معنے ہین اور فراء
نے کہا فرحین وہ لوگ ہین جو زمانہ موجود مین فرحت مین ہون اور فارحین وہ جو آیندہ زمانہ مین فرحت
مین ہون اور کہا مجاہد نے معنے لاتفرح کے یہ ہین مت بغاوت کر اور فرحین کہتے ہین بغاوت کرنے
والون کو بعض نے کہا معنے یہ ہین بخل نہ کر اللہ عزوجل نہین چاہتا بخل کرنے والون کو اور کہا ابن عباس
رضی اللہ تعالی عنہما نے فرحین بمعنے مرحین ہے (اور مرح کہتے ہین اترانے کو) بعض نے کہا دنیا

کے ساتھ وہی خوش ہوتا ہے جو اُسکے ساتھ راضی ہو اور اُسی کے ساتھ مطمئن ہو اور رہا وہ شخص جسکا دل آخرت مین
لگ رہا ہے اور وہ جانتا ہے کہ وہ دنیا کو عنقریب چھوڑنیوالا ہے تو وہ تو دنیا سے خوش نہین ہوتا اور جو مال اور
ثروت اور غنا تجھکو اللہ عزوجل نے عنایت کی ہے اُس مین جنت کا سامان طیار کر وہ اسطرح کہ اسکو خرچ کر اللہ
عزوجل کی رضامندی مین مثل صدقہ اور ناطہ جوڑنے اور بھوکے کو کھلانے اور ننگے کو پہنانے اور محتاج پر
خرچ کرنے کے اور نہ اوڑا مال کو تجبر اور بغاوت مین اور وَابْتَغِ کو واتبع بھی پڑھا گیا ہے اور یہ جو فرمایا اور نہ بھول
اپنا حصہ دنیا مین سے تو جمہور مفسرین کا اسکے تفسیر مین یہ قول ہے کہ دنیا مین آخرت کے لیے عمل کرے اور انسان
کا عمل وہ اسکی عمر اور اسکا عمل صالح ہے کہا زجاج نے اسکے معنے یہ ہین آخرت کیواسطے عمل کرنا مت بھول
کیونکہ حقیقت مین انسان کا دنیا سے یہی حصہ ہے کہ آخرت کیواسطے عمل کرے اور کہا حسن اور قتادہ نے
اسکے معنے یہ ہین کہ تو حلال کے طلب مین اور اس سے فائدہ اٹھانے مین کوتاہی نہ کر اور نظم قرآنی کے ساتھ
موافق ہی اور بعض نے کہا دنیا مین نصیب سے مراد کفن ہے جیسے شاعر کے اس قول مین نَصِيبُكَ مِمَّا تَجْمَعُ
الدَّهْرَ كُلَّهُ رِدَاآنِ تُدْرَجُ فِيهَا وَحَنُوطُ اور بیضاوی نے نصیب کی اس چیز کے ساتھ تفسیر کی ہے جس
کا انسان دنیا مین محتاج ہوتا ہے حدیث مین ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِغْتَنِمْ خَمْسًا قَبْلَ
خَمْسٍ شَبَابَكَ قَبْلَ هَرَمِكَ وَصِحَّتَكَ قَبْلَ سَقَمِكَ وَغِنَاكَ قَبْلَ فَقْرِكَ وَفَرَاغَكَ قَبْلَ شُغْلِكَ وَ
حَيَاتَكَ قَبْلَ مَوْتِكَ یعنے پانچ چیزون کو پانچ چیزون سے پیشتر غنیمت جان اپنی جوانی کو بوڑھا ہونے سے
پہلے اور اپنی عافیت کو بیمار ہونے سے پہلے اور اپنی آسودگی کو حاجت سے پہلے اور فرصت کو مشغول ہونے
سے پہلے اور جینے کو مرنے سے پہلے وھو مرسل اور اسی کے مطابق چلے ہین مجاہد اور ابن زید بعض نے
کہا معنے یہ ہین جس چیز کا تو دنیا مین محتاج ہے اسکو لے اور باقی کو اپنے قبضہ سے نکال ڈال اور یہ جو فرمایا
احسان کر جیسے تیرے ساتھ اللہ عزوجل نے احسان کیا تو اسکے یہ معنے ہین کہ تو اللہ عزوجل کے بندون سے احسان
کر اس چیز کے ساتھ جسکے ساتھ تجھ پر اللہ عزوجل نے احسان کیا دنیا کی نعمتون سے بعض نے کہا معنے یہ ہین تو اللہ
عزوجل کی اطاعت کر اور اسکی عبادت کر جیسے اسنے تجھ پر احسان کیا اور اس معنی کی موید ہے وہ حدیث جو
صحیحین وغیرہما مین ثابت ہی کہ جبریل علیہ السلام نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے احسان کے معنے دریافت
لیے تو آپنے فرمایا اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ یعنے آپنے فرمایا احسان
اور اخلاص یہ ہے کہ تو اللہ عزوجل کی ایسی طرح عبادت کرے جیسے کہ تو اُسکو دیکھ رہا ہو سو اگر اس طرح

کا دیکھنا تجہ سے نہ ہو سکے تو یون جان کرو ٥ تجہ کو دیکھتا ہے قَالَ اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ عِنْدِيْ اَوَ
لَمْ يَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَهْلَكَ مِنْ قَبْلِهٖ مِنَ الْقُرُوْنِ مَنْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَّاَكْثَرُ جَمْعًا وَ
لَا يُسْئَلُ عَنْ ذُنُوْبِهِمُ الْمُجْرِمُوْنَ ٥ بولا یہ تو مجھکو ملا ہے ایک ہنر سے جو میری پاس ہے یعنے مجھہ کو دنیا کے
کمانے کا سلیقہ ہے کیا یہ نہ جانا کہ اللہ کہپا چکا ہے اس سے پہلے کتنی سنگتین جو اس سے زیادہ رکہتی تہین
زور اور زیادہ مال کے جمع اور پوچہے نجائینگے گناہگارون سے انکے گناہ **ف** اور پوچہے نجائینگے گنہگارون
سے انکے گناہ یعنے گنہگارون کی سمجہ درست ہو تو گناہ کیون کرین جب سمجہ اُلٹی پڑے تو الزام دینے کا کیا فائدہ
کہ یہ برا کام کیون کرتا ہے اسکی برائی نہین سمجہتا انتہے ما فی موضح القرآن کہا حافظ ابن کثیر نے اس آیت
مین اللہ عزوجل نے خبر دی ہے قارون کے جواب سے جو اس نے اپنی قوم کو دیا جب انہون نے اسکو نصیحت کی
اور بہلی خیر کیطرف ارشاد کیا تو بولا اِنَّمَآ اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ عِنْدِيْ یعنے مین اسچیز کا محتاج نہین ہون جو
تم بیان کرتے ہو اور مجھکو تو ملا اللہ عزوجل نے اسلیے دیا ہے کہ وہ مجھکو مالدار ہونے کے لائق سمجھتا ہے اور
مجہ سے محبت رکھتا ہے اور یہ قارون کا قول ویسا ہی ہے جیسے اللہ عزوجل نے ہر انسان کافر کے زبان سے
حکایت فرمایا لیبے اس قول مین وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَانَا ثُمَّ اِذَا خَوَّلْنٰهُ نِعْمَةً مِّنَّا قَالَ اِنَّمَآ
اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ عِنْدِيْ بَلْ هِيَ فِتْنَةٌ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ قَدْ قَالَهَا الَّذِيْنَ مِنْ
قَبْلِهِمْ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ فَاَصَابَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا وَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ
اَوَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ یعنے
سو جب لگے آدمی کو کچہ تکلیف ہمکو پکارے پہر جب بخشین ہم اسکو اپنی طرف سے کوئی نعمت کہے یہ تو مجہ کو ملی
کہ آگے سے معلوم تہی کوئی نہین یہ جانچ ہے پر وہ بہت نہین سمجہتے کہہ چکے ہین یہ بات ان سے اگلے پہر کچہ کام نہ آیا ان
کو جو کماتے تہے پہر پڑین انپر برائیان جو کمائی تہین اور جو گنہگار ہین ان مین سے انپر بہی اب پڑتے
ہین برائیان جو کمائی ہین اور وہ نہین تہکانے والے اور کیا نہین جان چکے کہ اللہ پہیلاتا ہے روزی
جسکو چاہے اور ماپ کر دیتا ہے البتہ اس مین پتے ہین ان لوگون کو جو مانتے ہین یعنے عقل دوڑانے تدبیر
کرنے مین کوئی کمی نہین کرتا پہر ایک کو روزی کشادہ ہے ایک کو تنگ جان لو کہ عقل کا کام نہین اور اور
مقام مین حکایت فرمایا وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ رَحْمَةً مِّنَّا مِنْۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ هٰذَا لِيْ وَمَآ
اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً وَّلَئِنْ رُّجِعْتُ اِلٰى رَبِّيْٓ اِنَّ لِيْ عِنْدَهٗ لَلْحُسْنٰى فَلَنُنَبِّئَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِمَا

وَالَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْ هٰٓؤُلَآءِ سَيُصِيْبُهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا

عَمِلُوا وَلَنُذِيقَنَّهُم مِّنْ عَذَابٍ غَلِيظٍ یعنے اور اگر ہم چکہاوین اسکو کچہ اپنی مہر بعد ایک تکلیف کے جو
اسکو لگی تہی تو کہنے لگیگا یہ ہے میری لائق اور مین نہین سمجہتا کہ قیامت آنیوالی ہو اور اگر مین پہر گیا
اپنے رب کی طرف بیشک مجہکو ہے اُسکے پاس خوبی سو ہم جتاوین گے منکرون کو جو اونہون نے کیا ہے
اور چکہاوینگے انکو ایک گاڑہی مار اور بعض مفسرین سے قارون کے قول اِنَّمَا اُوْتِيْتُهٗ عَلٰى عِلْمٍ عِنْدِيْ
مین یہ منقول ہے کہ قارون کی مراد یہ تہی کہ مین کیمیا کا علم جانتا ہون اور یہ ضعیف قول ہے کیونکہ کیمیا کا علم
فی نفس الامر ایک باطل امر ہے اسلیے کہ اعیان کی تبدیل اور تقلیب پر اللہ عزوجل کے سوا کوی قادر نہین ہے
فرمایا اللہ تعالی نے يَا أَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوا لَهُ إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ لَن
يَخْلُقُوا ذُبَابًا وَلَوِ اجْتَمَعُوا لَهُ یعنے اے لوگو ایک کہاوت کہی ہو اسکو کان رکہو جنکو تم پوجتے ہو اللہ کے
سوا ہرگز نہ بناسکین ایک مکہی اگرچہ ساری جمع ہون اور مسلم مین ابوہریرہ سے مرفوعا مروی ہے کہ حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا تعالی فرماتا ہے وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذَهَبَ يَخْلُقُ كَخَلْقِي فَلْيَخْلُقُوا
ذَرَّةً فَلْيَخْلُقُوا شَعِيرَةً یعنے اس سے بڑا ظالم کون ہے جو گیا کہ بناوے تصویر کو میری طرح تو چاہیے کہ
ایک ذرہ بناوین (یا ایک دانہ پیدا کرین) یا ایک جو پیدا کرین یعنے جاندار کی صورت بنانیوالے پیدا کرنے
مین خدا کی مشابہت کرتے ہین حالانکہ ایسے عاجز ہین کہ جاندار تو ایک طرف ہین ذرہ یا جو برابر بیجان
حقیر چیز کو بہی نہین بنا سکتے اور یہ حدیث ان تصویر بنانیوالون کے حق مین وارد ہے جو اللہ عزوجل کے مخلوق
مین مشابہت کرتے ہین صرف ظاہر صورت مین یا شکل مین اور اُن لوگون کا کیا حال ہے جو دعوی کرتے
ہین کہ ایک ذات کی ماہیت کو دوسری ذات کی ماہیت بنادیتے ہین یہ دعوی زور اور محال اور جہالت اور
ضلالت ہے اور یہ مدعی تو ظاہر صورت کو ایسی رونق دیدیتے ہین کہ وہ دوسری ماہیت معلوم ہوتی ہے اور
حقیقت مین یہ کذب اور ملمع ہوتا ہے اور رواج دینا اس بات کا کہ وہ نفس الامر مین صحیح ہے حالانکہ وہ قطعا
لامحالہ ایسا نہین ہوتا ہے اور نہ شرعی طریق سے یہ بات ثابت ہے کہ اس طریقہ سے کسی شخص کے پاس سونا ہوا ہے
رہا اعیان کا قلب یعنی بعض چیزون کا سونا یا چاندی ہوجانا بعض اولیاء اللہ کے ہاتھون پر خرق عادت
کے طور پر تو اسکا کوئی مسلمان انکار نکرے گا اور نہ اسکو کوئی ایماندار رد کرے گا مگر یہ صناعات کی قبیل
سے نہین ہے بلکہ یہ تو رب الارض والسموات کی مشیئت اور اسکے اختیار اور فعل سے ہے جیسے حیوة بن شریح
مصری رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ ان سے کسی فقیر نے کچہ مانگا اُسوقت انکے پاس دینے کے واسطے کوئی

چنیر نہ تہی مگران کو معلوم ہوا کہ اس فقیر کو سخت حاجت ہے اسوقت انہون نے ایک کنکر کو لیا اور اُس کو ہاتہ مین الٹ پلٹ کیا اور فقیر کیطرف چلایا تو وہ سونا کُندن تہا اور احادیث اور آثار اس باب مین بہت ہین جنکی ذکر سے طول ہوتا ہے اور بعض کا یہ قول ہے کہ قارون اسم اعظم سے واقف تہا تو اُس نے اسم اعظم کے ساتہہ دعا کی اور اس کیوجہ سے مالدار بن گیا مگر صحیح معنے وہی اوّل ہین کہ اسنے کہا مجہ کو اللہ عزوجل نے لائق سمجہ کر دیا ہے ولہذا اللہ عزوجل نے ہسکی بات کو رد فرمایا کہ اللہ عزوجل جسکو دیتا لائق سمجہ کر دیتا اور محبت کیوجہ سے دیتا تو پہلے لوگ جو اس سے زیادہ مالدار اور زیادہ جمع والے تہی اُنکو کیون انکے کفر اور عدم شکر کی وجہ سے ہلاک کرتا ولہذا فرمایا وَلَا يُسْـَٔلُ عَنْ ذُنُوبِهِمُ الْمُجْرِمُونَ اور قتادہ نے علی علم عندی کی تفسیر علی خیر عندی کے ساتہہ کی ہے اور کہا سدی نے اسکی معنے یہ ہین کہ اللہ جانتا ہے کہ مین اس لائق ہون اور امام عبد الرحمن بن زید بن سلم کا اس آیت کی تفسیر مین بہت عمدہ قول ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر اللہ عزوجل مجہ سے راضی نہ ہوتا اور میری فضیلت کو نہ جانتا تو مجہ کو یہ مال نہ دیتا اور استشہاداً یہ آیت پڑہی اَوَلَمْ يَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَهْلَكَ مِنْ قَبْلِهٖ مِنَ الْقُرُوْنِ مَنْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُ قُوَّةً وَّاَكْثَرُ جَمْعًا وَلَا يُسْـَٔلُ عَنْ ذُنُوْبِهِمُ الْمُجْرِمُوْنَ فتح مین لکہا ہے کہ علی علم عندی کی تفسیر مین اختلاف ہی کہ اس علم سی کون علم مراد ہی تو بعض نے کہا اس سے توریت کا علم مراد ہے اور بعض نے کہا قارون کا جاننا مکاسب اور زراعات اور انواع تجارات کی وجہون کو اور بعض نے کہا کنوز اور دفائن پہچان لینا بعض نے کہا اس سے کیمیا کا علم مراد ہے بعض نے کہا معنے یہ ہین مجہ کو اللہ عزوجل نے یہ خزانے دیے ہین اسلیے کہ مجہ کو ان خزانون کے لینے کا مستحق سمجہتا ہے اور زجاج نے اسی کو اختیار کیا ہے اور سب معنون کا انکار کیا ہے اور یہ جو فرمایا اَوَلَمْ يَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ آخر تک تو اسکی معنے یہ ہین کہ اگر مال اور قوت یہ دونو فضل ہونے کے دلیل ہوتی تو پہلے لوگون کو جو قارون سی زیادہ زور والے اور زیادہ جمع والے تہے اُنکو وہ نہ کہپاتا بعض نے کہا قوت سی آلات اور جمع سے اعوان مراد ہین اور اس سی تقریع اور توبیخ مراد ہے کیونکہ قارون توریت کا عالم تہا اور قرون اولی کی خبرون سے بخوبی واقف تہا یا مورخین سی اسنے سنا ہوگا قالہ الکرخی اور یہ جو فرمایا اور پوچہے نجاوین گے اپنے گناہون سی گناہگار یعنے انسے ایسا سوال نہ کیا جاویگا جس مین انکو عذر کرنیکی گنجائش رہے جیسے فرمایا ثُمَّ لَا يُؤْذَنُ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ یعنے پہر حکم نملے منکرون کو عذر کرنے کا اور نہ ان کا عذر قبول ہو اور جیسے فرمایا فَاِنْ يَّصْبِرُوْا فَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ وَاِنْ يَّسْتَعْتِبُوْا فَمَا هُمْ مِّنَ

الْمُعْتَبِيْنَ یعنے پہر اگر وہ صبر کرین تو آگ انکا گہر ہے اور اگر وہ معافی طلب کرین تو معاف نکی جاوینگے یعنے
دنیا مین بعضے بلا صبر سے آسان ہوتی ہی وہان صبر کرین یا نکرین دوزخ گہر ہو چکا اور بعضی بلا ٹلتی ہے منت
کرنے سے وہان بہتیرا چاہین کہ منت کرین کوئی قبول نہین کرتا اور تقریع اور توبیخ کے طور پر ان کو سوال
ہوگا اور حساب کیے جاوینگے اور انپر تشدید کیجاوے گی جیسے اللہ عزوجل نے فرمایا فَوَرَبِّكَ لَنَسْأَلَنَّهُمْ
اَجْمَعِيْنَ یعنے سو قسم ہے تیری رب کی ہمکو پوچہنا ہے ان سب سے اور مجاہد نے آیت کی تفسیر مین کہا کہ
ملائکہ مجرمین سی سوال نکرین گے کیونکہ وہ ان کو علامتون سی پہچان لین گے اسلیے کہ وہ کالی ہونہ نیلی آنکہین
اٹہائی جاوینگے اور کہا قتادہ رض نے گنہگارون کو انکے گناہون کا سوال نہ ہوگا بسبب ظاہر ہونے انکی
گناہون کے اور کثرت انکی کے بلکہ داخل ہونگے بغیر سوال اور حساب کے بعض نے کہا معنے یہ ہین اس
امت کی مجرمون کو امم گذشتہ کی گناہون کا سوال نہ ہوگا یا یہ معنے کہ مجرم اپنے گناہون کا بغیر سوال
کے اقرار کر لین گے بعض نے کہا معنے یہ ہے کہ اللہ عزوجل انکو انکے گناہون کی کیفیت اور کمیت سی سوال
نکریگا جب انکو سزا دینا چاہیگا کہا ابن عادل نے اور ان وجوہ مین سی زیادہ لائق اس آیت کی ساتھ
استعتاب کی وجہ ہے فَخَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ فِيْ زِيْنَتِهٖ ؕ قَالَ الَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا يٰلَيْتَ
لَنَا مِثْلَ مَاۤ اُوْتِيَ قَارُوْنُ ۙ اِنَّهٗ لَذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَيْلَكُمْ ثَوَابُ
اللّٰهِ خَيْرٌ لِّمَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ۚ وَلَا يُلَقّٰىهَاۤ اِلَّا الصّٰبِرُوْنَ ○ پہر نکلا اپنی قوم کے سامنے اپنی
طیاری سی کہنے لگے جو طالب تہے دنیا کی زندگی کے ای کسیطرح ہمکو ملے جیسا کچہ ملا ہے قارون کو بے
شک اسکی بڑی قسمت ہے اور بولے جنکو ملی تہی بوجہ اے خرابی تمہاری اللہ کا دیا ثواب بہتر ہے ان کو
جو یقین لائے اور کیا بہلا کام اور یہ بات انہین کے دل مین پڑتی ہے جو سہنے والے ہین **ف**
یعنے دنیا سے آخرت کو وہی بہتر جانتے ہین جن سی محنت سہی جاتی ہے اور بے صبر لوگ حرص کے مارے
دنیا کی آرزو پر گرتے ہین نادان آدمی دنیا دار کی قسمت کو جانتا ہے اسکی بڑی قسمت ہے اسکی فکر کو
اور آخرت کی ذلت کو اور سو جگہ خوشامد کرنے کو نہین دیکہتا اور یہ نہین دیکہتا کہ دنیا مین آرام ہے تو دس
بیس برس اور مرنے کے بعد کاٹنے ہین ہزارون برس انتہے مافی موضح القرآن ان آیات مین اللہ
عزوجل خبر دیتا ہے کہ قارون ایکدن اپنی قوم کے سامنے بڑی طیاری اور جاہ وجلال سے نکلا مراکب
اور ملابس مین جو اسپر تہے اور اسکے خادمون اور نوکرون پر جب دیکہا اسکو دنیا کے طالبون اور

اور انہون نے جو دنیا کی زینت اور زخارف کیطرف مائل ہین تو انہون نے خواہش کی کسیطرح ہمکو بھی ایسا ہی ملجاتا
اور بولے يٰلَيْتَ لَنَا مِثْلَ مَآ اُوْتِيَ قَارُوْنُ اِنَّهٗ لَذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ اور جب ان کا یہ مقالہ ان لوگون نے
سُنا جو صاحب علم نافع ہین تو وہ بولے وَيْلَكُمْ ثَوَابُ اللّٰهِ خَيْرٌ لِّمَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا یعنے اللہ عزوجل جو
اپنے عباد صالحین مومنین کو دار آخرت مین جزا دیگا وہ بہتر ہے اسچیز سے جس کو تم دیکھتے ہو کہا سدی نے وَلَا
يُلَقّٰىهَآ اِلَّا الصّٰبِرُوْنَ کی تفسیر مین کہ لا یلقیہا مین ضمیر جنت کیطرف راجع ہے اور یہ منجملہ کلام اہل علم ہی کے
ہے کہا ابن جریر نے کہ ضمیر اس کلمہ کیطرف راجع ہے جو اہل علم سے حکایت ہوئی اور معنے یہ ہین اور یہ بات
انہین کے دل مین پڑتی ہے جنکے دل دنیا کی محبت سے خالی اور دار آخرت مین راغب ہین گویا حافظ ابن جریر
نے اسکو اہل علم کے کلام سے جدا بنایا ہے اور اسکو اللہ عزوجل کی کلام اور اخبار سے ٹہیرایا ہے فتح مین کہا
ہے کہ قارون کا یہ خروج ہفتہ کے دن تہا اور وہ نکلا اپنے اتباع کثیرین کے ساتھہ سواریون پر زرین اور
ریشمی لباس پہنے ہوئے گہوڑون اور خچرون سنگارون ہوؤن پر قالہ المحلی اوس بن اوس ثقفی سے
مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خَرَجَ عَلٰى قَوْمِهٖ فِيْ اَرْبَعَةِ اٰلَافِ بَغْلٍ یعنے قارون
اپنی قوم کے سامنے چار ہزار خچرون مین نکلا اخرجہ ابن مردویہ اور تابعین کی ایک جماعت سے اس زینت
کے بیان مین اقوال مروی ہین جس مین وہ نکلا مگر ان مین سے کوئی قول مرفوعا ثابت نہین ہے بلکہ اسرائیلیات
ہین اور نہ ہمکو ابن مردویہ کی اس حدیث کی سند معلوم ہے جسکو ابن مردویہ نے مرفوعا بیان کیا اور جس شخص کو ابن
مردویہ کی کتاب میسر آوی وہ اس مین دیکھے اور مفسرین نے قارون کی اس زینت مین جس مین وہ نکلا مختلف
روایتین کہی ہین مگر مراد صرف اتنی ہے کہ وہ بڑا طیار ہو کر نکلا و لہذا جن دنیا دارون آخرت کے اندہے
نے اسکو دیکھا اس کی مثل ہونے کی تمنا کی جیسے اللہ عزوجل نے انکی طرف سے حکایت کی اپنے اس قول کے
ساتھہ قَالَ الَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا اب اس مقولہ کے قائلین مین اختلاف ہے کہ یہ کون تہے
تو بعض نے کہا یہ اسوقت کے ایماندار لوگ تہے اونہون نے دنیا کی آرزو کی تو کہ اسکے ساتھ اللہ عزوجل کا قرب
حاصل کرین اور مال کو سبیل خیر مین خرچ کرین تو اونہون نے ویسا ہونیکی آرزو کی نہ یہ کہ یہ نعمت اسکو با
نہ رہے اور انکو ملجاوے بعض نے کہا یہ کافرون کی جماعت تہی اور اہل علم سے احبار بنی اسرائیل مراد
اور ضمیر لا یلقیہا مین اس کلمہ کیطرف راجع ہے جسکے ساتھہ احبار نے تکلم کیا بعض نے کہا اعمال
کیطرف راجع ہے بعض نے کہا جنت کی طرف اور معنے یہ ہین کہ اس بات کو نہین سمجھتا اور اس بات

نہین ٹہیرنے اور اس بات پر عمل کرنے کی توفیق نہین دیجاتی مگر وہی جو اللہ عزوجل کے طاعت پر صبر کرتے ہین اور شہوات سے اپنے جانون کو روکتے ہین اور جو منافع اور مضار انکی قسمت مین اللہ عزوجل نے لکھدیے ہین انپر وہ خوش ہوتے ہین فَخَسَفْنَا بِهٖ وَبِدَارِهِ الْاَرْضَ قف فَمَا كَانَ لَهٗ مِنْ فِئَةٍ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۥ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُنْتَصِرِيْنَ ۝ وَاَصْبَحَ الَّذِيْنَ تَمَنَّوْا مَكَانَهٗ بِالْاَمْسِ يَقُوْلُوْنَ وَيْكَاَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ ۚ لَوْلَآ اَنْ مَّنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا لَخَسَفَ بِنَا ۭ وَيْكَاَنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ۝ پھر دھسادیا ہمنے اسکو اور اسکے گھر کو زمین مین پھر نہ ہوئی اسکی کوئی جماعت جو بدد کرتی اسکی اللہ کے سوا اور نہ وہ بدلا لے سکا اور فجر کو لگے کہنے جو کل شام مناتے تھے اسکا سا درجہ اری خرابی یہ تو اللہ کہو لتا ہے روزی جسکو چاہے اپنے بندون مین اور روکتا ہے اگر نہ احسان کرتا ہمپر اللہ تو ہم کو دھسادیتا اری خرابی یہ تو بھلا نہین پاتے منکر **ف** جب اللہ عزوجل نے قارون کا اترانا اپنی زینت میز اور اسکا فخر کرنا اپنی قوم کے سامنے اور اسکی بغاوت انپر بیان کی تو اسکے بعد یہ بیان فرمایا کہ خدا نے اسکو اور اسکی حویلی کو زمین مین دھسادیا عبداللہ بن عمر سے مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بَيْنَمَا رَجُلٌ يَجُرُّ اِزَارَهٗ اِذْ خُسِفَ بِهٖ فَهُوَ يَتَجَلْجَلُ فِى الْاَرْضِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ جسحالت مین کہ ایک مرد اپنا تہبند لٹکائے ہوئے چلا جاتا تھا کہ ناگاہ خدا نے اسکو زمین مین دھسادیا سو وہ قیامت تک زمین کی اندر ٹکرین کہاتا دھنستا چلا جاتا ہے رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ مِنْ حَدِيْثِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ ثُمَّ رَوَاهُ مِنْ حَدِيْثِ جَرِيْرِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوَهٗ ابو سعید سے مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بَيْنَمَا رَجُلٌ مِّمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ خَرَجَ فِىْ بُرْدَيْنِ اَخْضَرَيْنِ يَخْتَالُ فِيْهِمَا اَمَرَ اللّٰهُ الْاَرْضَ فَاَخَذَتْهُ فَاِنَّهٗ لَيَتَجَلْجَلُ فِيْهَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ یعنے جسحالت مین کہ ایک مرد پہلے لوگون مین سے نکلا دو سبز چادرون مین ان مین اتراتا ہوا (ناگاہ) اللہ عزوجل نے حکم دیا زمین کو اسکے دہنسا لینے کا تو اسنے اسکو پکڑ لیا سو وہ قیامت تک زمین کے اندر ٹکرین کہاتا دہنستا چلا جاتا ہے تَفَرَّدَ بِهٖ اَحْمَدُ وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بَيْنَمَا رَجُلٌ مِّمَّنْ كَانَ قَبْلَكُمْ خَرَجَ فِىْ بُرْدَيْنِ فَاخْتَالَ فِيْهِمَا فَاَمَرَ اللّٰهُ الْاَرْضَ فَاَخَذَتْهُ فَهُوَ يَتَجَلْجَلُ فِيْهَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ یعنے جس حالت مین کہ ایک مرد پہلے لوگون مین سے نکلا دو چادرین پہنکر اتراتا ہوا ان مین ناگاہ اللہ عزوجل نے زمین کو اس کے

دہنسائی کا حکم دیا اُس نے اسکو پکڑ لیا تو وہ قیامت تک زمین مین ٹکرین کہاتا چلا جاویگا رَوَاہُ الْحَافِظُ اَبُو یَعْلیٰ اور حافظ محمد بن منکدر نے اپنی کتاب العجائب الغریبہ مین نوفل بن ماحق سے ذکر کیا کہ اس نے کہا مینے ایک جوان کو نجران کی مسجد مین دیکھا تو مین اسکی طرف دیکھنے لگا اور اسکے طول اور جمال سے حیران ہونے لگا تو وہ بولا مَا لَکَ تَنْظُرُ اِلَیَّ یعنے تو میری طرف کیون دیکھتا ہے تو مینے کہا مین تیری جمال اور کمال پر حیران ہون وہ بولا تو کیا حیران ہوگا میری جمال سے تو اللہ عزوجل حیران ہے کہا نوفل بن ماحق نے تو وہ گہٹنے لگا اور گہٹنے لگا یہانتک کے ایک بالشت کے برابر رہگیا یہ ماجرا دیکھکر اسکے کسی ناتے دار نے اسکو اپنی آستین مین اٹہا لیا اور لیگیا ذَکَرَہُ الْحَافِظُ بْنُ الْمُنْکَدِرِ فِیْ کِتَابِ الْعَجَائِبِ الْغَرِیْبَۃِ اور یہ ذکر کیا گیا ہے کہ قارون کا دہنسنا حضرت موسی علیہ السلام کی بددعا سے ہوا اب بددعا کی سبب مین اختلاف ہی تو ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما اور سدی سے تو یہ منقول ہے کہ قارون نے ایک بدکار عورت کو کچہ مال دیا اس شرط پر کہ وہ حضرت موسی علیہ السلام کو بنی اسرائیل کی جماعت مین تہمت لگادی حالانکہ حضرت موسی علیہ السلام ان مین موجود ہون اللہ عزوجل کی کتاب اُنکو سناتے ہون اور وہ ایسے موقعہ پر حاضر ہوکر کہے ای موسے تو نے میری ساتہ ایسا کیا اور ایسا کیا جب اس عورت نے بنی اسرائیل کی جماعت مین حاضر ہوکر حضرت موسی علیہ السلام کو تہمت لگائی تو آپ اللہ عزوجل کے ڈر سے کانپ گئے اور دو رکعت نماز ادا کی اور اس عورت کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا اَنْشُدُکِ بِاللّٰہِ الَّذِیْ فَرَقَ الْبَحْرَ وَاَنْجَاکُمْ مِّنْ فِرْعَوْنَ وَفَعَلَ کَذَا وَکَذَا لِمَا اَخْبَرْتِنِیْ بِالَّذِیْ حَمَلَکِ عَلٰی مَا قُلْتِ یعنے مین تجہ کو قسم دیتا ہون اس ذات پاک کی جسنے تمہاری واسطے دریا کو چیر دیا اور تمکو فرعون سے خلاصی دی اور فلان احسان کیا اور فلان احسان مجکو ضرور وہ شخص بتلا جس نے تجہ کو اس کہنے پر برانگیختہ کیا ہے وہ بولی جب آپنے قسم دیکر پوچہا تو اب مین بتلادون گی قارون نے مجہکو اسقدر مال دینا کیا ہے تمہاری تہمت لگانے پر اور لو مین استغفار کرتی ہون اللہ عزوجل سے اور تائب ہون اسکے طرف اسوقت حضرت موسی علیہ السلام اللہ عزوجل کے لیے سجدے مین گر گئے اور قارون کی نسبت کچہ معذرت کی اللہ عزوجل نے وحی بہیجی کہ ہمنے زمین کو حکم دیدیا ہے کہ وہ قارون کے بارے مین تیری اطاعت کرے تب حضرت موسی علیہ السلام نے زمین کو حکم دیا کہ قارون اور اسکی حویلی کو دہنسا لے اور بعض نے کہا جب قارون اپنی طیاری مین قوم کے سامنے نکلا خچر پر سوار ہوکر اور اس نے اور اسکے نوکرون نے ارجوانی رنگ کے

پہنے ہوئی تہے تو وہ اپنی اس زینت مین حضرت موسی علیہ السلام کی مجلس پر گذرا اور آپ بنی اسرائیل کو اللہ
عزوجل کے واقعات سُنا رہی تہے جب لوگون نے قارون کو دیکھا تو وہ سب کے سب اسکی طرف پہر گئے حیران
ہوکر یہ دیکہکر حضرت موسی علیہ السلام نے اسکو بلایا اور فرمایا تو نے یہ کیا کام کیا بولا اے موسی اگر تجھکو مجہپر نبوت
کی وجہ سے فضیلت ملی ہے تو مجہ کو تجہ پر مال کی وجہ سے فضیلت حاصل ہے اور اگر خواہش ہو تو ہم سب نکلین
آپ میری حق مین بددعا کیجیے اور مین آپکے حق مین بددعا کرون گا تب حضرت موسی علیہ السلام اور قارون
اپنے لوگون کو لیکر باہر نکلا حضرت موسی علیہ السلام نے فرمایا تو بددعا کرتا ہے یا مین بددعا کرون وہ بولا
مین کرتا ہون اور قارون نے بددعا کی تو اس کی بددعا منظور نہ ہوئی پہر موسے علیہ السلام نے فرمایا اب
مین دعا کرون قارون بولا ہان کیجیے موسی علیہ السلام نے فرمایا الٰہی تو زمین کو حکم دے کہ آج کے دن میری
اطاعت کرے اللہ عزوجل نے فرمایا مینے آج کے دن زمین کو تیرا مطیع کردیا موسے علیہ السلام نے فرمایا
ای زمین پکڑلے قارون اور اسکے تابعدارون کو تو اُس نے انکو پاؤن تک دہنسا لیا پہر فرمایا پکڑلے اُن کو
تب اس نے انکو گہٹنون تک دہنسا لیا پہر مونڈہون تک پہر فرمایا اب انکے خزانون اور مالون کو پکڑلے
پہر زمین نے انکے خزانون اور مالون کو دہنسا لیا یہانتک کہ لوگون نے اُنکا مشاہدہ کیا پہر موسی علیہ السلام
نے اپنے ہاتہ سے اشارہ کیا اور فرمایا جاؤ لاوی کی اولاد تب زمین انکے اوپر برابر ہوگئی اور ابن عباسؓ سے
مروی ہے کہ ساتوین زمین تک ان کو دہنسا دیا گیا اور قتادہ نے کہا ہمارے لیے ذکر کیا گیا ہے کہ ہر روز اپنی
قامت کے برابر دہنسائے جاتے ہین تو وہ قیامت تک زمین مین ٹکرین کہاتے چلے جائینگے معالم مین
لکہا ہے کہ حضرت موسی اور حضرت ہارون علیہما السلام کے سوا قارون سب سے زیادہ توریت کا واقف
تہا اور نہایت خوش آواز اللہ عزوجل نے موسی علیہ السلام کو حکم بہیجا بنی اسرائیل کو حکم کرین کہ ہر ایک شخص
اپنی چادر کے چارون کونون مین سبز تاگا لگالین تو کہ جب آسمانی رنگ تاگے کو دیکہین مجہ کو یاد کرین موسی
علیہ السلام نے عرض کی کیا ساری چادرین سبز نکرلین کیونکہ چارون کونون مین تاگا لگانا ایک حقیر کام ہے
اور جو لوگ تہوڑا کام قبول کرینگے وہ بڑا کام بہی قبول کرلینگے اللہ عزوجل نے فرمایا جب نے چہوٹا کام نہ
کیا وہ بڑا کام کب کرتا ہے اور میری چہوٹے اور بڑے حکم مین کوئی فرق نہین ہے غرض موسی علیہ السلام
نے حکم دیا کہ ہر ایک چادر کے چارون کونون مین سبز تاگا لگادین ہر ایک نے سبز تاگا لگالیا مگر قارون نے
یہ کام نہ کیا اور بولا یہ تو غلامون کا کام ہے مالک اپنے غلامون پر نشان لگا دیتے ہین تو کیا اور لوگون سے

ممتاز ہین اور یہہ اسکی پہلی نا فرمانی ہے اور جب اللہ عزوجل نے حضرت موسی علیہ السلام کو بنی اسرائیل سمیت
دریا سے پار کردیا تو موسی علیہ السلام نے اللہ عزوجل کے حکم سے موسی علیہ السلام کو ہدایا کا سردار بنادیا اور جبورہ
ہدایا ان کا نام مشہور ہوا اور سب اسرائیلی اپنی قربانی حضرت ہارون علیہ السلام کے سامنے لاکر رکھدیتے اور
آسمان سے آگ آتی اور انکو اوٹھا کر لیجاتی اسپر قارون کو رنج ہوا اور بولا ہارون تو جبورہ بنگئے اور آپ سولر
تو مین کیا ہوا حالانکہ مین بھی توریت کا عالم ہون اگر مین خالی رہا تو مجہسے صبر نہو سکیگا موسی علیہ السلام
نے فرمایا یہہ کام میری ہاتھہ مین نہین ہے یہ اللہ عزوجل کا کام ہے قارون بولا مین تو مانتا نہین جبتک آپ
کوئی نشانی نہ بتلادین مین تو یہی کہونگا کہ جبورہ آپنے ہارون کو بنایا ہے اور خدا کے ذمی لگاتے ہو اسپر
حضرت موسی علیہ السلام نے سب سرداروں کو جمع کیا اور فرمایا اپنی اپنی لاٹھیان لاؤ اور ان کا ایک مٹہا
باندہکر میری عبادت خانہ مین پھینکدو رات بھر لوگون نے لاٹھیون کی نگہبانی کی صبح ہوئی تو ہارون علیہ
السلام کی لاٹھی ایک بادام کا درخت نظر آتی تھی سبز تپون سے ہری بھری موسے علیہ السلام نے فرمایا اے
قارون دیکھو اللہ عزوجل کی عجیب قدرت وہ بولا یہ کیا تعجب ہے یہ تو تمہارا جادو ہے اسپر قارون اپنے
تابعدارون کو لیکر حضرت موسی علیہ السلام سے جدا ہوگیا مگر موسے علیہ السلام کو قرابت کی وجہ سے اسپر
ترس آتا تہا اور وہ دن بدن عداوت بڑہاتا اور جسقدر ہوسکتا موسی علیہ السلام کو تکلیف دیتا اور اسنے
ایک محل طیار کیا جسکے دروازی سونیکے لگوائے اور دیوارین بھی سونے کی صبح شام بہت اسرائیلی اسکے
محل مین جاتے اور ٹہٹہے مارتے اس اثنا مین اللہ عزوجل نے زکوۃ کا حکم اوتارا اور حضرت موسی علیہ السلام
نے یہ حکم لوگون کو سنایا جب قارون نے سنا تو موسی علیہ السلام پاس ایک بات ٹہیرانے کے لیے حاضر ہوا اور یہ
بات قرار پائی کہ ہزار درم پر ایک درم اور ہزار دینار پر ایک دینار اسیطرح ہر ایک ہزار چیز پر ایک چیز دینا
ہوگی جب گھر مین پہونچکر حساب کیا تو بہت مال دینا پڑا یہ دیکھکر دل رک گیا اور اسرائیلیون کو اکٹھا کیا اور
بولا کہ اب موسی تمہاری مال لینا چاہتا ہے اسرائیلی بولی تو ہم مین سرگروہ آدمی ہے ہم تو تیرے تابعدار
ہین قارون بولا فلانی بدکار عورت بلالاؤ اور وہ موسے کو تہمت لگادے اور اسکو کچہ دینا کرو جب وہ
عورت آئی تو کمبخت بولا مین تجہکو ہزار دینار دونگا اس شرط پر کہ تو موسے کو بھری مجلس مین تہمت
لگادے اور کہدے اے موسی تو نے میری ساتہہ زنا کیا اس عورت نے اقرار کیا دوسرے دن قارون نے ایک
فراخ میدان میں بہت اسرائیلیون کو اکٹھا کیا اور حضرت موسی علیہ السلام کے پاس جاکر کہنے لگا اسرائیل

فلان مقام مین جمع ہین اور آپ کی انتظار مین ہین چلیے انکو اللہ عزوجل کے پیغام پہونچایے موسی علیہ السلام آئے اور وعظ شروع کیا اور فرمایا جو چوری کرے اسکا ہاتہہ پہنچے تک کاٹ دیا جاوے اور جو کسی پر تہمت لگاوے اسکو اسی کوڑے لگائے جاوین اور جو کنوارا زنا کرے اسکو کوڑے مارا جاوے اور جو بیاہا ہوا زنا کرے اسکو رجم کرین قارون کمبخت بولا اگرچہ موسی تو ہی زنا کرے تو تجہ پر حد قائم ہوگی آپنے فرمایا ہان اگر مین ہی زنا کرون تو مجہ پر بہی حد پڑیگی بولا اسرائیلی کہتے ہین تو نے بہی فلان عورت سے زنا کیا آپنے فرمایا اس عورت کو بلاو اگر وہ کہدیوے کہ مین نے اس سے زنا کیا ہے تو مجہ پر حد قائم کیجاوے جب عورت آئی تو موسی علیہ السلام نے فرمایا تجہ کو اس ذات پاک کی قسم ہے جس نے یہ توریت نازل فرمائی اور جس نے اسرائیلیون کو دریا سے پار کیا سچ کہنا کیا مین نے تجہ سے زنا کیا ہے اُس نے سوچا کہ پیغمبر خدا کو رنج پونچانے سے تو یہی بہتر ہے کہ مین توبہ کرون اور بولی یہ جہوٹے ہین آپ اس سے بری ہین اور قارون نے مجہکو آپکے تہمت لگانے پر رشوت دینا کیا تہا موسی علیہ السلام سجدے مین گر پڑے اور کہنے لگے الہی اگر مین تیرا پیغمبر ہون تو قارون پر غضب اتار اللہ عزوجل نے وحی بہیجا کہ مین نے آج زمین کو تیرا تابعدار کر دیا اسپر موسی علیہ السلام نے اسرائیلیون کو یہ حکم سنایا کہ قارون کی طرف مجہ کو اللہ عزوجل نے ایسا ہی بہیجا ہے جیسے قبطیون کیطرف بہیجا تہا جس شخص نے اسکے ساتہ رہنا ہے اسکے ساتہ رہے اور جو میرا تابعدار ہے وہ میری ساتہ آجاوے یہ سُنکر سب اسرائیلی قارون سے علیحدہ ہوگئے مگر دو شخص اسکے ساتہ رہے حضرت موسی علیہ السلام نے زمین کو فرمایا اب انکو پکڑلے یہ کہتے ہی وہ قدم تک زمین مین دہس گئے پہر دوبارہ فرمایا انکو پکڑلے پہر گہٹنون تک دہس گئے اور روتے اور چلاتے تہے پہر تیسری بار فرمایا انکو پکڑلے پہر کمر تک دہس گئے پہر چوتہی بار فرمایا پکڑلے تو گلون تک دہس گئے روتے اور واویلا مچاتے اور اللہ عزوجل اور رحم کا واسطہ ڈالتے حضرت موسی علیہ السلام کی طبیعت مین ایسا غصہ سمایا کہ بالکل انکی شور وفغان کیطرف توجہ نہ کی اور فرمایا کہ ان کو پکڑلے تب زمین نے انکے سرون کو چہپا لیا اور جبرئیل علیہ السلام آئے اور پیغام سنایا کہ اے موسے تیرا دل کسقدر سخت ہے کہ اونہون نے ستر بار فریاد کی اور تو نے اسکی فریاد رسی نہ کی اگر مجہ کو ایک بار بہی وہ پکارتا تو مین اسکی ضرور مدد کرتا سچ ہے جو اللہ عزوجل کو چہوڑکر بندون کو پکارتا ہے وہ انجام کار پچہتاتا ہے وہ مہربانون کا مہربان ہے اور بندی کے دل مین تو مہربانی بہت

کم ہوتی ہے بعض روایتون مین آیا ہے کہ اللہ عزوجل نے فرمایا اے موسی تیری بعد ہم کسی کے لیے زمین کو فرمانبردار نہ کرین گے شاید تیری طرح وہ بھی دہنسادیوی۔ قارون زمین مین قیامت تک ٹکرین کہاتا چلاجاویگا اور ہر روز ایک مرد کے برابر دہنستا ہے صبح کیوقت اسرائیلی لگے ہونہہ جوڑ جوڑ باتین بنانی کہ اب قارون کی خزانون اور حویلی کا موسیٰ ہی وارث ہوگا یہ سنکر حضرت موسیٰ نے دعا کی تو اللہ تعالے اسکا گھر بار اور خزانہ سب کچھ اسکے پیچھے دہنسادیا اور پھر اسکو بلا دیا رَوَاہُ الْاِمَامُ الْبَغْوِیُّ فِیْ مَعَالِمِ التَّنْزِیْلِ فتح مین کہا ہے کہ قارون حضرت موسی کا چچازاد بھائی تہا اور علم حاصل کرتا تہا یہانتک کہ نے ایک حصہ علم کا حاصل کرلیا اور وہ اسکام مین لگا رہا یہانتک کہ موسیٰ پر بناوٹ کی اور اس سے حسد کیا سنئے تو فرمایا کہ اللہ عزوجل نے زکوۃ لینے کا حکم کیا ہے قارون بولا اب تو موسی تمہاری مال لینا چاہتا ہے تمہارے پاس نماز لایا اور فلان چیز اور فلان چیز ان کو تو تمنے اٹھا لیا کیا یہ بھی برداشت کرلوگے کہ اس کو اپنے مال دیدو وہ بولے یہ تو ہم برداشت نہین کرسکتے تیری کیا رای ہے وہ بولا مین بنی اسرائیل کے کسبیون مین سی ایک کسبی کیطرف کسی کو بھیجتا ہون پہر اسکو موسی کے پاس بھیجین گے تو کہ وہ ہسکو تہمت لگاوی اس طرح کہ اونہون نے اسکے ساتھ برائی کا ارادہ کیا ہے پہر اسرائیلیون نے اس زانیہ کو بلایا اور اس کو کہا کہ اگر تو موسی کو بدکاری کا عیب لگاوی تو ہم تجہ کو تیری خرچی دیدین گے وہ بولی اچھا اور قارون حضرت موسی علیہ السلام کے پاس آیا اور بولا بنی اسرائیل کو اکٹھا کرو اور ان کو اللہ عزوجل کے حکم سناؤ فرمایا اچھا پہر آپنے انکو اکٹھا کیا اسرائیلیون نے کہا اللہ عزوجل نی آپ کو کیا حکم کیا فرمایا مجہہ یہ حکم دیا کہ تم ایک اللہ کی عبادت کرو اور اسکے ساتہہ کسی کو شریک نہ ٹہیراؤ اور ناطہ پروری کرو اور یہ کام کرو اور یہ کام کرو اور مجہہ کو حکم دیا ہے کہ جب بیاہا ہوا زنا کری تو وہ پتہرون سی مارا جاوے بولی اگرچہ آپ ایسا کرین فرمایا ہان کمبخت کہنے لگے پہر آپنے تو زنا کیا ہے موسی علیہ السلام نے فرمایا مینے اونہون نے عورت کو بلایا وہ آئی وہ بولے تو کیا شہادت دیتی ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر موسی علیہ السلام نے اسکو فرمایا مین تجہ کو اللہ عزوجل کی قسم دیتا ہون سچ بولنا وہ بولی جب آپنے قسم دی مجہہ کو اللہ عزوجل کی تو اونہون نے مجہ کو بلایا اور میری مزدوری مقرر کی اسپر کہ مین آپ پر طوفان لگاؤن اپنے ساتھہ زنا کرنیکا اور مین شہادت دیتی ہون کہ آپ بری ہین اور اللہ عزوجل کے رسول ہین یہ سنکر موسی علیہ السلام سجدی مین گری روتے ہوئے اور عرض کرتے تھے اے میری مالک اگر مین تیرا رسول ہون تو میری لیے

لخفاهوا الله عزوجل نے وحی کی کیون روتے ہو ہمنے آج تمکو زمین پر تسلط دیدیا اسکو حکم کرو وہ تیرا کہا مانے گی موسی علیہ السلام نے سر اوٹھایا اور فرمایا پکڑ لے انکو تو زمین نے انکو پکڑ لیا ٹخنون تک اور وہ گریہ و زاری کرتے تھے اور کہتے تھے اے موسی اے موسی پھر فرمایا پکڑ لے ان کو پھر اس نے گھٹنون تک دھنسا لیا اور وہ یہی کہتے تھے اے موسی اے موسی پھر فرمایا پکڑ لے انکو پھر اسنے انکو گردنون تک دبا لیا اور وہ یہی کہتے تھے ای موسی ای موسے پھر فرمایا پکڑ لے انکو پھر زمین نے انکو ڈھانک لیا اور اللہ عزوجل نے موسی علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی اے موسے میری بندون نے تجھ سے سوال کیا اور عاجزی کی تو نے انکی عاجزی منظور نہ کی قسم ہے مجھ کو اپنی عزت کی اگر وہ مجھ کو پکارتے تو مین ضرور انکی پکار سنتا کہا ابن عباس نے اور یہ ہے تفسیر اللہ عزوجل کے قول فخسفنا بہ وبدارہ الارض کی اسکو دھنسا یا گیا نچلی زمین تک اَخْرَجَهُ ابْنُ اَبِیْ شَيْبَةَ فِی الْمُصَنَّفِ وَابْنُ الْمُنْذِرِ وَابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ وَالْحَاكِمُ وَصَحَّحَهُ وَابْنُ مَرْدُوْيَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ ذَكَرَهُ الْخَازِنُ وَالْقُرْطُبِیُّ وَغَيْرُهُمَا بِالْفَاظٍ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مَنْ لَبِسَ ثَوْبًا جَدِيْدًا فَاخْتَالَ فِيْهِ خُسِفَ بِهٖ مِنْ شَفِيْرِ جَهَنَّمَ فَهُوَ يَتَجَلْجَلُ فِيْهَا لَا يَبْلُغُ قَعْرَهَا فَاِنَّ قَارُوْنَ لَبِسَ جُبَّةً فَاخْتَالَ فِيْهَا فَخَسَفَ اللّٰهُ بِهِ الْاَرْضَ یعنے جس نے نیا کپڑا پہنا پھر ان مین اترایا اسکو دوزخ کے کنارے سے دھنسا دیا جاویگا اور اس مین ٹکرین کہاتا جاویگا اسکے گہراؤ مین نہ پہونچے گا اسلیے کہ قارون نے پیراہن پہنکر اس مین فخر کیا اور اسکو اللہ عزوجل نے زمین مین دھنسا دیا رَوَاهُ الْحٰرِثُ بْنُ اِسْحَاقَ مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَاَبِیْ هُرَيْرَةَ بِسَنَدٍ ضَعِيْفٍ جِدًّا بعض نے کہا جب قارون ساتوین زمین کے تہ تک پہونچ جاویگا تو اسرافیل علیہ السلام صور مین پہونک ماریں گے اور یہ جو فرمایا فَمَا كَانَ لَهٗ مِنْ فِئَةٍ يَّنْصُرُوْنَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُنْتَصِرِيْنَ تو معنے یہ کہ نہ دفع کیا اللہ عزوجل کے عذاب کو اس سے اسکے مال نے اور نہ اسچیز نے جسکو اوس نے جمع کیا اور نہ اسکے خدم و حشم نے اور نہ روک سکی یہ چیزین اس سے اللہ عزوجل کی نقمت اور اسکا نکال اور اسکا عذاب اور نہ وہ خود بدلا لے سکا تو اسکا کوئی مددگار نہ تہا نہ کوئی اس کے نفس سے اور نہ اسکے غیر سے اور جب قارون کے مقام کی خواہش کرنے والون نے دیکہا قارون کا دہس جانا تو بولے ہمکو معلوم ہوگیا کہ بندے کے پاس مال کا ہونا کچہ اللہ عزوجل کی رضامندی کا موجب نہین ہے کیونکہ اللہ عزوجل روکتا ہے اور دیتا ہے اور تنگ کرتا ہے اور فراخ کرتا ہے اور جہکاتا ہے اور اٹہاتا ہے اور اسی کے لیے حکمت تامہ اور حجت بالغہ ہے اور یہ مضمون ابن مسعود کی حدیث مرفوع مین موجود ہے

کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اِنَّ اللّٰہَ قَسَمَ بَیْنَکُمْ اَخْلَاقَکُمْ کَمَا قَسَمَ بَیْنَکُمْ اَرْزَاقَکُمْ وَاِنَّ
اللّٰہَ یُعْطِی الْمَالَ مَنْ یُّحِبُّ وَمَنْ لَّا یُحِبُّ وَلَا یُعْطِی الْاِیْمَانَ اِلَّا مَنْ یُّحِبُّ یعنے اللہ عزوجل نے تمہارے
درمیان تمہاری اخلاق تقسیم فرمائے جیسے تمہاری درمیان تمہاری روزیاں تقسیم فرمائیں اور اللہ عزوجل
دنیا کی دولت دیتا ہے دوست دشمن دونوں کو لیکن ایمان نہیں دیتا مگر دوست کو تِلْکَ الدَّارُ الْاٰخِرَۃُ
نَجْعَلُہَا لِلَّذِیْنَ لَا یُرِیْدُوْنَ عُلُوًّا فِی الْاَرْضِ وَلَا فَسَادًا ؕ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ ۝ مَنْ جَآءَ
بِالْحَسَنَۃِ فَلَہٗ خَیْرٌ مِّنْہَا ۚ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّیِّئَۃِ فَلَا یُجْزَی الَّذِیْنَ عَمِلُوا السَّیِّاٰتِ اِلَّا مَا کَانُوْا
یَعْمَلُوْنَ ۝ وہ گھر پچھلا ہے ہم دین گے وہ انکو جو نہیں چاہتے چڑھنا ملک مین اور بگاڑ ڈالنا اور آخر بھلا ہی
ڈر والون کا جو کوئی لایا بھلائی اسکو ملنا ہے اس سے بہتر اور جو کوئی لایا برائی سو برائی کرنیوالے وہی سزا پاوینگے
جو کرتے تھے ف پہلی آیت کا مطلب یہ ہے کہ قارون کی دولت کو نادانون نے کہا اسکی بڑی قسمت
ہے یہ بڑی قسمت نہین آخرت کا ملنا بڑی قسمت ہے سو وہ انکو ہے جو دنیا کا عروج نہین چاہتے اور دوسری آیت
کا مطلب یہ ہے کہ نیکی پر وعدہ دیا نیکی کا وہ ملنا ہے مقرر پر برائی پر برائی کا وعدہ نہین فرمایا کہ شاید معاف
ہو مگر یہ فرما دیا کہ اپنے کیے سے زیادہ سزا نہین ملتی ف ان آیتون مین اللہ عزوجل خبر دیتا ہے کہ دار
آخرت اور اسکی نعمتین سدا رہنے والین جنکے لیے نہ بدلنا ہے نہ ٹلنا انکو اللہ عزوجل نے اپنے عباد مومنین
متواضعین کے لیے ٹھہرایا ہے جو زمین مین علو نہین چاہتے اور اللہ عزوجل کی مخلوق پر ترفع اور انپر تعاظم
اور انکے ساتھ تجبر اور ان مین فساد طلب نہین کرتے کہا عکرمہ نے علو وہ تجبر ہے اور کہا سعید بن جبیر
نے علو وہ بغاوت ہے اور کہا مسلم البطین نے زمین مین علو یہ ہے کہ ناحق بڑائی مارے اور فساد یہ ہے کہ
کسیکا مال ناحق لیوے اور کہا ابن جریج نے کریمہ لا یریدون علوا فی الارض ولا فسادا کی تفسیر مین کہ
علو سے تعظم اور تجبر مراد ہے اور فساد سے معاصی کا مرتکب ہونا حضرت علی کہتے ہین آدمی پسند کرتا ہے
کہ میری جوتی کا تسمہ میری یار کی جوتی کے تسمہ سے عمدہ ہو تو یہ بھی علو اور فساد مین داخل ہے کہا حافظ
ابن کثیر نے اور یہ محمول ہے اس صورت پر جب اس سے دوسرے پر فخر کرنیکا ارادہ کرے اور جو صرف زینت
کے ارادے پر ایسا کرے تو مضائقہ نہین ہے اسلیے کہ ثابت ہے کہ ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ
(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مین چاہتا ہون کہ میری چادر عمدہ ہو اور میری جوتی عمدہ ہو کیا یہ بھی فخر مین
داخل ہے فرمایا نہین یہ فخر نہین اِنَّ اللّٰہَ جَمِیْلٌ یُّحِبُّ الْجَمَالَ اور یہ فرمایا مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَۃِ

آخر آیت تک تو معنے یہ ہین کہ جو کوئی قیامت کے دن ایک نیکی لیکر آویگا اسکو اس سے بہتر ملیگا یعنے اللہ تعالے کا ثواب بندی کی نیکی سے بہتر ہوگا اور یہ کیونکر نہ ہوا اور جسکو وہ چاہے گا اور زیادہ ثواب دیگا (دس مثلون سے بہی) اور یہ فضل کا مقام ہے اور یہ جو فرمایا وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزَى الَّذِينَ آخر آیت تک تو یہ ویسا ہی جیسے فرمایا دوسرے مقام مین وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَكُبَّتْ وُجُوهُهُمْ فِي النَّارِ هَلْ تُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ فتح مین کہا ہے دار آخرت سی جنت مراد ہے اور اشارہ اسکی طرف اسکی تعظیم کے لیے اور اسکی شان کی تفخیم کے لیے ہے اور زمین مین علو کرنے سے مراد مومنون پر رفعت اور تکبر ہے بعض نے کہا مومنین پر ظلم کرنا مراد ہے بعض نے کہا لوگون کی عزت مین ہاتہہ ڈالنا مراد ہے اور ان کو حقیر جاننا بغاوت کی وجہ سی اور زمین مین فساد یہ ہے کہ اس مین اللہ عزوجل کی نافرمانی کرے جیسے کسی مسلمان کو ناحق مار ڈالے اور بدکاری کرے اور چوری کرے اور شراب اڑاوی اور غیر اللہ کی عبادت کی طرف بلاوی اور دار آخرت کا وعدہ علو اور فساد کی ترک پر معلق نہین کیا بلکہ ان دونو کی ارادہ کے ترک کرنے پر معلق کیا جیسے فرمایا وَلَا تَرْكَنُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ یعنے اور جہکو انکی طرف جو ظالم ہین پہر تمکو لگے گی آگ تو اس آیت مین وعید کو صرف رکون کی ساتہہ معلق کیا اور عمر بن عبد العزیز آیتہ باب کو مرتے وقت پڑہتے تہے یہانتک کہ پڑہتے پڑہتے جان دی اور بعض نے کہا اس آیت مین اللہ عزوجل نے نفرت دلائی ہے فرعون اور قارون کی متابعت سے اور اس نے دلیل لی اللہ عزوجل کے قول إِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْأَرْضِ اور اللہ عزوجل کے قول وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْأَرْضِ سے اور فساد اور علو کا حیز نفی مین نکرہ لانا دلالت کرتا ہے کہ یہ دونو لفظ ہر اس چیز کو شامل ہین جسپر فساد اور علو کا اطلاق کیا جاتا ہے سوا کسی نوع کی خصوصیت کے رہا فساد تو ظاہر ہے کہ اسکے انواع مین سے کوئی نوع جائز نہین ہے کائناً ما کان اور رہا علو تو اس مین سے وہ علو ممنوع ہے جو غیر پر تکبر کے لیے اور لوگون کی آبروریزی کے لیے ہو اور رہا دین حق مین علو طلب کرنا اور دین مین سردار بننے کا ارادہ کرنا تو ایسا علو ممنوع نہین ہے اور نہ عمدہ لباس اور عمدہ سواری اور عمدہ رہنے سہنے کے مقام کی محبت علو ممنوع مین داخل ہے ابو ہریرہ نے اس آیت کی تفسیر مین مرفوعاً بیان کیا کہ زمین مین علو یہ ہے کہ اس مین تجبر کرنے اور فساد یہ ہی کہ لوگون کا حق دباوی اخرجہ المحاملی و الدیلمی اور ایسا ہی مسلم بطین اور ابن جریر اور عکرمہ سے مروی ہی اور سعید بن جبیر نے کہا علو فی الارض وہ زمین مین بغاوت کرنا ہے اور حسن نے کہا زمین مین علو یہ ہی کہ ذی شوکت کی سامنے شرف اور علو ظاہر کرے

کہا علامہ ابو الطیب مرحوم نے اگر ذی سلطان کے سامنے حق پر قوت حاصل کرنے کے بعد غلو ظاہر کرتا ہے تو یہ عمدہ خصلتون مین سے ہے پھر وہی حضرت علی کا قول بیان کیا اور ابن کثیر کی تاویل جسکو ہم ابن کثیر سے نقل کر چکے علی بن ابیطالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہ آیت ان حاکمون اور لوگون مین سے ان قدرت والون کے حق مین نازل ہوئی ہے جو عدالت پسند اور خاکسار ہین اور ابن عباس سے بھی ایسا ہی مروی ہے اور عدی بن حاتم سے مروی ہے کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گئے آپنے اسکے طرف تکیہ ڈالا تو کہ اسپر بیٹھ جاوین) مگر یہ زمین پر بیٹھے آپنے فرمایا مین گواہی دیتا ہون کہ تو نہین چاہتا چڑھنا ملک مین اور نہ بگاڑنا یہ سنکر عدی بن حاتم مسلمان ہو گئے اَخْرَجَہُ ابْنُ مَرْدُوْیَۃَ اور یہ جو فرمایا وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ تو یہ معنے ہین کہ عاقبت محمودہ اس شخص کے واسطے ہے جو اللہ عزوجل کے عذاب سے ڈرے ادا اوامر اور اجتناب نواہی کے ساتھ بعض نے کہا معنے یہ ہین اور متقیون کی عاقبت جنت ہے جو شخص قیامت کے دن نیکی لایا اس طرح کہ ایماندارون سے ہوا اور حسنہ وہ کام ہے جسکا فاعل شرعًا محمود ہوا اور حسنہ کو حسنہ اسلیے کہتے ہین کہ قیامت کے دن جب حسنہ کا کرنیوالا اسکو دیکھ لیگا تو اسکا منہ روشن اور خوبصورت ہو جاویگا اور حسنہ سے یہان وہ حسنہ مراد ہے جو مقبولہ اصلیہ معمولہ ہو یا اسکے حکم مین ہو جیسے کسی نے اسکی طرف سے خیرات کی اور وہ حسنہ مراد نہین ہے جو مظلوم کو ظالم کے حسنات سے دلائی جاوے گی جیسے زید نے عمرو کو مارا اور زید کی حسنات موجود تھے ان مین سے ایک حسنہ لیکر عمرو کو دی گئی تو یہ حسنہ عمرو کی طرف منسوب نہوگی نہ حقیقۃً اور نہ حکمًا اور نہ مضاعف ہوگی اور معمولہ کہنے سے وہ حسنہ خارج ہوگئی جسکے کرنیکا اس نے ارادہ کیا ہے مگر کسی رکاوٹ سے یہ اسکو نہین کر سکا تو وہ اسکے لیے ایک حسنہ لکھی جاویگی اور اسکی اسکو جزا ملے گی بلا تضعیف اور یہ جو فرمایا تو اس کو ملنا ہے اس سے بہتر یعنے اللہ عزوجل اسکو اس نیکی کے دس برابر ثواب دیگا سات سو تک اور تضعیف اسی امت سے خاص ہے اور رہی اور امتین اس امت کے سوا تو انکی حق مین تضعیف نہین ہے اور درست بات یہی ہے کہ مضاعفت عاصیون کی حسنات مین بھی داخل ہوگی اگر انکے حسنات ایسے وجہ پر واقع ہوئی تھی جو مقبول ہونے کے موجب تھی جیسے انہون نے حسنات کے کرنے مین ریا کی نیت نہین کی اور نہ سنانے کی اور مضاعفت کفار کی اعمال مین داخل نہین ہے کیونکہ کفر کے ساتھ تو کوئی طاعت مقبول نہین ہے اور اس آیت کے معنے سورہ نمل مین گذر چکے اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّکَ اِلٰی مَعَادٍ

وَقُلْ رَّبِّیْٓ اَعْلَمُ مَنْ جَآءَ بِالْهُدٰی وَمَنْ هُوَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ۝ وَمَا كُنْتَ تَرْجُوْٓا اَنْ یُّلْقٰٓی اِلَیْكَ

الْكِتٰبُ اِلَّا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ ظَهِيْرًا لِّلْكٰفِرِيْنَ ۝ وَلَا يَصُدُّنَّكَ عَنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ بَعْدَ

اِذْ اُنْزِلَتْ اِلَيْكَ وَادْعُ اِلٰى رَبِّكَ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَآ

اِلٰهَ اِلَّا هُوَ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ لَهُ الْحُكْمُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ جسنے حکم بھیجا تجہہ پر قرآن کا وہ پہیر لانیوالا تجہکو پہلی جگہ توکہہ میرا رب خوب جانتا ہے کون لایا ہے راہ کی سوجہہ اور کون پڑا ہے صریح بہکاؤ مین اور تو توقع نہ رکہتا تہا کہ اتاری جاوی تجہہ پر کتاب مگر مہر ہوکر تیرے رب کیطرف سے سو تو نہ ہو مددگار کافرون کا اور نہ ہو کہ وہ تجہکو روکدین اللہ کے حکمون سے جب اتر چکی تیری طرف اور بلا اپنے رب کی طرف اور نہ ہو شریک والون مین اور مت پکار اللہ کے سوای اور حاکم کی بندگی نہین اسکے سوا ہر چیز فنا ہے مگر اسکا منہ اسی کا حکم ہے اور اسی کیطرف پہر جاؤگے **ف** پہیر لادیگا تجہکو پہلی جگہہ یہ آیت اتری ہجرت کے وقت یہ تسلی فرمائی کہ مکے مین پہر آؤگے سو خوب طرح آئے پورے غالب ہوکر اور نہ ہو مددگار کافرون کا یعنے اپنی قوم کو اپنا نہ سمجہ جنہون نے تجہسے یہ بدی کی جو تیرا ساتہہ دی وہی ہے اپنا اور نہ ہو شریک والون مین یعنے اپنی قوم کی خاطر نہ کردین کے کام مین اور آپ کو ان مین نہ گن گو کہ اپنے قرابتی ہون اور اسی کیطرف پہر جاؤگے اس سے معلوم ہوا کہ ہر چیز فنا ہوتی ہے کبہی ہو مگر اسکا منہہ یعنے وہ آپ ❊

ف ان آیات مین اللہ عزوجل اپنے رسول کو حکم فرماتا ہے کہ رسالت کو پہونچا دی اور قرآن کی لوگونپر تلاوت کری اور اسکو خبر دیتا ہے کہ وہ اسکو پہیر لانیوالا ہے معاد کی طرف کہ وہ قیامت کا دن ہے اور اس سے پوچہے گا اس چیز کی بابت جس چیز کی نگہبانی اوسپر لازم کردی ہے نبوت اور رسالت کی پونچانے سے ولہذا فرمایا اِنَّ الَّذِيْ فَرَضَ عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَآدُّكَ اِلٰى مَعَادٍ اور معاد سے قیامت کا دن مراد ہے یعنے جسنے تجہہ پر قرآن نازل کیا وہ تجہکو قیامت مین لانیوالا ہے پہر تجہسے پوچہیگا کہ تونے اپنا کام پورا کیا یا کیا کیا کما قال تعالے فَلَنَسْـَٔلَنَّ الَّذِيْنَ اُرْسِلَ اِلَيْهِمْ وَلَنَسْـَٔلَنَّ الْمُرْسَلِيْنَ یعنے سو ہم کو پوچہنا ہے ان سے جن پاس رسول بہیجے تہے اور ہمکو پوچہنا ہے رسولون سے اور فرمایا يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَاذَآ اُجِبْتُمْ یعنے جسدن اللہ جمع کرے گا رسول پہر کہے گا تمکو کیا جواب دیا اور فرمایا وَجِايْٓءَ بِالنَّبِيّٖنَ وَالشُّهَدَآءِ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ یعنے اور لائی جاوینگے پیغمبر اور گواہ اور فیصلہ ہوگا انصاف کا اور ان پر ظلم نہ ہوگا اور گواہ ہر وقت کے نیک لوگ احوال بتاوینگے بدون کے برائی اور بہلون کی بہلائی جو دیکہتے تہے ابن عباس نے کہا معاد سے جنت مراد

وقف لازم

ہے رَوَاہُ السُّدِّیُّ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اور عکرمہ نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ معاد سے قیامت کا دن مراد ہے وَرَوَاہُ مَالِكٌ عَنِ الزُّہْرِیِّ اور سعید بن جبیر نے ابن عباس سے روایت کیا کہ معاد سے موت مراد ہے اور مجاہد نے اسکی تفسیر مین کہا کہ وہ تجہہ کو زندہ کرے گا قیامت کے دن وَکَذَا رُوِیَ عَنْ عِکْرِمَۃَ وَعَطَاءٍ وَسَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ وَاَبِیْ قَزْعَۃَ وَاَبِیْ مَالِكٍ وَاَبِیْ صَالِحٍ اور کہا حسن بصری نے اس آیت کے تفسیر مین کہ بخدا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معاد ہے جس مین اللہ عزوجل انکو قیامت کے دن اوٹہائیگا پہر آپ کو جنت مین داخل کریگا اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اسکے سوا اور تفسیر بہی مروی ہر اور وہ یہ ہر کہ معاد سے مکہ مراد ہے اور مطلب یہ ہر کہ اللہ عزوجل تجہ کو مکہ مین پہر لانیوالا ہے رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ فِیْ صَحِیْحِہٖ عَنْ عِکْرِمَۃَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَھٰکَذَا رَوَاہُ النَّسَائِیُّ فِیْ تَفْسِیْرِ سُنَنِہٖ وَابْنُ جَرِیْرٍ مِنْ حَدِیْثِ یَعْلٰی وَھُوَ ابْنُ عُبَیْدِ الطَّنَافِسِیِّ بِہٖ اور ایسا ہی عوفی نے ابن عباس سے روایت کیا کہ معاد سے مکہ مراد ہے یعنی تجہ کو اللہ عزوجل مکہ مین پہر لاویگا جیسے تجہ کو اس سے نکالا اور محمد بن اسحاق نے مجاہد سے بہی ایسا ہی نقل کیا کہ تجہ کو پہر لانے والا ہے تیری مولد کیطرف جو مکہ ہے کہا ابن ابی حاتم نے وَقَدْ رُوِیَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَیَحْیَی ابْنِ الْجَزَّارِ وَسَعِیْدِ بْنِ جُبَیْرٍ وَعَطِیَّۃَ وَالضَّحَّاكِ نَحْوَ ذٰلِكَ اور ضحاک نے کہا جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ سے برآمد ہوئے اور جحفہ مین پہونچے تو مکہ کی محبت معلوم ہوئی تب اللہ عزوجل نے یہ آیت اتاری اِنَّ الَّذِیْ فَرَضَ عَلَیْكَ الْقُرْاٰنَ لَرَادُّكَ اِلٰی مَعَادٍ یعنی تجہ کو اللہ عزوجل پہر مکہ ہی مین لے آویگا ضحاک کے اس کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیت مدینہ مین نازل ہوئی اگرچہ بحیثیت مجموعی یہ سورت مکی ہے وَاللّٰہُ اَعْلَمُ اور کہا قتادہؒ نے آیت کی تفسیر مین کہ یہ آیت ان آیتون مین سے ہے جنکی تفسیر کو ابن عباسؓ چہپاتے تہے کہا نعیم قاری نے کہ معاد سے بیت المقدس مراد ہے اور یہ قول رجوع کرتا ہے اس شخص کے قول کیطرف جسنے معاد کی یوم القیامۃ کے ساتہہ تفسیر کی ہے کیونکہ بیت المقدس وہ محشر اور منشر کی زمین ہے وَاللّٰہُ الْمُوَفِّقُ اور ان اقوال مین توفیق یہ ہے کہ کبہی تو ابن عباسؓ نے معاد کی مکہ کی طرف دوبارہ جانے کو ساتہہ تفسیر کی اور وہ مکہ کا فتح ہونا ہے اور مکہ کے فتح ہونے سے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اجل قریب ہونے پر دلیل لی جیسے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے سورۂ اذا جاء نصر اللہ والفتح آخر سورت تک کی تفسیر مین کہا کہ اس

سے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وفات مراد ہی اللہ عزوجل نے اپنے پیغمبر کو اس سورت مین اطلاعدی ہے آپ
کی وفات کی اور یہ تفسیر ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما نے حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کی روبرو بیان کی اور
اونہون نی اس مین انکی موافقت کی اور فرمایا لا اعلم منھا غیر الذی تعلم و لہذا ابن عباسؓ نے
معاد کی کبھی تو موت کے ساتھ تفسیر کی ہے اور کبھی قیامت کے دن کے ساتھ جو وہ موت کی بعد ہے اور کبھی
جنت کے ساتھ جو وہ آپکے جزا تھی اور آپ کی بازگشت اسلیے کہ آپنے اللہ عزوجل کا پیغام جنون اور انسانون
کی جماعت کو پہونچایا اور اسلیئے کہ آپ علے الاطلاق اکمل الخلق اور اشرف الخلق اور افصح الخلق ہیں
اور یہ جو فرمایا ربی اعلم من جاء بالھدی و من ھو فی ضلال مبین یعنے تو کہہ اس مشرک
کو جو تیرا مخالف ہے اور تیری تکذیب کرتا ہے تیری قوم مین سے اور ان لوگون کو جو کفر مین مشرکون کے
ما بعد این پیرا رنج جاتا ہے تم ہدایت پر ہو یا مین ہدایت پر ہون اور جان لوگے کہ کس کے لیے عمدہ انجام
ہوگا اور کس کے لیے پچھلا گھر (جنت) اور کس کے لیے عاقبت اور نصرت ہوگی دنیا اور آخرت مین پہر اللہ
عزوجل نے اپنی نعمت عظیمہ جو اس نے اپنی رسول بندون پر اتاری یاد دلائی اور فرمایا وما کنت ترجوا ان
یلقی الیک الکتاب یعنے تجھکو اس سے پہلے کہ تجھ پر پیغام اوترا وہم وگمان بھی نہ تھا کہ تجھ پر وحی
نازل ہوگی اور یہ تو اللہ عزوجل کی تجھہ پر اور اپنے بندون پر مہربانی ہے کہ اس نے تجھ پر کتاب اتاردی
پہر جب اس نے تجھہ کو ایسی نعمت عظیمہ کے ساتھہ ممتاز فرمایا ہے تو تو کفار کا معین اور ظھیر نہ بن بلکہ ان
سے مفارقت کر اور جدا ہوا ان سے اور انکی مخالفت تجھ کو اللہ عزوجل کی آیات سے نہ روکدیوی کیونکہ
اللہ عزوجل تیری کلمہ کو بالا کرنے والا ہے اور تیری دین کی تایید کرنے والا ہے اور جو دین تجھے دیا
ہے اسکو سب پر غالب کرنیوالا ہے ولہذا فرمایا وادع الی ربک یعنے لوگون کو بلا اللہ عزوجل کی
عبادت کی طرف جو اکیلا ہے اور اسکا کوئی شریک نہیں ہے اور مشرکون مین سے نہ ہو اور یہ جو فرمایا
ولا تدع مع اللہ الھا آخر لا الہ الا ھو یعنے عبادت لائق نہیں ہے مگر اسی کیواسطے
اور الوہیت مناسب نہیں ہے مگر اسی کی عظمت کے لیے اور یہ جو فرمایا کل شئ ھالک الا وجھہ
اس مین اللہ عزوجل نے خبر دی ہے کہ وہی دائم اور باقی اور حی اور قیوم ہے جو نہ مریگا اور مخلوقات
سب کے سب مرجاوینگے جیسے فرمایا کل من علیھا فان و یبقی وجہ ربک ذو الجلال و
الاکرام یعنے جو کوئی ہے زمین پر بنسنے والا ہے اور رہے گا موںہہ تیرے رب کا بزرگ اور تعظیم

والا تو وجہ سے ذات عز اسمہ مراد ہے اور ایسا ہی اسجگہہ مین الله عز اسمہ مراد ہے اور ایسا ہی ہے اس جگہہ
مین الله عز وجل کے قول كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ مین وجہ سے ذات مراد ہے اور بخاری مین ابو سلمہ
کے طریق سے ابو ہریرہ سے مرفوعاً ثابت ہو کہ حضرت صلی الله علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اَصْدَقُ كَلِمَةٍ قَالَهَا
الشَّاعِرُ كَلِمَةُ لَبِيْدٍ اَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللهَ بَاطِلٌ یعنے عمدہ سچے مضمون کا قصیدہ جسکو کسی
شاعر نے کہا لبید شاعر کا قصیدہ ہے جسکا ترجمہ یہ مصرع ہے ؎ الله کا نام سچا ہے سب جہوٹا ہے
جتن * یعنے الله عز وجل کی سواہر چیز لغو اور معدوم ہے مترجم عفا الله عنہ کہتا ہے لبید مشہور شاعر
تہے عرب مین وہ مسلمان ہو گئے انکی کنیت ابو عقیل تہی اور معاویہ کی خلافت مین مری انکی عمر (۱۴۰)
سال کی ہوئی اور اس مصرع کا دوسرا مصرع یہ ہے وَكُلُّ نَعِيْمٍ لَا مَحَالَةَ زَائِلٌ یعنے ہر نعمت ضرور جانے
والی ہے مطلب یہ ہے کہ دنیا کی کسی لذت کو بقا نہین کوئی بہت جلد فنا ہو جاتی ہے جیسے کہانے کی
لذت کہ حلق سے اترتی ہی پلاؤ برابانی اور جو جوار برابر ہے اور کوئی ذرسی دیر ٹہیرتی ہے اور جو
لذت دیرپا اور ثابت ہو وہ اعمال صالحہ کی لذت ہے کہ جب آدمی ان کو یاد کرے دل خوش ہوتا ہے
یہ حکمت کا مسئلہ ہو لبید نے آنحضرت صلی الله علیہ وآلہ وسلم کی صحبت پائی اسوقت سے شعر کہنا چہوڑ دیا
اور کہتے تہے کہ الله سبحانہ وتعالی نے شعر سے بہتر مجہ کو قرآن عطا فرمایا بعض نے کہا معنے آیت کے
یہ ہین ہر عمل نابود ہے مگر وہ جو خالص الله عز وجل کے لیے کیا گیا قَالَهٗ مُجَاهِدٌ وَالثَّوْرِيُّ فی قولہ
كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ اور امام بخاری نے اپنی صحیح مین اس قول کو حکایت کیا گویا اس معنے
کو درست قرار دیا اور جنہون نے یہ معنے کیے ہین اونہون نے شاعر کے اس قول سے دلیل لی ہے

استغفر الله ذنبا لست محصیہ رب العباد الیہ الوجہ والعمل

اور یہ قول قول اول کے منافی نہین ہے کیونکہ اس قول کا مقتضا یہ ہے کہ سب عمل باطل ہین مگر وہ اعمال
صالحہ جو شریعت کی مطابق ہون اور ان مین الله عز وجل کی رضامندی طلب کی جاوے اور قول
اول کا مقتضا یہ ہے کہ سب ذاتین فنا پذیر اور زوال پذیر ہین مگر الله تعالی وتقدس کی ذات پاک کیونکہ
وہی اول ہے اور وہی آخر ہے جو ہر چیز سے پہلے ہے اور ہر چیز کے بعد رہے گا ابو العالیہ کہتے ہین
جب عبد الله بن عمر ارادہ کرتے تہے کہ اپنے دل کا تعاہد کرین تو کسی ویرانہ مین جاتے اور اسکے دروازے
پر بیٹہتے اور فرماتے اَيْنَ اَهْلُكِ یعنے تیرے بسنے والے اور تجہ مین رہنے بسنے والی کہان گئے پہر آپ

نفس کیطرف رجوع کرتے اور درد انگیز آواز کے ساتھ فرماتے کُلُّ شَیۡءٍ ھَالِکٌ اِلَّا وَجۡھَہٗ روا کہ
اَبُوبَکرعَبۡدُ اللّٰہِ بۡنُ مُحَمَّدِ بۡنِ اَبِی الدُّنۡیَا فِی کِتَابِ التَّفَکُّرِ وَالۡاِعۡتِبَارِ اور یہ جو فرمایا
لَہُ الۡحُکۡمُ تو حکم سے تصرف اور ملک مراد ہے اور اسکے تصرف اور حکم کو کوئی پیچھے ڈالنے والا نہین
ہے اور اسی کیطرف سب کا رجوع اور اسی کی طرف سبکا مصیر اور بازگشت ہے اور وہ ہر ایک کو اسکے
عمل کے مطابق جزا دیگا عمدہ اعمال کی جزا دیگا اور بری اعمال کی سزا دیوی گا اٰخِرُ سُوۡرَۃِ الۡقَصَصِ
وَلِلّٰہِ الۡحَمۡدُ وَالۡمِنَّۃُ فتح کا بیان یہ ہے کہ قران کے فرض کرنے سے اسکا نازل کرنا مراد ہے اور زجاج
نے کہا معنے یہ ہین تجھ پر فرض کیا ہے کہ تم اس قرآن کے مطابق عمل کرو اور تقدیر کلام یہ ہے کہ تجھ پر
قرآن مجید کے حکم اور اسکے فرائض فرض کیے ہین بعض نے کہا معنے یہ ہین تجھ پر قرآن مجید کی تلاوت اور
تبلیغ کو فرض کردیا ہے اور عمل کرنا اسچیز کے ساتھہ جو قرآن مین ہے علی بن حسین بن واقد کہتے ہین کہ
یہ آیت اتری حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جحفہ مین جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہجرت کرکے مدینہ منورہ
کو جارہے تھے تو یہ آیت نہ مکی ہی اور نہ مدنی جیسے ابتدا سورت مین گذرچکا جمہور مفسرین کے نزدیک معاد سے
مکہ مراد ہے اور یہ سب تفسیرون سی عمدہ تفسیر ہے کہا ابن عباس نے جیسے بخاری نے ابن عباس سے
روایت کیا کہ اللہ عزوجل تجھ کو مکے مین لاویگا جیسے تجھ کو مکہ سے نکالا قتیبے نے کہا آدمی کا معاد اسکا
وطن اور شہر ہے کیونکہ جب وہ سفر سے لوٹتا ہے تو اپنے شہر مین آتا ہے اور مجاہد اور عکرمہ اور زہری
اور حسن کا یہ قول ہے کہ معاد سی قیامت کا دن مراد ہے اور اسی کو زجاج نے اختیار کیا ہے عرب کا
محاورہ ہے کہتے ہین بَیۡنِیۡ وَبَیۡنَکَ الۡمَعَادُ یعنے میرے اور تیرے درمیان مین قیامت کا دن ہی کیونکہ
لوگ قیامت کے دن زندہ کرکے اوٹھائے جاوینگے اور ابو مالک اور ابو صالح کا یہ قول ہے کہ معاد سے
جنت مراد ہے اور یہی قول ہے ابو سعید خدری رضے اللہ تعالی عنہ کا اور یہی مروی ہے مجاہد سے اور بعض
نے کہا معاد سے موت مراد ہے اور مَنۡ جَآءَ بِالۡھُدٰی سے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مراد ہین کیونکہ وہ
ہدایت کو اللہ عزوجل کی جانب سے لائے اور مَنۡ ھُوَ فِیۡ ضَلٰلٍ مُّبِیۡنٍ سے مشرک مراد لین اور یہ جواب ہے
کفار مکہ کے لیے جب اونھون نے کہا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے تم غلطی پر ہو مگر اولی یہ ہے کہ آیۃ
کو عموم پر حمل کیا جاوے اور اللہ عزوجل دونون طائفون مین سے ہر ایک طائفی کا حال جانتا ہے
ہر ایک کو اسکے عمل کے مطابق جزا سزا دیگا اور یہ جو فرمایا وَمَا کُنۡتَ تَرۡجُوۡۤا اَنۡ یُّلۡقٰۤی اِلَیۡکَ الۡکِتٰبُ

تو اسکے یہ معنے ہین کہ قرآن مجید جو تجھ پر اتارا گیا یہ محض اللہ عزوجل کی عنایت اور رحمت ہی تجھ پر نہ اس
لیے کہ تجھ پر اتارنیکا اس نے وعدہ کیا تھا اور نہ اسلیے کہ تو نے اس سے قرآن کا اتارنا طلب کیا تھا اور اس
مین اللہ عزوجل نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر احسان رکھا ہے اور یہ جو فرمایا فَلَا تَكُونَنَّ ظَهِيرًا
لِّلْكَافِرِينَ تو اس مین تعریض ہے غیر حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امت مین سے بعض نے کہا معنے یہ ہین
کہ تو کفار کی مدارات کی ساتھ انکی مدد نہ کر اور نہ منع کرین تجھ کو اے محمد کافر اور انکے اقوال اور انکا جھوٹ
اور انکی ایذا ر قرآن مجید کی تلاوت اور اسپر عمل کرنے اور اسکے پہونچانے سے جب تجھ پر اللہ عزوجل
نے قرآن اتار دیا اور لوگون کو اللہ عزوجل کی توحید اور اسکے فرائض پر عمل کرنے اور اسکے معاصی
سے برکنار رہنے کی طرف بلا اور نہ ہو تو مشرکون مین سے اس مین بھی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے
غیر کے ساتھہ تعریض ہے جیسے ابھی گذرا کیونکہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تو کسی طرح مشرکون مین
سے نہ تھے اور اسیطرح اللہ عزوجل کے قول آیندہ وَلَا تَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ مین امت کے لوگ مخاطب
ہین پھر اللہ سبحانہ وتعالی نے اپنے نفس کی توحید بیان کی اور اسکو موصوف بیان کیا بقا اور دوام
کے ساتھہ اور فرمایا لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ یعنے اللہ عزوجل کے سوا کوئی الہ نہین ہے
اور ہر چیز کا سا ماکان اپنی حد ذات مین ہالک ہے کیونکہ اسکا وجود ذاتی نہین ہے بلکہ اسلیے کہ وہ
منسوب ہے واجب الوجود کی طرف پھر جو چیزین اللہ عزوجل کے سوا ہین وہ بالذات موجود نہین ہین بلکہ اسلیے
کہ واجب الوجود کیطرف مستند ہین تو وہ بالقوۃ اور بالذات معدوم ہین اور معدوم وہ چیز ہے جسکا وجود
ذاتی نہ ہو کیونکہ اسکا وجود ایسا ہے جیسے لا وجود اور وجہ سے اللہ عزوجل کی ذات مراد ہے کہا زجاج نے
وَجْهَهُ منصوب ہے استثنا پر اور استثنا سے معلوم ہوا کہ شے کا اطلاق اللہ عزوجل پر صحیح ہے کیونکہ
مستثنے مستثنے منہ مین داخل ہوتا ہے اور وجہ کا اطلاق ذات پر عرب کی عادت کے مطابق ہے کہ وہ ایک
چیز کے اشرف مقام کا نام لیکر اس سے وہی چیز مراد لیتے ہین اور جس نے کہا کہ شے کا اطلاق اللہ عزوجل
پر صحیح نہین ہے اسکے نزدیک بھی استثنا متصل ہے اور اسی وجہ سے وہ عمل مراد لیا ہے جو خالص اللہ
عزوجل کے لیے کیا جاوے کیونکہ اسکا ثواب باقی رہے گا قَالَهُ الْكَرْخِيُّ ابن عباس سے مروی ہے کہ جب
کریمہ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ اتری تو فرشتون نے کہا زمین والے ہلاک ہونگے پھر جب کریمہ كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ
الْمَوْتِ اتری تو فرشتون نے کہا ہر جی ہلاک ہوگا پھر جب یہ آیت اتری كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ

تو فرشتون نے کہا آسمان اور زمین کے رہنے والی ہلاک ہوجاوینگے اور آٹھہ چیزین ہین جو ہلاک ہونے سے مستثنے ہین جنکو سیوطی نے اپنے اس قول مین نظم کیا ہے

ثمانیة حکم البقاء یعمها من الخلق والباقون فی حیز العدم

هی العرش والکرسی ونار وجنة وعجب وارواح کذا اللوح والقلم

یعنے مخلوقات مین سوا آٹھہ چیزین ہلاک نہ ہونگی عرش اور کرسی اور دوزخ اور بہشت اور ریڑہ کی ہڈی (جسکو عربی مین عجب کہتے ہین) اور روح اور لوح اور قلم اور انکے سوا سب چیزین نابود ہوجاوینگے حکم سے قضا نافذ مراد ہے یعنی وہ جو چاہتا ہے فیصلہ کرتا ہے اور جو ارادہ کرتا ہے حکم کرتا ہے اسکی جزا کی طرف یا اسی اکیلے کیطرف پہیرے جاوگے اپنے تمام احوال مین دنیا مین اور بعث کو وقت تو کہ محسن کو اسکے احسان کی جزا دیوی اور مسئی کو اسکی اسارت کی سزا

سورة العنکبوت

اس سورت کی نناوین آیتین ہین بعض نے کہا یہ ساری سورت مکہ مین نازل ہوئی قاله ابن عباس وابن الزبیر والحسن وعکرمة وعطاء وجابر بن زید اور بعض نے کہا وہ سب مدینہ مین نازل ہوئی اور یہہ بہی ایک قول ہے ابن عباس اور قتادہ کا اور یہی قول ہے یحیے بن سلام کا اور امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ مکہ اور مدینہ کے درمیان اوتری اور یہہ تیسرا قول ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے مروی ہے کہ حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سورج اور چاند کے گہن مین (دو رکعتون مین) چار رکوع کرتے اور چار ہی سجدے پہلی رکعت مین سورہ عنکبوت پڑہتے یا سورہ روم اور دوسری رکعت مین سورہ یٰسین اور کہا حافظ ابن کثیر نے کہ یہ سورہ مکی ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الٓمٓ أَحَسِبَ النَّاسُ أَنْ يُتْرَكُوا أَنْ يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ ○ وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللَّهُ الَّذِينَ صَدَقُوا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكَاذِبِينَ ○ أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ أَنْ يَسْبِقُونَا سَاءَ مَا يَحْكُمُونَ ○ کیا یہ سمجھے ہین لوگ کہ چہوٹ جاوینگے اتنا کہکر کہ ہم یقین لائے اور انکو جانچ نہ لینگے اور ہمنے جانچا ہے انکو جو ان سے پہلے تہے سو البتہ معلوم کریگا اللہ جو لوگ سچے ہین اور البتہ معلوم کرے گا جہوٹے کیا یہ سمجھے ہین جو لوگ

کرتے ہین برائیان کہ ہم سے چڑہ جاوین بری بات جیکاتے ہین **ف** پہلے دو آیتین کہین مسلمانون
کو جو گرفتار تہے کافرون کی ایذا ہین اور یہ آیت کافرون کو جو ستاتے تہے مسلمانون کو انتہے
انی موضح القرآن کہا حافظ ابن کثیر نے اوائل سورہ یہ کلام سورہ بقرہ ہین گذر چکی اور یہہ جو فرمایا
کیا یہ سمجہے ہین یہ لوگ آخر آیت تک تو اس ہین انکار کیا ہے لوگون کے اس زعم کا کہ وہ بلا آزمائے
چہوٹ جاوینگے اور معنے یہ ہین کہ اللہ عزوجل ضرور اپنے ایماندار بندون کو انکے ایمان کے مطابق
جانچے گا جیسے صحیح حدیث ہین آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اَشَدُّ النَّاسِ بَلَآءً
اَلْاَنْبِيَاءُ ثُمَّ الصَّالِحُوْنَ ثُمَّ الْاَمْثَلُ فَالْاَمْثَلُ يُبْتَلَى الرَّجُلُ عَلٰى حَسَبِ دِيْنِهٖ فَاِنْ كَانَ
فِيْ دِيْنِهٖ صَلَابَةٌ زِيْدَ لَهٗ فِي الْبَلَآءِ سب سے بڑہکر پیغمبرون پر بلا زیادہ اترتی ہے پہر نیک بختون پر
پہر جو ان کے بعد مرتبہ ہین افضل ہین پہر جو انکے بعد افضل ہین اور آدمی پر اسکے دین کے موافق
بلا آتی ہے اگر اسکا دین سخت اور قوی ہوتا ہے تو اسکی بلا بہی سخت ہوتی ہے **مترجم** عفا عنہ
کہتا ہے یہ حدیث آپنے اسوقت فرمائی جب سعد بن ابی وقاص نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کن لوگون کا امتحان سخت ہوتا ہے اور انپر بلا زیادہ اترتی ہے آپنے فرمایا پیغمبرون پہر جو آخر
حدیث تک دوسری حدیث ہین ہے کسیکو اتنی ایذا نہین ہوئی اللہ کی راہ ہین جتنی مجہکو ہوئی فقر
وفاقہ دکہہ بیماری ان تکلیفون کے سوا کافرون کیطرف سے آپکو بہت صدمے پہونچے گالیان کہائین
مار کہائی زخمی ہوئے دانت شہید ہوئے اخیر ہین زہر کے صدمے سے وفات پائی جو شہادت ہے آپ
کے دونو صاحبزادے جلیل الشان امام حسن اور امام حسین علیہما السلام بہی کمال تکلیف سے شہید
ہوئے اور ہمیشہ آپکے آل اور ائمہ اطہار مصیبت ہی ہین مبتلا رہے سبحان اللہ کیا شان الٰہی ہے
جو اپنے پیارے ہوتے ہین انہی کو زیادہ آزماتا ہے اور انکی صبر اور محبت کو جانچتا ایک بزرگ
مسجد ہین پہونچے شاید شیخ احمد عبد الحق ردولوی رہتے تہے وہان لوگ عشا کی نماز کے بعد اذان دے رہے
تہے اونہون نے سبب پوچہا لوگون نے کہا دفع بلا اور وبا کے لیے اذان دیتے ہین آپ بہی اذان
دیجیے لوگون نے اصرار کیا نہ مانا اونہون نے وجہ پوچہی فرمایا جو بندہ اللہ کی نعمت کو مزے سے چکہے
اور اسکی بلا سے بہاگے وہ بندہ نہین ہے حدیث مذکور کے دوسرے طریق ہین اتنا زیادہ ہے ہمیشہ بلا پہونچتی
رہتی ہے بندہ پر (دکہہ بیماری افلاس یہ تجزکی) یہانتک کہ وہ زمین پر چلتا ہے اور کوئی گناہ اسپر

نہین ہوتا سب گناہ معاف ہوجاتی ہین) اور بلا انکی کفارہ ہوتی ہے معلوم ہوا کہ جیسے بندے اللہ
تعالی کے اکثر مصیبت اور سختی اور تکلیف مین مبتلا رہتے ہین اور مصیبت اور سختی اور دکھہ اور بیماری
کو اللہ تعالی کا غضب نہ سمجھنا چاہیے بلکہ وہ کفارہ ہین گناہون کے لیے کہا حافظ نے اور یہ آیت ویسی
ہی ہے جیسے اللہ عزوجل نے دوسری مقام مین فرمایا اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا
يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جَاهَدُوْا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصّٰبِرِيْنَ یعنے کیا تم کو خیال ہے کہ داخل ہوجاؤگے
جنت مین اور ابھی معلوم نہین کیے اللہ نے جو لڑنیوالے ہین تم مین اور معلوم کرے ثابت رہنے والے
اور فرمایا سورہ برارت مین فرمایا اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تُتْرَكُوْا وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جَاهَدُوْا مِنْكُمْ
وَلَمْ يَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلَا رَسُوْلِهٖ وَلَا الْمُؤْمِنِيْنَ وَلِيْجَةً وَاللّٰهُ خَبِيْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ یعنے
کیا جانتے ہو کہ چھوٹ جاؤگے اور ابھی معلوم نہین کیے اللہ نے تم مین سے جو لوگ لڑے ہین اور نہین
پکڑا انہون نے سوائی اللہ کے اور اسکے رسول کے اور مسلمانون کے کسی کو بھیدی اور اللہ عزوجل کو
سب خبر ہے تمہاری کام کی اور سورہ بقرہ مین فرمایا اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَاْتِكُمْ
مَثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ
وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ یعنے کیا تم کو خیال ہے کہ جنت
مین چلے جاؤگے اور ابھی تم پر آئے نہین احوال انکی جو آگے ہوچکی تم سے پہونچی انکو سختی اور تکلیف
اور جھڑجھڑائے گئے یہانتک کہ کہنے لگا رسول اور جو اسکے ساتھ ایمان لائی کب آویگی مدد اللہ
کی سن رکھو مدد اللہ کی نزدیک ہے ولہذا فرمایا وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ
الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ اور یہان علم سے رویت اور اظہار مراد ہے یعنے تو کہ اللہ
عزوجل ظاہر کرے ان لوگون کو جو دعوی ایمان مین صادق ہین اور وہ جو اپنے دعوی اور قول مین
کاذب ہین کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالی کو علم ہے زمانہ گذشتہ اور آیندہ کا اور اسچیز کا جو موجود ہونا مقدر
نہین ہے کہ اگر وہ چیز موجود ہوتی تو وہ کیونکر ہوتی اور اسپر اہل سنت اور جماعت کی اماموں کا اتفاق
ہے اور یہی قول ہے ابن عباس کا اللہ عزوجل کے اس قسم کے قول مین اِلَّا لِنَعْلَمَ اے اِلَّا لِنَرٰی یعنے تو
کہ دیکھین ہم کیونکہ رویت متعلق ہوتی ہے موجود کے ساتھہ بخلاف علم کے کہ وہ عام ہے معدوم اور
موجود دونون سے متعلق ہوتا ہے اور یہ جو فرمایا اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ اَنْ يَّسْبِقُوْنَا

سآءَ مَا یَحْکُمُوْنَ تو یہ معنے ہین کہ جو لوگ ایمان نہین لائے وہ یہ خیال نہ کرین کہ وہ اس فتنہ اور امتحان
سے چھوٹ جائینگے کیونکہ انکے پرے (یعنی مرنیکے بعد) انکے کفر پر عقوبتین اور عذاب ہین جو اس فتنہ
سے نہایت سخت ہین ولہذا فرمایا اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ یَعْمَلُوْنَ السَّیِّاٰتِ اَنْ یَّسْبِقُوْنَا سَآءَ مَا
یَحْکُمُوْنَ فتح کا بیان یہ ہے کہ الم کی مراد کو اللہ خوب جانتا ہے اور اس سورت کے اول لفظ یعنے الم پر
سورہ بقرہ مین کافی طور پر گفتگو ہو چکی اور اَحَسِبَ مین استفہام توبیخ اور تقریع کے واسطے ہے یا تقریر
کے لیے اور حسبان کہتے ہین احد النقیضین کے قوی ہونے کو اوپر دوسری نقیض کے جیسے ظن بخلاف
شک کے کہ وہ ٹہیر جاتا ہے دو نقیضون کے درمیان اور بخلاف علم کے کہ وہ یقین کر لیتا ہے احد
النقیضین پر اور دونو نقیضون کا معانی مفردات کے ساتھہ معلق کرنا صحیح نہین ہے البتہ جملون کے
مضامین کے ساتھہ درست ہے اور آیت مین بیان ہے اس حسبان کے انکار اور استبعاد کا اور بیان
ہے اس امر کا کہ انواع تکالیف وغیرہا کے ساتھہ ضرور امتحان ہوگا کہا زجاج نے معنے یہ ہین کہ خیال کیا
اونہون نے کہ ہم قناعت کرینگے صرف انکو اس قول پر کہ ہم ایماندار ہین اور یہ امتحان نہ کیے جائین
گے اسچیز کے ساتھہ جس سے انکے ایمان کی حقیقت معلوم ہووے بلکہ امتحان کیے جاوینگے تو کہ جو اللہ
عزوجل کے دین مین راسخ ہین کچے لوگون سے ممتاز ہو جاوین کہا سدی اور قتادہ اور مجاہد نے کیا خیال
کرتے ہین کہ اتنا کہکر چھوٹ جاوینگے کہ ہم ایمان لائے اور اپنے اموال اور جانون مین قتل اور تعذیب
کے ساتھہ جانچے نہ جاوینگے کہا ابن عطیہ نے یہ آیت اگرچہ ایک خاص سبب مین نازل ہوئی ہے
مگر اسکا حکم قیامت تک باقی ہے اور یہ اسطرح کہ اللہ عزوجل کی جانچ اور اسکا فتنہ مسلمانون کی ثغور
مین باقی ہے اسر اور نکایت عدو وغیر ذلک کے ساتھہ اور فتنہ وہ امتحان ہے سخت تکلیفون کے
ساتھہ مفارقت اوطان اور مہاجرت اور مجاہدہ اعدا اور سائر طاعات شاقہ اور ترک شہوات کی
ساتھہ اور فقر اور قحط اور انواع مصائب کے ساتھہ نفسون اور مالون مین اور کفار کی ایذا اور انکی
داؤن پر صبر کرنے کے ساتھہ تو کہ مسلمان فتنون مین صبر کرکے درجات عالیہ حاصل کرین کیونکہ فقط
ایمان اگرچہ اخلاص کے ساتھہ ہو خلود عذاب سے بچاویگا درجات عالیہ کے حاصل کرنے کے لیے
ان اعمال کی ضرورت ہے مفسرین نے لکھا ہے کہ یہ آیت ان لوگون کے حق مین اتری ہے جو مکہ
مین رہتے تھے اور اسلام لانیکا اقرار کرتے تھے تو ان کی طرف حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے اصحاب نے لکھا مدینہ سے جب ہجرت کے بارے مین حکم اترا کہ تمہارا اقرار اور اسلام کچہ کارگر نہ ہوگا جب
تک تم ہجرت نہ کرو اس پر وہ مدینہ کے ارادہ پر مکہ شریفہ سے برآمد ہوئے اور مشرکون نے انکا پیچہا کیا اور
انکو واپس لے گئے انکے حق مین یہ آیت نازل ہوئی تب صحابہ نے انکی طرف لکھا کہ تمہارے حق مین یہ آیت
نازل ہوئی او نہون نے کہا ہم ہجرت کرتے ہین اور جو ہمارا پیچہا کرے گا اس سے ہم لڑین گے اور برآمد
ہوئے اور مشرکون نے ان کا پیچہا کیا اور وہ اسنے لڑے تو بعض انمین سے مارے گئے اور بعض بچ
گئے تب اللہ عزوجل نے یہ آیت اتاری ثُمَّ اِنَّ رَبَّكَ لِلَّذِيْنَ هَاجَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا فُتِنُوْا ثُمَّ
جَاهَدُوْا وَصَبَرُوْٓا اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ یعنے پہر یون ہی کہ تیرا رب ان لوگون پر
جنہون نے وطن چہوڑا ہے بعد اسکے کہ بچلائے گئے پہر لڑتے رہے اور ٹہیرے رہے تیرا رب ان باتون کے
بعد بخشنے والا مہربان ہے اَخْرَجَهُ ابْنُ حُمَيْدٍ وَابْنُ الْمُنْذِرِ وَابْنُ جَرِيْرٍ وَغَيْرُهُمْ اور قتادہ
سے اس سے اختصار کے ساتھہ مروی ہے بعض نے کہا یہ آیت عمار بن یاسر کے حق مین نازل ہوئی جب
اسکو اللہ کی راہ مین عذاب کیا جاتا تہا عبد اللہ بن مسعود کہتے ہین سب سے پہلے جنہون نے اسلام ظاہر کیا
وہ سات شخص تہے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق اور سمیہ عمار کی مان اور عمار اور صہیب اور
بلال اور مقداد رہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو آپ کو اللہ عزوجل نے بچایا آپ کے عم ابوطالب کی حمایت
کے ساتھہ اور رہے ابوبکر صدیق تو انکی قوم نے ان کی حمایت کی اور باقی کے پانچ شخصون کو مشرکون
نے لوہے کی بیڑیان ڈالدین اور دہوپ مین پہینکدیا پہر ان مین سے کوئی نہ تہا مگر ان سے کیا جو مشرکون
نے چاہا بلال کے سوا تو اسنے ذلیل کردیا اپنی جان کو اللہ عزوجل کی راہ مین اور مشرکون نے انکو پکڑ کر
بچون کو دیدیا جو انکو مکہ کی گلیون مین پہراتے تہے (ذلیل کرنے کے لیے) اور وہ فرماتے تہے اللہ
عزوجل ایک ہے اللہ عزوجل ایک ہے اور یہہ جو فرمایا وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ آخر آیت
تک تو معنے یہ ہے کہ یہ اللہ عزوجل کی اپنے بندون مین ہمیشہ سے سنت قدیمہ جاری ہے اور وہ اس
امت کے ایمانداروں کو بہی آزماویگا جیسے اس نے پہلے امتون کو آزمایا اور قرآن مجید کے بہت
مقامون مین انبیا کے قصص اور وہ محنتین جو انبیا کو اپنی اپنی قوم کی طرف سے پیش آئین مذکور
ہین اسیطرح اللہ عزوجل نے اتباع رسل کو طرح طرح کی تکلیفون سے آزمایا کسی کو مخالفون نے آرہ
سے دو پہانک کردیا اور کسیکو جان سے مارڈالا اور کسی کو آگ مین پہینکدیا اور کسی کے بدن کا لوہے

کی گنگہیون کے ساتہہ گوشت اتار اگر ان مین سے کسی آزمایش کی وجہ سے اونہون نے اپنا دین
نہ چہوڑا اور بنی اسرائیل کو فرعون طرح طرح کے عذاب کرتا تہا جو قرآن مجید مین جا بجا مذکور ہین اور
مقصود تنبیہ ہے انکی خطا پر اس حسبان مین اور معنے یہ ہین کیا خیال کیا اونہون نے یہ اور یہ جانتے ہین
کہ یہ اللہ عزوجل کی عادت کے خلاف ہے اور اللہ عزوجل کی عادت کو بدلنا نہین مَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَاءَ
اللّٰهِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ لَاٰتٍ ۗ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۝ وَمَنْ جَاهَدَ فَاِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ ۗ
اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِينَ ۝ وَالَّذِينَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ
وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَحْسَنَ الَّذِي كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ جو کوئی توقع رکہتا ہے اللہ کی ملاقات کی سو اللہ کا
وعدہ آتا ہے اور وہ ہے سنتا جانتا اور جو کوئی محنت اٹہاوے سو اوٹہاتا ہے اپنے ہی واسطے اللہ
کو پرواہ نہین جہان والون کی اور جو لوگ یقین لائے اور کیے بہلے کام ہم اتار دینگے ان سے
برائیان انکی اور بدلا دینگے انکو بہتر سے بہتر کامون کا **فائدہ** یعنے ایمان کی برکت سے نیکیان
ملینگے اور برائیان معاف ہونگی اللہ عزوجل ان آیات مین فرماتا ہے کہ جس شخص کو اللہ عزوجل کی ملاقات
کی دار آخرت مین امید ہے اور کیے اس نے بہلے کام اور اس ثواب جزیل کا امیدوار ہے جو اللہ عزوجل
کے پاس ہے تو اللہ عزوجل اسکی امید کو پورا کر دیگا اور اسکے عمل کے کامل وافر جزا دیگا اور یہہ بات
لامحالہ واقع ہونے والی ہے کیونکہ وہ سمیع دعوات بصیر کائنات ہے ولہذا فرمایا مَنْ كَانَ يَرْجُوا
لِقَاءَ اللّٰهِ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ لَاٰتٍ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ اور اللہ عزوجل کا قول وَمَنْ جَاهَدَ
فَاِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ اللہ عزوجل کے اس قول کی طرح ہے مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ یعنے جو شخص
بہلا کام کرے تو اسکے عمل کا نفع اسی کیطرف عود کرنیوالا ہے کیونکہ اللہ عزوجل عباد کے افعال سے
غنی ہے اگرچہ سب کے سب پیغمبر بنجاوین اور ان سب کا ایک نیک آدمی کے دل پر ہوجاتا اوسکی سلطنت کی
رونق کو زیادہ نہین کرسکتا ولہذا فرمایا وَمَنْ جَاهَدَ فَاِنَّمَا يُجَاهِدُ لِنَفْسِهٖ اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ
عَنِ الْعٰلَمِينَ کہا حسن بصری نے البتہ آدمی مجاہدہ کرتا ہے حالانکہ زمانہ مین کسیوقت مین اس نے
کسی کافر کو تلوار نہین ماری ہووے پہر اللہ عزوجل نے خبر دی کہ باوجود اس امر کے کہ اللہ عزوجل جمیع
مخلوقات کے بر اور احسان سے بے نیاز ہے اسپر بہی جو ایماندار ہین اور نیک کردار انکو عمدہ سے عمدہ
جزا دیگا اور وہ یہ کہ انکی برائیان اتار دیگا اور بدلا دیگا انکو بہتر سے بہتر کامون کا اور قبول کریگا

انکے تہوڑے سے نیک کام کو اور ایک نیک کام کا دس گنا اجر دیگا سات سو گنے تک اور برائی کی اتنی ہی
سزا ملیگی معاف کردیگا اور درگذر کریگا کما قال تعالی اِنَّ اللّٰهَ لَا یَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ وَاِنْ تَکُ
حَسَنَةً یُّضٰعِفْهَا وَیُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِیْمًا یعنے اللہ عزوجل حق نہین کہتا کسی کا
ایک ذرہ برابر اور اگر نیکی ہو تو اسکو دونا کرے اور دیوے اپنے پاس سے بڑا ثواب اور یہان فرمایا وَالَّذِیْنَ
اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُکَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَیِّاٰتِهِمْ وَلَنَجْزِیَنَّهُمْ اَحْسَنَ الَّذِیْ کَانُوْا
یَعْمَلُوْنَ فتح مین کہاہے کہ رجا بمعنے مین طمع کے ہے قالہ سَعِیْدُ بْنُ جُبَیْرٍ بعض نے کہا یہان رجا
بمعنے خوف ہے کہا قرطبی نے اور مفسرون کا اتفاق ہے کہ آیت کا معنے یہ ہے جو شخص ہے ڈرتا مرنے
سے بعض نے ڈرتا بعث وحساب سے کہا زجاج نے جو شخص ہے رجا کرتا اللہ عزوجل کیطرف پہر کر ثواب
حاصل کرے نیکی اسصورت مین رجا بمعنے امل ہے اور حرف مَن موصولہ ہے یا شرطیہ اور جزا اللہ عزوجل
کا قول فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ لَاٰتٍ ہے مگر راجح یہ قول ہے کہ یہ جزا نہین ہے کیونکہ اسکی اجل لامحالہ آنے
والی ہے سوا شرط کی قید کے کیونکہ اگر جملہ فَاِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ جواب شرط ہو تو لازم آویگا کہ جو شخص
اللہ عزوجل کی ملاقات کی توقع نہ رکہے اسکے پاس اللہ عزوجل کی اجل نہ آوے بلکہ جواب محذوف
ہے اور وہ یہ ہے فَلْیَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا یُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖ اَحَدًا یعنے سو کرے کچہ کام
نیک اور ساجہا نہ رکہے اپنے رب کی بندگی مین کسیکا اور معنے آیت کے یہ ہین جو شخص رجا اور طمع
رکہتا ہے اللہ عزوجل سے ملنے کی تو اسکی اجل جو اسنے بعث اور ثواب اور عقاب کیواسطے مقرر کی
ہے لامحالہ آنیوالی ہے کہا مقاتل نے وہ اجل قیامت کا دن ہے اور اس آیت مین جو وعدہ اور
وعید اور ترہیب اور ترغیب ہے مخفی نہین ہے وہ سمیع ہے اپنے بندون کے اقوال کا علیم ہے اس
کا جسکو وہ چہپاتے ہین اور آشکارا کرتے ہین اور جو شخص جہاد کرے کفار سے اور جہاد کرے اپنے
نفس سے طاعات پر صبر کرنے کے ساتہہ یا شیطان کے ساتہہ مجاہدہ کرے دفع وساوس کے ساتہہ
تو اسکا ثواب اسی کے واسطے ہے نہ اسکے غیر کے واسطے اور اللہ عزوجل کو اسکے مجاہدہ کا کچہ فائدہ
نہین ہے اور یہ اسلیے کہ اسنے وعدہ کیا ہے ثواب دینے کا نہ اسلیے کہ مجاہد کا اللہ عزوجل کے ہان
استحقاق ہے کیونکہ کریم جب وعدہ کرتا ہے وفا کرتا ہے اور حصر اس جملہ مین اضافی ہے اب یہہ
اعتراض نہ ہوگا کیونکہ حصر مستقیم ہوسکتا ہے باوجود اسکے کہ ایک شخص کے جہاد سے اسکا غیر

سود مند ہوجاتا ہے جیسے آبار اولاد کی صلاحیت سے سود مند ہوجاتے ہین اور جو شخص عمدہ راہ ڈالی وہ اس
راہ مین چلنے والون کے فعل سے منتفع ہوسکتا ہے بعض نے کہا معنے یہ ہین جو شخص اپنے دشمن سے اپنے
نفس کے لیے لڑی اور اللہ عزوجل کی رضامندی کا اس مین ارادہ نہ کری تو اسکے جہاد کی اللہ عزوجل کو
کچھ ضرورت نہین ہے اور قول اول بہتر ہے اور اس آیت مین بشارت بھی ہے اور تخویف بھی عالمین سے
انس اور جن اور ملائکہ مراد ہین اور مطلب یہ ہے کہ اللہ عزوجل انکی طاعات سے بے نیاز ہے جیسے انکی معصیت
اللہ عزوجل کو مضر نہین ہے اور یہ تو اس نے اپنے بندون پر مہربانی کی کہ بھلے کامون کا ارشاد فرمایا اور
بری کامون سے روکدیا اور یہ جو فرمایا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ
تو اسکے یہ معنی ہین کہ ہم انکی برائیان مٹادینگے یہانتک کہ وہ بمنزلہ غیر معمولہ کے ہوجاوینگے اور تکفیر وہ
مٹادینا ہے برائی کا نیکی کسے اور سیئہ سے شرک اور معاصی مراد ہین اور انکی تکفیر ایمان لانا ہے اور توبہ
کرنا اور آیت سیئات کا وجود چاہتی ہے تو کہ ان کا کفارہ ہو اور کوئی ایسا مکلف نہین ہے جو سیئہ
سے خالی ہے غیر انبیاء تو ان کا صاحب سیئات ہونا ظاہر ہے اور انبیا تو اسلیے کہ انکے لیے ترک اولی
سیئہ کی مثل ہے ولہذا فرمایا عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ اور یہ جو فرمایا وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَحْسَنَ
الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ یعنے اور البتہ انکو جزا دینگے ساتھ احسن جزاء اعمال انکے کے بعض نے کہا
ساتھ جزا احسن اعمال کے اور مراد احسن سے مجرد وصف ہے تفضیل مراد نہین ہے توکہ نہ ہو جزا ان کی
حسن کے ساتھ مسکوت عنہ مگر یہہ کہنا کہ احسن سے مجرد وصف مراد ہے ٹھیک نہین ہے کیونکہ یہ اولی کے
باب مین سے ہے اسلیے کہ جب اللہ عزوجل انکو احسن کی جزا دیگا تو اس سے کم کی بطریق اولی دیگا تو تنبیہ
ہے ادنی پر اعلے کے ساتھ بعض نے کہا معنے یہ ہین ہم انکو دینگے اکثر اس چیز سے کہ عمل کیا اونہون نے
اور احسن اس سے جیسے اللہ عزوجل نے فرمایا مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا ۔ وَوَصَّيْنَا

الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا ۭ وَاِنْ جَاهَدٰكَ لِتُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا

اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُدْخِلَنَّهُمْ

فِي الصّٰلِحِيْنَ ۝ اور ہمنے تقید کردیا انسان کو اپنے ماں باپ سے بھلے رہنا اور اگر وہ تجھ سے زور کرین
کہ تو شریک پکڑ میرا جس کی تجھ کو خبر نہین تو ان کا کہنا مان مجھی تک پھر آنا ہے تمکو سو مین جتادونگا
تمکو جو کچھ تم کرتے تھے اور جو لوگ یقین لائے اور بھلے کام کیے ہم انکو داخل کرینگے نیک لوگون مین

دنیا مین مان باپ سے زیادہ حق کسی کا نہین پر اسکا حق ان سے زیادہ ہے انکی خاطر دین نہ چھوڑے ان آیات مین اللہ عزوجل اپنے بندون کو مان باپ کا حق ادا کرنیکا ارشاد فرماتا ہے توحید کے ساتھہ تمسک پر ترغیب دینے کے بعد کیونکہ مان باپ ہی انسان کے وجود کا سبب ہوتے ہین اور وہ دونو اولاد کے ساتھہ نہایت تک احسان کرتے ہین والد انفاق کے ساتھہ اور والدہ شفاق کے ساتھہ ولہذا دوسرے مقام مین فرمایا وَقَضٰى رَبُّكَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا یعنے اور حکم دیا تیرے رب نے کہ نہ پوجو اسکے سوا اور ماں باپ سے بھلائی کبھی پہونچ جاوے تیرے سامنے بڑھاپے کو وہ ایک یا دونو تو نہ کہہ انکو ہون اور نہ جھڑک انکو اور کہہ انکو بات ادب کی اور جھکا ان کے آگے کندھے عاجزی کر کر نیاز سے اور کہہ اے رب ان پر رحم کر جیسے پالا اونہون نے مجھ کو چھوٹا اور باوجود اسکے کہ اس نے وصیت کی مان باپ کے ساتھہ رافت اور رحمت اور احسان کرنے کی بمقابلہ انکے احسان کے جو اونہون نے لڑکپن میں کیا فرمایا وَاِنْ جَاهَدٰكَ لِتُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا یعنے اگر تجھسے مان باپ حرص کرین کہ تو انکی شرک کرنے مین اتباع کرے تو ان سے علاحدہ ہوجا اور انکے کہنے سے شرک مت کر تم سب میرے پاس آؤگے قیامت کے دن مین تجھکو تیرے احسان کی جزا دونگا جو تو نے انکے ساتھہ کیا اور اپنے دین پر صبر کیا اور تجھ کو صالحین کی جماعت مین اوٹھاؤنگا نہ انکے زمرہ مین اگرچہ تو دنیا مین مان باپ سے زیادہ قریب تھا مگر آدمی کا حشر قیامت کے دن اسیکے ساتھہ ہوگا جسکے ساتھہ اسکی دینی محبت ہو ولہذا یہان فرمایا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُدْخِلَنَّهُمْ فِي الصّٰلِحِيْنَ ترمذی نے سعد بن ابی وقاص سے روایت کیا کہ میرے حق مین چار آیتین اترین پھر ایک قصہ بیان کیا اور کہا ام سعد (یعنے میری مان نے) کہا کیا تجھ کو اللہ عزوجل نے والدین کے ساتھہ احسان کرنیکا ارشاد نہین کیا بخدا مین نہ کھاؤنگی اور نہ پیونگی یہانتک کہ مرجاؤن یا اس صورت مین کہ تو کافر ہو جاوے کہا پس جب اسکو کھلانیکا ارادہ کرتے تو اسکا منہہ کھولکر اس مین کوئی چیز ڈالتے جیسے بچون کو دوائی دیتے ہین (اسپر یہ آیت اتری وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا وَاِنْ جَاهَدٰكَ لِتُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا آخر آیت تک رواہ الامام احمد ومسلم وابوداود والنسائی

اَیضًا وَقَالَ التِّرمِذِیُّ حَسَنٌ صَحِیحٌ فتح کا بیان یہ ہے کہ آیت کے معنے یہ ہین کہ انسان کو ہم نے
وصیت کی ہے کہ وہ ماں باپ کے ساتھہ جسطور ہو سکے سلوک کرے اور ان پر مہربانی کرے اور انکے ساتھہ
احسان کرے اعطاء مال اور خدمت اور نرمی زبان اور عدم مخالفت یہ سب کو یہ وصیت شامل ہے اور یہہ
جو فرمایا وَاِنْ جَاهَدَاكَ آخر آیت تک یعنے اگر والدین تجہ سے طلب کرین اور تجہ پر لازم کرین میرے
ساتھہ شریک ٹھیرانا جسکی تجہ کو خبر نہین ہے تو اشراک مین انکی اطاعت نکر یہہ سعد بن ابیوقاص کی وہی
حدیث بیان کی جو ابن کثیر سے منقول ہوئی اور زیادہ کیا کہ کہا قرطبی نے مگر سعد نے اپنی ماں کی
اطاعت نکی اور بولا بخدا اتیری سو جانین ہون اور ایک ایک نکلجاوے تو بہی حضرت محمد صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم کے ساتھہ کفر نہ کرون گا تو کہاوے یا نہ کہاوے جب اس نے دیکہا کہ یہ نہین مانتا تو کہانے لگی
کہا کرخی نے یہ آیت اور سورہ احقاف کی آیت اور سورہ لقمان کی آیت یہ تینون آیتین سعد بن
ابی وقاص کے حق مین نازل ہوئین اور یہہ جو فرمایا اِلَیَّ مَرْجِعُکُمْ فَاُنَبِّئُکُمْ بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ
تو معنے یہہ ہین کہ مین خبر دون گا تمہارے اچہے برے اعمال کی اور ہر ایک عامل کو اسکے عمل کے مطابق
جزا دون گا اور مرجع اور وعید کے بیان کرنیمین فرمایا ہے والدین کی متابعت سے اشراک پر اور دین پر
اثبات اور استقامت کی ترغیب دی ہے اور یہہ جو فرمایا وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُدْخِلَنَّهُمْ
فِی الصّٰلِحِیْنَ تو معنے یہ ہین کہ ہم ایمان والون اور عمدہ کام والون کو صالحین کی جماعت مین داخل
کرینگے اور صلاحیت مومنون کی صفتون مین سے ایک عمدہ صفت ہے اور اسی کی انبیاء علیہم
السلام نے آرزو کی ہے حضرت سلیمان علیہ السّلام نے فرمایا وَاَدْخِلْنِیْ بِرَحْمَتِكَ فِیْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِیْنَ
اور یوسف علیہ السلام نے فرمایا تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ بعض نے کہا معنے یہ ہین ہم
ان کو صالحین کے مدخل یعنی داخل کردینگے اور وہ جنت ہے کذا قیل اور اول اولے ہے اور انکو صالحین
مین داخل کرنے سے یہ مراد ہے کہ وہ بہی منجملہ صالحین کے معدود ہونگے نہ یہ کہ انکی صفات کے ساتہ
موصوف ہونگے اور معنے یہ ہین کہ ہم انکو صالحین کے ساتھہ اٹہاوینگے قیامت کے دن اَللّٰهُمَّ
اجْعَلْنَا مِنْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِیْنَ وَارْزُقْنَا لِسَانَ صِدْقٍ فِی الْاٰخِرِیْنَ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ
یَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ فَاِذَآ اُوْذِیَ فِی اللّٰهِ جَعَلَ فِتْنَةَ النَّاسِ كَعَذَابِ اللّٰهِ وَلَئِنْ جَآءَ نَصْرٌ
مِّنْ رَّبِّكَ لَیَقُوْلُنَّ اِنَّا كُنَّا مَعَكُمْ اَوَلَیْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِمَا فِیْ صُدُوْرِ الْعٰلَمِیْنَ ۝ وَلَیَعْلَمَنَّ

اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَیَعْلَمَنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ ۝ اور ایک لوگ ہین کہ کہتے ہین یقین لائے ہین ہم اللہ پر
پھر جب اسکو ایذا پہونچے اللہ کیواسطے ٹھہراوے لوگون کا ستانا برابر اللہ کی مار کے اور اگر آپہونچے مدد تیرے
رب کی طرف سے کہنے لگین ہم تمہارے ساتھہ تھے کیا یون نہین کہ اللہ خوب خبردار ہے جو کچھ جیون مین
ہے جہان والون کے اور البتہ معلوم کرے گا اللہ جو لوگ یقین لائے ہین اور البتہ معلوم کرے گا جو لوگ
دغاباز ہین **ف** ان آیات مین اللہ عزوجل نے ان ہلند مین کے اوصاف بیان کیے ہین جو زبان کے مدعی
اسلام مین مگر اسلام انکے دلون مین مستقر نہین ہے کہ جب ان کو دنیا مین کوئی محنت اور فتنہ پہونچ جاتا
ہے تو وہ اعتقاد کرتے ہین کہ یہ اللہ عزوجل کا ہمپر غصہ نازل ہوا ہے اور اسلام سے پھر جاتے ہین ولہذا
فرمایا وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّقُوْلُ اٰمَنَّا بِاللّٰہِ فَاِذَآ اُوْذِیَ فِی اللّٰہِ جَعَلَ فِتْنَۃَ النَّاسِ کَعَذَابِ اللّٰہِ
ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا اس آیت سے یہ مراد ہے کہ ایسے شخصکو جب اللہ عزوجل کی راہ مین
کوئی تکلیف پہونچتی ہے تو وہ دین اسلام سے پھر جاتا ہے وَکَذَا قَالَ غَیْرُہٗ مِنْ عُلَمَآءِ السَّلَفِ
اور یہ آیت ویسی ہی ہے جیسے اللہ عزوجل نے سورہ حج مین فرمایا وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّعْبُدُ اللّٰہَ عَلٰی
حَرْفٍ فَاِنْ اَصَابَہٗ خَیْرُ ا طْمَاَنَّ بِہٖ وَاِنْ اَصَابَتْہُ فِتْنَۃُ انْقَلَبَ عَلٰی وَجْہِہٖ خَسِرَ
الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃَ ذٰلِکَ ھُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِیْنُ یَدْعُوْ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَا لَا یَضُرُّہٗ وَمَا لَا یَنْفَعُہٗ
ذٰلِکَ ھُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِیْدُ ۝ یعنے اور بعض لوگ ایسے ہین کہ بندگی کرتے ہین اللہ عزوجل کی کنارے پر
پھر اگر مل گئی ان کو بھلائی چین پکڑا اسپر اور اگر مل گئی انکو جانچ پھر گئے الٹے اپنے منہ پر گنوائی دنیا اور
آخرت یہی ہے ٹوٹا صریح پکارتے ہین اللہ کے سوا ایسی چیز کو ان کا برا نہین کرتی اور ایسی چیز کو انکا
بھلا نہین کرتی یہی ہے دور پڑا بھول کر یعنے دنیا کی نیکی پاوے تو بندگی پر قائم رہے اور تکلیف پاوے
تو چھوڑ دی ادہر دنیا گئی ادہر دین گیا کنارے پر کھڑا ہے یعنے دل ابھی نہ اسطرف ہے نہ اسطرف جیسا
کوئی مکان کے کنارے کھڑا ہے جب چاہے نکلجاوے پھر اللہ عزوجل نے فرمایا اور اگر آپہونچی مدد تیرے
رب کی طرف سے تو کہنے لگے ہم تمہارے ساتھہ تھے یعنی اگر تیرے رب کیطرف نصر قریب اور فتح اور غنیمتیں
آپہونچین تو ایسے لوگ تم کو کہتے ہین اے اہل اسلام ہم تمہارے دینی بھائی ہین جیسے اللہ تبارک وتعالیٰ
نے سورہ نسا مین فرمایا اَلَّذِیْنَ یَتَرَبَّصُوْنَ بِکُمْ فَاِنْ کَانَ لَکُمْ فَتْحٌ مِّنَ اللّٰہِ قَالُوْٓا اَلَمْ نَکُنْ
مَّعَکُمْ وَاِنْ کَانَ لِلْکٰفِرِیْنَ نَصِیْبٌ قَالُوْٓا اَلَمْ نَسْتَحْوِذْ عَلَیْکُمْ وَنَمْنَعْکُمْ مِّنَ الْمُؤْمِنِیْنَ

یعنے منافق اکا کرتے ہین پہر اگر تم کو فتح ملی اللہ عزوجل کی طرف سے کہین کیا ہم نہ تہے تمہاری ساتھہ اور اگر ہوئی کافرون کی قسمت کہین ہمنے گہیر لیا تہا تم کو اور بچادیا تمکو مسلمانون سے یعنے ہم نے کوشش کی اسلیے مسلمانون کا ضرر تم کو نہین پوہنچا اور فرمایا فَتَرَى الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ يُسَارِعُونَ فِيهِمْ يَقُولُونَ نَخْشَى أَنْ تُصِيبَنَا دَائِرَةٌ فَعَسَى اللَّهُ أَنْ يَأْتِيَ بِالْفَتْحِ أَوْ أَمْرٍ مِنْ عِنْدِهِ فَيُصْبِحُوا عَلَى مَا أَسَرُّوا فِي أَنْفُسِهِمْ نَادِمِينَ یعنے اب تو دیکہے گا جنکے دل مین آزار ہے دوڑ کر ملے جاتے ہین یہود و نصاریٰ مین کہتے ہین ہمکو ڈر ہے کہ نہ آجاوی ہمپر گردش سو شاید اللہ جلد بہیجے فیصلہ یا کچہ حکم اپنے پاس سے تو فجر کو لگین اپنی جی کی چہپی بات پر پچہتانے مطلب یہ ہے کہ منافق کافرون سے دوستی لگائے جاتے ہین کہ ہمپر گردش نہ آجاوے یعنی مسلمان مغلوب ہوجاوین تو انکی دوستی ہمارے کام آوے سو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا کہ اب قریب ہے کہ کافر ہلاک ہون یعنے مسلمانون کو انپر فتح ہو یا کچہ حکم آوے آخر یہود کو حکم فرمایا جلاوطن کرنیکا اور اس مقام مین اللہ عزوجل نے انکی طرف سے خبر دی کہ اگر تیرے رب کی طرف سے مدد پہونچتی ہے تو وہ کہتے ہین ہم تو تمہاری ساتھہ ہین اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے کیا اللہ عزوجل کو خبر نہین ہے اسکی جو جہان والون کے جیون مین ہے یعنے اللہ عزوجل کو خبر ہے اس کی جو انکے دل پوشیدہ رکہتے ہین اگرچہ وہ تمہارے لیے موافقت ظاہر کرتے ہین اور یہ جو فرمایا اور اللہ تعالیٰ جان لیگا ایمان والون کو اور وہ جان لیگا منافقون کو تو یہ مطلب ہے کہ وہ لوگون کو ضرر اور سراء کے ساتھہ مبتلا کرے گا تو کہ ایماندار منافقون سے ممتاز ہوجاوین اور معلوم ہوجاوے کہ کون آرام اور سختی مین اللہ عزوجل کا مطیع ہے اور کون اللہ عزوجل کا اپنے نفس کے حظ مین مطیع ہے جیسے فرمایا وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتَّى نَعْلَمَ الْمُجَاهِدِينَ مِنْكُمْ وَالصَّابِرِينَ وَنَبْلُوَ أَخْبَارَكُمْ یعنے البتہ تم کو جانچین گے تا معلوم کرین جو تم مین لڑائی کرنے والے ہین اور ٹہیرنے والے اور تحقیق کرین تمہاری خبرین اور وقعہ غزوہ احد کے بعد جس مین طرح طرح کے اختبار اور امتحان مسلمانون پر آئی فرمایا مَا كَانَ اللَّهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتَّى يَمِيزَ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلَكِنَّ اللَّهَ يَجْتَبِي مِنْ رُسُلِهِ مَنْ يَشَاءُ فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ وَإِنْ تُؤْمِنُوا وَتَتَّقُوا فَلَكُمْ أَجْرٌ عَظِيمٌ یعنے اللہ وہ نہین تہا کہ چہوڑ دیتا مسلمانون کو جسطرح پر تم تہے یعنے مومن اور منافق ملے جلے جب تک جدا کرتا ناپاک کو پاک سے اور اللہ یون نہین کہ تمکو خبر دے غیب کی لیکن اللہ چہانٹ

لیتا ہے اپنے رسولون مین جسکو چاہے سو یقین لاؤ اللہ پر اور اسکے رسولون پر اور اگر تم یقین پر ہو اور
پرہیزگاری پر تو تم کو بڑا ثواب ہے فتح کا بیان یہ ہے کہ فی اللہ سے فی شان اللہ اور فی سبیل اللہ اور لاجل
اللہ مراد ہے جیسے اہل کفر اہل ایمان کے ساتھہ اور اہل معاصی کا اہل طاعات اور اصحاب بدعۃ کا اصحاب
سنت اور اہل تقلید کا اہل اتباع کے ساتھہ دستور ہے بلکہ ہر مبطل کو ہر محق کے ساتھہ عادت ہے کہ وہ قسم
قسم کی تکلیفین اور گونہ گون ایذائین مقابلین کو پہونچاتے ہین اسلیے کہ وہ اللہ عزوجل پر ایمان لائے
اور اونہون نے کتاب وسنت پر عمل کیا اور اس آیت مین منافق کا حال مذکور ہے کہ وہ جسوقت جب اللہ
عزوجل کے لیے تکلیف پہنچتی ہے دین چھوڑکر کافر ہو جاتا ہے اور حد اکراہ تک ایذا پر صبر کرنا محال نہ تھا
ممکن تھا اگر ایسی نوبت پہونچتی تو کافرون کی سی باتین کرنا جائز تھا بشرطیکہ دل ایمان پر برقرار رہتا تو
منافقون نے لوگون کے عذاب اور ایذا کو ایمان سے پھیرنے والا ٹھیرا دیا جیسے اللہ عزوجل کا عذاب
مسلمانون کو کفر سے روکتا ہے حالانکہ لوگون کا عذاب دفع ہو سکتا ہے اور اللہ عزوجل کے عذاب کو کوئی
ہٹانے والا نہین دوسرا یہ کہ لوگون کی عذاب پر صبر کرنے سے ثواب عظیم مترتب ہوتا ہے اور اللہ عزوجل
کے عذاب کے بعد عقاب الیم ہے اور مشقت کی بعد جب راحت کی حصول کی امید ہو تو نفس اس مشقت
پر خوش ہوتا ہے اور اسکو عذاب شمار نہین کرتا کہا زجاج نے مسلمان کو چاہیے کہ جب اسکو اللہ عزوجل کے
دین مین تکلیف پہنچے تو اسپر صبر کرے انس سے مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لَقَدْ
اُوْذِيْتُ فِي اللّٰهِ وَمَا يُؤْذٰى اَحَدٌ وَلَقَدْ اُخِفْتُ فِي اللّٰهِ وَمَا يُخَافُ اَحَدٌ وَلَقَدْ اَتَتْ عَلَيَّ
ثَالِثَةٌ وَمَالِيْ وَلِبِلَالٍ طَعَامٌ يَاكُلُهٗ ذُوْكَبِدٍ اِلَّا مَا وَارٰى اِبْطُ بِلَالٍ یعنے کسی کو اتنی ایذا نہین
ہوئی اللہ کے راہ مین جتنی مجھکو ہوئی اور کسی کو اسقدر نہین ڈرایا گیا اللہ عزوجل کی راہ مین جسقدر مجھہ کو
ڈرایا گیا اور مجھہ پر تین راتین گذر گئین اور میری اور بلال کے پاس کوئی کھانا نہ تھا جسکو کوئی جاندار
کھاوے مگر وہی جو بلال کی بغل مین ہوتا اَخْرَجَهٗ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِيُّ وَصَحَّحَهٗ وَابْنُ مَاجَهْ وَاَبُوْيَعْلٰى
وَابْنُ حِبَّانَ وَالْبَيْهَقِيُّ وَغَيْرُهُمْ عَنْ اَنَسٍ اور اگر آپہونچے نصر تیرے رب کی یعنے مسلمانون
کو اللہ عزوجل نے فتح نصیب کی اور کافر مغلوب ہوئے اور غنیمت ہاتھہ لگی کہنے لگین ہم تمہارے ساتھ
تھے یعنے اسلام مین تمہارے شریک تھے ہمکو بھی غنیمت مین شریک کرو اور معیت سے ایمان مین معیت
مراد ہے لڑائی مین ہم صحبت ہونیکے سوا کیونکہ صحبت اکثر قتال مین واقع نہین ہوئی قَالَہُ النَّحَّاسُ

اللہ عزوجل نے انکی تکذیب کی اور فرمایا اَوَلَیْسَ اللّٰہُ بِاَعْلَمَ بِمَا فِیْ صُدُوْرِ الْعٰلَمِیْنَ یعنے کیا اللہ عزوجل
خبردار نہین ہے جہان کے لوگون کے ایمان اور نفاق سے بلکہ وہ سبحانہ وتعالی اعلم ہے اس خیر وشر سے
جو جہان کے جیون مین ہی پہر کیونکہ یہ جہوٹے دعوی کرتے ہین اور یہہ وہ لوگ تھے جنکے ایمان ضعیف تہی
جب انکو کفار کی طرف سے کچہ تکلیف پہونچتی تو انکی موافقت کرتے اور جب اسلام کی قوت ظاہر ہوئی اور کسی
موطن مین مواطن مین سے مسلمانون کو اللہ عزوجل مدد کرتا تو کہتے ہم تو تمہارے ساتھہ تھے بعض نے کہا اس
آیت اور ماقبل کی آیت مین منافق مراد ہین کہا مجاہد نے یہ آیت ان لوگون کے حق مین نازل ہوئی ہے
جو زبان سے ایمان لاتے تہے مگر جب اللہ عزوجل کیطرف سے انکو کوئی جانچ پہونچتی یا انکے نفسون مین فتنہ
مین پڑجاتے اور ضحاک نے کہا یہ آیت ان منافقون کے حق مین نازل ہوئی ہے جو مکہ مین تھے وہ ایمان
ظاہر کرتے مگر جب انکو ایذا پہونچتی تو پہر مشرک ہوجاتے بعض نے کہا ان مسلمانون کے حق مین نازل ہوئی
جنکو مشرک بدر مین ساتھہ لیگئے اور ظاہر یہ ہے کہ یہ نظم اللہ عزوجل کے قول وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّقُوْلُ سے
وَقَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تک منافقین کے بارے مین نازل ہوا ہے کیونکہ سیاق سے یہی ظاہر
ہوتا ہے اور اللہ عزوجل کا فرمان واجب الاذعان اور البتہ معلوم کرے گا اللہ جو لوگ ایمان لائے اور البتہ
معلوم کرے گا جو لوگ دغاباز ہین یہ بہی اسی پر دلالت کرتا ہے اور اس آیت کے معنی یہ ہین کہ اللہ عزوجل
ظاہر کردے گا ان لوگون کو جو دل سے مسلمان ہوئے اور انہون نے تصدیق کی اور بلا اور امتحان کے
وقت ایمان پر ثابت رہے اور ضرور ظاہر کردے گا ان لوگون کو جو امتحان کے وقت ایمان کو چہوڑ دیتے
ہین اور یہ آیت پہلی آیت کی تاکید اور تقریر ہے اور مطلب یہ ہے کہ اللہ عزوجل دونون طائفون کو ممتاز
کردے گا اور مخلصین کا اخلاص اور منافقین کا نفاق ظاہر کردیگا اور دونون فرقون کو انکے اعمال
کے موافق جزا سزا دیگا تو مخلص وہ ہے جو متزلزل نہین ہوتا اس ایذا کے ساتھہ جو اوسکو پہونچتی ہے اور
اللہ عزوجل کے لیے جیسے صبر کرنا چاہیے صبر کرتا ہے اور لوگون کی تکلیف کو اللہ عزوجل کے عذاب کیطرح
نہین سمجہتا اور منافق وہ ہے جو ادہر ادہر جہکتا ہے اور اگر کفار کیطرف سے کوئی تکلیف پہونچتی
ہے تو انکی موافقت اور متابعت کرتا ہے اور اللہ عزوجل کے ساتھہ کفر کرتا ہے اور اگر اسلام کی ہوا
چلتی ہے اور اسکی نصرت نکلتی ہے اور اسکی فتح چمکتی ہے تو اسلام کیطرف رجوع کرتا ہے اور کہتا ہے
مین مسلمان ہون بعض نے کہا یہ دسون آیتین سورۃ کے ابتدا سے یہانتک مدینہ مین نازل ہوئین

اور باقی سورت مکہ مین نازل ہوئی قالہ یحیی بن سلام۔ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ
اٰمَنُوا اتَّبِعُوْا سَبِيْلَنَا وَلْنَحْمِلْ خَطٰيٰكُمْ ۭ وَمَا هُمْ بِحٰمِلِيْنَ مِنْ خَطٰيٰهُمْ مِّنْ شَيْءٍ ۭ اِنَّهُمْ
لَكٰذِبُوْنَ ۝ وَلَيَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ وَاَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ ۡ وَلَيُسْـَٔلُنَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَمَّا كَانُوْا
يَفْتَرُوْنَ ۝ اور کہنے لگے منکر ایمان والون کو تم چلو ہماری راہ اور ہم اوٹھالین تمہارے گناہ اور وہ کچھ
نہ اوٹھاوین گے انکے گناہ وہ جھوٹے ہین اور البتہ اوٹھاوین گے اپنے بوجھ اور کتنی بوجھ ساتھ اپنے
بوجھ کے اور البتہ ان سے پوچھ ہوگی قیامت کے دن جو باتین جھوٹ بناتے تھے **ف** کوئی چاہے کہ
رفاقت کر کر کسیکے گناہ اپنے اوپر لیوے یہ ہوتا نہین مگر جسکو گمراہ کیا اور اسکے بہکائے سے اس نے
گناہ کیا وہ گناہ اسپر بھی اور جسپر کہا حافظ ابن کثیر نے ان آیات مین اللہ عزوجل کفار قریش سے خبر دیتا
ہے کہ وہ کہتے ہین ایمانداروں کو اور ان کو جو ہدایت کی راہ چلے تم اپنا دین چھوڑ کر ہمارا دین اختیار
کرو اور چلو راہ ہماری اور ہم اوٹھالین تمہارے آثام اگر ہماری راہ چلنے مین تمپر گناہ ہون اللہ عزوجل
انکی تکذیب فرماتا ہے کہ وہ کچھ نہ اوٹھاوین گے انکے بوجھ اور وہ جھوٹے ہین اس کہنے مین کہ ہم تمہارے
گناہ اوٹھالین گے کیونکہ کوئی کسی کا بوجھ نہ اوٹھاویگا اللہ عزوجل نے فرمایا وَاِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ اِلٰى
حِمْلِهَا لَا يُحْمَلْ مِنْهُ شَيْءٌ وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى یعنے اور نہ اوٹھاویگا کوئی اوٹھانیوالا بوجھ دوسرے کا اور
اگر پکارے کوئی بوجھون مرتا اپنا بوجھ بٹانے کو کوئی نہ اوٹھاوے اس مین سے کچھ اگرچہ ہو ناتے والا اور فرمایا
وَلَا يَسْـَٔلُ حَمِيْمٌ حَمِيْمًا يُّبَصَّرُوْنَهُمْ یعنے اور نہ پوچھے گا دوستدار دوستدار کو سب نظر آجاوینگے
ان کو اور یہ جو فرمایا اور البتہ اوٹھاوینگے اپنے بوجھ اور کتنے بوجھ ساتھ اپنے بوجھون کے تو اس مین
اللہ عزوجل نے خبر دی ہے کفر اور ضلالت کی طرف بلانیوالون سے کہ وہ قیامت کے دن اوٹھاوین گے اپنے
گناہ اور اور گناہ بسبب اسکے کہ اورون کو گمراہ کیا اسکے سوا کہ دوسرون کے گناہون مین کچھ کمی ہو
کما قال تعالی لِيَحْمِلُوْٓا اَوْزَارَهُمْ كَامِلَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۙ وَمِنْ اَوْزَارِ الَّذِيْنَ يُضِلُّوْنَهُمْ بِغَيْرِ
عِلْمٍ ۭ اَلَا سَاۗءَ مَا يَزِرُوْنَ یعنے اور جب کہیے انکو کیا اوتارا ہے تمہارے رب نے کہین نقلین ہین پہلون
کی کہ اوٹھاوین بوجھ اپنے پورے دن قیامت کے اور کچھ بوجھ انکے جنکو بہکاتے ہین بے تحقیق سنتا ہے
برا بوجھ ہے جو اوٹھاتے ہین صحیح مین آیا ہے مَنْ دَعَا اِلٰى هُدًى كَانَ لَهٗ مِنَ الْاَجْرِ مِثْلُ اُجُوْرِ
مَنِ اتَّبَعَهٗ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّنْقُصَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْئًا وَمَنْ دَعَا اِلٰى ضَلَالَةٍ

كَانَ عَلَيْهِ مِنَ الْاِثْمِ مِثْلُ اٰثَامِ مَنِ اتَّبَعَهٗ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّنْقُصَ مِنْ اٰثَامِهِمْ شَيْئًا
یعنے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو بلاوے (لوگون کو) طرف ہدایت کی تو اسکو ثواب ملیگا ان لوگون
کے ثواب کے مطابق جو اسکی ہدایت بتائی پر قیامت تک چلین گے بدون اسکے کہ ان کا ثواب کچہ گہٹے یعنے
دونون کو علاحدہ علاحدہ پورا ثواب ملیگا اور جو (لوگون کو) ضلالت کیطرف بلاوے تو اسکو گناہ ہوگا
انکا بہی جو اسکی ضلالت پر چلین گے بدون اس بات کے کہ انکے گناہون سے گہٹے یعنے دونون کو
علیحدہ علیحدہ پورا عذاب ہوگا یعنے جو نیک راہ نکالے اوسکو دوہرا ثواب ہے اپنے کرنے کا اور رواج دینے
کا اور جو برا راہ نکالے اسکو دوہرا عذاب ہوگا اپنے نکالنے اور رواج دینے کا اور صحیح مین ہے مَا
قُتِلَتْ نَفْسٌ ظُلْمًا اِلَّا كَانَ عَلَى ابْنِ اٰدَمَ الْاَوَّلِ كِفْلٌ مِّنْ دَمِهَا لِاَنَّهٗ اَوَّلُ مَنْ سَنَّ الْقَتْلَ
یعنے کوئی جان ناحق نہین ماری جاتی مگر حضرت آدم علیہ السلام کے پہلے بیٹے یعنے قابیل پر اسکے
خون کا گناہ ہوتا ہے کیونکہ پہلے اسی نے قتل کی رسم ڈالی اور البتہ ان سے پوچہ ہوگی قیامت کے دن جو
باتین جہوٹ بناتے تہے اور بہتان جوڑتے تہے ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے پہنچا دیا جو ان کو دیکر بہیجا گیا پہر فرمایا اِيَّاكُمْ وَالظُّلْمَ فَاِنَّ اللّٰهَ يَعْزِمُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
فَيَقُوْلُ وَعِزَّتِيْ وَجَلَالِيْ لَا يَجُوْزُنِي الْيَوْمَ ظُلْمٌ ثُمَّ يُنَادِيْ مُنَادٍ فَيَقُوْلُ اَيْنَ فُلَانُ بْنُ
فُلَانٍ فَيَاْتِيْ يَتْبَعُهٗ مِنَ الْحَسَنَاتِ اَمْثَالَ الْجِبَالِ فَيَشْخَصُ النَّاسُ اِلَيْهَا اَبْصَارَهُمْ حَتّٰى
يَقُوْمَ بَيْنَ يَدَيِ الرَّبِّ عَزَّ وَجَلَّ ثُمَّ يَاْمُرُ الْمُنَادِيْ فَيُنَادِيْ مَنْ كَانَتْ لَهٗ تِبَاعَةٌ اَوْ ظُلَامَةٌ
عِنْدَ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ فَهَلُمَّ فَيُقْبِلُوْنَ حَتّٰى يَجْتَمِعُوْا قِيَامًا بَيْنَ يَدَيِ الرَّحْمٰنِ فَيَقُوْلُ
الرَّحْمٰنُ اقْضُوْا عَنْ عَبْدِيْ فَيَقُوْلُوْنَ كَيْفَ نَقْضِيْ عَنْهُ فَيَقُوْلُ خُذُوْا لَهُمْ مِنْ حَسَنَاتِهٖ
فَلَا يَزَالُوْنَ يَاْخُذُوْنَ مِنْهَا حَتّٰى لَا يَبْقٰى مِنْهَا حَسَنَةٌ وَقَدْ بَقِيَ مِنْ اَصْحَابِ الظُّلَامَاتِ
فَيَقُوْلُ اقْضُوْا عَنْ عَبْدِيْ فَيَقُوْلُوْنَ لَمْ يَبْقَ لَهٗ حَسَنَةٌ فَيَقُوْلُ مِنْ سَيِّاٰتِهِمْ فَاحْمِلُوْهَا
عَلَيْهِ یعنے ظلم سے بچتے رہو کیونکہ اللہ عزوجل قیامت کے دن قسم کہاویگا اور فرماویگا قسم ہے مجہے
اپنی عزت اور جلالت کی آج کے دن مجہکو ظلم کرنا جائز نہین ہے پہر ایک منادی ندا کریگا اور کہیگا
کہ فلانے فلانے کے بیٹے تو وہ آویگا اور اسکے پیچہے اسکے حسنات ہونگے جیسے پہاڑ لوگ
اسکی حسنات کی طرف سر اوٹہا اوٹہا کر دیکہین گے یہانتک کہ وہ اللہ سبحانہ وتعالی کے سامنے کہڑا

ہو جاوے گا پہر اللہ عزوجل منادی کو حکم فرماوے گا تو وہ ندا کریگا کہ جن لوگون پر اس شخص نے جبر کیا ہے یا ظلم
کیا ہے وہ آجاوین تو وہ مظلوم جمع ہوکر اللہ عزوجل کے سامنے کھڑے ہوجاوین گے اللہ عزوجل فرماوینگے
میری اس بندی سے انکو بدلا دلاؤ فرشتے عرض کرینگے ہم کسطرح بدلا دلاوین اللہ عزوجل فرماویگا اس
شخص کی نیکیاں لیکر انکو دیدو تو فرشتے اسکی نیکیون سے لیتے رہین گے یہانتک کہ اسکی کوئی
نیکی نہ رہجاویگی اور ابہی اور مظلوم باقی ہونگے اللہ عزوجل فرماوین گے انکو بہی دلاؤ فرشتے عرض کرینگے
اب اسکی کوئی نیکی باقی نہین رہی اللہ عزوجل فرماویگا انکی برائیان اوسپر لاد دو پہر حضرت صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم اس آیت کو پڑہا وَلَيَحْمِلُنَّ أَثْقَالَهُمْ مَعَ أَثْقَالِهِمْ وَلَيُسْئَلُنَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَمَّا كَانُوا
يَفْتَرُونَ اور اسحدیث کا شاہد ہے صحیح مین یا سوجہ کو سوا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مَنْ كَانَتْ
عِنْدَهُ مَظْلِمَةٌ لِأَخِيهِ مِنْ عِرْضِهِ أَوْ شَيْءٌ فَلْيَتَحَلَّلْ مِنْهُ الْيَوْمَ مِنْ قَبْلِ أَنْ لَا يَكُونَ دِينَارٌ
وَلَا دِرْهَمٌ إِنْ كَانَ لَهُ عَمَلٌ صَالِحٌ أُخِذَ مِنْهُ بِقَدْرِ مَظْلِمَتِهِ وَإِنْ لَمْ تَكُنْ لَهُ حَسَنَاتٌ
أُخِذَ مِنْ سَيِّئَاتِ صَاحِبِهِ فَحُمِلَ عَلَيْهِ یعنے جسپر کچہ مظلمہ ہو اپنے بہائی مسلمان کا خواہ
اسکی آبرو کا ہو یا کسی اور چیز کا یعنے جان مال کا تو چاہیے کہ آج اس سے بخشا لیوے اسدن سے پہلے
کہ جسدن نہ اشرفی ہوگی نہ روپیہ اگر ظالم کے کچہ نیک کام ہونگے تو بقدر ظلم کے مظلوم کو دلائی جاوینگے
اور اگر ظالم کے کچہ بہی نیک عمل نہ ہونگے تو مظلوم کے گناہ لیکر ظالم پر لادی جاوین گے رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ
عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ فِي صَحِيحِهِ گناہ دو قسم مین خدا کے گناہ اور بندون کے گناہ سو خدا کے گناہ توبہ
کرنے سے یا اسکے فضل سے معاف ہو سکتے ہین اور بندون کے گناہ بی انکے بخشی نہین معاف
ہوتی تو جسکو قیامت کا ڈر ہو اسکو لازم ہے کہ جنکے قصور کیے ہون ان سے معاف کرائے خواہ منت
عاجزی کرکے خواہ روپیہ پیسہ دیکر اگر کہہ مال کسی کا چہین لیا ہو یا کسی کی چوری کی ہو رشوت لی ہو دغا
بازی سے کسی کا مال دبا لیا ہو اوسکو پہیر دی اور اگر کسیکو مار اکوٹا ہو بے عزت کیا ہو تو اوسکو جسطرح ہو سکے
راضی کرے زندگی کو غنیمت جانے ابہی اسکا علاج ممکن ہے قیامت مین اسکی تدبیر نہ ہو سکے گی کہ
وہان نہ مال پاس ہوگا نہ اسباب کہا معاذ نے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ای معاذ إِنَّ الْمُؤْمِنَ
يُسْئَلُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَنْ جَمِيعِ سَعْيِهِ حَتّٰى عَنْ كُحْلِ عَيْنَيْهِ وَعَنْ فُتَاتِ الطِّينَةِ بِإِصْبَعَيْهِ
فَلَا أُلْفِيَنَّكَ تَأْتِي يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَأَحَدٌ أَسْعَدُ بِمَا آتَاكَ اللّٰهُ مِنْكَ یعنے ایماندار کو قیامت کے

دن اُسکے تمام اعمال کی بوجہہ ہوگی یہانتک کہ آنکھون مین سرمہ ڈالنے اور اپنی دونون انگلیون سے مٹی توڑنی
کی بہی بوجہہ ہوگی پہر نہ پاؤن مین تجہ کو کہ تو قیامت کے دن آوے اور جو کچہ تجہے خدا نے دیا ہے اسکی ساتہہ کوئی
اور سعادت سند ہوجاوے رَوَاہُ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ عَنْ اَبِیْ حَمْزَۃَ الشَّیْبَانِیِّ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ فتح
کا بیان یہہ کہ وَقَالَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مین کفار سے اہل مکہ مراد ہین جیسے ابو سفیان اور اسکے اتباع
اور سبیل سے طریق اور دین مراد ہے اور مطلب آیت کا یہ ہے کہ اگر ہمارا دین غلط ہوگا اور تم کو اسپر
مواخذہ ہوگا بعث اور نشور کے وقت جیسے تمہارا خیال ہے تو اس گناہ کا بوجہہ ہم اٹہالینگے اور ہم گرفتار
ہوجاوینگے تمہاری عوض کہا مقاتل نے کفار کہتے نَحْنُ الْکُفَلَآءُ بِکُلِّ تَبِعَۃٍ یُصِیْبُکُمْ مِنَ اللّٰہِ
یعنے جو تکلیف تمکو اے مسلمانو اسلام کے چہوڑنے اور ہمارا دین اختیار کرنے پر اللہ عز و جل کیطرف
سے پہونچیگی اسکے ہم ضامن ہین کہا زمخشری نے امر بمعنے خبر ہے اللہ عز و جل نے انکے اس قول کا رد
کیا اور فرمایا وَمَا ھُمْ بِحَامِلِیْنَ مِنْ خَطَایَاھُمْ مِنْ شَیْءٍ پہر فرمایا کہ وہ اس تحمل کے اظہار مین جہوٹے
ہین اور فرمایا اِنَّھُمْ لَکٰذِبُوْنَ اور اثقال سے وہ اوزار مراد ہین جنکو کفار عمل مین لائے اور ان
اعمال کو اثقال سے تعبیر کرنے مین ایذان ہے کہ یہ ذنوب عظیمہ ہین اور مع اوزار ہم مین ان لوگون کے
گناہ مراد ہین جنکو کفار نے ہدایت سے ضلالت کیطرف نکالدیا اور اسی کی مثل ہے اللہ سبحانہ و
تعالی کا قول لِیَحْمِلُوْا اَوْزَارَھُمْ کَامِلَۃً یَّوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَمِنْ اَوْزَارِ الَّذِیْنَ یُضِلُّوْنَھُمْ بِغَیْرِ
عِلْمٍ اور اسی کی مثل ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قول مَنْ سَنَّ سُنَّۃً سَیِّئَۃً فَعَلَیْہِ وِزْرُھَا
وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِھَا مِنْ بَعْدِہٖ مِنْ غَیْرِ اَنْ یَّنْقُصَ مِنْ اَوْزَارِھِمْ شَیْءٌ یعنے جو شخص اسلام
مین راہ نکالی بری طریقے کی تو اسکو اسکا گناہ ہوگا اور جو اسکے بعد اس بری راہ پر چلینگے ان کا
بہی گناہ اسی کی گردن پر ہوگا بدون اسبات کی کہ کچہ انکے گناہون سے گہٹے یعنے دونون کو علیحدہ
علیحدہ پورا عذاب ہوگا رَوَاہُ مُسْلِمٌ فِیْ صَحِیْحِہٖ وَغَیْرُہٗ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اور قیامت کے دن کفار
کو سوال ہوگا توبیخ اور تقریع کا ان اکاذیب اور اباطیل سے جنکو اونہون نے جوڑا وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا

نُوْحًا اِلٰی قَوْمِہٖ فَلَبِثَ فِیْھِمْ اَلْفَ سَنَۃٍ اِلَّا خَمْسِیْنَ عَامًا فَاَخَذَھُمُ الطُّوْفَانُ
وَھُمْ ظٰلِمُوْنَ ۝ فَاَنْجَیْنٰہُ وَاَصْحٰبَ السَّفِیْنَۃِ وَجَعَلْنٰھَا اٰیَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ اور ہم نے بہیجا نوح
کو اسکی قوم پاس پہر رہا ان مین ہزار برس پچاس برس کم پہر پکڑا انکو طوفان نے اور وہ گنہگار رہتے

پہر بچا دیا ہمنے اسکو اور جہاز والون کو اور کہا ہم نے جہاز نشانی جہان والون کو **فائدہ** کہتے ہین طوفان سے پہلے اتار ہے اور پیچہے بہی ایک مدت رہے ساری عمر ہوئی چودہ سو برس اور جس وقت یہ سورۃ اتری حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یار بہت سے کافرون کی ایذا سے جہاز پر بیٹہکر حبشہ کے ملک گئی تہے جب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ کو ہجرت کر کر آئے تب وہ بہی سلامتی سے آملے **فائدہ** اور جہاز نشان رکہا لوگون کو یعنے دنیا مین ناؤ سے بڑے کام چلتے ہین اور قدرت اللہ عز وجل کی نظر آتی ہین اور اس آیت مین اللہ سبحانہ وتعالی نے تسلی دی ہے اپنے بندے اور رسول محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو اور خبر دی پہر ان کو حضرت نوح علیہ السلام کے حال سے کہ وہ اپنی قوم مین اسقدر دراز مدت تک رہے رات اور دن چہپے اور کہلے انکو اللہ عز وجل کی طرف بلاتے رہے معہذا وے حضرت نوح علیہ السلام کے بلانے سے بہاگتے ہی رہے اور ان سے منہ پہیرتے رہے اور انکو جہٹلاتے رہے اور ایمان نلائے انکے ساتہہ انکی قوم مین سے مگر تہوڑے ولہذا اللہ عز وجل نے فرمایا فَلَبِثَ فِيهِمْ أَلْفَ سَنَةٍ إِلَّا خَمْسِينَ عَامًا فَأَخَذَهُمُ الطُّوفَانُ وَهُمْ ظَالِمُونَ یعنے اتنی دراز مدت مین نوح علیہ السلام کے ابلاغ اور انذار نے ان مین کچہ تاثیر نہ کی تو تو اے محمد افسوس نہ کر اس شخص پر جس نے تیری ساتہہ کفر کیا تیری قوم سے اور نہ اپر غم کہا کیونکہ اللہ عز وجل جسکو چاہتا راہ دیتا ہے اور جسکو چاہتا ہے بہکاتا ہے اسی کے ہاتہہ مین امر ہے اور اسی کیطرف رجوع ہے ساری کامون کا اور جن پر ٹہیک آئی بات تیری رب کی وہ نہ مانینگے اگرچہ پہونچین ان کو ساری نشانیان جب تک نہ دیکہین دکہہ کی مار اور تو جان لے کہ اللہ عز وجل عنقریب تجہ کو غالب کر دیگا اور تیری مدد کرے گا اور تیری تائید کریگا اور تیرے دشمنون کو ذلیل کرے گا اور انکو خوار کرے گا پہر ڈالدیگا ان کو نیچے سے نیچے ابن عباس کہتے ہین چالیس سال پر حضرت نوح علیہ السلام مبعوث ہوئے اور اپنی قوم مین ہزار برس پچاس برس کم رہے اور طوفان کے بعد ساٹہہ سال تک زندہ رہے یہانتک کہ لوگ پہر بہت ہوگئے اور پہیل گئے قتادہ کہتے ہین کہ حضرت نوح علیہ السلام کی کل عمر ہزار برس پچاس برس کم کی تہی اپنی قوم کو توحید کی طرف بلانے سے پہلی تین سو برس اپنی قوم مین رہے اور تین سو برس انکو توحید کی طرف بلاتے رہے اور طوفان کے بعد تین سو پچاس برس پہر جیتے رہے مگر یہ قول ضعیف ہے اور قرآن مجید کا ظاہر یہ ہے کہ ہزار برس پچاس برس کم انکو توحید کیطرف بلاتے رہے اور عون بن ابی شداد

کا یہ قول ہے کہ اللہ عزوجل نے نوح علیہ السلام کو اسوقت پیغمبر کیا جب انکی عمر تین سو پچاس سال کی تھی
اور وہ اپنی قوم کو توحید کی طرف بلاتے رہے ایک ہزار برس پچاس برس کم پھر طوفان کے بعد تین سو
پچاس برس زندہ رہے اور یہ قول بھی غریب ہے روایہ ابن ابی حاتم و ابن جریر اور ابن عباس کا قول
اقرب الی الصواب ہے واللہ اعلم مجاہد سے ابن عمرؓ نے پوچھا حضرت نوح علیہ السلام کس قدر اپنی
قوم مین ٹھہری مجاہد نے کہا ہزار برس پچاس کم ابن عمرؓ نے کہا تو لوگون کی عمرین اور عقلین اور بیدانشین
ہمیشہ آج دن تک ناقص ہوتی چلی آتی ہین اور اس آیت کی تفسیر سورہ ہود مین تفصیل سے گذر چکی
جو اسکے اعادہ سے مغنی ہے اور جہاز نشان رکھا لوگون کو یعنے بعینہ وہی جہاز ابتداء اسلام تک
جودی پہاڑ پر پڑا رہا یا اس نوع کو جہان مین رکھا اس نعمت کی یاد داشت کر لیے کہ اللہ عزوجل نے انکو
کیونکر طوفان سے نجات دی کما قال تعالے وَاٰیَۃٌ لَّھُمْ اَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّیَّتَھُمْ فِی الْفُلْکِ الْمَشْحُوْنِ
وَخَلَقْنَا لَھُمْ مِّنْ مِّثْلِہٖ مَا یَرْکَبُوْنَ وَاِنْ نَّشَاْ نُغْرِقْھُمْ فَلَا صَرِیْخَ لَھُمْ وَلَا ھُمْ یُنْقَذُوْنَ اِلَّا
رَحْمَۃً مِّنَّا وَمَتَاعًا اِلٰی حِیْنٍ یعنے اور ایک نشانی ہے انکو کہ ہم نے اٹھائی انکی نسل اس بھری
کشتی مین اور بنا دی ہم نے انکو اس طرح جسپر چڑھتے ہین اور اگر ہم چاہین تو انکو ڈوبا دین پھر کوئی
نہ پہونچے انکی فریاد کو اور نہ وہ خلاص کیے جاوین مگر خلاص کر دین ہم اپنی مہر سے اور کام چلانے
کو ایک وقت تک وقال تعالی اِنَّا لَمَّا طَغَی الْمَآءُ حَمَلْنٰکُمْ فِی الْجَارِیَۃِ لِنَجْعَلَھَا لَکُمْ تَذْکِرَۃً وَّتَعِیَھَا
اُذُنٌ وَّاعِیَۃٌ یعنے ہمنے جسوقت پانی اوبلا لاد لیا تم کو بہتی ناؤ مین تا رکھین اسکو تمہاری یادگاری
کو اور یاد رکھین اسکو کان یاد رکھنے والے اور یہان فرمایا فَاَنْجَیْنٰہُ وَاَصْحٰبَ السَّفِیْنَۃِ وَ
جَعَلْنٰھَآ اٰیَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ اور یہ اللہ عزوجل کا قول شخص سے جنس کیطرف تدریج کی قبیل سے ہے
کما قال تعالی وَلَقَدْ زَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْیَا بِمَصَابِیْحَ وَجَعَلْنٰھَا رُجُوْمًا لِّلشَّیٰطِیْنِ یعنے
اور ہمنے رونق دی ورلے آسمان کو چراغون سے اور کیا مصابیح کے نوع کو پھینک مار شیطانون کی
کیونکہ جو شیطانون کو پھینکا جاتا ہے وہ آسمان کی رونق نہین ہے وقال تعالی وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ
مِنْ سُلٰلَۃٍ مِّنْ طِیْنٍ ثُمَّ جَعَلْنٰہُ نُطْفَۃً فِیْ قَرَارٍ مَّکِیْنٍ یعنے اور ہمنے بنایا ہے آدمی چنی
لی مٹی سے پھر رکھا اسکو بوند کرکے ایک جمی ٹھہراؤ مین ولطف انظائر کثیرۃ کہا ابن جریر نے
اگر کہا جاوے کہ ضمیر وجعلنہا مین عقوبت کی طرف عاید ہے تو ممکن ہے واللہ اعلم فتح البیان

کا بیان یہہ ہے کہ جب حضرت نوح علیہ السلام کو پیغمبر کرکے بہیجا گیا تو آپ کی عمر چالیس برس یا زیادہ کی تہی اور حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت آدم علیہ السلام کے درمیان ہزار برس کا فاصلہ تہا اللہ عزوجل نے حضرت نوح علیہ السلام کا مجملاً قصہ بیان کیا اپنے اس قول کی تصدیق کیلیے جو ابتدا سورت میں مذکور ہے ولقد فتنا الذین من قبلہم الآیۃ اور اسکے سیاق مین تثبیت ہے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلیے گویا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہا گیا ہے حضرت نوح علیہ السلام اتنی دراز مدت اپنی قوم مین رہے اور انکو توحید کیطرف بلاتے رہے اور ان مین سے ایمان نہ لائے مگر تہوڑے اور حضرت نوح علیہ الصلوۃ والسلام نے اسپر صبر کیا اور نہ گہبرائے تو آپ کو ان سے زیادہ صبر کرنا چاہیے اسلیے کہ آپکی مدت دنیا میں رہنے کی قلیل ہے اور امت آپکی کثیر ہے اب نوح علیہ السلام کی عمر کے مقدار مین اختلاف ہے اور آیت کے سیاق سے صرف یہی معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام ہزار برس مین پچاس برس کم اپنی قوم مین رہے مگر اس سے یہ معلوم نہین ہوتا کہ حضرت نوح علیہ السلام کی عمر اسیقدر تہی کیونکہ ممکن ہے کہ اپنے ہی قوم مین رہنے سے پہلے کسی اور قوم مین رہ چکے ہون اور پہر طوفان کے بعد بہی کچہ مدت جیتے رہے ہون کہا ابن عباس نے حضرت نوح علیہ السلام کو اللہ عزوجل نے چالیس سال پر مبعوث کیا پہر وہ ہزار برس مین پچاس برس کم اپنی قوم مین رہے انکو اللہ عزوجل کیطرف بلاتے رہے اور طوفان کے بعد ساٹہہ سال تک جیے یہانتک کہ لوگ بہت ہوگئے اور پہیل گئے اور عکرمہ کا یہ قول ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کی کل عمر بعثت کے قبل اور بعد کی ایکہزار سات سو سال کی تہی اور ابو السعود کا یہ قول ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام طوفان کے بعد دو سو پچاس سال تک جیے تو انکی کل عمر ایک ہزار دو سو چالیس سال کی ہوئی انس بن مالک سے روایت ہے کہ اونہون نے فرمایا ملک الموت حضرت نوح علیہ السلام کے پاس آئے اور کہا اے سب نبیون سے بڑی عمر والے دنیا اور دنیا کی لذت کی مثال کیونکر تو نے معلوم کی فرمایا جیسے ایک آدمی ایک گہر مین داخل ہوا جسکے دو دروازے ہین اور اس گہر کے وسط مین ایک ساعت آرام کیا پہر دوسرے دروازے سے نکل گیا اور طوفان سے مار کثیر مراد ہے جس نے انکو گہیر لیا اور انپر چڑہ گیا اور وہ ڈوب گئے اور جو دنیا مین سب سے اونچا پہاڑ تہا اسپر چالیس ہاتہہ پانی بلند ہوا بعض نے کہا پندرہ ہاتہہ یہانتک کہ ہر چیز ڈوب گئی مگر وہ بچ گئے جو ناؤ مین تہے اور طوفان کہتے ہین ہر شئے کثیر کو جو سب کو گہیر لے اور انکو محیط ہو بارش ہو یا قتل یا موت

قالہ النحاس اور سعید بن جبیر اور قتادہ اور سدی کا یہ قول ہے کہ طوفان سے مطر مراد ہے اور ضحاک کہتے
ہین طوفان سے غرق مراد ہے بعض نے کہا موت مراد ہے کہا شہاب نے طوفان کا اطلاق پانی مین اکثر
آتا ہے جیسے یہان مراد ہے اب اصحاب سفینہ کے عدد مین اختلاف ہی تو بعض نے کہا آٹھہ آدمی تھے آدہے
مرد اور آدہی عورتین ان مین سے حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد تہی سام اور حام اور یافث اور ان کی
عورتین اور آیت سے عبرت مراد ہے یعنی سفینہ کو ہمنے قوم نوح علیہ السلام کے لیے اور انکے من بعد کے
کے لیے عبرت عظیمہ گردانا اگر وہ اپنے رسول کی نافرمانی کرین اور سفینہ کی آیت ہونیکی کئی وجہین ہین
ایک یہ کہ وہی سفینہ بعینہ جودی پہاڑ پر ایک دراز مدت تک باقی رہی کذا قال قتادۃ دوسرے یہہ کہ
اللہ عزوجل نے سفینہ کے نوع کو سلامت رکہا اسطرح کہ اسکو نشانی گردانا بعض نے کہا ضمیر جعلنھا مین
راجع ہے اس واقعہ یا قصہ یا حادثہ یا نجات یا عقوبت بالغرق کی طرف وَاِبْرٰھِيْمَ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهِ

اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ اِنَّمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ
اَوْثَانًا وَّتَخْلُقُوْنَ اِفْكًا ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوْا
عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوْهُ وَاشْكُرُوْا لَهٗ ؕ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ وَاِنْ تُكَذِّبُوْا فَقَدْ كَذَّبَ اُمَمٌ
مِّنْ قَبْلِكُمْ ؕ وَمَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ اور ابراہیم علیہ السلام کو جب کہا اپنی قوم کو

بندگی کرو اللہ کی اور اسکا ڈر رکھو یہ بہتر ہے تمکو اگر تم سمجھ رکھتے ہو تم تو پوجتے ہو اللہ کے سوا یہی
بتون کے تہان اور بناتے ہو جہوٹی باتین بے شک جنکو پوجتے ہو اللہ کے سوائی مالک نہین تمہاری
روزی کے سو تم ڈہونڈہو اللہ کے ہان روزی اور اسکی بندگی کرو اور اسکا حق مانو اسی کیطرف پہر
جاؤگے اور اگر تم جہٹلاؤگے تو جہٹلا چکے ہین بہت فرقے تم سے پہلے اور رسول کا ذمہ یہی ہے پہنچا
دینا کہولکر **ف** رزق جو فرمایا اکثر خلق روزی کے پیچہے ایمان دیتے ہین سو جان رکہو کہ اللہ کے سوائے
روزی کوئی نہین دیتا وہی دیتا ہے اپنی خوشی کے مطابق حافظ ابن کثیر فرماتے ہین اللہ عزوجل نے
ان آیات مین خبر دی ہے اپنے عبد اور رسول اور خلیل حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام امام الحنفا
کی طرف سے کہ اونہون نے اپنی قوم کو اللہ وحدہ لاشریک لہ کی عبادت کی طرف بولایا اور یہہ کہ صرف
اللہ ہی سے ڈرین اور اسی وحدہ لاشریک لہ سے روزی مانگین اور اسی وحدہ لاشریک لہ کا شکر
کرین کیونکہ وہی مشکور علی النعم ہے جسکا کوئی قائم مقام نہین ہے اور فرمایا اپنی قوم کو اعبدوا اللہ

وَاتَّقُوْهُ یعنے اسی کو لیے عبادت اور خوف کو خالص کرو جب یہ کام کروگے تو تمھاری واسطے
دنیا اور آخرت مین خیر حاصل ہوگی اور دنیا اور آخرت مین برائی تم سے ٹلے گی پھر اللہ عزوجل نے خبر
دی کہ اصنام اور اوثان جنکی تم اے کافرو عبادت کرتے ہو نہ کسی کے ضرر کے مالک ہین نہ کسی کے
بھلے کی مالک اور تمھی نے انکے نام گھڑ لیے ہین اور انکو اپنا معبود ٹھیرالیا ہے اور وہ تو تمھارے جیسے
مخلوق ہین هٰكَذَا رَوَاهُ الْعَوْفِيُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اور یہی قول ہے مجاہد اور سدی کا اور والبی نے
ابن عباس سے وَتَخْلُقُوْنَ اِفْكًا کی تفسیر مین روایت کیا ہے اور تم بت تراشتے ہو اور
یہی قول ہے مجاہد کا ایک روایت مین عکرمہ اور حسن اور قتادہ وغیرہم کا اور اسیکو ابن جریر رحمہ اللہ نے
اختیار کیا ہے اور لَا يَمْلِكُوْنَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ حصر مین ابلغ ہے کما
قال تعالى اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ ولهذا فرمایا
فَابْتَغُوْا الآیہ یعنے اللہ عزوجل ہی سے روزی طلب کرو نہ اسکے غیر سے کیونکہ اسکا غیر کسی چیز کا مالک نہین
ہے اور کھاؤ اسکی روزی سے اور عبادت کرو اسی اکیلے کی اور اسیکا شکر کرو اسکی نعمتون پر اسی کی
طرف دن قیامت کے پھر جاؤگے اور وہ ہر عامل کو اسکے عمل کے مطابق جزا دیگا اور اگر تم جھٹلاؤ
تو تم کو پہونچ چکا کہ جنھون نے تم سے پہلے اپنے وقت کے پیغمبرون کی تکذیب کی اور انکو جھٹلایا ان پر
رسل کی مخالفت پر عذاب اور نکال اور وبال اترا اور رسول کا تو یہی ذمہ ہے کہ اللہ عزوجل کا حکم تم
کو پہنچادیوے اور اللہ عزوجل جسکو چاہتا ہے بہکاتا ہے اور جسکو چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے تم بھی
حرص اور طمع کرو اپنے واسطے سعداء ہونے کی اور قتادہ نے اللہ عزوجل کے قول وَاِنْ تُكَذِّبُوْا
فَقَدْ كَذَّبَ اُمَمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ کی تفسیر مین کہا ہے اللہ عزوجل نے اس مین اپنے نبی کو تسلی دی
ہے تو قتادہ کے اس قول سے نکلتا ہے کہ قتادہ کے نزدیک حضرت ابراہیم علیہ السلام کی کلام ولیہ
ترجعون پر ختم ہے اور وَاِنْ تُكَذِّبُوْا سے فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖ الآیہ تک استیناف ہے اور اسیطرح اسپر
ابن جریر نے نص کی ہے مگر سیاق سے ظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب حضرت ابراہیم علیہ السلام کی
کلام سے ہے جس سے اونھون نے اپنی قوم پر اثبات معاد کے لیے دلیل پکڑی فما کان جواب قومہ تک
اور فما کان جواب قومہ اللہ عزوجل کی کلام ہے واللہ اعلم فتح مین لکھا ہے کہ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖ
اعْبُدُوا اللّٰهَ مین اشارہ ہے اثبات الہ کی طرف اور اتَّقُوْهُ مین اشارہ ہے نفی غیر کیطرف کیونکہ

سو بادشاہ کا اسکی سلطنت مین اسکے غیر کو شریک ٹھیراتا ہے وہ بہت بڑی جرم کو سر پر اٹھاتا ہے بعض
نے کہا اعبدوا اللہ مین اشارہ ہے واجبات کے ادا کرنے کیواسطے اور اتقوہ مین اشارہ ہے محرمات سے بچنے
کی طرف پہر اول قول مین اعتراف باللہ داخل ہے اور دوسری قول مین امتناع من الشرک داخل ہے پہر حضرت
ابراہیم علیہ السلام نے ابلغ وجہ کیساتھہ انکے مذہب کا بطلان ثابت کیا یہ فرماکر اِنَّمَا تَعْبُدُوْنَ اللّٰہ
مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ اَوْثَانًا اور انکے یہی بیان کیا کہ وہ عبادت کرتے ہین ان چیزون کی جو نہ کسی کا بہلا
کرین اور نہ کسیکا برا اور نہ وہ عبادت کرنیوالون کی کلام سنین اور نہ انکو دیکہین اور اوثان وہ اصنام
ہین کہا ابوعبیدہ نے صنم وہ بت ہے جو سونے یا چاندی یا تانبے کا بنایا جاوے اور وثن وہ بت ہے جو
چونے یا پتھر کا بنایا جاوے اور جوہری کا یہ قول ہے کہ وثن صنم ہے اور اوثان وثن کی جمع ہے اور تخلقون
افکا معنے تکذبون کذبا ہے یعنے اور بولتے ہو تم جھوٹ اور کہا حسن نے خلق کے معنے تراشنے کے ہین
یعنے تم پوجتے ہو بتون کو حالانکہ تم ان کو خود بناتے ہو اور عبادت اور شکر کو رزق کی طلب کے بعد بیان
کیا کیونکہ عبادت سبب ہے رزق کی حدوث کا اور شکر موجب ہے اسکے باقی رہنے کا اور باعث ہے اس کی
مزید کا اور جب حضرت ابراہیم علیہ السلام توحید کے بیان سے فارغ ہوئے تو اسکے بعد نفاق شقاق پر
تہدید بیان کی اور فرمایا وَاِنْ تُکَذِّبُوْا فَقَدْ کَذَّبَ اُمَمٌ مِّنْ قَبْلِکُمْ یعنے اگر تم میری تکذیب کروگے
تو یہ تکذیب پہلی لوگون سے اپنے وقت کی پیغمبرون کے لیے واقع ہو چکی ہے یہ اس صورت مین ہے جب
اس جملہ کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی کلام سے سمجھا جاوے بعض نے کہا یہ اللہ عزوجل کا قول ہے اور معنی
یہ ہین اگر تم حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرو تو یہ سب پہلی کافرون کی عادت چلی آئی ہے
جیسے شیث علیہ السلام کی قوم اور ادریس علیہ السلام اور نوح علیہ السلام کی قوم اور جب اللہ تعالے
نے اصل اول یعنے توحید کو بیان کیا اور اصل ثانی یعنے رسالت کی طرف اشارت کی اپنے اس قول کے
ساتھہ وما علی الرسول الا البلاغ المبین تو اصل ثالث یعنے حشر کا بیان کرنا شروع کیا اور یہ اصول
ثلاثہ بعض بعض سے ذکر الٰہی مین جدا نہین ہو سکتی اور فرمایا اَوَلَمْ یَرَوْا کَیْفَ یُبْدِئُ اللّٰہُ الْخَلْقَ

ثُمَّ یُعِیْدُہٗ اِنَّ ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ یَسِیْرٌ ٥ قُلْ سِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا کَیْفَ بَدَاَ الْخَلْقَ

ثُمَّ اللّٰہُ یُنْشِئُ النَّشْاَۃَ الْاٰخِرَۃَ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ٥ یُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ

وَیَرْحَمُ مَنْ یَّشَآءُ وَاِلَیْہِ تُقْلَبُوْنَ ٥ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِیْنَ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَ

مَا لَکُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیْرٍ وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰہِ وَلِقَآئِہٖٓ اُولٰٓئِکَ یَئِسُوْا
مِنْ رَّحْمَتِیْ وَاُولٰٓئِکَ لَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۝ کیا دیکھتے نہین کیونکر شروع کرتا ہے اللہ پیدایش کو پہر
کو دہراویگا یہ اللہ پر آسان ہے یعنے شروع تو دیکھتے ہو دوسرا نا ہی سے سمجھ لو تو کہ پہرو ملک مین پہر دیکھو کیونکر
شروع کی ہے پیدایش پہر اللہ اٹھاویگا پچھلا اٹھان بیشک اللہ ہر چیز کر سکتا ہے مار دیگا جسکو چاہے
اور رحم کرے گا جسپر چاہے اور اسی کی طرف پہر جاؤگے اور تم عاجز کرنے والی نہین زمین مین نہ آسمان مین
اور کوئی نہین تمہارا اللہ سے ورے حمائتی اور نہ مددگار اور جو لوگ منکر ہوئے اللہ کی باتون سے اور اسکے ملنے
سے نا اُمید ہوئی میری مہر سے اور انکو دکھہ کی مار ہے **ف** ان آیات مین اللہ تبارک و تعالی خبر دیتا ہے
کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم کو ارشاد کیا اثبات معاد کی طرف جسکا وہ انکار کرتے تھے اس چیز
کے ساتھہ جسکا وہ اپنے انفس مین مشاہدہ کرتے تھے اسطرح کہ اللہ عزوجل نے انکو بنایا اسکے بعد کہ وہ کوئی
چیز مذکور نہ تھی پہر وہ موجود ہوئے اور ہوگئے لوگ سننے والے دیکھنے والے پہر جس نے پہلی بار انکو بنایا وہ
قادر ہے انکے اعادہ پر کیونکہ دوبارہ پیدا کرنا اوسپر آسان ہے اور اسکے نزدیک سہل ہے پہر انکو ارشاد
کیا کہ دنیا مین جو جو خدا کے نمونون کا مشاہدہ کرتے ہین اس سے عبرت گیر ہون اور وہ یہ کہ اللہ عزوجل
نے آسمانون اور ان چیزون کو پیدا کیا جو آسمان مین ہین کواکب نیرہ سے جن مین ثوابت ہین اور سیارات
اور اس نے پیدا کیا زمینون کو اور اسکے پہاڑون اور نالون اور براری اور قفار اور اشجار اور انہار
اور ثمار اور بحار سب کو اور یہ سب چیزین فی ذاتہا اپنے حادث ہونے پر اور اپنے صانع کے وجود پر دلالت
کرتی ہین جو فاعل مختار ہے جو کہدیتا ہے چیز کے لیے ہو تو وہ ہوجاتی ہے ولہذا فرمایا اَوَلَمْ یَرَوْا
کَیْفَ یُبْدِئُ اللّٰہُ الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُہٗ اِنَّ ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ یَسِیْرٌ کما قال تعالی وَھُوَ الَّذِیْ
یَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُہٗ وَھُوَ اَھْوَنُ عَلَیْہِ یعنے اور وہی ہے جو پہلی بار بناتا ہے پہر اوسکو دوہراوے
گا اور وہ آسان ہے اسپر پہر اللہ عزوجل نے فرمایا قُلْ سِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا کَیْفَ بَدَاَ
الْخَلْقَ ثُمَّ اللّٰہُ یُنْشِئُ النَّشْاَۃَ الْاٰخِرَۃَ اور یہ مقام مشابہ ہے اللہ عزوجل کے اس قول کے سَنُرِیْہِمْ
اٰیٰتِنَا فِی الْاٰفَاقِ وَفِیْٓ اَنْفُسِہِمْ حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَھُمْ اَنَّہُ الْحَقُّ یعنے اب ہم دکھاوینگے انکو
اپنے نمونے اور آپ انکی جان مین جب تک کہ کہل جاوے انپر کہ یہ ٹھیک ہے اور جیسے فرمایا اَمْ خُلِقُوْا
مِنْ غَیْرِ شَیْءٍ اَمْ ھُمُ الْخٰلِقُوْنَ اَمْ خَلَقُوا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بَلْ لَّا یُوْقِنُوْنَ یعنے کیا وہ

بنگئے ہین آپ ہی آپ یا وہی ہین بنانیوالے یا انہون نے بنائے آسمان اور زمین کوئی نہین بلکہ نہین یقین کرتے اور یہہ جو فرمایا مار دیگا جسکو چاہے اور رحم کریگا جسپر چاہے یعنے وہی حاکم متصرف ہی کرتا ہے جو چاہتا ہے اور حکم کرتا ہے جو چاہتا ہے کوئی پیچھے ڈالنے والا نہین اسکے حکم کو اس سے پوچھا نجاوے جو وہ کرے اور ان سے پوچھا جاوے اسیکا کام ہے بنانا اور حکم فرمانا جو کام کرتا ہے اس ہین وہ عین عادل ہے کیونکہ وہی مالک ہے وہ کسیکا حق نہین رکھتا ایک ذرہ جیسے اہل سنن کی روایت مین آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اِنَّ اللّٰهَ لَوْ عَذَّبَ اَهْلَ سَمٰوٰتِهٖ وَاَهْلَ اَرْضِهٖ لَعَذَّبَهُمْ وَهُوَ غَيْرُ ظَالِمٍ لَهُمْ یعنے اگر اللہ عزوجل آسمان والون اور زمین والون کو عذاب کرنا چاہے تو انکو ضرور عذاب کرے اور وہ ظالم نہین ہے انکے لیے ولہذا فرمایا يُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَرْحَمُ مَنْ يَّشَآءُ وَاِلَيْهِ تُقْلَبُوْنَ فتح کا بیان یہ ہے معنے اول آیت کے یہ ہین کیا دیکھتے نہین کیونکر پیدا کرتا ہے انکو اللہ پہلی بار نطفہ پھر علقہ پھر مضغہ پھر ہونکتا ہے ان مین روح پھر نکالتا ہے انکو دنیا کی طرف پھر فوت کریگا انکو اسکے بعد پھر انکو دوبارہ پیدا کریگا جیسے پہلی بار انکو بنایا اور یہی حال ہے سائر حیوانات اور سائر نباتات کا اور جب تم جانتے ہو اللہ عزوجل ابتدا اور ایجاد پر قادر ہے تو جان لو کہ وہ اعادہ پر بھی قادر ہے اور رویت سے مراد علم واضح ہے وہ جو مثل رویت کے ہے اور عاقل یہ تو جانتا ہے کہ پہلی بار اللہ عزوجل ہی نے بنایا کیونکہ خلق اول مخلوق کا کام نہین ہے ورنہ خلق اول نہ ہیگی اور یہ جو فرمایا قل سیروا الایہ تو یہ معنے ہین کہ منکرین بعث کو لیے فرمایا سیر کرو زمین مین اور دیکھو کیونکر شروع کی پیدایش باوجود انکی کثرت اور اختلاف الوان اور طبائع اور السنہ کی اور دیکھو قرون ماضیہ اور امم خالیہ کی مساکن اور آثار کے طرف تو کہ تم جان لو اس سے کمال قدرت اللہ عزوجل کی کیونکہ جو مخلوقات کی انشا پر ابتدا قادر ہے وہ اعادہ پر بھی توانا ہے اور اس آیت سے معلوم ہوا کہ دو بار اٹھان ہے جن مین سے ہر ایک ابتداء اور اختراع ہے اور اخراج ہی عدم سے وجود کی طرف صرف اتنی بات ہی کہ آخرت کا انشا اپنے جیسے انشا کے بعد ہے اور دنیا کا انشا ایسا نہین ہے ابن عباس کہتے ہین نشأۃ آخرہ وہ حیات ہے بعد موت کے اور وہ نشور ہے مار دیگا جسکو مار دینا چاہے گا نشأۃ آخرۃ کے بعد خذلان کے ساتھ اور وہ کفار اور عصاۃ ہین اور رحم کرتا ہے ہدایت کے ساتھ جسپر رحم کرنا چاہتا ہے اور وہ مومن ہین اور وہ کہ جنہون نے اسکے رسولون کی تصدیق کی اور اسکی اوامر

پر اونہون نے عمل کیا اور اسکے نہی سے وہ مجتنب رہا یہ معنے ہین عذاب دیتا ہے حرص کے ساتھہ
اور رحم کرتا ہے قناعت کے ساتھہ یا عذاب کرتا ہے سوء خلق کے ساتھہ اور رحم کرتا ہے حسن خلق کے ساتھہ
یا عذاب کرتا ہے اعراض عن اللہ کے ساتھہ اور رحم کرتا ہے اقبال علی اللہ کے ساتھہ یا عذاب کرتا ہے
متابعہ بدعہ کے ساتھہ اور رحم کرتا ہے ملازمت سنت کے ساتھہ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ وَلَا
فِي السَّمَآءِ یعنے اللہ کو اسکے آسمان والون اور اسکے زمین والون مین سے کوئی عاجز نہین کر سکتا بلکہ
وہ اپنے بندون پر غالب ہے ہر ایک چیز اس سے ڈرتی ہے ہر ایک چیز اسکی محتاج ہے وہ سب سے بے پرواہ ہے
اسکے سوا تمہارا کوئی دوست اور مددگار ہی نہین جو لوگ اللہ کی نشانیون اور اسکی لقا اور معاد کو نہین
مانتے وہ اللہ کی رحمت سے ناامید ہین انپر تو کچھہ بھی مہر نہین اور ان کو دنیا آخرت مین سخت دردناک
عذاب ہے فتح کا بیان یہ ہے کہ ما انتم مین بنی آدم سے خطاب ہے جو زمین کے رہنے والون مین سے
ہین او نہین آسمان مین بہاگنے کی وسعت کہان ہے لیکن اس سے حضرت قدیر کا مقصود یہ ہے
کہ تم کو ممکن اور غیر ممکن مین کچھہ طاقت نہین ہے بمعجزین یعنے تم اپنے پروردگار کو اس ہی عاجز نہین
کر سکتے کہ وہ تم کو نہ پکڑ سکے اتنی بڑی زمین مین اور اتنے بڑے آسمان مین جیسے حسان نے کہا

فَمَنْ يَّهْجُوْ رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْكُمْ وَيَمْدَحُهٗ وَيَنْصُرُهٗ سَوَاءٌ

اس آیت کا معنے یہ ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالی کو زمین والے زمین مین اور آسمان والے آسمان مین عاجز
نہین کر سکتے اور کہین بہاگ نہین سکتے اگر اسکے مجرم ہون قطرب نے کہا اسکا معنے یہ ہے کہ اگر
تم آسمان مین ہو تو اللہ تعالی کو عاجز نہین کر سکتے ارض اور سما کا مشہور معنے لین تو یہ معنے ہے اور
یہ بھی جائز ہے کہ زمین مین جہت سفل اور آسمان سے جہت علو مراد لین اس سورہ مین فے الارض ولا
فے السماء فرمایا اور شوری مین علے الارض فرمایا اسلیے کہ اس سورت مین ایسی قوم سے خطاب ہے
جن مین نمرود نامی موجود تہا جس نے آسمان کی طرف چڑہنا چاہا تہا اور زبر مین اختصار کیلیے دونون کو
حذف کر دیا فرمایا وما ہم بمعجزین اور جو لوگ اللہ کی آیات تنزیلیہ یا تکوینیہ یا سب کے سب آیات کو اور
اسکی لقا اور بعث اور مابعد کو نہین مانتے اور پیغمبرون کے تبلانے کے موافق عمل نہین کرتے یہ لوگ
دنیا اور آخرت مین اللہ کی رحمت سے ناامید ہین بعض نے کہا قیامت کے دن اللہ کی رحمت یعنی بہشت
سے ناامید ہونگے اور ماضی کا صیغہ تحقق وقوع کو ہے اور رحمت کو اپنی طرف مضاف کیا عذاب کو

نہین کیا اسلیے کہ اوسکی رحمت اسکے غضب سے بڑہ گئی ہے اور اسلیے کہ اپنے بندون سے عام رحمت کریگا اور یہہ آیت ان سب آیتون سے پیچھے اتری جو مکہ والون کی تذکیر کو اتری ہین فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَنْ قَالُوا اقْتُلُوهُ أَوْ حَرِّقُوهُ فَأَنْجَاهُ اللَّهُ مِنَ النَّارِ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ○ وَقَالَ إِنَّمَا اتَّخَذْتُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَوْثَانًا مَوَدَّةَ بَيْنِكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ثُمَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُ بَعْضُكُمْ بِبَعْضٍ وَيَلْعَنُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا وَمَأْوَاكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِنْ نَاصِرِينَ یعنے پہر کچہ جواب نہ تہا اسکی قوم کا مگر یہی کہ بولے اسکو مار ڈالو یا جلا دو پہر اسکو بچا دیا اللہ تعالی نے آگ سے اس مین بڑی پتے ہین ان لوگون کو جو یقین لاتے ہین **فائدہ** اوپر سے حضرت ابرہیم کا کلام چلا تہا اوسی کے سوافق اللہ تعالی نے بیچ مین کتنی باتین فرمائین پہر اس قوم کا جواب ذکر کیا نہ جلنے مین پتے یہ کہ معلوم ہوا ہر چیز کی تاثیر اسکے حکم سے ہے جب حکم نہ ہو تو آگ بہی چیز نہ جلا سکے **ف** اور بولا جو ٹہیرائے ہین تم نے اللہ کے سوا بتون کے تہان سو دوستی کرکے آپس مین دنیا کی زندگی مین پہر دن قیامت کے منکر ہوجاؤگے ایک سے ایک اور دہتکارو گے ایک کو ایک اور ٹہکانا تمہارا آگ ہے اور کوئی نہین تمہاری مددگار **ف** یعنے وہ شیطان جن کے نام کے تہان ہین اللہ کے روبرو منکر ہونگے کہ ہم نے نہین کہا کہ ہمکو پوجو بت پوجنے والی انکو دہتکارینگے کہ ہماری نذر نیاز لیکر وقت پر پہر گئے حافظ ابن کثیر نے کہا اللہ عزوجل ان آیتون مین حضرت ابرہیم علیہ السلام کی قوم کا حال بیان فرماتا ہے اونکا کفر اور عناد اور سرکا برہ اور ان کا باطل باتون سے حق کو اوڑانا اور حضرت ابرہیم کی ایسی ہدایت کی بات اور ایسے واضح بیان کے مقابلے ہین انکا یہ جواب دینا کہ اسے مار ڈالو یا جلا دو یہ بات اونکے مونہہ سے کیون نکلی جب انپر حضرت ابرہیم کی طرف سے برہان اور حجت قائم ہوچکی تو اونہون نے اپنی جاہ اور بادشاہی کی قوت مین چڑہ کر کہدیا کہ اسکے لیے ایک جگہہ تیار کرو اور وہان اسکو آگ مین جلا دو اونہون نے اس سے مکر کا ارادہ کیا اللہ نے اونہین کو سرا یا اور سفل کیا انکی ایک مدت طویل کی مشقت برباد کردی ان سب نے ملکر بڑی لکڑین جمع کین اور انکی گرد احاطہ کیا پہر ایسے آگ جلائی جسکے شعلے آسمان تک پہونچے ایسی بڑی آگ کبہی نہین جلی پہر اونہون نے حضرت ابرہیم کو منجنیق کے پلے مین رکہکر اس آگ مین ڈالدیا اللہ عزوجل نے اس آگ کو حضرت ابرہیم پر

پر ٹھنڈی اور سلامت کر دیا اور چند روز وہان ہی حضرت ابراہیم رہے اور سلامت نکلے ایسی جان
فدائی سے ہی اللہ تبارک وتعالی نے آپکو لوگون کا امام اور مقتدا بنادیا کیونکہ آپنے اپنے نفس کو رحمن کے
رضامین اور اپنے جسم کو آگ مین خرچ کر دیا اور اپنے بیٹے لخت جگر کی قربانی اور اپنا مال مہمانون کے لیے
مہمانی کر دی اور اسیوجہ سے کل اہل ادیان آپ کی محبت کا دعوی کہتے ہین اور آپکا آگ سے بچا یا ہی ہے
کہ آپ پر آگ کو اللہ نے ٹھنڈی اور سلامت کر دیا حضرت ابراہیم نے اپنی قوم کے دبانے اور انکی بتون کے
عبادت مین بد چلنی پر زجر و توبیخ کرنے کو فرمایا کہ تمنے ان بتون کو صرف اسیلئے معبود بنا رکہا ہے کہ دنیا مین
انکی عبادت پر شوق و محبت سے جمع ہوا کرو اور یہ معنے مودۃ کے نصب کی قراءت پر ہے۔ رفع کی قراءت
پر یہ معنے ہین کہ ان بتون کو تمہارا معبود بنانا صرف دنیا مین محبت حاصل کرنے کو قیامت کے دن اسکے
برعکس یہہ محبت عداوت اور بغض ہو جاوے گی۔ ایک ایک پر انکار اور لعنت اور بداوت کرے گا یعنے
پیر و پیشواؤن کو اور پیشوا پیرون کو لعنت کرینگے جیسے فرمایا کلما دخلت امۃ لعنت اختہا اور فرمایا بڑے
جانی دوست ایک ایک کا دشمن ہوگا مگر پرہیز گار۔ ابن ابی حاتم نے ام ہانی سے روایت کیا کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ عزوجل قیامت کے دن ایک میدان مین اولین اور آخرین کو جمع کرے گا
اوس میدان کی دونو طرفون کو کون جانتا ہے ام ہانی نے کہا اللہ اور اسکا رسول ہی جانے پہر عرش کے نیچے
سے ایک پکارنے والا پکاریگا اے توحید والو وہ اپنے سر اوٹہا دینگے پہر دوسری بار اور تیسری بار
یہی آواز آویگی اے توحید والو اللہ نے تم سے معاف کر دیا فرمایا پہر سب لوگ کہڑے ہو جاوینگے ایک کا
ایک سے دنیا کے مظالم مین تعلق ہوگا پہر آواز آویگی اے توحید والو تم آپس مین ایک دوسرے سے معاف
کر دو اور ثواب اللہ سے لو فتح البیان کا بیان یہہ ہے کہ پہلی آیتون مین حضرت ابراہیم کا کلام ذکر کیا
بیچ مین اپنی باتین بیان فرمائین اور قل سیروا مین حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب فرمایا اب
ان آیتون مین حضرت ابراہیم کی کلام اور اونکی قوم کے جواب کیطرف متوجہ ہوئے کہ آپکی قوم نے یہہ
مشورہ کیا کہ اس شخص کے دلائل ثلاثہ توحید اور نبوت اور حشر کا کچہ جواب ہی ندو اور اسکو یا تو تلوار وغیرہ
سے قتل کر دو تاکہ تمکو دنیا مین اسکے ہاتہہ سے آرام ملے یا اسے آگ مین جلا دو شاید آگ کی تکلیف سے
اپنے دین سے لوٹ آوی یا مر جاوے اور ٹنٹا تمام ہو کیونکہ یہ شخص اپنی بات اور دین پر اڑ گیا ہے اور انکا
یون کہنا حضرت ابراہیم کے جواب مین ٹہیک جواب کی قدرت نہ پانے کی وجہ سے تہا پہر آپکے جلا دینے

پر سب نے اتفاق کر لیا اور آپ کو آگ مین ڈالدیا اللہ تعالی نے آپکو آگ سے بچا دیا اوس آگ کو آپ پر ٹھنڈی اور سلامت کر دیا بعض نے کہا اوسدن کسینے آگ سے فائدہ نہ اوٹھایا کیونکہ سب آگ کی گرمی جاتی رہی تھی اس مین اللہ تعالی کی قدرت عظیمہ پر واضح دلالت اور ظاہر علامت ہے کہ باوجود اتنی بڑی آگ کے ابرہیم کو کچھ اثر نہ ہوا محض اوکہا آگ کی تاثیر ہی دور کر دی اور اسکو بجھا دیا اور اسکا ایک طرفہ عین مین باغ بنا دیا اور آپ کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہوئی لیکن اس رسی کو جلادیا جس سے آپ جکڑے ہوئے تھے اور یون کیون فرمایا کہ اس مین مومنون کو بڑے پتے ہین اسلیے کہ جو لوگ اللہ کی توحید اور اسکی قدرت کو مانتے ہین وہی تو اللہ کے پتون سے عبرت لیتے ہین اور وہی اسنے فائدہ اوٹھاتے ہین اور دوسرے لوگ تو ایسی عبرت کی باتون کو دیکھ سنکر بھی غافل ہی رہتے ہین جب حضرت ابراہیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آگ سے بچ گئے اور ان پر اونکا کچھ رعب اور ہیبت پیدا نہ ہوئی تو ان کو لگے دبانے

اور زجر و توبیخ کرنے فَاٰمَنَ لَهٗ لُوْطٌ ۘ وَقَالَ اِنِّيْ مُهَاجِرٌ اِلٰى رَبِّيْ ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝

وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ وَاٰتَيْنٰهُ اَجْرَهٗ فِي الدُّنْيَا ۚ وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ پھر مانا اوسکو لوط نے اور وہ بولا مین وطن چھوڑتا ہون اپنے رب کیطرف بیشک وہی ہے زبردست حکمتوالا **ف** حضرت لوط بھتیجے تھے حضرت ابراہیم کے اوس قوم مین کسینے نہ مانا انکے سوا انکا وطن تھا شہر بابل پھر نکلے خدا کے توکل پر اللہ نے ملک شام مین پہنچا کر بسایا **ت** اور دیا ہمنے اسکو اسحق اور یعقوب اور رکھی اسکی اولاد مین پیغمبری اور کتاب اور دیا ہمنے اسکو اسکا نیگ دنیا مین اور وہ آخرت مین نیکون سے ہے **ف** دنیا مین حق تعالے نے مال اور اولاد اور عزت اور ہمیشہ کا نام نیک دیا اور ملک شام ہمیشہ کو ان کی اولاد کو دیا تفسیر ابن کثیر کا بیان یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالی ان آیتون مین یہ فرماتا ہے کہ حضرت ابراہیم کو باوجود اس قدر عظیم الشان معجزہ مشاہدہ کرنیکی صرف حضرت لوط نے مانا کہتے ہین حضرت لوط حضرت ابراہیم کے بھتیجے تھے اور آپکی قوم مین سے سوا لوط اور بی بی سارہ کے کسینے نہ مانا لیکن اس مین اشکال یہ ہے کہ صحیح بخاری مین یہ حدیث موجود ہے کہ جب حضرت ابراہیم کا ایک حاکم جبار پر گذر ہوا اور اسنے پوچھا یہ عورت کون ہے تو آپ نے فرمایا یہ میری بہن ہے پھر سارہ فرمایا کہ مین اسسے کہہ چکا ہون کہ تو میری بہن ہے تو مجھکو جھوٹا مت کرو کیونکہ روی زمین پر میرے اور تیرے سوا کوئی مومن نہین ہے تو دین مین تو میری بہن ہے ہان اگر ہو مراد

یہ ہو کر روئے زمین پر پہیر او ر تیرے سوا سیالبی بی مسلمان نہین ہین واللّٰہ اعلم کیونکہ لوط علیہ السلام اُنکی قوم مین سی تہی
اور وقال انی مہاجر کا قائل حضرت لوط ہین کیونکہ وہی اقرب ہین حضرت ابراہیم بہی قائل ہو سکتے
ہین ابن عباس اور ضحاک کا یہی قول ہے اور آسیبات کی طرف اشارہ ہو اس فرمودہ مین کہ لوط نے
اسکو مانا ساری قوم مین سی پہر آپکے حال سی خبر دیتا ہے کہ اسنے اون لوگون کے درمیان سی ہجرت
لینے اور وطن چہوڑنے کو اختیار کیا تاکہ اللہ تعالے کے دین کو ظاہر کرے اور اللہ کے کلمے کو اونچا
کرے اسی لیے کہا وہ عزیز وحکیم ہے یعنے اللہ کو اور اسکے رسول کو اور مومنون کو ہی عزت ہے
اللہ ہی اپنے اقوال و افعال اور قدریہ شرعیہ احکام مین حکمت والا ہے قتادہ نے کہا حضرت ابرہیم
اور لوط نے کوثے سے جو کوفہ کے نواح مین واقع ہے شام کیطرف ہجرت کی اور کہا ہم سے بیان
کیا گیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہجرت ہوتی رہے گی یہانتک کہ سب زمین والے حضرت
ابراہیم کی مہجر کو ہجرت کرینگے اور بری لوگ زمین مین رہجاوینگے آخرکار انکی زمین انکو پہینکدیگی
اور اللہ عزوجل کی روح ان سی نفرت کریگی اور آگ انکو بندر اور سورون کے ساتھہ ہانکیگی جہان
وہ رات کو ڈیرہ کرینگے وہان آگ بہی ٹہیر جاوے گی جہان دوپہر کو وہ قیلولہ کرینگے وہان آگ بہی
تہم جاویگی اور جو ان مین سے رہجاوین آگ اسے کہا جاوے گی امام احمد نے اسحدیث کو مسند کیا
عبداللہ بن عمرو سے اور ابوداؤد نے بہی اپنی سنن مین اسکو روایت کیا امام احمد کی ایک روایت
شہر بن حوشب سی یہ ہے اس نے کہا مینے عبداللہ بن عمرو کو کہتے سُنا کہ ہمارا یہ حال تہا کہ ہمارے
نزدیک درہم دینار والا آدمی اپنے مسلمان بہائی سے زیادہ عزیز اور حق دار نہین ہوتا تہا اب
ہم دیکہتے ہین کہ اپنے مسلمان بہائی سے درہم دینار ہماری نزدیک زیادہ پیارے اور عزیز ہین مینے
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا اگر تم گائین چرانا ... اختیار کروگے اور بیع عینہ
کرنے لگوگے اور اللہ کے رستے مین جہاد کرنا چہوڑدوگے تو اللہ عزوجل تمہاری گردنون مین ایسی ذلت
لگادیگا تو وہ دور نہ ہوگی جب تک تم جہاد کی طرف نہ متوجہ ہو اور اللہ کیطرف توبہ نہ کرو اور مینے
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا کہ ہجرت ہمیشہ ہوتی رہے گی آخرکار تمہارے باپ
ابراہیم کے مہاجر کیطرف ہجرت ہوگی پہر ساری حدیث بیان کی اور اللہ کا یہ فرمودہ ووہبنا لہ اسحق
ویعقوب اللہ تعالی کے اس فرمودہ کی مثل ہے فَلَمَّا اعْتَزَلَهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ

یعنے جب ابراہیم نے اپنی قوم کو اور جنکو وہ اللہ کے سوا پوجتے تہے چہوڑ دیا تو ہمنے اوسکو اسحاق اور یعقوب
دیا اور ہر ایک کو نبی کیا یعنے بیٹے اور پوتے کے وجود باجود سے جو دونون نیک نبی ہونگے اوسکی آنکھین
ٹہنڈی کین دادی کی زندگی مین کہی ایک آیت مین یہی ذکر آیا ہے قرآن مجید سے یہی ظاہر ہے کہ حضرت
یعقوب حضرت اسحاق کے بیٹے ہین اور سنت مطہرہ سے یہی ثابت ہے لیکن عوفی ابن عباس سے یہ روایت کرتا
ہے کہ وَوَهَبْنَا لَهُ إِسْحٰقَ وَيَعْقُوبَ کا معنے یہ ہے کہ یہ دونون نبی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے ہین
اسکا معنے یہی ہے کہ بیٹے کا بیٹا بمنزلہ بیٹے کے ہوتا ہے اور ابن عباس کی بہی یہی مراد ہے اور یہہ
ایسی بات نہین جو ابن عباس جیسے حبر امت پر مخفی رہے ورنہ اس آیت کا کیا معنے ہوگا أَمْ كُنْتُمْ شُهَدَاءَ إِذْ
حَضَرَ يَعْقُوبَ الْمَوْتُ إِذْ قَالَ لِبَنِيهِ مَا تَعْبُدُونَ مِنْ بَعْدِي قَالُوا نَعْبُدُ إِلٰهَكَ
وَإِلٰهَ آبَائِكَ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحٰقَ إِلٰهًا وَاحِدًا اس سے ثابت ہوا کہ یعقوب اسحق کے بیٹے
ہین نہ بہائی اور صحیحین کی حدیث کا کیا معنے ہوگا إِنَّ الْكَرِيمَ ابْنَ الْكَرِيمِ ابْنِ الْكَرِيمِ ابْنِ
الْكَرِيمِ يُوسُفُ ابْنُ يَعْقُوبَ بْنِ إِسْحٰقَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اور اللہ عز و
جل کا یہ فرمانا کہ ہمنے ابراہیم کی اولاد مین نبوت اور کتاب کردی یہ ایک بڑی خلعت سنیہ عظیمہ ہے باوجود
اسکے کہ اللہ نے آپکو اپنا خلیل بنایا اور لوگون کا امام و پیشوا مقرر فرمایا آپکے بعد کوئی ایسا نبی مبعوث
نہین ہوا مگر آپکے ہی سلالہ سے ہو انبیا اسرائیل کے سب انبیا حضرت یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم
کے سلالہ سے ہی ہوئے ہین سب سے آخر حضرت عیسی بن مریم ہین پہر حضرت عیسی علیہ السلام نے
اپنے بڑے بڑے لوگون مین کہڑے ہوکر یہ بشارت دی کہ ایک نبی عربی قرشی ہاشمی خاتم الرسل علی
الاطلاق اور آدم کی سب اولاد کا دنیا اور آخرت مین سردار جسکو اللہ نے عرب عربا کی صمیم سے
اور اسمعیل بن ابراہیم علیہما السلام کے سلالہ سے برگزیدہ کیا حضرت اسمعیل کی نسل سے سوا سرور
کائنات علیہ افضل الصلوة والسلام کے کوئی نبی مبعوث نہین ہوا اور اللہ عز و جل فرماتا ہے وَآتَيْنَاهُ
أَجْرَهُ فِي الدُّنْيَا وَإِنَّهُ فِي الْآخِرَةِ لَمِنَ الصَّالِحِينَ یعنے اللہ تعالی نے حضرت ابراہیم کو سعادت
دنیا جو سعادت آخرت سے موصول ہو جمع فرمادی دنیا مین آپ کو رزق واسع حلال طیب اور مکان فراخ
اور پانی ٹہنڈے اور نیک حسین بیوی اور ثناء جمیل اور ذکر حسن عنایت فرمایا اور آپ کو ہر ایک دوست
اور محبوب جانتا ہے چنانچہ ابن عباس اور مجاہد اور قتادہ وغیرہم نے کہا حضرت ابراہیم اللہ کی طاعت

مین جمیع وجوہ سے قائم تہے جیسے فرمایا وَاِبْرٰہِیْمَ الَّذِیْ وَفّٰی یعنے جو رب نے حکم کیا وہ سب بجالایا اور اپنے
رب کی طاعت مین کمال پیدا کیا اسی لیے فرمایا ہم نے اسکو اسکا نیگ دنیا مین دیا اور آخرت مین وہ نیکون
سے ہے اور فرمایا اصل ابراہیم تہا راہ ڈالنے والا حکمبردار اللہ کا ایک طرف کا ہوکر اور نہ تہا شریک
والون سے حق ماننے والا اسکے احسانون کا اوسکو اللہ نے چن لیا اور چلایا سیدہی راہ پر اور ہم نے اسکو
دنیا مین خوبی دی اور وہ آخرت مین اچہے لوگون مین ہے فتح البیان مین ہے حضرت لوط نے حضرت
ابراہیم کی تصدیق کی بعض نے کہا حضرت لوط آپ پر ایمان نہ لائے جب دیکہا کہ آگ اسکو نہین جلاتی تب
ایمان لائے اور وہ آپکے بہتیجے تہے ہاران بن آذر کے بیٹے بعض نے کہا آپکی بہن کے بیٹے تہے
پہلا قول ہی ٹہیک ہے نخعی اور قتادہ نے کہا وقال انی مہاجر کے قائل حضرت ابراہیم ہین بعض نے
کہا سب سے پہلے اللہ کیطرف جس نے ہجرت کی اور اپنا شہر چہوڑا وہ حضرت ابراہیم ہین جہان اللہ نے اسکو
حکم کیا وہان جا نکلے بعض نے کہا ہجرت کیوقت آپکی عمر پچہتر برس کی تہی قتادہ نے کہا کوثے سے
جو کوفہ کے نواح مین واقع ہے حران کی طرف آپنے ہجرت کی پہر وہان سے فلسطین کو جو شام پر واقع
ہے پہر وہان سے شام کو اور آپکے ساتہ آپکے بہتیجے لوط اور آپکی بیوی سارہ نے ہجرت کی اسی سے
دلیل لیتے ہین کہ ہر ایک نبی نے ایک ہجرت کی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دو ہجرتین کین اور اسکا
معنے یہ ہے کہ مین اپنی قوم کو چہوڑ کر ایسی جگہہ چلا جاؤن جہان اپنے رب کی عبادت کرون حضرت
انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مسلمانون مین سب سے پہلے حضرت عثمان نے اپنی بیوی بچون سمیت
حبشہ کی طرف ہجرت کی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ انکا ہمراہی ہو عثمان نے اپنے اہل
بیت سمیت اللہ کی طرف ہجرت کی اسکو ابو یعلے اور ابن مردویہ نے نکالا اور ابن مندہ اور ابن عساکر نے
اسماء بنت ابی بکر سے روایت کی کہ حضرت عثمان نے حبشہ کی طرف ہجرت کی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے فرمایا ابراہیم اور لوط کے بعد عثمان نے سب سے پہلے ہجرت کی بعض نے کہا انی مہاجر کا قائل
حضرت لوط علیہ السلام ہین لیکن پہلا قول ہی اولے اور ٹہیک ہے کیونکہ ووہبنا لہ اور وجعلنا فی ذریتہ
واتیناہ اجرہ ان سب مین حضرت ابراہیم کی طرف ہی ضمیر راجع ہے بلاخلاف وَلُوْطًا اِذْ قَالَ لِقَوْمِہٖٓ

اَئِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعٰلَمِيْنَ ○ اَئِنَّكُمْ لَتَاْتُوْنَ الرِّجَالَ
وَتَقْطَعُوْنَ السَّبِيْلَ وَتَاْتُوْنَ فِيْ نَادِيْكُمُ الْمُنْكَرَ فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوا

ائْتِنَا بِعَذَابِ اللّٰهِ إِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ٥ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ عَلَى الْقَوْمِ الْمُفْسِدِيْنَ ٥

اور بھیجا لوط کو جب کہا اپنی قوم کو تم آتے ہو بیحیائی کے کام پر تم سے پہلے نہین کیا وہ کسینے جہان مین تم کیا دوڑتے ہو مردون پر اور راہ مارتے ہو اور کرتے ہو اپنی مجلس مین برا کام پہر کچہ جواب تہا اسکی قوم کا مگر یہی کہ بولے لے آہم پر آفت اللہ کی اگر تو ہے سچا بولا اے رب میری مدد کر ان شریر لوگونپر

فائدہ راہ مارنا بہی ان مین دستور تہا یا اسی بدکاری سے مسافرون کی راہ مارتے تہے کہ اس طرف ہوکر نہ نکلین اور مجلس مین برے کام شاید یہی بدکاری لوگون مین کرتے ہونگے اس بات کی شرم بہی نہ رہی تہی یا کچہ اور ٹہٹہے اور چہیڑ کرتے ہونگے حافظ ابن کثیر کہتے ہین اللہ عزوجل ان آیتوں مین اپنے نبی حضرت لوط علیہ السلام کا حال بیان فرمایا ہے کہ اونہون نے اپنی قوم کی بدچلنی پر انکار کیا وہ ایسے بری کام کرتے تہے جو جہان بہر مین کسینے نہین کیے تہے پہر اللہ سے کفر کرتے اور اسکے رسول کی تکذیب اور مخالفت کرتے اور راہ مارتے تہے رستون مین بیٹہے رہتے جو گزرتا اوسکو قتل کرتے اور مال چہین لیتے اور مجلس مین جمع ہوکر بری باتین اور برے کام کرتے اور کوئی کسیکو برا نہ کہتا یہان منکر کے معنے مین کئی ۔۔۔ قول ہین مجاہد نے کہا مجلس مین لوگون کے سامنے ایک دوسرے سے بدکاری کرتی عائشہ اور قاسم نے کہا مجلس مین گوز مارتے پہر ہنستے بعض نے کہا وہ سانڈون کو سانڈون پر کودایا کرتے اور مرغون کو لڑاتے اور یہ سب کچہ ان سے ہوتا تہا اور وہ اس سے بہی زیادہ بدتر تہے امام احمد نے ام ہانی سے روایت کی کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وَتَأْتُوْنَ فِيْ نَادِيْكُمُ الْمُنْكَرَ کا معنے پوچہا تو آپنے فرمایا وہ مسافرون کو کنکرین مارتی اور انسے ٹہٹہے کیا کرتے تہے ویسے ہی ترمذی اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے اسکو روایت کیا اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے نقل کیا کہ منکر کا معنے سیٹی بجانا اور کبوترون سے کہیلنا اور غلیل چلاتے پہرنا اور مجلس مین سوال کرنا اور قبا کے بوتام کہولکر مجلس مین بیٹہنا اور حضرت لوط کے انکار اور وعظ کا جواب کچہ نہ دیتے یہی کہتے کہ اگر تو سچا ہے تو اللہ کا عذاب لیآ یہ انکا کفر اور ٹہٹہا اور عناد تہا اسی لیے انپر اللہ کے نبی نے مدد مانگی کہا اے میرے پروردگار ان شریر لوگون پر مجہکو مدد دے فتح البیان مین ہے حضرت لوط نے اپنی قوم سے فرمایا تم ایسی بیحیائی کے کام کرتے ہو جو جہان بہر مین کسی آدمی اور نہ کسی جن نے کیے اور امام رازی نے کہا اس آیت مین یہ دلالت ہے کہ اغلام مین حد فرض ہے کیونکہ بیحیائی ہین اغلام اور زنا ایک ہی

چہیرے اگرچہ یہ قیاس ہے لیکن آیت سے مستفاد ہے وتقطعون السبیل مین بعض نے کہا وہ مسافرون سے
بیحیائی کا کام کرتے تہے اسلیے لوگون نے وہ رستہ چہوڑ دیا حضرت لوط کے جواب مین وہ لوگ یہی کہتے
تو عذاب لے آ اگر سچا ہے اور سورہ نمل مین گذر چکا فَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهِ إِلَّا أَنْ قَالُوا أَخْرِجُوا
آلَ لُوطٍ مِنْ قَرْيَتِكُمْ ان لوگون کا یہی جواب تہا کہ لوط کے لوگون کو اپنے گاؤن سے نکالدو اور
ویسے ہی اعراف مین گذرا انکی تطبیق یون ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام ہدایت کرنے اور ان کو
منع کرنے اور انکو ڈرانے پر ثابت قدم تہے تو اون لوگون نے پہلے یہ جواب دیا کہ تو الله تعالی کا عذاب
لے آ جیسے اس آیت مین ہے جب حضرت لوط نے کثرت سے یہی وعظ کیا تو کہنے لگے ان کو نکال دو
اور بعض نے کہا پہلے اونہون نے یہ کہا کہ انکو نکالدو پہر کہا تو عذاب لا جب حضرت لوط علیہ السلام
ان سے نا امید ہو گئے تو الله تبارک و تعالے سے مدد مانگی الله نے انکی دعا قبول فرمائی وَلَمَّا جَاءَتْ

رُسُلُنَا إِبْرَاهِيمَ بِالْبُشْرَى قَالُوا إِنَّا مُهْلِكُوا أَهْلِ هَذِهِ الْقَرْيَةِ إِنَّ أَهْلَهَا كَانُوا ظَالِمِينَ
قَالَ إِنَّ فِيهَا لُوطًا قَالُوا نَحْنُ أَعْلَمُ بِمَنْ فِيهَا لَنُنَجِّيَنَّهُ وَأَهْلَهُ إِلَّا امْرَأَتَهُ كَانَتْ مِنَ
الْغَابِرِينَ ٥ وَلَمَّا أَنْ جَاءَتْ رُسُلُنَا لُوطًا سِيءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَقَالُوا لَا تَخَفْ
وَلَا تَحْزَنْ إِنَّا مُنَجُّوكَ وَأَهْلَكَ إِلَّا امْرَأَتَكَ كَانَتْ مِنَ الْغَابِرِينَ ٥ إِنَّا مُنْزِلُونَ عَلَى
أَهْلِ هَذِهِ الْقَرْيَةِ رِجْزًا مِنَ السَّمَاءِ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ ٥ وَلَقَدْ تَرَكْنَا مِنْهَا آيَةً بَيِّنَةً
لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ٥ اور جب پہونچے ہمارے بہیجے ابرہیم پاس خوشخبری لیکر بولے ہم کو کہپا دینی ہے یہ بستی
بیشک اوسکے لوگ ہو رہے ہین گنہگار بولا اس مین لوط ہے وہ بولے ہمکو خوب معلوم ہے جو کوئی اس
مین ہے ہم بچا لینگے اسکو اور اسکے گہر والون کو مگر اسکی عورت رہی رہجانے والون مین اور جب کہ پہونچے
ہمارے بہیجے لوط پاس ناخوش ہوا انکو دیکہکر اور خفا ہوا دل سے اور وہ بولے نہ ڈر نہ غم کہا ہم بچاوینگے
تجہ کو اور تیرے گہر کو مگر عورت تیری ہگئی رہنے والون مین ف یہ خفا ہوے اس سے کہ ان مہمانون کو
کسطرح بچاؤنگا اپنی قوم کی بدی سے ف ہمکو اتارنی ہے اس بستی والون پر ایک آفت آسمان
سے اسپر کہ بیحکم ہو رہے تہے اور چہوڑ رکہا ہمنے اسکا نشان نظر آتا بوجہتے لوگون کو ف یعنے وہ
شہر اولٹے ہوے راہ پر نظر آتے ہین تفسیر ابن کثیر مین ہے کہ جب لوط علیہ السلام نے انپر مدد مانگی تو الله تعالے
نے انکی مدد کو فرشتے بہیجے وہ حضرت ابرہیم پاس مہمانون کی صورت مین پہونچے تو آپنے مہمانی کے

موافق انکے آگے کہانا رکہا جب انکو کہاتے نہ دیکہا تو ان کواوپری سمجہا اور دل مین اون سے ڈرا تو
فرشتے آپ کا دل بہلانے لگے اور آپکو خوشخبری دینے لگے کہ آپکے ہان بی بی سارہ کے پیٹ سے ایک
صالح لڑکا پیدا ہوگا بی بی بہی پاس کہڑی تہی اوس نے اسکو اچنبا جانا یہہ قصہ سورہ ہود اور حجر مین گذر
چکا جب حضرت ابراہیم کو بشارت ملی اور یہہ معلوم ہوا کہ یہ فرشتے ہین اور لوط کی قوم کے ہلاک کرنیکو
بہیجے گئے ہین تو عذاب کے ہٹانے مین گفتگو کرنے لگے شاید انکو کچہ مہلت ملجاوے اور اسمہ انکو ہدایت
کردے بولے اس بستی مین تو لوط بہی ہے وہ بولے ہم اون سب کو جانتے ہین لوط کو اور اسکے لوگون کو ہم
بچالین گے مگر اسکی بیوی رہ جاوے گی رہنے والون مین وہ بہی انکے ساتہہ ہلاک ہوگی کیونکہ وہ انکی معاونت
کرتی تہی اونکے کفر اور ان کی سرکشی اور انکے اعلام پر پہر حضرت ابراہیم سے رخصت ہوکر حضرت لوط
پاس پہونچے خوبصورت جوانون کی صورت مین حضرت لوط انکو دیکہکر ناخوش ہوئے اور تنگدل اور
خفا ہوئے سوچنے لگے اگر ان کو مہمان بناوین تو قوم سے خطرہ ہے اور اگر نہ بناوین تو بہی خطرہ ہی
انہون نے انکو نہ پہچانا وہ بولے تو مت ڈر اور غم مت کہا ہم تجہ کو اور تیری اہلبیت کو بچالین گے مگر تیری
بیوی اونہین کے ساتہہ ہلاک ہوگی حضرت جبریل علیہ السلام نے انکی بستیون کو زمین کی جڑ سے اوکہاڑ کر
آسمان کو اوٹہا کر لیگیا پہر اونکو دے مارا اور اونپر پتہرون کا مینہ برسایا اور انکی جگہون کو بحیرہ خبیثہ بدبودار
بنادیا اور انکو قیامت کے دن تک عبرت بنایا یہ لوگ سب سے زیادہ قیامت کے دن عذاب مین ہونگے
اسی لیے فرمایا ہمنے چہوڑ رکہا نشان نظر آتا سمجہ والون کو کیونکہ صبح شام وہان سے تمہارا گزر ہوتا
ہے فتح البیان مین ہے کہ جب حضرت لوطؑ نے نصرت طلب کی تو اسمہ تبارک وتعالی نے انکے عذاب کیلیے
فرشتے بہیجے اور ان کو یہہ بہی حکم کیا کہ تم ابراہیم کو خوشخبری دیتے جانا حضرت ابراہیم کو خوشخبری دیکر
یہہ کہا کہ ہم اس سدوم بستی کے رہنے والون کو ہلاک کرنے کو آئے ہین سدوم حضرت ابراہیم کی جگہہ
سے ایک دن رات کے فاصلے پر تہی حضرت لوط کی بیوی کافرون کے ساتہہ ہلاک ہوگئی کیونکہ وہ اپنی قوم
کو لوط کے مہمانون کی خبر دیا کرتی تہی اور برائی پر دلالت کرنیوالا فاعل کی مثل ہوتا ہے جیسے نیکی
پر دلالت کرنیوالا فاعل کی مانند ہوتا ہے انکی بستیین اولٹا کرنے کے بعد انپر پتہرون کا مینہ
برسا بعض نے کہا آسمان سے آگ اتری اس نے انکو جلادیا بعض نے کہا زمین مین دہنسائے گئے
نشان نظر آتا یہ کہ وہ پتہر جو انپر برسائے گئے تہے موجود رہے یہانتک کہ اس امت کے پہلے لوگون

نے وہ پتھر دیکھے اور انکے مکانات کے نشان بھی موجود تھے مجاہد نے کہا نشان نظر آتا یہ ہے کہ انکی زمین
مین سیاہ پانی باقی تھا یہ سب باتین نظر آتی تھین وَإِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا فَقَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا
اللَّهَ وَارْجُوا الْيَوْمَ الْآخِرَ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْأَرْضِ مُفْسِدِينَ ۝ فَكَذَّبُوهُ فَأَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ
فَأَصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ جَاثِمِينَ ۝ اور بھیجا مدین پاس انکا بھائی شعیب پھر بولا اے قوم بندگی کرو اللہ
کی اور توقع رکھو پچھلے دن کی اور مت پھرو زمین مین خرابی مچاتے **فائدہ** انمین عادت تھی دغابازی
دین لین مین مگر شاید راہ بھی لوٹتے تھے **ف** پھر اسکو جھٹلایا تو پکڑا اونکو بھونچال نے پھر صبح کو
رہ گئے اپنے گھر مین اوندھے پڑے — حافظ ابن کثیر کہتے ہین ان آیتون مین اللہ تبارک وتعالی اپنے
بندے اور رسول حضرت شعیب علیہ السلام کا حال بیان فرماتا ہے کہ اونہون نے اپنی قوم اہل مدین کو یہ حکم کیا
کہ تم اللہ وحدہ لاشریک لہ کی عبادت کرو اور اللہ کے عذاب سے ڈر کر لوگون کے دین لین مین دغابازی
مت کرو کیونکہ وہ لوگون سے دین لین مین دغابازی کیا کرتے تھے اور راہ بھی لوٹتے تھے اور نیز اللہ
اور اسکے رسول سے منکر تھے اللہ نے اونکو ایک بڑی بھونچال سے ہلاک کر دیا اور ایک سخت آواز نے انکو
ہلاک کر دیا اور یوم الظلہ کے عذاب نے انکی روحین نکالدین انکا پورا قصہ اعراف اور ہود
اور شعراء مین گذر چکا فتح البیان کا بیان یہ ہے کہ مدین ایک شخص کا نام ہے بعض نے کہا شہر کا نام
پہلے قول کا یہ معنے ہے کہ مدین اور اسکی اولاد کیطرف بھیجا اور دوسرے قول پر اہل مدین کی طرف حضرت
شعیب اور آپکی نسب اور قوم کا ذکر سورہ اعراف اور ہود مین ہو گیا حضرت شعیب کو آپکی قوم کیطرف
منسوب کیا بخلاف حضرت نوح اور ابراہیم اور لوط کے قصے کے کہ انکی قوم کا ذکر اون سے پیچھے
ہے اور مناسب یہ ہے کہ پہلے قوم کا ذکر ہو پھر انکے پیغمبر کا کیونکہ کوئی رسول غیر معین قوم کی طرف نہین بھیجا
گیا حضرت نوح اور ابراہیم اور لوط کی قوم کا خاص نام نہین آیا اور نہ نسبت مخصوصہ جس سے وہ پہچانی
جاوین صرف یون آیا کہ نوح اور ابراہیم اور لوط کی قوم حضرت شعیب نے اپنی قوم کو اللہ کی عبادت اور
توحید کا حکم کیا حضرت لوط سے یہ منقول نہین ہوا کہ اونہون نے اپنی قوم کو عبادت اور توحید کا حکم کیا
ہو اور سب پیغمبرون سے یہ مذکور ہے وجہ اسکی یہ تھی کہ لوط علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے
زمانے مبارک مین تھے اور انکے توحید کا حکم جہان مین مشہور تھا اسلیے وہ بدکاری اور بیحیائی سے
ہے منع کرتے رہے اس سورت اور سورہ اعراف مین ہے کہ وہ سخت بھونچال سے ہلاک کیے گئے اور

اور سورہ مؤمنین ہے کہ وہ ایک سخت آواز سے مارے گئے ابن عباس نے کہا حضرت جبرئیل نے ایک سخت آواز کی اوسی سے بھونچال آیا اور لنکے دل ہل گئے اور انکا شہر اور زمین اور مکانات سب گر پڑے

وَعَادًا وَّثَمُوْدَاۡ وَقَدْ تَّبَيَّنَ لَكُمْ مِّنْ مَّسٰكِنِهِمْ قف وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَكَانُوْا مُسْتَبْصِرِيْنَ ۝ وَقَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ قف وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مُّوْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ فَاسْتَكْبَرُوْا فِي الْاَرْضِ وَمَا كَانُوْا سٰبِقِيْنَ ۝ فَكُلًّا اَخَذْنَا بِذَنْۢبِهٖ فَمِنْهُمْ مَّنْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ الْاَرْضَ ۚ وَمِنْهُمْ مَّنْ اَغْرَقْنَا ۚ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ

اور عاد اور ثمود کو اور تم کو کھل چکا ہے انکے گھرون سے اور رجھایا انکو شیطان نے انکے کامون پر روک دیا انکو راہ سے اور تھے ہوشیار **فائدہ** یعنے دنیا کے کام مین ہوشیار تھے اور اپنے نزدیک عقلمند تھے پر شیطان کو بہکائے سے نہ بچ سکے **ف** اور قارون اور فرعون اور ہامان کو اور ان پاس پہونچا موسی کھلی نشانی لیکر پھر بڑائی کرنے لگے ملک مین اور نہ تھے آگے نکلجانے والے پھر سب کو پکڑا ہمنے اپنے گناہ پر پھر کوئی تھا کہ بھیجا اوس پر تپھراو ہواسے اور کوئی تھا کہ اوسکو پکڑا چنگھاڑنے اور کوئی تھا کہ اسکو دھنسا دیا ہمنے زمین مین اور کوئی تھا کہ اوسکو ڈوبا دیا اور اللہ ایسا نہ تھا کہ انپر ظلم کرے پر تھے وہ اپنا آپ برا کرتے حافظ ابن کثیر کہتے ہین ان آیتون مین اللہ عزوجل ان امتون کا بیان فرماتا ہے جنہون نے پیغمبرون کو جھٹلایا تو اللہ نے انکو کیسے ہلاک کیا کس کس قسم کا عذاب کیا اور کیونکر بدلہ لیا قوم عاد حضرت ہود کی قوم ہے یہ لوگ احقاف یعنی حجر مین جو وادی القری کے متصل واقع ہے بستی تھی اور عرب انکے مکان خوب پہچانتے تھے اور رات دن انکا اپر گذر ہوتا تھا۔ اور قارون بڑے مالون والا اور بڑی خزانون والا اور نہایت کنجوس والا تھا۔ اور فرعون مصر کا بادشاہ حضرت موسی کے زمانے مین تھا اور اسکا وزیر ہامان نام دونون قبطی کافر تھے اللہ تعالی نے ہر ایک کو اپنے گناہ کے مناسب عذاب مین پکڑا کسیپر بھیجا پتھراو ہواسے یعنے عاد پر ان لوگون نے کہا ہم سے زیادہ زور مین کون ہے انپر سخت ٹھنڈی ہوا اور سخت آندھی آئی جو زمین سے کینکرین پتھر اٹھا کر انکو مارتی آدمی کو زمین سے اوٹھا کر آسمان تک لیجا کر سر کے بل دے مارتی سر دھڑ سے جدا ہوجاتا بدن بے سر رہجاتا جیسے کھجور کے تنے کھو کھلے اور کسیکو سخت آواز سے ہلاک کردیا یعنے ثمود کو

ادن پر حجت قائم ہوئی اور دلیلین ظاہر ہوئین انکے کہنے کے موافق ایک اونٹنی پتہر سے نکل پڑی
پہر بہی ایمان نہ لائے اپنی سرکشی اور کفر پر اڑ گئے اللہ کے نبی حضرت صالح اور آپ پر ایمان لانیوالون کو
دہمکاتے ڈراتے کہ ہم تمکو نکالدینگے تمہین سنگسار کردینگے اللہ نے انکو ایک آواز سے نیست نابود
کردیا اور کسیکو زمین مین دہنسا دیا یہ قارون تہا جس نے سرکشی اور بغاوت اور ظلم اور رب کی نافرمانی
کی اور اکڑ کر زمین مین چلتا اور اپنے آپ کو بڑا اور سب سے افضل جانتا اور خوش ہوتا اللہ نے اسکو سمیت
اسکے مکانات کے زمین مین دہنسا دیا قیامت کے دن تک دہنستا چلا جاویگا اور کسی کو دریا مین
غرق کردیا یہ فرعون اور اسکا وزیر ہامان اور انکے لشکر تہے ایک تہوڑے سے وقت مین ان
سب کو غرق کردیا کوئی خبر دینے والا بہی نہ بچا اللہ نے یہ انپر ظلم نہین کیا انکے کیے کے موافق بدلہ دیا
ہمنے جو بیان کیا وہ آیتون کے سیاق سے ظاہر ہے اور لف ونشر کے طریقے پر ابن جریج نے ابن عباس
سے روایت کی کہ من ارسلنا علیہ حاصبا سے مراد لوط کی قوم اور من اغرقنا سے مراد نوح کی قوم ہے اور یہ
روایت منقطع ہے اور نیز اللہ تعالے نے حضرت نوح کی قوم کا طوفان سے ہلاک کرنا اور لوط کی قوم
کا پتہرون کی مینہ سے تباہ کرنا اسی سورت مین بیان کیا اور قتادہ نے کہا من ارسلنا علیہ حاصبا سے
قوم لوط مراد ہے اور من اخذتہ الصیحۃ سے مراد قوم شعیب ہے یہ بہی بعید ہے واللہ اعلم فتح البیان مین ہے
عاد اور ثمود حجر اور احقاف اور یمن کے باشندے تہے کفر و معاصی کرتے تہے جان بوجہکر کیونکہ پیغمبرون
نے اللہ کا رستہ بخوبی واضح کردیا تہا ابن عباس نے کہا گمراہی کو سمجہتے تہے دلائل سے حق کو پہچانتے لیکن
عمل نہ کرتے فراء نے کہا دنیا کے کامون مین بڑے عقلمند سمجہ والے دانا تہے پر عقل سے فائدہ نہ اٹھایا
بعض نے کہا کفر وضلالت کو اچہا کام خیال کرتے اور اپنے آپ کو ہدایت پر گنتے یا جانتے تہے کہ عذاب
آویگا پیغمبرون کے بتلانے کے موافق لیکن سرکشی کی اور ہلاک ہوگئے اور قارون کو فرعون پر مقدم
کیا کیونکہ وہ موسی علیہ السلام کی قرابت مین شرف نسب کہتا تہا یعنے آپ کا بہتیجا تہا ابن عباسؓ نے
کہا من ارسلنا علیہ حاصبا سے مراد قوم لوط ہے اور من اخذتہ الصیحۃ سے مراد ثمود اور اہل مدین
اور کسیکو زمین مین دہنسا دیا سے مراد قارون اور اسکے صحاب ہین اور کسیکو غرق کیا سے مراد قوم
نوح اور فرعون اور اللہ نے انکو ہلاک و تباہ کرنے مین انپر ظلم نہین کیا کیونکہ اسنے تو پیغمبر بہیجدیے
کتابین اتاردین وہ کفر و تکذیب پر اڑے رہے معاصی و ذنوب سے باز نہ آئے مَثَلُ الَّذِينَ اتَّخَذُوا

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَاءَ كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِ اِتَّخَذَتْ بَيْتًا وَاِنَّ اَوْهَنَ الْبُيُوْتِ لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوْتِ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝ اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مِنْ شَيْءٍ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ وَمَا يَعْقِلُهَا اِلَّا الْعَالِمُوْنَ ۝ کہاوت انکی جہنون نے پکڑے اللہ کو چھوڑ کرا ور حمائتی کہاوت مکڑی کی بنا لیا اوس نے ایک گھر اور سب گھرون مین بودا سو مکڑی کا گھر اگر ان کو سمجھ ہوتی **ف** یعنے گھر اسو سطے کہ جان مال کا بچاؤ ہو مکڑی کا جالا کہ ذرا سی جھٹکے سے ٹوٹ پڑے ویسا ہی ہے جو اللہ کے سوا کسی کو اپنا بچاؤ سمجھے **ف** اللہ جانتا ہے جسکو پکارتے ہین اسکے سوا کوئی چیز ہو اور وہی ہے زبردست حکمتون والا **ف** یعنے کبھی سننے والا تعجب کرے کہ سب کو ایک لکڑی ہانک دیا یعنے خلق بت پوجتے ہین بعضے آگ پانی بعضے اولیا انبیا کو یا فرشتون کو سو انہ نے فرمادیا کہ اللہ تعالے کو سب علوم ہین اگر کوئی کچہ کرسکتا تو اللہ سب کو یک قلم موقوف نہ کرتا اور اللہ تعا کو کسی کی رفاقت نہین چاہیے زبردست ہے اور مشورہ نہین چاہیے حکمتین اسکو ہین **ف** یہ کہاوتیں بٹھلاتے ہین ہم لوگون کے واسطے اور انکو بوجھتے وہی ہین جنکو سمجھ ہے ۔ ۔ ۔ حافظ ابن کثیر کہتے ہین اللہ تبارک وتعالی ان آیتون مین ان لوگون کی کہاوت بیان فرماتا ہے جو اوسکو چھوڑ کر اورون کو معبود بناتے ہین اور ان سے مدد اور رزق کی امید رکھتے اور سختیون مین انکو پکارتے ہین انکی کہاوت مکڑی کا گھر ہے جو نہایت ضعیف اور بودا ہوتا ہے ان لوگون کے پلے اپنے معبودون سے کچہ نہین یہ انکی کنف مین ایسا ہی بچاؤ پاتے ہین جیسے مکڑی کے گھر سے اسکو بچاؤ ملتا ہے اگر ان کو یہہ حال معلوم ہو تو اللہ کو چھوڑ کر ان کو معبود کارساز ہی نہ بناوین مسلمان مومن کا دل اللہ کے ہاتھ مین ہے پھر بھی وہ شریعت کا تابعدار ہو کر اچھے عمل کرتا ہے کیونکہ اسکے ہاتھ مین ایسا عروہ وثقی قوی مضبوط ہے جسکو ٹوٹنا ہی نہین پھر اللہ سبحانہ وتعالی ان لوگون کو دھمکاتا ہے جو اسکو چھوڑ کر اورون کی عبادت کرتے ہین اور اسکے شریک بناتے ہین کہ ہم سب کچہ جانتے ہین انسے بھگت لین گے پھر فرماتا ہے ان کہاوتون کو علم اور سمجھ والے ہی سمجھتے ہین امام احمد نے عمرو بن عاص سے روایت کی کہ مینے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک ہزار کہاوت سمجھی اسحدیث مین عمرو بن عاص رضے اللہ تعالی عنہ کی منقبت عظیم ہے ابن ابی حاتم نے عمرو بن مرہ سے روایت کی کہ مین اللہ تعالی کی کتاب مین سے کوئی آیت پڑہتا ہون پھر اسکی سمجھ مجھہ کو نہ آوے تو یہ مجھہ پر نہایت شاق گذرتی ہے کیونکہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کو یہ آیت پڑھتے سنا کہا دو تین لوگون کیو اسطی بیان فرماتے ہین اور ان کو بوجہتے وہی ہین جو
کو علم اور سمجہ ہے فتح البیان مین ہے جو لوگ اللہ کو چھوڑ کر اورون کو معبود مان لیتے ہین اور اپنی حاجتون مین
انپر بھروسا کرتے ہین وہ جماد اور بیجان ہون یا جاندار زندی ہون یا مردے انکی مثال مکڑی کا گہر ہے جو
نہایت بودا ہوتا ہے نہ گرمی مین بچاؤ کرے نہ جاڑی مین نہ مینہ مین ویسے ہی معبود باطلہ کے پوجنے والون
کو انسے کسی قسم کا فائدہ نہین اور نہ کچہ بچاؤ یہ ان لوگون کے حال کی تشبیہ ہے جو بتون اور مورتون کو
اور علما اور درویشون کو اپنا حمایتی قرار دیتے ہین اور انکی پوجا کرتے اور انپر بھروسا کرتے ہین انسے
فائدے اور شفاعت کی امید رکہتے ہین جیسے مکڑی اپنے بچاؤ کو گہر بناتی ہے جو ہوا یا ہاتہہ لگانے سے ٹوٹ جاتا ہے
ویسے ہی بت پرستون اور ان لوگون کا دین جو اللہ کے سوا کسی کو نبی ولی قبر فرشتہ جن وغیرہ کو لائق
عبادت کے جانتے یا انکو اپنا حمایتی اور کارساز قرار دیتے ہین اور ان کی بات بیدلیل مان لیتے ہین
جیسے علما اور درویشون کے پیرو اور مقلد ان سب کا دین مکڑی کے گہر کی طرح بودا اور ضعیف ہے اگر اس
بات کو سمجہین یا انکو کچہ علم ہو ابن عباسؓ نے کہا اللہ نے معبود باطلہ کے پرستارون کی مکڑی کے گہر سے
مثال دی ابوداود نے اپنی مراسیل مین یزید بن مرثد سے نکالا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مکڑی
شیطان ہے اللہ نے اسکی شکل مسخ کردی تم جہان اوسکو پاؤ مار ڈالو اور ابوداود کی ایک روایت مین
یزید بن میسرہ سے ہے کہ فرمایا مکڑی شیطان ہے خطیب نے حضرت علی سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مین اور ابوبکر غار مین گئے تو مکڑیین اکٹھی ہوئین اونہون نے غار کے دروازہ
پر جالا تن دیا تم ان کو قتل نہ کیا کرو قرطبی نے اپنی تفسیر مین حضرت علی سے روایت کی کہ اونہون نے
فرمایا تم اپنے گہرون مین مکڑی کا جالا مت رہنے دیا کرو اوس سے فقر اور محتاجی پیدا ہوتی ہے عطاء
خراسانی نے کہا مکڑی نے دو دفعہ جالا تنا ایک بار حضرت داود علیہ السلام پر اور ایک بار حضرت نبی
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بعض نے کہا اللہ فرماتا ہے کہ تو کافرون سے کہدے کہ اللہ جانتا ہے جسکو اللہ کے
سوا پکارتے ہین کوئی چیز ہو آدمی ہو یا جن فرشتہ ہو یا عالم اور زاہد وغیرہ وغیرہ ابو علی فارسی نے کہا اسکا
معنے یہ ہے کہ تم جسکو اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ تو کچہ بہی نہین اور یہ اس کہاوت کی تاکید اور اسپر زیادتی ہے
اور اس مثال مین ان لوگون کی جہالت کا بیان ہے جو ایسی چیزون کو پوجتے ہین جنکو کچہ علم اور قدرت
اور تصرف نہین اور ایسے قادر کی عبادت کو چہوڑتے ہین جو ہر چیز پر قادر ہے اور سب کچہ کرسکتا ہے

جو لوگ اللہ عزوجل اور اس کے اسماء حسنیٰ اور اسکی صفات کبریٰ کا علم او سمجھ رکھتے ہین اور آیات قرآنی مین تدبر اور تفکر کرتے ہین وہی ان کہاوتون کو بوجھتے اور ان سے فائدہ اٹھاتے ہین اور اس آیت سے معلوم ہوا کہ علم کو عقل پر فضیلت ہے خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ۝ اُتْلُ مَاۤ اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ ۝ اللہ نے بنائے آسمان اور زمین جیسے چاہئیں اس مین پتا ہے یقین لانیوالون کو **ف** یعنے اسکام مین کوئی شامل نہتا تو تہوڑے کامون مین کون شریک ہوتا **ف** تو پڑہ جو اوتری تیری طرف کتاب اور کہڑی رکہہ نماز بیشک نماز روکتی ہے بیحیائی سے اور بری بات سے اور اللہ کی یاد ہے سب سے بڑی اور اللہ کو خبر ہے جو کرتے ہو **ف** جتنی دیر نماز مین لگے اوتنے تو ہر گناہ سے بچے امید ہے کہ آگے بہی بچتا رہے اور اللہ کی یاد کو اس سے زیادہ اثر ہے یعنے گناہ سے بچے اور اعلے درجون چڑہے حافظ ابن کثیر فرماتے ہین اللہ تبارک وتعالی ان آیتون مین اپنی قدرت عظیمہ کا بیان فرماتا ہے کہ اوس نے آسمان اور زمین کو عبث اور بیہودہ اور کہیل اور تماشا کیلئے نہین کیا پیدا اسیلیے کیے کہ ہر جی اپنے کیے کا بدلہ پاوے بُرون کو اپنے عملون کا اور نیکون کو نیک بدلہ ملے اس آیت مین ایمان والون کو اس بات کی دلیل واضح ہے کہ اللہ عزوجل اکیلا جہان کو پیدا کرنے والا اور سب جہان کی تدبیر اسی اکیلے کے ذمہ ہے اور وہی اکیلا عبادت کے لائق ہے پہر اپنے رسول اور مومنین کو قرآن مجید کے پڑہنے اور لوگون کو پہنچانے اور نماز کے قائم رکہنے کا حکم فرماتا ہے نماز ایسی چیز ہے جو بیحیائی اور بری باتون سے روکتی ہے اور اللہ کی یاد سب سے بڑی ہے عمران بن حصین اور ابن عباس سے مرفوعا مروی ہے کہ فرمایا جس شخص کو اسکی نماز بیحیائی اور بری باتون سے نہ روکے ایسی نماز اسکو اللہ سے بہت دور ڈالتی ہے ابن ابی حاتم نے عمران بن حصین سے روایت کی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کسی نے پوچہا کہ ان الصلوٰۃ تنہے عن الفحشاء والمنکر کا کیا معنے ہے آپنے فرمایا جس شخص کو اسکی نماز بیحیائی اور بری باتون سے نہ روکے تو اسکی نماز نہین ہوتی ایک روایت مین ابن عباس سے ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسکی نماز بیحیائی اور بری باتون سے اسکو نہ روکے تو وہ اللہ سے بہت دور پڑجاتا ہے اسکو طبرانی نے ابو معاویہ سے نکالا ابن جریر نے ابن عباس سے روایت کی اس آیت کی تفسیر مین کہ جسکو نماز نیکی کا حکم نہ کرے اور بری باتون سے نہ روکے تو وہ اللہ سے دور پڑتا ہے ابن جریر نے ابن مسعود سے روایت کی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

آخر منزل خامس و الحادی و العشرون

اسکی کوئی نماز نہین ہے جو نماز کا تابعدار نہو اور نماز کی تابعداری یہ ہے کہ بیحیائی اور بری باتون سے باز آجاوے
حسن سے بھی ایسے ہی مروی ہے سفیان نے کہا قوم شعیب نے شعیب سے کہا تہا تیری نماز تجھکو بھی حکم کرتی ہے
سفیان نے کہا اللہ کی قسم نماز آدمی کو حکم بھی کرتی ہے اور منع بھی کرتی ہے ابن مسعود سے کسینے کہا فلان آدمی
بڑی لنبی نماز پڑہتا ہے فرمایا نماز اسیکو فائدہ کرتی ہے جو اسکی تابعداری کرے اس مسئلہ مین جتنی روایتین
ابن مسعود اور ابن عباس اور حسن اور قتادہ اور عمش وغیرہم سے مروی ہین ان مین موقوف بہ نسبت مرفوع
کے زیادہ صحیح ہین حافظ ابو بکر بزار نے جابر سے روایت کی کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض
کی کہ فلان آدمی رات کو نماز پڑہتا ہے اور صبح کو چوری کرتا ہے آپنے فرمایا جو بات تو کہتا ہے اس سے اسکی
نماز اسکو روک دیگی ایسے ہی مسند امام احمد مین ابو ہریرہ سے ہے۔ اور نماز اللہ کے ذکر کو بھی شامل ہے اور یہی
نماز مطلوب ہے اسیلیے اللہ تعالی فرماتا ہے کہ اللہ کا ذکر سب سے بڑا ہے ابو العالیہ نے اس آیت کی تفسیر مین کہا
نماز مین تین باتین ہین اگر انمین سے ایک بھی نہو تو وہ نماز نماز نہین اخلاص اور خشیہ اور اللہ کے ذکر کی نماز نہین
اخلاص آدمی کو نیکی کا حکم کرتا ہے اور خشیہ الہی اسکو بری باتون سے روکتی ہے اور اللہ کا ذکر یعنی قرآن
اوسکو نیکیون کا حکم کرتا ہے اور برائیون سے روکتا ہے ابن عون انصاری نے کہا جب تو نماز مین ہوتا ہے
تو نیکی مین ہوتا ہے اور بیحیائی اور بری باتون سے اسوقت تو دور ہوتا ہے اور تو نماز مین جو اللہ کا ذکر کرتا
ہے وہ سب سے بڑا ہے اور حماد بن ابو سلیمان نے کہا جتنی دیر تو نماز مین رہیگا اوتنی دیر گناہ سے بچیگا
ابن عباس و لذکر اللہ اکبر کی تفسیر مین فرماتے ہین اللہ تعالی کا اپنے بندون کو یاد کرنا بندون کے اسکو
یاد کرنے سے بہت بڑا اور عظمت والا ہے علی بن ابی طلحہ اور بہت لوگون نے ابن عباس سے یہی معنے
نقل کیے مجاہد وغیرہ سے بھی یہی منقول ہے ابن ابی حاتم نے ایک شخص سے نقل کیا کہ ابن عباس نے کہا
کہ اس سے کہانے اور سونے کے وقت اللہ کا یاد کرنا مراد ہے تو اس شخص نے کہا میرے ڈیرے مین ایک میرا رفیق
ہے وہ کچھ اور کہتا ہے کہا وہ کیا کہتا ہے بولا وہ یہ کہتا ہے کہ اللہ تبارک و تعالی فرماتا ہے تم مجھکو یاد
کرو مین تمکو یاد کرونگا اور اللہ تعالی کا ہمکو یاد کرنا ہمارے اللہ کو یاد کرنے سے بہت بڑا ہے ابن عباس
نے کہا وہ سچ کہتا ہے ابن ابی حاتم نے ابن عباس سے اسکے دو معنے نقل کیے وظیفے کے وقت اللہ
تعالی کا ذکر کرنا اور اللہ کا ہمکو یاد کرنا ہمارے اللہ کو یاد کرنے سے بہت بڑا ہے ابن جریر نے عبد اللہ
بن ربیعہ سے نقل کیا کہ مجھ سے ابن عباس نے پوچھا کہ و لذکر اللہ اکبر کا معنے تو جانتا ہے مین نے کہا

ہان کہا کیا ہے بعض نے کہا تسبیح اور تحمید اور تکبیر نماز مین اور قرآن کا پڑہنا وغیرہ بولا تونے تو ایک عجیب بات کہی یون نہین ولیکن فرماتا ہے کہ اللہ کا تمکو یاد کرنا اس کام کے حکم کرنے کے وقت جب کا تم کو حکم کیا اور جس سے تم کو منع کیا جب تم اوسکو یاد کرو بہت بڑا ہے تمہاری اوسکو یاد کرنے سے یہ معنے ابن عباس سے بہت وجہون سے مروی ہے اور یہی مروی ہے ابن مسعود اور ابوالدردا اور سلمان فارسی وغیرہم سے اور اسی کو ابن جریر نے اختیار کیا فتح البیان مین لکہا ہے کہ اللہ تعالی نے جب مخلوق کو ایمان کا حکم کیا اور براہین سے حق ظاہر کر دیا اور کفار نے اسکے حکم پر عمل نہ کیا اور ہدایت قبول نہ کی اور اونکی ہدایت سے لوگون (اہل ایمان) کو ناامیدی ہوئی تو مومنون کو تسلی دیتا ہے کہ آسمان وزمین کا بنانا عدل وانصاف کیواسطے ہے نہ باطل کیلئے اوسکو اپنے بندون کی خیرخواہی اور مصلحتین مقصود ہین بعض نے کہا حق سے مراد اللہ کی کلام اور قدرت ہے پہلا معنے اولی ہے کیونکہ مقصود ذاتی آسمان زمین کے پیدا کرنے سے اپنے بندون پر خیرات وبرکات کا ارزانی فرمانا اور اپنی ذات وصفات سے مطلع کرنا ہے اقم الصلوۃ کے بعد ان الصلوۃ تنہی عن الفحشاء والمنکر کے لانے سے بعض نے کہا اس سے یہ مراد ہے کہ پیغمبر اُن کو جماعت سے نماز پڑہاوے اور فحشا کا معنے بیحیائی اور بری کام جیسے زنا اور لواطت اور منکر وہ کام جو شریعت مین معروف نہ ہو اس آیت سے پانچون فرض نمازین با جماعت مراد ہین ابن عباس ...... اور ابن مسعود نے کہا نماز گناہون سے روکنے والی اور ڈانٹنے والی ہے ابن مردویہ اور ابن ابی حاتم نے عمران بن حصین سے روایت کی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کسینے اس آیت کا مطلب پوچہا آپنے فرمایا جس شخص کو اسکی نماز بیحیائی اور بری باتون سے بند نکرے تو اسکی نماز ہی نہین ہوتی اسی کے قریب طبرانی وغیرہ نے ابن عباس سے مرفوعًا نکالا عبد بن حمید اور ابن جریر اور بیہقی نے بہی حسن سے ویسے ہی نکالا خطیب نے ابن عمر سے اور عبد بن حمید وغیرہ نے ابن مسعود سے مرفوعًا اسیطرح روایت کیا ابن کثیر نے کہا اس آیت کی تفسیر مین جو روایتین مروی ہین انمین موقوف بہ نسبت مرفوع کے زیادہ صحیح ہین بعض نے کہا جو شخص نماز پر مداومت کرے تو نماز اسکو گناہون اور برائیون کی ترک کیطرف کہینچ لاوے گی جیسے انس سے مروی ہے کہ ایک انصار کا جوان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھہ پانچون وقت نماز پڑہا کرتا پہر بہی کوئی بیحیائی اور برائی کا کام نہ چہوڑتا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین اسکا ذکر ہوا آپنے فرمایا ایک دن اوسکی نماز اوسکو روک دیگی تہوڑی ہی دنون کے بعد اوس جوان نے توبہ کر لی پہر اسکا حال اچہا ہوگیا بعض نے کہا اس آیت کا معنے

ہے کہ آدمی جب تک نماز مین ہوتا ہے جبتک وہ بیحیائی اور برائی سے رکا رہتا ہے اسی کے مثل ہر
حضرت کا یہ فرمودہ ان فی الصلوۃ لشغلاً بیشک نماز مین شغل ہے بعض نے کہا نماز بیحیائی اور برائی سے
سارا اوقات سے مطلق منع کرتی ہے کیونکہ نماز نمازی کے تمام بدن کو مشغول کرتی ہے جب نمازی محراب
مین داخل ہوتا ہے تو اوسکو خشوع پیدا ہوتا ہے اور اپنے رب کیطرف متوجہ ہوجاتا ہے اور یہہ خیال کرتا
ہے کہ وہ اپنے مولی کے سامنے کہڑا ہے اسکا مولی اوسکو دیکھہ رہا ہے پہر اسکا نفس درست ہوجاتا ہے
اور عاجزی کرتا ہے اور اللہ تعالی کی نگہبانی اوسکو ڈہانک لیتی ہے اور اسکے اعضا پر اسکی ہیبت ظاہر
ہوجاتی ہے نماز سے فارغ ہونے کے بعد بہی اسکی یہی حالت رہتی ہے دوسری نماز مین اس سے بہی اسکا
حال اچہا ہوجاتا ہے اس آیت کا یہی معنے ہر مومن کی نماز ایسی ہی ہونی چاہیے خصوصاً صاحب یہہ
خیال کرے کہ یہ نماز اسکا آخری عمل ہے کیونکہ موت کا وقت محدود اور مخصوص اور معلوم نہین ایسی
تفسیر ہے جس مین کچہ اختلاف نہین بعض سلف سے مروی ہے کہ وہ جب نماز کو کہڑا ہوتا تو کانپ جاتا اور اسکا
رنگ زرد ہوجاتا کسینے اسکا باعث پوچہا فرمایا مین اللہ عزوجل کے سامنے کہڑا ہوتا ہون اور دنیا کے
بادشاہ کے سامنے میرا یہ حال ہے تو بادشاہون کے بادشاہ کے سامنے یہ حال کیونکر نہ ہو سواس قسم
کی نماز ہر بری بات سے روکتی ہے لابد بیحیائی اور منکر سے اور جس شخص کی نماز جائز ہونے اور ادا ہونے
سے بہی قاصر ہو نہ اس مین خشوع ہو نہ ذکر نہ فضائل جیسے ہماری نماز تو ایسی نماز نمازی کو مرتبے سے گراتی
ہے اور اگر وہ معاصی کا مرتکب بہی ہو تو اللہ عزوجل سے اسکو دور ڈالتی ہے ابن مسعود سے کسینے کہا
فلان آدمی بڑی نماز پڑہتا ہے فرمایا جو شخص نماز کی پیروی نہ کرے نماز اوسکو فائدہ نہین کرتی یہہ
قرطبی نے بیان کیا بعض نے کہا اس آیت مین نماز سے مراد قرآن مجید ہے اس قول مین ضعف ہے کیونکہ
قرآن مجید کا ذکر پہلے ہولیا پہلا معنے ہی اولی ہے ولذکر اللہ اکبر ذکر کے جتنے اقسام ہین تحمید
اور تہلیل اور تسبیح وغیرہ ہر قسم کی عبادت سے جس مین ذکر نہ ہو افضل ہے یہ تقیید قرطبی نے ابن زید
اور قتادہ سے نقل کی ابن عطیہ نے کہا میرے نزدیک اسکا یہ معنے ہے کہ اللہ کا ذکر علی الاطلاق سب
سے بڑا ہے جو بیحیائی اور برائی سے روکتا ہے نماز جو اسکے ایک جزو ہی یہی تاثیر رکہتی ہے ویسے
ہی وہ ذکر بہی یہی تاثیر رکہتا ہے جو نماز مین نہ ہو کیونکہ روکنا اس شخص سے ہوتا ہے جو اللہ کا ذکر مراقبے
سے کرے بعض نے کہا اللہ کا ذکر نماز سے بہی بڑا ہے بیحیائی اور برائی کے روکنے مین جب ذکر پر مداومت

ہو فرار اور ابن قتیبہ نے کہا یہان ذکر سے مراد نماز ہی ہے اور نماز سائر طاعات سے بڑی ہے جیسے فرمایا فاسعوا
الی ذکر اللہ کیونکہ نماز مین ذکر عمدہ چیز ہے اور ذکر ہی سے نماز کو سائر طاعات پر فضیلت ہے اسی لیے وہ سیئات
سے روکنیوالی ہے بعض نے کہا نماز کو ذکر اسلیے کہا کہ ذکر ایک پورا سبب ہے سیئات سے بچنے مین گویا فرمایا نماز
سب سے بڑی ہے کیونکہ وہ اللہ تبارک وتعالی کا ذکر ہے بعض نے کہا اسکا معنے یہہ ہے کہ اللہ کا تم کو یاد کرنا
ثواب مین اور تمہاری تعریف کرنے مین بہت بڑا ہے تمہاری یاد کرنے سے اللہ کو اپنی عبادت اور نماز مین
ابن جریر نے اسی کو پسند کیا اور اسکی تائید کرلی ہے یہ حدیث جو مجھکو اپنے جی مین یاد کرے مین بھی اوسکو
اپنے جی مین یاد کرتا ہون اور جو مجھکو لوگون مین یاد کرے مین بھی اسکو اسنے بہتر لوگون مین یاد کرتا ہون
ابن عباس رضے اللہ تعالی عنہما نے کہا اللہ تعالی فرماتا ہے اللہ کا اپنے بندون کو یاد کرنا جب وہ اسکو یاد
کرین بہت بڑا ہے بندون کے اللہ کو یاد کرنے سے عبد اللہ بن ربیعہ اور ابن مسعود اور ابن عمر سے بھی اسی
طرح مروی ہے معاذ بن جبل نے کہا آدمی نے کوئی عمل اللہ کے ذکر سے بڑھکر نہین کیا جس سے اللہ کے عذاب
سے نجات پاوے لوگون نے کہا اللہ کی راہ مین جہاد بھی ایسا نہین ہے کہا وہ بھی نہین ہے مگر ایسی تلوار
مارے کہ ٹوٹ جاوے کیونکہ اللہ تعالی اپنی کتاب عزیز مین فرماتا ہے ولذکر اللہ اکبر ابن عباس نے کہا سب
عملون سے افضل اللہ کا ذکر ہے ابو الدرداء سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مین تمہین
نہ بتلاؤن تمہاری سب عملون سے بہتر عمل اور تمہارے بادشاہ کے پاس بہت پاکیزہ اور تمہاری درجون مین
بہت بلند اور اس سے بہتر کہ تم سونا اور چاندی خرچ کرو اور اس سے بہتر کہ تم دشمنون سے مقابلہ کرو تم انکی
گردنین مارو وہ تمہاری گردنین مارین عرض کیا کیون نہ بتلاوین ایسی بات یا رسول اللہ فرمایا وہ اللہ کا
ذکر ہے اسکو ترمذی نے نکالا نیز ترمذی مین ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم سے کسینے پوچھا کون بندہ اللہ کے پاس قیامت کے دن درجہ مین افضل ہے فرمایا اللہ کو بہت
یاد کرنیوالے عرض کیا یا رسول اللہ اللہ کی راہ مین لڑنے والون سے بھی یہ افضل ہین فرمایا اگر غازی کفار
ومشرکین مین تلوار مارے یہانتک کہ تلوار ٹوٹ جاوے اور خود خون آلودہ ہو جاوے تو بھی اللہ کو بہت
یاد کرنیوالے درجہ مین اس سے افضل ہین مسلم نے ابو ہریرہ سے نکالا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
مفردون سب سے آگے بڑھ گئے عرض کیا اے اللہ کے رسول مفردون کون لوگ ہین فرمایا وہ مرد اور وہ عورتین
ہین جو اللہ کو بہت یاد کرین بخاری نے ابو ہریرہ اور ابو سعید سے نکالا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے فرمایا کوئی قوم اللہ کو یاد کرتی نہیں بیٹھتی مگر فرشتے انکو گھیر لیتے ہین اور رحمت انکو ڈھانپ لیتی ہے
اور انپر تسلی اترتی ہے اور اللہ عزوجل ان کو ان لوگون مین یاد کرتا ہے جو اسکے پاس ہین اور مروی ہے
کہ ایک اعرابی نے عرض کی یارسول اللہ سب عملون سے کون عمل افضل ہے فرمایا تو دنیا کو چھوڑ جاوے اور
مرتے دم تک تیری زبان اللہ کی یاد مین تر ہو۔ اس باب مین بہت سی حدیثین وارد ہین ہم طول نہین دیتے
ابن عطا نے کہا اکبر کا معنے یہ ہے کہ ذکر سے کوئی گناہ باقی نہین رہتا بعض نے کہا اللہ کا تمکو رحمت سے
یاد کرنا بہت بڑا ہے تمہاری یاد کرنے سے اللہ کو طاعت سے بعض نے کہا اسلیے بڑا ہے کہ اسکا یاد کرنا بلا علت
ہے اور تمہارا یاد کرنا علل اور اماانی سے آلودہ اور نیز اسلیے کہ اسکی یاد کرنے کو فنا نہین ہے اور تمہارے
یاد کرنے کو بقا نہین یا اللہ کا یاد کرنا اس سے برتر ہے کہ تمہاری فہم اور عقل اسکو گھیر لین یا ذکر نافع وہی ہوتا
ہے جو سمجھ اور دل کی توجہ سے ہو اور ماسوا اللہ سے دل خالی ہو اور جو ذکر زبان سے تجاوز نہ کرے وہ کسی اور رتبے
مین ہوتا ہے اور اللہ جانتا ہے جو تم ذکر اور سائر طاعات کرتے ہو اوسپر کچھ چھپا نہین وہی تمکو بدلا دیگا
نیک کا نیک اور بد کا بد وَلَا تُجَادِلُوٓا اَهۡلَ الۡكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِىۡ هِىَ اَحۡسَنُ اِلَّا الَّذِيۡنَ ظَلَمُوۡا مِنۡهُمۡ

وَقُوۡلُوۡٓا اٰمَنَّا بِالَّذِىۡٓ اُنۡزِلَ اِلَيۡنَا وَاُنۡزِلَ اِلَيۡكُمۡ وَاِلٰهُنَا وَاِلٰهُكُمۡ وَاحِدٌ وَّنَحۡنُ لَهٗ
مُسۡلِمُوۡنَ ۝ اور جھگڑا نہ کرو اہل کتاب سے مگر اس طرح پر جو بہتر ہو مگر جو ان مین بے انصاف ہین اور یون
کہو کہ ہم مانتے ہین جو اوترا ہم کو اور اوترا تمکو اور بندگی ہماری اور تمہاری ایک کو ہے اور ہم اسی کے حکم پر
ہین **ف** یعنے مشرکون کا دین جڑ سے غلط ہے اور کتاب والون کا دین اصل مین سچ تھا تو انسے
انکی طرح نہ جھگڑو کہ جڑ سے انکی بات کاٹو نرمی سے بات وہی سمجھا دو مگر ان مین جو بے انصافی پر آوے اسکو
سزا دینی ہے تفسیر ابن کثیر کا بیان یہ ہے کہ قتادہ اور بہت علمائنے کہا یہ آیت آیت سیف سے منسوخ ہے
اب اہل کتاب سے جھگڑا باقی نہین ہے اسلام قبول کرین یا جزیہ یا تلوار اور علماء نے کہا بلکہ یہ آیت محکم ہے
اسکا حکم قیامت کے دن تک باقی ہے جو شخص کتاب والون سے دین کی دلیل دیکھنی چاہے اس سے اچھے
طریقے سے جھگڑا کیا جاوے تاکہ اس مین بات اثر کر جاوے جیسے فرمایا بلا اپنے رب کی راہ پر پکی باتین
سمجھا کر اور نصیحت کرکے بھلی طرح اور الزام دے انکو جسطرح بہتر ہو۔ اور حضرت موسی اور ہارون علیہما
السلام کو فرمایا جب انکو فرعون کیطرف بھیجا سو کہو اس سے بات نرم شاید وہ سوچ کرے یا ڈرے ابن جریر نے
اسی قول کو اختیار کیا اور ابن زید سے یہی نقل کیا ان مین بے انصاف وہ لوگ ہین جو حق سے پھر گئے

اور واضح دلیل سی اندہے ہوگئے اور ضد پر اڑ گئے اور مکابرہ کرتے ہین اونسے جدال کا حکم نہین ہے وہ تلوار
اور مقاتلہ سے ڈانٹے جاوین اللہ عزوجل نے فرمایا لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ
وَالْمِيْزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ وَاَنْزَلْنَا الْحَدِيْدَ فِيْهِ بَاْسٌ شَدِيْدٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَلِيَعْلَمَ
اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ وَرُسُلَهٗ بِالْغَيْبِ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ یعنے ہمنے بہیجے ہین اپنے رسول نشانیان
دیکر اور اوتاری انکے ساتہہ کتاب اور ترازو کہ لوگ سیدہے رہین انصاف پر اور ہمنے اوتارا لوہا اس مین
سخت لڑائی ہے اور لوگون کے کام چلتے ہین اور تاکہ معلوم کرے اللہ کون مدد کرتا ہے اوسکی اور اسکے رسولون
کی بے دیکہے بیشک اللہ زور آور ہے زبردست جابر نے کہا ہمکو حکم کیا جو اللہ کی کتاب کی مخالفت کرے
تلوار سے ہم اوسکی گردن مارین مجاہد نے کہا اس سے اہل حرب اور جو لوگ جزیہ نہ دین مراد ہین اور کتاب والون
پر جو اترا اسکے ماننے کا مطلب یہ ہے کہ جب وہ کسی بات کی خبر دین جسکا صدق کذب معلوم نہ ہو تو اسکی تکذیب
نکرین شاید وہ حق ہو اور نہ تصدیق ہی کرین شاید وہ باطل ہو لیکن مجمل ایمان جو شرط پہ معلق ہو ظاہر کرین
یعنے وہ بات وہ مسئلہ اللہ کی طرف سے اترا ہو مبدل اور موول نہو امام بخاری نے ابوہریرہؓ سے نکالا کہ اہل کتاب
مسلمانون کے پاس توریت کو عبرانی زبان مین پڑہتے اور عربی مین اسکی تفسیر کرتے تو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا اہل کتاب کی نہ تو تم تصدیق کرو اور نہ تکذیب یون کہدو ہمنے مانا جو ہمپر اترا اور جو
تمپر اور ہمارا اور تمہارا معبود ایک ہی ہے اور ہم اسیکا حکم مانتے ہین یہ حدیث بخاری کی مفردات مین سے ہے
امام احمد نے ابونملہ انصاری سے نکالا کہ مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹہا تہا ایک شخص یہودی
آیا اوس نے کہا ای محمد بہلا یہ جنازہ بہی کچہ بات کرتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ ہی جانے
یہودی نے کہا مین اسکی گواہی دیتا ہون کہ جنازہ کلام کرتا ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب
اہل کتاب تم سے کوئی بات بیان کرین تو تم انکی تصدیق اور تکذیب نہ کرو یون کہدو ہمنے مانا اللہ کو اور
اسکی کتابون اور اسکے رسولون کو سو اگر وہ بات حق ہو تو تم سے اسکی تکذیب نہ ہوئی اور اگر باطل ہو تو تم
سے اسکی تصدیق نہ ہوئی اور یہ معلوم ہو کہ اہل کتاب جو کچہ بیان کرتے ہین اکثر انکا جہوٹ اور بہتان ہوتا
ہے کیونکہ ان مین تحریف اور تبدیل اور تغییر اور تاویل نے بہت راہ پائی ہے سچی بات انمین کم ہوتی
ہے اگر سچی بہی ہو تو بہت باتین بیفائدہ ہوتی ہین ابن جریر نے ابن مسعود سے روایت کی اونہون نے
فرمایا تم اہل کتاب سے کچہ نہ پوچہا کرو وہ تم کو سر گز راہ کی بات نہ بتلاوینگے وہ خود گمراہ مین تم یا تو حق کی

تکذیب کروگے یا باطل کی تصدیق کیونکہ کتاب والون مین ایسا کوئی نہین جسکے دل مین تقلید اور پیروی نہو جو اسکو اسکے دین کیطرف بلاتی ہے جیسے پیروی مال کی بخاری نے ابن عباس سے روایت کی کہ اونہون نے فرمایا تم اہل کتاب سے کچھ کیسے پوچھتے ہو حالانکہ تمہاری کتاب جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اوتری بہت نئی اور تر و تازہ ہے خالص بے آمیزش اسکو پڑھتے ہو وہ تمکو بتلاتی ہے کہ اہل کتاب نے تبدیل اور تغییر بہت کی ہے اور انہون نے اپنے ہاتھ سے لکھے کو کہا یہ اللہ کے پاس سے ہے تہوڑے سے مول لینے کو یاد رکھو اللہ کیطرف سے جو علم اور کتاب تمکو آئی ہے وہ تمکو منع کرتی ہے کہ اہل کتاب سے تم کچھ پوچھو اللہ کی قسم ہمنے اُن مین سے کسی کو نہین دیکھا کہ تم سے کچھ پوچھین اوس چیز کو جو تمپر اترا امام بخاری نے کعب احبار سے روایت کی جسکا ماحصل یہ ہے کہ اہل کتاب کے منہ سے بلا قصد جہوٹ نکلتا ہے وجہ اسکی یہہ ہے کہ وہ جن صحیفون کو حسن ظنی سے بیان کرتے ہین ان مین اکثر موضوع اور جہوٹی باتین ہین کیونکہ انکے دین مین اس امت عظیمہ کیطرح حافظ ضابط نہین تھے اور باوجودیکہ اس امت مین حافظ ضابط کسقدر ہین اور زمانہ نبوت بہی قریب ہے پہر بہی کسقدر احادیث اس امت مین موضوع بنائی گئین جسکی تعداد اللہ عزوجل کے سوا کوئی نہین جانتا ہان جن علماء کو اللہ سبحانہ و تعالی نے ان احادیث موضوعہ کا پورا علم عطا فرمایا شکر اللہ سعیہم فتح البیان مین ہے کہ اہل کتاب سے اچھے طریقے سے جھگڑو یعنے جو ثواب مین اچھا ہو اللہ عزوجل کیطرف انکو بلاؤ اور حجج و براہین انکو دکھلاؤ شاید وہ اسلام قبول کرلین سختی اور درشتی مت کرو ابن عباس سے مروی ہے کہ اچھا طریقہ یہ ہے کہ لا الہ الا اللہ کی طرف بلاؤ ان مین بے انصاف وہ لوگ ہین جو مجادلہ مین افراط کرین اور مسلمانون سے ادب سے پیش نہ آوین انپر سختی خشونت کرنے مین ڈر نہین اکثر مفسرین نے اس آیت کی تفسیر یہی کی کہ اہل کتاب سے مراد یہود و نصاری ہین بعض نے کہا وہ لوگ مراد ہین جو اہل کتاب سے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے جیسے عبد اللہ بن سلام وغیرہ تو بے انصاف وہی ٹہیرے جو کفر پر باقی ہین مجاہد نے کہا یہ آیت محکم ہے اہل کتاب سے مجادلہ جائز ہے قتادہ اور مقاتل نے کہا یہ آیت آیت قتال سے منسوخ ہے نحاس وغیرہ نے کہا منسوخ کہنے والے کی دلیل یہ ہے کہ یہ آیت مکی ہے اور مکے مین جہاد فرض نہین ہوا اور نہ جزیہ وغیرہ مجاہد کا قول خوب ہے کیونکہ اللہ عزوجل کے احکام کو بغیر دلیل کے منسوخ کہنا جائز نہین ابن عربی نے اسی قول کو پسند کیا سعید بن جبیر اور مجاہد نے کہا ان مین بے انصاف سے مراد وہ لوگ ہین جو مسلمانون سے لڑین اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ایذا دین پس انکا جدال تلوار سے ہے یہانتک کہ وہ اسلام

قبول کریں یا جزیہ دیں بعض نے کہا وہ لوگ مراد ہیں جو اللہ کی اولاد اور شریک ثابت کرتے ہیں اس میں اہل شرک اور بت پرست بھی داخل ہو گئے اس آیت سے معلوم ہوا کہ کافروں سے مناظرہ جائز ہے اور علم کلام کا سیکھنا بھی جائز ہے جس سے مجادلہ حقہ کا اچھا طریقہ آجاوے میں نے کہا اسکے دو معنے ہیں بے انصافوں سے مجادلہ نکرو بلکہ انکا مجادلہ تلوار سے کرو دوسرے بے انصافوں سے اچھے طریقے سے جھگڑا نہ کرو اونپر سختی اور درشتی کرو اہل کتاب سے مجادلہ کا اچھا طریقہ یوں ہے کہ کہو ہمنے مانا جو ہمپر اوترا اور جو تمپر اوترا یعنے توریت اور انجیل اسکی طرف سے اوتری ہیں اور وہ شریعت ثابتہ ہیں شریعت اسلامیہ اور بعثت محمدیہ کے قائم ہونے تک اور جو کچھ اونہوں نے تحریف اور تبدیل کیا وہ اس میں داخل نہیں چنانچہ بخاری اور نسائی اور ابن جریر اور بیہقی وغیرہم نے ابوہریرہ سے روایت کی کہ اہل کتاب توریت کو عبرانی زبان میں پڑہا کرتے تھے اور مسلمانوں کو عربی زبان میں اسکی تفسیر کرتے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اہل کتاب کی تصدیق کرو نہ تکذیب یوں کہدیا کرو ہمنے مانا جو ہمپر اوترا اور جو تمپر اوترا اور بیہقی اور نصر مقدسی نے ابانہ میں جابر بن عبداللہ سے نکالا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم کتاب والوں سے کچھ نہ پوچھا کرو وہ ہرگز تمکو راہ کی بات نہ بتلاوینگے اور وہ خود گمراہ ہیں یا تم باطل کی تصدیق کروگے یا حق کی تکذیب اللہ کی قسم اگر موسی علیہ السلام تمہارے درمیان زندہ ہوتے تو وہ بھی میری ہی پیروی کرتے ونحن لہ مسلمون یعنے ہم امت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی اللہ کے حکم پر ہیں عزیر اور مسیح علیہما السلام کو اللہ کا بیٹا نہیں کہتے اور اپنے علماء اور درویشوں کو اللہ کے سوا رب نہیں بناتے اور یہ بھی احتمال ہے کہ ہم سب کے سب اللہ تعالی کے پوری تابعدار ہیں کتاب والو ویسے تابعدار نہیں ہے اور ہماری اطاعت انکی اطاعت سے ابلغ ہے

وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ ؕ فَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ۚ وَمِنْ هٰٓؤُلَآءِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ ؕ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا الْكٰفِرُوْنَ ۝ وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ ۝ بَلْ هُوَ اٰيٰتٌ ۢ بَيِّنٰتٌ فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ ؕ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا الظّٰلِمُوْنَ ۝

اور ویسے ہمنے اتاری تجھپر کتاب سو جنکو ہمنے کتاب دی ہے وہ اسکو مانتے ہیں اور ان لوگوں میں بھی بعضے ہیں کہ اسکو مانتے ہیں اور منکر وہی ہیں ہماری باتوں سے جو بے حکم ہیں **ف** ان لوگوں میں یعنے مشرکوں میں اور جن کتاب والوں نے اپنی کتاب ٹھیک سمجھی وہ اسکو بھی مانینگے **ت** اور تو پڑہتا نہ تہا اس سے پہلے کوئی کتاب اور نہ لکھتا تہا اپنے داہنے ہاتھہ

سے تو البتہ شبہ کہاتے یہ جہوٹے **ف** یعنے جگہہ نہی شبہے کی کہ اگلی کتاب پڑہکے یہ باتین معلوم کین حضرت تو کبہی اوستاد پاس بیٹہے نہ ہاتہہ مین قلم پکڑا **ف** بلکہ یہ قرآن آیتین ہین صاف سینے مین انکے جنکو ملی ہے سمجہہ اور نہین منکر ہماری باتون سے مگر وہی جو بے انصاف ہین **ف** یعنے پیغمبر نے کسی سے نہین لکہا نہین پڑہا بلکہ یہہ وحی جو اوسپر آئی ہے ہمیشہ کو بن لکہے جاری رہے گی سینہ بسینہ اور کتابین حفظ نہو لتی تہین یہہ کتاب حفظ ہی سے باقی ہے لکہنا افزودہ ہے تفسیر ابن کثیر مین ہے ابن جریر نے کہا اللہ عز وجل فرماتا ہے اے محمد جیسے ہمنے تجہ سے پہلے پیغمبرون پر کتابین اتارین ویسے ہی تجہ پر یہہ کتاب اوتاری یہ قول خوب اور مناسب ہے اور اچہا ربط جنکو ہمنے کتاب دی ہے وہ اسکو مانتے ہین سے مراد وہ لوگ ہین جو اہل کتاب کے احبار اور علما راز کیا مثل عبد اللہ بن سلام اور سلمان فارسی وغیرہ کے جو قرآن پاک کو جیسا پڑہنا چاہیے ویسا پڑہتے ہین و من ہؤلاء سے مراد قریش عرب اور اور باقی عرب ہین پہر فرماتا ہے ای محمد تو اپنی قوم کے درمیان اس قرآن سے پہلے ایک مدت رہا کوئی کتاب نہین پڑہتا تہا نہ کچہ لکہہ ہی سکتا تہا تیری قوم وغیرہ مین سے ہر آدمی یہہ بات جانتا ہے کہ تو ایک امی آدمی ہے لکہا پڑہا نہین ہے اور تیری یہی صفت اگلی کتابون مین بہی مرقوم ہے اللہ عز وجل نے فرمایا اَلَّذِیۡنَ یَتَّبِعُوۡنَ الرَّسُوۡلَ النَّبِیَّ الۡاُمِّیَّ الَّذِیۡ یَجِدُوۡنَہٗ مَکۡتُوۡبًا عِنۡدَہُمۡ فِی التَّوۡرٰىۃِ وَ الۡاِنۡجِیۡلِ ۫ یَاۡمُرُہُمۡ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَ یَنۡہٰہُمۡ عَنِ الۡمُنۡکَرِ الآیۃ ترجمہ تابعدار ہوتے ہین اس رسول کے جو نبی ہے امی جسکو پاتے ہین لکہا ہوا اپنے پاس توریت اور انجیل مین بتاتا ہے انکو نیک کام اور منع کرتا ہے بری سے ویسے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم قیامت کے دن تک لکہہ نہین سکتے تہے ایک سطر ایک حرف بہی اپنے ہاتہہ مبارک سے نہین لکہہ سکتے تہے بلکہ آپکے کاتب تہے جو وحی اور خطوط اور نامے اقالیم کو لکہتے اور فقہاء متاخرین مین سے قاضی ابو ولید باجی اور اسکے اتباع نے یہ گمان کیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حدیبیہ کے دن یون لکہا تہا هٰذَا مَا قَاضٰی عَلَیۡہِ مُحَمَّدُ بۡنُ عَبۡدِ اللّٰہِ اس بات پر اسکو بخاری کی ایک روایت آمادہ کرنیوالی ہے ثُمَّ اَخَذَ فَکَتَبَ پہر آپنے عہد نامہ پکڑا اور لکہا لیکن یہہ روایت دوسری روایت پر محمول ہے ثم امر فکتب پہر آپنے حکم کیا اور اوس نے لکہا باجی کے قول کے قائلین پر مشرق اور مغرب کے فقہاء نے سخت لودی اور انکار کیا اور بیزاری ظاہر کی اور بہت سی تقریرین لکہین اور محافل اور مجالس مین سنائین لیکن باجی کا صرف اس سے مطلب تہا کہ یہہ آپ کا معجزہ تہا جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دجال کی آنکہون کے درمیان کافر لکہا ہوگا اور ایک روایت مین ہے کہ ک ف ر

لکھا ہوگا اسکو ہر مومن پڑہ پان پڑہ پڑہ لیگا اور بعض نے ایک حدیث لکھی کہ آن حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رحلت نہین فرمائی یہانتک کہ آپ نے لکھنا سیکھہ لیا یہ حدیث ضعیف ہے اسکا کوئی اصل نہین اگر آپ لکھے پڑہے ہوتے تو بعض جاہل یہی کہتے کہ اسنے اگلے پیغمبرون کی کتابون سے سیکھہ لیا ہے باوجودیکہ وہ جانتے تہے کہ آپ لکھے پڑہے نہین ہین پہر بہی یہی اعتراض کرتے وَقَالُوٓا اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ اكْتَتَبَهَا فَهِيَ تُمْلٰى عَلَيْهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا اور کہنے لگے یہ نقلین اگلون کی جو لکھہ لایا سو وہی لکھوائی جاتی ہین اس پاس صبح و شام اللہ عزوجل نے فرمایا قُلْ اَنْزَلَهُ الَّذِيْ يَعْلَمُ السِّرَّ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ تو کہہ اوسکو اتارا ہے اوس شخص نے جو جانتا ہے چہپے بہید آسمانون مین اور زمین مین اور اس جگہہ فرمایا بلکہ یہہ قرآن آیتین ہین صاف سینون مین اونکے جنکو ملی ہے سمجہ یعنے یہ قرآن آیتین صاف روشن ہین حق بتلاتی ہین حکم کرتی ہے منع کرتے ہین خبر دیتے ہین غیب کی علما انکو یاد کر لیتے ہین اللہ نے اسپر یاد کرنا اور پڑہنا اور تفسیر کرنا آسان کر دیا فرمایا وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ اور فرمایا جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر نبی اوتنا ہی دیا گیا جتنے پر لوگ ایمان لائے اور مین کتاب دیا گیا ہون جو اللہ نے مجہپر وحی کی مجہہ کو امید ہے کہ سب سے زیادہ میرے تابعدار ہون صحیح مسلم مین عیاض بن حماد سے مروی ہے اللہ تعالی فرماتا ہے مین تجہ کو آزماؤن گا اور تیرے ساتہ آزماؤن گا اور تجہپر ایسی کتاب اوتارون گا جسکو پانی نہ دہو سکے تو اسکو سوتا اور جاگتا پڑہے گا یعنے اگر پانی اسجگہہ کو دہو ڈالے جس مین لکھا ہو تو اسکی ضرورت نہ پڑے اور حدیث مین فرمایا اگر قرآن چمڑے پر لکھا ہوتا تو اوسکو آگ نہ جلاتی کیونکہ وہ سینون مین محفوظ ہے زبانون پر آسان ہے دلون پہ نگہبان ہے لفظی معنوی معجزہ ہے آہند اکتب متقدمہ مین اس امت کی صفت مین وارد ہے کہ انکی کتاب انکے سینون مین ہے ابن جریر نے بل ہو آیات بینت کا یہ معنے اختیار کیا کہ بل ہو سے علم مراد ہے اور الذین اوتوا العلم سے مراد اہل کتاب یہ معنے قتادہ اور ابن جریج سے نقل کیا اور پہلا معنے حسن بصری سے منقول ہے مین کہتا ہون عوفی نے ابن عباس سے بہی یہی روایت کیا ضحاک نے بہی کہا اور یہی معنے اظہر ہے واللہ اعلم اور ہماری باتون کا انکار نہین کرتے مگر وہی جو بے انصاف ہین جو انکو جہٹلاتے ہین اونکو حق نہین مانتے اونکا رد کرتے ہین علما حقانی سے مکابرہ کرتے ہین حق سے انحراف کرتے ہین فرمایا اللہ تبارک تعالی نے جنپر ٹہیک آئی بات تیرے رب کی وہ نہ مانین گے اگرچہ پہونچین انکو ساری نشانیان جب تک نہ دیکہین دکہہ کی مار فتح البیان مین ہے کہ اللہ عزوجل

اپنے رسول کو فرماتا ہے کہ اس بدیع انزال کی طرح ہمنے تجھپر قرآن اتارا بعض نے کہا جیسے اَور کتابین اتاریں
ویسے ہی تجھپر قرآن اوتارا جنکو ہمنے کتاب دی ہے وہ اسکو مانتے ہین اس سے مراد اہل کتاب کے مومن مثل عبد اللہ
بن سلام وغیرہ کے ہین کتاب دینے مین انکو خاص کیا کیونکہ وہ اوسپر عمل کرنیوالے تھے جنہون نے عمل نہ کیا گویا انکو
کتاب دی ہی نہین گئی یہ لوگ مدینے مین مسلمان ہوئے اور یہہ سورت مکی ہے پس یہہ غیب کی خبر دینا ہے وقوع
سے پہلے اور ان ہؤلاء سے اہل مکہ مراد ہین بعض نے کہا تمام عرب مراد ہین جحود کہتے ہین پہچانکر نہ ماننا کتاب نہ کہا
آیات کہا اس بات سے آگاہ کرنے کو کہ اسکے معنے ظاہر ہین اور یہہ اللہ کے پاس سے اتری ہے اور اپنی طرف
نسبت کی کہ یہہ بڑی عظمت اور شان کی کتاب ہے جو شخص انکار کرے وہ بدتر خلائق ہے جیسے کعب بن اشرف
وغیرہ مجاہد نے کہا اہل کتاب اپنی کتابون مین لکھا پاتے تھے کہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ لکھہ سکین گے
نہ پڑہ سکین گے نحاس نے کہا یہ آپکی نبوت کی دلیل ہے کہ آپ لکھہ نہ سکتے تھے اور نہ اہل کتاب کے پاس بیٹھتے
اور نہ مکے مین کوئی اہل کتاب تہا ابن عباس نے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لکھے پڑھے نہین تھے امی اَن پڑہ
تھے حافظ ابن حجر نے تلخیص مین کہا بغوی نے کہا سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نبوت سے پہلے لکھہ سکتے
اور شعر کہہ سکتے تھے یا نہین اگرچہ شعر کہتے نہین تھے صحیح تر یہی ہے کہ آپ اچھی طرح نہ لکھہ سکتے تھے نہ شعر
کہہ سکتے تھے ولیکن ردی اور اچھے شعر مین تمیز کر سکتے تھے یہ بیان شہاب کا ہے آزاد رحمہ اللہ نے
کہا عمدہ کہا ہے ماکان یعرف الواحا ولا قلما وکان یعرف مافی اللوح والقلم
لوح اور قلم کو آپ نہین پہچانتے تھے جو کچھ لوح اور قلم مین ہو تا وہ پہچانتے تھے ۔ اور یہہ اس دلیل کا شروع
ہے کہ قرآن پاک معجزہ ہے یعنی اگر تو لکھا پڑھا ہوتا تو ان کو کہنے کو جگہہ تہی کہ اگلی کتابون سے نقل کر لیا ہے
جب تو لکھہ پڑہ نہین سکتا تو کوئی جگہہ شک و شبہ کی نہین ہے بلکہ انکا انکار اور انکا کفر نرا عناد اور
ضد اور پہچان کر نہ ماننا ہے قتادہ اور مقاتل نے کہا بل ہو مین ضمیر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف راجع
ہے یعنے محمد ذو آیات ہے ابن مسعود کی قرات مین ہے بل ہی آیات بینات فراء نے کہا اس قراءت کا
معنے یہ ہے بلکہ قرآن کی آیتین صاف آیتین ہین اور ابن جریر نے قتادہ اور مقاتل کے قول کو اختیار
کیا ہے ابن سمیفع کی قرات مین بل ہذا آیات بینات ہے اور اس سے قتادہ اور مقاتل کے قول کی دلیل
اس سے لی گئی اور اس مین اسکی دلیل نہین ہے کیونکہ قرآن کی طرف اشارہ ہو سکتا ہے جیسے رسول کی طرف ہو سکتا ہے بلکہ قرآن کی
طرف پہیرنا اظہر ہے تاویل کی کچہ حاجت نہین اس آیت مین انکے شک کرنے سے روگردانی اور بے التفاتی

ہے یعنے قرآن شریف ایسی چیز نہیں ہے جس مین کچہ شبہ کیا جاوی کیونکہ وہ محفوظ ہے علمار مومنین کے سینون
مین جنہون نے قرآن پاک کو حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے سبارک مین اور بعد یاد کیا اور یہ قرآن
پاک کے خصائص مین سے ہے اگلی کتابین حفظ نہ ہوتی تہین کیونکہ وہ معجزہ نہین تہین کتاب سی دیکہکر پڑہی
جاتی تہین لہذا اس امت کی وصف مین وارد ہے انکے سینے انکی کتاب ہین اسی لیے اسکی تحریف اور
تغییر پر کسی کو قدرت نہین ہے آیت کا مطلب یہ ہے کہ مومنین تجہ سے سیکہکر یاد کرین اور بعض بعض سے
اور تو جبرئیل سے اور جبرئیل علیہ السلام لوح محفوظ سے وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيٰتٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ قُلْ اِنَّمَا
الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ ۭ وَاِنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ اَنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ يُتْلٰى
عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَرَحْمَةً وَّذِكْرٰى لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝ قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ شَهِيْدًا ۚ
يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْبَاطِلِ وَكَفَرُوْا بِاللّٰهِ ۙ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ
اور کہتے ہین کیون نہ اتری اسپر کچہ نشانیان اسکے رب سے تو کہہ نشانیان تو ہین اختیار مین اللہ کے اور مین تو
یہی سنا دینے والا ہون کہولکر کیا ان کو بس نہین کہ ہمنے تجہ پر اتاری کتاب کہ انپر پڑہی جاتی ہے بیشک
اس مین مہر ہے اور سمجہانا ان لوگون کو جو مانتے ہین تو کہہ بس ہے اللہ میرے تمہارے بیچ گواہ جانتا ہے
جو کچہ ہے آسمان اور زمین مین اور جو لوگ یقین لائے ہین جہوٹ پر اور منکر ہوئے اللہ سے اون ہی کا برا ہونا
ہے **ف** اللہ کی گواہی یہی کہ سچون کو دن پر دن بڑہایا اور جہوٹون کو مٹایا حافظ ابن کثیر کہتے ہین
اللہ عزوجل مشرکون کا قول نقل فرماتا ہے کہ وہ رسول علیہ السلام کی خطاجوئی مین نشانیان طلب کرتے
کہتے اگر یہ سچا نبی ہے تو نشانیان کیون نہین دیکہاتا جیسے حضرت صالح علیہ السلام نے اونٹنی دکہلائی
اللہ فرماتا ہے تو کہدے نشانیان تو ہین اختیار مین اللہ کے اگر اللہ جانتا کہ تم ہدایت پاؤگے تو وہ تم کو
نشانیان دکہادیتا اوسپر آسان ہے کچہ مشکل نہین لیکن وہ جانتا ہے کہ تمہارا قصد صرف خطاجوئی
اور امتحان ہے اسلیے تم کو نہین دکہاتا جیسے فرمایا وَمَا مَنَعَنَآ اَنْ نُّرْسِلَ بِالْاٰيٰتِ اِلَّآ اَنْ كَذَّبَ
بِهَا الْاَوَّلُوْنَ ۭ وَاٰتَيْنَا ثَمُوْدَ النَّاقَةَ مُبْصِرَةً فَظَلَمُوْا بِهَا اور ہمنے اس سے موقوف کین نشانیان
بہیجنی کہ اگلون نے انکو جہٹلایا اور ہمنے دی ثمود کو اونٹنی سوجہانے کو پہر اسکا حق نہ مانا اور مین تو صرف
ڈرانیوالا ہون کہولکر میرا کام اللہ تعالی کا پیغام پہونچانا ہے جسکو اللہ ہدایت کرے وہی ہدایت پا
سکتا ہے جسکو وہ گمراہ کرے اسکو کوئی ہدایت نہین کرسکتا پہر اللہ تعالی مشرکین کی بڑی جہالت

اور انکی عقل کی تنگی اور سخافت بیان فرماتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر نشانیان طلب کرتی
ہین حالانکہ انکو ایسی کتاب پہونچ چکی جسکو کوئی چیز باطل نہین کر سکتی اور نہ آیندہ باطل کریگی وہ ایسا بڑا معجزہ ہے
جو سب معجزون سے فوق ہے جسکے معارضہ سے بڑے بڑے فصحا اور بلغا عاجز آگئے اوس جیسی دس سورت بلکہ ایک سورت
بہی نہ بنا سکے ایسی کتاب تیری صداقت مین کافی نہین ہے جس مین اگلے پچہلون کی خبر ہے اور برتنے اور
مصالح کے حکم اور تو ایک امی آدمی ان پڑہ ہے جو لکہا پڑہا نہین اور نہ کسی اہل کتاب کی پاس بیٹہا کہ اگلی
کتابون کی باتین سیکہتا آپ اہل کتاب کو نہین جانتے تہے اہل کتاب کے علما آپکو پہچانتے تہے جیسے اَوَلَمْ
يَكُنْ لَّهُمْ اٰيَةً اَنْ يَّعْلَمَهٗ عُلَمٰٓؤُا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ کیا ان کو نشانی نہین ہو چکی یہ کہ اسکی خبر رکہتے ہین
پڑہے لوگ بنی اسرائیل کے اور فرمایا وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيٰتٌ مِّنْ رَّبِّهٖ اَوَلَمْ تَاْتِهِمْ بَيِّنَةُ مَا فِي
الصُّحُفِ الْاُوْلٰى اور لوگ کہتے ہین یہ کیون نہین لے آتا ہم پاس کوئی نشانی اپنے رب سے کیا پہونچ نہین
چکی ان کو نشانی اگلی کتابون مین کی امام احمد نے ابو ہریرہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
ہر نبی کو اتنے معجزے دیا گیا جنپر لوگ ایمان لائے مجہکو اللہ نے معجزہ دیا کتاب جو مجہپر وحی کی امید ہے کہ قیامت
کے دن میرے سب سے زیادہ تابعدار ہون اس حدیث کو امام بخاری اور مسلم نے بہی نکالا اور فرمایا اس قرآن
مین رحمت یعنی حق کا بیان اور باطل کا ازالہ ہے مؤمنین کے لیے رحمت ہے اور ان کو یادگار کہ جو لوگ اللہ کی
کتاب کو جہٹلاوین اور نافرمانی کرین انپر عذاب نازل ہوگا پہر فرماتا ہے تو کہہ دے میرے تمہارے بیچ اللہ گواہ
کافی ہے وہ تمہاری تکذیب کو جانتا ہے اور میری اس دعوی کو بہی جانتا ہے کہ مین اللہ کا رسول ہون اگر مین اسپر
جہوٹ بولتا ہون تو وہ مجہسے بدلہ لیگا جیسے فرمایا وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ لَاَخَذْنَا مِنْهُ
بِالْيَمِيْنِ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حٰجِزِيْنَ اور اگر بنا لاتا ہمپر کوئی بات
تو ہم پکڑتے اسکا داہنا ہاتہہ پہر کاٹ ڈالتے اسکے دل کی رگ پہر تم مین کوئی نہین اس سے روکنے والا مین
تو اسپر سچ بولتا ہون تب ہی تو وہ مجہکو معجزات واضحات اور دلائل قاطعات سے مدد دیتا ہے آسمان و زمین
مین جو کچہ ہے سب کی اوسکو خبر ہے ایک ذرہ اوس سے پوشیدہ نہین اور جو لوگ باطل پر ایمان لاتے ہین اور
اللہ سے منکر ہین قیامت کے دن یہی لوگ خساری مین ہین دلائل دیکہکر رسولون کو جہٹلایا اور بے دلیل
طاغیت اور بتون پر ایمان لائے اوس دن انسے بہگت لیگا انکے کیے کا بدلہ دیگا اسکا ہر کام حکمت
اور علم سے ہے فتح البیان مین ہے مشرک کہا کرتے تہے محمد پر اگلے پیغمبرون کیطرح نشانیان کیون نہیں

اترتین موسی کی نشانیان اور صالح کی ناقہ اور مسیح کے مردون کو زندہ کرنیکی طرح اللہ تعالی نے آپ کو یہ جواب
سکہلایا کہ تو کہدی نشانیون کا اوتارنا اللہ کے اختیار مین ہی جسپر چاہے اوتاری اور کسی کو کچہ قدرت نہین میرا
کام صرف ڈرانا ہے کہولکر پہر فرماتا ہے مشرکین معجزہ طلب کرتے ہین کیا ان کو یہ کتاب معجزہ کم ہے جس کا
عام اعلان اور اشتہار ہے کہ ایسی کتاب یا ایک سورت ہی تم بنا دو تو سب عاجز ہوگئے اگر موسی یا اور نبیون
کی سی نشانیان دکہائی جاوین تو یہ لوگ کہینگے یہ جادو ہے اور ایمان نہ لاوین قرآن جو انپر ہر زمان
ومکان مین پڑہا جاتا ہے اور ایک ایسی نشانی ہے جو ہمیشہ ثابت رہیگی اور نشانیون کیطرح زائل نہین
ہونیوالی یعنے قرآن پاک اگلی نبیون کے سب معجزون سے پورا اور کامل معجزہ ہے جسکے ہوتے اور کسی معجزی
کی حاجت نہین کیونکہ یہ معجزہ جب تک جہان رہیگا تب تک باقی ہے اسکو زوال نہین اور معجزون کیطرح
اس کتاب مین جو ہر مکان و زمان مین موجود ہے آخر الدہر تک مومنین کے لیے دنیا اور آخرت مین
رحمت عظیمہ ہے کیونکہ یہی لوگ اسکی تصدیق کرتے ہین جو اللہ تعالی کے پاس سے رسول لائی اور یہی لوگ اس
سے فائدہ اوٹہاتے ہین دارمی نے اور ابوداؤد نے اپنی مراسیل مین یحیی بن جعدہ سے نکالا کہ کچہ لوگ مسلما
کتابین لائی جن مین یہود کی سنی باتین لکہی ہوئی تہین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لوگون
کی یہی حماقت اور ضلالت بڑی ہے کہ اپنے نبی کی باتون سے جو انکے پاس سے لایا مونہہ موڑکر کسی اور کی
طرف رغبت کرین تو یہ آیت اتری اولم یکفہم الایہ زہری سے مروی ہے کہ حفصہ حضرت یوسف کا قصہ ایک
شانہ مین لکہا ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاس لائی اور پڑہنے لگ گئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا
چہرہ مبارک متغیر ہوتا جاتا تہا فرمایا اللہ کی قسم جسکے ہاتہہ مین میری جان ہے اگر میری ہوتے یوسف تمہارے
پاس آتا اور تم اسکی پیروی کرتے مجہ کو چہوڑکر تو تم گمراہ ہوتے عبداللہ بن حارث انصاری سے روایت ہی
کہ حضرت عمر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک کتاب لائے جس مین توریت کی کئی مقام لکہ
تہے عرض کی مجہکو یہ اہل کتاب کی ایک آدمی سے ملی ہے آپکے پیش کرتا ہون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کا چہرہ مبارک سخت متغیر ہوگیا ایسا مین نے کبہی نہین دیکہا تہا مینے کہا ای عمر تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
آلہ وسلم کا چہرہ مبارک نہین دیکہتا تو حضرت عمر نے کہا ہم اللہ کے ساتہہ راضی ہوئے رب ہونے سے اور اسلام کے ساتہ
دین ہونیسے اور حضرت محمد کے ساتہہ نبی ہونیسے پہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوگئے اور فرمایا اگر موسی نازل ہوتا
تم اسکی پیروی کرتے مجہ کو چہوڑکر تو تم گمراہ ہوتے مین ہی سب نبیون سے تمہارا حصہ ہون اور مین ہی سب

سب امتون سے تمہارا حصہ ہوں حدیث کو عبد الرزاق اور ابن سعد اور ابن جریر نے روایت کیا بیہقی نے ترد کیا ایک ضعیف روایت حضرت عمر سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے توریت کے سیکھنے کی بابت پوچھا آپ نے فرمایا اسکو مت سیکھو اوسپر ایمان لاؤ اور سیکھو جو تمپر اوترا اور اسپر ایمان لاؤ جو اللہ تعالی نے فرمایا ای رسول تو کہدے میں کہدی کہ میرے تمہارے درمیان اللہ گواہ کافی ہے ابن عباس نے کہا اس کا معنے یہ ہے کہ اللہ جل جلالہ میری نسبت گواہی دیتا ہے کہ میں اسکا رسول ہوں اور قرآن اوسکی کتاب ہے اور تمہاری نسبت یہ گواہی دیتا ہوں کہ تم جھٹلاتے ہو اور اسکی گواہی کتاب کا معجزہ اوتارنا ہے اور قرآن اکیلا ہی کافی وافی ہے کسی اور کتاب کی کچھ حاجت نہیں ایمان لائے نیک عمل کرینوالوں کو اور جو لوگ اللہ کے سوا کسی کی عبادت کرتے ہیں ابن عباس نے کہا باطل سے غیر اللہ مراد ہے کسی نے کہا شیطان کسی نے کہا ماسوی اللہ کی عبادت کرتے ہیں اور اللہ سے منکر ہیں یہ لوگ دنیا اور آخرت میں زیان میں ہیں

وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ وَلَوْلَا أَجَلٌ مُّسَمًّى لَّجَاءَهُمُ الْعَذَابُ وَلَيَأْتِيَنَّهُم بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۝ يَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيطَةٌ بِالْكَافِرِينَ ۝ يَوْمَ يَغْشَاهُمُ الْعَذَابُ مِن فَوْقِهِمْ وَمِن تَحْتِ أَرْجُلِهِمْ وَيَقُولُ ذُوقُوا مَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۝

اور شتاب مانگتے ہیں تجھ سے آفت اور اگر نہ ہوتا ایک وعدہ ٹھیرا تو آپہونچتی انپر آفت اور آویگی ان پر اچانک اور ان کو خبر نہ ہوگی **ف** اس امت کا عذاب یہی تھا مسلمانوں کے ہاتھ سے قتل ہونا پکڑے جانا سو فتح مکہ میں مکے لوگ بے خبر رہے کہ حضرت کا لشکر سر پر آکھڑا ہوا **ف** شتاب مانگتے ہیں تجھ سے عذاب اور دوزخ گھیر رہی ہے منکروں کو **ف** یعنے آخرت کا عذاب تو عبث مانگتے ہیں اس عذاب میں تو پڑ رہے ہیں یہ کفر اور یہ بری کام مرے پر نظر آویگا کہ دوزخ کی آگ ہی جلاتی **ف** جسدن گھیر لیگا ان کو عذاب اوپر سے اور پاؤں کے نیچے سے اور کہیگا چکھو جیسا کچھ کرتے تھے **ف** یہ اللہ کہیگا یا وہ عذاب ہی بولیگا جیسے زکوۃ نہ دینے والیکا مال سانپ ہوکر گلے میں پڑے گا گلے چیر لیگا اور کہیگا میں تیرا مال ہوں تیرا خزانہ ہوں تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ اللہ تبارک وتعالی مشرکوں کی جہالت بیان فرماتا ہے کہ وہ اللہ کا عذاب جلد مانگتے ہیں جیسے فرمایا وَإِذْ قَالُوا اللَّهُمَّ إِن كَانَ هَٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِندِكَ فَأَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَاءِ أَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ أَلِيمٍ اور جب کہنے لگے کہ یا اللہ اگر یہی دین حق ہے تیری پاس سے تو ہمپر برسا پتھر آسمان سے یا لا ہمپر دکھہ کی مار اور اسجگہ فرمایا تجھ سے عذاب جلد مانگتے ہیں

اگر وقت مقرر نہ ہوتا قیامت کا دن عذاب کے لیے تو بہت جلد ان کو عذاب پہنچتا پہر فرمایا ان
کو عذاب بےخبر آوے گا اور دوزخ کافرون کو گہیر رہی ہے عکرمہ سے مروی ہو کہ اس دوزخ سے مراد دریا شور ہو
ابن عباس نے کہا یہ دوزخ اخضر ہے جس مین ستارے گرین گے سورج چاند اسی مین بے نور کیے جاوینگے پھر
یہہ دریا بہڑ کایا جاویگا تو دوزخ بن جاویگا امام احمد نے یعلے سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا دریا شور ہی دوزخ ہے یعلی کو لوگون نے کہا تو یعلے نے کہا تم دیکھتے نہین کہ اللہ تبارک
وتعالی فرماتا ہے ہمنے رکہی ہے گنہگارون کے واسطے آگ جو گہیر رہی ہین انکو اسکی قناتین کہا اسکی
قسم جسکے ہاتھہ مین یعلے کی جان ہے مین اس دریا مین کبہی نہ جاؤنگا جب تک اللہ کے سامنے نہ ہون
مجھ کو اسکا ایک قطرہ بہی نہ پہونچیگا جب تک اللہ کے سامنے نہ ہون یہہ تفسیر اور یہہ حدیث نہایت غریب ہے
واللہ اعلم فرمایا جسدن گہیریگا انکو عذاب اوپر سے اور پاؤن کے نیچے سے جیسے فرمایا لَهُمْ مِّنْ جَهَنَّمَ
مِهَادٌ وَّمِنْ فَوْقِهِمْ غَوَاشٍ انکو دوزخ کے فرش ہین اور اوپر سائبان اور فرمایا لَهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ
مِّنَ النَّارِ وَمِنْ تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ انکے اوپر سے بادل ہین آگ کے اور نیچے بادل اور فرمایا لَوْ يَعْلَمُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا
حِيْنَ لَا يَكُفُّوْنَ عَنْ وُّجُوْهِهِمُ النَّارَ وَلَا عَنْ ظُهُوْرِهِمْ الایہ کبہی جانین یہ منکر اسوقت کو کہ نہ
روک سکینگے اپنے مونہہ سے آگ اور نہ اپنی پیٹہہ سے پس آگ انکو ہر طرف سے گہیریگی اور یہہ حسی عذاب مین
ابلغ ہے اور اللہ عزوجل کا یون فرمانا ويقول ذوقوا ما كنتم تعملون اور کہیگا چکہو جیسا کچہ کرتے تہے یہہ
ڈرانا اور توبیخ وملامت کرنا ہے اور یہہ معنوی عذاب ہے نفسونپر جیسے فرمایا يَوْمَ يُسْحَبُوْنَ فِي النَّارِ عَلٰى
وُجُوْهِهِمْ ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنٰهُ بِقَدَرٍ جسدن گہسیٹے جاوینگے آگ مین اوندہے
مونہہ چکہو مزہ آگ کا ہمنے ہر چیز بنائی پہلے ٹہیرا کر اور فرمایا يَوْمَ يُدَعُّوْنَ اِلٰى نَارِ جَهَنَّمَ دَعًّا
هٰذِهِ النَّارُ الَّتِيْ كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ اَفَسِحْرٌ هٰذَا اَمْ اَنْتُمْ لَا تُبْصِرُوْنَ اِصْلَوْهَا فَاصْبِرُوْا
اَوْ لَا تَصْبِرُوْا سَوَاءٌ عَلَيْكُمْ اِنَّمَا تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ جسدن دہکیلے جاوینگے دوزخ کو دہکیلکر
یہہ وہ آگ جسکو تم جہوٹ جانتے تہے اب بہلا یہ جادو ہے یا تمکو نہین سوجہتا پیٹھو اس مین پہر صبر کرو یا
نہ صبر کرو تمکو برابر ہے وہی بدلا پاؤگے جو کرتے تہے فتح البیان کا بیان یہ ہے کہ مشرکین ٹہٹہے اور
تکذیب سے عذاب مانگتے جیسے کہتے ہمپر پتہر برسا آسمان سے یا لا ہمپر دکھہ کی مار اللہ نے انکے عذاب کا
وقت مقرر کیا قیامت کا دن اگر مقرر نہ ہوتا تو ان کو دنیا ہی مین عذاب آجاتا ضحاک نے کہا اجل

سے مراد انکی عمر کی مدت ہی جب مرین عذاب پاوین بعض نے کہا نفخہ اولی مراد ہے بعض نے کہا وہ وقت
مراد ہے جو اللہ نے انکے عذاب کے لیے دنیا مین مقرر کیا قتل یا قید بدر کیدن حاصل یہ کہ ہر عذاب کا وقت
مقرر ہے نہ اوس سے بڑہے نہ کم ہو جیسے فرمایا لِكُلِّ نَبَاٍ مُّسْتَقَرٌّ ہر چیز کا ایک وقت ٹہیرا ہے وَلَيَاتِيَنَّهُمْ
بَغْتَةً یعنے اویگا انپر اچانک جیسی بدر کی لڑائی انکی بے خبری مین آئی جیسے کتب سیر مین موجود ہے پہر
اللہ سبحانہ وتعالی نے فرمایا کہ انکا عذاب آگ ہی یہ جلدی مانگتے ہین دنیا مین یہ بطور تعجب کے فرمایا کہ جس
شخصکو کسی بات سے ڈرایا جاوی جس مین ضرر تہوڑا ہو جیسے کہا جاوے تجہ کو تہپڑ یا مکا مارون گا
تو وہ شخص اپنے آپ کو مضبوط جانتا ہو تو کہتا ہے بسم اللہ مار لو اور جس شخص کو یون ڈرایا جاوی کہ تجہکو
غرق کر دون گا یا جلا دون گا اور یہہ بہی یقین ہو کہ ڈرانیوالا قادر ہے وعدی کا خلاف نہین کرتا تو
اسکو دل مین یہ خیال بہی نہین گذرتا کہ تو جس سے ڈراتا ہے وہ پورا کر پہلا یستعجلونک بالعذاب مشرکین
کے حال کی نقل ہے اور دوسرا یستعجلونک تعجب کو بعض نے کہا دوسرا تاکید کے لیے ہے اور دوزخ
تو ان کو گہیر رہی ہے کیونکہ جو چیز ضرور ہونیوالی ہو وہ قریب ہے تحقق اور مبالغہ کو یون فرمایا یا دوزخ سے
دوزخ مین ڈالنے والے اسباب مراد ہین تو تاویل کی حاجت نہین لیکن پہلے معنے اظہر ہین اور کافرون
سے مراد جنس ہے یعنے رب کے سب کافرون کو دوزخ لینے والی ہے کوئی باقی نہ چہوڑیگی ابن عباسؓ
نے کہا دوزخ یہی بحر اخضر ہے جس مین تارے گرینگے اور سورج چاند اسی مین گندہے ہونگے پہر وہ دریا
جلایا جاویگا تو دوزخ بنجاویگا یہ حدیث نہایت منکر ہے کیونکہ بہت صحیح حدیثین اس مین ثابت ناطق
ہین کہ دوزخ اب موجود مخلوق اس صفات پر ہی جس مین کتاب وسنت وارد ہی پہر اللہ سبحانہ وتعالی
کیفیت بیان فرماتا ہے کہ انکو عذاب کسطرح گہیرے گا اوپر نیچے ہر طرف سے ان کو گہیر لیگا جیسی فرمایا
لَهُمْ مِنْ فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ وَمِنْ تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ بعض نے کہا دو طرف کا نام لیا داہین بائین آگے
پیچھے کا نام نہین لیا اسلیے کہ دنیا کی آگ سے دوزخ کی آگ کی تمیز ہو جاوے کیونکہ دنیا کی آگ چارون طرف
سے گہیر لیتی ہے جو شخص اس مین داخل ہو تو اسکے آگے پیچھے داہین بائین آگ کے شعلے ہو جاتے ہین
لیکن اوپر کی آگ نیچے نہین اترتی کیونکہ اسکی عادت نیچے سے اوپر جانیکی ہے اور جو آگ پاؤن کے
نیچے ہو وہ بجہ جاتی ہے اور دوزخ کی آگ اوپر سے نیچے اوترآتی ہے اور پاؤن سے پائمال کرنے
سے نہین بجہتی یہ رازی کا بیان ہے اور اللہ تعالی فرماوے گا چکہو جیسا کچہ کرتے تہے بعض نے

کہا اللہ کے حکم سے فرشتے یون کہے گا کہ تم جو کفر و معاصی کرتے تھے اسکا بدلہ چکھو اب کہان جاوگے
ایک قراءت مین تقول ہے اور ایک قراءت مین تقول اور ایک مین یقال یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا
اِنَّ اَرْضِیْ وَاسِعَةٌ فَاِیَّایَ فَاعْبُدُوْنِ ۝ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ثُمَّ اِلَیْنَا تُرْجَعُوْنَ ۝
وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ
خٰلِدِیْنَ فِیْهَا نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِیْنَ ۝ الَّذِیْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰی رَبِّهِمْ یَتَوَكَّلُوْنَ ۝ وَكَاَیِّنْ
مِّنْ دَآبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا اللّٰهُ یَرْزُقُهَا وَاِیَّاكُمْ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۝ اے بندو میرے
جو یقین لائے ہو میری زمین کشادہ ہے سو مجھ ہی کو بندگی کرو جو جی ہے سو چکھیگا موت پھر ہمارے طرف
پھرے آوگے **ف** جب کافرون نے مکے مین بہت زور کیا تو حکم ہوا ہجرت کا اسی تراسی گھر اٹھہ
گئے حبشے کے ملک کو فرمایا کہ کوئی دن کی زندگی جہان بنے وہان کاٹ دو پھر ہم پاس اکٹھے آوگو
تو وطن چھوڑنا دل پر مشکل نہ لگے اور حضرت سے جدا ہونا **ف** اور جو لوگ یقین لائے اور کیے کام بھلے
انکو ہم جگہہ دینگے بہشت جھروکے نیچے بہتین نہرین سدا رہین ان مین خوب نیک ملا کام والون کو جو
ٹھہرے رہے اور اپنے رب پر بھروسا رکھا یعنے اس وطن کے بدلے وہ وطن ملیگا اور کتنے جانور ہین جو
اوٹھا نہین رکھتے اپنی روزی اللہ روزی دیتا ان کو اور تم کو اور وہی ہے سنتا جانتا **ف** یہ روزی
کیطرف سے خاطر جمع کردی کہ اکثر جانورون کے گھر مین کل کا قوت نہین ہوتا نیا دن اور نئی روزی
حافظ ابن کثیر کہتے ہین اللہ تبارک وتعالی اپنے مومن بندون کو ہجرت کا حکم کرتا ہے کہ جس
شہر مین دین کے قائم رکھنے کی قدرت نہ رکھین وہان سے ہجرت کرکے جہان اللہ کا دین اور توحید
اور عبادت کما حقہ ادا کرسکین وہان چلے جاوین امام احمد نے زبیر بن عوام سے روایت کی کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب شہر اللہ کے شہر ہین اور سب بندے اللہ کے بندے ہین جہان تو نیکی
کرسکے وہان اقامت کر لہذا جب ضعیف مومنون کو مکے مین رہنا مشکل ہوا تو اونہون نے حبشہ
کے ملک کو ہجرت کی تاکہ وہان بے خوف اپنے دین پر چلین تو حبشہ کے بادشاہ اصحمہ نجاشی نے انکی اچھی
مہمان نوازی کی اور انکو جگہہ دی اور بڑی مدد کی اور انکو اپنے شہرون مین امن دیا بعد ازان رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور باقی سب اصحاب نے مدینہ نبویہ یثرب مطہرہ کو ہجرت کی پھر فرمایا ہر جی کی موت
ضروری ہے پھر ہمارے پاس تم آوگے یعنے جہان تم ہوگے وہین موت تم کو پا لیگی اسلیے تم کو چاہیے

کہ اسکی عبادت مین رہو جس جگہ طاعت کرسکو وہین رہنا بہتر ہے موت ہر جی کو چکھنی ہے پھر انسان
پہاگنا پھر اسکی طرف ہی جانا ہے جو اسکا تابعدار ہوگا اوسکو بہتر بدلا اور پورا ثواب ملیگا جو ایمان لائے
اور اچھے کام کیے انکی جگہہ بہشت مین اونچے محل جنکے نیچے پانی اور شراب اور شہد اور دودہ کی نہرین جاری
جہان چاہین انکو لے جائین سدا وہین رہین نکلنا نہ چاہین عمل کرنیوالون کا ثواب ایسا ہی ہونا چاہئے
جو دین پر جمے رہے اسکی طرف ہجرت کی اور دشمنون سے کنارہ کیا اور اعزا و اقربا سے جدا ہوئے اللہ
کے منہ پانے کو اور اس امید پر کہ وہ اپنی پاس سے نعمت اور فضل دیگا اور اسکے وعدہ کو سچا جانکر ابن ابی
حاتم رحمہ اللہ نے ابومالک اشعری سے نکالا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بہشت مین ایسے
بالاخانے ہین جنکا باہر اندر سے اور اندر باہر سے نظر آتا ہے اللہ تبارک وتعالی نے ان لوگون کیلیے تیار کیے
ہین جو کہانا کہلاوے اور خوش کلام کرے اور بہت نماز اور بہت روزے رکھے اور رات کو تہجد پڑہے
جب لوگ سوتے ہون اور اپنے رب پر بھروسا کرتے ہین اپنے ہر حال مین دین اور دنیا مین پھر اللہ سبحانہ
وتعالی فرماتا ہے کہ روزی کسی جگہہ کسی مکان سے خاص نہین بلکہ اللہ کا رزق اسکی مخلوق کو عام ہے جہان
کہین ہون بلکہ مہاجرون کو رزق جہان ہجرت کر گئے ہین وہان اکثر اور اوسع اور اطیب ملا
کیونکہ تہوڑے دنون مین تمام امصار و اقطار مین حاکم بنگئے اسی لیے فرماتا ہے بہتیرے جانور اپنی روزی
جمع نہین کرسکتے کل کے لیے نہین رکہتے اللہ ہی انکو اور تمکو اور سب مخلوق کو جتنے جتنے کہانے
والے ہے روزی دیتا ہے زمین کے تلے چیونٹیون کو اور ہوا مین پرندون کو اور پانی مین مچھلیون کو
وہی روزی دیتا ہے ابن ابی حاتم نے ابن عمر سے روایت کی کہ مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
ساتھ نکلا آپ مدینہ کے ایک باغ مین تشریف لیگئے اور کہجورین چن چن کر کہانے لگے مجھکو بھی فرمایا تو
کیون نہین کہاتا مینے عرض کی یا رسول اللہ مجھکو خواہش نہین ہے فرمایا مجھکو تو خواہش ہے آج چوتہے دن ہے مینے کچھ نہین چکھا
اور نہ کچھ پایا اگر مین چاہون تو اپنے رب سے دعا کرون تو میرا رب مجھکو کسری اور قیصر کی بادشاہی کیطرح
بادشاہی عطا فرمادے لے ابن عمر تو کیا کریگا جب ایسے لوگون مین باقی رہیگا جو سال بھر کی روزی
ذخیرہ رکھین گے اور یقین ضعیف ہوجاویگا ابن عمر نے کہا اللہ کی قسم ہم پھر ایک رات نہ گزری تھی اور نہ ہم
ابھی کچھ کہا یا تہا کہ یہ آیت اتری وَكَأَيِّن مِّن دَابَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا الآیہ تو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ عز وجل نے مجھکو دنیا کے خزانے جمع کرنے کا حکم نہین کیا اور نہ خواہشون

کی بیوی کا سچ جو کوئی دنیا کا خزانہ بنا دی اوس سے زندگی غیر فانی چاہے زندگی تو اللہ کے ہاتھہ مین ہے سنو
مین دینار اور درہم کا خزانہ نہین بناتا اور کل کو کہانا نہین کہتا یہ حدیث غریب ہے اور ابو عطوف
جزری ضعیف ہے لوگ کہتے ہین کوّا جب انڈون سے اپنے بچے نکالتا ہے تو وہ سفید ہوتے ہین اون کا
باپ دیکھکر کئی ایک دن اونسے نفرت کرتا ہے بچے بیچارے منہ کہولکر ماں باپ کی انتظاری کرتے ہین
حضرت رزاق چہوٹے چہوٹے جانور مثل مچھر پسو کے انکیطرف بھیجتا ہے وہ انکے موںہہ مین گھستے جاتی
ہین اوتنے دن اسطرح انکا گزارہ چلتا ہے جب انکے سیاہ پر نکلتے ہین تو الکا ماں باپ انکی حضانت
اور پرورش مین جان وہی کرنے لگتے ہین شاعر کہتا ہے ؎

یا رزاق النعاب فی عشه وجابر العظم الکسیر المهیض

اے کوے کے بچے کو اسکے گہونسلے مین روزی دینے والے اور اے جوڑنیوالے اوس ہڈی کے جو
جوڑی ہوئی پہر ٹوٹ جاوے۔ امام شافعی نے کہا جیسے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سفر کیا
کرو تندرست رہوگے اور روزی دیے جاوگے بیہقی نے ابن عمر سے نقل کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا سفر کیا کرو تندرست ہوگے اور غنیمت پاؤگے اور ابن عباس سے بہی یہی مروی ہے امام
احمد نے ابو ہریرہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم سفر کیا کرو فائدہ پاؤگے اور
روزہ رکہا کرو تندرست ہوگے اور جہاد کیا کرو غنیمت پاؤگے ابن عباس اور معاذ بن جبل سے ابن عمر
کی حدیث کیطرح مرفوع بہی وارد ہے ایک لفظ مین آیا ہے کہ تم ایسے رفیقون کے ساتھہ سفر کیا کرو جو
صاحب نصیب اور وسعت ہون ابن عباس سے بہی یہی مروی ہے وھو السمیع العلیم کا معنے یہ ہے کہ
اپنے بندون کی باتین سنتا ہے انکی حرکات وسکنات کو جانتا ہے فتح البیان کا یہ بیان ہے کہ جب اللہ
جل و علا نے کفار اہل کتاب و مشرکین کا حال بیان فرمایا اور سب کو ڈرایا اور ان سب کو دوزخی فرمایا
تو اون کا عناد اور فساد بڑہ گیا اور مسلمانون کو ہر طرح سے ایذا دینے لگے تو اللہ عز وجل نے فرمایا اے
میرے بندو ایمان والو میری زمین فراخ ہے اس خطاب مین مسلمانون کی بڑی بزرگی اور عزت ثابت ہے
بعض نے کہا یہ آیت مکہ کی ضعیف مسلمانون کی حق مین اوتری فرماتا ہے اگر تم کو مکے مین ایمان کا اظہار
کرنا مشکل ہے اور کافرون سے تکلیف مین ہو تو مکے سے نکل جاؤ تاکہ میری عبادت تم پر سہل و آسان ہو جاوے
بعض نے کہا ان لوگون مین اتری جنہون نے ہجرت سے تخلف کیا کہنے لگے اگر ہم ہجرت کرین تو

ہمکو بہوکہہ رہنے کا خطرہ ہی اور معیشت کی تنگی کا خوف تو اللہ عزوجل نے یہ آیت اتاری اور ان کو معذور نہ رکہا
زجاج نے کہا ان کو ہجرت کا حکم ہوا اوس جگہہ سے جہان اللہ کی قدرت نہ رکہتی تہے ویسے ہی جو شخص کسی
شہر مین معصیات کا مرتکب ہو اور سکو گناہون سے بچنا مشکل ہو تو اسکو اوس جگہہ کی طرف ہجرت کرنی فرض
ہے جہان اللہ کی عبادت پوری پوری کر سکے اور مطرف بن شخیر نے کہا اس آیت کا یہ معنے ہے کہ میری
رحمت واسعہ ہے اور تمہارے واسطے میرا رزق واسع تم رزق کو میری زمین مین طلب کرو بعض نے کہا شہر
اور برکانات اس مین بہت متفرق ہین ملا علی قاری رحمہ اللہ نے کہا ہم نے ان دنون مین بحمد للہ خوب
آزمایا مکے شریف سے سوا اللہ تعالی ٹرہکر کوئی شہر نہ پایا جو نفس کو زیر کرے دل کی جمعیت اور خاطر جمع کرے
قناعت ٹرہادے شیطان کو دور کرے فتنون سے دور رہے دین کے کام پر توفیق اور مدد دے مین کہتا
ہون کاش کہ اس بزرگ جگہہ مین یہ باتین ہوتین جو آجکل موجود ہین اہل بدع کی دست درازی اہل سنت
پر انتظامات سلطانیہ کا احکام رحمانیہ پر اہل کسب چنگی والون کا ظلم حاجیون پر اہل اعتساف بی راہون کا
انصاف نکرنا اور پسند کرنا سنت پر عمل کرنے اور حق سے تمسک کرنے پر روک ٹوک کرنی نہ ہوتی تو خوب ہوتا
اور اللہ تعالی جو چاہتا ہے وہی کرتا ہے اور جو چاہتا ہے ویسا حکم فرماتا ہے سہل نے کہا جب گناہ اور بدعات
کسی ملک مین ظاہر ہون تو تم اس ملک سے ہجرت کر کے اس ملک مین جاؤ جہان اللہ کے تابعدار لوگ ہون
مین کہتا ہون آجکل ہمکو ایسا ملک کہان ملتا ہے اگر ہمکو اس قدر فراخ زمین پر ایسے ملک کا پتہ لگ
جاوے جہان کتاب و سنت کے موافق عمل ہوتا ہو یا فقہا ہت کے مذہب کے مطابق تو ہم انشاء اللہ تعالی اس
ملک کو ہجرت کر جاوین ولیکن کتنی ایسی آرزوئین دل مین ہی رہگئین انا للہ وانا الیہ راجعون ایک مرفوع
حدیث مروی ہے جو شخص اپنے دین کو لے بہاگے ایک ملک سے دوسرے ملک کو اگرچہ وہ ملک ایک بالشت بہر
ہی زمین ہو تو اسنے بہشت کو اپنے لیے ثابت اور وجب کر لیا ولیکن اس حدیث کی سند اور تخریج دیکہنی چاہیے
بعض نے کہا اس آیت کا معنے یہ ہے کہ میرے بہشت کی زمین فراخ ہے لہذا تم میری ہی عبادت کرو تاکہ مین
تم کو بہشت کا وارث کر دون پہر جب مومنون پر وطنون اور بہائیون کا چہوڑنا دشوار پڑا تو اللہ عزوجل
نے انکو موت سے ڈرایا تاکہ اون پر ہجرت اور گہر بار چہوڑنا آسان ہو اور مہاجرین پر چلنا بوجہل نہو بلکہ
خوشدلی اور سبکی سے چلین اور موت کے خوف سے دار الکفر مین نہ بیٹہے رہین فرمایا جو جی چکہیگا موت پہر
ہماری طرف پہیر آؤگے پس تم پر وطن کا چہوڑنا اور بہائی بندون اور دوستون سے علیحدہ ہونا شاق

گذری پھر کیا خوش قسمت ہین وہ جو یہہ چیزین چھوڑدین اللہ کے رستے مین پھر اسکی نیک پاوین اگرچہ مسافت
دور ہو اور مقاسات مشقت موجود اور سمجہین کہ ہم تو ٹک رہ کر زندہ دار القرار کے سفر مین ہین اگرچہ اس دار فانی مین
ہمارا ہے حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب یہہ آیت
انک میت وانہم میتون اتری تو مینے عرض کی اے میرے پروردگار کیا خلائق مرجاوے گی اور انبیاء
بھی باقی رہجاوینگے تو یہہ آیت اتری کل نفس ذائقة الموت کل شئ ہالک الا وجہہ لیکن اسکی سند
کمزور ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہہ آیت انک میت سنکر پہچان چکے تھے کہ آپ رحلت
فرماوینگے اور یہہ بھی جانتے تھے کہ اگلے سب پیغمبر رحلت فرماگئے اور یہہ بھی جانتے تھے کہ آپ خاتم
النبیین ہین پھر کیسے یہ سوال کیا شاید یہہ روایت مرفوع صحیح ہو نہ موقوف والذین آمنوا وعملوا الصلحت
الآیہ مین ہجرت کی ترغیب ہے اور یہہ بیان ہے کہ جو شخص ہجرت کرے اللہ تبارک وتعالی اسکو بہشت کی بالاخانون
مین اتاریگا ایک قرارت مین لنثوینہم ثے سے ہے یعنی ہم انکو بہشت مین بالاخانے عطا فرماوینگے
وہ ان مین ہمیشہ رہینگے اور بالاخانون کے نیچے نہرین بہتی ہین ان مین سدا رہینگے کبھی نہ مرینگے نیک
کام کرنیوالون کو یہہ بدلا اچہا ہے اللہ عزوجل نے اس آیت مین یہہ بیان فرمایا کہ مومنون کیواسطے بہشت مین
ہین مقابلہ مین اسکے کہ کافرون کیواسطے آگ ہے اور فرمایا کہ بہشتون مین بالاخانے ہین بالاخانون کے
تلے نہرین مقابلہ مین اسکے کہ کافرون کے نیچے آگ ہے اور فرمایا کہ یہہ مومنون کے عمل کا بدلہ ہے جیسے فرمایا
نعم اجر العاملین مقابلہ مین اسکے کہ کافرون کے لیے فرمایا ذوقوا ما کنتم تعملون اور یہہ بیان نہین فرمایا
کہ مومنون کے اوپر کیا ہے کیونکہ وہ اعلی علیین مین ہین اور یہہ بھی اشارہ ہے انکے بلند مرتبہ اور عالی منزلت
کیطرف یہہ رازی نے بیان کیا پھر اللہ تعالی ان عاملین کی صفت بیان فرماتا ہے جنہون نے سخت تکلیفون
پر اور مشرکون کی ایذا پر صبر کرکے دین کو اختیار اور طاعت کرنیکو اور گناہون سے بچنے کو ہجرت کی اور مشرکین
کی شدت سے دین کو نہ چھوڑا گھر بار چھوڑدیا اور اپنے رب تعالی پر توکل کیا اور ہر ایک کام مین اپنے رب پر
بھروسا کرتے ہین ہر اقدام واحجام مین اور ہر پیش آمدنی اور روک ٹوک مین اپنے سب کام اسی کے سپرد
کرتے ہین پھر اللہ عزوجل وہ ذکر فرماتا ہے جس سے صبر وتوکل پیدا ہوتا ہے وہ دواب اور جانورون اور چارپایون
مین فکر کرنا ہے کہ بہت جانور اور چارپائے کہانے کی حاجت رکھتے ہین لیکن اپنے ضعف کی وجہ سے
اوٹھا نہین سکتے اور نہ کل کیلیے جمع رکھتے ہین اللہ تبارک وتعالی انکو اور تمکو اپنے فضل سے روزی

دیتا ہے پہر تم اللہ پر توکل کیون نہین کرتے تم کو تو اسباب معیشت پر قوت اور قدرت بہی دی گئی ہے جانور تو
اور چارپایون کو اللہ پر توکل ہے اور انکو اپنے کہانیکو سامان حاصل کرنیکی قوت نہین دی گئی بلکہ وہ ضعیف
اور عاجز ہین حسن بصری نے کہا جانور بہوکہ کیوقت کہا لیتے ہین ذخیرہ کچہ نہین رکہتے مجاہد نے کہا پرندی
اور چارپائے جتنا کہانا ہو موہنہ سے کہا لیتے ہین ساتہہ کچہ نہین اوٹہاتے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی
ہے کہ مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا اگر تم اللہ پر پورا پورا توکل کرو تو وہ تم کو ایسی روزی
دے جیسے جانورون کو دیتا ہے وہ صبح کو خالی پیٹ جاتی ہین شام کو پیٹ بہر کر لوٹتے ہین اسکو ترمذی نے
نکالا اور کہا یہ حدیث حسن ہے اور اسکا معنے یہ ہے کہ جانور سویرے بہوکے خالی اور دبلے پیٹ نکلتے ہین
اور شام کو اپنے گہونسلون کو سیر ہوکر پیٹ بہر کر لوٹتے ہین اور ذخیرہ کچہ نہین رکہتے ہین سفیان بن عیینہ
نے کہا اللہ کی مخلوق مین سے کوئی ایسی چیز نہین جو ذخیرہ رکہے سوا آدمی اور چوہیا اور چیونٹی کے اس آیت
مین اللہ سبحانہ وتعالی نے روزی مین حریص اور متوکل اور راغب اور قانع اور قوی اور عاجز سب کو برابر رکہا
یعنے قوی کو یہہ دلیری نہین کہ مین اپنی قوت سے روزی پیدا کرون عاجز یہہ تصور نہین کرتا کہ مین عاجز
ہونے کی وجہ سے روزی سے ممنوع ومحروم رہون عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ اور بیہقی
اور ابن عساکر نے ابن عمر سے نکالا کہ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتہہ نکلا آپ مدینہ کے ایک
باغ مین تشریف لے گئے اور کہجورین چن چن کر کہانے لگے مجہ کو فرمایا تو کیون نہین کہاتا مینے عرض کی
یارسول اللہ مجہکو خواہش نہین فرمایا مجہکو تو خواہش ہے چار دن سے مینے کہانا نہین چکہا اور نہ مجہکو
ملا اگر مین چاہون اپنے رب سے دعا کرون میرا رب مجہکو کسرے اور قیصر کیطرح بادشاہی عنایت فرماوے
اے ابن عمر تو کیا کریگا جب ایسے لوگون مین رہجاویگا جو ایک سال کی روزی ذخیرہ رکہین اور یقین ضعیف
ہوجاویگا ابن عمر نے کہا پہر ایک رات نہین گذری اور نہ ہمنے ابہی کچہ کہایا کہ یہ آیت اوتری وَکَاَیِّنْ مِّنْ
دَآبَّۃٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَہَا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میرے پروردگار نے مجہکو دنیا کے خزانے جمع کرنیکا
حکم نہین کیا اور نہ خواہشون کی پیروی کا سنو مین دینار اور درہمون کا خزانہ جمع نہین کرتا اور نہ کل کے
واسطے کچہ رکہتا ہون امام سیوطی نے کہا اسحدیث کی سند ضعیف ہے اس مین ابو عطوف جوزی راوی ضعیف
ہے یہ حدیث سخت منکر ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریقے کے مخالف ہے آپ اپنی ازواج
مطہرات کو ایک سال کا خرچ اکہٹا دیدیا کرتے تہے یہ حدیث معتبر کتابون مین ثابت ہے وَلَئِنْ سَاَلْتَہُمْ

مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۚ فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ○ اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَهٗ ۚ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمٌ ○ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ نَّزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهَا لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۚ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ۚ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ○ اور جو تو لوگون سی پوچھے کس نے بنائے آسمان زمین اور کام لگائے سورج چاند تو کہین اللہ نے پھر کہان سے اولٹ جاتے ہین **ف** یعنے اسباب رزق کو اوسی نے بنایا سب جانتے پھر اوسپر بھروسا نہین کرتے کہ وہی پہونچا بھی دیگا مگر جتنا وہ چاہے نہ جتنا تم چاہو یہ آگے سمجھادیا۔ **ف** اللہ تعالی پھیلاتا ہے روزی جسکو واسطے چاہے اپنے بندون مین اور ناپ کر دیتا ہے جسکو چاہے بیشک اللہ ہر چیز سے خبردار ہے یعنے ناپ کر دیتا ہے یہ نہین کہ ندی۔ اور جو تو پوچھے ان سے کسنے اتارا آسمان سے پانی پھر جلادیا اوس سے زمین کو اسکے مرے پیچھے تو کہین اللہ نے تو کہہ سب خوبی اللہ کو ہے پر بہت لوگ نہین بوجھتے **ف** یعنے مینہ بھی ہر کسیپر برابر نہین برستا اور اسیطرح حال بدلتے دیر نہین لگتی مفلس سے دولتمند کردے حافظ ابن کثیر کہتے ہین اللہ عز وجل آیتون مین اپنی الٰہیت ثابت کرتا ہے کہ اوسکے سوا کوئی لائق عبادت کے نہین ہے کیونکہ مشرکین اللہ کے سوا اورون کو بھی پوجتے تھے لیکن آسمان و زمین سورج چاند رات دن کا خالق اللہ عز وجل کو ہی جانتے تھے اور یہ اقرار کرتے تھے کہ بندون کا رازق اور انکی موت اور روزی کا آگے پیچھے کم و بیش کرنے والا وہی ہے کسی کو غنی دولتمند بنادے کسیکو فقیر محتاج جیسے مناسب دیکھتا ہے جسکو جسکا مستحق جانتا ہے ویسا کرتا ہے وہی سب کا خالق ہے وہی اکیلا سب کی تدبیر کرتا ہے پھر اسکا غیر کیون پوجا جاوے اسکے غیر پر کیون توکل ہو وہ اپنی بادشاہی مین اکیلا ہے اوس اکیلے کی ہی عبادت ہونی چاہیے قرآن پاک مین بہت جگہہ اللہ تعالی اپنی الٰہیت ثابت کرتا ہے لوگون سے توحید ربوبیت کا اقرار کرکے اور مشرک لوگ توحید ربوبیت کا اقرار کرتے تھے طواف کعبہ مین کہا کرتے تھے لبیک لا شریک لک لبیک الا شریکا ھو لک تملکہ وما ملک یا اللہ ہم حاضر ہین تیرا کوئی شریک نہین مگر وہ شریک جسکا تو مالک ہے اور وہ کچھ اختیار نہین رکھتا فتح البیان مین لکھا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالی نے جب نیکو والون اور مشرکون کا حال بیان فرمایا اور سننے والون کو تعجب گذرا کہ وہ اسکا اقرار کرتے ہین کہ انکا خالق رازق اللہ ہے اور اسکی عبادت نہین کرتے غیر کی عبادت نہین چھوڑتے تو فرمایا

اگر ان سے تو پوچھے کس نے بنائے آسمان زمین اور کام لگائی سورج چاند دو چیزون کا بیان فرمایا ایک ذوات
سے تعلق رکھتی ہے ایک صفات سے خلق کو ذوات سے تعلق ہے اور تسخیر کو صفات سے لوگ اسکا انکار نہیں
کر سکتے بیشک کہین گے اللہ نے یہ سب کچھ کیا پھر اسکیلیے اللہ کی آلہیت اور وحدانیت کی اقرار سے کیسے
پھر جاتے ہین آسمان زمین مین پیدا کرنا فرمایا اور سورج چاند مین تسخیر کیونکہ سورج چاند کا صرف پیدا
کرنا حکمت نہین ہے اگر سورج ایسی مخلوق ہوتی کہ ایک ہی جگہہ مین رہتا حرکت نہ کرتا تو رات دن اور
جاڑا گرمی حاصل نہوتا تو سورج چاند کی تحریک اور تسخیر مین ہی حکمت ٹھیری اور جب مشرکون نے بعض
مومنون سے کہا اگر تم حق پر ہوتے تو تم محتاج کیون ہوتے تو اللہ عزوجل نے انکار نہ کیا فرمایا اللہ سبحانہ
وتعالی پھیلاتا ہے روزی جسکے واسطے چاہے اپنے بندون مین اور ناپ کر دیتا ہے جسکو چاہے یعنی رزق
کی توسیع اور تقتیر اللہ باسط قابض کیطرف سے ہے جسکو واسطے چاہے پھیلا دے اور جسپر چاہے تنگ
کرے جسطرح اسکی حکمت چاہے اور جسطرح اسکے بندون کے احوال کے لائق ہو اسی لیے فرماتا ہے اللہ
ہر چیز سے خبردار ہے جس مین بندون کی صلاح جانتا ہے وہ کرتا ہے اور جس مین بندون کا فساد
جانتا ہے وہ نہین کرتا پھر فرماتا ہے کہ لوگ اقرار کرتے ہین کہ آسمان سے مینہ وہی برساتا ہے جب لوگ
قحط سے مرنے لگتے ہین انکار نہین کر سکتے پھر شرک کرتے ہین جب اللہ نے ان آیتون مین بیان کیا کہ
مشرک لوگ توحید ربوبیت کا اقرار و اعتراف کرتے ہین جو شرک کے بطلان کا مقتضی ہے پھر اسکیلیے
اسکی عبادت نہین کرتے تو اپنے رسول صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کو یہ حکم کیا کہ انکے اقرار اور عدم جحود
باوجود رسول کے بتلائی توحید مین انکے عناد اور تشدد کرنے پر اللہ کو حمد کہہ کہ حق تیرے ساتھہ کیا اور
اپنے تیری حجت ظاہر کی بعض نے کہا مینہ کے برسانے اور انکوری سے زمین کے زندہ کرنے پر حمد کہہ پہلی
سنے اولی ہین پھر انکی مذمت کی۔ فرمایا بلکہ بہت لوگ نہین بوجھتے یہ نہین سمجھتے کہ جس بات کا ہم
اقرار کرتے ہین اسکے مقتضا سے کیون منحرف ہوتے ہین وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلَّا لَهْوٌ
وَّلَعِبٌ وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝ فَاِذَا رَكِبُوْا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا
اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ اِذَا هُمْ يُشْرِكُوْنَ ۝ لِيَكْفُرُوْا بِمَا
اٰتَيْنٰهُمْ وَلِيَتَمَتَّعُوْا فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۝ اور یہ دنیا کا جینا تو یہی ہے جی بہلانا اور کھیلنا اور
پچھلا گھر جو ہے سو یہی ہے جینا اگر یہ سمجھہ رکھتے پھر جب سوار ہوئے کشتی مین پکارنے لگے اللہ کو

تری او سیہر رکہکر نیت پہر جب بچا لایا انکو زمین کی طرف اسوقت لگو شریک پکڑنے نگرتے رہین ہمارے دیئے سے اور برتتے رہین اب آگی جان لین گے **ف** حافظ ابن کثیر اپنی تفسیر مین کہتے ہین اسعزوجل اس آیت مین دنیا کی حقارت اور اسکا زوال و انقضا بیان فرماتا ہے اور یہ کہ دنیا کو دوام اور بقا نہین غایتہ الامر جو کچہ اس مین ہے سب جی بہلاو اور کہیل ہے اور آخرت دائمی حیات حق ہو جسکو زوال اور انقضا اور فنا نہین بلکہ وہ مستمرہ ابدالآباد ہے اگر یہ سمجہ رکہتے تو باقی کو فانی پر اختیار کرتے پہر اسہ تبارک وتعالی مشرکون کا حال بیان فرماتا ہے کہ وہ اضطرار کیوقت اسہ وحدہ لا شریک کو پکارتے ہین ہر وقت کیون نہین پکارتے ایسے ہی فرمایا بنی اسرائیل مین وَاِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ اِلَّا اِيَّاهُ فَلَمَّا نَجّٰىكُمْ اِلَى الْبَرِّ اَعْرَضْتُمْ الآیۃ اور جب تم پر تکلیف پڑی دریا مین بہول گئے ہو جنکو پکارتے تہے اسکے سوا پہر جب بچا لایا تم کو جنگل کیطرف ٹلا گئے اور یہان فرمایا فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ اِذَا هُمْ يُشْرِكُوْنَ محمد بن اسحاق نے عکرمہ بن ابو جہل کا حال ذکر کیا کہ جب رسول اسہ صلی اسہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ فتح کیا تو عکرمہ بہاگ گیا جب دریا مین سوار ہوا حبشہ کو جانے کو تو کشتی چکر کہانے لگی سب کہنے لگے اے لوگو اپنے رب سے خالص دعا کرو یہان اسکے سوا کوئی بچانے والا نہین تو عکرمہ نے کہا اسہ کی قسم اگر دریا مین اسکے سوا کوئی بچا نہین سکتا تو زمین مین بہی اسکے سوا کوئی نہین بچا سکتا یا اسہ مین تجہ سے عہد کرتا ہون کہ مین اگر زندہ نکلا تو حضور محمد کے ہاتہہ مین اپنا ہاتہہ رکہون گا پہر مین اوسکو بڑا رحم دل مہربان پاؤن گا سو ایسا ہی ہوا فتح البیان مین لکہا ہے کہ دنیا کی زندگی ایسی ہے جیسے بچے کسی چیز سے جی بہلاتے ہین اور کہیلتے ہین اور دنیا مین نماز روزہ حج زکوۃ استغفار تسبیح وغیرہ قربت کے کام جو کیے جاتے ہین یہ اصل مین آخرت کے کام ہین کیونکہ ان کا ثمرہ آخرت مین ہے کہیلے کا لہو کا معنے دنیا کی لذات سو فائدہ اوٹہانا ہے بعض نے کہا بیفائدہ اور بی ضرورت باتون مین مشغول ہونا لہو ہے اور لعب عبث اور بیہودہ بعض نے کہا لہو کا معنے حق سے بالکل اعراض کرنا اور لعب باطل باتون کیطرف متوجہ ہونا یہ رازی کا قول ہے اور اس مین دنیا کی تصغیر اور تحقیر اور ازدرا ہے اور آیت کا معنے یہ ہے کہ دنیا کی زوال کی سرعت اسکے اہل سے اور انکا تقلب اور انکی موت ایسی ہے جیسے بچے ایک گہڑی کہیلتے ہین پہر تتر بتر ہو جاتے ہین اور دار الآخرت ہی دائمی حیات ہے جسکو خلود ہے جس مین موت نہین ابو عبیدہ اور ابن قتیبہ اور واحدی نے کہا اور یہی تمام مفسرین کا قول ہے کہ حیوان کا معنے حیات ہے یعنے حیات باقی رہنے والی جسکو زوال

نہین نہ موت نہ بیماری نہ غم نہ اندوہ ابن عباس نے کہا حیوان کا معنے باقی رہنے والی ابوجعفر سے مروی
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اوس شخص سے بڑا ہی تعجب ہے جو دار الحیوان کو سچ جانتا ہو پھر دار
الغرور کے لیے سعی کرے اسکو ابن ابی الدنیا اور بیہقی نے شعب الایمان میں مرسلاً نکالا فرمایا اگر یہ لوگ یہ
سمجھ سکتے کہ اصل زندگانی آخرت ہی کی زندگانی ہے یا ان کو کچھ علم ہوتا تو دار فانیہ منغصہ کو آخرت باقیہ پر
قبول و پسند نہ کرتے پھر فرماتا ہے کہ انکو ایمان سے مانع صرف نری زندگانی دنیا کی ہے یعنے جب انکو زندگانی
کی امید منقطع ہو جاتی ہے اور غرق ہونے سے ڈرتے ہین تو فطرت کی طرف رجوع کرتے ہین سچی نیت سے اکیلے
اللہ ہی کو پکارتے ہین یا ایسے وقت مین بتون کو چھوڑ دیتے ہین جانتے ہین کہ اس شدت عظیمہ نازلہ کو اللہ
عزوجل کے سوا کوئی دور کرنیوالا نہین جب وہ عزیز حکیم انکو بچا دیتا ہے زمین میں پہونچا دیتا ہے اور وہ بیخوف
ہو جاتے ہین اسیوقت شریک پکڑنے لگتے ہین اور غیر اللہ کو پکارنے لگ جاتے ہین اور اپنے اس عناد پر پلٹ
جاتے ہین بعض نے کہا جاہلیت کے زمانے مین جب دریا مین سوار ہوتے تو بتون کو ساتھ لے لیتے جب آندھی
سخت چلتی تو بتون کو دریا مین پھینک دیتے اور اللہ اکیلے کو پکارنے لگجاتے ہین دریا سے بچکر شرک کرنا
اللہ کے دیے کا حق نہ ماننا اور اسکی نعمت سے مکرنا ہے اس سے کب تک فائدہ اوٹھائین گے ابھی اسکی
عاقبت جان لین گے بعض نے کہا اسکا معنے یہ ہے کہ انکو شریک پکڑنے مین کچھ فائدہ نہین سوا دنیا مین
فائدہ اوٹھانے کے اور آخرت مین انکو کچھ حصہ نہین بعض نے کہا معنے یہ ہے کہ ہم نے تمکو جو نعمت دی
اوس سے منکر ہو جاؤ اور فائدہ اوٹھاؤ ابھی اسکی عاقبت جان لوگے اسپر ابی کی قرارت وتمتعوا دلالت
کرتی ہے اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا اٰمِنًا وَّيُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ ۭ اَفَبِالْبَاطِلِ
يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَكْفُرُوْنَ ۝ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَي اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ
بِالْحَقِّ لَمَّا جَاۗءَهٗ ۭ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ
سُبُلَنَا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ کیا نہین دیکھتے کہ ہمنے رکھدی ہے پناہ کی جگہہ امن کی اور لوگ
اچکے جاتے ہین انکے آس پاس سے کیا جھوٹ پر یقین رکھتے ہین اور اللہ کا احسان نہین مانتے ف
مکے کے لوگ اللہ کے گھر کی طفیل دشمنون سے پناہ مین تھے اور ساری ملک عرب مین فساد تھا بتون کے
جھوٹے احسان مانتے ہین یہ سچا احسان نہین مانتے ف اور اس سے بے انصاف کون جو باندھے
اللہ پر جھوٹ یا جھٹلا دے سچی بات کو جب اس تک پہونچے کیا دوزخ مین بسنے کی جگہہ نہین منکرون

کی اور جنہوں نے محنت کی ہماری واسطے ہم سوجھا دینگے انکو اپنی راہین اور بیشک اللہ تعالی ساتھہ ہے نیکی والوں کے ف اپنی راہین یعنے راہین قرب کی اور رضا کی جو بہت ہیں تفسیر ابن کثیر مین ہے کہ اللہ عزوجل قریش پر اپنا احسان جتلاتا ہے کہ ان کو اپنے حرم مین بسایا جسکو سب لوگون کے واسطے بنایا برابر ہے اس مین لگا رہنے والا اور باہر کا اور جو اسکے اندر آیا اسکو امن ملا تو مکہ کے لوگ اللہ تعالی کے گہر کی طفیل بڑے امن مین تہے اور ساری عرب مین فساد تہا ایک ایک کو لوٹتا ایک ایک کو قتل کرتا جیسے فرمایا اسواسطے کہ ہلا رکہا قریش کو ہلا رکہنا اونکو کوچ سے جاڑے کے اور گرمی کے تو چاہیے بندگی کرین اس گہر کے رب کی جس نے انکو کہانا دیا بہوک مین اور امن دیا ڈر مین اس نعمت عظیمہ کا شکر یہ کیا کہ اسکے ساتھہ شریک مقرر کیے اور اسکے ساتھہ اصنام و انداد کی عبادت کی اور بدلا کیا اللہ کے احسان کا ناشکری اور اتارا اپنی قوم کو تباہی کے گہر مین اللہ کے نبی بندی رسول کو نہ مانا اون کو لائق یہ تہا کہ خالص اللہ کی عبادت کرتے اوس سے شریک نہ کرتے اور اسکے رسول کی تصدیق کرتے اور اسکی تعظیم و توقیر کرتے اولٹا اوسکو نکالدیا اپنے شہر سے اللہ نے بہی ان سے اپنی نعمتین چہین لین اور بدر مین کئی ایک کو قتل کیا پہر دولت و غلبہ اللہ اور رسول اور مومنون کو ہو گیا اللہ نے اپنے رسول پر مکہ فتح کر دیا انکی ناک خاک آلودہ کین انکو ذلیل و خوار کیا اوس سی سخت عذاب مین کون جو اللہ پر جہوٹ باندہے اور کہے اللہ نے مجہپر وحی کی اور اسکو کچہ وحی نہ ہو اور جو کہے مین بہی اوتارونگا ویسا ہی جیسا اللہ نے اوتارا ایسے ہی اوس سے سخت عذاب مین کون جو سچی بات کو جہٹلاوے جب اس پاس پہونچے پہلا مفتری دوسرا مکذب اسی لیے فرمایا کیا دوزخ مین منکرون کے بسنے کی جگہہ نہین پہر فرمایا اور جنہون نے محنت کی ہماری واسطے یعنے رسول اللہ اور آپکے صحابہ اور اتباع نے قیامت تک ہم انکو دنیا اور آخرت مین اپنی راہین سوجہادینگے ابن ابی حاتم نے ابواحمد عباس ہمدانی عکی سے اس آیت کی تفسیر مین یہ نقل کیا کہ جو لوگ اپنے علم پر عمل کرتے ہین اللہ انکو ان باتون کی ہدایت کرتا ہے جو ان کو معلوم نہ ہون احمد بن ابی الحواری نے کہا مینے یہ معنے ابو سلیمان دارانی سے بیان کیے اوسکو یہ معنے اچہے لگے پہر بولا جسکو کسی اچہی بات کا الہام ہو تو اوسکو واجب ہے کہ جب تک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ معنے سن نہ لے جبتک اپنے الہام پر عمل نہ کرے جب حضرت سے سن لی تو اوسپر عمل کرے اور الحمد للہ کہے تاکہ دل اور زبان موافق ہو جاوین ابن ابی حاتم

نے شعبی سے روایت کی کہ حضرت عیسی علیہ السلام نے فرمایا احسان اسکا نام ہے کہ جو شخص تجھ سے برائی کرے
اوس پر تو احسان کرے اسکا نام احسان نہیں کہ جو تجھ پر احسان کرے تو اوس پر احسان کرے واللہ اعلم سورہ
عنکبوت کی تفسیر ختم ہوئی ولله الحمد والمنة فتح البیان کا بیان یہ ہے کہ کفار قریش یہ نہیں دیکھتے کہ ہم
نے انکو شہر مکہ میں بسایا جو امن کی جگہ ہے غارت اور قتل اور قید اور لوٹ دھاڑ سے سلامت اور عافیت
میں ہیں اور سارے ملک عرب میں ہر وقت مار دھاڑ رہتی ہے انکے مال و جان کی لشکر بھیجکر کشی کرتے ہیں عرب
کے شطار بدباک اور شیاطین انکے حرم اور اموال کو لوٹ لیجاتے ہیں باطل سے مراد شرک اور اصنام
اور شیطان ہے اب اللہ کی حجت قائم ہو چکی خود وہ ایسی باتوں کا اقرار کرتے جو توحید کی موجب ہوتیں
پھر جھوٹ پر یقین کرتے اللہ کی بڑی نعمت حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دین اسلام کا شکر نہ
بجا لاتے اور اس سے بے انصاف کون جو کہے اللہ کا شریک ہے یا اوسکے رسول کو جھٹلاوے جو انکی
طرف بھیجا گیا یا اوسکی کتاب کو جو رسول پر اوتری سدی نے کہا حق سے مراد توحید ہے ظاہر یہی ہے کہ
جسپر حق صادق آوے اوسکو شامل ہے رسول کتاب توحید سب حق کا معنے ہیں پھر مکذبین کو دھمکایا اور
ڈرایا کہ جو ایسے ایسے کام کریں ایسی ایسی ناشکری اور ایسی دلیری کریں انکو دوزخ میں کیا جگہ نہیں
جب مشرکین جاحدین توحید کافرین نعم اللہ کا حال ذکر فرمایا تو انکے مقابلہ میں اپنے بندوں صالحین کا
حال بیان فرماتا ہے اور جنہوں نے ہماری واسطے بڑے درجہ کی محنت کی ہماری رضامندی حاصل کرنے
کو اور جو ہم پاس خیر ہے اسکی امید پر تو ہم ان کو اپنی راہیں سوجھا دینگے بعض نے کہا ہماری حق میں
اور ہماری واسطے اور خالص ہماری مونہ کو اور خاص ہماری مراقبت اور قرب کو بڑی بڑی طاعات
ہمیشگی کیں کفار وغیرہ سے شدت و رخا اور مخالفت نفس میں ہجوم فتن اور شدائد محن میں ہماری عظمت
کو قولی اور فعلی جہاد کیا ہم انکو اپنی طرف آنیوالی راہیں سوجھا دینگے بعض نے کہا نیک راستوں کیطرف
زیادہ ہدایت اور توفیق دینگے ابن عطا سے مروی ہے کہ جنہوں نے ہماری رضامندی حاصل کرنیکو
محنت کی ہم انکو اپنی رضامندی تک پہونچنے کی ہدایت کرینگے جنید سے منقول ہے جنہوں نے توبہ میں
محنت کی ہم انکو اخلاص کی راہیں سوجھا دینگے یا جنہوں نے ہماری خدمت میں محنت کی ہم ان پر
اپنی مناجات اور انس کی راہیں کھول دینگے ابن عطیہ نے کہا یہ آیت مکی ہے جہاد عرفی کے فرض
ہونے سے پہلے اوتری اس سے مراد دین میں جہاد عام اور اسکی رضامندی کی طلب میں کوشش کرنی

ہے بعض نے کہا یہ آیت اللہ کے بند ... اوزی سفیان بن عیینہ نے کہا جب لوگون کے اقوال مختلف
ہون تو اہل ثغور اور سلف کے اقوال ... دیکھنا چاہیے کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالی فرماتا ہے والذین جاہدوا
فینا لنہدینہم سبلنا بعض نے کہا طاعات پر صبر کرنا اور ہوی کی مخالفت مجاہدہ ہے فضیل بن عیاض
نے کہا جنہون نے طلب علم مین محنت کی ہم انکو علم اور عمل کی راہین سوجہادینگے سہل بن عبداللہ نے
کہا جنہون نے سنت کی اقامت اور بدعت کی اماتت مین کوشش کی ہم انکو بہشت کی راہین دکہلاوینگے
ابن عباس نے کہا جنہون نے ہماری طاعت مین کوشش کی ہم انکو اپنے ثواب کی راہین دینگے اور
ابوسلیمان دارانی نے کہا جنہون نے اپنے علم مین محنت کی ہم انکو وہ باتین سوجہادینگے جو وہ نہین
جانتے اور بعض سے منقول ہے جو شخص اپنے علم پر عمل کرے اسکو ان باتون کی توفیق ملتی ہے جو وہ نہین
جانتا ابراہیم بن ادہم نے کہا یہ آیت ان لوگون کے حق مین ہے جو اپنے علم پر عمل کرتے ہین ابوسلیمان
دارانی نے یہہ بھی کہا کہ اس آیت مین جہاد سے مراد صرف قتال کفار ہی نہین بلکہ دین کی مدد اور
مبطلین اور ظالمین پر رد وقمع بھی مراد ہی اینمین سے بڑکر اتو ہین امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اور مجاہدۃ النفوس
فی طاعت اللہ ہے ابن عیینہ نے فرمایا دنیا مین سنت کی مثال جیسے عقبے مین بہشت جو عقبی مین بہشت مین
داخل ہو وہ سلامتی پاوے ویسے ہی جو دنیا مین سنت کو لازم پکڑے وہ سلامتی پاوے اور آیت کا ظاہر
عام ہے ان سب معنون کو شامل ہے نسفی نے کہا مجاہدہ کو مطلق رکہا اسکو مفعول سے مقید نہ کیا
تاکہ ہر ایک مجاہدہ کو شامل ہو جس سے مجاہدہ کرنا واجب ہے نفس وشیطان اور دین کے دشمنون سے اور بیشک
اللہ ساتھہ ہے نیکی والون کے نصرت اور معاونت سے دنیا مین اور بخشش ومغفرت سے عقبی مین ثواب انکا
بہشت ہے آخرت مین اور جسکی ساتھہ اللہ ہو وہ کبھی ذلیل وخوار نہ ہوگا فقط سورہ عنکبوت کی تفسیر ختم ہوئی۔

والحمد للہ الذی بعزتہ وجلالہ تتم الصالحات

اللہ تعالے کا ہزار ہزار شکر ہے کہ خاکساران کے اہتمام سے تفسیر ترجمان القرآن بلطائف البیان کی دسوین
جلد بہت ہی خوشنمائی کے ساتھہ زیور طبع سے مزین ہوکر شائقین قرآن مجید کے لیے ذخیرہ عاقبت ہوئی اللہ تعالے
اسکے پڑہنے پڑہانے والے کو اجر دارین عطا فرماوے اسکی
گیارہوین جلد کا بھی اہتمام شروع ہے اللہ تعالی اسکی تمام کی توفیق بخشے